یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

مثنوی مولوی معنوی

رحمہ اللہ تعالیٰ

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفترِ دوم کی اشاعت

۲۸ مارچ ۱۹۷۱ء کو دفترِ دوم کی رسمِ اجرا عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی بستی شیخ نظام الدینؒ دہلی میں زیرِ صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہلِ علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درسگاہوں کے اساتذہ اِس میں شریک تھے۔ تلاوتِ قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانائے روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایمبسی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائرکٹر ایران کلچرل ہاؤس نے مولانائے روم پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اِس کے بعد جناب پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیرِ تعلیم حکومتِ ہند کے ہاتھوں دفترِ دوم کا اجرا عمل میں آیا۔ موصوف نے دورانِ تقریر میں دفترِ دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفترِ دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اِس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اِسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اُس نے بھی اِس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اُردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفترِ دوم اور اِس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اِس کے بعد سے ہندوستان کے اہلِ قلم اور علمی رسائل دفترِ دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفترِ دوم کے مقدمہ میں اِس کام کے سلسلہ میں وزارتِ تعلیم کی مالی اعانت کا شکریہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد

Presented by www.ziaraat.com

تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل ہی رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لائبریریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید مشکر گذار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ منقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغول ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آجائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں

تصوف کی اُن اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں، دفتر اوّل اور دوم کے مقدّمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں' ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے :-

حیرت۔ سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قربِ الٰہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقامِ حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیاتِ ربّ کی فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو اُن چیزوں سے استغنا بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ فِیْكَ تَحَیُّرًا ۔ اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مرا از ہر دو جہاں بے نیاز کرد
ایں خواب کارِ دولتِ بیداری کند

مقامِ حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے
یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اِس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدانِ حشر میں اُس وقت ہو گی جبکہ

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ حق ارشاد فرمائے گا۔ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ أَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا۔ مقامِ رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلّت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا۔ إِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِيْبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ النِّعْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالقضا کی بحث مولانائے رومؒ نے مفصّل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال۔ مولانائے رومؒ نے ابدال کی تعریف یوں فرمایا ہے

کیست ابدال؟ آنکہ او مبدل شود　　خمرش از تبدیلِ یزداں خل شود

ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہوجائے　　اللہ کے تبدیل کر دینے سے اُس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاقِ ردیہ ہوں وہ اخلاقِ حسنہ میں تبدیل ہوجائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔

وَرَدَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ كَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُمْ اَقْوِيَاءَ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ يَفْضُلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلْقِ وَصِدْقِ النِّيَّةِ وَسَلَامَةِ الْقُلُوْبِ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ منقول ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے قوی لوگوں کو اُن کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ اُن کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں اُن میں حسنِ خلق اور نیّت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیانِ ثابتہ۔ وہ تمام اشیاء جو موجوداتِ خارجیہ کہلاتی ہیں اور عالمِ شہود میں حواس کے ذریعہ محسوس

Presented by www.ziaraat.com

ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیانِ ثانیہ کہلاتا ہے۔ خارجی جس قدر موجودات ہیں وہ اُن اعیانِ ثانیہ کا عکس اور ظل ہیں اور اُن اعیانِ ثابتہ کی اصل اسماءِ الٰہی، اور اسماءِ الٰہی کی اصل حقیقتِ الٰہیہ ہے۔ مولانائے روم اعیانِ ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماءِ الٰہی کو سرِ ماہیات سے اور حقیقتِ الٰہیہ کو سرِ سرِ ماہیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اِس شعر میں فرمایا ہے ؎

زانکہ ماہیات و سرِ سرِ آں　　پیشِ چشمِ کاملاں باشد عیاں

یعنی اَعیانِ ثابتہ اور اُن کا سر اسماءِ الٰہی اور اُس سر کا سر یعنی حقیقتِ الٰہیہ کاملوں کے مشاہدہ میں ہوتی ہے اِسی لئے بعض کاملین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْاَشْیَاءَ بِاللّٰہِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔

عقلِ معاش۔ وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اِسی کو مثنوی میں عقلِ جزوی اور عقلِ ناقص بھی کہا گیا ہے۔

عقلِ معاد۔ وہ عقل جو دینی اور اُخروی معاملات میں تیز ہو اُس کو عقلِ معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقلِ کلی، عقلِ کامل، عارف کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مستور الحال۔ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو اَبدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوْلِیَاءَ اَخْفِیَاءَ شُعْثَۃٌ رُؤُسُھُمْ مُغْبَرَّۃٌ وُجُوْھُھُمْ اِذَا اِسْتَاذَنُوْا عَلَی الْاَمْرِ لَمْ یُؤْذَنْ لَھُمْ وَاِذَا غَابُوْا لَمْ یُفْتَقَدُوْا وَاِذَا حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَاِنْ مَرِضُوْا لَمْ یُعَادُوْا وَاِنْ مَاتُوْا لَمْ یَشْھَدُوْا وَھُمْ مَجْھُوْلُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَشْھُوْرُوْنَ فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء ہیں جن کے سر کے بال پراگندہ ہیں اُن کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں اُنکو اجازت نہیں دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو اُن کی لوگ جستجو نہیں کرتے ہیں اور اگر موجود ہوں تو اُنکو پکارا نہیں جاتا ہے اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو اُنکی عیادت نہیں کیجاتی ہے اور اگر وہ مر جائیں تو لوگ اُنکے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں گمنام ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک

Presented by www.ziaraat.com

بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں مراقبہ میں تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خواجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے ہیں اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں اس پر ان بزرگ نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خواجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انھوں نے کہا کہ کیا آپ خواجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

الہام۔ اسی کو حکمت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو اولیاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی متلو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اسکو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔

مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالے کی طرف سے، کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہیئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنیوالا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔

اور فرشتے کا ڈرانا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان سے خدا کی پناہ پکڑے۔

تناسخ جو لوگ تناسخ کے عقیدے کے قائل ہیں اُن کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہے، اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادّے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادّہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آجاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچتا ہے ؎

از جمادی مُردم و نامی شُدم — وز نما مُردم بحیواں سر زدم
مُردم از حیوانی و آدم شُدم — پس چہ ترسم کے ز مردن کم شوم

ان مذکورہ بالا اشعار میں مادّی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

حملۂ دیگر بمیرم از بشر — تا بر آرم از ملائک بال و پر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو — كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

جسمِ مثالی اہلِ شرع اور اہلِ تصوف متعدد عوالم موجود مانتے ہیں ایک عالمِ شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اِس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، یہاں تمام اجسام مادّہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک عالمِ مثال ہے جس میں ہر وہ مخلوق جو اِس عالمِ شہود میں ہے اُس عالم میں بھی ہے لیکن اِس عالم میں مادّہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اُس کا جسم ہے وہ جسمِ عنصری نہیں بلکہ جسمِ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص

صلح حدیبیہ۔ ۶ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چند میل دور مقامِ حدیبیہ پہ پہنچے تو آنحضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہلِ مکہ بزورِ شمشیر مکہ میں داخلے سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضورؐ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہلِ مکہ سے کہلایا کہ ہم عُمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائینگے۔ ہمارا مقصد اہلِ مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہلِ مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو اُن کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کیلئے ذلت آمیز۔ یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مُرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اُس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اُس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہؓ کو ناگوار بھی گذریں لیکن آنحضورؐ نے خدا وندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نما فتح تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضورؐ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضورؐ کے زیرِ نگیں آ گیا۔

بنی نضیر۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انھوں نے مخفی طور پر آنحضورؐ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضورؐ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں اُن کو مدینہ کے اطراف سے ۴ھ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہو جانے کی اجازت دیدی گئی۔

بنو قریظہ۔ یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضورؐ نے اُن سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رُو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔

غزوۂ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد تو در کنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوۂ خندق میں جب غیبی تائید سے آنحضورؐ کو ۵ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضورؐ نے اُن لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔

بلال بن رباحؓ۔ حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انھوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا اُمیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرزا طاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے

اُن کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گذاری، اُن کو مؤذنِ رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لا سکے اور ملکِ شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ اُن کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، عذر پیش کرنے کے باوجود تعمیلِ حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔

طالوت۔ یہ بنی اسرائیل کا ایک نیک بادشاہ تھا اِس کی بادشاہت پیغمبرِ وقت شموئیلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اُس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شموئیلؑ نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤدؑ کو فوج میں شامل کر لیا۔ دورانِ سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤدؑ نے وہ پتھر اُٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤدؑ نے وہی پتھر اُس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ "اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔"

حضرت مریم علیہا السلام۔ حضرت مریمؑ کنوارپن ہی میں بحکمِ خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دُعا کرنے لگیں۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا کاش میں اِس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری بن جاتی۔ فرشتے نے اُن کو تسلی دی پھر جب اُن کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ اُن کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے اُن کو ملامت شروع کر دی اِس پر اُنھوں نے لوگوں سے کہا تم اِسی بچّے سے اِس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم گہوارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰؑ بول اُٹھے۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اُس نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے اُس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اِس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔

اہلِ سبا ۔ یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہلِ سبا کا ذکر حسبِ ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ

بیشک سبا والوں کے لئے اپنی ہی بستی میں نشانی تھی دائیں بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشنے والا۔ تو انھوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب اُن پر چھوڑ دیا اور دو عمدہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بدمزہ میوے اور جھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ اُن کی ناشکری کی ہم نے اُن کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکرے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ۔ یہ مالک کے بیٹے تھے اور اُن کی ماں کی کنیت اُمِ سلیم تھی۔ مالک کے بعد اُمِ سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابو طلحہؓ نے کی۔ جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ اُن کو اُن کی ماں اور حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضورؐ کی خدمت پر مامور کر دیا انھوں نے بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے بہت خوش تھے اور اُن کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے اُن کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔ آنحضورؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ۹۱ھ میں بعمر تقریباً ۱۰۳ سال انھوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور اُن کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تیہ ۔ بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عمالقہ سے جہاد کرے

ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انھیں تیہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے تھے، صبح کو سو کر اٹھتے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اویس۔ یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کی محتاج اور ضرورتمند تھیں لہٰذا ان کی آنحضورؐ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضورؐ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اویسیہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام اروی اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضورؐ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضورؐ کو تکلیف پہنچانے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے آنحضورؐ کی ابتدائے دعوت سے آخر دم تک آنحضورؐ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی سورۂ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرعونِ موسیٰؑ

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہانِ مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ
۱۸ اگست ۱۹۷۶ء

سجاد حسین
صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

Presented by www.ziaraat.com

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانائے روم رح

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	
۲	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار	
۳	قصۂ خورندگان پیل بچگان	
۴	بقیۂ قصۂ معترضان پیل بچگان	
۵	بازگشتن بحکایتِ پیل بچگان	
۶	خطائے محبان کہ بہتر از صوابِ بیگانگانست	
۷	امر کردنِ حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	
۸	اللہ گفتنِ نیازمندمین لبیک گفتنِ حق ست	
۹	فریفتن روستائی شہری را	
۱۰	قصۂ اہلِ سبا و طاغی کردن نعمت ایشان را	
۱۱	جمع آمدنِ اہلِ آفت ہر صباحے	
۱۲	باقی قصۂ اہلِ سبا	
۱۳	بقیۂ قصۂ رفتنِ خواجہ بدعوتِ روستائی	
۱۴	دعوت کردنِ بازبطاں را	
۱۵	رجوع بحکایتِ خواجہ و روستائی	
۱۶	قصۂ اصحابِ ضرواں وحیلہ کردنِ ایشان	
۱۷	رواں شدنِ خواجہ بسوئے دہ باعیالاں	
۱۸	رفتنِ خواجہ و قومش بسوئے دہ	
۱۹	نواختنِ مجنون آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلےٰ بود	
۲۰	رسیدنِ خواجہ و قومش بدہ و اشارت و شناختن مدعی کمال را	
۲۱	افتادنِ شغال در خمِ رنگ و رنگین شدنِ وے	
۲۲	چرب کردنِ مردِ لافی لب و سبلتِ خود را	
۲۳	ایمن بودنِ بلعم باعور کہ امتحان کرد حضرت عزت او را	
۲۴	بردنِ گرگ دنبہ را و رسوا شدنِ پہلواں	
۲۵	دعوائے طاؤسی کردنِ آں شغال کہ در خمِ صباغ افتادہ بود	
۲۶	دعویٰ کردنِ فرعون الوہیت را	
۲۷	تفسیر وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ	

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۸	قصۂ ہاروت و ماروت و دلیریِ ایشان بر امتحان حق تعالیٰ	
۲۹	مستیِ خر از دیدنِ شحانہ و جستنِ او بکوہ مقابل	
۳۰	تمنا کردنِ ہاروت و ماروت مقام بشریت را	
۳۱	خواب دیدنِ فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را	
۳۲	بمیدان خواندنِ فرعون بنی اسرائیل را	
۳۳	حکایت در تمثیل	
۳۴	بازگشتنِ فرعون از میدان بشہر شادماں	
۳۵	جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰ ع	
۳۶	وصیت کردنِ عمران جفت را	
۳۷	ترسیدنِ فرعون از بانگ و غریو و غوغا	
۳۸	پیدا شدنِ ستارۂ موسیٰ ع بر آسماں	
۳۹	خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را	
۴۰	بر وجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	
۴۱	باز وحی آمدن بمادرِ موسیٰ علیہ السلام	
۴۲	حکایت مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت	
۴۳	تہدید کردنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۴	جواب گفتنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۴۵	پاسخ دادنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۶	جواب موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را	
۴۷	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	
۴۸	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	
۴۹	فرستادنِ فرعون بمدائن در طلبِ ساحران	
۵۰	استفسار کردنِ ہر دو ساحر از مادر گورِ پدر را	
۵۱	جواب گفتنِ ساحرِ مردہ با فرزندانِ خود	
۵۲	تشبیہ کردنِ قرآنِ مجید را بعصائے موسیٰ علیہ السلام	
۵۳	جمع آمدنِ ساحراں از مدائن پیشِ فرعون	
۵۴	اختلاف کردن در چگونگی و شکلِ پیل در شبِ تار	

نمبر	عنوان	صفحہ
۵۵	دعوت کردنِ نوح علیہ السلام پسر را در کشیدن اُو	
۵۶	توفیق بیانِ ایں دو حدیث کہ الرضا بالکفر کفر و حدیث دیگر کہ مَن لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِی وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِی الخ	
۵۷	مثل در بیانِ آنکہ حیرت مانعِ بحث و فکرت ست	
۵۸	حکایت	
۵۹	داستان مشغول شدنِ عاشق بعشق نامہ خواندن	
۶۰	حکایت آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع می کرد	
۶۱	دویدن گاو در خانۂ آں دعا کنندہ بالحاح	
۶۲	در بیانِ آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پر ست	
۶۳	مثال رنجور شدنِ آدمی بوہم تعظیم خلق	
۶۴	در بیانِ آنکہ عقولِ خلق متفاوت ست در اصل فطرت	
۶۵	در وہم افگندن کودکاں استاد را بمکر	
۶۶	رنجور شدن فرعون بوہم از تعظیم خلقاں	
۶۷	رنجور شدن استاد معلّم بوہم و خیال	
۶۸	دوم بار در وہم افگندن کودکاں استاد را	
۶۹	خلاصی یافتنِ کودکاں از مکتب بدیں مکر	
۷۰	رفتن مادرانِ کودکاں باداد بعیادتِ استاد	
۷۱	در بیانِ آنکہ تن روح را چوں لباسے ست	
۷۲	حکایت آں درویشے کہ در کوہ خلوت کردہ بود	
۷۳	دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفقِ عاقبت گفتن	
۷۴	بقیہ قصہ آں زاہد کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کوہی از درخت باز نگیرم	
۷۵	تشبیہ بند دام قضا بصورتِ پنہاں و اثر پیدا	
۷۶	مضطرب شدن آں فقیر نذر کنندہ و کندنِ امرود از درخت	
۷۷	متہم کردنِ آں شیخ را با دزداں و بریدنِ دستش را	
۷۸	کراماتِ شیخ اقطع و زنبیل بافتنِ او بدو دست در خلوت	
۷۹	سبب جرأتِ ساحران فرعون بر قطع دست و پا	
۸۰	شکایت کردن استر پیشِ شتر کہ من بسیار در رُوئے می افتم	
۸۱	اجتماع اجزائے خر عزیر علیہ السلام بعد پوسیدنش	

نمبر	عنوان	صفحہ
۸۲	جزع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگِ فرزندان خویش	
۸۳	عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ فرزنداں	
۸۴	قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روئے مصحف	
۸۵	صبر کردن لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن راست میکرد از سوال	
۸۶	بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آں بنظر	
۸۷	صفتِ بعض اولیا کہ راضی اند باحکام الٰہی	
۸۸	سوال کردنِ بہلول آں درویش ولی را	
۸۹	قصہ دقوقیؒ و کراماتش	
۹۰	باز گشتن بقصہ دقوقی علیہ الرحمۃ	
۹۱	بہر طلب کردنِ موسیٰ خضر را علیہما السلام	
۹۲	باز گشتن بقصہ دقوقی علیہ الرحمۃ	
۹۳	نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل	
۹۴	شدنِ آں ہفت شمع بر مثالِ یک شمع	
۹۵	نمودن آں شمعہا در نظر آں شیخ ہفت مرد	
۹۶	باز شدنِ آں شمعہا ہفت درخت	
۹۷	مخفی بودنِ آں درختاں از چشمِ خلق	
۹۸	یک درخت شدنِ آں ہفت درخت در نظر او	
۹۹	ہفت مرد شدنِ آں ہفت درخت	
۱۰۰	پیش رفتن دقوقیؒ بامامت آں قوم	
۱۰۱	پیش رفتن دقوقیؒ بامامتِ آں قوم غیبی	
۱۰۲	اقتدا کردن آں قوم از پس دقوقیؒ	
۱۰۳	بیان اشارتِ سلام سوئے دستِ راست	
۱۰۴	شنیدن آں دقوقیؒ در نماز افغانِ اہل کشتی را	
۱۰۵	تصورات مرد حازم	
۱۰۶	دعا و شفاعت دقوقیؒ در خلاصِ آں کشتی	
۱۰۷	انکار کردنِ آں جماعت بر دعا و شفاعتِ دقوقیؒ	
۱۰۸	باز شرح کردنِ حکایتِ آں طالب روزی حلال	
۱۰۹	رفتن بر خصم پیشِ داؤد علیٰ نبینا و علیہ السلام	

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۱۰	بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم	
۱۱۱	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	
۱۱۲	تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد علیہ السلام	
۱۱۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	
۱۱۴	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذرد	
۱۱۵	حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ جملہ مال خود بوے بخش	
۱۱۶	عزم کردن داؤد بخواندن خلق بران صحرا کہ راز را آشکارا کند	
۱۱۷	گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا	
۱۱۸	بیرون رفتن خلائق بسوے آں درخت	
۱۱۹	قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را	
۱۲۰	در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آں خونیست کہ مدعی گاؤ کشتہ بود	
۱۲۱	گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقاں	
۱۲۲	قصہ اہل سبا و حماقت ایشان	
۱۲۳	شرح آں کور دور بین و آں کر تیز شنو	
۱۲۴	صفت خرمی شہر سبا و ناشکری ایشاں	
۱۲۵	آمدن پیغمبراں بہ نصیحت اہل سبا	
۱۲۶	معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام	
۱۲۷	متہم داشتن قوم انبیا را علیہم السلام	
۱۲۸	حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را برسالت پیش فیل فرستادند	
۱۲۹	جواب گفتن انبیاء طعن ایشاں را	
۱۳۰	بیان آنکہ ہر کس را از سر شغل آوردن حاصہ در کار الٰہی	
۱۳۱	تشنیع زدن قوم نوح باستہزاء در زمان کشتی ساختن او	
۱۳۲	حکایت آں دزد کہ پرسیدند چہ میکنی در نیم شب	
۱۳۳	جواب آں مثل کہ منکراں گفتند از رسالت خرگوش	
۱۳۴	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم	
۱۳۵	ندامت حال آں مرغ کہ ترک حزم کرد	
۱۳۶	حکایت نذر کردن سگاں ہر زمستاں	
۱۳۷	منع کردن منکراں انبیاء را علیہم السلام از نصیحت کردن	
۱۳۸	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	
۱۳۹	مکرر کردن آں منکراں حجتہائے جبریانہ را	
۱۴۰	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را	
۱۴۱	مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام	
۱۴۲	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشاں را	
۱۴۳	حکمت در آفریدن دوزخ و آں جہاں	
۱۴۴	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب تسخیر کردن جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ	
۱۴۵	قصہ عشق صوفی بر سفرہ تہی از خورش	
۱۴۶	مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بچشیدن جام حق تعالیٰ	
۱۴۷	حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات	
۱۴۸	نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکراں	
۱۴۹	بیان آنکہ ایمان مقلد خوف و رجا است	
۱۵۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ ان للہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء	
۱۵۱	حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالکؓ	
۱۵۲	قصہ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را	
۱۵۳	مشک آں غلام پر شدن از غیب بمعجزہ رسول خدا صلعم	
۱۵۴	دیدن خواجہ غلام خود را سفید و ناشناختن	
۱۵۵	در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہرچہ داد و آفرید از سموات و ارض و اعیان و اعراض ہمہ را باستدعا و حاجت آفرید	
۱۵۶	آمدن زنے کافرہ با طفل شیر خوارہ نزد رسول خدا صلعم	
۱۵۷	ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بردن بہوا	
۱۵۸	وجہ عبرت گرفتن ازیں حکایت	
۱۵۹	استدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائم	
۱۶۰	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	
۱۶۱	قانع شدن آں مرد بطالب تعلیم زبان مرغ خانگی	
۱۶۲	جواب خروس سگ را	
۱۶۳	خجل شدن خروس پیش سگ	
۱۶۴	خبر دادن خروس از مرگ آں خواجہ	
۱۶۵	دویدن آں شخص بسوئے موسیٰ بزینہار چوں خبر مرگ خود شنید	
۱۶۶	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص	
۱۶۷	اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را	
۱۶۸	حکایت آں زن کہ فرزندش نمی زیست	
۱۶۹	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ	
۱۷۰	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مر آں خلق را	
۱۷۱	حیلہ دفع مغبون شدن در بیع و شری	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار — این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار

اے ضیاء الحق حسام الدین لا — یہ تیسرا دفتر، کیونکہ تین بار سنت ہے

برگشا گنجینۂ اسرار را — در سوم دفتر بہل اعذار را

رازوں کا خزانہ کھول دے — تیسرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے

قوتت[2] از قوتِ حق می زہد — نز عروقے کز حرارت می جہد

تیری طاقت اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہو — نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے پھڑکتی ہیں

ایں چراغ شمس[3] کو روشن بود — نز فتیل و پنبہ و روغن بود

یہ سورج کا چراغ جو روشن ہوتا ہے — بتی اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے

سقفِ[4] گردوں کو چنیں دائم بود — نز طناب و استنے قائم بود

آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے — رسے اور ستونوں کی وجہ سے قائم نہیں ہے

قوتِ جبریلؑ[5] از مطبخ نبود — بود از دیدارِ خلاقِ وجود

حضرت جبرئیلؑ کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی — وجود کو پیدا کرنے والے اللہ کے دیدار کی وجہ سے تھی

---

۱ ضیاء الحق حسام الدین [illegible] کے خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے محرک ہوئے۔ سوم۔ طہارت ظاہری، وضو اور غسل میں تین بار دھونا مسنون ہے لہٰذا طہارت باطنی جو کہ مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی ہے اس لئے بھی تیسرے دفتر میں تیسری بار مضامین لانا مناسب ہے۔ اسرار۔ سر کی جمع، راز۔ بہل۔ امر کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا۔ اعذار یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے تاخیر سے شروع کرنے کا سبب بنے تھے۔

۲ قوتت یعنی جسمانی کمزوری کا عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ عطائے خداوندی ہے جی زہد۔ زہیدن نشوونما پانا، اچھلنا۔ ۳ چراغ جس طرح سورج کی روشنی ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں ہے اسی طرح تمہاری طاقت اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔

۴ سقف گردوں۔ آسمانوں کا قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔ ۵ قوت جبریلؑ۔ حضرت جبرئیلؑ کی یہ قوت کہ بازو کے سہارے بستیوں کو الٹ دیا جسمانی غذا کی وجہ سے نہ تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچنیںؔ۱ ایں قُوتِ اَبدالِ حق — ہم زحق داں نز طعام و نز طبق
اسی طرح (اللہ تعالےٰ) کے اَبدال کی قوت — اللہ کی جانب سے سمجھ لے نہ کہ کھانے اور طباق کی وجہ سے

جسمِ شاں راہم زنور اسرشتہ اند — تا ز روح واز مَلک بگذشتہ اند
ان کے جسم کو بھی نور سے بنایا ہے — یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں

چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل — زآتشِ نمرود بگذر چوں خلیلؑ
چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے — حضرت خلیلؑ کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا

گرددآتش بر تو ہم بَرد و سلام — اے عناصر مر مزاجت را غلام
آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائیگی — اے وہ کہ عناصر (اربعہ) تیرے مزاج کے غلام ہیں

ہر مزاجے را عناصر مایہ ایست — ویں مزاجت برتر از ہر پایہ ایست
عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں — اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالا تر ہے

ایںؔ۲ مزاجت در جہانِ مُنبسط — وصفِ وحدت راکنوں شد ملتقط
وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج — اب وحدت کی صفت کو چننے والا ہو گیا ہے

اے دریغا عرصۂ افہامِ خلق — سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق
ہائے افسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان — بہت تنگ ہے، مخلوق حلق نہیں رکھتی ہے

اے ضیاء الحق بحذقِ رائے تو — حلق بخشد سنگ را حلوائے تو
اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے — تیرا حلوہ پتھر کو حلق بخش دیتا ہے

کوہِ طُور اندر تجلّی حلق یافت — تا کہ مے نوشید و مے را بر نتافت
کوہ طور نے تجلی میں حلق پا لیا — یہاں تک کہ (اس نے) شراب پی اور شراب کو برداشت نہ کر سکا

صَارَ دَکًّا مِّنْہُ وَانْشَقَّ الْجَبَل — ھَلْ رَاَیْتُمْ مِّنْ جَبَلٍ رَقْصَ الْجَمَل
وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا — کبھی تم نے پہاڑ سے اونٹ کا رقص دیکھا ہے

لُقمہ بخشیؔ۳ آید از ہر کس بکس — حلق بخشی کارِ یزداں است و بس
لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے — حلق بخشنا صرف اللہ (تعالےٰ) کا کام ہے

حلق بخشد جسم را و روح را — حلق بخشد بہر ہر عضوت جدا
وہ جسم اور روح کو حلق بخش دیتا ہے — تیرے ہر عضو کو علیحدہ حلق بخش دیتا ہے

کے اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے حلق بخشد۔ اللہ تعالےٰ ہر عضو کو اور روح کو اس کے مناسب حلق بخشتا ہے۔

ؔ۱ ہمچنیں۔ اولیاء اللہ کی قوت من جانب اللہ ہوتی ہے مادی نہیں ہوتی ہے جسم کہاں۔ اَبدال کے اجسام بھی نورانی ہیں اور وہ انسانی روح اور اجسام فرشتوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ چونکہ۔ یہ شیخ حسام الدین کو خطاب ہے۔ آتش نمرود یعنی نفسانی رذائل۔ گردد آتش۔ عناصر اربعہ آپ کے مزاج کے مغلوب ہیں لہٰذا آگ آپ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی ہے۔ ہر مزاج۔ عام انسانوں کا مزاج عناصر اربعہ سے بنا ہے لیکن آپ کا مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔

ؔ۲ ایں مزاجت یعنی آپ چونکہ اخلاقِ الٰہی کے ساتھ متصف ہیں لہٰذا آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا ہے۔ اے دریغا۔ عوام کی سمجھ کے گلے سے یہ مضمونِ وحدت نہیں اترتا ہے عوام وہ حلقوم نہیں رکھتے ہیں جو ان مضامین کو نگل سکے۔ اے ضیاء الحق لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ پتھر کے گلے سے بھی اس مضمون کو اتار سکتا ہے۔ کوہ طور نے مضامین معرفت کو کوہ طور سمجھا حالانکہ وہ پتھر ہے تاہم کوہ طور کا رقص معرفت کی شراب پی لینے کی وجہ سے تھا

ؔ۳ لقمہ بخشی۔ ایک انسان دوسرے کو لقمہ تو دے سکتا ہے لیکن حلق عطا کرنا صرف خدا کا کام ہے یعنی تعلیم و تربیت دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب

۲

ایں گہے بخشد کہ اجلالی شوی — از دغا و از دغل خالی شوی
یہ اس وقت بخشتا ہے جب تو اجلالی ہو جائے — فریب اور کھوٹ سے خالی ہو جائے

تانگوئی سرِ سلطاں را بکس — تا نریزی قند را پیشِ مگس
تاکہ تو شاہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے — تاکہ تو قند کو مکھی کے آگے نہ گرائے

گوش آں کس نوشد اسرارِ جلال — کو چو سوسن صد زباں افتاد لال
اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے — جو سوسن کی طرح سو زبانوں کے باوجود گونگا ہے

حلق بخشد خاک را لطفِ خدا — تا خورد خاک آب و روید صد گیا
اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو حلق عنایت کرتی ہے — یہاں تک کہ مٹی پانی پیتی ہے اور سینکڑوں گھاسیں اگاتی ہے

باز حیواں را بہ بخشد حلق و لب — تا گیاہش را خورد اندر طلب
پھر (اللہ) حیوان کو حلق اور ہونٹ بخشتا ہے — یہاں تک کہ وہ تلاش کر کے اس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

چوں گیاہش خورد حیواں گشت زفت — گشت حیواں لقمۂ انسان و رفت
جب اس حیوان نے اس خاک کی گھاس کھائی اور موٹا ہو گیا — حیوان، انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

باز خاک آمد شد اکالِ بشر — چوں جدا شد از بشر روح و بصر
پھر مٹی آئی وہ انسان کو نگل جانے والی بنی — جبکہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

ذرہا دیدم دہاں شاں جملہ باز — گر بگویم خوردِ شاں گردد دراز
میں نے ذرّے دیکھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے — اگر میں اُن کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائے گی

برگہا را برگ از انعامِ او — دایگاں را دایہ لطفِ عامِ او
پتوں کو ساز و سامان اس (اللہ) کے انعام سے ہے — پرورش کرنیوالوں کی دایہ اس کی عام مہربانی ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد — زانکہ گندم بے غذائے چوں رہد
وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے — کیونکہ گیہوں بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

نیست شرحِ ایں سخن را منتہا — پارہ گفتم بداں زاں پارہا
اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے — میں نے ایک ٹکڑا کہہ دیا تو اس سے (اور) ٹکڑوں کو سمجھ لے

جملہ عالم آکل و ماکول داں — باقیاں را مقبل و مقبول داں
تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا سمجھ — باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبال سمجھ

امکان میں سب چیزیں ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا صرف اُن کو حاصل ہے جو مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔

لے ایں۔ اللہ تعالیٰ ہر عضو اور روح کو حلق اس وقت بخشتا ہے جب انسان خدائی اخلاق سے موصوف ہو جائے اور رذائل سے اپنے آپ کو پاک کرے۔ تانگوئی۔ جب اللہ کی یہ عطا تمہیں حاصل ہو جائے تو نااہلوں پر اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارفِ انبیاء اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ انسان میں اُن کے اخفاء کی پوری صلاحیت پیدا ہو جائے اور نااہلوں کے سامنے اُن کو ظاہر نہ کرنے پر اُس کو قدرت حاصل ہو جائے۔ حلق بخشد۔ اللہ نے زمین کو بھی حلق عنایت فرمایا ہے۔
لے باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں۔ چوں گیاہش۔ حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ باز۔ پھر انسان کے مرنے کے بعد خاک اُس کو اپنی خوراک بنا لیتی ہے۔
لے ذرہا۔ کائنات میں باہمی تنازع للبقاء کا نظام جاری ہے اور کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔ برگہا۔ یعنی جو حیوانات کی خوراک ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا فرماتا ہے۔ کائنات میں جو چیزیں دوسروں کی پرورش کرتی ہیں اُن کی غذا پرورش کرتا ہے۔ رزقہا۔ گیہوں خود رزق ہے لیکن اگر اُس کو رزق میسر نہ آئے تو اُس کی پرورش نہ ہو۔ جملہ عالم۔ عالم

ایں[1] جہان و ساکنانش منتشر
یہ عالم اور اُس کے باشندے جُدا ہو جانے والے ہیں

واں جہان و ساکنانش مستمر
وہ عالم اور اُس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع
یہ عالم اور اُس کے عاشق بٹ جانے والے ہیں

اہلِ آں عالم مخلد مجتمع
اُس عالم والے ہمیشہ کو اکٹھے رہنے والے ہیں

پس کریم آنست کو خود را دہد
تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو ہلا دے

آبِ حیوانے کہ ماند تا ابد
آبِ حیات، تاکہ ہمیشہ رہے

باقیات[2] الصالحات آمد کریم
بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

رستہ از صد آفت و اخطار و بیم
جو سینکڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پا گیا ہو

گر ہزار اند یک کس بیش نیست
اگر وہ ہزار ہیں، تو (بھی) ایک سے زیادہ نہیں ہیں

چوں خیالاتِ عدد اندیش نیست
تعداد سمجھانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

آکل و ماکول را حلق ست و نائے
کھانے والے اور کھائے جانے والے کا حلق اور گلا ہوتا ہے

غالب و مغلوب را عقل ست و رائے
غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

حلق بخشید او عصائے عدل را
اُس نے انصاف کی لاٹھی کو حلق بخشا

خورد او چنداں عصا و حبل را
وہ بہت سی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی

و اندرو افزوں نشد زاں جملہ اکل
اُس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

زانکہ حیوانی نبودش اکل و شکل
کیونکہ اُس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

مر یقیں[3] را چوں عصا حق حلق داد
اللہ (تعالیٰ) نے لاٹھی کی طرح یقین کو بھی حلق دیا ہے

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد
یہاں تک کہ اُس نے ہر اُس خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

پس معانی را چو اعیاں حلقہاست
تو خارجی موجودات کی طرح معانی کے بھی حلق ہیں

رازقِ حلقِ معانی ہم خداست
معانی کے حلقوں کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

پس ز ماہی تا بہ ماہ از خلق نیست
تو مچھلی سے لے کر چاند تک کوئی مخلوق نہیں ہے

کہ بجذبِ مایہ او را حلق نیست
مادہ کو جذب کرنے کیلئے جس کے حلق نہ ہو

حلقِ نفس از وسوسہ خالی شود
نفس کا حلق اگر وسوسہ سے خالی ہو جائے

میہمانِ وحیِ اجلالی شود
تو اللہ کی وحی کا مہمان ہو جائے

حلقِ جاں گر ز فکرِ تن خالی شود
روح کا حلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

وانگہاں روزیش اجلالی شود
تب اُس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

[1] ایں جہاں۔ عالم امکان منتشر چونکہ عالم امکان متضاد عناصر سے بنے ہیں۔ واں جہاں۔ عالم آخرت۔ آبِ حیواں یعنی معارف الٰہیہ۔

[2] باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعۂ نفحاتِ بن گیا تو وہ مجسم باقی رہنے والی نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیاء اور بزرگ یک روح ہزار قالب ہوتے ہیں۔ آکل۔ اس عالم میں جو کھانے والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں اُن کا تو صرف حلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مرضیات سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و رائے ہیں۔ حلق بخشید۔ اللہ نے حضرت موسیٰ ؑ کی لاٹھی کو حلق عنایت فرمایا وہ جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی۔ زانکہ۔ حضرت موسیٰ ؑ کی لاٹھی سب کچھ نگل کر بھی موٹی نہ ہوئی کیونکہ اُس کا کھانا حیوانی کھانا نہ تھا۔

[3] مر یقیں را جس طرح حضرت موسیٰ ؑ کی لاٹھی کے حلق تھا یقین کے بھی حلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا ہے۔ پس معانی جس طرح خارجی اشیاء کا حلق ہے ذہنی اشیاء کا بھی حلق ہے۔ ز ماہی یعنی تحت الثریٰ سے۔ حلق نفس یعنی اگر انسان اپنے آپ کو وساوس شیطانی سے پاک کرے۔ حلقِ جان یعنی روح کو اگر مادی ضرورت سے پاک کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

حلقِ عقل و دل چو شُد خالی ز فکر — یافت اُو بے ہضمِ معدہ رزقِ بکر
عقل اور دل کا حلق جب فکر سے خالی ہوگیا — تو اُس نے معدہ کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پالیا

شرط تبدیلِ مزاج آمد بداں — کز مزاجِ بد بُود مرگِ بداں
سمجھ لے، مزاج کو بدل لینا شرط ہے — اسلئے کہ بُروں کی موت بُرے مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے

چوں مزاجِ آدمی گلخوار شُد — زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شُد
جب آدمی کا مزاج مٹی خور ہو جاتا ہے — (تو وہ) زرد اور بدرنگ اور بیمار اور ذلیل ہوجاتا ہے

چوں مزاجِ زشتِ اُو تبدیل یافت — رفت زشتی و آں رخش چوں شمع تافت
جب اُس کا بُرا مزاج بدل گیا — بُرائی جاتی رہی اور اُس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

دایۂ کو طفلِ شیر آموز را — تا بہ نعمت خوش کُند بدنوز را
وہ دایہ کہاں ہے؟ جو شیرخوار بچہ کو — نعمت کے ذریعہ خوش کردے، بدذوق کو

دایۂ کو شیر خوارہ طفل را — تا ز نعمتہا کُند اُو را غذا
شیرخوار بچہ کے لئے وہ دایہ کہاں ہے؟ — جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

گر بہ بندد راہِ یک پستاں برو — برگشاید راہِ صد بُستاں برو
اگر اس پر ایک پستان کا راستہ بند کریگی — سیکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

زانکہ پستاں شد حجابِ آں ضعیف — از ہزاراں نعمت و خوان و رغیف
کیونکہ اس ناتواں کے لئے پستان پردہ بن گیا — ہزارہا نعمتوں اور خوان اور روٹی سے

پس حیاتِ ماست موقوفِ فطام — اندک اندک جہد کُن تمّ الکلام
تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر موقوف ہے — بتدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

چوں جنیں بُود آدمی خوں بُد غذا — از نجس پاکی برد مومن کذا
جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی — مومن اسی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرلیتا ہے

چوں جنیں بُود آدمی خونخوار بود — بُود اُو را بُود از خوں تار و پود
جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھانیوالا تھا — اُس کے وجود کا تانا بانا خون سے تھا

از فطامِ خوں غذایش شیر شد — وز فطامِ شیر لقمہ گیر شد
خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی — اور دودھ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہوگیا

وز فطامِ لقمہ لقمانے شود — طالبِ مطلوبِ پنہانے شود
لقمہ چھڑانے سے وہ لقمان ہوجاتا ہے — ایک پوشیدہ مطلوب کا طالب ہوتا ہے

لہ حلق عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادّی ضروریات سے پاک کرلے۔ رزق بکر۔ تازہ رزق یعنی معارف الٰہیہ۔ مزاج یعنی مادّی مزاج گلخوار یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

لہ چوں مزاج جب مادّی مزاج میں تبدیلی آجاتی ہے تو وہ ان انوار الٰہی کا محل بن جاتا ہے۔ قند پوز یعنی منہ والا۔ یعنی دایۂ قدرت بُری عادتیں چھڑا دے۔ گر بندد۔ دایۂ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو باغوں کے دروازے کھلاتی ہے۔

لہ زانکہ پستان جب تک بچہ شیرخوار رہتا ہے بے شمار لذیذ غذاؤں سے محروم رہتا ہے پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھوڑنے پر اُخروی نعمتیں موقوف ہیں۔ فطام۔ بچہ کا دودھ چھڑانا۔ جہد کن۔ یعنی دودھ چھوڑنے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ از فطام جس طرح بچہ کا دودھ چھوڑنا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنا اسی طرح اگر لذاتِ جسمانی ترک کروگے تو روحانی غذائیں بہتر سے بہتر حاصل ہونگی۔ وز فطام جسمانی لذات کے ترک سے حکمتیں حاصل ہونگی اور ذاتِ خداوندی کی طلب پیدا ہوگی۔ لقمانے۔ یعنی صاحبِ حکمت۔

گر جنیں[۱] را کس بگفتے در رحم
اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

ہست بیروں عالمے بس منتظم
باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

یک زمینِ خرمی با عرض و طول
ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

اندر و بس نعمت و بس اکول
اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

کوہہا و بحرہا و دشتہا
پہاڑ ہیں دریا ہیں اور جنگل ہیں

بوستانہا باغہا و کشتہا
گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیاں ہیں

آسمانے بس بلند و پر ضیا
بہت اونچا آسمان ہے اور منور

آفتاب و ماہتاب و صد سُہا[۲]
آفتاب اور چاند اور سیکڑوں سُہا ستارے ہیں

از جنوب و از شمال و از دبور
جنوبی اور شمالی اور مغربی ہواؤں سے

باغہا دارد عروسیہا و سُور
باغات جشن اور تازگی رکھتے ہیں

در صفت ناید عجائبہائے آں
اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در امتحاں
تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

خوں خوری در چار میخِ تنگنا
تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

درمیانِ حبس و انجاس و عنا
بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

او بحکمِ حالِ خود منکر بُدے[۳]
وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا

زیں رسالت معرض و کافر شدے
اس پیغام سے اعراض کرنے والا اور کافر ہوتا

کایں محال ست و فریب ست و غرور
کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

زانکہ وہم کور زیں معنیٰ ست دور
کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

جنسِ چیزے چوں ندید ادراکِ او
اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

نشنود ادراکِ منکر ناکِ او
اس کا انکار کرنے والا احساس (ان باتوں کو) نہیں سنتا ہے

ہمچناں کہ خلقِ عام اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

زاں جہاں ابدال می گویند شاں
ان کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں

کایں جہاں چاہے ست بس تاریک و تنگ
کہ یہ عالم ایک بہت تاریک اور تنگ کنواں ہے

ہست بیروں عالمے بے بو و رنگ
(اس) سے باہر ایک بے بو اور بے رنگ عالم ہے

ہیچ در گوشِ کسے ایشاں نرفت
ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہونچی

کایں طمع آمد حجابِ ژرف و زفت
کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

---

[۱] گر جنیں۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے۔ آٹھواں شعر "او بحکم" جوابِ شرط ہے۔ خرمی۔ دلکش۔ پُر بہار۔ اکول۔ کھانے کی چیز۔

[۲] سُہا۔ بنات النعش کا باریک پہلا ستارہ۔ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے۔ شمال۔ شمالی ہوا۔ دبور۔ مغربی ہوا۔ جنیں یعنی رحم مادر کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تنگنا۔ تنگ جگہ۔ حبس۔ قید خانہ۔ عنا۔ مشقت۔

[۳] او بحکم۔ یہ شرط کی جزا ہے۔ رسالت یعنی خارجی دنیا کا بیان۔ کور یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک بلا۔ منکر ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہمچناں یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خارجی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زاں جہاں۔ عالم آخرت۔ ہیچ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہیں۔ حجاب یعنی دنیا دی آنکھ۔

گوش را بندد طمع از استماع[1] — چشم را بندد غرض از اطلاع
لالچ، کان کو سُننے سے روک دیتا ہے — غرض آنکھ کو باخبر ہونے سے بند کر دیتی ہے

ہمچناں کاں جنین را طمعِ خوں — کاں غذائے اوست در اوطانِ دوں
جس طرح سے خون کے لالچ نے اُس پیٹ کے بچے کو — جو کہ کم درجہ وطنوں میں اُس کی غذا ہے

از حدیثِ ایں جہاں محجوب کرد — خونِ تن را در دلش محبوب کرد
اِس عالم کی بات سے محروم کر دیا — اُس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا

زیں ہمہ[2] انواعِ نعمت ماند فرد — غیرِ خوں اُو می نداند چاشت خورد
نعمت کی اِن تمام قسموں سے محروم رہا — خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا

بر تو ہم طمعِ خوشیِ ایں جہاں — شد حجابِ آں خوشیِ جاوداں
تجھ پر بھی اِس دنیا کی خوشی کا لالچ — اُس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا

طمع و ذوقِ ایں حیاتِ پُرغرور — از حیاتِ راستینت کرد کور
دھوکے سے پُر اِس زندگی کے لالچ اور ذوق نے — سچی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا

پس طمع کورت کند نیکو بداں — بر تو پوشاند یقیں را بیگماں
اچھی طرح سمجھ لے لالچ تجھے اندھا بناتا ہے — یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے

حق ترا باطل نماید از طمع — در تو صد کوری فزاید از طمع
لالچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے — لالچ کی وجہ سے سو درجہ اندھاپن تجھ میں بڑھ جاتا ہے

از طمع بیزار شو چوں راستاں[3] — تا نہی پا بر سرِ آں آستاں
سچوں کی طرح تو لالچ سے بیزار بن — تاکہ اُس چوکھٹ پر تو پیر رکھ سکے

کاندراں در چوں درآئی وارہی — از غم و شادی قدم بیروں نہی
جب تو اِس درگاہ میں پہنچ جائیگا نجات پائیگا — دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا

چشمِ جانت روشن و حق بیں شود — بے ظلامِ کفر نورِ دیں شود
تیری روح کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بنجائیگی — دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہوجائیگا

پندِ مرداں را پذیرا شو بجاں — تا رہی از خوف مانی در اماں
(دل و) جان سے مردانِ (حق آگاہ) کی نصیحت قبول کر — تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے

بشنو اکنوں قصہ و تمثیلِ آں — تا بیابی در حقیقت نورِ جاں
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سُن لے — تاکہ تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہوجائے

[1] استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود غرضی۔ اوطان۔ وطن کی جمع ہے۔ دوں۔ بکسر۔ ایں جہاں یعنی عالمِ آخرت۔ محجوب۔ پوشیدہ۔

[2] زیں ہمہ۔ یعنی دنیا کی اور لذیذ غذائیں۔ فرد۔ اکیلا یعنی محروم۔ چاشت۔ دوپہر کا کھانا، مطلقاً کھانا۔ بر تو۔ انسان دنیاوی لالچ کی وجہ سے اُخروی نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

[3] راستاں۔ یعنی آخرت کے طالب آستاں۔ بارگاہِ خداوندی۔ در۔ یعنی دربارِ خداوندی۔ غم و شادی۔ یعنی دنیا کا رنج اور خوشی۔ خوف۔ یعنی آخرت کا ڈر۔

Presented by www.ziaraat.com

قصّہ[1] خورندگانِ پیل بچگاں از حرص و ترکِ نصیحتِ ناصحاں

لالچ کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنیوالوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آں شنیدی تو کہ در ہندوستاں — دید دانائے گروہِ دوستاں

تُو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں — ایک عقلمند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا

گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و عور — می رسیدند از سفر وز راہِ دور

بھوکے، تھکے ہوئے، بے ساز و سامان اور ننگے — سفر سے اور دراز راستے سے آ رہے تھے

مہرِ دانائیش جوشید و بگفت — خوش سلامے شان و چوں گلبن شگفت

اُس کی دانائی کی محبت جوش میں آئی اور — ان کو تپاک سے سلام کیا اور پھول کی طرح کھل گیا

گفت دانم کز تجوّع[2] وز خلا — جمع آمد رنجتاں زیں کربلا

بولا میں جانتا ہوں کہ بھوک سے اور (معدے کے) خالی ہونے سے — (اور) اس (میدان) کربلا کی وجہ تم پر مصیبت جمع ہو

لیک اللہ اللہ اے قومِ جلیل — تا نباشد خوردتاں فرزندِ پیل

لیکن خدا کے لئے اے بزرگو! — تم ہاتھی کے بچے کو ہرگز نہ کھانا

پیل ہست ایں سُو کہ اکنوں می روید — پندِ من از جان و از دل بشنوید

جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے — دل و جان سے میری نصیحت سن لو

پیل بچگانند اندر راہتاں — صیدِ ایشاں ہست بس دلخواہتاں

تمہارے راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں — جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے

بس ظریف[3] اند و لطیف اند و سمیں — لیک مادرشاں بُود اندر کمیں

نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں — لیکن اُن کی ماں گھات میں رہتی ہے

از پئے فرزند صد فرسنگ راہ — اُو بگردد در حنین و آہ آہ

اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے — وہ روتی ہوئی اور ہائے ہائے کرتی ہوئی گھومتی ہے

آتش و دُود آید از خرطومِ اُو — الحذر زاں بچۂ مرحومِ اُو

اُس کی سونڈ سے آگ اور دھواں نکلتا ہے — اُس کے قابلِ رحم بچے سے بچو

اولیا را طفلِ حق اند اے پسر — در حضور و غیبت آگاہ باخبر

اے لڑکے! اولیا اللہ کے بچے ہیں — وہ (اُن کی) موجودگی اور غیر حاضری میں پوری طرح باخبر ہے

غائبی مندیش از نقصانِ جاں — کو کشد کیں از برائے جانِ شاں

اُن کی غیر حاضری اُن کا نقصان نہ سمجھ — کیونکہ وہ اُن کی جان کے سلسلے میں بدلہ لیتا ہے۔

[1] قصہ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوتی ہے۔ عور۔ برہنہ۔

[2] تجوّع۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کربلا۔ وہ علاقہ جہاں امام حسینؓ شہید ہوئے ہیبت ناک مقام۔ خورد۔ خوراک۔

[3] ظریف۔ عمدہ۔ لطیف۔ پاکیزہ، بھی۔ موٹا۔ کمیں۔ گھات۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ۔ الحذر۔ بچنا۔ اولیا۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیال قرار دیا گیا ہے۔ حضور۔ یعنی توجہ الی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت اطفالِ من اند ایں اولیاء — **در غریبی فرد از کار و کیا**[1]

اُس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں — غیر حاضری میں (بھی) کام اور مشغولیت سے خالی ہیں

از برائے امتحان خوار و یتیم — **لیک اندر سِر منم یار و ندیم**

وہ آزمائش کے لئے بے وقعت اور یتیم ہیں — لیکن در پردہ میں اُن کا مددگار اور ساتھی ہوں

پشت دارِ جملہ عصمتہائے من — **گوئیا ہستند خود اجزائے من**

میری تمام حفاظتوں پر اُن کا بھروسہ ہے — گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں

ہاں[2] و ہاں ایں دلق پوشانِ من اند — **صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند**

خبردار، خبردار، یہ گدڑی پوش میرے ہیں — ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں

ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر — **موسیٰؑ فرعون را زیر و زبر**

ورنہ ہنر کی لاٹھی سے کب کر سکتے؟ — (حضرت) موسیٰؑ فرعون کو تہ و بالا

ورنہ کے کردے بیک نفرین بد — **نوحؑ شرق و غرب را غرقاب خود**

ورنہ ایک بددعا سے کب کر سکتے — (حضرت) نوحؑ مشرق اور مغرب کو غرقاب

بر نکندے یک دعائے لوطِ راد — **شہرہائے کافراں را المراد**

جوانمرد لوط کی ایک دعا نہ اکھاڑ سکتی — کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے

گشت شہرستانِ خوش فردوس شاں — **دجلۂ آبِ سیاہ رو بیں نشاں**

اُن کا جنت جیسا شہر ہوگیا — سیاہ پانی کا دریا، جا نشان دیکھ لے

سوئے[3] شام ست ایں نشان و ایں خبر — **در رہِ قدسش بہ بینی بر گذر**

یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوا) ہے — بیت المقدس کے راستہ میں سر راہ تو دیکھ لیگا

صد ہزاراں انبیائے حق پرست — **خود بہر قرنے سیاستہا بدست**

لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں) — (اور) ہر زمانہ میں عذاب ہوئے ہیں

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود — **خود جگر چہ بود کہ خارا خوں شود**

اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائیگا — جگر کیا ہوتا ہے خارا پتھر خون بن جائیگا

خوں شود کہسار و باز آں بفسرد — **تو نہ بینی خوں شدن کوری و رد**

پہاڑ خون بنجاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں — تو (اُنکا) خون بننا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود ہے

طرفہ کوری دور بین و تیز چشم — **لیک از اشتر نہ بیند غیر پشم**

تو عجیب اندھا ہے کہ دور بیں اور تیز نگاہ ہے — لیکن اونٹ میں سے اون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

---

[1] کار و کیا یعنی کیسے کار و بار، غربت ہر لحاظ سے یعنی یہ اولیاء ہم بے سہارا اسلئے بنائے گئے ہیں تاکہ عوام کی آزمائش ہو سکے۔ ندیم ہم مجلس۔ اجزائے من۔ یعنی وہ اولیاء اللہ کے قریب ہیں۔

[2] ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے اعتبار سے ایک ہیں۔ ورنہ۔ یعنی اگر اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔ چوب ہنر یعنی حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی۔ راد۔ سخی۔ جوانمرد۔ المراد یعنی خلاصہ کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا، مطلقاً دریا۔

[3] سوئے۔ قوم لوط کی بستیاں شام کے علاقہ میں ہیں۔ سیاستہا یعنی انبیاء کی نافرمانی سزا کا سبب بنی ہے۔ گر بگویم۔ ان واقعات کی تفصیل بڑی دردناک ہے۔ خوں شود۔ یہ دردناک واقعات پہاڑوں کے جگر خون کر دیں۔ تو نہ بینی۔ انسان انکو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے مگر نہ کوری۔ انسان کا اندھاپن بھی عیب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مو بمو بیند ز صرفہ حرصِ اِنس
انسان کا لالچ خرچ کو بال بال دیکھتا ہے
رقصِ بے مقصود دارد ہمچو خرس
(اور) بے مقصد ریچھ کی طرح ناچتا ہے

مو بمو بیند ز حرصِ خود بشر
اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذرہ ذرہ دیکھتا ہے
رقصِ او خالی ز خیر و پُر ز شر
اُس کا ناچنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

رقص آنجا کن کہ خود را بشکنی
اُس وقت ناچ جبکہ تو خود شکنی کر دے
پنبہ را از ریشِ شہوت بر کنی
شہوت کے زخم سے روئی کو نوچ ڈالے

رقص و جولاں بر سرِ میداں کنند
رقص اور جولانیاں میدان (جنگ) میں دکھاتے ہیں
رقص اندر خونِ خود مرداں کنند
بہادر اپنے خون میں رقص کرتے ہیں

چوں رہند از دستِ خود دستے زنند
جب اپنے آپ سے نجات پا لیتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں
چوں جہند از نقص بر رقصے تنند
جب نقص سے باہر آجاتے ہیں تو ناچتے ہیں

مطربان شاں از دروں دف می زنند
اُن کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں
بحرہا در شورِ شاں کف می زنند
سمندر اُن کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

تو نہ بینی برگہا بر شاخہا
تو نے پتوں کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے
کف زناں رقصاں ز تحریکِ صبا
بادِ صبا کے حرکت دینے سے ناچتے تالیاں بجاتے

تو نہ بینی لیک بہرِ گوشِ شاں
تو نہیں دیکھتا ہے لیکن اُن کے کان کے لئے
برگہا بر شاخ شد کف زن عیاں
کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

تو نہ بینی برگہا را کف زدن
تو پتوں کے تالیوں کے بجانے کو نہیں دیکھتا ہے
گوشِ دل باید نہ این گوشِ بدن
(اسکے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان

گوشِ سر بر بند از ہزل و دروغ
سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کرلے
تا بہ بینی شہرِ جاں را با فروغ
تاکہ تو جان کے شہروں کو بارونق دیکھے

پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو
اے چچا، مذاق سے منہ بند کرلے
جز حدیثِ روئی او چیزے مگو
اُس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

سر کشد گوشِ محمدؐ در سخن
محمد کا کان بات سے راز معلوم کرلیتا ہے
کش بگوید در نُبی حق ہو اذن
اُن کو اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں

سربسر گوش ست و چشم ست این نبی
یہ نبی مجسم کان اور آنکھ ہیں
رحمتِ او مرضع ست و ما صبی
ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

ۓ مو بمو۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو ذرّہ ذرّہ دیکھتا ہے رقص۔ دنیا کی خوشی پر ناچتا ہے رقص آنجا۔ دنیا کی خوشی پر ناچنا کو دنا مناسب نہیں انسان اپنی ہستی کو مٹائے اور شہوت سے آزاد ہو تب خوشی منانے کا موقع ہے۔

ۓ رقص و جولاں۔ مردوں کا رقص میدانِ جہاد میں اپنے آپکو فنا کرتے وقت ہوتا ہے۔ چوں رہند۔ جب اپنے بُرے اخلاق حسد وکبر وغیرہ سے نجات پا جاتے، اور نقص سے بَری ہو جاتے ہیں تو تالیاں بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مطرباں۔ قدرت کی طرف سے اُنکے رقص کے سبب مہیا کردیئے جاتے ہیں مطرباں۔ گانا سنانے والے۔ کف۔ جھاگ سمندر کی موجیں تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بینی۔ شاخوں پر پھولوں سے جو پتے آپس میں ٹکراتے ہیں وہ پتوں کا رقص اور تالیاں بجانا ہے۔

ۓ تو نہ بینی۔ عوام نہیں سمجھتے ہیں لیکن خواص جو آواز سنتے ہیں مستی کنند۔ شہر جاں۔ روح کے شہر میں رونق پیدا ہوگی۔ ہزل۔ مذاق۔ سر کشد۔ آنحضورؐ کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے اُذُنُ خَیۡرٍ لَّکُمۡ یعنی آنحضورؐ نیکی سننے والے کان ہیں۔ نبی۔ قرآن۔ سربسر۔ یعنی آنحضورؐ ہماری بھلائی کے لئے مجسم کان اور آنکھ ہیں اور آپکی رحمت ہماری مربی ہے اور ہم شیر خوار بچے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

این سخن پایاں ندارد باز راں — سُوئے اہلِ پیل بر آغاز راں

اس بات کی انتہا نہیں ہے واپس چل — ہاتھی والوں کی جانب اور شروع کی طرف چل

بقیہ قصہ متعرضانِ پیل بچگان

ہاتھی کے بچوں کے درپے ہونے والوں کے قصہ کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بُوئے می کُند — گردِ معدہ ہر بشر بر می تند

ہاتھی ہر مُنہ کو سونگھتا ہے — ہر انسان کے معدے کے گرد چکر لگاتا ہے

تا کجا یابد کباب پورِ خویش — تا زند اندر جزا صد زخم نیش

تاکہ کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے — تاکہ بدلے میں سو زخم لگائے

تا کجا بُوئے کبابِ بچہ را — یابد و زخمش زند اندر جزا

تاکہ کہیں بچے کے کباب کی خوشبو — پائے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے

لحمہائے بندگانِ حق خوری — غیبتِ ایشاں کُنی کیفر بری

تو اللہ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے — ان کی غیبت کرتا ہے سزا پاتا ہے

ہاں کہ بُویائے دہانِ تاں خالق ست — کے بَرَد جاں غیرِ آں کو صادق ست

خبردار! تمہارے مُنہ کی خوشبو سونگھنے والا خدا ہے — سوائے اُس کے جو سچا ہے کون جان بچا سکتا ہے

وائے آں افسوسی کش بُوئے گیر — باشد اندر گور مُنکر با نکیر

اُس افسوس والے پر افسوس ہے جس کی خوشبو سونگھنے والے — قبر میں مُنکر اور نکیر ہوں

نے دہاں دُزدیدن امکاں زاں مہاں — نے دہاں خوش کردن از دارو دہاں

اُن بزرگوں سے نہ مُنہ چھپانا ممکن ہے — نہ کسی دوا سے مُنہ کو خوشبودار کرنا

آب و روغن نیست مر رُوپوش را — راہِ حیلت نیست عقل و ہوش را

مُنہ چھپانے کیلئے چکنی چپڑی باتیں نہیں ہیں — عقل اور حواس کے لئے حیلہ کا راستہ نہیں ہے

چند کوبد زخمہائے گرز شاں — بر سرِ ہر ژاژ خا و مُرز شاں

اُن کے گرز نے بہت زخم لگا رہیں گے — ہر بکواسی کے سر اور سُرینوں پر

گرزِ عزرائیل را بنگر اثر — گر نہ بینی چوب و آہن در صُور

ملک الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے — اگر تو لکڑی اور لوہا صورتاً نہیں دیکھتا ہے

ہم بصورت می نماید گہے — زاں ہمہ رنجور باشد آگہے

کبھی کبھی صورتاً بھی نظر آ جاتا ہے — اُن سب سے بیمار باخبر ہوتا ہے

لے این سخن۔ یہ جسمانی کانوں کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو کھولنا۔ تا کجا۔ ہاتھی مُنہ کو اسلئے سونگھتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھانیوالے کو پہچان لے لحمہائے۔ غیبت کو قرآن نے گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفر جزا۔ ہاں۔ غیبت کرنیوالوں کے مُنہ کو اللہ تعالےٰ سونگھے گا افسوس تمسخر، مذاق۔ مُنکر یا نکیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال جواب کرینگے۔

۲ے نے دہاں۔ اُن سے مُنہ نہ چھپایا جاسکے گا۔ آب و روغن۔ چکنی چپڑی باتوں کے ذریعے نہ بچا جاسکے گا۔ ژاژ خا۔ بکواس کرنے والا۔ مُرز۔ سرین کے حصے مقعد۔ سُرین۔

۳ے گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آرہا ہے تو اُسکے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ کبھی اثر کے علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا ہے اور گھر والوں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون مار رہا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گوید آں رنجور کاے یارِ حرم — چیست ایں شمشیر بر فرقِ سرم [۱]

بیمار کہتا ہے کہ اے میرے محترم دوست! — میرے سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے

چوں نمی بیند کس از یارانِ او — در جواب آیند ہر یک اے عمو

جبکہ اُسکے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے — ہر ایک جواب میں کہتا ہے اے چچا!

ما نمی بینیم باشد ایں خیال — چہ خیال ست اینکہ ہست ایں ارتحال

ہمیں نظر نہیں آتا یہ وہم ہوگا — کیسا وہم، یہ تو چل چلاؤ ہے

چہ خیال ست اینکہ آں چرخِ نگوں — از نہیبِ ایں خیالے شد کنوں

یہ کیسا خیال ہے کہ اوندھا آسمان — اِس خیال کے ڈر سے ویسا ہی ہوگیا

گرزہا و تیغہا محسوس شد — پیشِ بیمار و سرش منکوس شد

گُرز اور تلواریں محسوس ہوگئیں — بیمار کو، اور اُس کا سر اوندھا ہوگیا

او ہمی بیند کہ آں از بہرِ اوست — چشمِ دشمن بستہ زاں و چشمِ دوست

وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اُس کے لئے ہیں — دوست اور دشمن کی آنکھ اُس سے بند ہے

حرصِ دنیا رفت و چشمش تیز شد — چشمِ او روشن گہِ خونریز شد

دنیا کا لالچ گیا اور اُس کی آنکھ تیز ہوگئی — اُس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی

مرغِ بے ہنگام شد آں چشمِ او [۲] — از نتیجہ کبرِ او و خشمِ او

اُس کی آنکھ بے وقت کا مُرغ ہوگئی — اُس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں

سر بُریدن واجب آید مرغ را — کو بغیرِ وقت جُنباند درا

اُس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے — جو بغیر وقت کے گھنٹی ہلائے

ہر زماں نزعے ست جُزوِ جانت را [۳] — بنگر اندر نزعِ جاں ایمانت را

تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے — جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگرانی کر

عمرِ تو مانندِ ہمیانِ زرست — روز و شب مانندِ دینارِ اشمرست

تیری عمر اشرفیوں کی تھیلی کی طرح ہے — دن اور رات اشرفیاں شمار کرنیوالے کی طرح ہیں

می شمارد می دہد زر بے وقوف — تا کہ خالی گردد و آید خسوف

بغیر توقف وہ اشرفیاں گننے اور دینے میں — یہاں تک کہ (ہمیانی) خالی ہو جاتی ہے اور گرہن آجاتا ہے

گر ز کُہ بستانی و نہی بجائے — اندر آید کوہ زاں دادن ز پائے

اگر تو پہاڑ سے لیتا ہے اور اُسکی جگہ کچھ نہ رکھے — اُس دینے سے پہاڑ جڑ سے ختم ہو جائے گا

۱؎ فرق۔ سر کی مانگ۔ ایں ارتحال۔ یعنی یہ وہمی بات نہیں ہے بلکہ میری جان نکالنے کیلئے مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے کوچ کا وقت ہے۔ چہ خیال یعنی عزرائیل کی تلوار وہمی نہیں ہے بلکہ ایسی یقینی ہے کہ اب اسکے اثر سے زمین و آسمان وہم نظر آتے ہیں۔ نہیب۔ خوف۔ منکوس۔ اوندھا۔ او ہمی بیند۔ وہ گرز صرف بیمار دیکھتا ہے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ حرص۔ صرف اسکے دیکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اسکی آنکھ میں دنیا سے خالی ہو چکی ہے۔

۲؎ مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر آجاتی تو نیک اعمال کر سکتا تھا۔ آنکھ کا کھلنا بے وقت ہے اور بے وقت کام کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت اذان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا ہے۔

۳؎ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے جسم کے اجزاء فنا ہوتے رہتے ہیں اور انکی جگہ دوسرے اجزاء آتے رہتے ہیں۔ دینار اشمر۔ شمر۔ شمار کردہ دینار۔ خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ گرز کہ۔ اگر پہاڑ کے پتھر مسلسل نکالتے رہوگے تو ایک دن وہ پہاڑ ختم ہو جائیگا۔

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض[1] — تا ز وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یابی غرض
تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا رہ — تاکہ تجھے "سجدہ کر اور قریب ہو جا" کا مقصد حاصل ہو

در کمالِ کارہا چندیں مکوش — جز بکارے کاں بود در دیں مکوش
تمام کاموں کی تکمیل میں اِس قدر کوشش نہ کر — سوائے اُس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش نہ کر

عاقبت تو رفت خواہی ناتمام — کارہایت اَبتر و نانِ تو خام
(ورنہ) تو انجام کار ناقص روانہ ہوگا — تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی

واں[2] عمارت کردنِ گور و لحد — نے بسنگ ست و نہ چوب و نے لبد
قبر اور لحد کی تعمیر — نہ پتھر سے ہے نہ لکڑی سے نہ ٹاٹ اور نمدے

بلکہ خود را در صفا گورے کنی — در منیِ اُو کنی دفنِ منی
بلکہ اپنی قبر (قلب کی) صفائی میں بنا — (اپنی) خودی کو اُس (اللہ) کی خودی میں دفن کر

خاکِ اُو گردی و مدفونِ غمش — تا دمت یابد مددہا از دمش
اُس کی خاک ہو جا اور اُس کے غم میں دفن ہو جا — تاکہ تیرا سانس اُس کے فیضان سے مدد حاصل کرے

گور خانہ قبہہا و کنگرہ — نبود از اصحابِ معنیٰ آں سرہ
قبوں اور کنگرہ کی قبریں — اہلِ باطن کے نزدیک بے عیب نہیں ہیں

بنگر[3] اکنوں زندِ اطلس پوش را — ہیچ اطلس دستگیرد ہوش را
اب کسی اطلس پوش رند کو دیکھ — کوئی اطلس اُس کی روح کی دستگیری کریگا؟

در عذابِ منکرست آں جانِ اُو — کژدمِ غم در دلِ غمدانِ اُو
اُس کی جان بُرے عذاب میں ہے — اُس کے غمگین دل میں غم کا بچھو ہے

از بروں بر ظاہرش نقش و نگار — وز درون ز اندیشہا اُو زار زار
باہر سے اُس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں — اور اندر سے وہ فکروں میں زار زار ہے

واں یکے بینی دراں دلقِ کہن — چوں نباتِ اندیشہ و شکر سخن
اور ایک کو تو پرانی گدڑی میں دیکھے گا — اُس کا فکر مصری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی

بازگشتن بحکایتِ پیل بچگان
ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف واپسی

گفت ناصح بشنوید ایں پندِ من — تا دل و جانتاں نیفتد در محن
نصیحت کرنیوالے نے کہا میری یہ نصیحت سُن لو — تاکہ تمہارا دل اور جان مشقتوں میں نہ پھنسے

---

[1] عوض - یعنی عبادت - تکمیل دنیا کے کاموں میں بقدرِ ضرورت کوشش کرے آخرت کے کاموں میں انہماک رکھے عاقبت مگر آخرت کا کام نہ کروگے تو دنیا سے ناکام جاؤگے۔

[2] واں عمارت - قبر کی آبادی قبر پر کنگرے وغیرہ بنانے سے نہیں ہوتی ہے بلکہ قلب کی صفائی اور اپنی مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع بنانے سے ہوتی ہے۔ سرہ - خالص، بے عیب۔

[3] بنگر - بداعمالی کے ساتھ قبر پر قبہ بنانے کی مثال یہ ہے کہ ایک رند کو اطلس کی قبا پہنا دی جائے در عذاب - بدکار، اچھا لباس پہننے سے سکونِ قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ دلق کہن - اگر نیک اعمال انسان، گدڑی میں بھی ہو تو اُس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ گفت - اُس دانا ناصح نے مسافروں سے کہا

باگیاه[1] و برگها قانع شوید — در شکارِ پیل بچگاں کم روید
گھاس اور پتوں پر قناعت کر لو — ہاتھی کے بچوں کو شکار کرنے کے درپے نہ ہو

من بروں کردم زگردن وامِ نصح — جز سعادت کے بود انجامِ نصح
میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اُتار دیا — نصیحت کا نتیجہ نیک بختی کے سوا کب ہوتا ہے

من بہ تبلیغِ رسالت آمدم — تا رہانم مر شمارا از ندم
میں پیغام پہنچانے آیا ہوں — تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں

هین[2] مبادا کہ طمع تاں رہ زند — طمعِ برگ از بیخہا تاں برکند
خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بنجائے — خوراک کا لالچ تمہیں جڑ سے اُکھاڑ دیے

ایں بگفت و خیربادی کرد و رفت — گشت قحط و جوعِ شاں در راہ زفت
یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا — قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا

ناگہاں دیدند بر یک جادۂ — پورِ فیلے فربہے نوزادۂ
ایک راستہ پر انھوں نے اچانک دیکھا — ہاتھی کا بچہ، موٹا، نو عمر

اندر افتادند چوں گرگانِ مست — پاک خوردندش فرو شستند دست
وہ مست بھیڑیوں کی طرح اُس پر ٹوٹ پڑے — اُس کو چٹ کر گئے (اور) انھوں نے ہاتھ دھو لئے

آں یکے ہمرہ نخورد و پند[3] داد — کہ حدیثِ آں فقیرش بود یاد
ایک ساتھی نے نہ کھایا اور نصیحت کی — کیونکہ اُس کو اُس فقیر کی بات یاد تھی

از کبابش مانع آمد آں سخن — بخت نو بخشد ترا عقلِ کہن
وہ بات اُس کے لئے اُس کے کباب سے مانع بنی — پُرانی عقل تجھے نیا نصیبہ عنایت کرتی ہے

پس بیفتادند و خفتند آں ہمہ — واں گرسنہ چوں شباں اندر رمہ
پھر وہ لیٹ گئے اور سب سو گئے — وہ بھوکا گلّے میں چرواہے کی طرح تھا

دید فیلے سہمناکے در رسید — اوّلاً آمد سوئے حارس دوید
اُس نے دیکھا کہ ایک خوفناک ہاتھی آپہنچا — پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا

بوئے می‌کرد آں دہانش را سہ بار — ہیچ بوئے زو نیامد ناگوار
اُس کے مُنہ کو اُس نے تین دفعہ سُونگھا — اُس کو کوئی ناگوار بُو نہ آئی

چند بارے گرد او گشت و برفت — مر ورا نازرد آں شہ پیلِ زفت
چند بار اُس کے گرد چکر کاٹے اور چلا گیا — اُس بڑے موٹے ہاتھی نے اُس کو نہ ستایا

[1] باگیاه۔ بھوک کے وقت پتے اور گھاس کھا لینا ہاتھی کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ منّی بروں۔ ناصح نے کہا میں نے نصیحت کا قرض ادا کر دیا۔ جز سعادت۔ نیک بخت ہی نصیحت قبول کرتا ہے۔

[2] ہیں۔ لالچ کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خیر بادی۔ یعنی رخصت کرتے وقت فی امان اللہ کہا۔ جادہ۔ رستہ۔ شستند دست۔ یعنی اُسکے کباب کھا کر ہاتھ دھو لئے۔

[3] پند داد۔ دوسروں کو نہ کھانے کی نصیحت کی۔ حدیث۔ بات۔ آں سخن۔ یعنی اُس دانا کی نصیحت۔ واں گرسنہ۔ جس نے کباب نہ کھائے تھے وہ پاسبانی کرنے لگا۔ شباں گلہ۔ رمہ۔ جانوروں کا گلہ۔ سہمناک۔ خوفناک۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار۔ یعنی ہاتھی نے اُسکے کئی چکر کاٹے اور چل دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

پس لبِ ہر خفتہ را بوئے کرد
پھر اس نے ہر سوئے ہوئے کے ہونٹ سونگھے

بوئے می آمد ورا زاں خفتہ مرد
اس کو اس سوئے ہوئے آدمی سے بو آتی تھی

کز کبابِ پیل زادہ خوردہ بود
کیونکہ اس نے ہاتھی کے بچے کے کباب کھائے تھے

بر درانید و بکشتش پیل زود
ہاتھی نے اس کو پھاڑ دیا اور مار ڈالا

در زماں او یک بیک را زاں گروہ ۱؎
اس نے فوراً اس گروہ میں سے ایک ایک کو

می درانید و نبودش زاں شکوہ
پھاڑ ڈالا اور اس کو کوئی خوف نہ تھا

بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف
وہ بے پروائی سے ہر ایک کو ہوا میں اچھالتا

تا ہمی زد بر زمیں می شد شگاف
یہاں تک کہ وہ زمین پر آ گرتا اور پھٹ جاتا

اے خورندہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے! واپس لوٹ

تا نیارد خونِ ایشانت نبرد
تاکہ ان کا خون تیرے لئے معرکہ نہ پیدا کر دے

مالِ ایشاں خونِ ایشاں داں یقیں
یقینی طور پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ

زانکہ مال از زور آید در یمیں
اس لئے کہ مال طاقت سے ہاتھ میں آتا ہے

مادرِ آں فیل بچگاں کیں کشد
ہاتھی کے بچوں کی ماں بدلہ لیتی ہے

فیل بچہ خوارہ را کیفر کشد
ہاتھی کے بچے کے کھانے والے کو بدلے میں مار ڈالتی ہے

فیل بچہ می خوری اے پارہ خوار
اے رشوت خور! تو ہاتھی کا بچہ کھاتا ہے

ہم برآرد خصمِ فیل از تو دمار
ہاتھی کا محافظ تجھے برباد کرے گا

بوئے ۲؎ رسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو بو نے رسوا کیا

پیل داند بوئے بچہ خویش را
ہاتھی اپنے بچے کی خوشبو پہچانتا ہے

آنکہ یابد بوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سے سونگھ لے

چوں نیابد بوئے باطل را ز من
وہ میرے باطل کی بو کو کیوں محسوس نہ کرے گی

مصطفیٰ چوں بوئے برد از راہِ دور
مصطفیٰ نے جب اس دور دراز راستے سے بو محسوس کر لی

چوں نیابد از دہانِ ما بخور
ہمارے منہ کی بو کیوں نہ محسوس کریں گے

ہم ۳؎ نیابد لیک پوشاند زما
وہ محسوس کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں

بوئے نیک و بد برآید بر سما
اچھی اور بری بو آسمان پر پہنچتی ہے

تو ہمی خسپی و بوئے آں حرام
تو سو جاتا ہے اور اس حرام کی بو

می زند بر آسمانِ سبز فام
نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

۱؎ گروہ: یعنی ہاتھی کو۔ شکوہ: خوف، ڈر۔ یعنی ہاتھی نے ہر ایک کو ہوا میں اچھالا اور وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اے خورندہ: اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں۔ نبرد: معرکہ، جنگ۔ مالِ ایشاں: کسی کے مال کو تباہ کرنا، جان کے تباہ کرنے کے برابر ہے۔ کیفر: جزا، بدلہ۔ پارہ خوار: رشوت خوار۔ خصمِ فیل: یعنی ہاتھی کی جانب سے لڑنے والا۔

۲؎ بوئے: مکار کو اس کے مکر کی بو رسوا کر دیتی ہے۔ آنکہ: حضورؐ نے فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو آتی ہے، اس میں حضرت اویس قرنیؓ کی طرف اشارہ ہے۔ بخور: بو۔

۳؎ ہم نیابد: ہمارے سب عیوب حضورؐ پر واضح ہیں لیکن پردہ پوشی فرماتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمرہِ انفاسِ زشتت می شود — تا بہ بوگیرانِ گردوں می رود
وہ تیرے بُرے سانسوں کے ساتھ ہو جاتی ہے — یہاں تک کہ آسمان کے خوشبو سونگھنے والوں تک پہنچ جاتی ہے

بوئے کبر و بوئے حرص و بوئے آز — در سخن گفتن بیاید چوں پیاز
تکبر کی بُو، غضب کی بُو، حرص کی بُو — پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے

گر خوری سوگند من کے خوردہ ام — از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے — پیاز اور لہسن سے میں پرہیز کرتا ہوں

آں دمِ سوگند غمازی کند — بر دماغِ ہمنشیناں بر زند
اس وقت قسم تیری چغلی کھائے گی — (اور) ساتھیوں کے دماغ سے ٹکرائے گی

پس دعاہا رد شود از بوئے آں — آں دلِ کژ می نماید در زباں
اس بُو کی وجہ سے دعائیں مردود ہوں گی — وہ دل کی کجی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے

اِخْسَئُوا آید جوابِ آں دعا — چوبِ رد باشد جزائے ہر دغا
اس دعا کا جواب اِخْسَئُوا آتا ہے — ہر دغا بازی کا جواب مار کی لاٹھی ہوتی ہے

گر حدیثے کژ بود معنیت راست — آں کژی لفظ مقبولِ خداست
اگر لفظ ٹیڑھے ہوں اور معنی سیدھے ہوں — وہ لفظوں کی ٹیڑھ، اللہ کے یہاں مقبول ہے

ور بود معنی کژ و لفظت نکو — آں نکو لفظے نیرزد یک تسو
اور اگر معنی ٹیڑھے اور تیرے الفاظ اچھے ہوں — وہ اچھے لفظ، دمڑی کے قابل بھی نہیں ہیں

در بیانِ خطائے محبان کہ بہتر از صوابِ بیگانگاں ست نزدِ محبوب

دوستوں کی غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

آں بلالِ صدق در بانگِ نماز — حَیِّ را ہَیِّ خواند از روئے نیاز
سچے بلال اذان میں — (لفظ) حَیّ کو عاجزی سے ہَیّ پڑھتے تھے

تا بگفتند اے پیمبر نیست راست — ایں خطا اکنوں کہ آغازِ بناست
یہاں تک کہ منافقوں نے کہا اے پیغمبر درست نہیں — یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے

اے نبی وائے رسولِ کردگار — یک مؤذن کو بود افصح بیار
اے اللہ کے رسول اور نبی — ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئیے

عیب باشد اوّلِ دین و صلاح — لحن خواندن لفظِ حَیَّ عَلَی الفَلاح
دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہوگا — لفظ حَیَّ عَلَی الفَلاح کو غلط پڑھنا

ل۱ بوگیران ۔ وہ فرشتے جو عالم کی بو سونگھ لیتے ہیں۔ بوئے کبر ۔ تمام ہواؤں کی بدبو پیاز کی بو کی طرح پہنچتی ہے۔ گر خوری ۔ اگر تو کھانے کا انکار بھی کرے گا تو اسکی بدبو تیرے خلاف گواہی دے گی۔ غمازی چغل کھانا۔

ل۲ پس دعاہا ۔ گناہوں کی بُو سے دعائیں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کی کجی زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اخسئوا ۔ دور ہو جا۔ یہ کافر کی پکار کے جواب میں کہا جائے گا۔ چوب رد ۔ ہنکانے کی لاٹھی۔ گر حدیثے یعنی اخلاص کیساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول ہے بالکل اس طرح ہے۔ اگر دعا میں اخلاص نہیں ہے تو بہتر الفاظ بھی مردود ہیں۔ در بیان ۔ دوستوں کی غلطی بیگانوں کی اچھائی سے اچھی ہے۔

ل۳ بلال ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مؤذن حبشی تھے یعنی لفظ حی علی الصلوٰۃ میں حا، حطی کی بجائے ہائے ہوز کا تلفظ کرتے تھے۔ بگفتند ۔ منافقوں نے کہا۔ آغاز یعنی اسلامی تعلیمات کی ابتداء ہے۔ افصح ۔ یعنی ایسا مؤذن جو ہر حرف صحیح مخرج سے ادا کر سکے۔ لحن ۔ پڑھنے کی غلطی۔

Presented by www.ziaraat.com

خشمِ پیغمبر بجوشید و بگفت | یک دو رمزے از عنایاتِ نہفت
پیغمبرؐ کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے | ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے

کاے خساں نزدِ خدا ہیِ بلالؓ | بہتر از صد حیّ حیّ و قیل و قال
کہ اے کمینو! اللہ کے نزدیک بلالؓ کا ہیّ | شور و غل کے سیکڑوں حیّ اور حیّ سے بہتر ہے

وامشورانید تا من رازِتاں | وانگویم ز آخر و آغازِ تاں
جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز | اوّل اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں

گر نداری تو دمِ خوش در دُعا | رو دعا می خواہ ز اِخوانِ صفا
اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے | جا صفائی والوں سے دعا کرالے

امر کردنِ حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بدہانے خواں مرا کہ بداں دہاں گناہ نکردہ باشی

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اُس منہ سے پکار جس منہ سے تونے گناہ نہ کیا ہو

بہرِ ایں فرمود با موسیٰ خدا | وقتِ حاجت خواستن اندر دُعا
اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے فرمایا | دعا میں مراد مانگنے کے وقت

کاے کلیم اللہ ز من میجو پناہ | با دہانے کہ نکردی تو گناہ
کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ | اُس منہ سے جس سے تونے گناہ نہ کیا ہو

گفت موسیٰؑ من ندارم آں دہاں | گفت ما را از دہانِ غیر خواں
موسیٰؑ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے | فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار

از دہانِ غیر کے کردی گناہ | از دہانِ غیر بر خواں کاے اِلٰہ
دوسرے کے منہ سے تونے کب گناہ کیا ہے | دوسرے کے منہ سے کہہ کر اے خدا

آنچناں کن کاں دہانہا مر ترا | در شب و در روزہا آرد دُعا
ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے | رات اور دن دعائیں کریں

از دہانے کہ نکردستی گناہ | آں دہانِ غیر باشد عذر خواہ
اُس منہ سے جس سے تونے کبھی گناہ نہیں کیا | وہ دوسرے کا منہ تیرا عذر خواہ ہوگا

یا دہانِ خویشتن را پاک کن | روحِ خود را چابک و چالاک کن
یا اپنے منہ کو پاک کر | (اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

لہ خشم۔ منافقوں کے اعتراض سے آنحضورؐ کو غصہ آیا۔ عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔ ہیِ بلال یعنی بلالؓ کا تلفظ حی کی بجائے ہی کہنا اُس حی کہنے سے بہتر ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گر نداری۔ یعنی دعا کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے دعا گر خود میں اخلاص نہ ہو تو مخلص سے دعا کرالے۔

۲ہ امر کردن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو مخلصین سے دعا کرا لینی چاہیئے۔ حضرت موسیٰ آں دہاں یعنی وہ منہ جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہانِ غیر۔ اگر وہ منہ گنہگار بھی ہو تو تم نے تو اُس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔ آنچناں۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ وہ دعائیں کریں۔

۳ہ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس مجبوری کیلئے عذر خواہ ہو جائیگا۔ یا دہاں اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو اُس کو توبہ سے پاک کر لینا چاہیے۔

Presented by www.ziaraat.com

ذکرِ حق پاکست چوں پاکی رسید
اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوئی
رخت بر بندد بروں آید پلید
ناپاکی بوریا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے

می گریزد ضدّہا از ضدّہا
ضدیں، ضدوں سے گریز کرتی ہیں
شب گریزد چوں برافروزد ضیا
رات بھاگ جاتی ہے جب روشنی نمودار ہوتی ہے

چوں درآید نام پاک اندر دہاں
جب (اللہ تعالیٰ کا) پاک نام منہ میں آتا ہے
نے پلیدی ماند و نے آں دہاں
نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

دربیانِ آنکہ اللہ گفتنِ نیازمند عینِ لبیک گفتنِ حق ست
اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا، اللہ کا لبیک کہنا ہے

آں یکے اللہ می گفتے شباں
ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
تاکہ شیریں می شد از ذکرش لباں
یہاں تک کہ ذکر سے اسکے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے

گفت شیطانش خموش اے سخت رو
شیطان نے اُس سے کہا اے سخت جان! چپ
چند گوئی آخر اے بسیار گو
اے بک بک! آخر کب تک کہے گا

ایں ہمہ اللہ گوئی از عتو
یہ سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے
خود یکے اللہ را لبیک کو
اللہ کی جانب سے ایک بھی لبیک کہاں ہے؟

می نیاید یک جواب از پیشِ تخت
پیشگاہ (خداوندی) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
چند اللہ می زنی با روئے سخت
تو سخت روئی سے کتنی بار اللہ کی ضرب لگائے گا

اُو شکستہ دل شد و بنہاد سر
وہ دل شکستہ ہوگیا اور لیٹ گیا
دید در خواب اُو خضر را در خضر
اُسنے خواب میں (حضرت) خضر کو سبزہ زار میں دیکھا

گفت ہیں از ذکر چوں وا ماندۂ
انھوں نے کہا ہاں! تو ذکر سے کیوں رک گیا
چوں پشیمانی ازاں کش خواندۂ
تو اس سے کیوں شرمندہ ہے کہ اُس کو پکارتا تھا

گفت لبیکم نمی آید جواب
اُس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آتا ہے
زاں ہمی ترسم کہ باشم ردِّ باب
اس سے میں خوفزدہ ہوں کہ میں مردودِ بارگاہ ہوں

گفت خضرش کہ خدا گفت ایں بمن
اُس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے
کہ برو با اُو بگو اے ممتحن
کہ جا تو اُس سے کہہ اے آزمائش میں پڑنیوالے

گفت آں اللہ تو لبیکِ ماست
وہ تیرا اللہ کہنا ہی، ہماری لبیک ہے
آں نیاز و درد و سوزت پیکِ ماست
وہ عاجزی اور تیرا درد و سوز ہی ہمارا قاصد ہے

لے ذکرِ حق۔ روح کے پاک کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اُس میں داخل کرو ناپاکی خود بھاگ جائے گی۔
لے آں یکے۔ یعنی شب کو ذکرِ خداوندی کرتا تھا۔ لبیک۔ یہ پکارنے والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ تخت۔ یعنی عرشِ باری۔ خضر حضرت خضر کو اسوجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ اُن کی کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں سبزہ اُگ جاتا ہے۔
سے لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جواب نہیں آتا ہے اِس سے مجھے یہ خیال ہوگیا ہے کہ میں مردودِ بارگاہ ہوں۔ ممتحن مبتلا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی یاد میں لگا لینا ہی اُس کی جانب سے لبیک ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۴

۱ نے ترا در کارِ من آوردہ ام — نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام

کیا میں نے تجھے (اپنے) کام میں نہیں لگا رکھا ہے — کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے

حیلہا و چارہ جوئیہائے تو — جذبِ ما بود و کشاد ایں پائے تو

تیری تدبیریں اور کوششیں — ہماری کشش سے تھیں اور اس نے تیرے پاؤں کھولے

ترس و عشقِ تو کمندِ لطفِ ماست — زیرِ ہر یارب تو لبیکہاست

تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کمند ہے — تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں

جانِ جاہل زیں دعا جز دور نیست — زانکہ یارب گفتنش دستور نیست

جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے — کیونکہ یارب کہنا اُس کی عادت نہیں ہے

۲ بر زبان و بر دلش قفل ست و بند — تا ننالد با خدا وقتِ گزند

اُس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے — تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے

۳ داد مر فرعون را صد مُلک و مال — تا کہ کرد او دعویِ عزّ و جلال

فرعون کو سیکڑوں مُلک اور مال دیئے — یہاں تک کہ اُس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا

در ہمہ عمرش ندید اُو دردِ سر — تا ننالد سوئے حق آں بدگہر

اپنی تمام عمر اُس نے سر کا درد نہ محسوس کیا — تاکہ وہ بد اصل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے

داد اُو را جملہ مُلکِ ایں جہاں — حق ندادش درد و رنج و اندہاں

اُس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی — اللہ نے اُس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے

درد آمد بہتر از مُلکِ جہاں — تا بخوانی مر خدا را در نہاں

درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے — تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکارے

زانکہ درد و رنج و بارِ اندہاں — شد نصیبِ دوستانش در جہاں

اِس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ — دنیا میں اُس کے دوستوں کا حصہ ہے

خواندنِ بے درد از افسردگی ست — خواندنِ با درد از دل بُردگی ست

بغیر درد کے پکارنا افسردگی ہے — درد کے ساتھ پکارنا دلربائی کی وجہ سے ہے

آں کشیدن زیرِ لب آواز را — یاد کردن مبدؤ آغاز را

دبے ہونٹوں آواز نکالنا — مبدء اور شروع کو یاد کرنا ہے

آں شدہ آواز صافی و حزیں — کاے خدا اے مستغاث و اے معیں

وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے — اے خدا اے مددگار اے معین!

---

۱ نے ترا۔ کسی شخص کو عبادت کی توفیق ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ اپنی یاد میں لگا دے۔ جذب۔ کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اسکی رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند بار لبیک کہتا ہوتا ہے۔

۲ بر زباں۔ جب سے خدا ناراض ہوتا ہے اسکو کبھی بھی دعا کی توفیق نہیں ہوتی۔ دردِ سر۔ اللہ نے اسکو دردِ سر سے بھی محروم رکھا وہ دعا کا سبب بنتا۔

۳ داد او را۔ بیماری جو اللہ کی طرف رجوع کر دے اللہ کی ایک رحمت ہے حدیث شریف ہے اللہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اسکی عاجزی کو سنے۔ اندھاں۔ اندوہ کی جمع ہے غم۔ خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا عشق کا نتیجہ ہے۔ آں کشیدن۔ گھٹ گھٹ کر رونا۔ مبدء اور آغاز کی یاد سے ہوتا ہے آں شدہ۔ جب انسان درد کی حالت میں اے خدا اے مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز صاف ہوتی ہے اور اسمیں حزن کی کیفیت ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نالۂ[۱] سگ در رہش بے جذبہ نیست — زانکہ ہر راغب اسیر رہزنیست
اُسکے راستہ میں کتے کا رونا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے — اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک رہزن کا قیدی ہے

چوں سگ کہفے کہ از مُردار رست — بر سرِ خوانِ شہنشاہاں نشست
اصحاب کہف کے کتے کی طرح جس نے مُردار سے نجات حاصل کرلی — شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

تا قیامت می خورد اُو پیشِ غار — آبِ رحمت عارفانہ بے تغار
وہ غار کے سامنے قیامت تک پیتا ہے — عارفانہ آبِ حیات بغیر پیالے کے

اے بسا سگ پوست کو را نام نیست — لیک اندر پردہ بے آں جام نیست
اے مخاطب بہت سے معمولی لباس والے ہیں جنکا ذکر بھی نہیں ہے — لیکن درپردہ وہ اُس جام کے بغیر نہیں ہیں

جاں[۲] بدہ از بہرِ آں جام اے پسر — بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
اے صاحبزادے! اُس جام کے لئے جان دیدے — بغیر جہاد اور صبر کے فتح کب ہوتی ہے

صبر کردن بہرِ ایں نبود حرج — صبر کُن کالصبر مفتاح الفرج
اِس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے — صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

زیں کمیں بے حزم و صبرے کس نجست — حزم را خود صبر آمد پاؤ دست
اِس گھات سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکا — احتیاط کے لئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

حزم کُن از خور کیں زہریں گیاست — حزم کردن زور و نورِ انبیاست
کھانے میں احتیاط برت کیونکہ یہ زہریلی گھاس ہے — احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کاہ[۳] باشد کو بہر بادے جہد — کوہ کے ہر باد را وزنے نہد
گھاس ہے جو ہر ہوا سے اُڑتی ہے — پہاڑ ہر ہوا کو کب جانچتا ہے

ہر طرف غولے ہمی خواند تُرا — کاے برادر راہ خواہی ہیں بیا
چھلاوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے — کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار یہ آجا

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق — من قلاوزم دریں راہِ دقیق
راستہ دکھاؤں گا اور تیرا رفیقِ سفر رہوں گا — میں اِس باریک راستہ میں تیرا رہنما ہوں

نے قلاوز ست و نے رہ داند اُو — یوسفا کم رو سوئے آں گرگ خُو
وہ نہ رہنما ہے، نہ راستہ جانتا ہے — اے یوسف! اِس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

حزم آں باشد کہ نفریبد تُرا — چرب و نوشِ دامہائے ایں سرا
احتیاط یہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں — اِس دنیا کے چکنے اور شیریں جال

۱ نالۂ سگ۔ جب جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے تب ہی انسان درد کے ساتھ گریہ کرتا ہے۔ چوں سگ۔ اصحاب کہف کے کتے میں جذب پیدا ہوگیا تھا۔ تا قیامت۔ تغار۔ برابر۔ وحدت پی رہا ہے۔ اے بسا۔ بہت سے اہل اللہ ایسے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔

۲ جاں بدہ۔ جامِ محبت کی طلب میں صبر کے ساتھ جان دیدینی چاہئے۔ صبر کردن۔ مجاہدہ مجاہدات میں صبر سے کام لیتا ہے تو فتح یاب ہوتا ہے اور جامِ محبت حاصل ہوجاتا ہے۔ کمیں۔ گھات۔ حزم۔ احتیاط۔ دنیاوی معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری سے کام لینا ضروری ہے ذرا سی غفلت انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی ہے۔

۳ کاہ باشد۔ ہر خواہشِ نفس کا تابع تنکے کی طرح ہے انسان کو کوہِ گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف۔ شیطان طرح طرح سے انسان کو دھوکے دیتا ہے۔ قلاوز۔ راہنما۔ یوسفا۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا قصہ عام شاعرانہ تخیل ہے۔ حزم۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئے۔

Presented by www.ziaraat.com

کہ نہ چربے دار دو نے نوش او — سحر خواند می دمد در گوش او

نہ اُن میں چکنائی ہے، نہ مٹھاس — وہ منتر پڑھتا ہے (اور) تیرے کان میں پھونکتا ہے

کہ بیا مہمانِ ما اے روشنی[1] — خانہ آنِ تست و تو آنِ منی

کہ آجا اے ہمارے مہمان اور (گھر کی) روشنی — گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے

حزم آں باشد کہ گوئی تخمہ ام — یا سقیم و خستۂ ایں دخمہ ام

احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہدے میں بدہضمی میں ہوں — یا (کہدے) میں اس قبرستان کا بیمار اور زخمی ہوں

یا سرم درد است درد سر ببر — یا مرا خواند است آں خالو پسر

یا (کہدے) میرے سر میں درد ہے اور دردِ سر دور کردے — یا (کہدے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے

[2] زانکہ یک نوشت دہد با نیشہا — کہ بکارد در تو نوشش ریشہا

کیونکہ وہ تجھے ایک شہد بہت سے ڈنکوں کے ساتھ دیگا — اس کا شہد تجھ میں بہت سے زخم پیدا کردے گا

زر اگر پنجاہ و گر شصت دہد — ماہیا او گوشت در شصتت نہد

وہ اگر پچاس یا ساٹھ اشرفیاں تجھے دے — اے مچھلی! وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے

گر دہد خود کے دہد آں پُر حیل — جوزِ پوسیدہ ست و گفتار دغل

اگر وہ حیلہ باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے — اُسکے اخروٹ سڑے ہوئے ہیں اور باتیں مکاری کی ہیں

زغزغ زر مغز و عقلت را برد — صد ہزاراں عقل را یک نشمرد

اشرفیوں کی کھنکھناہٹ تیرے دماغ اور عقل کو زائل کر دیتی ہے — لاکھوں عقلوں کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے

[3] یارِ تو خرجینِ تست و کیسہ ات — گر تو رامینی مجو جز ویسہ ات

تیرا دوست تیرا ناشتہ دان اور تیری تھیلی ہے — اگر تو رامین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ

ویسہ و معشوقِ تو ہم ذاتِ تست — ویں برونیہا ہمہ آفاتِ تست

تیری ویسہ اور معشوقہ تیری ہی ذات ہے — اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں

حزم آں باشد کہ چوں دعوت کنند — تو نگوئی مست و خواہانِ من اند

احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں — تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں

دعوت ایشاں صفیرِ مرغ دان — کہ کند صیاد در مکمن نہان

ان کی دعوت کو پرندوں کی سیٹی سمجھ — جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے

مرغِ مردہ پیش بنہادہ کہ ایں — می کند ایں بانگ و آواز و حنیں

مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ — آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

---

[1] اے روشنی یعنی اے گھر کی روشنی۔ تخمہ ام۔ یعنی شیطان کے نرغے میں نہ آئے اور مختلف بہانے کرکے اس کے دام فریب سے بچ جائے۔ دخمہ۔ قبرستان۔

[2] زانکہ۔ شیطان کے خوشنما فریب میں سینکڑوں مضرتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ گر دہد۔ اس کی عطا بھی پُر فریب ہے۔ زغزغ۔ دنیا کی دولت کی جھنکار انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

[3] یارِ تو۔ قدرت نے انسان کو جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے۔ رامین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔ عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ حزم آں باشد۔ انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ خارجی عوامل کی طرف دھیان نہ دے اور ان کو دھوکا سمجھے۔ مکمن۔ گھات۔ حنین۔ درد کی آواز۔

Presented by www.ziaraat.com

مرغ[1] پندارد کہ جنسِ اوست آں — جمع آید بردرد شاں پوست آں
پرندے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے — وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ اُن کی کھال اُدھیڑ دیتا ہے

جز مگر مُرغے کہ حزمش داد حق — تا نگردد گیج ازاں دانہ و مُلق
سوائے اُس پرندے کے جس کو خدا نے عقل دیدی ہو — تاکہ اُس دانہ اور خوشامد سے احمق نہ بنے

ہست بے حزمی پشیمانی یقیں — حزم را مگزار و محکم کُن تو ایں
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے — احتیاط کو نہ چھوڑ تو اِس کو مضبوط کرلے

زانکہ بے حزمی شقاوت بر دہد — دیں رَوَد از دست و دردِ سر دہد
اِس لئے کہ بے احتیاطی بدبختی کا پھل دیتی ہے — دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دردِ سر پیدا کرتی ہے

بشنو[2] ایں افسانہ را در شرحِ ایں — تا شوی حازم برائے حفظِ دیں
اِس کی تشریح میں یہ قصہ سُن لے — تاکہ تو دین کی حفاظت کیلئے پختہ کار بن جائے

فریفتنِ روستائی شہری را و بدعوت
ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریفتہ کرنا اور خوشامد

خواندن بہ لابہ و اِلحاح
اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندر ما مضیٰ — شہری با روستائی آشنا
اے بھائی! گذشتہ (زمانہ) میں تھا — ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست

روستائی چوں سوئے شہر آمدے — خرگہ اندر کوئے آں شہری زدے
دیہاتی جب شہر میں آتا — اُس شہری کے کوچے میں مقیم ہوتا

دو مہ و سہ ماہ مہمانش شُدے — بر دکانِ اُو و بر خوانش بُدے
دو تین مہینے اُس کا مہمان ہوتا — اُس کی دُکان اور اُس کے دسترخوان پر رہتا

ہر حوائج[3] را کہ بودش آں زماں — راست کردے مردِ شہری رائگاں
اُس کی اُس وقت جو ضرورتیں ہوتیں — وہ شہری مفت مُہیا کرتا

رُو بشہری کرد و گفت اے خواجہ تو — ہیچ می نائی سوئے دہ فرجہ جو
وہ (دیہاتی) شہری کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب! — تفریح کے لئے آپ کبھی گانوں میں نہیں آتے ہیں

اللہ اللہ جملہ فرزنداں بیار — کایں زمانِ گلشن ست و نوبہار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے — کیونکہ یہ موسم باغ اور نوبہار کا ہے

[1] مُرغ پندارد۔ شکاری مرد جانور سا بنکر اُنکی بولیاں بولتا ہے دوسرے پرند اُس سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گیج۔ احمق۔ مُلق۔ چاپلوسی۔

[2] بشنو۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور دیہاتی کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر پریشان ہوا۔ لابہ۔ خوشامد۔ اِلحاح۔ اصرار۔ ما مضیٰ۔ جو کہ گذرا۔ روستائی۔ دیہاتی۔ خرگہ۔ خیمہ۔ بُدے۔ دکان پر ٹھہرتا اور اُسکے یہاں کھانا کھاتا۔

[3] حوائج۔ ضروریات۔ رائگاں۔ مفت۔ فرجہ۔ تفریح۔ گلشن۔ باغ۔

Presented by www.ziaraat.com

یا بتابستان[1] بیا وقتِ ثمر ۔۔۔ تا بہ بندم خدمتت را من کمر
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آئیے ۔۔۔ تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمربستہ ہو جاؤں

خیل و فرزندان و قومت را بیار ۔۔۔ در دہِ ما باش سہ ماہ و چہار
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لے آئیے ۔۔۔ ہمارے گاؤں میں تین چار مہینے رہیے

در بہاراں خطۂ دہ خوش بود ۔۔۔ کشت زار و لالۂ دلکش بود
بہار کے موسم میں گاؤں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے ۔۔۔ کھیتیاں اور دلکش لالہ ہوتا ہے

وعدہ دادے شہری او را دفعِ حال ۔۔۔ تا بر آمد بعدِ وعدہ ہشت سال
ملنے کے لئے شہری اُس سے وعدہ کر لیتا ۔۔۔ یہاں تک کہ وعدے ہی وعدے میں آٹھ سال گزر گئے

او بہر سالے ہمی گفتے کہ کے ۔۔۔ عزم خواہی کرد کامد ماہِ دے
وہ دیہاتی ہر سال کہتا کہ کب ۔۔۔ آپ ارادہ کریں گے، خزاں کا موسم آ گیا

او بہانہ ساختے کامسال ماں ۔۔۔ از فلاں خطہ بیاید[2] میہماں
وہ (شہری) بہانہ بنا دیتا کہ اس سال ہمارے ۔۔۔ فلاں علاقے کا مہمان آئے گا

سالِ دیگر گر توانم وارہید ۔۔۔ از مُہمّاتِ آں طرف خواہم دوید
اگر آئندہ سال نجات پاؤں گا ۔۔۔ ضروریات سے، اُدھر آؤں گا

گفت ہستند آں عیالم منتظر ۔۔۔ بہرِ فرزنداں تو اے اہلِ بِر
اُس (دیہاتی) نے کہا میرے بال بچے منتظر ہیں ۔۔۔ آپ کے بچوں کے، اے کرم فرما!

باز ہر سالے چو لکلک آمدے ۔۔۔ تا مقیمِ قُبّۂ شہری شدے
پھر وہ ہر سال لقلق کی طرح آ جاتا ۔۔۔ شہری کے گھر مقیم ہو جاتا

خواجہ ہر سالے زر و مالِ خویش ۔۔۔ خرج او کردے کشادے بالِ خویش
خواجہ (شہری) ہر سال اپنا روپیہ پیسہ ۔۔۔ اُس پر خرچ کرتا، اپنا دل کھول دیتا

آخریں کرت سہ ماہ آں پہلواں ۔۔۔ خواں نہادش بامدادان و شباں
آخری مرتبہ اُس سخی نے تین مہینے ۔۔۔ صبح اور شام اُس کے لئے دسترخوان بچھایا

از خجالت باز گفت او خواجہ را ۔۔۔ چند وعدہ چند بفریبی مرا
اُس (دیہاتی) نے خواجہ (شہری) سے شرمندگی کے ساتھ ۔۔۔ آپ کتنے وعدے اور کتنا دھوکا دیں گے

گفت خواجہ جسم و جانم وصل جوست ۔۔۔ لیک ہر تحویل[3] اندر حکمِ اوست
خواجہ (شہری) نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے مشتاق ہیں ۔۔۔ لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

[1] تابستان۔ موسمِ گرما۔ ثمر۔ پھل۔ خیل۔ قبیلہ۔ گروہ۔ دفعِ حال۔ دفع الوقتی کے لئے۔ یعنی موسمِ بہار گذر کر موسمِ خزاں آ گیا۔

[2] بیاید۔ یعنی چونکہ مہماں کی آمد کی مجبوری ہے لہذا سفر نہ کر سکوں گا۔ مہمات۔ ضروریات۔ بڑی بڑی۔ لکلک۔ لقلق آبی پرندہ جس کی ہر ملک میں آمد و رفت مقررہ مہینوں میں ہوتی ہے۔ بال۔ بازو، دل۔ پہلوان۔ پہلوان، سخی۔

[3] تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت کرنا۔

آدمی چوں کشتی ست و بادباں
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے

تا کے آرد باد را آں باد راں[1]
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے

باز سوگنداں بدادش کاے کریم
اُس (دیہاتی) نے اُس (شہری) کو پھر قسم دی

گیر فرزنداں بیا بنگر نعیم
اولاد کو لیجئے، آیئے، مزے دیکھئے

دستِ او بگرفت سہ کرّت بعہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اُس کا ہاتھ پکڑا

کاللہ اللہ زود آ، بنمائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آیئے، کوشش کیجئے

بعدِ دہ سال و بہر سالے چنیں
دس سال بعد اور ہر سال اسی طرح کی

لابہا و وعدہائے شکریں
خوشامدیں اور شیریں وعدے

کودکانِ خواجہ گفتند اے پدر
خواجہ (شہری) کے بچوں نے کہا، اے ابا جان!

ماہ و ابر و سایہ ہم دارد سفر
چاند اور ابر اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں

حقہا[2] بر وے تو ثابت کردہ
آپ نے اُس (دیہاتی) پر حقوق قائم کر دیئے ہیں

رنجہا در کارِ او بس بردہ
اُس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں

او ہمی خواہد کہ بعضے حقِ آں
وہ چاہتا ہے کہ اُن میں سے بعض حق

واگزارد چوں شوی تو میہماں
ادا کرے جب آپ مہمان ہوں

بس وصیت کرد مارا او نہاں
اُس (دیہاتی) نے ہم سے درپردہ بہت اصرار کیا ہے

کہ کشیدش سوئے دہ لابہ کناں
کہ اُس (آپ) کو خوشامد کر کے گاؤں کھینچ لائیں

گفت حق ست ایں و لے اے سیبو
اُس (شہری) نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیبو

اِتّقِ مِنْ شَرِّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَیْہ
اُس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے احسان کیا ہے

دوستی[3] تخمِ دمِ آخر بود
دوستی آخری وقت کا بیج ہوتی ہے

ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ بیج سڑ جائے

صحبتے باشد چو شمشیرِ قطوع
ایک میل جول کاٹنے والی تلوار کی طرح ہوتا ہے

ہمچو دے در بوستان و در زروع
جیسا کہ دے کا مہینہ باغ اور کھیتوں کے لئے

صحبتے باشد چو فصلِ نو بہار
ایک میل جول نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے

زو عمارتہا و دخلِ بے شمار
جس سے آبادیاں اور بےشمار آمدنی ہوتی ہے،

حزم آں باشد کہ ظنِّ بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

---

[1] باد راں۔ ہوا چلانے والا یعنی اللہ تعالیٰ کرّت۔ بار، مرتبہ لابہا۔ خوشامدیں۔ ماہ و ابر یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔

[2] حقہا۔ چونکہ تو نے اُسکی بہت خدمت کی ہے وہ اُسکا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ بس وصیت۔ ہم سے چپکے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشامد کر کے اُس کے گاؤں میں لے آئیں۔ سیبویہ۔ مشہور نحوی گذرا ہے یہاں مطلقاً عقلمند مراد ہے۔

[3] دوستی۔ یعنی دوستی بھی اُن نیکیوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جول دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ دخل۔ آمدنی۔ ظنِّ بد یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل جول دوستی توڑ دے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

حزم سوء الظن فرمود آں رسول — ہر قدم را دام می داں اے فضول
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے — اے فضول! ہر قدم کو جال سمجھ

روئے صحرا ہست ہموار و فراخ — ہر قدم دامے ست کم راں گستاخ
صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے — لیکن ہر قدم پر جال ہے بے پروائی سے نہ چل

آں بزِ کوہی دود کہ دام کو — چوں بتازد دامش افتد در گلو
پہاڑی بکرا دوڑتا ہے کہ جال کہاں ہے؟ — جب دوڑتا ہے جال اُسکے گلے میں پھنس جاتا ہے

آنکہ می گفتی کہ کو اینک ببیں — دشت می دیدی نمی دیدی کمیں
تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے! یہ ہے دیکھ — تو نے جنگل دیکھ گھات کو نہ دیکھا

بے کمین و دام و صیاد اے عیار — دُنبہ کے باشد میانِ کشت زار
اے چالاک! گھات اور جال کے بغیر — کھیت میں دُنبہ کب ہوتا ہے

آنکہ گستاخ آمدند اندر زمیں — استخوان و کلہ ہاشاں را ببیں
جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں — اُن کی ہڈیاں اور جبڑے دیکھ

چوں بگورستاں روی اے مرتضیٰ — استخواں شاں را بپرس از ماضیٰ
اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے — اُن کی ہڈیوں سے گذشتہ واقعات پوچھ لے

تا بظاہر بینی آں مستانِ زور — چوں فرو رفتند در چاہِ غرور
تاکہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت کے مست — دھوکے کے کنوئیں میں کس طرح گرے ہیں

چشم اگر داری تو کورانہ میا — ور نداری چشم دست آور عصا
اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ — اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے

آں عصائے حزم و استدلال را — چوں نداری دیدہ می کن پیشوا
وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی — جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ کو پیشوا بنا لے

ور عصائے حزم و استدلال نیست — بے عصا کش در سرِ ہر رہ مایست
اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے — لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو

گام ز انساں نہ کہ نابینا نہد — تا کہ پائے از سنگ و از چہ وا رہد
پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے — تاکہ پاؤں پتھر اور کنوئیں سے نجات پا جائے

لے سوء الظن۔ بدگمانی۔ گستاخ۔ گستاخ، بے پروا۔ کہ دام کو۔ بکرا زبانِ حال سے کہتا ہے۔ عیار۔ ہوشیار۔ دُنبہ۔ چکتی والا دنبہ یعنی قسم کا بکرا جس کے چکتی ہوتی ہے۔

ےہ آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے حزم سے کام نہ لیا ان سرکشوں کا انجام اُن کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں سے معلوم کر لو۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ ماضیٰ۔ گذشتہ۔ تا بظاہر۔ قبرستان جا کر کُھلم کھلا غرور کے نشہ سے مست لوگوں کا انجام دیکھو لوگے۔

ےہ چشم اگر داری۔ غلطی سے بچنے کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے ذریعہ غلطی سے بچے۔ عصا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی سے بچا جائے۔ دیدہ می کن۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ ور کے ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔ اندھا چلنے میں احتیاط کرتا ہے ٹھوکر اور گڑھے سے بچ جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کورزاں و ترس و احتیاط — می نہد پا تا نیفتد در خباط
اندھا ڈرتے ہوئے، ڈر اور احتیاط سے — پاؤں رکھتا ہے، تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے

اے [1] ز دودے جستہ در نارے شدہ — لقمہ جستہ لقمۂ مارے شدہ
اے وہ جو دھویں سے بھاگا آگ میں گرا — لقمہ ڈھونڈا سانپ کا لقمہ بن گیا

قصۂ اہل سبا و طاغی کردن نعمت ایشاں را و رسیدن بشومی طغیان و کفران ایشاں و بیان فضیلت شکر و نعمت حق

اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی بدبختی کا پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو نخواندی قصۂ اہل سبا — یا بخواندی و ندیدی جز صدا
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟ — یا تو نے پڑھا ہے اور مشکوم نے صدائے بازگشت سمجھا ہے

از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست — سوئے معنی ہوش کہ را راہ نیست
صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے — حقیقت کی جانب پہاڑ کے ہوش کیلئے راستہ نہیں ہے

او ہمی بانگے کند بے گوش و ہوش — چوں خمش گردی تو او ہم شد خموش
وہ بغیر گوش اور ہوش کے آواز دیتا ہے — جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا

داد حق [2] اہل سبا را بس فراغ — صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
اللہ نے اہل سبا کو بہت فارغ البالی بخشی — لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ

حق آں نگذاردند آں بدرگاں — در وفا بودند کمتر از سگاں
ان بدبختوں نے اس کا حق نہ ادا کیا — وہ وفاداری میں کتوں سے کم تھے

مر سگے را لقمۂ نانے ز در — چوں رسد بر در ہمی بندد کمر
کسی کتے کو کسی دروازے سے روٹی کا لقمہ — جب مل جاتا ہے وہ اس در پر کمر بستہ ہو جاتا ہے

پاسبان و حارس در می شود — گرچہ بر وے جور و سختی می رود
دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے — خواہ اس پر ظلم اور سختی ہو

ہم براں در باشدش باش و قرار — کفر داند کرد غیرے اختیار
اسی دروازے پر اس کی بود و باش ہو جاتی ہے — غیر کا اختیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے

در سگے [3] آید غریبے روز و شب — آں سگانش می کنند آں دم ادب
اگر کوئی اجنبی کتا آجاتا ہے رات یا دن (میں) — وہ کتے اس کو فوراً تنبیہ کرتے ہیں

[1] اے ز دودے۔ انسان خود غلطی کر بیٹھتا ہے یک غلطی سے بچتا ہے اور اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اہل سبا کے قصے سے اسی بات کو واضح کیا ہے۔ جز صدا۔ یعنی اس قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا۔ از صدا۔ صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا ہے۔

[2] داد حق۔ اہل سبا کی فارغ البالی اور انکی نافرمانی کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ حق آں۔ یعنی ان نعمتوں کا شکر۔ حارس۔ نگہبان۔ باش۔ قیام۔

[3] در سگے۔ یعنی کتے پر دوسرے کتوں کا بھونکنا گویا کہ اس کو تنبیہ کرنا ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو چھوڑ کر کیوں آیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کہ بروآنجا کہ اوّل منزل ست — حق آں نعمت گروگانِ[۱] دل ست

کہ وہاں جا، جہاں پہلا گھر ہے — اُس نعمت کا حق دل کو گروی کیے ہوئے ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خویش — حق آں نعمت فرو مگذار پیش

وہ اُسی کو کاٹتے ہیں کہ اپنی جگہ جا — اُس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

از درِ دل واہلِ دل آبِ حیات — چند نوشیدی و وا شد چشمہات

دل اور صاحبِ دل کے در سے آبِ حیات — تونے کئی بار پیا ہے اور اُس کے چشمے جاری ہوئے ہیں

بس[۲] غذائے سُکر و وجد و بیخودی — از درِ اہلِ دلاں بر جاں زدی

شکر اور وجد اور بے خودی کی غذا — دل والوں کے دروازے سے تونے جان کو دی ہے

باز ایں در را رہا کردی زحرص — گردِ ہر دُکّاں ہمی گردی زحرص

پھر تونے لالچ کی وجہ سے اِس دروازے کو چھوڑ دیا — حرص سے ہر دُکان کا چکر کاٹتا ہے

بر درِ آں مُنعمانِ چرب دیگ — میدوی بہرِ ثرِیدا اے مُردہ ریگ

چکنی دیگ والے دولتمندوں کے در پر — اے ناچیز! ثرید کے لئے تو دوڑا پھرتا ہے

چرب[۳]ش آنجاداں کہ جاں فربہ شود — کارِ نا اُمید آنجا بہ شود

چکنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موٹی ہوتی ہے — مایوس کا معاملہ وہاں درست ہو جاتا ہے

صومعۂ عیسیٰؑ ست خوانِ اہلِ دل — ہاں وہاں اے مبتلا ایں در مہل

اہلِ دل کا دسترخوان حضرت عیسیٰؑ کا گرجا گھر ہے — خبردار! خبردار! اے بیمار اِس در کو نہ چھوڑ

جمع آمدنِ اہلِ آفت ہر صباحے بر درِ صومعۂ حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام جہتِ طلبِ شفا بدعائے اُو

مصیبت زدوں کا حضرت عیسیٰؑ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل کرنے کے لئے جمع ہونا۔

جمع گشتندے زہر اطراف خلق — از ضریر و لنگ و شل و اہلِ دلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی — اندھے اور لنگڑے اور اپاہج اور گدڑی والے

بر درِ آں صومعۂ عیسیٰؑ صباح — تا بدم شاں وارہاند از جُناح

صبح کو حضرت عیسیٰؑ کے گرجا گھر کے دروازے پر — تاکہ دم کر کے اُن کو تکلیف سے نجات دیں

اُو چو گشتے فارغ از اورادِ خویش — چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے — وہ نیک عادت چاشت کے وقت باہر آتے

---

۱ گروگاں۔ گروی۔ رہن دار دل۔ جس طرح کتّے کا پہلے مکان کو چھوڑنا بے وفائی ہے اسی طرح بزرگوں کے در سے مستفید ہوکر اُسکو چھوڑنا بے وفائی ہوگا۔

۲ بس غذا۔ مرید شیخ کے در سے بہت سی روحانی غذائیں حاصل کرتا ہے۔ مُنعمانِ چرب دیگ۔ وہ مالدار جن کے یہاں لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں۔ ثرید شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ مُردہ ریگ۔ فرومایہ۔ کمینہ۔

۳ چربش۔ لذیذ اور چکنی غذا وہ ہے جو روح کی پرورش کرے نہ کہ جسم کی۔ صومعہ۔ گرجا گھر۔ حضرت عیسیٰؑ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفا خانہ تھا۔ ضریر۔ نابینا۔ لنگ۔ لنگڑا۔ شل۔ اپاہج۔ دلق۔ گدڑی۔ جناح۔ گناہ یعنی باطنی امراض۔ اوراد۔ انسان کے معمولات اور وظائف عبادات۔

جوق[1] جوق مبتلا دیدے نزار
شستہ بر در در امید و انتظار
وہ گروہ در گروہ بیماروں کے غول کے غول دیکھتے
اُمید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے

پس دعا کردے وگفتے از خدا
حاجت و مقصود جملہ شد روا
تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
تمام ضرورتمندوں کی حاجت پوری ہوگئی ہے

گفتے اے اصحاب آفت از خدا
حاجتِ ایں جملگاں تاں شد روا
فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
تم سب کی حاجت پوری ہوگئی ہے

ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
سوئے غفاری و اکرامِ خدا
بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے
اللہ کی خطا بخشی اور عزت افزائی کی طرف

جملگاں[2] چوں اشترانِ بستہ پائے
کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے
سب پاؤں بندھے اونٹوں کی طرح
جن کے زانو کو تونے تدبیر سے کھولدیا ہو

جملہ صحت یافتند و شد رواں
از دمِ جاں بخشِ عیسیٰؑ در زماں
سب صحتمند ہوگئے اور روانہ ہوگئے
فوراً (حضرت) عیسیٰؑ کے جان بخشنے والے دم کرنے سے

شد روا آں حاجتِ جملہ علیل
زامرِ حق و از دمِ نیکِ جلیل
سب مریضوں کی حاجت روائی ہوجاتی
خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے

بے[3] توقف جملہ شاداں درامان
از دعائے او شدندے پادواں
سب اطمینان سے خوشی خوشی بلا توقف
اُن کی دعا سے دوڑتے چلے جاتے

جملہ بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شادمان و محترم
سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے
تندرست اور خوش اور قابلِ عزت

سوئے خانہ خویش گشتندے رواں
از دمِ میمونِ آں صاحبقراں
اپنے گھروں کو روانہ ہوجاتے
اُس صاحبقران کے مبارک دم کرنے سے

آزمودی تو بسے آفاتِ خویش
یافتی صحت ازیں شاہانِ کیش
تونے بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے
مذہب کے شہنشاہوں سے تو صحتیاب ہوا ہے

چنداں لنگیِ تو رہوار شد
چند جانت بے غم و آزار شد
کتنی مرتبہ تیرا لنگڑا پن تیز رفتار بنا ہے
کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہوگئی ہو

اے مغفل رشتہ بر پائے بند
تا ز خود ہم گم نگردی اے لوند
اے بیوقوف! پاؤں پر رسّی باندھ لے
تاکہ اے خودرائے! تو اپنے آپ ہی گم نہ ہوجائے

---

[1] جوق جوق: گروہ گروہ۔ مبتلا: مریض۔ شستہ: نشستہ۔ گفتے: حضرت عیسیٰؑ دعا کے بعد فرماتے اللہ نے تم سب کو شفا عطا فرمادی ہے۔

[2] جملگاں: تمام مریض مرض کی گرفت سے ایسے آزاد ہوجاتے تھے جیسا کہ اونٹ زانو بند کھولنے سے آزاد ہوتا ہے۔

[3] بے توقف: فوراً۔ پادواں: دوڑتے ہوئے۔ دمِ میمون: با برکت پھونک۔ صاحبقراں: وہ بچہ جس کی ولادت کے وقت زحل اور مشتری ستارے کا ملاپ ہوجائے ایسا بچہ بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے۔ آزمودی: جبکہ بزرگوں کے در سے فیض حاصل ہوا ہو اُس در کو چھوڑنا حضرت عیسیٰؑ کے در کو گھر سے منہ موڑنا ہے۔ مغفل: بیوقوف۔ لوند: رند۔

Presented by www.ziaraat.com

ناسپاسی و فراموشیِ تو — یاد ناورد آں عسل[1] نوشیِ تو
تیری ناشکری اور (احسان) فراموشی نے — تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا

لاجرم آں راہ بر تو بستہ شُد — چوں دلِ اہلِ دل از تو خستہ شُد
لامحالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہوگیا — جبکہ اہلِ دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا

زود شاں دریاب و استغفار کن — ہمچو ابرے گریہائے زار کن
جلد اُن کے پاس پہنچ جا اور توبہ کرے — ابر کی طرح عاجزی کا رونا رو

تا گلستاں شاں سوئے تو بشگفد — میوہائے پُختہ بر خود وا کفد
تاکہ اُن کا باغ تیری جانب کھلے — پکّے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں

ہم براں در گرد و کم از سگ مباش — با سگِ کہف ار شدستی خواجہ تاش
اُسی در کا چکر کاٹ، کُتّے سے کم نہ ہو — اگرچہ تو اصحابِ کہف کے کُتّے کا ساتھی ہوگیا ہے

چوں سگاں ہم مر سگاں را ناصح اند — کہ دل اندر خانۂ اوّل بہ بند
کُتّے، کُتّوں کے لئے ناصح ہیں — کہ پہلے گھر سے دل لگا

آں درِ اوّل کہ خوردی استخواں — سخت گیر و حق گذاری را ممّاں
وہ پہلا دروازہ جس پر تونے ہڈی کھائی ہے — سخت پکڑے اور حق گذاری سے نہ رُک

می گزندش[2] کز ادب آنجا رَوَد — وز مقامِ اوّلیں مُفلح شود
وہ اُس کو کاٹتے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے — اور پہلے مقام پر کامیاب ہوجائے

می گزندش کاے سگِ طاغی[3] برو — با ولیِ نعمت باغی مشو
اُس کو کاٹتے ہیں کہ اے سرکش کُتّے جا — اپنے محسن سے باغی نہ بن

بر ہماں در ہمچو حلقہ بستہ باش — پاسبان و چابک و برجستہ باش
اُسی در پر حلقہ کی طرح بندھا رہ — محافظ اور چست اور آمادہ بنا رہ

صورتِ نقضِ وفائے ما مباش — بیوفائی را مکُن بیہودہ فاش
ہماری بے وفائی کی صورت نہ بن — بیوفائی کو خواہ مخواہ ظاہر نہ کر

مر سگاں را چوں وفا آمد شعار — رَو سگاں را ننگ و بدنامی میار
وفاداری جبکہ کُتّوں کا شعار ہے — جا کُتّوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر

بیوفائی چوں سگاں را عار بود — بیوفائی چوں رواداری نمود
جبکہ بیوفائی کُتّوں کیلئے ذلّت ہے — تونے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

[1] عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ دریاب۔ حاصل کرلے۔ کفد۔ کفیدن بمعنی پھٹنا کا فعل مضارع ہے۔ با سگ کہف یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہوگیا ہے تب بھی اُس در کو نہ چھوڑ۔ ممّاں۔ نہ رُک۔

[2] می گزندش۔ دوسرے کُتّوں کا اُس کُتّے کو کاٹنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے مالک کے پاس چلا جائے۔ مُفلح۔ کامیاب۔

[3] طاغی۔ سرکش۔ صورت۔ کُتّوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی۔ بے وفائی کُتّوں کے لئے عار و ذلّت ہے تونے اپنے لئے اُسکو کیوں پسند کیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حق تعالیٰ[1] فخر آورد از وفا ‌‌ ‌ ‌ گفت مَنْ اَوْفیٰ بِعَہْدٍ غَیْرُنا
اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے ‌ ‌ ‌ فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بیوفائی داں وفا با رَدِّ حق ‌ ‌ ‌ بر حقوقِ حق ندارد کس سبق
اللہ کے مردود کے ساتھ وفا کرنا (خدا کے ساتھ) بیوفائی سمجھ ‌ ‌ ‌ اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

نور را ہم نور شو با نار نار ‌ ‌ ‌ جائے گُل گُل باش و جائے خار خار
نور کے لئے نور بن، آگ کے لئے آگ ‌ ‌ ‌ پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

حق مادر[2] بعد ازاں شُد کاں کریم ‌ ‌ ‌ کرد اورا از جنینِ تو غریم
ماں کا حق اُس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے ‌ ‌ ‌ تیرے حمل کا اُس کو مقروض بنایا

صورتے کردت درونِ جسم اُو ‌ ‌ ‌ داد در حملش ترا آرام و خو
اُس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی ‌ ‌ ‌ (اور) اُس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

ہمچو جزوِ مُتّصل دید اُو ترا ‌ ‌ ‌ مُتّصل را کرد تدبیرش جُدا
اُس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا ‌ ‌ ‌ اُس (اللہ) کی تدبیر نے جُڑے ہوئے کو جدا کر دیا

حق ہزاراں صنعت و فن ساختت ‌ ‌ ‌ تا کہ مادر بر تو مہر انداختت
اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے (تجھے) بنایا ہے ‌ ‌ ‌ اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

پس[3] حقِ حق سابق از مادر بُوَد ‌ ‌ ‌ ہر کہ آں حق را نداند خر بُوَد
تو اللہ کا حق، ماں سے پہلے ہوا ‌ ‌ ‌ جو اُس حق کو نہیں پہچانتا گدھا ہے

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر ‌ ‌ ‌ با پدر کردش قریں آں خود مگیر
جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ (پیدا کیا) ‌ ‌ ‌ اُس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

اے خداوند اے قدیم احسانِ تو ‌ ‌ ‌ آنکہ دانم وانکہ نے ہم آنِ تو
اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے ‌ ‌ ‌ جو میرے علم میں ہے اور جو میرے علم میں نہیں ہے تیری (ملکیت ہے)

تو بفرمودی کہ حق را یاد کن ‌ ‌ ‌ زانکہ حقِ من نمیگردد کہن
تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر ‌ ‌ ‌ کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

یاد کن لُطفے کہ کردم آں صبوح ‌ ‌ ‌ با شما از حفظ در کشتیِ نوحؑ
(تو نے فرمایا) اُس مہربانی کو یاد کر جو اس صبح کو میں نے کی ‌ ‌ ‌ تمہارے ساتھ نوحؑ کی کشتی میں حفاظت کر کے

اصل و اجدادِ شما را آں زماں ‌ ‌ ‌ دادم از طوفان و از موجش اماں
اُس وقت تمہاری اصل اور باپ دادا کو ‌ ‌ ‌ میں نے طوفان اور اُس کی موج سے امن دی

---

[1] حق تعالیٰ۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ ردِّ حق۔ جو لوگ مردود بارگاہِ الٰہی ہیں اُن سے بے وفائی عین وفا ہے۔ نور را۔ اچھوں سے اچھائی اور بُروں سے بُرائی کرنی چاہئے۔

[2] حق مادر۔ ماں کا بڑا حق ہے لیکن اللہ کا حق اُس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے ثابت ہوا ہے۔ صورتے کردت۔ ماں کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔ جُدا۔ یعنی تیری پیدائش ہوئی۔ حق ہزاراں۔ ماں کی محبت سے قبل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

[3] پس حقِ حق۔ اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا۔ اے خداوند۔ مولانا نے اللہ کے احسانات کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد کن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اس احسان کو یاد کرو کہ نوحؑ کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

Presented by www.ziaraat.com

آب آتش خو زمیں بگرفتہ بود — موج او مر اوج کہ را می ربود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی — اُس کی موج پہاڑ کی ہر چوٹی کو اڑائے لئے جا رہی تھی

حفظ کردم من نکردم رد تاں — در وجود جد جد جد تاں
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں ردد نہ بنایا — تمہارے دادا، پردادا، سگڑدادا کے وجود میں

چوں شدی سرپشت پاچوں زنم — کارگاہ خویش ضائع چوں کنم
جب تو سردار ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟ — اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟

چوں فدائے بیوفایاں می شوی — از گمان بد بداں سومی روی
تو بیوفاؤں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟ — بدگمانی کی وجہ سے اُس جانب جا رہا ہے

من ز سہو و بیوفائیہا بری — سوئے من آئی گمان بد بری
میں بھول اور بے وفائی سے بری ہوں — تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کرتا ہے

ایں گمان بد برانجا بر کہ تو — میشوی در پیش ہمچوں خود دوتو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو — اپنے جیسے کے سامنے کبڑا ہوتا ہے

بس گرفتی یار و ہمراہان زفت — گر ترا پرسم کہ کو گوئی کہ رفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے — اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہاں ہیں تو تو کہے گا چلے گئے

یار نیکت رفت بر چرخ بریں — یار فسقت رفت در قعر زمیں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا — تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا

تو بماندی درمیانہ آنچناں — بے مدد چوں آتشے از کارواں
تو درمیان میں رہ گیا اسی طرح — بے مدد جیسے قافلہ کی روانگی کے بعد آگ

دامن او گیر اے یار دلیر — کو منزہ باشد از بالا و زیر
اے بہادر دوست! تو اُس کا دامن پکڑ لے — جو اوپر نیچے سے پاک ہو

نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود — نے چو قاروں در زمیں اندر رود
نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے — نہ قارون کی طرح زمین کے اندر چلا جائے

با تو باشد در مکان و لامکاں — چوں بمانی از سرا و از دکاں
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہوگا — جب تو گھر اور دکان سے اکیلا رہ جائے گا

او بر آرد از کدورتہا صفا — مر جفاہائے ترا گیرد وفا
وہ کدورتوں سے صفائی نکال لیتا ہے — تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

---

۱ آب آتش۔ یعنی پانی آگ کی طرح تباہی کر رہا تھا اور اُس کی موجیں پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی تھیں۔ چوں شدی۔ جب انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تو اُس کو تباہ نہ کریگا۔ چوں فدائے۔ اِس قدر احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ وفا نہ کرنے والوں پر کیوں فدا ہوتا ہے۔

۲ من ز سہو۔ اللہ ہر قسم کی بھول اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں گمان بد۔ بے وفائی کی بدگمانی انسان سے کیجا سکتی ہے۔ بس گرفتی۔ تو فانی انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی۔ یار نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چوں آتشے۔ قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ کو چھوڑ کر چل دیتا ہے۔

۳ دامن او۔ اُس ذات سے تعلق پیدا کرو جو بالا و زیر سے پاک ہے نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ چھوڑ کر بالا یعنی آسمان پر چلا جائے نہ قارون کی طرح زیر زمین چلا جائے۔ با تو باشد۔ جب تک تو جسمانی زندگی گزارے وہ تیرے ساتھ ہو۔ جب تو روحانی زندگی گزارے اور لامکان میں ہو وہ تیرے ساتھ رہے۔ او بر آرد۔ خدا ہی کی ذات ہے جو انسان کی برائیوں کو بھلائیوں سے تبدیل کر دیتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں[١] جفا آری فرستد گوشمال — تا ز نقصاں واروی سوئے کمال

جب تو ظلم کرتا ہے دوسرا بھیجتا ہے — تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

چوں تو وردے ترک کردی در روش — بر تو قبضے آید از رنج و تپش

جب تو عمل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے — رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض (طاری) ہو جاتا ہے

آں ادب کردن بود یعنی مکن — ہیچ تحویلے ازاں عہد کہن

وہ ادب سکھانا ہوتا ہے، یعنی نہ کر — پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

پیش[٢] ازاں کایں قبض زنجیرے شود — ایں کہ دلگیر است پاگیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے — جو (آج) دلگیر ہے وہ پاگیر بن جائے

رنج معقولت شود محسوس و فاش — تا نگیری ایں اشارت را بہ لاش

تیرا ذہنی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا — خبردار! اس اشارے کو معدوم نہ سمجھنا

در معاصی قبضہا دلگیر شد — قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

گناہوں میں قبض دلگیر بنتا ہے — موت کے بعد انقباضی کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہیں

نعطِ من اعرض ہنا عن ذکرنا — عیشۃً ضنکاً ونحشر بالعمیٰ

جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہم اسکو دیں گے — تنگ زندگی اور (قیامت میں) اندھا اٹھائیں گے

دزد[٣] چوں مال کساں را می برد — قبض و دلتنگی دلش را می خلد

چور جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے — قبض اور دلتنگی اس کے دل میں کھٹکتی ہے

او ہمی گوید عجب ایں قبض چیست — قبض آں مظلوم کز شرت گریست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیسا ہے — یہ قبض اس مظلوم (کی دعا) کا اثر ہے جو تیرے شر سے رویا ہو

چوں بدیں قبض التفاتے کم کند — باد اصرار آتشش را دم کند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے — اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بھڑکاتی ہے

قبض دل قبض عواں شد لاجرم — گشت محسوس آں معانی زد علم

لامحالہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا — وہ محسوس بن گیا معنی نے نشان قائم کر دیا

قبضہا زنداں شدست و چار میخ — قبض بیخ ست و برآرد شاخ بیخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے — قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ (آثار) دیتی ہے

بیخ پنہاں بود ہم شد آشکار — قبض و بسط خویش را بیخے شمار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی — اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

[١] چوں جفا: جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو تنبیہ فرما کر برائی سے نکال کر بھلائی کیطرف متوجہ فرما دیتا ہے۔ وردے: اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک انقباضی کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ انسان اپنا معمول نہ چھوڑے۔

[٢] پیش ازاں: ترک عبادت پر انقباضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنج معقول یعنی انقباضی کیفیت جو ایک ذہنی چیز ہے آخرت میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے گی۔ نعط: یعنی ترک عبادت پر انقباضی کیفیت جو ذہنی ہے وہ آخرت میں اندھاپن اختیار کرے گی۔

[٣] دزد: گناہ پر تنگ دلی پیدا ہوتی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں: جب انسان اس گناہ پر اصرار کرتا ہے تو نتیجہ میں یہی دل تنگی ظاہری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا: گناہوں پر یہی انقباضی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی صورت اختیار کرے گی۔ بیخ پنہاں یعنی گناہ پر انقباضی کیفیت اور نیکی پر انشراحی کیفیت۔

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ بیخ بد بود زودش بکن | تا نہ روید زشت خارے در چمن
جب جڑ بُری ہو اُس کو جلدی اکھاڑ دے | تاکہ کوئی بُرا کانٹا چمن میں نہ اُگے

قبض ۵۱ دیدی چارۂ آں قبض کن | زانکہ سرہا جملہ می روید زبن
تو نے قبض دیکھ لیا اُس قبض کی تدبیر کر | کیونکہ شاخیں سب جڑ سے اُگتی ہیں

بسط دیدی بسطِ خود را آب دِہ | چوں برآید میوہ با اصحاب دِہ
تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیراب کر | جب پھل آ جائے تو ساتھیوں کو دے

باز گرد و قصۂ اہلِ سبا | باز گو تا باز گویم مرحبا
پلٹ اور سبا والوں کا قصہ | پھر کہہ تاکہ میں مرحبا پھر کہوں

باقی قصۂ اہلِ سبا
اہلِ سبا کا باقی قصہ

آں سبا ز اہلِ صبا بودند خام | کارِ شاں کفرانِ نعمت با کرام
وہ اہلِ سبا منجملہ بچوں کے بے عقل تھے | ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

باشد آں کفرانِ نعمت در مثال | کہ کنی با محسنِ خود تو جدال
مثلاً کفرانِ نعمت یہ ہوتا ہے | کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

کہ نمی ۵۲ باید مرا ایں نیکوئی | من برنجم زیں چہ رنجہ میشوی
کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہیے | تو کیا رنجیدہ ہوتا ہے میں اس (تیری بھلائی) سے خود رنجیدہ ہوں

لطف کن ایں نیکوئی را دور کن | من نخواہم چشم زودم کور کن
مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے | میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں، مجھے جلد اندھا کر دے

پس سبا گفتند باعِد بیننا | شیننا خیر لنا خذ زیننا
تو (اہلِ) سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے | ہمارا عیب ہمارے لئے اچھا ہے، ہماری زینت لے لے

ما نمی خواہیم ایں ایوان و باغ | نے زمانِ خوب نے امن و فراغ
ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں | نہ اچھا وقت، نہ امن، نہ فارغ البالی

شہرہا نزدیکِ ہمدیگر بدست | آں بیابان ست خوش کانجا دد ست
ایک دوسرے سے قریب شہر بُرے ہیں | وہ جنگل اچھا ہے، جہاں درندے ہوں

یطلبُ ۵۳ الانسانُ فی الصیفِ الشتاء | فاذا جاءَ الشتاءُ انکرَ ذا
انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے | جب جاڑا آتا ہے اُس کو بُرا سمجھتا ہے

---

۵۱ قبض دیدی. گناہ پر عتابی کیفیت طاری ہو تو اسکا علاج کر کے ازالہ کر لینا چاہیئے۔ بسط دیدی. نیکی پر انشراحی کیفیت پیدا ہو تو اس میں اضافہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چوں برآید. انشراحی کیفیت میں پھل پیدا ہوں تو احباب کو اُس سے فیض پہونچائے۔ ز اہلِ صبا یعنی وہ بچوں کی طرح ناقص عقل کے تھے۔ کفراں. کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی ہے کہ محسن کے ساتھ دشمنی کیجائے۔

۵۲ کہ نمی باید. اہلِ سبا نے کفران کی یہ صورت اختیار کی کہ اُن نعمتوں کو نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اُسکے خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔ پس سبا. اہلِ سبا پر یہ کرم تھا کہ اُنکی آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی مشقت سے بچیں چاروں طرف سرسبز باغات تھے تاکہ اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اُنھوں نے اُن دونوں چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اُسکے خلاف تمنائیں شروع کر دیں۔

۵۳ یطلب. انسانی نفس کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر راضی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے کی تمنا شروع کر دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

فَهُوَ لَا یَرضیٰ بِحَالٍ اَبَدَا — لَا بِضِیقٍ لَا بِعَیشٍ رَغَدَا
وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے — نہ تنگی میں، نہ وسیع عیش میں

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہٗ — کُلَّمَا نَالَ الْهُدیٰ اَنْکَرَہٗ
انسان غارت ہو، کس قدر ناشکرا ہے — جب ہدایت پالیتا ہے اُس کا انکار کرتا ہے

نفسؔ ایں چنیں ست زاں شد کشتنی — اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ گفت آں سنی
نفس ایسا ہی ہے اسی وجہ سے وہ گردن زدنی ہے — تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اُس بزرگ نے فرمایا

خارِ سہ پہلوست ہر سو کش نہی — در خلد وز زخمِ او تو کے جہی
یہ گوکھرو ہے اُس کو جس جانب سے بھی رکھے گا — وہ چبھے گا اُس کے زخم سے تو کب بچے گا

آتشِ ترکِ ہوا در خار زن — دست اندر یارِ نیکو کار زن
خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے — نیکو کار دوست کو پکڑ لے

چوں ز حد بردند اصحابِ سبا — کہ بہ پیشِ ما وبا بہ از صبا
جب سبا والے حد سے تجاوز کر گئے — کہ ہمارے لئے وبا صبا سے بہتر ہے

ناصحاں شاں در نصیحت آمدند — از فسوق و کفر مانع می شدند
نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی — بدمعاشی اور کفر سے انھوں نے روکا

قصدِ خونِ ناصحاں می داشتند — تخمِ فسق و کافری می کاشتند
تو نصیحت کرنیوالوں کو قتل کرنیکا ارادہ کرتے تھے — بدمعاشی اور کفر کا بیج بوتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ ایں جہاں — از قضا حلوا شود رنجِ دہاں
جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے — قضا سے حلوا منہ کی کلفت بن جاتا ہے

گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا — تُحْجَبُ الْاَبْصَارُ اِذَا جَاءَ الْقَضَا
فرمایا جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہو جاتی ہے — (اور) آنکھیں بند کردی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

چشم بستہ می شود وقتِ قضا — تا نہ بیند چشم کحلِ چشم را
قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں — تاکہ آنکھ آنکھ کے سرمہ کو نہ دیکھے

مکرِ آں فارس چو انگیزید گرد — آں غبارت ز استعانت دور کرد
اُس شہسوار (اللہ) کی تدبیر نے جب گرد اڑائی — (اور) اُس غبار نے تجھے مدد حاصل کرنے سے دور کردیا

سوئے فارس رو مرو سوئے غبار — ورنہ بر تو کوبد آں مکرِ سوار
شہسوار کی طرف جا، غبار کی جانب نہ جا — ورنہ سوار کا داؤں تجھے کچل دے گا

لہ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اُن سنی یعنی حضرت موسیٰؑ۔ خارِ سہ پہلو۔ نفس کی مثال گوکھرو کی سی ہے جو کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتا۔

ٓلہ آتش۔ نفس کے خار کو پھونکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کردے۔ وبا۔ یعنی اہل سبا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وبا کو نسیم سحری سے اچھا کہنے لگے۔ تو فسوق۔ نصیحت کرنے والوں نے کفر اور فسق سے روکنا چاہا۔

ٓلہ قصد۔ اہل سبا نصیحت کرنے والوں کی جان کے درپے ہوئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ چوں قضا۔ قضاء خداوندی کے سامنے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ چشم۔ سُرمہ جو آنکھ کیلئے مفید ہے اُس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے۔ مکر۔ تدبیر۔ فارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ اسوقت اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔

۴

گفت حق آنرا کہ ایں گرگش بخورد
جس کو اس بھیڑیئے نے کھایا اُس کو خدا نے فرمایا

دید گردِ گرگ چوں زاری نکرد
جب اُس نے بھیڑیئے کی گرد دیکھی فریاد کیوں کی

اُو نمیدانست گردِ گرگ را
وہ بھیڑیئے کے غبار کو نہ پہچان سکا

با چنیں دانش چرا کرد اُو چرا
اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چرتا رہا

گوسفندان بوئے گرگ با گزند
بکریاں، تکلیف رساں بھیڑیئے کی بو

می بدانند و بہر سُو می خزند
پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں

مغزِ حیوانات بوئے شیر را
حیوانات کا دماغ شیر کی بُو کو

می بداند ترک می گیرد چرا
جانتا ہے، چراگاہ چھوڑ دیتا ہے

بوئے شیرِ خشم دیدی باز گرد
(اللہ کے) غصہ کے شیر کی بو تو نے سونگھ لی واپس جا

با مناجات و حذر انبار گرد
دعا اور بچاؤ کا ساتھی بن جا

وانگشتند آں گروہ از گردِ گرگ
وہ لوگ بھیڑیئے کی گرد کی وجہ سے نہ لوٹے

گرگِ محنت بعدِ گرد آمد سُترگ
گرد کے بعد محنت کا موٹا بھیڑیا آگیا

بر دَرید آں گوسفنداں را بخشم
اُس نے غصہ سے اُن بکریوں کو پھاڑ ڈالا

کز چوپانِ خرد بستند چشم
جنھوں نے عقل کے گڈریئے سے آنکھ بند کر لی تھی

چند[۲] چوپاں شاں بخواند و نامدند
گڈریئے نے اُن کو بہت بُلایا، وہ نہ آئے

خاکِ غم در چشمِ چوپاں میزدند
گڈریئے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی

کہ بروما از تو خود چوپاں تریم
کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھوالے ہیں

چوں تبع گردیم ہر یک سَروَریم
ہم تابع کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سردار ہے

طعمۂ گرگیم و آں یار نے
ہیں بھیڑیئے کا لقمہ بننا منظور، ہو دوست کی ہلکی

ہیزمِ ناریم و آں عار نے
ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مدرک نہیں ہیں

حمیتے بُد جاہلیت در دماغ
حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی

بانگِ شومی بر دمَنْشاں کرد زاغ
اُن کی کوڑی پر کوّے نے بدبختی کی آواز لگائی

بہر[۳] مظلوماں ہمی کندند چاہ
اُنھوں نے مظلوموں کے لئے کنواں کھودا

در چہ افتادند و می گفتند آہ
وہ کنوئیں میں گرے اور آہیں بھریں

پوستینِ یوسفاں بشگافتند
اُنھوں نے یوسفوں کی پوستینیں پھاڑیں

آنچہ می کردند یک یک یافتند
اُنھوں نے جو کچھ کیا ایک ایک کا بدلہ پایا

---

[۱] گفت۔ زاری کرنے سے انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ اُو نمیدانست۔ بکری چرنے میں مشغول رہتی ہے اور بھیڑیئے کی گرد کو نہیں دیکھتی۔ گوسفند بکری اور حیوانات اپنی تباہی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بوئے۔ جب خدا کے غضب کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو دعائیں کرنی چاہئیں۔ وانگشتند غضب کے آثار کو دیکھ کر بھی جو ہوش میں نہ آیا وہ مصائب در مصائب میں گرفتار ہوگا۔

[۲] چند چوپاں۔ نصیحت کرنے والوں نے اُنکو نیکی کی دعوت دی لیکن اُنھوں نے نہ مانا اور اُنکو غمگین کیا۔ کہ برو۔ نصیحت کرنے والوں سے کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے ہم خود سردار ہیں کسی کے تابع نہیں بن سکتے۔ طعمۂ گرگیم ہمیں ہلاک ہونا منظور ہے تمہاری دوستی کی ہمیں پرواہ نہیں ہے۔ ہیزمِ۔ ہلاک ہونا منظور ہے لیکن تمہاری اطاعت نہ کریں گے حمیتے۔ اُنکے دماغ میں جاہلیت گھسی ہوئی اور اُنپر اُلو بول رہا تھا۔

[۳] بہر مظلوماں۔ وہ مظلوموں پر ظلم کرتے تھے خود اُس ظلم میں پھنس گئے۔ پوستین۔ نصیحت کرنے والوں کو ذلیل کیا اور اُس کی سزا اُنھوں نے بھگتی۔

Presented by www.ziaraat.com

کیست[1] یوسف آں دلِ حق جوئے تو ‏ ‏ چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو
یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل ‏ ‏ جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

جبرئیلے را بر اُستن بستہ ‏ ‏ پرّ و بالش را بصد جا خستہ
تو نے جبرئیل کو ستون سے باندھا ہے ‏ ‏ اُسکے بال و پر کو تو نے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا ہے

پیشِ اُو گوسالہ بریاں آوری ‏ ‏ گہ کشی اُورا بکہداں آوری
تو اُس کے سامنے بُھنا ہوا بچھڑا لاتا ہے ‏ ‏ کبھی اُس کو کھینچتا ہے اور چر کے پاس لاتا ہے

کہ بخور اینست مارا لُوت پُوت ‏ ‏ نیست اُورا جُز لقاء اللہ قوت
کہ کھا لے یہ ہماری لذیذ غذا ہے ‏ ‏ (حالانکہ) اُسکی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا ‏ ‏ میکند از تو شکایت با خدا
وہ مصیبت زدہ اِس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے ‏ ‏ خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

کاے خدا افغاں ازیں گرگِ کُہن ‏ ‏ گویدش نک وقت آمد صبر کُن
کہ اے خدا اِس بوڑھے بھیڑیئے سے فریاد ہے ‏ ‏ وہ اُس سے کہتا ہے اب وقت آگیا ہے صبر کر

دادِ تو وا خواہم از ہر بیخبر ‏ ‏ داد کہ دہد جُز خدائے دادگر
میں ہر جاہل سے تیرا بدلہ لے لوں گا ‏ ‏ سوائے مُنصف خدا کے انصاف کون کرتا ہے

او[2] ہمی گوید کہ صبرم شُد فنا ‏ ‏ در فراقِ روئے تو یا ربّنا
وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہوگیا ‏ ‏ اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں

احمدم درمانده در دستِ یہود ‏ ‏ صالحم اُفتادہ در حبسِ ثمود
میں احمدؐ ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں ‏ ‏ میں صالحؑ ہوں جو ثمود کی قید میں پڑا ہوں

اے سعادت بخش جانِ انبیا ‏ ‏ یا بکُش یا باز خوانم یا بیا
اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشنے والے ‏ ‏ یا مار ڈال یا مجھے واپس بُلالے یا تو آجا

با فراقت[3] کافراں را تاب نیست ‏ ‏ کایں فراق اندر خورِ اصحاب نیست
تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے ‏ ‏ یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے

کافراں گویند در وقتِ عذاب ‏ ‏ ہر یکے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَاب
عذاب کے وقت کافر کہیں گے ‏ ‏ ہر ایک، کاش میں مٹی ہوتا

حالِ اُو اینست کو خود زاں سوست ‏ ‏ چوں بُود بے تو کسے کانِ تو ست
جو اُس جانب کا ہے اُس کا یہ حال ہے ‏ ‏ تیرے بغیر اُس کا کیا حال ہوگا جو تیرا ہے

---

[1] کیست۔ الخ سما کیسے یوسف۔ خود اُنکا وہ دل تھا جو طالبِ حق تھا چونکہ اسیر ہے اِس دل کو انھوں نے نفسِ امّارہ کا قیدی بنا دیا تھا۔ جبرئیلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون سے باندھ دیا ہے اور اُس کو زخمی کر دیا ہے۔ پیشِ اُو۔ اُس روح کو مادّی غذائیں کھلانا چاہتا ہے۔ کہ بخور۔ روح کی غذا مادّی نہیں ہے اُس کی غذا ذکر اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زیں شکنجہ۔ روحِ انسانی انسان کے اِس ظلم و ستم کی خدا سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ۔ یعنی انسان کا نفسِ امّارہ۔ گویدش۔ خدا اُس روح سے فرماتا ہے

[2] او ہمی گوید۔ خدا کے صبر دلانے پر روح کہتی ہے کہ اب مجھے جلد اپنے پاس بلالے۔ احمدم۔ یعنی روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں مادّی تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی ہیں جو آنحضورؐ کو یہود کے ہاتھوں اور حضرت صالحؑ کو ثمود کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔ یا بکش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کردے یا مجھے اپنے پاس بلالے یا تو میرے پاس آجا

[3] بافراقت۔ خدا سے جدائی کی صورت کافر بھی برداشت نہ کرسکیں گے چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔ یَا لَیْتَنِیْ یعنی فراق کو تحت کافر اپنے فنا ہونے کی تمنا کریں گے ـــــ حالِ او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال ہے تو اپنوں کا کیا حال ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

حق همی گوید کہ آرے اے نزہ — لیک بشنو صبر آور صبر بہ

اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل — لیکن سن صبر کر صبر اچھا ہے

صبح نزدیک ست خامش دم مزن — کاندر آمد وقت بیرون آمدن

صبح قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے — کہ باہر نکلنے کا وقت آپہونچا ہے

صبح نزدیک ست خامش کم خروش — من همی کوشم پے تو تو مکوش

صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شور نہ کر — میں تیرے لئے کوشاں ہوں تو کوشش نہ کر

کوشش من بہ کہ کوششہائے تو — دارو ئے تلخم بہ از حلوائے تو

تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے — تیرے حلوے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے

ہیں تحمل کن برو خاموش شو — کم ترک جنباں زباں رو گوش شو

ہاں برداشت کر، جا چپ ہو جا — زبان نہ چلا، جا کان بن جا

شد ز حد ہیں باز گرد اے یار گرد — روستائی خواجہ را در خانہ برد

(بات) حد سے گذر گئی اے بہادر یار واپس چل — دیہاتی خواجہ کو گھر لے گیا

قصۂ اہل سبا یک گوشہ نہ — آں بگو کاں خواجہ چوں آمد بدہ

سبا والوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے — وہ بتا کہ خواجہ کس طرح گاؤں میں آیا

بقیہ قصہ رفتن خواجہ بدعوت روستائی بدہ

دیہاتی کی دعوت پر خواجہ کے گاؤں جانے کے قصہ کا بقیہ

روستائی در تملق شیوہ کرد — تا کہ حزم خواجہ را کالیوہ کرد

دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا — کہ خواجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا

از پیام اندر پیام او خیرہ شد — تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد

وہ پیغام در پیغام سے حیران ہو گیا — یہانتک کہ خواجہ کی احتیاط کا صاف پانی گدلا ہو گیا

ہم ازینجا کودکانش در پسند — نرتع و نلعب بشادی می زدند

ساتھ ہی ادھر سے اس کے بچے خوشی میں — "ہم کھائینگے ہم کھیلیں گے" کا شادیانہ بجاتے تھے

ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب — نرتع و نلعب ببرد از ظل اب

(حضرت) یوسفؑ کی طرح جسکو عجیب تقدیر کیوجہ سے — "ہم کھائینگے ہم کھیلیں گے" نے باپ کے سایہ سے محروم کر دیا

آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں — حیلہ و مکر و دغا سازیست آں

یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیلنا ہے — یہ حیلہ اور مکر اور دغا بازی ہے

۵۱ نزہ۔ ستھرو، بزرگوار۔ صبح نزدیک ست۔ سورۂ ہود میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے حضرت لوطؑ کی تسلی کے لئے کہا تھا اب صبح قریب ہے ان بدکاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائیگا۔ تملق۔ خوشامد، چاپلوسی۔ شیوہ۔ طریقہ، عادت۔ کالیوہ۔ احمق، دیوانہ۔ خیرہ۔ حیران۔

۵۲ نرتع و نلعب۔ ہم کھائینگے اور کھیلیں گے۔ یہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا۔ ظل اب۔ انہی جملوں نے حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ کے سایۂ پدری سے محروم کر دیا تھا۔

۵۳ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسفؑ کی جان لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دغا بازی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

هر چه[۱] از یارت جدا انداز د آں — مشنو آں را کاں زیاں دارد زیاں
جو تجھے دوست سے دور پھینک دے — اس کو نہ سن کیونکہ بربادی ہے بربادی

گر بود آں سود صد در صد مگیر — بہر زر مگسل ز گنجور اے فقیر
اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے — اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ

ایں شنو کہ چند یزداں زجر کرد — گفت اصحاب نبیؐ را گرم و سرد
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی — نبیؐ کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا

زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ — جمعہ[۲] را کردند باطل بے درنگ
کیونکہ تنگی کے ایک سال میں نقارے کی آواز پر — بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی

تا نباید دیگراں ارزاں خرند — زاں جلب صرفہ ز ما ایشاں برند
تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں — اس سودے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھا لیں

ماند پیغمبر بخلوت در نماز — با دو سہ درویش ثابت پُر نیاز
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے — ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے

کوفت طبل لہو بازرگانیے — چوں تاں ببرید از ربانیے
ایک تاجر نے تفریح کا نقارہ پیٹا — تم کیوں ربانی (رسول) سے کٹے

قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمْحٍ هَائِمًا — ثُمَّ خَلَّيْتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا
تم ٹوٹ پڑے گیہوں کی جانب دیوانہ وار — پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا

بہر گندم تخم باطل کاشتید — واں رسول حق را بگذاشتید
گیہوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا — اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا

صحبت او خیر من لہو و مال — ہیں کرا بگذاشتی چشمے بمال
اس کی صحبت مال اور کھیل کود سے بہتر ہے — خبردار کس کو چھوڑا ہے؟ آنکھ مل

خود نشد حرص شمارا ایں یقیں — کہ منم رزاق خیر الرازقیں
[۳] تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا — کہ میں رازق، رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں

آنکہ گندم را ز خود روزی دہد — کے توکلہات را ضائع کند
جو گیہوں کو بھی خود روزی دیتا ہے — وہ تیرے توکلوں کو کب ضائع کرے گا

از پئے گندم جدا گشتی ازاں — کہ فرستادست گندم ز آسماں
تو گیہوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا — جس نے گیہوں آسمان سے بھیجا ہے

۱ ہرچہ جو بات بھی دوست سے جدائی کا سبب ہے اس کو نہ سننا چاہیے اگرچہ معمولی فائدے کے لئے بڑا نقصان نہ گوارا کیا جائے۔ ایں شنو۔ سورۂ جمعہ میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں گیہوں کا قافلہ فروخت کے لئے آیا۔ اس وقت آنحضورؐ نماز جمعہ پڑھا رہے تھے صحابہ غلہ خریدنے کے شوق میں حضورؐ کو نماز پڑھتے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس پر یہ مورد عتاب بنے کہ انہوں نے تھوڑے فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور آنحضورؐ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران یہ قصہ ہوا تھا۔

۲ جمعہ را یعنی نماز جمعہ۔ بہتر یہی ہے کہ اس سے خطبۂ جمعہ مراد لیا جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔ با دو سہ۔ دس بارہ صحابہ سے زیادہ موجود نہ رہے تھے۔ ربانی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ قد فضضتم۔ قافلہ کے طبل پر گیہوں کا آٹا خریدنے چلے گئے تھے۔ چشمے بمال۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود نشد اپنے رزق کے لئے خود دوڑ پڑے حالانکہ رزاق میں ہوں۔

۳ آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو بھی رزق دیتا ہے۔ از آں یعنی نبی سے جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

کمتر از بطِ نیستی آخر در آب — کو دہد مر بازِ داعی را جواب
آخر تو پانی کی بطخ سے کم نہیں ہے — جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کردن باز بطاں را از آب بصحرا و جواب بطاں
بازکا بطخوں کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بطخوں کا جواب

باز گوید بط را کز آب خیز — تا ببینی دشتہا را قند ریز
باز بطخ سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل — تاکہ تو جنگلوں کو شکر بکھیرنے والا دیکھے

بطِ عاقل گویدش کاے باز دور — آب مارا حصن امن ست و سرور
عقلمند بطخ اس سے کہتی ہے کہ اے باز دور ہو جا — پانی ہمارے لئے امن اور خوشی کا قلعہ ہے

دیو چوں باز آمد اے بطاں شتاب — ہیں بہ بیروں کم روید از حصنِ آب
اے بطخو! شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو — خبردار! پانی کے قلعہ سے باہر نہ نکلنا

باز را گوئید رو رو باز گرد — از سرِ ما دست دار اے پائمرد
باز سے کہہ دو، جا جا واپس ہو جا — اے مددگار! ہمارے سر سے دست بردار ہو جا

ما بری از دعوتت دعوت ترا — ما نہ نوشیم ایں دمت تو کافرا
ہم تیری دعوت سے بری ہیں تیری دعوت تجھے — اے کافر ہم تیرا یہ مکر نہ قبول کریں گے

حصن ما را قند و قندستاں ترا — ما نخواہیم ہدیات بستاں ترا
قلعہ ہم کو اور قند و قندستان تجھے (مبارک ہو) — ہم تیرے ہدیے کے خواہشمند نہیں ہیں باغ تجھے (مبارک ہو)

چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم — چونکہ لشکر ہست کم ناید علم
جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہوگی — جبکہ لشکر ہے، جھنڈے کم نہ ہوں گے

رجوع بحکایت خواجہ و روستائی
خواجہ اور دیہاتی کے قصہ کی طرف واپسی

خواجۂ حازم بسے عذر آورید — بس بہانہ کرد با دیوِ مرید
پختہ کار خواجہ نے بہت عذر کئے — سرکش شیطان سے بہت بہانے کئے

گفت ایں دم کارہا دارم مہم — گر بیایم آں نگردد منتظم
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں — اگر میں چلا جاؤں گا اُن کا انتظام نہ ہو سکیگا

شاہ کارِ نازکم فرمودہ است — ز انتظارِ م شاہ شب نغنودہ است
بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے — میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویا ہے

---

۱ کمتر از بط۔ بطخوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو نہ چھوڑا انسان تھوڑے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ باز۔ باز خشکی کا پرندہ ہے اور بطخیں آبی ہیں۔ باز نے بطخوں کو جنگل کی دعوت دی۔ دشتہا۔ جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے۔ دیو۔ شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بطخوں کیلئے تھا۔

۲ باز را۔ جب شیطان لالچ دلائے اسکو دھتکار دو۔ ما نہ نوشیم تو۔ یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ پھنسیں گے۔ چونکہ۔ روزی کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیے۔ علم۔ جھنڈا۔ حازم۔ پختہ کار، ہوشیار۔

۳ دیوِ مرید۔ سرکش شیطان۔ یعنی دیہاتی۔ کارِ نازک۔ نازک کام۔

Presented by www.ziaraat.com

من نیارم ترکِ امرِ شاہ کرد — من نتانم شد بر شہ روئے زرد[1]
میں بادشاہ کے حکم کو نہیں چھوڑ سکتا — میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہوا جا سکتا

ہر صباح و ہر مسا سرہنگِ خاص — میرسد از من ہمی جوید مناص
ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی — آتا ہے اور مجھ سے خلاصی چاہتا ہے

تو روا داری کہ آیم سوئے دِہ — تا در ابرو افگند سلطاں گرہ
تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آجاؤں — یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے

بعد ازاں درمانِ خشمش چوں کنم — زندہ خود را زیں مگر مدفوں کنم
اس کے بعد اس کے غصہ کا کیا علاج کروں! — ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کر دوں

زیں نمط او صد بہانہ باز گفت — حیلہا با حکمِ حق نفتاد جفت
اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے — (لیکن) حیلے حکمِ خداوندی کے مطابق نہ ہو سکے

گر شود ذراتِ عالم حیلہ پیچ — با قضائے آسماں ہیچ ست ہیچ
اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں — آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں

چوں گریزد ایں زمیں از آسماں — چوں کند او خویش را از وے نہاں
یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے — یہ اپنے آپ کو اُس سے کیسے چھپائے

ہر چہ آید ز آسماں سوئے زمیں — نے مفر دارد نہ چارہ نے کمیں
جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے — اُس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ

آتش[2] از خورشید می بارد برو — او بہ پیشِ آتشش بنہادہ رُو
سورج سے اُس پر آگ برستی ہے — وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہے

ور ہمی طوفاں کند باراں برو — شہر ہا را میکند ویراں برو
وہ اگر اُس پر بارش کا طوفان برسائے — اُس پر شہروں کو ویران کرے

او شدہ تسلیم او ایوب وار — کہ اسیرم ہر چہ می خواہی بیار
وہ (حضرت) ایوبؑ کی طرح اس کے آگے پڑنے والا ہے — کہ میں قید کی ہوں تو جو چاہے کر

اے کہ جزوِ ایں زمینی سر مکش — چونکہ بینی حکمِ یزداں در مکش
اے وہ کہ تو اِس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر — جب تو خدا کا حکم (آتا) دیکھے دروازہ بند نہ کر

چوں خلقناکم[3] شنیدی من تراب — خاک باشی جست از تو رُو متاب
جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے سن لیا ہے — اُس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے روگردانی نہ کر

[1] روئے زرد۔ یعنی بادشاہ کا کام نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہوگی۔ مناص چھٹکارے کی جگہ۔ گرہ یعنی بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدفون یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ درگور کر دیگا۔ جفت یعنی اس کے بہانے تقدیر خداوندی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اسکو گاؤں جانا پڑا۔ گر شود قضا کے بالمقابل انسان مجبور ہے۔

[2] آتش۔ زمین سورج کی تپش برداشت کرنے پر مجبور ہے اسی طرح انسان قضا کے مقابلہ میں لاچار ہے۔ ایوب وار حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے۔ اے کہ جزو۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔

[3] خلقناکم قرآن پاک میں ہے اے انسانوں ہم نے تمہیں زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں ہم لوٹائیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

بیں[1] کہ اندر خاک تخمے کاشتم / گرد خاکی و مَنَش افراشتم

دیکھ لے میں نے مٹی میں بیج بویا / وہ خاکی بنا اور میں نے اس کو بلند کیا

حملۂ دیگر تو خاکی پیشہ گیر / تا کُنم بر جُملہ میرانت امیر

دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر / تاکہ میں تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دوں

آب از بالا بہ پستی در رَوَد / آنگہ از پستی ببالا بر رَوَد

پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے / تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے

گندم[2] از بالا بزیرِ خاک شُد / بعد ازاں اُو خوشۂ چالاک شُد

گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا / اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا

دانۂ ہر میوہ چوں گردد دَفیں / بعد ازاں سَرہا بر آرد از زمیں

ہر پھل کا دانہ جب گڑتا ہے / اس کے بعد زمین سے سر ابھارتا ہے

اصلِ نعمتہا ز گردوں تا بخاک / زیر آمد شُد غذائے جانِ پاک

تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک / نیچے آئی، تو پاک جان کی غذا بنی

از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر / گشت جزوِ آدمیِ حیِ دلیر

تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا / تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا

پس صفاتِ آدمی شد آں جماد / بر فرازِ عرش پرّاں گشت شاد

تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے موصوف ہوگیا / خوش ہوکر آسمان کی بلندی پر اڑ گیا

کز جہانِ[3] زندہ اول آمدیم / باز از پستی سُوے بالا شدیم

ہم پہلے زندہ جہان سے آئے / پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے

جملہ اجزا در تحرک در سُکون / ناطقاں کہ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

تمام اجزا حرکت اور سکون میں / کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

ذکر و تسبیحاتِ اجزائے نہاں / غلغلے افگند اندر آسماں

پوشیدہ اجزا کے ذکر اور تسبیح نے / آسمان میں غلغلہ ڈال دیا

چوں قضا آہنگ نارنجات کرد / روستائی شہری را مات کرد

جب قضا نے طلسم کرنے کا ارادہ کیا / دیہاتی نے شہری کو مات دے دی

با ہزاراں حزم خواجہ مات شد / زاں سفر در معرضِ آفات شد

ہزاروں احتیاطوں کے باوجود خواجہ ہار گیا / اور اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

---

[1] بیں۔ خاکساری کے بعد سرخروئی حاصل ہوتی ہے بیج مٹی میں مل کر نشو و نما پاتا ہے۔ حملۂ دیگر۔ انسانی خاکی پیکر اختیار کیا دوبارہ وہ خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل کرے گا۔ ببالا۔ پانی پھر بھاپ بنکر بلندی کی طرف جاتا ہے یا کنویں سے اوپر نکالا جاتا ہے اور انسان کا جزو بنتا ہے۔

[2] گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں ملتا ہے پھر ہرا بھرا خوشہ بنکر ابھرتا ہے۔ اصل نعمتہا پانی آسمان سے برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو بنا اور انسانی صفات اختیار کرکے عرش تک پہونچا۔

[3] جہانِ زندہ یعنی عالم ارواح۔ سوئے بالا۔ عالم ارواح۔ ذکر و تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔

اعتمادش[۵۱] بر ثباتِ خویش بود | گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود
اُس کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا | اگرچہ پہاڑ تھا اُس کو آدھا سیلاب بہالے گیا

چون قضا بیروں کُند از چرخ سَر | عاقلاں گردند جملہ کور و کر
قضا جب آسمان سے سر نکالتی ہے | سب عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں

ماہیاں اُفتند از دریا بروں | مُرغِ پرّاں گردد از دامے زبوں
مچھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں | اُڑنے والا پرندہ ایک جال سے عاجز آجاتا ہے

تا پری و دیو در شیشہ شود | بلکہ ہاروتے ببابل در رود
یہاں تک کہ دیو اور پری بوتل میں بند ہو جاتے ہیں | بلکہ ہاروت بابل میں چلا جاتا ہے

جز کسے کاندر قضا اندر گریخت | خونِ اُو را ہیچ ترتیبے نریخت
سوائے اُس کے جو قضا کی پناہ میں آگیا | کوئی ترتیب اُس کا خون نہ بہا سکی

غیر آنکہ در گریزی در قضا | ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا
سوائے اُس کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے | کوئی تدبیر تجھے رہائی نہیں دلا سکتی

قصۂ اصحابِ ضروان[۵۲] و حیلہ کردنِ ایشاں تا بے زحمت فقیراں باغہا را قطاف کنند

ضروان والوں کا قصہ اور اُن کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے بچ کر وہ باغوں کے پھل توڑ لیں

قصۂ اصحابِ ضرواں خواندۂ | پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
تونے ضروان والوں کا قصہ پڑھا ہے | پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟

حیلہ می کردند کژدم نیش چند | کہ برند از روزیِ درویش چند
چند بچھو جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے | کہ چند فقیروں کی روزی مار لیں

شب ہمہ شب می سگالیدند مکر | رُوئے در رُو کردہ چندیں عمر و بکر
تمام رات مکر اور حیلے سوچتے رہے | آمنے سامنے ہو کر بہت سے عمرو بکر

خفیہ می گفتند سرہا آں بداں | تا نباید کہ خدا دریابد آں
اُن نالائقوں نے راز مخفی طور پر کہے | تاکہ خدا اُن کو نہ جان جائے

باگِل[۵۳] اندایندہ اسگالید گِل | دستِ کارے می کُند پنہاں ز دل
کہگل نے کہگل کرنے والے کے خلاف سوچا؟ | ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کرتا ہے؟

---

۵۱ اعتمادش۔ شعر کی تراکیب غلط ہو گئی تھی۔ دیو اور شیشہ بھی اور پری بوتل میں بند کر دینے کا ایک شاعرانہ اور عامیانہ تخیل ہے جو کسی ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا نحن نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہم اللہ کی قضا سے اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار اختیار کرتے ہیں۔ ترتیب کسی شخص کے طالع کے دو ستاروں کا اس طرح جمع ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار سے چوتھے خانے میں ہو یہ صورت اُس شخص پر منحوس اثرات ڈالتی ہے

۵۲ ضرواں۔ یمن میں صنعا کے قریب ایک گاؤں ہے اُس کے باشندوں کا یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ حیلہ کردند فقراء کو محروم کرنے کی تدبیر سوچی۔ خفیہ آہستہ سرگوشی اس لئے کرتے تھے کہ خدا اُن کی سازش کو نہ سُن سکے

۵۳ گل۔ کہگل۔ کہگل کرنے والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کیف[1] لا یعلم ھواک من خلق — ان فی نجواک صدقا ام ملق
تیری خواہش کو کیسے نہ جانیگا جس نے پیدا کیا — تیری خفیہ باتوں میں سچائی ہے یا جھوٹ

کیف یغفل عن ظعین[2] رغدا — من یعاین این مثواہ غدا
خوش عیش ہودج نشین سے وہ کیسے ناواقف ہوگا؟ — جو دیکھ رہا ہے کہ کل کو اس کا ٹھکانا کہاں ہے

اینما قد ھبطا او صعدا — قد تولاہ و احصی عددا
کہاں وہ نشیب میں اتری کہاں اونچائی پر چڑھی — وہ اس کا نگراں ہے اور اس نے شمار کر لیا ہے

گوش کن اکنوں حدیث خواجہ را — کو سوئے دہ چوں شد و دید او جزا
اب خواجہ کی بات سن — کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اس نے سزا بھگتی

گوش را اکنوں ز غفلت پاک کن — استماع ہجر آں غمناک کن
اب کان کو غفلت سے پاک کرلے — اس غمناک کی ہجرت (کا قصہ) سن

تا چہا دید از بلا و از عنا — در رہ دہ چوں شد از شہر او جدا
اس نے کس قدر بلا اور مشقت دیکھی — گاؤں کے راستہ میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

آں ز کاتے داں کہ غمگیں را دہی — گوش را چوں پیش دستانش[3] نہی
اس کو ایک زکوٰۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے — جب تو کان اس کی داستان پر دھرے

بشنوی غمہائے رنجوران دل — فاقہ جان شریف از آب و گل
دل کے بیماروں کا غم سن لے — آب و گل (میں پھنسنے) سے شریف جان کا فاقہ ہے

خانہ پر دود دارد پر فنے — مر ورا بکشا ز اصغا روزنے
صاحب ہنر کا گھر (دل) دھوئیں سے بھرا ہوا ہے — اس کی بات سننے کے لئے (کان کے) سوراخ کھول دے

گوش تو او را چو راہ دم شود — دود تلخ از خانۂ او کم شود
جب تیرا کان اسکے سانس لینے کا راستہ بن جائے — کڑوا دھواں اس کے گھر میں سے کم ہوجائے

غمگساری کن تو با ما اے روی — گر بسوئے رب اعلیٰ می روی
اے سیراب! ہماری غمگساری کر — اگر تو رب اعلیٰ کی طرف جارہا ہے

ایں تردد حبس و زندانی بود — کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رود
یہ تردد قید اور قیدی ہے — جو نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ایں بدیں سو آں بداں سو می کشد — ہر یکے گوید منم راہ رشد
یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے — ہر شخص کہتا ہے، میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱ کیف۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے اُن کو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان اور باخبر ہے۔

۲ ظعین۔ ہودج نشین سواری مثوی۔ ٹھکانا عنا مشقت۔ آں زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن لینا اُس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے اُس کے دل کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

۳ دستاں۔ داستان۔ خانہ اُس کا دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ تیرا سننا گویا ایک سوراخ ہے جس کے ذریعہ اُس کے دل کا دھواں خارج ہوتا ہے۔ روی۔ سیراب یعنی جبکہ تیرا سلوک راہ حق پر ہے اور عروج حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا شرف بخش دے۔

Presented by www.ziaraat.com

این تردّدؔ عقبۂ راہِ حق ست — اے خنک آنکس کہ پایش مطلق ست
یہ تردّد، اللہ کے راستہ کی گھاٹی ہے — وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جس کا پیر آزاد ہے

بے تردّد می رَوَد در راہِ راست — رَہ نمیدانی بجو گامش کجاست
وہ سیدھے راستہ پر بغیر تردّد جارہا ہے — (اگر) تو راستہ نہیں جانتا ہے جا اُس کا نشان قدم معلوم کرلے

گامِ آہو را بگیر و رو مَعاف — تا رسی از گامِ آہو تا بنَاف
تو ہرن کے (نشانِ) قدم پکڑلے اور عافیت سے چلدے — تاکہ تو ہرن کے نشان قدم سے نافہ تک پہونچ جائے

زیں روش بر اوجِ انور می رَوی — اے برادر گر بر آذر می رَوی
اس رفتار سے تو روشن بلندی پر جا رہا ہے — اے بھائی! اگر تو آگ پر چل رہا ہے

نے ز دریا ترس و نے از موج و کف — چوں شنیدی تو خطابِ لَا تَخَفْ
نہ دریا سے ڈر، نہ موج سے، نہ جھاگ سے — جب تونے "نہ ڈر" کا خطاب سن لیا ہے

لَا تَخَفْ دان چونکہ خوفت داد حق — ناں فرستد چوں فرستادت طبق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا ہو تو اپنے آپکو لَا تَخَفْ کا مصداق سمجھ — وہ روٹی بھیجدے گا جبکہ اُس نے تجھے طباق دیا ہے

خوفؔ آنکس راست کو را خوف نیست — غصّہ آنکس را کش اینجا طوف نیست
ڈر اُس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے — غم اُس کے لئے ہے جس کو یہاں طواف کا موقع نہیں ہے

رَواں شدنِ خواجہ بسُوئے دِہ باعیالاں

خواجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں کو روانہ ہونا

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت — مُرغِ عزمش سوئے دہ اشتاب تاخت
خواجہ کام میں لگا اور سامان تیار کیا — اُسکے ارادہ کا پرند جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا

اہل و فرزنداں سفر را ساختند — رخت را بر گاوِ عزم انداختند
اہل اور اولاد نے سفر کی تیاری کرلی — سامان ارادے کے بیل پر لاد دیا

شادمانان و شتابان سُوئے دِہ — کہ بَرےؔ خوردیم از دہ مُژدہ دِہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب — کہ ہمنے گاؤں کے پھل کھائے ہیں خوشخبری سُنا

مقصدِ ما را چراگاہِؔ خوش ست — یارِ ما آنجا کریم و دلکش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے — اُس جگہ ہمارا دوست سخی اور دلنواز ہے

با ہزاراں آرزو ماں خواندہ است — بہرِ ما غرسِ کرم بنشاندہ است
اُس نے ہمیں ہزاروں تمناؤں سے بُلایا ہے — اُس نے ہمارے لئے سخاوت کا پودا لگایا ہے

لہ تردّد۔ تردّد کی کیفیت عروج کیلئے مضر ہے۔ عقبہ۔ گھاٹی جس سے عبور دشوار ہوتا ہے پایش یعنی تردّد کی کیفیت اسکو سلوک سے مانع نہیں ہے اُس کا اتباع کرے۔ گام۔ ہرن کا نافہ حاصل کرنا ہے تو اُسکے نقش قدم پکڑکر چلنے سے بالآخر اُس کا نافہ حاصل ہو جائے گا، آثار سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ برآذر یعنی مجاہدات کی سختی لَا تَخَفْ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہوگئی ہے تو راہ کی مشکلات سے نہ ڈرنا چاہیئے۔

کہ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لَا تَخَفْ کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اُس کی محرومی کی دلیل ہے۔ برے یعنی قسم قسم کے پھل۔ مژدہ۔ خوشخبری۔

سہ چراگاہ خوش۔ دلکش سبزہ زار۔ یار۔ یعنی دعوت دینے والا دیہاتی۔ غرس۔ پودا۔

Presented by www.ziaraat.com

ما ذخیرہ دہ زمستانِ دراز[۱] — از برِ او سوئے شہر آریم باز
ہم اس لیے جاڑوں کے لیے سامان — اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے

بلکہ باغ ایثارِ راہِ ما کند — درمیانِ جانِ خود ماں جا کند
بلکہ وہ باغ ہمارے لیے قربان کردے گا — اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا

عَجِّلُوْا اَصْحَابَنَا کَےْ تَرْبَحُوْا — عقل می گفت از درون لَا تَفْرَحُوْا
ہمارے ساتھیو! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ — اندر سے عقل کہتی تھی "خوش نہ ہو"

مِنْ رِّبَاحِ اللّٰہِ کُوْنُوْا رَابِحِیْن — اِنَّ رَبِّیْ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْن
اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو — بیشک میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

اِفْرَحُوْا ھَوْنًا بِمَا آتَاکُمْ — کُلُّ آتٍ مُشْغِلٌ اَلْھَاکُمْ
اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے — ہر آنے والی خیر مشغول کرنے والی ہے جس نے تمہیں غافل بنایا

شاد از وے شو مشو از غیرِ وے — کو بہارست و دگرہا[۲] ماہِ دے
اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو — کیونکہ وہ موسم بہار ہے، دوسرے ماگھ کا مہینہ

ہر چہ غیرِ اوست استدراجِ تست — گرچہ تخت و مُلکِ تست و تاجِ تست
جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے — خواہ وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو

شاد از غم شو کہ غم دامِ لقاست — اندریں رہ سوئے پستی ارتقاست
غم سے خوش ہو کیونکہ وہ لقا (خداوندی) کا ذریعہ ہے — اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلندی ہوتا ہے

غم یکے گنجست و رنجِ تو چو کاں — لیک کے در گیرد ایں در کودکاں
غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہے — لیکن اس بات کا اثر بچوں پر نہیں ہے

کودکاں[۳] چوں نامِ بازی بشنوند — جملہ با خرگور ہم تگ می دوند
بچے جب کھیل کا نام سنتے ہیں — سب گورخر کے ہم رفتار ہوتے ہیں

اے خراماں گور ایں سو دامہاست — در کمیں ایں سوئے خوں آشامہاست
اے ٹہلنے والے گورخر! اس طرف جال ہیں — اس جانب گھات میں خون پینے والی (بلائیں) ہیں

تیرہا پنہاں نشد لیکن کماں — گشت پنہاں از دو چشمِ مردماں
تیر پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان — انسانوں کی دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

تیرہا پرّاں کماں پنہان و غیب — بر جوانے می رسد صد تیرِ شیب
تیر چل رہے ہیں، کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے — ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

---

[۱] ما ذخیرہ یعنی اس گاؤں سے جاڑوں کیلئے بہت سے تحفے لیکر لوٹیں گے۔ عقل چونکہ کاملتہ پہنچکر محرومی اور مایوسی ہوگی۔ افرحوا۔ یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب نہ ہونی چاہئیں۔

[۲] دگرہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی ہیں یا استدراج۔ ذ ضمن یعنی دنیا کی مرغوبات آزمائش کیلئے ہوتی ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ بے بہا ہے۔

[۳] کودکاں۔ جن کی عقل پختہ نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کیطرف دوڑ پڑتے ہیں۔ ایں سو یعنی دنیاوی لذتیں۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے فتنے۔ شیب یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

Presented by www.ziaraat.com

گام در صحرائے دل باید نہاد | زانکہ در صحرائے[1] گل نبود گشاد
دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہیے | اسلئے کہ مٹی کے جنگل (جسم) میں وسعت نہیں ہے

ایمن آبادست دل اے مردماں | حصنِ محکم موضعِ امن و اماں
اے لوگو! دل امن آباد ہے | مضبوط قلعہ ہے امن و امان کی جگہ ہے

گلشنِ خرم بکامِ دوستاں | چشمہا و گلستاں در گلستاں
دوستوں کے حسب مراد تازہ گلشن ہے | چشمے ہیں اور باغ در باغ ہیں

عُج اِلَی الْقَلْبِ وَسِرْ یَا سَارِیَہ | فِیہِ اَشْجَارٌ وَعَیْنٌ جَارِیَہ
قلب کی طرف لوٹ اور چل اے چلنے والے | اُس میں درخت اور جاری چشمہ ہے

دِہ مرو دِہ مرد را احمق کند | عقل را بے نور و بے رونق کند
گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احمق بنا دیتا ہے | عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے

خواجہ پندارد کہ روزی دِہ دہد | ایں نمیداند کہ روزی دِہ دہد
خواجہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دیتا ہے | یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا (رزاق) دیتا ہے

قولِ پیغمبر[2] شنو اے مجتبیٰ | گورِ عقل آمد وطن در روستا
اے برگزیدہ! پیغمبرؐ کا قول سن لے | گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے

ہر کہ روزے باشد اندر روستا | تا بماہے عقلِ او ناید بجا
جو گاؤں میں ایک دن رہے گا | اُس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی

ہر کہ در رستا کند روزے و شام | تا بماہے عقلِ او نبود تمام
جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گذاریگا | ایک مہینہ تک اُس کی عقل مکمل نہیں ہوگی

تا بماہے احمقی با او بود | از حشیشِ دِہ جز اینہا چہ رود
ایک مہینہ تک حماقت اُس کے ساتھ ہوگی | گاؤں کی گھاس سے اسکے علاوہ اور کیا ہوگا

ہر کہ ماہے باشد اندر روستا | روزگارے باشدش جہل و عمیٰ
جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا | اُس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی

دِہ[3] چہ باشد شیخِ کامل ناشدہ | دست در تقلید و در حجت زدہ
گاؤں کیا ہے؟ ناقص شیخ | جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے

پیشِ شہرِ عقلِ کلی ایں حواس | چوں خرانِ چشم بستہ در خراس
کلی عقل کے شہر کے سامنے یہ حواس | آنکھوں پر پٹی بندھے ہوئے کولھو کے گدھوں کی طرح ہیں

[1] صحرائے گل: دنیائے کشادہ۔ وسعت: ایمن آباد: دل کی دنیا۔ مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ وہ قلب کی دنیا بمنزلہ شہر اور خارجی دنیا بمنزلہ گاؤں کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ناقص ہے۔

[2] قول پیغمبر: حدیث ہے من سکن البادیۃ جفی جس نے دیہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت دل بنا۔ تا بماہے: گاؤں میں ایک دن گذارنے سے انسان ایک مہینہ کے لئے بے عقل ہوجاتا ہے اور اگر ایک مہینہ گاؤں میں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل رہیگا۔

[3] دہ چہ باشد: یہاں گاؤں سے مراد ناقص شیخ ہے جو صرف مشائخ کی نقل اتارتا ہے۔ پیشِ شہر: شیخ کامل کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کولہو کا بیل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ایں رہا کن صورت افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورت اختیار کر

رو بہل دُرِّ دانہ گندم دلگیر
جا موتی کو چھوڑ دے گیہوں کا دانہ لے لے

گر بہ دُرّہ نیست رہ می ستاں
اگر موتی کی طرف راستہ نہیں ہے تو گیہوں لے لے

گر بداں سو نیست رہ ایں سو براں
اگر اُس طرف راستہ نہیں ہے اِس طرف چل پڑ

ظاہرش گیر ارچہ ظاہر کژ بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر ٹیڑھا ہو

عاقبت ظاہر سوئے باطن برد
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے

اوّلِ ہر آدمی خود صورت است
آدمی کی ابتدا خود صورت ہے

بعد ازاں جاں کو جمالِ سیرت است
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حُسن ہے

اوّلِ ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتدا سوائے صورت کے کیا ہے

بعد ازاں لذت کہ معنیٰ ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنیٰ ہیں

اوّلاً خرگاہ سازند و خرند
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں

تُرک را زاں پس بمہماں آورند
اس کے بعد سردار کو مہمان بنا کر لاتے ہیں

صورتت خرگاہ و آں معنی ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سردار ہیں

معنیت ملاح و آں صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

رفتن خواجہ و قومش بسوئے دِہ

خواجہ اور اس کی قوم کا گاؤں کی طرف جانا

بہرِ حق ایں را رہا کن یک نفس
خدا کے لئے اس بات کو تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ دے

تا خر خواجہ بجنباند جرس
تاکہ خواجہ کا گدھا گھنٹی ہلائے

خواجہ و بچگاں جہازے ساختند
خواجہ اور بچوں نے سامان تیار کیا

بر ستوراں جانبِ دِہ تاختند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے

شادمانہ سوئے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے

سافروا کے تغنموا برخواندند
سفر کرو تاکہ غنیمت حاصل کرو پڑھتے گئے

کز سفرہا بندہ سنجر و شود
سفروں کی وجہ سے غلام سنجر بن جاتا ہے

بے سفرہا ماہ کے خسرو شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے

از سفر بیدق شود فرزینِ راد
پیادہ سفر کر کے عقلمند فرزین بن جاتا ہے

از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے (حضرت) یوسفؑ نے سیکڑوں مرادیں پائیں

ذُرِّدانہ یعنی حکمت کی باتیں اگرچہ بعد اگر حقیقت حاصل نہ ہو سکے تو صورت کو اختیار کر لینا چاہیئے۔ صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور مقولہ ہے اَلْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِیْقَةِ مجاز حقیقت تک پہنچنے کا پُل ہے بطور انسان پہلے پُتلا بنا پھر اُس میں روح آئی ہے۔

بعد ازاں لذت۔ ابتداءً پھل کی صورت بنتی ہے پھر اسمیں لذت آتی ہے۔

اوّلاً خرگاہ۔ اسباب و ذرائع پہلے حاصل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح کشتی جو سواری کیلئے بنائی جاتی ہے۔ جہاز۔ سامان۔ ستوراں۔ ستور کی جمع ہے چوپائے۔ سافروا۔ مشہور مقولہ اَلسَّفَرُ وَسِیْلَةُ الظَّفَرِ سفر کامیابی کا ذریعہ ہے۔ سنجر۔ ایران کا مشہور شہنشاہ گذرا ہے۔

خسرو۔ چاند ابتداءً ہلال ہوتا ہے پھر بدر کامل بنتا ہے۔ از سفر شطرنج کی نردوں میں سے پیادہ جب چند خانے طے کر جاتا ہے تو وہ فرزین ہوتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے زیادہ قوی مہرہ مانا جاتا ہے۔

روز روی از تاب خور می سوختند — شب ز اختر راه می آموختند
دن میں سورج کی گرمی سے مُنہ جلاتے تھے — رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے

خوب گشتہ پیشِ ایشاں راہِ زشت — از نشاطِ دِہ شدہ رہ چوں بہشت
بُرا راستہ اُن کے لئے اچھا بن گیا تھا — گاؤں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا

تلخ از شیریں لباں خوش می شود — خار از گلزار دلکش می شود
شیریں لب والوں سے کڑوا بھلا ہو جاتا ہے — چمن کی وجہ سے کانٹا دلکش ہو جاتا ہے

حنظل از معشوق خرما می شود — خانہ از ہمخانہ صحرا می شود
معشوق کی جانب سے اندرائن چھوارا بنجاتی ہے — گھر یار کی وجہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے

اے بسا از نازنیناں خارکش — بر امیدِ گلعذارے ماہ وش
بہت سے نازوں کے پالے کانٹے چننے والے ہیں — گلاب جیسے رخسار چاند جیسے چہرے والے معشوق کی

اے بسا حمّال گشتہ پشت ریش — از برائے دلبرِ مہ روئے خویش
بہت سے بوجھ اٹھانے والے زخمی کمر ہیں — اپنے چاند جیسے مکھڑے والے معشوق کے لئے

کردہ آہنگر جمالِ خود سیاہ — تا کہ شب آید ببوسد روئے ماہ
لوہار نے اپنا حُسن کالا کیا — تاکہ رات آئے تو چاند جیسے مُنہ والی کا بوسہ لے

خواجہ تا شب بر دکانے چار میخ — زانکہ سروے در دلش کرد ست بیخ
خواجہ رات تک دکان پر تیدی ہے — اسلئے کہ ایک سرو قد نے اس کے دل میں جڑ کرلی ہے

تاجرے دریا و خشکی میرود — آں بہ مہرِ خانہ شینے می دود
ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے — وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی وجہ سے دوڑتا ہے

ہر کرا با مُردہ سودائے بوَد — بر امیدِ زندہ سیمائے بوَد
جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے — وہ زندہ چہرے والے کی امید پر ہوتا ہے

آں دروگر روئے آوردہ بچوب — بر امیدِ خدمتِ مہ روئے خوب
وہ بڑھئی لکڑی کی طرف متوجہ ہے — خوبصورت ماہ رُو کی خدمت کی اُمید پر

بر امیدِ زندہ کن اجتہاد — کو نگردد بعدِ روزے دو جماد
زندہ کی اُمید پر کوشش کر — جو دو روز کے بعد جماد نہ بنے

مونسے مگزیں خسے را از خسی — عاریت باشد درو آں مونسی
کمینہ پن سے، کمینہ کو دوست نہ بنا — اُس میں وہ محبت عارضی ہے

روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں دھوپ برداشت کرتے تھے رات کو ستاروں کی پہچان سے سفر طے کرتے تھے۔ تلخ۔ مولانا چند مثالیں دیکر سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی وجہ سے رہ کی سختیاں خوشگوار ہو جاتی ہیں۔ حنظل۔ اندرائن مشہور ایک کڑوا پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے نازک بدن محبوب کی امید پر سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔ لوہار اپنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

خواجہ۔ انسان محبوب بیوی کی خاطر دن بھر کمائی میں لگا رہتا ہے۔ خانہ شینے۔ خانہ نشینے۔ ہر کرا۔ انسان اپنی دستکاریوں میں مُردہ چیزوں لوہا لکڑی وغیرہ سے جو محبت کرتا ہے اور اُنکو بناتا ہے وہ کسی محبوب یعنی اولاد یا بیوی وغیرہ کی وجہ سے کرتا ہے۔

آں دروگر۔ بڑھئی اور لوہار کی محبت فانی محبوب کیلئے ہے۔ جماد۔ یعنی مرکر بے حس بنجانا۔ عاریت۔ فانی اشیاء کی محبت عارضی ہے

Presented by www.ziaraat.com

اُنسِ[۱] تو با مادر و بابا کجاست — گر بجز حق مونسانت را وفاست

ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہاں ہے — اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنیوالوں میں وفا ہے

اُنس تو با دایہ و لالا چہ شُد — گر کسے شاید بغیرِ حق عُضُد

تیری محبت دایہ اور خادم کے ساتھ کیا ہوئی — اگر کوئی اللہ کے سوا (قوت) بازو ہونیکے لائق ہے

اُنسِ تو با شیر و با پستاں نماند — نفرتِ تو از دبیرستاں نماند

دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی — مکتب سے تیری نفرت نہ رہی

آں شُعاعے بُود بر دیوارِ شاں — جانبِ خورشید وارفت آں نشاں

اُن کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی — وہ نشانی سورج کی جانب لوٹ گئی

بر ہر آں چیزے کہ اُفتد آں شعاع — تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع

جس چیز پر وہ کرن پڑ جائے — اے بہادر! تو بھی اُس کا عاشق ہو جائیگا

عشقِ تو بر ہر چہ آں موجود بُود — آں زِ وصفِ حق چو زر اندود بُود

جس موجود پر تیرا عشق تھا — وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے ملمع شدہ تھی

چوں[۲] زرے با اصل رفت و مس بماند — وز زری خویشتن مُفلِس بماند

جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تانبا رہ گیا — اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا

طبع سیر آمد طلاقِ اُو براند — پشت بروے کرد و دست ازوے فشاند

طبیعت بھر گئی تو اُس کو طلاق دے دی — اُس کی طرف پیٹھ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا

از زر اندود صفاتش پا بکش — از جہالت قلب را کم گوئی خوش

اُس کی صفات سے ملمع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے — نادانی سے کھوٹے سکّے کو کھرا نہ کہہ

کاں[۳] خوشی در قلبہا عاریتی ست — زیرِ زینت مایۂ بے زینتی ست

اسلئے کہ کھوٹے سکوں میں حُسن عارضی ہے — سجاوٹ کے نیچے بھدے پن کا سرمایہ ہے

زر ز روئے قلب در کاں می رود — سوئے کاں رو تو ہم کاں میرود

سونا، کھوٹے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے — تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے

نور از دیوار تا خور می رود — تو بداں خور رو کہ در خور می رود

نور دیوار سے سورج کی طرف چلا جاتا ہے — تو اُس سورج کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے

زیں سپس بستاں تو آب از آسماں — چوں ندیدی تو وفا از ناوداں

اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے — جب تو نے پرنالے سے وفا نہ دیکھی

---

۱ اُنسِ تو۔ ماں باپ کی محبت، دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی اور چند روزہ ہے۔ نفرتِ تو۔ بچے کی مکتب سے نفرت بھی عارضی ہے۔ آں شعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اسلئے وہ محبوب بنجاتا ہے تو محبت کے لائق حقیقی محبوب ہی ہے۔ عشقِ تو۔ کائنات کا حُسن عارضی ہے وہ محض اِس بنا پر حسین ہیں کہ اُن پر اللہ کے حُسن کا پرتو پڑ گیا ہے۔

۲ چوں زرے۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسین حسین نہیں رہتا ہے۔ طبع۔ جب عارضی حُسن جاتا رہتا ہے تو اُس محبوب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ زر اندود دنیا کی جھوٹی چیزوں پر ذاتِ باری کے پرتو سے عارضی حسن ہے اُن پر فریفتہ نہ ہونا چاہیئے۔

۳ کاں خوشی۔ کائنات کا حُسن عارضی ہے، عارض کے رفع ہو جانے پر انکی بدصورتی واضح ہو جاتی ہے۔ کاں۔ ذاتِ باری۔ نور۔ دیوار پر عارضی چمک ہے لہذا سورج سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔ زیں پس۔ پانی کا منبع آسمان ہے، پرنالہ سے وقتی طور پر پانی حاصل ہو سکتا ہے۔

معدنِ دُنبہ نباشد دامِ گرگ — کے شناسد معدن آں گرگِ سُترگ

دنبہ کی کان بھیڑیئے کا جال نہیں ہوتی ہے — وہ موٹا بھیڑیا کان کو کہاں پہچانتا ہے؛

زرگماں بُردند بستہ در گرہ — می شتابیدند مغروراں بدہ

سونے کو گرہ میں بندھا ہوا سمجھ رہے تھے — دھوکے میں مبتلا گاؤں کی طرف دوڑ رہے تھے

ہمچنیں خنداں و رقصاں می شدند — سُوئے آں دُولاب چرخے می زدند

اسی طرح سے خوشی خوشی اور ناچتے ہوئے جا رہے تھے — اُس رہٹ کی طرف قلابازیاں کھا رہے تھے

چوں ہمی دیدند مُرغے می پرید — جانبِ دہ صبر جامہ می دَرید

جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اُڑا جا رہا ہے — گاؤں کی جانب وہ صبر کا جامہ چاک کرتے تھے

ہر نسیمے کز سُوئے دِہ می وَزید — گوئیا رُوح و رَواں می پرورید

جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی — گویا وہ روح اور جان کو پرورش کر رہی تھی

ہر کہ می آمد زِدِہ از سُوئے اُو — بوسہ میدادند خوش بر روئے اُو

جو گاؤں سے اُس طرف آتا تھا — اُس کے مُنہ کو خوب چومتے تھے

کہ تو رُوئے یارِ ما را دیدۂ — پس تو جانِ جانِ ما را دیدۂ

کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے — لہٰذا تو ہمارے محبوب کی آنکھ ہے

نواختن[۵۲] مجنوں آں سگ را کہ مقیم کُوئے لیلیٰ بود

مجنون کا اُس کتے کو نوازنا جو لیلیٰ کے کوچہ میں رہتا تھا

ہمچو مجنوں کو سگے را می نواخت — بوسہ اش میداد پیشش می گداخت

مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا — اُس کو چومتا، اُس پر جان نثار کرتا

گِردِ اُو می گشت خاضع در طواف — ہمچو حاجی گِردِ کعبہ بے گزاف

عاجزی سے طواف میں اُسکے چاروں طرف گھومتا تھا — بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف

گہ سر و پایش ہمی بوسید و ناف — گہ جلاب[۵۳] شکرش می داد صاف

کبھی اُس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا — کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا

بوالفضولے گفت کا مجنونِ خام — ایں چہ شیدست اینکہ می آری مدام

ایک بیہودہ نے کہا اے ناقص پاگل — یہ کیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے

پوزِ سگ دائم پلیدی می خورد — مقعدِ خود را بلب می استرد

کتے کی تھوتنی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے — اپنی مقعد کو ہونٹوں سے چاٹتی ہے

---

۵۱ معدنِ دنبہ۔ حقیقی لذتوں کا مرکز یعنی دولت۔ بازی گرگ۔ یعنی دنیادار انسان۔ ذرہ ۳ خواجہ اور اُس کی اولاد گاؤں کیطرف جا رہے تھے اور یہ خیال لئے ہوئے تھے کہ مقصود اُن کے ہاتھ آچکا ہے۔ دولاب یعنی گاؤں پہونچکر لطف اٹھانا۔ ۵۳ چرخ زدن۔ قلابازیاں کھانا۔ ہر کہ۔ گاؤں کی طرف سے آنیوالے سے بھی محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔

۵۲ نواختن۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ محبوب کے در کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار کرتے تھے۔ گرد او۔ مجنون کتے کا اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح حاجی کعبہ کا طواف کرتا ہے۔

۵۳ جلاب۔ گلاب یعنی اُسکو قند و گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

عیبہائے سگ بسے اُو می شمرد ۔۔۔ عیب‌دانؒ از غیب‌داں بوئے نبرد
وہ کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا ۔۔۔ عیب جاننے والا غیب جاننے والے کا راز نہ پاسکا

گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن ۔۔۔ اندر آ و بنگرش از چشمِ من
مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صورت ہے ۔۔۔ اندر آ اور اُس کو میری آنکھ سے دیکھ

کایں طلسمِ بستۂ مولیٰ ست ایں ۔۔۔ پاسبانِ کوچۂ لیلیٰ ست ایں
کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے ۔۔۔ یہ لیلیٰ کے کوچے کا محافظ ہے

ہمتش بین و دل و جان و شناخت ۔۔۔ کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
اُس کی ہمت اور دل اور جان اور پہچان کو دیکھ ۔۔۔ کہ اُس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانا بنایا ہے

اُو سگِ فرخ رُخِ کہفِ من ست ۔۔۔ بلکہ اُو ہم درد و ہم لہفِ من ست
وہ میرے غار کا مبارک رُو کُتا ہے ۔۔۔ بلکہ وہ میرا ہمدرد اور ہم غم خوار ہے

آں سگے کہ گشت در کویش مقیم ۔۔۔ خاکِ پایش بہ زِ شیرانِ عظیم
وہ کُتا جو اُس کے کوچے میں مقیم ہے ۔۔۔ بڑے شیروں سے اُسکے پیروں کی خاک بہتر ہے

آں سگے کہ باشد اندر کوئے اُو ۔۔۔ من بشیراں کے دہم یک موئے اُو
وہ کُتا جو اُس کے کوچے میں ہو ۔۔۔ میں شیروں کے بدلے میں اُسکا ایک بال کب دے سکتا ہوں

آنکہ شیراں مر سگانش را غلام ۔۔۔ گفت امکاں نیست خامش والسلام
وہ ذات کہ شیر اُس کے کُتّے کے غلام ہیں ۔۔۔ بیان کرنا ممکن نہیں ہے، چپ ہو جا والسلام

گر ز صورت بگذرید اے دوستاں ۔۔۔ جنت ست و گلستاں در گلستاں
اے دوستو! اگر تم صورت سے گزر جاؤ گے ۔۔۔ جنت ہے اور باغ در باغ ہیں

صورتِ خود چوں شکستی سوختی ۔۔۔ صورتِ کُل را شکست آموختی
جب تو نے اپنی صورت توڑ دی (اور) جلا دی ۔۔۔ (تو) سب کی صورت کو توڑنا سیکھ لیا

بعد ازاں ہر صورتے را بشکنی ۔۔۔ ہمچو حیدرؓ بابِ خیبر بر کنی
اُس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا ۔۔۔ حیدرؓ کی طرح خیبر کے دروازے کو اُکھاڑ دیگا

سغبۂ صورت شد آں خواجہ سلیم ۔۔۔ کو بدہ می‌رُفت بگفتارِ سقیم
وہ بھولا خواجہ صورت پر فریفتہ ہو گیا ۔۔۔ جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا

سوئے دامِ آں تملق شادماں ۔۔۔ ہمچو مرغے سوئے دانہ امتحاں
خوشامد کے اُس جال کی جانب خوشی خوشی ۔۔۔ جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

لہ عیبداں: یعنی ملامت کرنیوالا عیبداں: یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از چشم من: یعنی لیلیٰ را بچشمِ مجنوں باید دید۔ کایں طلسم یعنی یہ کتا طلسم ہے۔ کُتے کے ظاہر کو نہ دیکھ اسکے اُن اوصاف پر نظر کر جو اُس کے بعد مذکور ہیں۔ من بشیراں: یعنی اس کتے کا بال دیکر بھی شیروں کو نہیں خریدا جاسکتا۔

لہ آنکہ: جب مجازی محبوب کے کتے کیساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو محبوبِ حقیقی سے متعلق چیزوں سے کس قدر محبت ہونی چاہیئے۔ گر ز صورت: اگر انسان صورت پرستی سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ صورت کل: اگر انسان اپنا بُت توڑ دے تو پھر بت شکنی کر سکتا ہے۔

لہ بعد ازاں: خودی کو ختم کر کے حیدری قوت حاصل ہو سکتی ہے۔ سغبۂ: خواجہ اور اسکی اولاد صورت پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے دیہاتی کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنسی۔ سوئے دام: وہ دیہاتی کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا دانہ۔

Presented by www.ziaraat.com

از کرم دانست آں مرغِ حریص — دانہ را با دام لیکن شد مُحیص[1]

اُس لالچی پرندے نے منجملہ سخاوت جانا — دانہ کو جال کے ساتھ لیکن بچاؤ کا موقع جاتا رہا

از کرم دانست مرغ آں دانہ را — غایتِ حرص ست نے جُود و عطا

پرندہ اُس دانہ کو منجملہ سخاوت جانا — (لیکن یہ تو) انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا

مرغکاں در طمعِ دانہ شادماں — سوئے آں تزویر پرّاں و دواں

پرندے دانہ کے لالچ میں خوشی خوشی — اُس مکر کی جانب اُڑتے اور دوڑتے ہوئے تھے

گر ز شادی باش آگاہت کنم — ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کنم

اگر میں تجھے اُن کی خوشیوں سے باخبر کروں — اے رہرو! میں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کر دوں گا

مختصر کردم چو آمد دِہ پدید — خود نبود آں دِہ دہِ دیگر گزید

میں نے مختصر کر دیا، جو گاؤں نظر آیا — یہ وہ گاؤں نہ تھا، دوسرا گاؤں تھا

قرب ماہے دِہ بدِہ می تاختند — زانکہ راہِ دِہ نکو نشناختند

تقریباً ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگے پھرے — کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ جانتے تھے

ہر کہ[2] در رہ بے قلاؤزے رَوَد — ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا — دو دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا

ہر کہ تازد سُوئے کعبہ بے دلیل — ہمچو ایں سرگشتگاں گردد ذلیل

جو کعبہ کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہوگا — ان حیرانوں کی طرح ذلیل ہوگا

ہر کہ گیرد پیشہ بے اوستا — ریشخندے شد بشہر و روستا

جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے — وہ گاؤں اور شہر میں مضحکہ بنتا ہے

زانکہ نادر باشد اندر خافقیں — کادمی سر بر زند بے والدین

مشرق و مغرب میں یہ بات نادر ہوگی — کہ بغیر ماں باپ کے آدمی پیدا ہو

مال[3] اُو یابد کہ کسبے می کند — نادرے باشد کہ بر گنجے زند

مال وہ پاتا ہے جو کسب کرتا ہے — نادر ہوتا ہے کہ خزانہ مل جائے

مصطفائے کو کہ جسمش جاں بود — تاکہ رحماں عَلَّم القرآں بود

مصطفٰیؐ کہاں ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا — تاکہ اللہ تعالٰے قرآن پڑھاوے

اہلِ تن را جملہ عَلَّم بالقلم — واسطہ افراشت در بذلِ کرم

تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا — واسطہ بنایا جود و عطا میں

[1] محیص۔ بچاؤ کی جگہ۔ از کرم دیہاتی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔ تزویر۔ فریب۔ شادی باش۔ خواجہ کو اُس دیہاتی کی باتوں سے کس قدر خوشی تھی۔ خود نبود جس گاؤں میں وہ پہنچے وہ اس دعوت دینے والے دیہاتی کا گاؤں نہ تھا۔

[2] ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری کے بغیر چلا اُس کا یہی حال ہوگا جو اُس خواجہ اور اُس کے بال بچوں کا ہوا۔ ریشخند یعنی کچھ حاصل نہ ہوگا اور وہ مضحکہ بن جائیگا۔ زانکہ اسبابِ ظاہری کے بغیر مقصد کو پہونچنا بالکل ایسا ہی نادر ہے جیسا کہ ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہو جانا۔

[3] مال۔ معروف طریقہ پر محنت کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ مصطفٰی۔ یہ آنحضورؐ کی خصوصیت تھی کہ اُستاد کے بغیر براہِ راست ذاتِ خداوندی سے آپکو علوم حاصل ہوئے۔ اہلِ تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی تعلیم دیجاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر حریصے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا! ہر لالچی محروم ہے

چوں حریصاں تگ مرو آہستہ تر
لالچیوں کی طرح نہ دوڑ، بہت آہستہ چل

اندراں رہ رنجہا دیدند تاب
اس راستے میں انھوں نے بہت رنج اور تکلیف کھینچی

چوں عذاب مرغ خاکی اندر آب
جیسا کہ خشکی کے پرندے کی تکلیف پانی میں

سیر گشتہ از دہ و از روستا
وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیزار ہو گیا

وز شکر ریزی چناں نا اوستا
اور ایسے بے استادے کی میٹھی باتوں سے

رسیدن خواجہ و قومش بدہ و نا دیدہ و نا شناخت آوردن

خواجہ اور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا ان کو انجان

روستائی ایشاں را

اور نا آشنا ٹھہرانا

بعد ماہے چوں رسیدند آں نفر
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے

بینوا ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر و سامان (اور) چوپائے بغیر گھاس کے تھے

روستائی بیں کہ از بد نیتی
دیہاتی کو دیکھ کر بدنیتی سے

می کند بعد اللتیا و التی
چناں و چنیں کے بعد کرتا ہے

روئے پنہاں می کند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے

تا سوئے باغش نہ بکشایند پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں

آنچناں رو کہ ہمہ زرق و شرست
ایسا چہرہ جو مجسم مکر اور شرارت ہے

از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست
مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے

روہا باشد کہ دیواں چوں مگس
بہت سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین مکھیوں کی طرح

بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس
(اور) پہرہ داروں کی طرح انکے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں

چوں ببینی روئے شاں در تو فتند
جب تو اُن کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چمٹیں گے

یا مبیں شاں چوں ببیدی خوش مخند
یا تو اُن کو نہ دیکھ یا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس

در چناں روئے خبیث عاصیہ
ایسے ہی خبیث نافرمان چہرے کے بارے میں

گفت یزداں نسفعا بالناصیہ
خدا نے فرمایا ہے ہم پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے

چوں بپرسیدند و خانش یافتند
جب انھوں نے معلومات کیں اور اس کا گھر پا لیا

ہمچو خویشاں سوئے در بشتافتند
اپنوں کی طرح دروازے کی طرف دوڑے

لہ اندراں رہ گاؤں کے راستہ میں خواجہ اور اس کی اولاد کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سیر گشت۔ اس دیہاتی اور گاؤں سے آخر نفرت ہونی ہی تھی۔ کیونکہ گاؤں کی تلاش میں در بدر مارے مارے پھرے اور ایک ماہ صرف ہو گیا۔

ک اللتیا والتی یعنی چنیں و چناں کر کے۔ وہ دیہاتی دن میں چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے دیہات نہ دیکھ سکیں۔ آنچناں۔ یہ مولانا کا اپنا مقولہ ہے کہ ایسے نالائق کا مسلمانوں سے منہ چھپائے رکھنا بہتر ہے۔

سہ حرس۔ وہ شیطان اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں کہ نیکی کا کام نہ کرے۔ نسفعا قرآن پاک میں ابوجہل کے متعلق ہے نسفعا بالناصیہ ہم ضرور اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

در فرو بستند اہلِ خانہ اش — خواجہ شد زیں کجروی دیوانہ وش
اس کے گھر والوں نے دروازہ بند کر لیا — خواجہ اس بدتمیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

لیک ہنگامِ درشتی ہم نبود — چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود
لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا — جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ؟

بر درش ماندند ایشاں پنج روز — شب بسرما روز خود خورشید سوز
وہ اس کے دروازہ پر پانچ روز پڑے رہے — رات جاڑے میں اور دن خود جلانے والے سورج میں

نے زغفلت بود ماندن نے خری — لیک بود از اضطرار و بے زری
پڑا رہنا نہ غفلت کی وجہ سے تھا نہ حماقت کی وجہ سے — لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

بالئیماں بستہ نیکاں ز اضطرار — شیر مردارے خورد از جوع زار
مجبوری سے بھلے کمینوں سے وابستہ ہو گئے — بھوک سے لاغر شیر مردار کھا لیتا ہے

او ہمی دیدش ہمی کردش سلام — کہ فلانم من مرا اینست نام
وہ (شہری) اس (دیہاتی) کو دیکھتا سلام کرتا — کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

گفت باشد من چہ دانم تو کئی — یا پلیدی یا قرینِ پاکئی
اس دیہاتی نے کہا ہوگا میں کیا جانوں تو کون ہے؟ — تو ناپاک ہے، یا پاکی سے موصوف ہے

والہم روز و شب اندر صنع ہو — ہیچگونہ نیستم پروائے تو
میں دن رات اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری کا شیدا ہوں — مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

از خودی خود ندارم ہم خبر — نیست از ہستی سرِ مویم اثر
مجھے خود اپنا بھی پتہ نہیں ہے — میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

ہوشِ من از غیرِ حق آگاہ نیست — در دل و جانم بجز اللہ نیست
میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے — میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے

گفت این دم با قیامت شد شبیہ — تا برادر شد یفر من اخیہ
اس (شہری) نے کہا تو یہ وقت قیامت کے مشابہ ہو گیا — کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

شرح می کردش کہ من آنم کہ تو — لوت ہا خوردی ز خوانِ من دو تو
وہ (شہری) اس (دیہاتی) کیلئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں کہ تو نے میرے دسترخوان سے خوب خوب لذیذ کھانے کھائے

آں فلاں روزت خریدم آں متاع — کل سرٍ جاوز الاثنین شاع
فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا — جو راز دو سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

لہ خواجہ یعنی شہری۔ زیں یعنی گھر والوں کے دروازہ بند کرنے سے۔ شب بسرما یعنی رات جاڑے میں گزرتی اور دن سورج کی گرمی میں بسر ہوتا۔ نے زغفلت چونکہ ان کے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو چکا مجبوراً وہ دروازے پر پڑے رہے۔
لہ سلام یعنی سلام کر کے اپنا تعارف کراتا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ والہم وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بگھارنے لگا اور دنیا سے بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت جتانے لگا۔
لہ گفت۔ شہری خواجہ نے کہا پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ اس دن بھائی بھائی کو دیکھ کر پہچانے گا تو بھاگے گا، موت کی مخ ہے، ملاحظہ فرمائیں۔ متاع۔ سامان یعنی وہ سامان جو میں نے تجھے خرید کر دیا تھا۔ سر۔ اب یہ راز، راز نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

نے کہ بودی ماہہا مہمانِ من
کیا تو مہینوں میرا مہمان نہیں رہا

نے رسیدت بے کراں احسانِ من
کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے

سرِ مہرِ ما شنیدستند خلق
ہماری گفت کے راز لوگوں نے سنے ہیں

شرم دارد رو چو نعمت خورد حلق
جب حلق نعمت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے

اُو ہمی گفتش چہ گوئی ترہات
وہ دیہاتی اس سے کہتا کیا بکواس بکتا ہے

نے ترا دانم نہ نامِ تو نہ جات
نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام

پنجمیں شب ابر و بارانے گرفت
پانچویں رات ایسا ابر اور بارش آئی

کاسماں زبارشش شد در شگفت
جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا

چوں رسیدش کارد اندر استخواں
جب چھری اس کی ہڈیوں تک پہنچ گئی

حلقہ زد خواجہ کہ مہتر را بخواں
خواجہ نے کنڈی بجائی کہ چودھری کو بلا

چوں بصد الحاح آمد سوئے در
جب سینکڑوں خوشامدوں سے وہ دروازہ پر آیا

گفت آخر چیست اے جانِ پدر
بولا بابا! آخر کیا ہے؟

گفت من آں حقہا بگذاشتم
(خواجہ نے) کہا میں نے سب حق چھوڑے

ترک کردم آنچہ می پنداشتم
جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا

پنج سالہ رنج دیدا ایں پنج روز
ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا

جانِ مسکینم دریں سرما و سوز
میری عاجز جان نے جاڑے اور تکلیف میں

یک جفا از خویش و از یار و تبار
اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم

در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
شدت میں تین لاکھ سے زیادہ ہے

زانکہ دل ننہاد بر جور و جفاش
کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا

جانش خوگر بود با مہر و وفاش
جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی

ہر چہ بر مردم بلا و شدت ست
انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے

ایں یقیں داں کز خلافِ عادت ست
یقین کر خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے ہے

گفت اے خورشیدِ مہرت در زوال
(خواجہ نے) کہا اے وہ کہ تیری محبت کا سورج زوال پذیر ہے

گر تو خونم ریختی کردم حلال
اگر تو مجھے مار بھی ڈالے تو میں نے تجھے معاف کیا

امشب از باراں بمادہ گوشہ
آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں ایک گوشہ دیدے

تا بیابی در قیامت توشہ
تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

لے خرم حلقہ۔ اندر کی خشل ہے سنند کھائے آنکھ کھائے۔ ترہات غرافات اپنے بیہودہ باتیں۔ ہات۔ ہائے لو۔ شگفت تعجب۔ کارد چھری استخواں ہڈی۔ استمال تکلیف حلقہ زد کنڈی کی کنڈی بجائی۔
ے مہتر چودھری یعنی وہ دیہاتی جس نے دعوت کی تھی۔ الحاح بحر شامد۔ گفت۔ خواجہ شہری نے کہا پنج سالہ یعنی یہ مصیبت تک لیک دن ایک سال کے برابر تھا۔ تبار خاندان۔
سے خلافِ عادت۔ عادت کے خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی عادت ہو تو پھر وہ تکلیف دہ نہیں رہتا ہے۔ گوشہ یعنی کوئی ایسی جگہ جس میں ہم بارش سے بچ کر لیٹ جائیں۔

گفت یک گوشہ است آں باغباں[1]
(دیہاتی نے) کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
ہست آنجا گرگ را او پاسباں
وہاں وہ بھیڑیے کا محافظ ہے

در کفش تیر و کماں از بہر گرگ
اس کے ہاتھ میں بھیڑیے کیلئے تیر و کمان رہتا ہے
تا زند گر آید آں گرگ سترگ
تاکہ اگر وہ موٹا بھیڑیا آئے تو وہ اس کو مارے

گر تو آں خدمت کنی جا آن تست
اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
ورنہ جائے دیگرے فرما بجست
ورنہ کوئی دوسری جگہ تلاش کر لے

گفت صد خدمت کنم تو جا بدہ
اس شہری نے کہا میں سو خدمتیں کرونگا تو جگہ دیدے
واں کمان و تیر در دستم بنہ
وہ تیر و کمان میرے ہاتھ میں دے دے

من نخسپم حارسی رز کنم
میں نہ سوؤں گا انگور کی حفاظت کروں گا
گر بر آرد گرگ سر تیرش زنم
اگر بھیڑیا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا

بہر حق مگذارم امشب اے دو دل[2]
اے شکی! خدا کیلئے آج کی رات مجھے (اس جگہ) نہ چھوڑ
آب باراں بر سر و در زیر گل
بارش سر پر ہے اور کیچڑ نیچے ہے

گوشہ خالی بد و او با عیال
گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے
رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
اس جگہ چلا گیا جو تنگ جگہ تھی اور گنجائش کی نہ تھی

چوں ملخ بر ہمدگر گشتہ سوار
وہ ٹڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے
از نہیب سیل اندر کنج غار
غار کے کونے میں بارش کے خوف سے

شب ہمہ شب جملہ گویاں کا خدا
ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا!
ایں سزائے ما سزائے ما سزا
یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہمارے لائق ہے

ایں سزائے آنکہ شد یار خساں
یہی اس کی سزا ہے جو کمینوں کا دوست بنا ہو
یا کسی کرد از برائے ناکساں
یا اس نے کمینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو

ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
یہی اس کی سزا ہے جس نے بیہودہ لالچ میں
ترک گوید خدمت خاک[3] کرام
شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو

خاک پاکاں لیسی و دیوار شاں
بھلوں کی دیوار اور مٹی چاٹنا
بہتر از عام و رز و گلزار شاں
بہتر ہے عوام اور ان کے انگور اور باغ سے

بندۂ یک مرد روشن دل شوی
کسی روشن دل انسان کا خادم ہونا
بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ پر چلے

---

[1] باغباں یعنی مالی کی کوٹھی ہے جس میں وہ رات کو رہ کر بھیڑیے سے حفاظت کرتا ہے۔ خدمت یعنی بھیڑیے کی دیکھ بھال حفاظتی نگرانی۔ رز۔ انگور کی بیل۔ دو دل۔ متردد۔ شکی جو بے طرح منتشر دل ہو۔ ٹڈیاں تہ بہ تہ ہوتی ہیں۔ نہیب خوف۔ کنج۔ گوشہ۔

[2] سزا۔ بدلہ۔ سزا لائق کسی شرافت و انسانیت۔ ایں سزا۔ جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر دنیا داروں کی طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا جیسا کہ یہ خواجہ شہری۔

[3] خاک۔ بزرگوں کی صحبت میں تکلیف اٹھانا دنیاداروں کی لطف اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی۔ مانگ۔

Presented by www.ziaraat.com

از ملوکِ خاک جز بانگِ دہل ‌‌ — ‌‌ تو نخواہی یافت اے پیکِ سُبل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے نقارے کی آواز کے ‌‌ — ‌‌ تو کچھ نہ پا سکے گا اے راستوں پر چلنے والے!

شہریاں خود رہزنان نسبت بروح ‌‌ — ‌‌ روستائی کیست گیجِ بے فتوح
روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں ‌‌ — ‌‌ دیہاتی کیا ہے، بے نصیب بے وقوف

ایں سزائے آنکہ بے تدبیر عقل ‌‌ — ‌‌ بانگِ غولے آمدش بگزید نقل
یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر ‌‌ — ‌‌ اس کو چھلاوے کی آواز آئی اور اس نے نقل (اختیار) کی

چوں پشیمانی ز دل شد تا شغاف ‌‌ — ‌‌ زاں سپس سودے ندارد اعتراف
جب شرمندگی دل سے اس کی تہ میں پہنچ گئی ‌‌ — ‌‌ اس کے بعد (غلطی کا) اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے

چوں پشیماں گشت از دل آنچہ کرد ‌‌ — ‌‌ بعد ازاں سودش ندارد آہِ سرد
جب اپنے کیے پر دل سے شرمندہ ہو گیا ‌‌ — ‌‌ اس کے بعد ٹھنڈی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے

آں کمان و تیر اندر دستِ او ‌‌ — ‌‌ گرگ را جویاں ہمہ شب سُو بسُو
وہ تیر و کمان اس کے ہاتھ میں ‌‌ — ‌‌ ادھر ادھر تمام رات بھیڑیے کو ڈھونڈتا رہا

گرگ خود بر وے مسلط چوں شرر ‌‌ — ‌‌ گرگ جویاں و ز گرگ او بیخبر
بھیڑیا خود چنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا ‌‌ — ‌‌ وہ بھیڑیے کو تلاش کرتا تھا اور بھیڑیے سے بیخبر تھا

ہر پشہ ہر کیک چوں گرگے شدہ ‌‌ — ‌‌ اندراں ویرانہ شاں زخمے زدہ
ہر مچھر اور ہر پسو بھیڑیے کی طرح بن گیا تھا ‌‌ — ‌‌ جو اس ویرانہ میں اُن کو کاٹ رہا تھا

فرصتِ آں پشہ راندن ہم نبود ‌‌ — ‌‌ از نہیبِ حملۂ گرگِ عنود
اس کو اُن مچھروں کو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی ‌‌ — ‌‌ کینے بھیڑیے کے حملے کے ڈر سے

تا نیاید گرگ آسیبے زند ‌‌ — ‌‌ روستائی ریشِ خواجہ بر کند
تاکہ بھیڑیا نہ آ جائے (اور) نقصان پہنچائے ‌‌ — ‌‌ (اور) دیہاتی، خواجہ کی داڑھی نوچے

ہمچنیں دنداں زناں تا نیم شب ‌‌ — ‌‌ جانِ شاں از ناف می آمد بلب
اسی طرح آدھی رات تک لرزتے ہوئے ‌‌ — ‌‌ اُن کی جان ناف سے لبوں تک آ رہی تھی

ناگہاں تمثالِ گرگِ ہشتہ ‌‌ — ‌‌ سر بر آورد از فرازِ پشتہ
اچانک ایک آوارہ بھیڑیے کی صورت نے ‌‌ — ‌‌ ٹیلے کے پیچھے سے سر ابھارا

تیر را بکشاد آں خواجہ ز شست ‌‌ — ‌‌ زد بر آں حیواں کہ تا افتاد پست
اس خواجہ نے تیر چٹکی سے چھوڑا ‌‌ — ‌‌ اس جانور کو مارا تو وہ گر پڑا

لے پیکِ سُبل۔ مختلف راستوں کا قاصد۔ شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔ روستا۔ یعنی سالک درویش۔ روستائی۔ دیہاتی۔ گیج۔ احمق، پریشان دماغ۔ بے فتوح۔ بے فیض۔ چوں۔ انتہائی شرمناک کام کرنیکے بعد شرمندگی سے کیا فائدہ۔

سگہ شغاف۔ وہ پردہ جس میں دل لپٹا ہوا ہے، دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر مچھر اور پشہ اُسکے لئے بھیڑیا تھا لیکن وہ اُن کی پروا کے بغیر بھیڑیے کی تلاش میں تھا۔ کیک۔ پسو۔

سم فرصت۔ بھیڑیے کے خوف سے بھیڑیے کی جستجو میں اسقدر لگا ہوا تھا کہ مچھر اور پسو اڑانیکی بھی فرصت نہ تھی۔ تمثال۔ تصویر۔ ہشتہ۔ چھوٹا ہوا، آزاد۔ پشتہ۔ ٹیلا۔

Presented by www.ziaraat.com

اندر افتادن ز حیواں باد جستؔ	روستائی ہائے کرد و کوفت دست
گرنے سے حیوان کا گوز خارج ہوا	دیہاتی نے ہائے کی اور ہاتھ (سر پر) مارا
ناجوانمردا کہ خر کرہ منست	گفت نے ایں گرگ چوں آہرمنست
اے نامراد! میرے گدھے کا بچہ ہے	(خواجہ نے) کہا نہیں یہ دیو جیسا بھیڑیا ہے
اندرو اشکال گرگی ظاہرست	شکل او از گرگی او مخبرست
اس میں بھیڑیے پن کی صورت واضح ہے	اس کی شکل اس کے بھیڑیا ہونے کو بتا رہی ہے
گفت نے بادے کہ جست از فرج وے	می شناسم ہمچناں کآبے ز مے
اس (دیہاتی) نے کہا نہیں جو گوز اس کی شرمگاہ سے خارج ہوا ہے	میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شراب سے
کشتۂ خر کرہ ام را در ریاض	کہ مبادت بسطؔ ہرگز ز انقباض
تو نے کھیتوں میں میرے گدھے کا بچہ مار ڈالا	(خدا کرے) تجھے تنگی سے فراخی کبھی (نصیب) نہ ہو
گفت نیکوتر تفحص کن شبست	شخصہا در شب ز ناظر محجبست
اس (خواجہ) نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے	رات میں صورتیں آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں
شب غلط بنماید و مبدل بسے	دیدِ صائب شب ندارد ہر کسے
رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے	رات میں ہر شخص ٹھیک نگاہ نہیں رکھتا ہے
ہم شب و ہم ابر و ہم بارانِ ژرف	ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
رات بھی اور ابر بھی اور گہری بارش بھی	یہ تینوں اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں
گفت ایں بر من چو روزِ روشن ست	من شناسم بادِ خر کرہ منست
اس (دیہاتی) نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے	میں پہچانتا ہوں (یہ) میرے گدھے کے بچے کا گوز ہے
درمیانِ بست باد آں باد را	می شناسم چوں مسافر زاد را
بیسوں ہواؤں میں اس ہوا کو	میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر توشہ کو
خواجہ برجست و بیامد ناشگفتؔ	روستائی را گریبانش گرفت
خواجہ اچھل پڑا اور بے صبر ہو گیا	دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا
کابلہ طرار شید آوردہ	بنگ و افیوں ہر دو باہم خوردہ
کہ بیوقوف گرہ کٹ تو نے مکر کیا ہے	بھنگ اور افیون دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
در سہ تاریکی شناسی بادِ خر	چوں ندانی مر مرا اے خیرہ سر
تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے	اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

۱ باد جست۔ اس کے پیٹ کی ہوا خارج ہوئی۔ کرہ۔ بچہ۔ اہرمن۔ دیو، شیطان۔ مخبر۔ خبر دینے والا۔ فرج۔ شرمگاہ۔ ریاض۔ روضہ کی جمع ہے بمعنی باغ۔

۲ بسط۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔ تفحص۔ جستجو۔ محجب۔ محجوب۔ مخفی۔ گفت۔ دیہاتی نے کہا۔ زاد۔ مسافر کا توشہ۔

۳ شگفت۔ صبر۔ کابلہ۔ بیوقوف۔ طرار۔ جیب تراش۔ شید۔ مکر۔ بنگ۔ بھنگ۔ خیرہ سر۔ دیوانہ

Presented by www.ziaraat.com

آنکہ داند نیم شب گوسالہ را — چوں نداند ہمرہِ دہ سالہ را
جو آدمی رات میں بچھڑے کو پہچان لے — وہ دس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟

خویشتن را عارف[1] و والہ کُنی — خاک در چشمِ مُروّت می زنی
اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بناتا ہے — مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست — در دلم گنجا بجُز اللہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے — میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے

آنچہ دی خوردم از آنم یاد نیست — ایں دل از غیرِ تحیُّر شاد نیست
میں نے جو کل کھایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے — یہ دل (مقام) حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے

عاقل و مجنونِ حقم یاد آر — در چنیں بیخویشیم معذور دار
مجھے اللہ کا عاقل اور دیوانہ سمجھ — اس طرح کی مدہوشی میں مجھے معذور سمجھ

آنکہ مُردارے خورد یعنی نبیذ — شرع اُو را سُوئے معذوراں کشید
جو شخص حرام یعنی نبیذ پی لیتا ہے — شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے

مست و بنگی را طلاق[2] و بیع نیست — ہمچو طفل ست او معاف و مطلق است
مست اور بھنگ پینے والے کی طلاق اور بیع معتبر نہیں ہے — وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے

مستی کاید ز بُوئے شاہِ فرد — صد خُمِ مے در سر و مغز آں نکرد
وہ مستی جو یکتا شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو — شراب کے سو مٹکے بھی سر اور دماغ میں وہ نہیں کر سکتے

پس برو تکلیف چوں باشد روا — اسپ ساقط گشت و شد بے دست و پا
اس کو مکلف بنانا کیسے جائز ہوگا؟ — گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے

بار بر گیرند چوں آید عرج — گفت حق لیس علی الاعمیٰ حرج[3]
جب لنگڑا پن آجاتا ہے بوجھ ہٹا لیتے ہیں — اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اندھے پر گناہ نہیں ہے

ہمچنیں لیس علی الاعرج حرج — نیست رنجے چوں عمیٰ چوں عرج
اسی طرح لنگڑے پر گناہ نہیں ہے — اندھے پن اور لنگڑے پن کی طرح کوئی مصیبت نہیں ہے

بار کہ نہد در جہاں خر کرّہ را — درس کہ دہد پارسی بُومرّہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کون لادتا ہے؟ — فارسی کا سبق شیطان کو کون پڑھاتا ہے؟

سُوئے خود اعمیٰ شدم از حق بصیر — پس معافم از قلیل و از کثیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں — تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

---

[1] عارف۔ خدا کی معرفت والا۔ والہ۔ فریفتہ، عاشق۔ اگلے بیت میں دیہاتی کا مطلب ہے۔ تحیر۔ حیرانی۔ عاقل۔ یہ بھی دیہاتی کا قول ہے۔ نبیذ یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام ہے۔

[2] طلاق۔ امام شافعیؒ کے نزدیک شراب سے مدہوش کی طلاق اور بیع واقع نہیں ہوتی ہے۔ تکلیف یعنی تکالیف سے آزاد۔ خدا و فرد۔ اللہ تعالیٰ اسپ مسلک کرے ہوئے گھوڑے سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے۔ عرج۔ لنگڑا پن

[3] حرج۔ تنگی، گناہ۔ اعمیٰ۔ لنگڑا۔ بومرہ۔ شیطان کی کنیت ہے۔ سُوئے خود یعنی میں اللہ کے معاملہ میں ہوش میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر ہوں۔ معاف، بخشا ہوا، درگزر کیا ہوا

Presented by www.ziaraat.com

لافِ درویشی زنی و بیخودی — ہائے و ہوئے عاشقانِ ایزدی
تو درویشی اور بے خودی کی ڈینگیں مارتا ہے — اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے و ہو کرتا ہے،

کہ زمیں را من ندانم ز آسماں — امتحانت[1] کرد غیرت امتحاں
کہ میں آسمان کو زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں — غیرت (خداوندی) نے تیرا خوب امتحان کیا

بادِ خر کرّہ چنیں رسوات کرد — ہستی نفی ترا اثبات کرد
گدھے کے بچے کے گوز نے تجھے رسوا کر دیا — تیری ہستی کی نفی (کے جھوٹ) کا اثبات کر دیا

ہمچنیں رسوا کند حق شید را — ہمچنیں گیرد رمیدہ صید را
اللہ (تعالیٰ) مکر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے — بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے

صد[2] ہزاراں امتحانست اے پدر — ہر کہ گوید من شدم سرہنگِ در
باوا! لاکھوں آزمائشیں ہیں اس کے لئے — جو یہ کہے کہ میں (اللہ کے) در کا سپاہی ہوں

گر نداند عامہ او را امتحاں — پختگانِ راہ جویندش نشاں
اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے — (لیکن) راہِ (حق) کے پختہ (کار) اس کا پتہ لگا لیتے ہیں

اشارت در شناختنِ مدّعی کمال را صاحب کمال
مدعیٔ کمال کو صاحبِ کمال اور عوام کی جانب سے غلط بکواس کو
وگزاف غلط از عوام
پہچاننے کے بارے میں اشارہ ا

چوں کند دعوئ خیاطی کسے — افگند در پیشِ او شہ اطلسے[3]
جب کوئی درزی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے — بادشاہ اس کے سامنے اطلس ڈال دیتا ہے

کہ ببر ایں را بغلطاق فراخ — ز امتحاں پیدا شود او را دو شاخ
کہ اس کی چوڑی قبا تراش دے — (اور) امتحان سے اس کے دونوں پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں

گر نبودے امتحانِ ہر بدے — ہر مخنث در وغا رستم بدے
اگر ہر برے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا — جنگ میں ہر ہیجڑا رستم ہوتا

خود مخنث را زرہ پوشیدہ گیر — چوں بہ بیند زخم او گردد اسیر
ہیجڑے کو زرہ پوشش فرض کر — جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائیگا

مستِ مے ہشیار چوں شد از دلو — مستِ حق ناید بخود از نفخ صور
بہکا ہوا شراب کا مست تھپے ہوشیار ہو گیا — اللہ کا مست صور پھونکنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

---

[1] امتحانت۔ یعنی تیرے دعووں کا اللہ نے امتحان لیا۔ نفی۔ یعنی تو مقام فنا میں پہونچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے۔

[2] صد ہزار۔ جب کوئی عشق الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پختگان۔ خاصانِ خدا، دعوے کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں۔ خیاطی۔ درزی پن۔

[3] اطلس۔ ایک ریشمی کپڑا ہے۔ بغلطاق۔ قبا۔ دو شاخ۔ دعوے کے دونوں پہلو یعنی اس کا صحیح یا غلط ہونا۔ چوں ببیند ... پر ہتھیار ڈال دیتا ہے ... نے اس کو قیدی بنا دیتا ہے۔ دلو ... بکھوا ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

بادۂ حق راست باشد نے دروغ | دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ دوغ
اللہ کی شراب سچی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی | تُو نے چھاچھ پی ہے تو نے چھاچھ پی ہے چھاچھ چھاچھ

ساختی خود را جنیدؒ و بایزیدؒ | رو کہ نشناسم تبر را از کلید
تو نے اپنے آپ کو جنیدؒ اور بایزیدؒ بنایا | (کہتا ہے) جا میں کلہاڑے اور کنجی میں امتیاز نہیں کرتا ہوں

بدرگی و منبلی و حرص و آز | چوں کُنی پنہاں بہ شیدے مکرساز
بدذاتی اور کاہلی اور حرص اور لالچ کو | اے مکار! تو مکر سے کیسے چھپائے گا

خویش را منصور حلاجےؒ کُنی | آتشے در پنبۂ یاراں زنی
اپنے آپ کو منصور حلاجؒ بناتا ہے | دوستوں کی روئی میں آگ لگاتا ہے

کہ نہ نشناسم عمرؓ از بولہب | باز خر کرّہ شناسم نیم شب
کہ میں عمرؓ اور ابولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں | گدھے کے بچہ کا گو آدھی رات میں پہچان لیتا ہوں

اے خرے کایں از تو خر باور کُند | خویش را بہر تو کور و کر کُند
اے گدھے! تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے | جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنا لے

خویش را از رہروان کمتر شمر | تو حریف رہزنانی کہ مخور
اپنے آپ کو سالکوں سے کم تر سمجھ | تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا

باز پر از شید و سوئے عقل تاز | کے پرد بر آسمان پرِ مجاز
مکاری سے ہٹ اور عقل کی طرف دوڑ | نقلی پَر آسمان پر کب اڑتا ہے؟

خویشتن را عاشقِ حق ساختی | عشق با دیو سیاہے باختی
تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنا لیا ہے | (لیکن) دوستی کالے شیطان سے کی ہے

عاشق و معشوق را در رستخیز | دو بدو بندند و پیش آرند تیز
قیامت میں عاشق اور معشوق کو | اکٹھا باندھیں گے اور فوراً پیش کریں گے

تو چہ خود را گیج و بیخود کردۂ | خونِ رز کو خونِ ما را خوردۂ
تو نے اپنے آپ کو دیوانہ اور مدہوش کیا ہے | انگور کا خون کہاں، تو نے ہمارا خون پیا ہے

رو کہ نشناسم ترا از من بجہ | عارفِ بیخویشم و بہلولِ دہ
جا میں تجھے نہیں پہچانتا ہوں، میرے پاس سے بھاگ | میں عارف (باللہ) مدہوش ہوں اور گاؤں کا بہلول

تو تو ہم می کُنی از قربِ حق | کہ طبق گر دور نبود از طبق
تو اللہ (تعالیٰ) کے قرب کا گمان کرتا ہے | کہ طباق بنانے والا طباق سے دور نہیں ہوتا ہے

ف۱ دوغ چھاچھ۔ ترکی میں تو کہتا ہے جا مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ منبلی سستی کاہلی۔ منصورؒ بڑے بزرگ روئی دھنکنے کا پیشہ کرتے تھے اس لئے حلاج کہلاتے تھے۔ پنبۂ یاراں یعنی دوستوں کے حق کو برباد کر دیتی ہے اور دیکھے تیری تصدیق کرتا ہے۔

ف۲ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم پیشہ۔ کہ مخور بکواس نہ کر۔ پرِ مجاز مصنوعی پر۔ عاشق و معشوق یعنی شیطان اور اس کے پجاری۔ گیج دیوانہ، احمق۔ خونِ رز انگور کا خون یعنی شراب۔

ف۳ رو کہ نشناسم یہ بھی اسی دیہاتی کا قول ہے۔ بہلول مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ کہ طبق یعنی اللہ خالق ہے تو مخلوق کو لامحالہ اس سے قرب حاصل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

این نمی بینی کہ قربِ اولیا
تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیاء کا قرب
صد کرامت دارد و کار[1] و کیا
سینکڑوں کرامتیں اور شان و شوکت رکھتا ہے

آہن از داؤدؑ مومے می شود
حضرت داؤدؑ کے ہاتھ سے لوہا موم ہو جاتا ہے
موم در دستت چو آہن می بود
تیرے ہاتھوں میں موم لوہا ہوتا ہے

قربِ حق و رزق بر جملہ ست عام
اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے
قربِ وحیِ عشق دارند این کرام
یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں

قرب بر انواع باشد اے پدر
بابا! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں
می زند خورشید بر کہسار و زر
سورج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی

لیک قربے ہست با زر شید[2] را
لیکن سونے کے ساتھ سورج کا قرب ہے
کہ ازاں نبود خبر مر بید را
کہ بید کے درخت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے

شاخِ خشک و تر قریبِ آفتاب
تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے
آفتاب از ہر دو کے دارد حجاب
سورج دونوں سے کب پردہ رکھتا ہے!

لیک کو آں قربتِ شاخِ طری
لیکن کہاں وہ تر شاخ کی قربت
کہ ثمارِ پختہ از وے می خوری
کہ تو اس کے پکے پھل کھاتا ہے

شاخِ خشک از قربتِ آں آفتاب
اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو
غیر زوتر خشک گشتن گو بیاب
اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو اور کیا ملنے

بنگر اں کاں شاخِ خشک از قربِ خور
یہ دیکھ کر سورج کے قرب سے اس خشک شاخ نے
غیر خشکی می برد چیزے دگر
سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟

آنچناں[3] مستے مباش اے بے خرد
اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن
کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
کہ ہوش میں آئے تو شرمندگی اٹھائے

بلکہ زاں مستاں کہ چوں مے میخورند
بلکہ ان مستوں میں سے (بن) کہ جب وہ شراب پیتے ہیں
عقلہائے پختہ حسرت می برند
پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں

اے گرفتہ ہمچو گربہ موشِ پیر
اے وہ کہ جس نے بلی کی طرح بوڑھا چوہا پکڑا ہے
گر تو زاں مے شیر گیری شیر گیر
اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ

اے نخوردہ از خیالِ جام ہیچ
اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ نہیں پیا
ہمچو مستانِ حقائق بر مپیچ
حقائق کے مستوں کی طرح نہ اینٹھ

---

[1] کار و کیا شان و شوکت۔ یعنی اولیاء کا قرب محض خالق و مخلوق والا قرب نہیں ہے وہ خاص قرب ہے جو حضرت داؤدؑ کو جو قرب الٰہی حاصل تھا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ انکے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا تھا، محض خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ قربِ حق۔ اللہ ہر انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے اعتبار سے بھی سب سے قریب ہے یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے کرام۔ جو اللہ کے دربار کے مقرب ہیں ان کو عشق کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

[2] شید خورشید کا مخفف ہے۔ بید۔ بے پھل درخت ہے دوسرے درختوں کے پھل سورج کے قرب سے پکتے ہیں بید کو اس قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کر ثمار۔ تر شاخ پر سورج کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ کو سورج کا قرب اور خشک کر دیگا۔

[3] آنچناں مستے۔ یہ غیر واقعی مستی کا اظہار شرمندگی کا موجب ہوگا بلکہ کاملین کی دیوانگی عقلمندوں کے لیے باعث رشک ہے موش پیر یعنی دنیا کی ناقص دولت۔

[4] یعنی عشق شیر گیر یعنی معارف الٰہیہ۔ اے نخوردہ۔ جام حقیقت چشیدن تو در کنار اس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

می فتی آں سو و ایں سو مست وار — اے تو ایں سو نیستت آں سو گزار
تو مستوں کی طرح اِدھر اُدھر کو گرتا ہے — (و تو اِدھر کا ہے، تیرا اُدھر گذر بھی نہیں ہے

گر بداں سو راہ یابی بعد ازاں — گہ بدیں سو گہ بداں سو سر فشاں
اگر اِس کے بعد تو اُس طرف راہ یاب ہو جائے — کبھی اِدھر کر کبھی اُدھر کو سر جھٹک

جملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزن — چوں نداری موت ہرزہ جاں مکن
تو بالکلیہ اِس جانب کا ہے اُس جانب کی گپ نہ مار — جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خواہ مخواہ نزع طاری کر

آں خضر جاں کز اجل نہراسد او — شاید ار مخلوق را نشناسد او
وہ خضر کی جان والا جو موت سے نہ گھبرائے — اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے

کام از ذوقِ توہم خوش کنی — در دمی در خیکِ خود پُرش کنی
وہی ذوق سے تو حلق کو خوش کر رہا ہے — تو اپنی مشک میں پھونک بھر رہا ہے اور اسکو پُر کر رہا

پس بیک سوزن تہی گردی ز باد — اینچنیں فربہ تنِ لاغر مباد
تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا — کمزور بدن والا اِس طرح کا فربہ نہ بنے

کوزہا سازی ز برف اندر شتا — کے کند چوں تاب بیند آں وفا
تو جاڑوں میں برف سے پیالے بناتا ہے — وہ جب گرمی دیکھے گا وفاداری کب کرے گا!

افتادنِ شغال در خُمِ رنگ و رنگیں شدنِ وے و دعوائے
گیدڑ کا رنگ کے مٹکے میں گر جانا اور اُس کا رنگین ہو جانا اور

طاؤسی نمودن درمیانِ شغالانِ دیگر
گیدڑوں میں مور ہونے کا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خُمِ رنگ — اندراں خُم کرد یک ساعت درنگ
وہ ذلیل گیدڑ رنگ کے مٹکے میں (گر) گیا — وہ اُس مٹکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا

پس برآمد پوستش رنگیں شدہ — کہ منم طاؤسِ علییں شدہ
پھر نکلا تو اُس کی کھال رنگین ہو گئی تھی — (اُس نے کہا) کہ میں تو جنت کا مور ہو گیا ہوں

پشمِ رنگیں رونقِ خوش یافتہ — آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
رنگین بالوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی — سورج نے اُن رنگوں کو چمکا دیا تھا

دید خود را سرخ و سبز و فور و زرد — خویشتن را بر شغالاں عرضہ کرد
اُس نے اپنے آپ کو سُرخ اور سبز اور لال اور پیلا دیکھا — اپنے آپ کو گیدڑوں پر پیش کیا

ا؎ ایں سو، عالم ناسوت۔ آں سو، عالم ملکوت۔ گر بداں سو، اگر انسان حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر شوق سے وجد کرے۔ چوں نداری جب موت کا وقت نہیں ہے تو خواہ مخواہ اپنے اوپر نزع طاری کرنا حماقت ہے۔ آں خضر جاں یعنی فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ پہچانے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲؎ خیک، مشک۔ پس بیک، حق کی تکلیف سے ہیں کبھر تا فرضی شیخ کی حقیقت کو ایک ذائع کر دیتی ہے کوزہا، برفانی ملکوں میں موسم سرما میں بچے برف کے کھلونے بنا لیتے ہیں۔

۳؎ شغال، گیدڑ۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ فرضی شیخ کی مثال اس گیدڑ کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر مور ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ درنگ، تاخیر۔ طاؤس، مور۔ علییں، جنت۔ ترجمہ اول

جمله گفتند ای شغالک حال چیست — کہ ترا در سر نشاطی ملتویست
سب نے کہا اے حقیر گیدڑ! تیرا کیا حال ہے؟ — کہ تیرے سر میں ایک پیچیدہ مستی ہے

از نشاط از ما کرانہ کردہ — این تکبر از کجا آوردہ
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے — تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے؟

یک شغالی پیش او شد کای فلان — شید کردی یا شدی از خوشدلان
ایک گیدڑ اس کے سامنے گیا کہ او فلانے — تو نے مکر کیا ہے یا بہک کر تو خوشدل بن گیا

شید کردی تا بہ منبر بر جہی — تا ز لاف این خلق را حسرت دہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے — تاکہ ڈینگوں سے ان لوگوں کو حسرت دلائے

بس بکوشیدی ندیدی گرمیی — پس ز شید آوردہ بی شرمیی
تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی — تو نے مکاری سے بہت بے شرمی حاصل کی

صدق و گرمی خود شعار اولیاست — باز بی شرمی پناہ ہر دغاست
سچائی اور گرمی اولیا کا شعار ہے — پھر بے شرمی ہر دھوکے کی پناہ ہے

کالتفات خلق سوی خود کشند — کہ خوشیم و از درون بس ناخوشند
کہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کرتے ہیں — کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت کبیدہ ہیں

چرب کردن مرد لافی لب و سبلت خود را ہر بامداد
شیخی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دنبہ کے چمڑے سے چکنا

بپوست دنبہ و بیرون آمدن میان ظریفان کہ من چنین خوردہ ام
کرنا اور دوستوں میں نکلنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھایا ہے

پوست دنبہ یافت شخصی مستہان — ہر صباحی چرب کردی سبلتان
ایک ذلیل شخص نے دنبہ کی کھال کا ٹکڑا پا لیا — ہر صبح کو وہ مونچھوں کو چکنا کرتا

در میان منعمان رفتی کہ من — لوت چربی خوردہ ام در انجمن
مالداروں میں جب جاتا کہ میں نے — ایک مجلس میں مرغن غذا کھائی ہے

دست بر سبلت نہادی در نوید — رمز یعنی سوی سبلت بنگرید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا — اشارہ کرتا، یعنی مونچھیں دیکھو

کاین گواہ صدق گفتار منست — وین نشان چرب و شیرین خوردنست
کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں — اور یہ چکنی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

[illegible]

اِشکمش گفتے جوابِ بے طنین　　کہ اَبَادَ اللہُ کَیْدَ الْکَافِرِیْن

اُس کا پیٹ بلا آواز جواب دیتا　　کہ اللہ کافروں کے مکر کو برباد کرے

لافِ تو مارا برآتش برنہاد　　کاں سبالِ چربِ تو برکندہ باد

تیری شیخی نے ہمیں انگاروں پر رکھ دیا ہے　　خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اُکھڑیں

گر نبودے لافِ زشتت اے گدا　　یک کریمے رحم آوردے بما

اے بھکاری! اگر تیری بُری شیخی نہ ہوتی　　(تو) کوئی سخی ہم پر رحم کرتا

راست گر گفتی و کج کم باختی　　یک طبیبے داروئے ما ساختی

اگر تو سچ بولتا اور کج روی کا کھیل نہ کھیلتا　　تو ہمارے علاج کے لیے ایک طبیب پیدا کر دیتا

ور نمودی عیب و کم کردی جفا　　ہم بُدے مہمانیِ یک آشنا

اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا　　کسی آشنا کی جانب سے مہمانی ہو جاتی

گفت حق کہ کج مجنباں گوش و دم　　یَنْفَعَنَّ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُہُمْ

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے کہ کان اور دُم کو ٹیڑھا ہلا　　سچوں کو اُن کا سچ ضرور فائدہ دے گا

کہف اندر کژ مخسپ اے محتلم　　انچہ داری وانما و فَاسْتَقِم

اے بے عقلے! غار کے اندر ٹیڑھا نہ سو　　جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دے پھر سیدھا چل

ور نگوئی عیبِ خود بارے خمش　　از نمایش وز دغل خود را مکش

اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ　　دکھاوا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

بر سبالِ چربِ خود تکیہ مکن　　زانکہ گربہ بُرد دُنبہ بے سخن

اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر　　اس لیے کہ بلی بلاشبہ چکتی لے گئی ہے

گر تو نقدے یافتی مکشا دہاں　　ہست در رہ سنگہائے امتحاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کُشائی نہ کر　　راستہ میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں

سنگہائے امتحاں را نیز پیش　　امتحانہاہست در احوالِ خویش

آزمائش کے پتھروں کے لیے بھی درپیش ہیں　　اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

گفت یزداں از ولادت تا بحین　　یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّتَیْن

خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک　　وہ ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

امتحاں بر امتحانست اے پدر　　ہیں بکمتر امتحاں خود را مخر

باوا! آزمائش پر آزمائش ہے　　خبردار کمتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

ل اشکمش۔ اس کا پیٹ۔ لاف تو۔ مونچھوں کی چکنائی اور تخمین کی وجہ سب افراد بھوکے رہے تو انھوں نے مونچھوں کو بددعا دی۔ سبال سبلت کی جمع، مونچھیں۔ راست۔ اگر بھوک کا اظہار کرتا تو کوئی سخی کھانا کھلا دیتا۔

ل گفت حق بہت سی آیتوں کا مفہوم ہے کہ انسان کو غلط بیانی نہ کرنی چاہیے سچوں کو ان کی سچائی لامحالہ مفید ہوتی ہے کہف۔ بُرائی کو چھپانا نہ چاہیے اس کا اظہار کر کے علاج کرانا چاہیے ورنگوئی۔ اگر انسان کا باطن بُرا ہے تو کم از کم بھلائی کی شیخی نہ مارے۔

ل بر سبال۔ معنوی نیکی پر شیخی نہ مارنی چاہیے وہ زائل ہوگی تو رسوائی ہوگی جیسا کہ شیخی خورے کے واقعہ میں بیان ہوا کہ چکتی کو بلی لے گئی تو وہ رسوا ہوا۔ گر تو۔ اگر انسان کو کمال کا کوئی مقام حاصل ہو تو اس کا فخریہ اظہار نہ کرتا پھرے۔ سنگہائے امتحاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتے ہیں پھر یہ اولیاء جو امتحان کی کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ حین۔ موت۔ یُفْتَنُوْن۔ یہ آیت گو منافقین کے بارے میں ہے لیکن اسطرح کی آزمائشیں مومنین کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحاں۔ ایک آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی ہے کسی ادنیٰ آزمائش میں پورا اترنے کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ آنی چاہیے۔

زامتحاناتِ قضا ایمن مباش — ہین زرسوائی بترس اے خواجہ تاش[1]

تقدیرِ خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو — اے پیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودنِ بلعمِ باعور کہ امتحان کرد حضرتِ عزت

بلعم باعور کا مطمئن ہو جانا، کہ خدا نے اُس کا امتحان کر لیا ہے

اُورا وازا نہا روآمدہ بود

اور اُس سے وہ ثابت ہوا تھا!

بلعمِ باعور و ابلیسِ لعیں — زامتحانِ آخریں گشتہ مہیں

بلعم باعور اور ملعون شیطان — آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے

زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا — کامتحانہا رفت اندر ماضی

کیونکہ وہ اللہ کے داؤ سے بے خوف تھے — کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں

عاقبت رسوائی آمد بارِ شاں — ایں شنیدہ باشی از اخبارِ شاں

انجام کار وہ رسوا ہو گئے — تو نے اُن کی خبروں میں یہ بات سُنی ہو گی

اُو بدعوئی میلِ دولت می کند — معدہ اش[2] نفریں سبلت میکند

وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جھک رہا ہے — اُس کا معدہ مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے

کانچہ پنہاں می کند پیدا اش کن — سوخت ما را اے خدا رسوا اش کن

(اے خدا) جو وہ چھپا رہا ہے اُس کو ظاہر کر دے — اے خدا اُس نے ہمیں جلا ڈالا اُسکو رسوا کر دے

جملہ اجزائے تنش خصمِ وے اند — کز بہارِ لافِ ایشاں در دے اند

اُس کے جسم کے سب اعضا اُسکے دشمن ہیں — (موسم) بہار کی شیخی مارتا ہے وہ (موسم) خزاں میں ہیں

لافِ[3] وا دادِ کرمہا می کند — شاخِ رحمت را زبُن بر می کند

شیخی کرموں کو ترک کرا دیتی ہے — رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے

راستی پیش آر یا خاموش کُن — وانگہاں رحمت ببیں و نوش کن

سچ بول یا چپ رہ — تب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر

آں شکم خصمِ سبالِ اُو شدہ — دستِ پنہاں در دعا اندر شدہ

وہ پیٹ، اس کی مونچھوں کا دشمن بنا — چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا

کاے خدا رسوا کُن ایں لافِ لئام — تا بجنبد سُوئے ما رحمِ کرام

کہ اے اللہ کمینوں کی اس شیخی کو رسوا کر دے — تا کہ بھلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے

---

[1] خواجہ تاش۔ یعنی پیر بھائی۔ ایمن بودن۔ بلعم اور شیطان دونوں ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور تباہ ہوئے۔ مہین ذلیل۔ حقیر۔ ماضی گذشتہ زمانہ اور بعد مولانا نصیحتیں کر کے بعد پھر شیخی خورے کا قصہ شروع کیا ہے۔

[2] معدہ اش۔ چونکہ مونچھوں کی وجہ سے معدہ بھوکا رہا اسلئے مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ۔ معدے کی یہ دعا ہے۔ در دے اند یعنی در زمانہ دے اندر دے خزاں کا مہینہ ہے۔

[3] لاف۔ انسان کی شیخی انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے منافی ہوتی ہے۔ سبال مونچھیں۔ لئام۔ لئیم کی جمع کمینہ۔

مُستجابؔ[1] آمد دعائے آں شکم — سوزشِ حاجت بزد بیروں عَلَم
اُس پیٹ کی دُعا مقبول ہوئی — محتاجی کی جلن نے جھنڈا اُبھارا

گفت حق گر فاسقی و اہلِ صَنَم — چوں مرا خوانی اجابتہا کنم
خدا نے فرمایا خواہ تو فاسق ہے اور بُت پرست — جب تو مجھے پُکارے گا میں قبول کروں گا

تو دعا را سخت گیر و می شخول — تو مشو ہیچ از دُعا کردن ملول
تو خوب دعا کر اور رو — تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردنِ گربہ دُنبہ را و رُسوا شدنِ پہلوان

بلّی کا دُنبہ (کی کھال) کو لے بھاگنا اور پہلوان کا رُسوا ہونا

چوں شکم خود را بحضرتؔ[2] در سُپرد — گربہ آمد پوستِ آں دُنبہ بُبرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا — بلّی آئی، دُنبہ کی کھال لے بھاگی

از پسِ گربہ دویدا و می گریخت — کودک از ترسِ عتابش رنگ ریخت
بلّی کے پیچھے دوڑا، وہ بھاگ گئی — اُس کے غصّہ کے ڈر سے، بچّہ کا رنگ اُڑ گیا

آمد اندر انجمن آں طفلِ خورد — آبروئے مردِ لافی را ببُرد
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا — اُس نے شیخی خورے کی آبرو کھو دی

گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحے بدآں — چرب میکردے لباں و سُبلتاں
کہنے لگا کہ وہ دنبہ (کی کھال) جس سے ہر صبح کو — وہ ہونٹ اور مونچھیں چکنی کرتا تھا

گربہ آمد ناگہانش در ربود — بس دویدیم و نکرد آں ہیچ سود
بلّی آئی اور اچانک اُس کو لے بھاگی — میں بہت دوڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

پہلواںؔ[3] دُرلاف گرم و ذوقناک — چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک
پہلوان نے شیخی کی گرمی اور ذوق میں — جب یہ قصّہ سُنا، رنج سے ہلاک ہو گیا

منفعل شُد در میانِ انجمن — سر فرو بُرد و خمش گشت از سخن
مجمع میں شرمندہ ہو گیا — سر جھکا لیا اور بات سے خاموش ہو گیا

خندہ آمد حاضراں را از شگفت — رحمہا شاں باز جنبیدن گرفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی — اُن کا رحم پھر حرکت کرنے لگا

دعوتش کردند و سیرش داشتند — تخمِ رحمت در زمینش کاشتند
انھوں نے اس کی دعوت کی اور اُسکا پیٹ بھر دیا — مہربانی کا بیج اُس کی زمین میں بو دیا

---

[1] مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شخول۔ امر کا صیغہ ہے، شخولیدن رونا چلّانا۔

[2] حضرت۔ دربارِ خداوندی۔ رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلّی کے پیچھے بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے ڈر سے اُس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔ یعنی وہی مجمع جہاں وہ شیخی بگھارتا تھا۔ لافی۔ شیخی بگھارنے والا شخص۔ گفت۔ یعنی بچّے نے اپنی سادگی سے سارا قصہ بیان کر دیا جس سے شیخی خورے کا جھوٹ کھل گیا۔

[3] پہلوان۔ یعنی وہی شیخی خورا۔ ایں قصہ۔ یعنی یہ بات کہ بچّے نے مجلس میں جا کر کہہ دیا ہے۔ رحمہا۔ یعنی اُن کو اُس کے افلاس پر رحم آ گیا۔

اُو چو ذوقِ[1] راستی دید از کرام — بے تکبر راستی را شد غلام

جب اُس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا — بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا

راستی را پیشۂ خود کُن مُدام — تا شوی در ہر دو عالم نیکنام

سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے — تاکہ تو دونوں جہان میں نیک نام بنے

دعویٰ طاؤسی کردن آں شغال کہ در خُمِ صبّاغ[2] افتادہ بُود

اُس گیدڑ کا مور ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے مٹکے میں گر گیا تھا

آں شغالِ رنگ رنگ اندر نہفت — بر بناگوشِ ملامت گر بگفت

اُس رنگ برنگ کے گیدڑ نے آہستہ سے — ملامت گر کے کان کی لو کے پاس جا کر کہا

بنگر آخر در من و در رنگِ من — یک صنم چوں من ندارد خود شمن

آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ — پجاری (بھی) ایسا ایک بت نہیں رکھتا ہے

چوں گُلستاں گشتہ ام صد رنگ و خوش — مر مرا سجدہ کُن از من سر مکش

میں باغ کی طرح سو رنگوں والا اور حسین ہو گیا ہوں — مجھے سجدہ کر، مجھ سے سرکشی نہ کر

کرّ و فرّ و آب و تاب و رنگ بیں — فخرِ دنیا خواں مرا و رُکنِ دیں

شان و شوکت، رونق اور چمک اور رنگ دیکھ — مجھے دنیا کا فخر اور دین کا ستون کہہ

مَظہرِ لُطفِ خدائی گشتہ ام — لوحِ[3] شرحِ کبریائی گشتہ ام

میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں — (اللہ کی) بڑائی کی شرح کی تختی بن گیا ہوں

اے شغالاں ہیں مخوانیدم شغال — کے شغالے را بُود چندیں جمال

اے گیدڑو! خبردار مجھے گیدڑ نہ کہو — کسی گیدڑ میں اس قدر حسن کب ہوتا ہے؟

آں شغالاں آمدند آنجا بجمع — ہمچو پروانہ بگرد اگردِ شمع

وہاں سب گیدڑ جمع ہو گئے — جیسے شمع کے چاروں طرف پروانے

پس چہ خوانیمت بگو اے جوہری — گفت طاؤسِ نرے چوں مشتری

تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں؟ — اُس نے کہا، نر طاؤس جو مشتری (ستارہ) کی طرح ہو

پس بگفتندش کہ طاؤسانِ جاں — جلوہا دارند اندر گلستاں

تو اُنھوں نے اُس سے کہا کہ روحوں کے مور — باغ (عالمِ ملکوت) میں جلوے دکھاتے ہیں

تو چناں جلوہ کُنی گفتا کہ نے — بادیہ نارفتہ چوں گوید منے

تو ایسا جلوہ دکھائیگا اس نے کہا نہیں — جو (کسی) جنگل میں نہ گیا ہو وہ منی کی کیا بات کرے

[1] ذوق راستی۔ یعنی سچی بات کو شرفا پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا
[2] صبّاغ۔ رنگریز۔ بناگوش کان کی لو۔ شمن بتوں کا پجاری۔ مظہر چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اُس کی کبریائی کی شرح کی تختی ہوں۔
[3] لوح۔ یعنی میرے وجود سے اُس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیدڑ جو رنگین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہا۔ طاؤس کا رقص مشہور ہے۔

بانگ[1] طاؤساں کُنی گفتا کہ لا … پس نہ طاؤس خواجہ بوالعلا
تو موروں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں … تو اے بڑائیوں والے خواجہ تو مور نہیں ہے

خلعتِ طاؤس آید ز آسماں … کے رسی از رنگ دعویہا بداں
طاؤس کا لباس آسمان سے اترتا ہے … دعووں کی رنگینی سے تو اس تک کب پہنچ سکتا ہے

ور تو دعویٰ می کُنی معنیٰ بیار … گر مخور ورنہ پس گردن مخار
اگر تو دعویٰ کرتا ہے، حقیقت پیش کر … بکواس نہ کر ورنہ پھر گردن نہ کھجانا

دعویٰ کردنِ فرعون الوہیت را و تشبیہ کردن او را
فرعون کا خدائی کا دعویٰ کرنا اور اس کو اس گیدڑ کے مشابہ

بداں شغال کہ دعویٰ طاؤسی می نمود
بتانا جس نے مور ہونے کا دعویٰ کیا

ہمچو فرعونِ مرصّع کردہ ریش … برتر از موسیٰ پریدہ از غریش[2]
فرعون کی طرح جس نے داڑھی کو جڑاؤ کرا کر … اپنے گھمنڈ سے حضرت موسیٰؑ سے بلند پرواز کی

او ہم از نسلِ شغالِ مادہ زاد … در خُمِ مالے و جاہے اوفتاد
وہ بھی گیدڑنی کی نسل سے پیدا ہوا تھا … مال اور مرتبہ کے خُم میں گر گیا تھا

ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد … سجدۂ افسوسیاں را او بخورد
جس نے اس کا مال اور مرتبہ دیکھا اسے اس کو سجدہ کیا … مذاق کرنے والوں کے سجدے وہ نگل گیا

گشت مستک آں گدائے ژندہ دلق … از سجود و از تحیّر ہائے خلق
وہ پھٹی گدڑی والا فقیر مست ہو گیا … لوگوں کے سجدوں اور حیرانیوں سے

مال[3] مار آمد کہ در وے زہرہاست … واں قبول و سجدۂ خلق اژدہاست
مال، سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں … لوگوں میں مقبولیت اور ان کا سجدہ کرنا اژدہا ہے

ہائے اے فرعون ناموسی مکن … تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن
افسوس اے فرعون! مستعزز نہ بن … تو گیدڑ ہے مور بن نہ جتا

سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی … عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
اگر تو موروں کے سامنے آئے گا … جلوہ دکھانے سے عاجز اور رسوا ہو جائیگا

موسیٰ و ہاروں چو طاؤساں بُدند … پرِ جلوہ بر سر و رویت زدند
حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ چونکہ مور تھے … انھوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

[1] بانگ۔ مور کی کوک بھی بھلی ہوتی ہے۔ خلعت۔ مور کو جو حسین لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے۔ گردن مخار۔ انسان شرمندگی میں گردن کھجانے لگتا ہے۔ مرصّع۔ فرعون نے اپنی داڑھی میں قیمتی موتی پرو رکھے تھے۔ برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

[2] غریش۔ غریدن سے۔ او ہم۔ وہ فرعون اسی گیدڑنی کی نسل سے تھا جو عارضی رنگ کی وجہ سے اپنے آپکو مور کہلانا چاہتی تھی۔ مالے۔ اس فرعون پر مال و جاہ کا عارضی رنگ تھا۔ افسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے بہت سے وہ تھے جو محض مذاق اور دل لگی کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ مستک۔ میں کاف تحقیر کے لئے ہے گدا۔ فرعون کو گدا اس لئے کہا ہے کہ وہ حقیقت سے تہی دست تھا۔

[3] مال۔ دولت انسان کو اس طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی۔ معزز بن۔ طاؤساں۔ جو حقائق کے مالک ہیں۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

زشتیت پیدا شد و رسوائیت — سرنگوں افتادی از بالائیت
تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہوگئی — تو اپنی بلندی سے اوندھا گرا

چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب — نقشِ شیری رفت و پیدا گشت کلب
جب تو نے کسوٹی دیکھی کھوٹے سکے کی طرح سیاہ پڑ گیا — تیرے شیر ہونے کی صورت چلی گئی اور کتا ظاہر ہوا

اے سگِ گرگینِ زشت از حرص و جوش — پوستینِ شیر را بر خود مپوش
اے بھدّے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں — شیر کی کھال اپنے اوپر نہ پہن

غرّۂ شیرت بخواہد امتحاں — نقشِ شیر و آنگہ اخلاقِ سگاں
شیر کی گرج تیرا امتحان لے لیگی — شیر کی صورت اور پھر کتوں کے اخلاق

اے شغالِ بے جمال و بے ہنر — ہیچ بر خود ظنِ طاؤسی مبر
اے بدصورت، بے ہنر گیدڑ — اپنے اوپر مور ہونے کا گمان ہرگز نہ کر

زانکہ طاؤساں کنندت امتحاں — خوار و بے رونق بمانی درمیاں
کیونکہ مور تجھے آزمائیں گے — تو درمیان میں ذلیل اور بے آبرو رہ جائے گا

تفسیر وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ در بیانِ امتحانِ منافقاں

"اور تم اُن کو بات کے لہجے سے پہچان لوگے" کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

گفت یزداں مر نبی را در مَساق[2] — یک نشانِ سہل تر زاہلِ نفاق
نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سیاق میں بتا دی — منافقوں کی ایک آسان پہچان

گر منافق زفت باشد نغز و ہول — واشناسی مر ورا در لحن و قول
خواہ منافق موٹا، خوبصورت اور بارعب ہو — تم اُس کو بات کے لہجے سے پہچان لوگے

چوں سفالین کوزہا را میخری — امتحانے می کُنی اے مشتری
جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے — اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے

می زنی دستے براں کوزہ چرا — تا شناسی از طنینِ اشکستہ را
تو اُس کوزے پر ہاتھ کیوں مارتا ہے؟ — تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لے

بانگِ اشکستہ دگرگوں می شود — بانگ چاؤشست پیشش می رود[3]
ٹوٹے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے — آواز نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے

بانگ می آید کہ تعریفش کند — ہمچو مصدر فعل تصریفش کند
آواز آتی ہے تاکہ اُس کی پہچان کر دے — جیسا کہ مصدر ہے، فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

---

[1] نقشِ شیری جھوٹی خدائی باطل ہوگئی اور حقیقت ظاہر ہوگئی۔ اے سگ۔ فرعون کو خطاب ہے۔ غرّہ۔ شیر بننے پر امتحان ہوگا کہ شیر کی سی ڈوک بھی ہے یا نہیں۔

[2] مَساق یعنی سیاقِ کلام اللہ۔ بعض نسخوں میں مِلطاشاق ہے جس کے معنی ہیں جھڑکی جگہ اس سے بھی مراد قرآن پاک ہے کہ منافق اگرچہ منافقوں کی ظاہری صورت بھلی معلوم ہوگی لیکن اُن کی آواز سے اُن کی حقیقت کھل جائے گی جیسے سفالیں۔ یہ اس کی مثال ہے کہ آواز سے حقیقت کھل جاتی ہے۔

[3] چاؤش۔ جھنجھنا، پیشرو۔ نقیب جو بادشاہ کے آگے چلتا ہے۔ آواز بھی حقیقت کے لئے پیشرو ہے۔ ہمچو مصدر فعل پر نظر کی جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مصدر بھی معلل ہے جیسا کہ قام اور قیاماً ہے قام میں واؤ الف سے بدلا ہے تو قیاماً میں واؤ یا سے بدلا ہوا۔

چوں حدیثِ امتحاں روی نمود — یادم آمد قصۂ ہاروت زود

جب امتحان کی بات سامنے آئی — مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا

پیش ازیں زاں گفتہ بودم اندکے — خود چہ گویم از ہزارانش یکے

اس سے پہلے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا تھا — میں کیا کہوں، اُس کے ہزاروں میں سے ایک

خواستم گفتن دراں تحقیقہا — تاکنوں وا ماندم از تعویقہا

میں اُس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا — لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے اب تک رکا رہا

جملۂ دیگر ز بسیارش قلیل — گفتہ آید شرح یک عضوے ز پیل

اُس کے بہت سے میں سے کم تھوڑا سا دوسرا جملہ — کہہ دیا جائے جو ہاتھی کے ایک عضو کی شرح ہوگی

گوش کن ہاروت را ماروت را — اے غلام و چاکراں ماروت را

سُن لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں — اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور خادم ہیں

قصۂ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحانِ حق تعالیٰ

ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر اُن کی دلیری

گوشِ دل را یک نفس ایں سو بدار — تا بگویم با تو از اسرارِ یار

تھوڑی دیر کے لئے کان کو اِس طرف متوجہ کر — تاکہ میں تجھ سے دوست کے کچھ راز بیان کروں

مست بودند از تماشائے الٰہ — وز عجائبہائے استدراجِ شاہ

وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے — اور شاہ (اللہ) کے عجائب کی ڈھیل سے

اینچنیں مستی ست ز استدراجِ حق — تا چہ مستیہا دہد معراجِ حق

اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوتی ہے؟ — تو اللہ (تعالیٰ) کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا؟

دانۂ دامش چنیں مستی نمود — خوانِ انعامش چہا داند کشود

اُس کے جال کے دانہ نے ایسی مستی دکھائی — اُسکے انعام کا خوان کسقدر (مستیاں) پیدا کرنا جانتا

مست بودند و رہیدہ از کمند — ہای و ہوئے عاشقانہ می زدند

وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے — عاشقوں کی طرح ہائے و ہُو کے نعرے لگاتے تھے

یک کمین و امتحاں در راہ بُد — صرصرش چوں کاہ کہ را می ربود

ایک گھات اور امتحان راستہ میں تھا — جس کی آندھی پہاڑ کو تنکے کی طرح لے اُڑی

امتحاں میکردشاں زیر و زبر — کے بود سرمست را زینہا خبر

امتحان اُن کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا — مست کو اِس کی کب خبر ہوتی ہے؟

---

۵۱ امتحاں۔ آزمائش سے رُسوائی کی بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ یاد آگیا چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رسوا اور ذلیل ہوئے ہیں۔ از ہزاراں۔ ہاروت ماروت کے قصے کے اسرار میں نے بہت تھوڑا بیان کیا تھا خواستم۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا لیکن موانع پیش آگئے تھے۔

۵۲ شرح یک عضو صرف۔ اِس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاتھی کے کسی ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔ زرت۔ روئے تو۔ اسرار یار خدائی راز۔ استدراج۔ وہ کشف و کرامات جن میں پھنس کر اور جن سے مغرور ہو کر سالک تباہ ہو جاتا ہے۔

۵۳ معراجِ حق جبکہ استدراج کی مستیاں بھی اِس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ دانۂ دامش۔ یعنی استدراج کی مستیاں۔ مست بودند۔ ہاروت و ماروت استدراج کی مستیوں میں... مدہوش ہو گئے تھے۔ صرصرش۔ امتحان کی آندھی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خندق[1] و میداں بہ پیش او یکے ست — چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے ست

خندق اور میدان اُس کے سامنے یکساں ہیں — کنواں اور خندق اُس کے سامنے ہموار راستہ ہیں

مستی بز از دیدن بز مادہ و جستن او بکوہ مقابل

بکری کو دیکھ کر بکرے کی مستی اور اُس کا بالمقابل پہاڑ پر کودنا

آں بزے کوہی براں کوہ بلند — بر دَوَد از بہر خوردی[2] بے گزند

پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر — خوراک کے لئے بے مشقت دوڑتا ہے

تا علف چیند بہ بیند ناگہاں — بازی دیگر ز حکم آسماں

تاکہ گھاس چگے لیکن وہ اچانک دیکھتا ہے — آسمان کے حکم سے ایک دوسرا کھیل

بر کہے دیگر بر اندازد نظر — مادہ بز بیند براں کوہ دگر

دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے — اُس دوسرے پہاڑ پر وہ بکری دیکھتا ہے

چشم او تاریک گردد در زماں — بر جہد سرمست زیں کہ تا بداں

فوراً اُس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے — مست ہو کر اِس پہاڑ سے اُس پہاڑ پر کودتا ہے

آنچناں نزدیک بنماید ورا — کہ دویدن گرد بالوعہ سرا

وہ اُس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے — جیسا کہ گھر کے چبچے کے چاروں طرف دوڑنا

آں ہزاراں گز دو گز بنمایدش — تا ز مستی میل جستن آیدش

وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اُسکو دو گز نظر آتا ہے — یہاں تک کہ مستی کی وجہ سے اُسکے دل میں کودنے کی خواہش ہوتی ہے

چونکہ بجہد در فتد اندر زماں — درمیان ہر دو کوہ بے اماں

جب کودتا ہے فوراً گر جاتا ہے — دونوں بے پناہ پہاڑوں کے درمیان

او ز صیاداں بہ کہ بگریختہ — خود پناہش خون او را ریختہ

وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا — پناہ نے ہی اُس کا خون بہا دیا

شستہ صیاداں میان آں دو کوہ — انتظار ایں قضائے با شکوہ

اِن دونوں پہاڑوں کے درمیان شکاری بیٹھے تھے — اِس پُر شکوہ قضا کے انتظار میں

باشد[3] اغلب صید ایں بز ہمچنیں — ورنہ چالاک ست و چست و خصم بیں

بکرے کا شکار عموماً ایسے ہی ہو جاتا ہے — ورنہ چالاک اور چست ہے، اور دشمن کو دیکھ لینے والا ہے

رستم ار چہ با سر و سبلت بود — دام پاگیرش یقیں شہوت بود

رستم خواہ مع سر اور مونچھوں کے ہو — یقیناً شہوت اُس کے پاؤں کا جال ہوتی ہے

[1] خندق۔ بست گڑھے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے۔ مستی بز۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

[2] خوردی۔ خوراک۔ علف۔ گھاس۔ چشم او بھی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ بالوعہ۔ چبچہ۔ سرا۔ مکان۔ کوہ بے اماں۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ۔ نشستہ کا مخفف ہے۔ شکوہ۔ شان و شوکت، دبدبہ۔

[3] باشد۔ پہاڑی بکرا اسی طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے۔ خصم بیں۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ با سر و سبلت یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو من از مستیِ شہوت بُبر — مستیِ شہوت ببیں اندر شُتر [1]
میری طرح شہوت کی مستی سے جُدا ہو جا — شہوت کی مستی اونٹ میں دیکھ لے

باز ایں مستیِ شہوت در جہاں — پیشِ مستیِ مَلک داں مُستہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی — فرشتے کی مستی کے سامنے ہیچ سمجھ

مستیِ آں مستیِ ایں بشکند — اُو بشہوت التفاتے کے کُند
اُس کی مستی اِس کی مستی کو فنا کر دیتی ہے — وہ شہوت کی طرف کب توجہ کرتا ہے؟

آبِ شیریں تا نخوردی آبِ شور — خوش نماید چوں درونِ دیدہ نور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھارا پانی — (ایسا عمدہ لگتا ہے جیسا کہ آنکھوں میں روشنی

قطرۂ از بادہائے آسماں — بر کند جاں را زمے و ز ساقیاں
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ — جان کو (دنیا کی) شراب اور ساقیوں سے برگشتہ کر دیتا

تا چہ [2] مستیہا بُود املاک را — وز جلالت روحہائے پاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں — اور پاک روحوں میں بڑائی کی وجہ سے

کہ بُوئے دل دراں بجستہ اند — خُمِ بادہ ایں جہاں بشکستہ اند
کہ انہوں نے خوشبو کی وجہ سے دل اس شراب سے وابستہ کر دیئے — انہوں نے اس جہان کے خُم توڑ ڈالے ہیں

جُز مگر آنہا کہ نومیدند و دُور — ہمچو کفارے نہفتہ در قبور
سوائے اُن کے جو مایوس اور دُور ہیں — قبروں میں چھپے ہوئے کافروں کی طرح

نا اُمید از ہر دو عالم گشتہ اند — خارہائے بے نہایت کشتہ اند
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں — انہوں نے لا انتہا کانٹے بوئے ہیں

تمنا کردنِ ہاروت و ماروت مقامِ بشریت را و غیرتِ حق تعالیٰ

ہاروت و ماروت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس [3] ز مستیہا بگفتند اے دریغ — بر زمیں باراں بدادیمے چو میغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے افسوس — ہم زمین پر ابر کی طرح (انصاف کی) بارش برسا دیتے

گستریدیمے دریں بیداد جا — عدل و انصاف و عبادات و وفا
ہم اس ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے — عدل اور انصاف اور عبادات اور وفا

ایں بگفتند و قضا می گفت ایست — پیشِ پاتاں دامِ ناپیدا بسے ست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا! — تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے چھپے ہوئے جال ہیں

---

[1] اندر شتر۔ اونٹ کی مستی مشہور ہے لیکن فرشتوں کو قرب الٰہی سے جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی انکے سامنے ہیچ ہے۔ مستی آں۔ جس شخص کو قرب الٰہی کی مستی حاصل ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی طاری نہیں ہوتی۔ آب شیریں۔ خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال شیریں پانی اور کھارا پانی ہے۔

[2] تا چہ۔ فرشتوں اور روحوں کو قرب الٰہی کی ایسی مستی حاصل ہوتی ہے کہ اُن کے دل اُس سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے اسباب کو وہ ختم کر دیتے ہیں۔ جز مگر۔ کفار کی روحیں قرب الٰہی کی مستی سے محروم ہیں۔ تمنا کردن قرب الٰہی سے جو مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات استدراج ہوتا ہے اُس سے ہوشیار رہنا چاہیئے اِس مستی میں کوئی غلط قدم نہ اٹھانا چاہیئے۔

[3] پس ز مستیہا۔ ہاروت و ماروت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا جس کا بد انجام بھگتنا پڑا۔ گستریدیمے۔ انسانوں نے دنیا میں ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہیں تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر دیتے۔

Presented by www.ziaraat.com

هینؔ[1] مرو گستاخ در دشتِ بلا — هین مرو کورانہ اندر کربلا
خبردار! مصیبت کے جنگل میں لاپروائی سے نہ جا — خبردار! کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا

کز موی و استخوانِ ہالکاں — می نیابد راہ پائے سالکاں
کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہڈیوں سے — چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے

جملہ رہ استخوان و موی و پے — بسکہ تیغِ قہر لاشی کرد شَے
سارے راستہ میں ہڈیاں، بال اور پٹھے ہیں — کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

گفت حق کہ بندگانِ جُفتِ عَون — بر زمیں آہستہ می رانند ہَون
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے کہ مدد (الٰہی) کے ساتھی بندے — خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں

پا برہنہ چوں رَوَد در خار زار — بجز بمہل و فکرتے پرہیزگار[2]
کانٹوں کے جنگل میں، ننگے پاؤں کیسے چلے — پرہیزگار سوائے وقفہ اور سوچ سمجھ کے

ایں قضا می گفت لیکن گوشِ شاں — بستہ بود اندر حجابِ جوشِ شاں
قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اُن کے کان — اُن کے جوش کے پردے میں بند تھے

چشمہا و گوشہا را بستہ اند — جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند
لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں — سوائے اُن کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جُز عنایت کہ کشاید چشم را — جُز محبّت کہ نشاند خشم را
(خدا کی) مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھول سکتا ہے؟ — غصّہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

جہدِ بے توفیق جاں کندن بُوَد — زارزنے[3] کم گرچہ صد خرمن بُوَد
بے توفیقِ (خدا)، کوشش، جان کو فنا کرنا ہے — اگرچہ وہ کوشش ستو کھلیان ہو ایک چینے سے کم ہے

جہدِ بے توفیق خود کس را مباد — در جہاں وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق نہ ہو — دنیا میں، اور خدا بہتر جانتا ہے

خواب دیدنِ فرعون آمدنِ موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آں

خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اسکو روکنے کی تدبیر کرنا

جہدِ فرعونے چو بے توفیق بُود — ہر چہ او می دوخت آں تفتیق بُود
فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی — جو کچھ وہ سیتا تھا، وہ پھاڑنا تھا

بیکار ثابت ہوئیں۔ تفتیق۔ پھاڑنا، جدا کرنا۔

[1] ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہئے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ زمینی آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغِ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکساری سے چلتے ہیں۔

[2] پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی وادی میں سوچ سمجھ کر وقفہ وقفہ سے قدم اٹھاتے ہیں۔ ایں قضا۔ قضا بار بار ان کو سمجھا رہی تھی لیکن انھوں نے کان بند کر لئے تھے۔ جز مر آنہا۔ جن لوگوں نے خودی کو مٹا دیا ہے انکے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ بجز عنایت۔ عنایتِ خداوندی ہی آنکھیں کھولتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضبِ الٰہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہدِ بے توفیق۔ جب تک توفیقِ خداوندی میسر نہ ہو کوشش بیکار ہوتی ہے۔

[3] ارزن۔ ایک غلہ ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے اسکو چینا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیقِ خداوندی چونکہ فرعون کے شاملِ حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کو روکنے کی اس کی تمام کوششیں

Presented by www.ziaraat.com

از منجم[1] بود در حکمش ہزار — وز معبر نیز و ساحر بے شمار
اُس کے حکم میں ہزاروں نجومی تھے — تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے

مقدم موسیٰ نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و مُلکش را خراب
حضرت موسیٰ کی تشریف آوری انکو خواب میں دکھائی گئی — کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دینگے

با معبر گفت و با اہلِ نجوم — چوں بود دفعِ خیال و خوابِ شوم
اُس نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا — منحوس خیال اور خواب کا دفعیہ کیسے ہو؟

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہِ زادن را چو رہزن می زنیم
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے — ڈاکو کی طرح اُس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے

تا رسید آں شب کہ مولد بود آں — رایِ ایں دیدند آں فرعونیاں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو حمل ٹھہرنے کی تھی — اُن فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی

کہ بروں آرند آں روز از پگاہ — سُوئے میداں بزم و تختِ بادشاہ
کہ اُس روز صبح سے باہر لگا دیں — میدان میں تختِ شاہی اور دربار

پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادی ہا کنند از شہریار
پھر انھوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ — بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں

الصلا[2] اے جملہ اسرائیلیاں — شاہ می خواند شمارا زاں مکاں
کہ اے اسرائیلیو! تمہاری دعوت ہے — بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے

تا شمارا رُو نماید بے نقاب — بر شما احساں کند بہرِ ثواب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے — نیکی کی غرض سے تم پر احسان کرے

کاں اسیراں را بجز دوری نبود — دیدنِ فرعون دستوری نبود
کیونکہ قیدیوں (اسرائیلیوں) کیلئے دوری کے سوا کچھ — فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا

گر فتادندے برہ در پیشِ او — بہرِ آں یاسہ بخفتندے برُو
وہ اگر راستہ میں اُس کے سامنے آجاتے — اس قانون کے مطابق وہ اوندھے لیٹ جاتے

یاسۂ[3] آں بُد کہ نہ بیند ہیچ اسیر — در گہ و بے گہ لقائے آں امیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی (اسرائیلی) نہ دیکھے — وقت بے وقت اُس امیر (فرعون) کا دیدار

بانگِ چاؤشاں چو در رہ بشنوند — تا نہ بینند رُو بدیوارے کنند
جب راستہ میں نقیبوں کی آواز سنتے — منہ دیوار کی طرف کرلیں۔ تاکہ اُس کو نہ دیکھ سکیں

---

[1] منجم۔ ستاروں کی گردش سے آنے والے حالات کو بتانے والا۔ معبر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔ مقدم۔ آنا۔ جملہ۔ سب نجومی اور معبروں نے کہا ہم اس بچے یعنی موسیٰ کی پیدائش کا راستہ بند کر دینگے اور ایسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی عورت اُس رات کو حاملہ نہ بن سکے۔ مولد۔ یعنی استقرار حمل۔ فرعونیاں۔ منجم اور معبر۔ پگاہ۔ صبح سویرے۔ شہریار۔ بادشاہ۔

[2] الصلا۔ کھلانے یا آگ تاپنے کا اعلان۔ اسیراں۔ قیدی یعنی بنی اسرائیل چونکہ اُن سے قبطی اور فرعون ہر طرح کی بیگار لیتے تھے۔ یاسہ۔ قانون، رسم۔

[3] یاسہ۔ اسرائیلیوں کے لئے یہ قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر سکیں۔ اسیر یعنی اسرائیلی۔ لقا۔ دیدار۔ چاؤشاں۔ چاؤش کی جمع ہے نقیب۔ رُو بدیوارے۔ یعنی اس کا رُخ فرعون کی طرف نہ رہے۔

ور ببیند روئے او مجرم بود — انچہ بدتر[1] بر سر او آں رود

اگر اُس کا مُنہ دیکھ لے گا تو قصوروار ہوگا — جو بدتر (سزا) ہوگی اُس کو وہ دی جائیگی

بود شاں حرصِ لقائے ممتنع — چوں حریص ست آدمی فیما منع

ممنوع دیدار کی اُن کو تمنا تھی — کیونکہ جس چیز سے انسان کو روکا جائے وہ اُس کا حریص ہو

بمیدان خواندنِ فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ منعِ ولادتِ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون کا بنی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد منادی در محلتہا رواں — بانگ میزد کو بگو شادی کناں

منادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہوگیا — خوشی خوشی گلی در گلی اعلان کرتا تھا

کاے اسیراں سوئے میداں گہ روید — کز شہنشہ دیدن و جود ست امید

اے قیدیو (اسرائیلیو) میدان کی طرف چلو — کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے

چوں شنیدند مژدہ اسرائیلیاں — تشنگاں بودند و بس مشتاقِ آں

جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سُنی — پیاسے تھے اور اُس کے بہت مشتاق تھے

حیلہ را خوردند آں سو تاختند — خویشتن را بہر جلوہ[2] ساختند

چکمہ کھا گئے، اور اُس طرف دوڑ پڑے — اُنھوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کرلیا

از غرض غافل بدند و بے خبر — وز طمع رفتند بیروں سر بسر

مقصد سے غافل، اور بے خبر تھے — سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل

مثال ایک حکایت

ہمچناں کاینجا مغول[3] حیلہ داں — گفت می جویم کسے از مصریاں

ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر مُغل نے — کہا میں مصر والوں میں سے ایک کی تلاش میں

مصریاں را جمع آرید ایں طرف — تا در آید آنکہ می جویم بکف

اِس طرف مصریوں کو جمع کرلو — تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آجائے

ہر کجا بد مصریئے جمع آمدند — در برِ آں میر یک یک می شدند

جہاں بھی کوئی مصری تھا سب جمع ہوگئے — ایک ایک کرکے بادشاہ کے پاس آگئے

[1] بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دیکھ لیتا تھا اُس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ کیونکہ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئیگا اور فرعون بخشش بھی کریگا۔

[2] جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔ حکایت۔ اس حکایت میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کیلئے اُن کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تاتاری مُغل نے مصریوں کو قتل کرنے کے لئے ایک حیلہ سے میدان میں جمع کیا تھا۔

[3] مغول۔ واؤ کے اخفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ بوزن عنق اسی لئے اُس کو مُغل بھی لکھتے ہیں، ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ جمع مغول، آغوش۔

هر که می آمد بگفتا نیست این | هین درآ خواجه دراں گوشہ نشیں

جو بھی آتا (اُس کے بارے میں) کہتا یہ نہیں ہے | خواجہ آ، اُس گوشے میں بیٹھ جا

تا بدیں شیوه همه جمع آمدند | گردنِ ایشاں بدیں حیلہ زدند

یہاں تک کہ اِس طریقہ پر سب جمع ہو گئے | اُنھوں نے اِس تدبیر سے اُن سب کی گردن اُڑا دی

شومیِ[1] آنکہ سوئے بانگِ نماز | داعی اللہ را نبردندے نیاز

ایک بدبختی یہ تھی کہ اذان کی جانب | اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے

دعوتِ مکار شاں اندر کشید | الحذر از مکرِ شیطاں اے رشید

مکار کی دعوت نے اُن کو اندر کھینچ لیا | اے ہدایت پر چلنے والے! شیطان کے کر سے بچ

بانگ درویشان و محتاجاں نیوش | تا نگیرد بانگ محتالیت گوش

فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے | تاکہ کسی حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے

گر گدایاں[2] طامع اند و زشت خو | در شکم خواراں تو صاحبدل بجو

فقیر خواہ لالچی اور بد عادت ہوں | خواہ پیٹو، تو صاحبدل کی جستجو کر

در تگِ دریا گہر با سنگہاست | فخرہا اندر میانِ ننگہاست

دریا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں | فخر کی باتیں عار کی باتوں کے درمیان ہیں

پس بجوشیدند اسرائیلیاں | از پگہ تا جانبِ میداں دواں

اسرائیلی ٹوٹ پڑے | صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے

چون[3] بحیلت شاں بمیداں برد او | روی خود بنمودہ شاں بس تازہ رو

جب وہ اُنھیں تدبیر سے میدان میں لے گیا | تو اُنھیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا

کرد دلداری و بخششہا بداد | ہم عطا ہم وعدہا کرد آں قباد

اُن کی دلداری کی اور بخششیں دیں | اُس بادشاہ نے عطا بھی کی اور وعدے بھی کئے

بعد ازاں گفت از برائے جانِ تاں[4] | جملہ در میداں بخسپید امشباں

اُس کے بعد اُن سے کہا اپنی روح کی تفریح کیلئے | آج کی رات سب میدان میں سو جاؤ

پاسخش دادند کہ خدمت کنیم | گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے | اگر آپ چاہیں گے ہم ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

[1] شومی۔ مصریوں کا قتلِ عام اِس لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ داعی اللہ مؤذن۔ مکار یعنی دہی مُنتل۔ بانگِ درویشاں۔ عذابِ الٰہی سے نجات کا باعث جس طرح مؤذن کی پکار کو قبول کرنا ہے اِسی طرح فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا بھی ہے۔ محتال۔ فریبی، حیلہ گر۔

[2] گر گدایاں یا بھی دنیادار فقیروں میں کوئی صاحبدل بھی ہوگا لہٰذا سب کی خدمت کرو۔ گہر با سنگہا۔ دریا کی تہ میں سنگریزے بھی ہوتے ہیں اور موتی بھی۔ پگہ۔ پگاہ، صبح۔

[3] چون۔ اسرائیلیوں کے جمع ہونے کے بعد فرعون نے اُن کو اپنا دیدار کرایا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہنے لگے۔

[4] جانِ تاں یعنی تفریحِ طبع۔ تاں۔ تاہ کا مخفف۔

بازگشتن فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق بنی اسرائیل از زنان شان در شب حمل

فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا حمل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو اُن کی عورتوں سے جدا کر دینے پر

شہ شبانگہ باز آمد شادماں | کامشباں حمل ست دور ند از زناں
بادشاہ خوشی خوشی رات کو واپس لوٹا | کہ آج کی رات حمل قرار پانا ہے (اور) عورتوں سے دور ہیں

خازنش عمراں بُد اندر خدمتش | ہم بشہر آمد قرینِ صحبتش
اُس کا خزانچی عمران اُس کی خدمت میں تھا | وہ بھی اُس کے ساتھ شہر میں واپس لوٹا

گفت اے عمراں بریں در خسپ تو | ہیں مرو سوئے زن اے مردِ نکو
اُس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا | اے بھلے انسان! بیوی کی جانب نہ جانا

گفت خسپم ہم بریں درگاہِ تو | ہیچ نندیشم بجز دلخواہِ تو
اُس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا | میں تو تیری مرضی کے سوا کچھ سوچتا ہی نہیں ہوں

بود عمراں ہم ز اسرائیلیاں | لیک مر فرعون را دل بود و جاں
عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا | لیکن فرعون کا دل و جان تھا

کے گماں بُردے کہ اُو عصیاں کند | آنچہ خوفِ جانِ فرعون آں کند
وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) نافرمانی کرے گا | جس میں فرعون کی جان کا ڈر ہو وہ کام کرے گا

ایمن از عمراں بُد و افعالِ اُو | لیک خود آں بُد خرابی حالِ اُو
وہ (فرعون) عمران اور اُس کے کاموں سے مطمئن تھا | لیکن اُس (فرعون) کے حال کی تباہی وہی تھی

خود کجا در خاطرِ فرعون بُود | اینچنیں تقدیر چوں عاد و ثمود
خود فرعون کے خیال میں بھی کہاں تھی | ایسی تقدیر جیسی کہ عاد اور ثمود کی

جمع آمدن عمران بمادرِ موسیٰ و حاملہ شدن مادرِ موسیٰ علیہ السلام

عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ مجامعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہ برفت و اُو بر آں درگاہ خفت | نیم شب آمد بہ پیشش جفت جفت
بادشاہ چلا گیا اور وہ (عمران) اُس درگاہ پر سو گیا | آدھی رات کو اُس سونے کے پاس بیوی آ گئی

زن برو افتاد و بوسید آں لبش | بر جہانید ش ز خواب اندر شبش
بیوی اُس پر لیٹ گئی اور اُس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا | اُس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

---

۱ ؎ شہ شبانگہ۔ بادشاہ تمام اسرائیلیوں کو میدان میں ٹھہرا کر بہت مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ملک کو زیر و زبر کرنے والے بچہ کا آج رات حمل قرار پانا تھا تو اب جبکہ یہ لوگ مرد عورتوں سے جدا ہیں حمل نہ قرار پا سکے گا۔ خازن۔ خزانچی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے والد جو اسرائیلی تھے قرین۔ ساتھی۔ بریں در یعنی فرعون کا دروازہ۔ زن۔ بیوی۔

۲ ؎ دل بود و جاں۔ یعنی عمران سے فرعون کو بہت زیادہ تعلق تھا۔ عصیان۔ نافرمانی۔ آنچہ۔ یعنی اپنی بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

۳ ؎ اینچنیں۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور بربادی ہے جو قوم عاد و ثمود کے لئے مقدر تھی۔ جفت۔ یعنی عمران کی بیوی۔

Presented by www.ziaraat.com

گشت بیدار اُو وزن را دید خوش[1] — بوسہ باراں کرد از لب بر لبش
وہ بیدار ہوگیا اور حسین بیوی کو دیکھا — اُس کے لبوں پر بوسہ کی بارش برسادی

گفت عمراں ایں زماں چوں آمدی — گفت از شوق و قضائے ایزدی
عمران نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟ — اُس نے کہا محبت اور اللہ کے حکم سے

در کشیدش در کنار از مہر مرد — بر نیامد با خود آں دم در نبرد
مرد نے محبت سے اُس کو پہلو میں دبالیا — اُس وقت مقابلہ میں اپنے آپ سے نہ جیت سکا

جفت شد با اُو امانت را سپرد — پس بگفت اے زن ایں کارے نیست خُرد
اُس کے ساتھ صحبت کی اور امانت سپرد کردی — پھر کہا، اے بیوی یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے — آتشے از شاہ و مُلکش کیں[2] کشے
لوہا پتھر سے ٹکرایا۔ آگ پیدا ہوگئی — ایسی آگ جو بادشاہ اور اُس کی سلطنت سے بدلہ لینے والی ہے

من چو ابرم تو زمیں موسیٰؑ نبات — حق شہِ شطرنج و ما در بُرد و مات
میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰؑ پودا ہے — اللہ تعالیٰ شاہِ شطرنج ہے اور ہم ہار جیت میں ہیں

مات و بُرد از شاہ می داں اے عروس — آں مداں از ما مکن بر ما فسوس
اے بیوی! ہار اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ — ہماری جانب سے نہ سمجھ ہم پر افسوس نہ کر

آنچہ ایں فرعون می ترسید ازو — ہست شد ایں دم کہ گشتم جفت تو
وہ چیز جس سے فرعون ڈرتا تھا — اس وقت موجود ہوگئی جبکہ میں نے تمہارے صحبت کی

وصیت کردن عمراں جفت را بعد از مجامعت[3] کہ مرا ندیدہ باشی

صحبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

وا مگرداں ہیچ زینہا دم مزن — تا نیاید بر من و تو صد حزن
کچھ نہ کھولنا، اِس بارے میں دم نہ مارنا — تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں

عاقبت پیدا شود آثارِ ایں — چوں علامتہا رسد اے نازنیں
انجام کار اُس کے آثار ظاہر ہوں گے — اے نازنین! جب علامتیں سامنے آئیں گی

در زماں از سوئے میداں نعرہا — می رسید از خلق و می شد بر ہوا
اُسی وقت میدان سے بہت سے نعرے — لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے

شاہ زاں ہیبت برون جست آں زماں — پا برہنہ کایں چہ غُلغُلہاست ہاں
شاہ فوراً اُس خوف سے باہر آیا — ننگے پاؤں کہ ہاں یہ شور و غل کیسا ہے؟

---

[1] خوش۔ خوبصورت۔ لبش یعنی بیوی کے ہونٹ۔ بر نیامد یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہوگئے۔ امانت۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا حمل۔ ایں کار یعنی حضرت موسیٰؑ سے حاملہ ہوجانا۔ آتشے یعنی حضرت موسیٰؑ کی پیدائش جو فرعون کی تباہی کا سبب ہوگی۔

[2] کیں کش۔ بدلہ لینے والا۔ بُرد شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مُہرے پٹ جائیں یہ آدھی مات ہوتی ہے۔ مات شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہوجائے فسوس۔ افسوس۔

[3] مجامعت۔ ہمبستری۔ زینہا یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں یعنی حمل کی علامتیں۔ در زماں یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

Presented by www.ziaraat.com

از سوئے میداں چہ بانگ ست و غریو
کز نہیبش می رمد جنی و دیو

میداں کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟
کہ اس کے ڈر سے جن اور بھوت بھاگ رہے ہیں

گفت[1] عمراں شاہِ مارا عمر باد
قومِ اسرائیلیانند از تو شاد

عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر دراز ہو
اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے

از عطائے شاہ شادی می کنند
رقص می آرند و کفہا می زنند

بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں
ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں

ترسیدنِ فرعون از بانگ و غریو و غوغا

فرعون کا شور اور غل اور غوغا سے ڈرنا

گفت باشد کایں بود اما ولیک
وہم و اندیشہ مرا پُر کرد نیک

اُس نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن
وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے

ایں صدا حالِ مرا تغییر کرد
از غم و اندوہِ تلخم پیر کرد

اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے
غم اور کڑوے فکر سے مجھے بوڑھا کر دیا ہے

پیش می آمد پس می رفت شہ
جملہ شب او ہمچو حاملِ وقتِ زہ

بادشاہ آگے آتا پھر واپس ہو جاتا
تمام رات وہ بچہ جننے کے وقت حاملہ عورت کی طرح

ہر زماں می گفت اے عمراں مرا
سخت از جا بُردہ است ایں نعرہا

ہر لمحہ کہتا، اے عمران! مجھے
ان نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے

زہرہ[2] نے عمرانِ مسکیں را کہ تا
باز گوید اختلاطِ جفت را

عمران بیچارے کا دل گردہ نہ تھا کہ
بیوی سے ملنے کے بارے میں کہتا

چوں زنِ عمراں بعمراں در خزید
تا کہ شد استارۂ موسیٰ پدید

جب عمران کی بیوی عمران سے چپٹی
یہاں تک کہ (حضرت) موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا

ہر پیمبر[3] کاندر آید در رحم
نجمِ او بر چرخ گردد منتجم

ہر پیغمبر جو رحم (مادر) میں آتا ہے
اُس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے

پیدا شدنِ ستارۂ موسیٰؑ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں نجومیوں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں استارہ اش
کوریِ فرعون و مکر و چارہ اش

آسمان پر ان (موسیٰ) کا ستارہ نمودار ہوا
فرعون اور اُس کے مکر و تدبیر کے خلاف

[1] گفت عمراں۔ عمران نے دشمن کو مطمئن کرنے کیلئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر ناچ گا رہے ہیں گفت بُد عمران نے عمران سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ شور کی یہی وجہ ہو جو تو نے بتائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد بادشاہ فکر میں تمام رات اندر باہر آتا جاتا رہا۔

[2] زہرہ۔ عمران کی یہ ہمت تو نہ تھی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قرار پانا تھا وہ بتا دیتا۔ چوں زنِ عمراں۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تو فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔

[3] ہر پیمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوا ہے اُس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے۔ کوری۔ برخلاف یعنی مقصد کے خلاف۔

Presented by www.ziaraat.com

روز شد گفتش کہ اے عمراں برو — واقفِ[1] آں غلغل و آں بانگ شو

دن ہوا (فرعون نے) اُس (عمران) سے کہا اے عمران جا — اُس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر

راند عمراں جانبِ میدان و گفت — ایں چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت

عمران نے میدان کی جانب سواری ہانکی اور کہا — یہ کیسا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک — ہمچو اصحابِ عزا بر فرق خاک

ہر نجومی ننگے سر، کپڑے پھٹے ہوئے — ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)

ہمچو اصحابِ عزا آوازِ شاں — بد گرفتہ از فغان و سازِ شاں

ماتم کرنے والوں کی طرح اُن کی آواز — چلانے سے رندھ گئی اور سازِ طرب خاموش تھے

ریش و مو برکندہ رو بدریدگاں — خاک بر سر کردہ پُرخوں دیدگاں

داڑھی اور بال اُکھاڑے ہوئے منہ نوچے ہوئے — سر پر خاک ڈالے ہوئے، آنکھیں پُر خون

گفت خیرست ایں چہ آشوبست و حال — بد نشانی می دہد منحوس سال

اُس (عمران) نے کہا خیر ہے؟ یہ کیسا کہرام اور حال ہے؟ — منحوس سال بُری علامت دکھا رہا ہے

عذر آوردند و گفتند اے امیر — کرد ما را دستِ تقدیرش اسیر

انھوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر! — ہمیں اُس (اللہ) کے دستِ قدرت نے قیدی بنالیا

ایں ہمہ کردیم و دولت تیرہ شد — دشمنِ شہ ہست گشت و چیرہ شد

ہم نے سب کچھ کیا (مگر) اقبال، دولت تاریک ہوگیا — بادشاہ کا دشمن پیدا ہوگیا اور غالب آگیا

شب[2] ستارۂ آں پسر آمد عیاں — کوری ما بر جبینِ آسماں

رات اُس بچہ کا ستارہ نمودار ہوگیا — آسمان کی پیشانی پر ہماری آنکھوں میں دُھول جھونک کر

زد ستارۂ آں پیمبر بر سما — ما ستارہ بار گشتیم از بکا

اُس پیغمبر کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا — ہم نے رو رو کر ستارے (آنسو) برسائے

با دل خوش شاد عمراں و ز نفاق — دست بر سر می بزد کاہ الفراق[3]

عمران خوش دل سے، سب تو نفاق ہے — سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"

کرد عمراں خویش پُر خشم و ترش — رفت چوں دیوانگاں بے عقل و ہُش

عمران نے اپنے آپ کو ترش رُو اور غضبناک بنایا — دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس واپس ہوگیا

خویشتن را اعجمی کرد و براند — گفتہائے بس خشن بر جمع خواند

اپنے آپ کو نادان بنایا اور چل دیا — مجمع کو بہت سخت باتیں کہیں

[1] واقف۔ باخبر۔ راند عمراں۔ عمران نے میدان میں جاکر منجموں سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔ عزا۔ ماتم، سوگ میں لوگ کپڑے پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں اور چیخ و پکار سے اُن کی آوازیں بیٹھ جاتی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ، پریشانی۔ کرد ما را یعنی ہمیں قدرت نے عاجز کر دیا اور ہم بچہ کی پیدائش کو نہ روک سکے اور بچہ وجود میں آگیا۔

[2] شب۔ رات کو بچہ کی پیدائش کا ستارہ نمودار ہوگیا ہے۔ کوری ما یعنی ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ بار یعنی ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے ہیں۔ بکا رونا۔ با دل خوش۔ عمران بچہ کی پیدائش سے خوش تھے لیکن بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔

[3] الفراق یعنی اب سلطنت درہم برہم ہوجائیگی۔ کرد عمراں۔ عمران نے اپنے اوپر ظاہری غم و غصہ طاری کیا منجموں کو برا بھلا کہا اور میدان سے واپس لوٹ آئے۔

خویشتن را تُرش و غمگیں ساخت اُو — نردہائے باژگونہ باخت اُو
اُس نے اپنے آپ کو تُرش رو اور غمگین بنایا — اُس نے اُلٹی چال چلی

گفت[1] شاں شاہ مرا بفریفتید — از خیانت وز طمع نشگیفتید
بولا تم نے میرے بادشاہ کو فریب دیا — خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے

سُوئے میداں شاہ را انگیختید — آبروئے شاہِ ما را ریختید
تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے — تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی

دست بر سینہ نہادید از ضماں — کہ شاہ را ما فارغ آریم از غماں
ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا — کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کردیں گے

عاقبت زرہا تلف شد کار خام — شُد بر فرعون و بخواندش تمام
آخرکار روپیہ برباد ہوا، کام ادھورا رہا — فرعون کے پاس گیا اور اُس کو سب قصہ سنایا

چوں شنید از غصہ وپش شُد سیاہ — خواند ایشاں را ز خشم آں رُو تباہ
جب اُس نے سُنا غصہ سے اُس کا منہ کالا پڑ گیا — اُن کو اُس رُو تباہ نے غصہ سے بلایا

گفت[2] ایشاں را کہ ہیں اے خائناں — من بر آویزم شُما را بے اماں
شاہ نے اُن نجومیوں سے کہا کہ ہاں اے خائنو — میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا

خویش را در ضحکہ انداختیم — مالہا با دشمناں در باختیم
ہم نے اپنی مذاق اُڑوائی — مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا

تا کہ امشب جُملہ اسرائیلیاں — دور ماندند از ملاقاتِ زناں
حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی — بیویوں کی ملاقات سے دُور رہے

مال رفت و آبرو و کار خام — ایں بُود یاری و افعالِ کرام
مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام ادھورا رہا — کیا یہ دوستی اور شریفوں کے کام ہوتے ہیں؟

سالہا ادرار[3] و خلعت می برید — مملکتہا را مسلّم می خورید
تم سالوں سے عطایا اور خلعت لئے جاتے ہو — پوری سلطنت کھائے جاتے ہو

از برائے آنکہ در روزِ چنیں — فہم گرد آرید و گردید مُعیں
اسی لئے کہ اِس طرح کے دن — سمجھ کو یاد میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے

رائے تاں ایں بود و فرہنگ و نجوم — طبل خوارانید و مکّارید و شوم
تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا — تم پیٹو، اور مکار اور بدبخت ہو

[1] گفت شاں۔ عمران نے نجومیوں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا جھوٹے وعدے کئے اور مال و دولت برباد کرایا۔ شد بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورتِ حال بیان کردی۔

[2] گفت ہیں بادشاہ نے انہیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی ۔ کہا ۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کردیا تھا تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے علیحدہ رکھا جائے پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔

[3] ادرار مسلسل بخشش کرنا ، تنخواہ۔ مددگار، فرہنگ عقل و ادب، لغت کی کتاب۔ طبل خوار پیٹو۔

Presented by www.ziaraat.com

مر شمارا بر دَرم آتش زنم — گوش و بینی و لبان تان بر کنم
میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا، پھونک دوں گا — تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دونگا

عیشِ رفتہ باشما ناخوش کنم — من شمارا ہیزمِ آتش کنم
میں تمہارے پہلے عیش کو بدمزہ کر دوں گا — میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا

سجدہ ہا کردند و گفتند اے خدیو[1] — گر یکے کرّت زما چربید دیو
اُنھوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ! — اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آگیا

سالہا دفعِ بلاہا کردہ ایم — وہم حیراں زانچہ ماہا کردہ ایم
ہم نے سالوں مصیبتیں ٹالی ہیں — جو کچھ ہم نے کیا ہے اُس پر عقل حیران ہے

فوت شد از ما و حملش[2] شد پدید — نطفہ اش بجست و رحم اندر خزید
وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اسکا حمل نمودار ہو گیا — اُس کا نطفہ کودا اور رحم میں گھس گیا

لیک استغفارِ ایں روزِ ولاد — ما نگہداریم اے شاہِ قباد
لیکن اِس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی — اے شہنشاہ! ہم حفاظت کریں گے

روزِ میلادش رصد بندیم ما — تا نگردد فوت و نجہد ایں قضا
اُس کی پیدائش کے دن ہم رصد بندی کرلیں گے — تاکہ وہ بچ کر نہ نکلے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو

گر[3] نداریم ایں نگہ ما را بکش — اے غلامِ رائے تو افکار و ہش
اگر ہم اِس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار دینا — اے وہ! کہ عقلیں اور ہوش تیری رائے کے غلام ہیں

تا بہ نُہ مہ می شمر داُو روز روز — تا نپرد تیرِ حکمِ خصم دوز
وہ نو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا — تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے

چوں مکاں بر لامکاں حملہ برد — خونِ خود ریزد بلاہا را خرد
جب مکان (والا) لامکان پر حملہ کرتا ہے — اپنا خون کرتا ہے، مصیبتیں خریدتا ہے

بر قضا ہر کو شبیخوں آورد — سرنگوں آید ز خونِ خود خورد
قضا (خداوندی) پر جو شبخون مارتا ہے — اوندھا گرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے

چوں زمیں با آسماں خصمی کند — شورہ گردد سر ز مرگے بر زند
جب زمین آسمان سے دشمنی کرے — بنجر بن جاتی ہے موت سے ٹکراتی ہے

نقش[4] با نقاش چوں پنجہ زند — سبلتان و ریشہا خود بر می کند
جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے — اپنی مونچھیں اور داڑھی اکھاڑتا ہے

[1] خدیو۔ خداوند، آقا۔ کرّت۔ مرتبہ، باری۔ چربید۔ غالب آگیا۔ وہم۔ یعنی ایسے کارنامے کئے جن پر عقل حیران ہے۔

[2] حملش یعنی حضرت موسیٰؑ کا حمل۔ استغفار یعنی اِس غلطی کی مکافات ہم موسیٰؑ کی ولادت کے دن کریں گے۔ قباد۔ ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے اور ہر بڑے بادشاہ کو قباد کہہ دیا جاتا ہے۔ رصد انتظار، وہ عمل جو کسی بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر منجم بیٹھ کر ستاروں کی گردش کے احوال معلوم کرتے ہیں یعنی ہم رصدگاہ میں بیٹھ کر اُس کا یومِ ولادت معلوم کرلیں گے۔

[3] گر یعنی اگر ہم ولادت کے وقت اُس بچہ کا تدارک نہ کر سکیں تو ہمیں قتل کرا دینا۔ نُہ مہ۔ نو مہینے جو حمل کی مدت ہے۔ تیرِ حکم۔ یعنی موسیٰؑ کی ولادت جو تباہی کا سبب ہے۔ مکان یعنی مخلوق۔ لامکان یعنی اللہ تعالےٰ۔ قضا۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔ چوں زمیں۔ قضائے خداوندی کا مقابلہ کرنے والے کی مثال ہے، زمین آسمان سے دشمنی مول لے گی تو خود کو تباہ کرے گی۔

[4] نقش۔ اگر مخلوق خالق

خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را که نوزائیدہ بودند سوئے میداں بہ مکر

فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکاری سے میدان کی طرف بلانا جو کے حال میں بچے ہوئے تھے

بعدِ نُہ مَہ شہ بروں آورد تخت ۔۔۔ سُوئے میدان و مُنادی کرد سخت
نو مہینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا ۔۔۔ میدان کی جانب اور سخت اعلان کرایا

بارِ دیگر شد مُنادی سوئے شہر ۔۔۔ کاے زناں از دہر می یابید بہر
دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا ۔۔۔ کہ اے عورتو! زمانے سے حصہ حاصل کر لو

کاے زناں با طفلگاں میداں روید ۔۔۔ تا ز داد و بخششم شاداں شوید
کہ اے عورتو! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو! ۔۔۔ تاکہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو

آنچنانکہ پار مرداں را رسید ۔۔۔ خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
جس طرح کہ پارسال مردوں کو ملا ۔۔۔ شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا

ہیں زناں امسال اقبالِ شماست ۔۔۔ تا بیابد ہر یکے چیزیکہ خواست
آگاہ! عورتو اس سال تمہارا نصیبہ ہے ۔۔۔ تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے

مر زناں را خلعت و حلیت دہند ۔۔۔ کودکاں را ہم کلاہِ زر نہند
عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے ۔۔۔ بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے

ہر کہ او ایں ماہ زائیدست ہیں ۔۔۔ گنجہا گیرد ز من بے شک یقیں
آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے ۔۔۔ یقیناً بلاشک مجھ سے خزانے حاصل کرے گی

آں زناں با طفلگاں بیروں شدند ۔۔۔ شادماں تا خیمۂ شہ آمدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں ۔۔۔ خوشی خوشی یہاں تک کہ بادشاہ کے خیمے پاس آ گئیں

ہر زنے نوزادہ بیروں شد ز شہر ۔۔۔ سُوئے میداں غافل از دستانِ قہر
ہر نئے بچہ والی عورت شہر سے باہر نکل آئی ۔۔۔ میدان کی جانب ظلم کے مکر سے غافل ہو کر

چوں زناں جملہ بدو گرد آمدند ۔۔۔ ہر چہ بود آں نر ز مادر بستدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آ گئیں ۔۔۔ جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا

سر بُریدندش کہ اینست احتیاط ۔۔۔ تا نزاید خصم و نفزاید خُباط
اس کا سر قلم کر دیا، کہ یہ احتیاط ہے ۔۔۔ تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانگی نہ بڑھے

[1] بعد نُہ مہ۔ یعنی جبکہ متوقع ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ ــــ دہر۔ زمانہ۔ بہر۔ حصہ۔ تا ز داد۔ منادی کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا اعلان کر رہے تھے۔ پار۔ گزشتہ۔

[2] اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی نصیبہ وری کا سال ہے۔ حلیت۔ زیور۔ ہر کہ او۔ یعنی جس عورت کے اس مہینے بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نوزادہ۔ یعنی جس کے حال ہی میں بچہ ہوا تھا۔ دستاں۔ مکر یعنی اس بہانے سے قتل کرنے کا ارادہ۔

[3] آں نر۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ دیا۔ خُباط۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰؑ کے ماں کے پیٹ میں آ جانے سے پیدا ہوا ہے اس میں اور اضافہ نہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

بوجود آمدنِ موسیٰ علیہ السّلام و آمدنِ عوانان بخانۂ
حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا

عمران و وحی آمدن بمادرِ موسیٰ علیہ السّلام کہ در تنورِ
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وحی آنا کہ اُن کو آگ کے تنور میں ڈالدے

آتش انداز کہ من اُو را نگاہ دارم
کیونکہ میں اُس کی حفاظت کروں گا

خود زنِ عمراں کہ موسیٰ زادہ بود — دامن اندر چید زاں آشوب زود
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنا تھا — اُس نے اِس فتنے سے جلد دامن بچالیا

بعد ازاں دستاں کہ آں سگ با زناں — کرد دیگر بیں چہ آورد آں زماں
اُس کے بعد وہ مکر جو اُس کتے نے عورتوں سے — کیا، پھر دیکھو اُس نے اس وقت کیا کیا

آں زنانِ قابلہ در خانہا — بہرِ جاسوسی فرستاد آں دغا
دائیوں کو گھروں میں — اُس (مجسّم) دغا نے جاسوسی کے لئے روانہ کردیا

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست — نامد اُو میداں کہ در وہم و شکیست
اُنھوں نے اُس کو اشارہ کردیا کہ یہاں ایک بچّہ ہے — جو میدان میں نہیں آیا کیونکہ اُس کی ماں (وہم اور شک میں ہے)

اندریں کوچہ یکے زیبا زنے ست — کودکے دارد و لیکن پُرفنے ست
اِس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے — جسکے ایک بچہ ہے لیکن (وہ عورت) بڑی چالاک ہے

پس عواناں آمدند اُو طفل را — در تنور انداخت از امرِ خدا
تو سپاہی پہنچ گئے، اُس نے بچّے کو — خدا کے حکم سے، تنور میں ڈال دیا

وحی آمد سُوئے زن ازداد گر — کز نسلِ آں خلیل ست ایں پسر
عورت کے پاس اللہ تعالےٰ کی جانب سے وحی آئی — کہ یہ بچّہ (ابراہیم) خلیل اللہ کی نسل سے ہے

در تنور انداز موسیٰؑ را تو زُود — تا نگہدارم ش اندر نار و دُود
تو موسیٰؑ کو فوراً تنور میں ڈال دے — تاکہ آگ اور دھوئیں میں میں اُسکی حفاظت کروں

عصمتِ یَا نَارُ کُونِی بَارِدًا — لَا تَکُونُ النَّارُ حَرًّا شَارِدًا
اے آگ تو ٹھنڈی ہوجا، کی حفاظت کی وجہ سے — آگ گرم اور سرکش نہ ہوگی

زن بوحی انداخت اُو را در شرر — بر تنِ موسیٰؑ نکرد آتش اثر
عورت نے وحی کی وجہ سے اُسکو انگاروں میں پھینک دیا — آگ نے موسیٰؑ کے جسم پر اثر نہ کیا

ل عواناں سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل کا پیدا کیا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ سگ یعنی فرعون۔ قابلہ۔ بچہ جنانیوالی عورت۔ آں دغا یعنی فرعون۔ غمز۔ چغلی لینا، اشارہ کرنا۔

ع در وہم یعنی اُس کو شک ہوگیا ہے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی شرارت پیدا کریگا۔ زیبا زنے۔ یعنی عمران کی بیوی۔ پُرفنے چونکہ اُس نے بچے کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا کہ نسلِ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا گیا تھا لہٰذا اُن کی نسل کے اِس بچہ کو اُسی حکم سے آگ سے نجات دے دی جائے گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ کو دی گئی تھی۔

ع یا نار۔ یہ اُسی آیت کا خلاصہ ہے جس میں آگ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا ذریعہ بن جائے۔ شارد۔ سرکش۔ شرر۔ یعنی تنور کے انگارے۔

Presented by www.ziaraat.com

پس عواناں خانہ را جستند زود — ہیچ طفلے اندراں خانہ نبودؔ[1]

سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی — اُس گھر میں کوئی بچہ نہ تھا

پس عواناں بے مُراد آں سُو شدند — باز غمّازاں کزاں واقف بُدند

سپاہی ناکام واپس ہو گئے — پھر اُن چغلخوروں نے جو اس سے واقف تھے

با عواناں ماجرا بر داشتند — پیشِ فرعون از برائے دانگ چند

سپاہیوں سے قصہ چھیڑا — فرعون کے سامنے چند ٹکوں کی خاطر

کاے عواناں باز گردید آں طرف — نیک نیکو بنگرید اندر غرف

کہ اے سپاہیو! اُس طرف پھر جاؤ — کوٹھریوں میں خوب اچھی طرح دیکھو

باز گشتند آں عواناں جملگاں — تا کہ موسیٰؑ را بجویند آں زماں

وہ سارے سپاہی واپس لوٹے — تاکہ فوراً موسیٰ کو تلاش کریں

باز وحی آمدن بمادرِ موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فگن اَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر وحی آنا کہ اُس کو پانی میں ڈالدے اُسکو دریا میں ڈالدے

باز وحی آمد کہ در آبش فگن — روی در امید دار و مو مکن

پھر وحی آئی اُس کو پانی میں ڈالدے — اُمید رکھو اور پریشان نہ ہو

در فگن در نیلشؔ[2] و کن اعتمید — من وُرا با تو رسانم رُو سفید

اُس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر — میں عزت سے اُسے تیرے پاس پہنچادونگا

مادرش انداخت اندر رودِ نیل — کار را بگذاشت با نعم الوکیل

ماں نے اُس کو دریائے نیل میں ڈال دیا — معاملہ بہترین وکیل کے سُپرد کر دیا

ایں سخن پایاں ندارد مکرِ ہاش — جملہ پیچیدند ہم در ساق و پاش

اِس بات کی انتہا نہیں ہے اور اُس کے مکر — سب اُس کی پنڈلی اور پیروں میں لپٹ گئے

صد ہزاراں طفل می کشت از برون — خصمؔ[3] اندر صدرِ خانہ در درون

وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا — (اور) دشمن بیچ مکان میں اندر (موجود تھا)

از جنون می کشت ہر جا بد جنیں — از حِیَل آں کور چشمِ دُور بیں

جس جگہ کوئی پیٹ کا بچہ ہوتا اُسکو پاگل پن سے — تدبیروں سے، وہ دُور بین، اندھا

اژدہا بُد مکرِ فرعونِ عنود — مکرِ شاہانِ جہاں را خوردہ بود

سرکش فرعون کا مکر اژدہا تھا — جو دُنیا کے بادشاہوں کے مکر کو نگل گیا تھا

---

[1] نبود۔ چونکہ بچہ کو تنور میں ڈالا گیا تھا۔ غمّاز۔ چغلخور۔ غرف غرفۃ کی جمع ہے، کوٹھری، بالا خانہ۔ در آبش یعنی موسیٰؑ کو دریائے نیل کے پانی میں ڈال دے۔

[2] نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا ہے۔ رو سفید۔ باآبرو۔ نعم الوکیل۔ اللہ تعالےٰ۔ ایں سخن یعنی اللہ کے کرم و رحمت کی باتیں۔

[3] خصم یعنی حضرت موسیٰؑ خانہ یعنی فرعون کا گھر۔ کور چشم۔ اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے میں۔ دور بیں یعنی دنیا داری کے مکر و فریب میں۔

لیک ازاں فرعون ترے آمد پدید[۱]
لیکن اُس فرعون سے بالاتر پیدا ہوگیا

ہم وُرا ہم مکرِ اُو را در کشید
جس نے اُس کو اور اُس کے مکر کو نگل لیا

اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا اور لاٹھی اژدہا بنی

ایں بخورد آں را بتوفیقِ خدا
اس نے اُس کو اللہ (تعالیٰ) کی توفیق سے نگل لیا

دست شد بالائے دست ایں تا کجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک؟

تا بہ یزداں کہ اِلَیہِ المُنتَہیٰ
خدا تک، کیونکہ اُسی پر انتہا ہے

کاں یکے دریاست بے غور و کراں
کیونکہ وہ ایک بے تھاہ، در بے ساحل دریا ہے

جُملہ دریاہا چو جوئے پیشِ آں
سارے دریا اُس کے سامنے نہر جیسے ہیں

حیلہا[۲] و چارہا گر اژدہاست
حیلے اور تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہیں

پیشِ اِلَّا اللہ آنہا جملہ لاست
اِلَّا اللہ کے بالمقابل وہ معدوم ہیں

چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا

محو شد وَاللہُ اَعلَمُ بِالرَّشَاد
فنا ہوگیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے

آنچہ در فرعون بُود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے

لیک اژدرہات محبوسِ چہ است
لیکن تیرے اژدہے کنوئیں میں قید ہیں

اے دریغ ایں جملہ احوالِ تو است
ہائے افسوس! یہ سب تیرے احوال ہیں

تو براں فرعون بر خواہیش بست
تو اُن کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے

آنچہ گفتم جملگی احوالِ تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں

خود نہ گفتم صد یکے زانہا درست
میں نے اُنہیں سے ایک فیصدی بھی پورا بیان نہیں کیا ہے

گر ز تو گویند وحشت زایدت[۳]
اگر تیرے (احوال) بیان کریں تو تو گھبراتا ہے

ور ز دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر دوسرے سے متعلق (بیان کریں) تو تجھے کہانی (لگتی ہے)

چوں خرابت می کُند نفسِ لعیں
ملعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے

دور می اندازدت سخت ایں قریں
یہ ساتھی تجھے (راہ ہدایت سے) بہت دُور لے جا رہا ہے

ایں جراحتہا ہمہ از نفسِ تست
یہ بُرے حال کے، سارے زخم تیرے نفس کی وجہ سے ہیں

لیک مغلوبی ز جہل اے سخت سُست
اے سخت کاہل! تو جہل سے مغلوب ہے

آتشت را ہیزمِ فرعون نیست
تیری (نفسانی خواہشوں کی) آگ کیلئے فرعونی ایندھن نہیں ہے

ورنہ چوں فرعون اُو شعلہ زنیست
ورنہ فرعون کی (آگ کی) طرح وہ بھڑک رہی ہے

۱؎ فرعون ترے۔ فرعون سے بالاتر حضرت موسیٰؑ جنہوں نے فرعون اور اُسکی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا بود۔ یعنی فرعون اور اُس کا مکر ایک اژدہا تھا۔ عصا یعنی حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی۔ دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی طاقت ہے۔ کاں یکے۔ خدائی طاقت لامحدود سمندر ہے دوسری طاقتوں کے دریا اُس کے مقابلہ میں ایک نہر ہیں۔

۲؎ حیلہا۔ ساری دنیاوی تدبیریں صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے معدوم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی طاقت کا بیان۔ آنچہ۔ یعنی فرعون کی جس قدر بُری خصلتیں تھیں وہ ہر انسان کے نفسِ امّارہ میں موجود ہیں۔ اژدرہا یعنی نفسانی عیوب۔ چہ یعنی مجبوری اور موقع نہ ملنا۔ خود نگفتم۔ جو بُرائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفسِ امّارہ کی بُرائیوں کا ایک فیصدی ہے اور اُس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جاسکا ہے۔

۳؎ گر ز تو۔ خود نفسِ انسانی میں جو فرعونی خصلتیں ہیں اگر وہ خصلتیں خود کسی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گھبرا جاتا ہے دوسرے کی بیان کیجئے تو ایک قصہ اور کہانی کے طور پر سنتا ہے۔ دور یعنی راہ ہدایت سے دور۔ جراحتہا۔ انسان کی

گلخنِ نفسِ ترا خاشاک نیست
تیرے نفس کی آگ کیلئے کوڑا کرکٹ نہیں ہے
ورنہ چوں فرعون نارِ قاہریست
ورنہ فرعون (کی آگ) کیطرح قہر ڈھانیوالی آگ ہے

یک حکایت بشنو از تاریخ گو
تاریخ گو سے ایک قصہ سُن لے
تا بری زیں رازِ سرپوشیدہ بُو
تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت[1] مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ را مُردہ پنداشت
اُس سپیرے کا قصہ جس نے ٹھٹھرے ہوئے سانپ کو مُردہ سمجھا

و در رسنہا بستہ و پیچیدہ بہ بغداد آوردہ
اور رسیوں میں باندھ کر اور لپیٹ کر بغداد میں لے آیا

مارگیرے رفت سوئے کہسار
ایک سپیرا ایک پہاڑ کی جانب گیا
تا بگیرد اُو بافسونہاش مار
تاکہ وہ اپنے منتروں سے سانپ پکڑے

گر گراں و گر شتابندہ بُود
خواہ وہ سُست ہو یا چُست ہو
آنکہ جویندست یابندہ بُود
جو تلاش کرتا ہے وہ پالیتا ہے

در طلب زن دائماً تو ہر دو دست
تو ہمیشہ جستجو میں دونوں ہاتھ مصروف رکھ
کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
کیونکہ جستجو راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے

لنگ و لوک[2] و خفتہ شکل و بے ادب
(تو خواہ) لنگڑا اور لُولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو
سوئے اُومی غژ و اُو را می طلب
اُسی کی طرف کھسک اور اُسی کو طلب کر

گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ
کبھی بول کر اور کبھی خاموشی سے اور کبھی
بُوئے کردن گیر ہر سُو بُوئے شہ
سونگھ کر ہر جانب شاہ کی خوشبو معلوم کر

گفت آں یعقوبؑ با اولادِ خویش
حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے کہا
جُستنِ یوسفؑ کنید از حد بیش
حد سے زیادہ یوسفؑ کو تلاش کرو

ہر حِسِ[3] خود را دریں جُستن بجد
اِس جستجو میں کوشش سے اپنے ہر حِس کو
ہر طرف رانید شکلِ مستعد
مستعد شکل میں، ہر طرف روانہ کرو

گفت از روحِ خدا لاتیاسوا
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو
ہمچو گم کردہ پسر رو سُو بسُو
بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ

از رہِ حسِ دہاں پرساں شوید
منہ کی حس کے ذریعہ دریافت کرو
روی جاناں را بجان جویاں شوید
محبوب کے چہرے کو (دل و) جان سے تلاش کرو

[1] حکایت: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس سپیرے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مُردہ تھا۔ افسونہا: سپیرے کچھ منتر پڑھ کر سانپ پکڑتے ہیں۔ گر گراں: اگر طلب ہے تو مطلوب ضرور حاصل ہوگا خواہ طالب سُست ہو یا چُست ہو۔

[2] لوک: گھٹنوں کے بل چلنے والا۔ یعنی انسان کو چاہئے اپنی معذوریوں کو نظر انداز کرکے طلب میں لگ جائے۔ گہ بگفت: یعنی طلب کرنے کے جس قدر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا رہے۔

[3] ہر حس: یعنی یوسفؑ کی تلاش و طلب میں اپنے ہر حس کو کام میں لاؤ۔ گفت: حضرت یعقوبؑ نے فرمایا تھا لَا تَیْأَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یعنی یوسفؑ کی طلب و جستجو میں کبھی مایوس نہ ہونا۔ حسِ دہاں: قوتِ گویائی۔

پرس پرساں مژدگانی[1] جاں دہید — گوش را بر چار راہِ آں نہید
پوچھتے پوچھتے جان کی انعام بخشی کردو — کان کو اس کے چوراہے پر لگا دو

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید — سوئے آں سر کاشنائے آں سرید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ — اس راز کا جس سے تم واقف ہو

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے — سوئے اصلِ لطف رہ یابی بسے
جہاں کہیں کسی کی تو خوبی دیکھے — اس سے اصل خوبی کی جانب تو بہت رہنمائی حاصل کریگا

اینہمہ جوہا ز دریائیست ژرف — جزو را بگذار و بر کُل دار طرف
یہ تمام نہریں ایک گہرے دریا کی ہیں — جزو کو چھوڑ اور کل پر نگاہ رکھ

زشتہائے[2] خلق بہر خوبی است — برگِ بے برگی نشانِ طوبی است
مخلوق کی برائیاں، بھلائی کے لئے ہیں — بے سامانی کا سامان، طوبیٰ کا نشان ہے

جنگہائے خلق بہر آشتی ست — دامِ راحت دائما بے راحتی است
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لئے ہیں — تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جال ہے

خشمہائے خلق بہر مہر خاست — وز جفائے خلق امیدِ وفاست
مخلوق کی ناراضیاں محبت کیلئے پیدا ہوئی ہیں — مخلوق کے ظلم سے وفا کی امید ہے

ہر زدن بہرِ نوازش را بود — ہر گلہ[3] از شکر آگہ می کند
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے — ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم — بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے بھلے آدمی! جزو سے کل کا سراغ لگا — اے دانا! ضد سے ضد کا سراغ لگا

چوں عصا در دستِ موسیٰ گشت مار — جملہ عالم را بدیں ساں می شمار
جیسا کہ لاٹھی حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں سانپ بنی — تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ

جنگہائے آشتی آرد درست — مارگیر از بہرِ بازی مار جُست
لڑائیاں، صحیح صلح پیدا کر دیتی ہیں — سپیرے نے تماشہ کے لئے سانپ تلاش کیا

[1] مژدگانی۔ اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آمادہ ہو جانا چاہیئے۔ چار راہ۔ چوراہہ یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آں سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں نکلے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے۔ انسان کی صفات اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور اُن صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

[2] زشتہائے جس طرح خوبیاں راہنما ہیں اسی طرح انسانوں کی برائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے۔ انسان کی بے سر و سامانی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہونگی جس سے وہ خوشبو اور پھل حاصل کریگا۔ جنگہائے۔ لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں۔ کبھی لڑائی صلح پر ختم ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوئی۔ کبھی انسان لڑائی سے تنگ آکر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوئی۔ دامِ راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ خشمہائے۔ غصہ کبھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر۔ کبھی غصہ کی برائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے کبھی مخلوق کا بیجا غصہ شفقت خداوندی کا سبب بنجاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں وفا نمودار ہو جاتی ہے۔ [3] ہر گلہ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بوئے بر جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اسیطرح ہر برائی کو بھی راہنما بنالے۔ چوں عصا برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالمقابل چیز سے دوسری بالمقابل چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا سانپ بنا حالانکہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے۔ مارگیر سپیرے نے سانپ تماشہ کے لئے پکڑا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تماشہ کی ضد ہے۔

بہر بازی مار جوید آدمی — غم خورد بہر امیدِ بے غمی
انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے — بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے

اُوہمی[1] جستے یکے مارِ شگرف — گرد کوہستان در ایامِ برف
وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا — پہاڑوں کے چاروں طرف برف کے زمانہ میں

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم — کہ دلش از شکلِ اُو شد پُر زبیم
اُس نے وہاں ایک مُردہ بڑا اژدہا دیکھا — کہ اُس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا

مارگیر اندر زمستانِ شدید — مار می جُست اژدہائے مُردہ دید
سپیرا سخت جاڑے میں — سانپ تلاش کرتا تھا اُس نے ایک مرا ہوا اژدہا دیکھا

مارگیر از بہر حیرانیِ خلق — مار گیرد اینت نادانیِ خلق
لوگوں کے تعجب کے لئے سپیرا — سانپ پکڑتا ہے۔ مخلوق کی نادانی، تعجب ہے

آدمی[2] کوہ است چوں مفتوں شود — کوہ اندر مارِ حیراں چوں شود
آدمی پہاڑ ہے، کیوں فریفتہ ہوتا ہے؟ — پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟

خویشتن نشناخت مسکیں آدمی — از فزونی آمد و شد در کمی
آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا — بڑائی سے آیا اور کمی میں مبتلا ہو گیا

خویشتن را آدمی ارزاں فروخت — بود[3] اطلس خویش را بر دلق دوخت
آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا — اطلس تھا اپنے آپ کو گدڑی پر سی دیا

صد ہزاراں مار و کُہ حیرانِ اوست — اُو چرا حیراں شدست و مار دوست
لاکھوں سانپ اور پہاڑ اُس پر حیران ہیں — وہ خود کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا؟

مارگیر آں اژدہا را بر گرفت — سوئے بغداد آمد از بہر شگفت
سپیرے نے اُس سانپ کو پکڑ لیا — تعجب (میں ڈالنے) کے لئے بغداد میں آیا

اژدہائے چوں ستونِ خانۂ — می کشیدش از پئے دانگانۂ
ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (موٹا) — روزی کے لئے وہ اُس کو کھینچ رہا تھا

کاژدہائے مُردۂ آوردہ ام — در شکارش من جگرہا خوردہ ام
کہ میں ایک مُردہ اژدہا لایا ہوں — اُس کے شکار میں میں نے خونِ جگر پیا ہے

اُو ہمی مُردہ گماں بُردش و لیک — زندہ بود و اُو ندیدش نیک نیک
وہ اُس کو مُردہ سمجھ رہا تھا، لیکن — وہ زندہ تھا اُس نے اُس کو اچھی طرح نہ دیکھا

---

[1] اوہمی۔ وہ سپیرا جاڑوں کے موسم میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر۔ سپیرے نے سانپ اس لئے پکڑا کہ وہ لوگوں کو دکھا کر حیرانی میں ڈالے، لوگوں کا سانپ کو دیکھکر حیرانی میں پڑنا اُن کی نادانی ہے۔

[2] آدمی کوہ است جسطرح پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود انسان میں بڑے نفاق کے اژدھے موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا کیوں مشتاق بنتا ہے اپنے اندر کے سانپ دیکھ لے، انسان کی سانپ پر حیرانی ایسی ہی ہے جیسے کہ پہاڑ سانپ پر حیران ہو۔ خویشتن۔ انسان نے اپنی رفعت اور بلندی کو نہیں سمجھا اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا تھا اور ارذل مخلوقات بن گیا۔

[3] بود اطلس۔ انسان بڑھیا چیز سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاراں کائنات انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے ادنیٰ مخلوق کو دیکھکر حیران ہوتا ہے۔ دانگانہ۔ وہ چندہ جو چند مسافر سفر کے اخراجات کے لئے باہمی جمع کریں، گھر کا ساز و سامان۔ نیک نیک۔ اچھی طرح۔

Presented by www.ziaraat.com

اوز سرما و برف افسردہ بود — زندہ بود و شکلِ مُردہ می نمود

وہ جاڑے اور برف سے ٹھٹھر گیا تھا — زندہ تھا اور بظاہر مُردہ نظر آتا تھا

عالَم افسردہ است و نامِ او جماد — جامِد افسردہ بُوَد اے اوستاد

عالم ٹھٹھرا ہوا ہے اور اُس کا نام جماد ہے — اے اُستاد! جامد ٹھٹھرا ہوا ہوتا ہے

باش تا خورشیدِ حشر آید عیاں — تا ببینی جنبشِ جسمِ جہاں

ٹھہر جا، کہ حشر کا سورج نمودار ہو — تاکہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھے

چوں عصائے موسیٰؑ اینجا مار شد — عقل را از ساکناں اخبار شد

جبکہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اس عالم میں سانپ بن گئی — عقل کو جمادات کے بارے میں علم ہو گیا

پارۂ خاکی تُرا چوں زندہ ساخت — خاکہا را جُملگی باید شناخت

تو خاک کا ٹکڑا ہے، تجھے جس طرح زندہ بنایا — تو تمام خاکوں کو اسی طرح سے پہچان لینا چاہیئے

مُردہ زیں سُویند وزاں سو زندہ اند — خامُش اینجا و آں طرف گویندہ اند

وہ اس جانب مُردہ ہیں اور اُس جانب زندہ ہیں — اس جگہ چُپ ہیں، اُس جانب بولنے والی ہیں

چوں ازاں سُوشاں فرستد سوئے ما — آں عصا گردد سُوئے ما اژدہا

جب وہ ان چیزوں کو اُس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے — وہ لاٹھی ہماری جانب (آکر) اژدہا بن جاتی ہے

کوہہا ہم لحنِ داؤدی کُند — جوہرِ آہن بکف مُومے شوَد

پہاڑ بھی داؤدی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں — لوہے کا جوہر ہاتھ میں موم بن جاتا ہے

باد حمالِ سلیمانے شود — بحرؔ با موسیٰؑ سخندانے شود

ہوا ایک سلیمانؑ کی بوجھ اٹھانے والی بن جاتی ہے — سمندر، موسیٰؑ کی بات سمجھنے والا بن جاتا ہے

ماہ با احمدؐ اشارت بیں شود — نار ابراہیمؑ را نسریں شود

چاند (حضرت) احمدؐ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے — آگ (حضرت) ابراہیمؑ کے لئے نسرین بن جاتی ہے

خاک قاروں را چو مارے درکشد — اُستنِ حنانہ آید در رَشد

زمین قارون کو اژدہے کی طرح نگل لیتی ہے — حنانہ ستون ہوش میں آجاتا ہے

سنگ بر احمدؐ سلامے می کُند — کوہ یحییٰؑ را پیامے می کُند

پتھر (حضرت) احمدؐ کو سلام کرتا ہے — پہاڑ (حضرت) یحییٰؑ کو پیغام دیتا ہے

دشمن فرعون کو غرق کر دیا اور اُنکو پار اتار دیا۔ ۵۶ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ صادر ہوا اور چاند حضورؐ کی انگلی کے اشارے کو سمجھ گیا۔ نسرین۔ گل سیوتی۔ خاک۔ زمین نے قارون کو اژدہے کی طرح نگل لیا۔ استن۔ مسجد نبوی کا وہ ستون جسکے سہارے حضورؐ خطبہ دیا کرتے تھے جب ممبر تیار ہو جانے پر اُسکا سہارا نہ لیا تو رو پڑا۔ سنگ حضرت علیؓ "

۵۱ عالم۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں جن چیزوں کو بے حس و حرکت جماد مانا جاتا ہے وہ بھی ٹھٹھری ہوئی ہیں اور بظاہر جماد ہیں حشر میں جب سورج اُن پر پڑیگا تو اُنکا ٹھٹھراپن ختم ہو جائیگا اور اُنکا حس و حرکت نمودار ہو جائیگا جیسا کہ اس اژدہے کا معاملہ تھا۔ جماد اور جامد کے لغوی معنی ٹھٹھرے ہوئے کے ہیں۔ چوں عصا۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی جو بے حس و حرکت تھی جب اس دنیا میں سانپ بن گئی تو عقل سمجھ گئی کہ ان جمادات میں بھی حرکت نمودار ہو سکتی ہے۔

۵۲ پارۂ خاکی۔ انسان بھی مٹی کا بنا ہوا ہے اور پھر اسمیں حس و حرکت آگئی۔ اسی طرح دوسرے جمادات کو سمجھو اُنمیں بھی حس و حرکت آسکتی ہے۔ مُردہ ایں سُو۔ جمادات عالم دنیا کے اعتبار سے مُردہ اور عالم آخرت کے اعتبار سے زندہ ہیں۔ چوں۔ جب اللہ تعالےٰ اُنکے عالم آخرت والے رخ کو ہماری طرف موڑ دیتا ہے تو اُنکی زندگی ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہہا۔ پہاڑ جو جمادات میں سے ہے حضرت داؤدؑ کا لحن اختیار کر لیتا ہے۔ جوہر آہن۔ اپنا رخ بدلنے سے لوہا حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں موم بنجاتا ہے۔ باد۔ ہوا جو بے حس و حواس ہے حضرت سلیمانؑ کیلئے حمالی کا کام کرنے لگتی ہے۔

۵۳ بحر۔ دریائے نیل نے حضرت موسیٰ کی بات کو سمجھ لیا اُن کے م

[illegible]

جملہ[1] ذراتِ عالَم در نہاں — با تو می گویند روزان و شباں
دُنیا کے تمام ذرّات پوشیدہ طور پر — تجھ سے شب و روز کہتے ہیں

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم — با شما نامحرماں ما خامُشیم
ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں — تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں

چوں شما سُوئے جمادی می رَوید — محرمِ جانِ جماداں چوں شوید
جبکہ تم پتھر پن کی طرف جارہے ہو — تو جمادات کی جان کے محرم کیسے ہوسکتے ہو

از جمادی عالَمِ جانہا رَوید — غلغلِ اَجزائے عالَم بشنوید
پتھر پن سے جانوں کے عالَم میں جاؤ — اَجزائے عالَم کا شور سن لو

فاش تسبیحِ جمادات آیدت — وسوسہ تاویلہا بزُدایدت
جمادات کی تسبیح واضح ہوجائے گی — تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ نکال دیگی

چوں ندارد جانِ تو قندیلہا[2] — بہرِ بینش کردہ تاویلہا
چونکہ تیری جان میں قندیلیں نہیں ہیں — تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

کہ غرض تسبیحِ ظاہر کے شوَد — دعویٔ دیدن خیال و غیّ شود
کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہوسکتی ہے! — دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

بلکہ ہر بینندہ را دیدارِ آں — وقتِ عبرت می کُند تسبیح خواں
بلکہ ہر دیکھنے والے کو اُن کا دیکھنا — عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

پس چو از تسبیح یادت می دِہد — ایں دلالت ہمچو گفتن می بُوَد
تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں — یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

ایں بُوَد تاویلِ اہلِ اعتزال — وائے آں کس کو ندارد نورِ حال
معتزلہ کی یہ تاویل ہوتی ہے — اُس پر افسوس جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

چوں ز حِس بیروں نیاید آدمی — باشد از تصویرِ غیبی اعجمی
انسان جب حواس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے — تو وہ غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے

ایں سخن[3] پایاں ندارد، مارگیر — می کشید آں مار را با صد زحیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، سپیرا — بہت سے پیچش کے ساتھ اُس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ — تا نہد ہنگامہ بر چار راہ
یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آگیا — تاکہ چوراہے پر مجمع لگائے

[1] جملہ ذرات۔ کائنات کا ہر ذرہ دلالتِ حال سے اپنے سننے اور دیکھنے کی کیفیت کرتا تا ہے۔ چوں شما۔ جب انسان اپنا احساس کھو بیٹھے تو وہ جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔ از جمادی۔ اگر انسان اپنی جمادیت ختم کرکے روحانیت حاصل کرلے تو کائنات کی تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ وسوسہ۔ کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو معتزلہ کرتے ہیں اُن کا وسوسہ بھی دل میں نہ آئیگا۔

[2] قندیلہا۔ یعنی باطنی نور کی روشنیاں۔ کہ غرض۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے لیکن تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ معتزلہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کائنات کا مشاہدہ کرنیوالا تسبیح خواں بنجاتا ہے تو جب کائنات اسکی تسبیح کا سبب اور دال بنی تو گویا وہ کائنات تسبیح خواں بنی۔ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ، خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے والا ہے۔

[3] ایں سخن۔ یہ روحانی باتیں بہت دراز ہیں لہذا سپیرے کا قصہ شروع کیا جاتا ہے۔ زحیر۔ پیچش۔ پیچ و تاب۔ چار راہ۔ چوراہا۔

Presented by www.ziaraat.com

برلبِ شط[۱] مردِ ہنگامہ نہاد — غلغلہ در شہرِ بغداد او فتاد
دجلہ کے کنارے پر اُس نے مجمع لگایا — بغداد شہر میں شور مچ گیا

مارگیرے اژدہا آوردہ است — بوالعجب نادر شکارے کردہ است
(کہ) ایک سپیرا اژدہا لایا ہے — اُس نے عجیب نادر شکار کیا ہے

جمع آمد صد ہزاراں خام ریش — صیدِ اُو شد ہر یک آنجا از خریش
لاکھوں بے وقوف جمع ہو گئے — اُس جگہ ہر ایک اپنے گھر میں سے اُس کا شکار ہو گیا

منتظر ایشاں و او ہم منتظر — تا کہ جمع آیند خلقِ منتشر
وہ اُس کے منتظر اور وہ بھی (اُن کا) منتظر — تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں

مردمِ ہنگامہ افزوں تر شود — کدیہ و توزیع نیکوتر رود
مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں — بھیک اور چندہ (کا کام) خوب چلے

جمع آمد صد ہزاراں ژاژخا — حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا
لاکھوں بکواسی جمع ہو گئے — کمر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے

حلقہ گرد او چو زہ گرد عریش[۲] — ہمچناں کہ بت پرستاں بر کنیش
اُس کے چاروں طرف ایسا حلقہ جیسا کہ انگور کی بیل چھپر پر — جیسا کہ بتوں کے پجاری بت خانہ پر

مرد را از زن خبر نے ز ازدحام — رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں — قیامت کی طرح خاص و عام غلط ملط تھے

چوں ہمی حراقہ جنبانید او — می کشیدند اہلِ ہنگامہ گلو
جب وہ چیتھڑے سرکاتا — مجمع والے گلا پھاڑتے

اژدہا کز زمہریر افسردہ بود — زیرِ صد گونہ پلاس و پردہ بود
وہ اژدہا جو ٹھنڈک سے ٹھٹھرا ہوا تھا — سینکڑوں قسم کے ٹاٹ اور پردوں میں تھا

بستہ بودش با رسنہائے غلیظ — احتیاطے کردہ بودش آں حفیظ[۳]
اُس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا — اُس نگہبان نے اُس کے لئے بڑی احتیاط کر رکھی تھی

در درنگ و اتفاق و انتظار — و ز ہیاہوی و فغانِ بے شمار
تاخیر اور جمع ہونے اور انتظار میں — ہائے و ہو اور بے شمار چیخوں سے

و ز غلوِ خلق و نکث و طمطراق — تافت بر آں مار خورشیدِ عراق
لوگوں کی کثرت اور ٹھکاؤ اور کر و فر سے — اُس اژدہے پر عراق کا سورج چمکنے لگا

۱؎ لبِ شط. بغداد دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ہے. خام ریش. بیوقوف۔ خریش. خیری اُس کا گھر۔ بھیک. توزیع تقسیم بخشش۔ ژاژخا. بکواسی۔ حلقہ کردہ پشت. کمر جھکائے ہوئے۔

۲؎ عریش. چھپر. کنیش. بت خانہ. مردرا. مجمع کی کثرت میں خواص و عوام اور مرد و زن کا اختلاط ہو جاتا ہے. حراقہ. چیتھڑے جو آگ سلگانے کے کام آتے ہیں. پلاس. ٹاٹ۔

۳؎ حفیظ. محافظ. نگہبان. در درنگ. یعنی یہ چیزیں اور سورج کی گرمی اُس اژدہے کے حرکت میں آنے کا سبب بن گئیں. عراق. وہاں کی گرمی مشہور ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آفتابِ گرم سیرش گرم کرد　　رفت از اعضائے اُو اخلاطِ سرد
تیز رفتار سورج نے اُس کو گرما دیا　　اُس کے اعضا سے ٹھنڈی رطوبات جاتی رہیں

مُردہ بود و زندہ گشت او از شگفت　　اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت
وہ مُردہ تھا اور حیرت انگیز طور پر زندہ ہوگیا　　اژدھے نے بل کھانے شروع کردیئے

خلق را از جنبشِ آں مُردہ مار　　گشتشاں آں یک تحیر صد ہزار
مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی　　ایک حیرانی لاکھوں حیرانیاں بن گئیں

با تحیر نعرہا انگیختند　　جملگاں از جنبشش بگریختند
حیرانی سے انھوں نے نعرے لگائے　　اُس کے ہلنے سے سب بھاگ پڑے

می شکست اُو بندزاں بانگِ بلند　　ہر طرف می رفت چاقاچاق بند
وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا　　ہر طرف بندش کی تڑتڑ چاق چاق کی آواز پہنچ رہی تھی

بند ہا بگسست و بیروں شد ز زیر　　اژدہائے زشت غُراں ہمچو شیر
بندشیں ٹوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا　　بھیانک اژدہا شیر کی طرح دھاڑتا ہوا

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شُد　　از فتادہ و کشتگاں صد پُشتہ شُد
بھاگنے میں بہت سے لوگ مارے گئے　　مرنے اور گرنے والوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے

مار گیر از ترس بر جا خشک گشت　　کہ چہ آوردم من از کُہسار و دشت
سپیرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہوگیا　　کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا

گرگ را بیدار کرد آں کور میش　　رفت ناداں سُوئے عزرائیل خویش
اُس اندھی بھیڑ نے بھیڑیئے کو جگا دیا　　بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا

اژدہا یک لقمہ کرد آں گیج را　　سہل باشد خوں خوری حجاج را
اُس احمق کو اژدھے نے ایک لقمہ بنا لیا　　حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوتا ہے

خویش را بر اُستنے پیچید و بست　　استخوانِ خوردہ را در ہم شکست
اُس اژدھے نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا　　کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا

شہر خالی گشت و اژدرہا براند　　سوئے کُہ گرد از بیاباں بر فشاند
شہر خالی ہوگیا اور اژدہا روانہ ہوا　　پہاڑ کی جانب اُس نے جنگل کی گرد کو اڑایا

نفست اژدرہاست اُو کے مُردہ است　　از غمِ بے آلتی افسُردہ است
تیرا نفس اژدہا ہے وہ مُردہ کہاں ہے　　ذرائع نہ ہونے کے غم میں ٹھٹھرا ہوا ہے

---

۱ اخلاط یعنی اژدھے کے بدن کی رطوبتیں۔ مُردہ مار یعنی وہ اژدہا جس کو لوگ مُردہ سمجھ رہے تھے۔ شکست۔ اژدھا رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقاچاق۔ رسیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔ غُراں۔ دھاڑتا ہوا۔ ہزیمت۔ بھاگنا۔ واپسی۔ گرگ سپیرے اور اژدھے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بھیڑ سوتے ہوئے بھیڑیئے کو خود بیدار کردے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔

۵ گیج۔ احمق۔ حجاج۔ کہانی کا اشارہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گورنر جس نے لاکھوں کا خون بہایا۔ خویش را۔ اژدہا جانور کو نگل کر اُس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اسی طرح کی حرکت کرتا ہے۔

۶ گرد برفشاند از بیاباں۔ تیزی سے بیابان میں چلا۔ نفست۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہوکر فرماتے ہیں۔ انسان کو اپنے نفس کو بھی ایسا ہی اژدہا سمجھنا چاہیئے۔ بے آلتی۔ ذرائع کا نہ ہونا۔

Presented by www.ziaraat.com

گر بیابد آلتِ[1] فرعون او	کہ بامرِ او ہمی رفت آبِ جو
اگر وہ فرعون کے ذرائع پالے	جس کے حکم سے دریائے نیل کا پانی چلتا تھا
آنگہ او بنیادِ فرعونی کند	راہِ صد موسیٰؑ و صد ہارونؑ زند
اُس وقت وہ فرعونی بنیاد بنائے گا	سینکڑوں موسیٰ و ہارون کی راہ زنی کرے گا
کرمک است آں اژدہا از دستِ فقر	پشۂ گردد ز جاہ و مال صقر
وہ اژدہا افلاس کے ہاتھوں حقیر کیڑا ہے	چرغ جاہ اور مال نہ ہونے سے مچھر بنا ہے
اژدہا را دار در برفِ فراق	ہین مکش او را بخورشیدِ عراق
اژدہے کو محرومی کی برف میں رکھ	خبردار! اس کو عراق کے سورج میں نہ لے جا
تا فسردہ می بود آں اژدہات	لقمۂ اوئی چو او یابد نجات
تاکہ تیرا اژدہا ٹھٹھرا ہوا رہے	جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
ماتِ[2] کن او را و ایمن شو ز مات	رحم کم کن نیست او زاہلِ صلات
اُس کو ہرا دے اور ہارنے سے مطمئن ہو جا	رحم کم کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
کاں تفِ خورشیدِ شہوت بر زند	آں خفاشِ مردہ ریگت پر زند
کیونکہ جب شہوت کے سورج کی گرمی پیدا ہو گی	وہ تیری ناچیز چمگادڑ اُڑنے لگے گی
می کشش او را بجہاد و بقتال	مردوار اللہ یجزیک الوصال
اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا	مردانہ وار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
چونکہ آں مرد اژدہا را آورید	در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا	گرم ہوا میں وہ سرکش خوب چاق چوبند ہو گیا
لاجرم آں فتنہا کرد اے عزیز	بلکہ صد چنداں کہ ما گفتیم نیز
اے پیارے! لامحالہ اس نے وہ فتنے برپا کر دیئے	بلکہ اس سے سینکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کیے
تو طمع[3] داری کہ او را بے جفا	بستہ داری در وقار و در وفا
تو اُمید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے	وقار اور وفا میں باندھے گا
ہر خسے را ایں تمنا کے رسد	موسیٰؑ باید کہ اژدرہا کشد
ہر کمینے کی یہ تمنا کہاں پوری ہوتی ہے	موسیٰؑ چاہیے جو اژدہے کو مارے
صد ہزاراں خلق ز اژدرہائے او	در ہزیمت کشتہ شد از رائے او
لاکھوں لوگ اس کے اژدہے سے	پسپائی میں مارے گئے اُس کی رائے کی وجہ سے

[1] آلتِ فرعون یعنی اسباب اور ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے کہ بامرِ فرعون کے حکم سے نیل میں سیلاب آگیا تھا یہ فرعون کیلئے اللہ کی جانب سے استدراج تھا۔ کرمک حقیر کیڑا۔ پشہ گردد یعنی اسباب میسر نہ آنے سے قوی ضعیف بن جاتا ہے۔ صقر چرغ جو شکرے کی ایک قسم ہے۔ فراق یعنی ذرائع اور اسباب میسر نہ ہونے کا غم۔ لقمۂ اوئی یعنی نفس سب سے پہلے تجھے ہلاک کرے گا۔

[2] مات کن یعنی کو شکست دیدے۔ اہل صلات یعنی قابل رحم نہیں ہے۔ خفاش یعنی نفس انسانی۔ می کشش نفس کو مجاہدہ اور مشقتوں میں مشغول کر دو اس کا وصال حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ سپیرے نے اس اژدہے کو گرمی سے آرام پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکشی پر اژدہے نے جو فتنے برپا کیے وہ ہمارے بیان سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔

[3] تو طمع۔ انسان کی غرض یہ ہے کہ وہ نفس کو آرام بھی دے کہ اس سے دنیاوی وقار کی امید رکھے جو کہ نفس کشی ہر انسان کے بس کی نہیں ہے اس کے لیے سیدنا موسیٰ اولوالعزم کی ضرورت ہے ہزاراں۔ یہ شعر پچھلے سے متعلق ہے۔

ورزطمع ہم خویشتن را باد داد — گفتہ شد واللہ اَعلَمُ بالرّشاد
لالچ سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا — قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راست روی کو خوب جانتا ہے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السّلام را
فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھمکانا

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم — خلق را کشتی و افگندی زبیم
فرعون نے ان (موسیٰؑ) سے کہا اے کلیم (اللہ)! تو نے کیوں — ڈر سے لوگوں کو مار ڈالا اور گرا دیا!

در تردّد از تو افتادند خلق — در ہزیمت گشتہ شد مردم ز زلق
تیری وجہ سے لوگ تردّد میں مبتلا ہو گئے — الٹے بھاگنے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ مارے گئے

لاجرم ہر کس ترا دشمن گرفت — کین تو در سینہ مرد و زن گرفت
لامحالہ ہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی — مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف سے کینہ پیدا ہو گیا

خلق را می خواندی برعکس شد — از خلافت مردماں را نیست بُد
تو لوگوں کو بلاتا تھا، (معاملہ) برعکس ہو گیا — لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ چارہ نہیں ہے

من ہم از شرت اگر پس می خزم — در مکافات تو دیگے می پزم
میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں — تجھ سے بدلہ لینے کے لئے دیگ پکا رہا ہوں

دل ازیں برکن کہ بفریبی مرا — یا بجز نفے پس روے گردد ترا
یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے — یا سایہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہو گا

تو بداں غرہ مشوکیں ساختی — در دل خلقاں ہراس انداختی
تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے — لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

صد چنیں آری و ہم رسوا شوی — خوار گردی ضحکۂ غوغا شوی
اس جیسے سینکڑوں (معجزے) تو لائے گا پھر بھی رسوا ہو گا — ذلیل ہو گا عوام کے لئے مضحکہ بنے گا

ہمچو تو سالوس بسیاراں بُدند — عاقبت در مصر ما رسوا شدند
تجھ جیسے بہت سے مکار تھے — انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرعون را
حضرت موسیٰؑ کا اس دھمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اُو می نمود
فرعون نے ان کو دی

لہ در طمع تماشہ دکھا کر پیسے وصول کرنے کے لالچ نے سپیرے کو بھی برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفتہ — فرعونش یہاں سے مولانا حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے ہیں حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو اژدہا بنتا دیکھ کر بھی تماشائیوں کا مجمع بھاگا تھا اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مر گئے تھے اس پر فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے یہ گفتگو کی تھی۔

کہ تردّد یعنی دین کے بارے میں شک و شبہ۔ در ہزیمت یعنی خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی طرف بلایا۔ خلافت۔ خلاف تو۔ من ہم یعنی اگرچہ میں سر دست تیرا مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے کی فکر میں ہوں۔

سہ بجز نفے یعنی تیرے سایہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو نہ بنے گا۔ کیں یعنی اپنی لاٹھی کو اژدہا بنانا۔ ضحکہ ہنسی کے قابل۔ غوغا عوام۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت ۱ باامر حقم اشراک نیست — گر بریزد خونم امرش باک نیست
حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت — اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے

راضیم مَن شاکرم من اے حریف — ایں طرف رُسوا و پیش حق شریف
اے دشمن! میں راضی ہوں میں شکر گذار ہوں — کہ اس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں

پیشِ خلقاں خوار و زار و ریشخند — پیشِ حق مطلوب و محبوب و پسند
مخلوق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائقِ تمسخر (بنوں) — (لیکن) اللہ (تعالیٰ) کے سامنے مطلوب اور محبوب اور پسندیدہ (بنوں)

از سخن می گویم ایں ورنہ خدا — از سیہ رُویاں کُند فردا ترا
یہ بات میں کہنے کو کہتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ — تجھے کل کو سیاہ رُو کرے گا

عزت ۲ آنِ اوست وآنِ بندگانش — زآدمؑ و ابلیس بَرمی خواں نشانش
عزت اسکی ملکیت ہے اور اسکے غلاموں کی ملکیت ہے — حضرت آدمؑ اور ابلیس سے اسکی علامت کا مطالعہ کرلے

شرحِ حق پایاں ندارد ہمچو حق — ہیں زباں بربند و برگرداں ورق
اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے — خبردار! منہ بند کرلے اور ورق پلٹ دے

پاسخ دادنِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مُہلت خواستن تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰؑ سے چالیس روز کی مُہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در حکم ماست — دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست
فرعون نے اُن (موسیٰؑ) سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے — دفتر اور کچہری اور حکم اِس وقت میرا ہے

مر مرا بخریدہ اند اہلِ جہاں ۳ — از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں
مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے — اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے

موسیا خود را خریدی ہیں برو — خویشتن کم بیں بخود غرّہ مشو
اے موسیٰ! تو نے خود اپنے آپکو پسند کیا ہے خبردار بھاگ جا — خود بینی نہ کر اپنے اوپر گھمنڈ نہ کر

جمع آرم ساحران دہر را — تا کہ جہلِ تو نمایم شہر را
میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کروں گا — تاکہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں

ایں نخواہد شُد بروزے و دو روز — مُہلتم دہ تا چہل روزِ تموز
یہ ایک دو دن میں نہ ہو سکے گا — مجھے گرمی کے چالیس روز کی مُہلت دے

---

۱ گفت ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ کا مختار ہے میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ راضیم دنیا کی رُسوائی جس میں خدا کی رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از سخن۔ یعنی اپنی رُسوائی کی بات میں نے کہنے کو کہدی ہے ورنہ اللہ کی رحمت سے یقین ہے کہ میں رُسوا نہ ہوں گا تو ہی رُسوا ہوگا۔

۲ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور اُس کے غلاموں کے لئے ہے اسی لئے آدمؑ باعزت بنے اور شیطان ذلیل ہوا۔ پاسخ جواب۔ گفت فرعونش۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کاغذ و قلمدان اور حکم میرا ہے۔

۳ اہلِ جہاں۔ جبکہ تمام لوگ مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا ہے۔ خود را خریدی۔ خود راپسند کردی۔ شہر۔ مصر۔ تموز۔ یعنی موسم گرما۔

جواب موسیٰ علیہ السّلام مر فرعون را
حضرت موسیٰؑ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد ستور[۵۱] نیست ۔۔۔ بندہ ام اِمہالِ تو مامور نیست
موسیٰؑ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے ۔۔۔ میں (اللہ کا) غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے

گر تو چیری و مرا خود یار نیست ۔۔۔ بندہ فرمانم بدانم کار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے ۔۔۔ میں تو حکم کا غلام ہوں مجھے اس سے کوئی سرکار نہیں ہے

می زنم با تو بجد تا زندہ ام ۔۔۔ مَن چہ کارہ نُصرتم مَن بندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑوں گا ۔۔۔ مجھے مدد کا کیا کرنا ہے، میں تو غلام ہوں

می زنم تا در رسد حکمِ خدا ۔۔۔ کا فگند ہر خصم از خصمی جُدا
جب تک اللہ کا حکم ہوگا میں مقابلہ کروں گا ۔۔۔ وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

جوابِ فرعون موسیٰ علیہ السّلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السّلام
حضرت موسیٰؑ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی آنا

گفت[۵۲] نے نے مہلتے باید نہاد ۔۔۔ عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد
اس (فرعون) نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیئے ۔۔۔ تو فریب نہ دے فضول باتیں نہ بنا

حق تعالےٰ وحی کردش دَر زماں ۔۔۔ مہلتے دہ مر وُرا مہراس ازاں
فوراً اللہ (تعالےٰ) نے اُن کو وحی بھیجی ۔۔۔ اُس کو مہلت دیدے اُس سے نہ گھبرا

ایں[۵۳] چہل روزش بدہ مہلت بطوع ۔۔۔ تا سگالد مکرہا اُو نوع نوع
خوشی سے اُس کو چالیس روز کی مہلت دیدے ۔۔۔ تاکہ وہ قسم قسم کی مکاری سوچ لے

تا بکوشد اُو کہ نے من خفتہ ام ۔۔۔ تیز رو گو پیش رہ بگرفتہ ام
تاکہ وہ کوشش کرلے کیونکہ میں بھی سو تو نہیں رہا ہوں ۔۔۔ اس سے کہدے تیز چلے میں نے بھی راستہ روک دیا ہے

حیلہاشاں را ہمہ برہم زنم ۔۔۔ وانچہ افزایند من برکم زنم
اُن کی سب تدبیروں کو درہم برہم کردوں گا ۔۔۔ وہ جو کچھ بڑھائیں گے اسکو کمی پر ختم کردوں گا

آب را آرند من آتش زنم ۔۔۔ نوش خوش گیرند و من ناخوش کنم
وہ پانی لائیں گے، میں آگ لگادوں گا ۔۔۔ وہ اچھا شہد لیں گے میں اُسکو بدمزہ کردونگا

مِہر پیوندند من ویراں کنم ۔۔۔ آنکہ اندر وہم نایدآں کنم
وہ دوستیاں جوڑیں گے میں تباہ کردوں گا ۔۔۔ جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کردوں گا

---

۵۱ دستور۔ حکم۔ طریقہ۔ اِمہال۔ مہلت دینا۔ چیر۔ غالب۔ بدانم کار۔ یاں مرا کار۔ جِد۔ کوشش۔ من چہ کارہ یعنی مجھے اس سے بحث نہیں ہے کہ میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔
۵۲ گفت نے نے۔ فرعون نے کہا۔ عشوہ۔ مکر۔ باد پیمودن۔ فضول باتیں کرنا۔ مہراس۔ خوفزدہ نہ ہو۔
۵۳ ایں چہل۔ فرعون نے چالیس روز کی مہلت مانگی تھی فرمایا گیا کہ اُس کو مہلت دے دو اُس کو مکر کی تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں اُس کی تمام تدبیروں کو بیکار کردوں گا۔

Presented by www.ziaraat.com

٨ تو مترس و مہلتے اش دہ دراز — گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

تو نہ ڈر، اور اُس کو لمبی مہلت دیدے — کہ دہ لشکر جمع کر لے اور تدبیریں کرے

مہلت دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را تا ساحراں را جمع از مدائنؒ کند

فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے جادوگروں کو جمع کر لے

گفت امر آمد برو مہلت ترا — من بجائے خود شدم رستی ہلا

فرمایا حکم آگیا، جا تجھے مہلت ہے — میں اپنی جگہ جاتا ہوں آگاہ، تو چھوٹ گیا

او ہمی شد اژدہا اندر عقب — چوں سگِ صیادِ دانا و محب

وہ جا رہے تھے، اژدہا پیچھے پیچھے (تھا) — سمجھدار اور محبت کرنے والے شکاری کے کتے کی طرح

چوں سگِ صیاد جنباں کردہ دم — سنگ را می کرد ریگ او زیرِ سُم

شکاری کے کتے کی طرح دُم ہلاتا ہوا — پاؤں کے نیچے پتھر کو ریت بناتا ہوا

سنگ و آہن را بدم در می کشید — خرد می خائید آہن را پدید

پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا — لوہے کو نمایاں طور پر باریک چبا جاتا تھا

در ہوا می کرد خود بالائے برج — کہ ہزیمت می شد از وے روم و گرج

فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا — کہ اس سے روم اور گرج (کے باشندے) بھاگتے تھے

کفک می انداخت چوں اشتر زکام — قطرہ زاں بر سر کہ می زد شد جذام

منہ سے اونٹ کی طرح جھاگ پھینکتا تھا — جس پر اس کا ایک قطرہ گرا اسکو کوڑھ ہو گیا

زغزغِ دندانِ او دل می شکست — جانِ شیرانِ سیہ می شد ز دست

اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی — کالے شیروں کی جان ہاتھ سے نکل جاتی تھی

چوں بقومِ خود رسید آں مجتبیٰ — شدقِ او بگرفت باز او شد عصا

جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے — اس کی باچھ پکڑی وہ پھر لاٹھی ہو گیا

تکیہ بر وے کرد و می گفت اے عجب — پیشِ ما خورشید و پیشِ خصم شب

انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے — (یہ معجزہ) ہمارے لئے سورج اور دشمن کیلئے رات

اے عجب چوں می نہ بیند ایں سپاہ — عالمے پُر آفتابِ چاشتگاہ

تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے! — دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھری ہوئی ہے

---

۵۱ مدائن۔ مدینہ کی جمع ہے۔ شدم۔ یعنی میں روانہ ہوا۔ رستی۔ تجھے فی الحال نجات مل گئی ہے۔ ہمی شد۔ یعنی حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ دم۔ کتا محبت میں دُم ہلاتا ہو۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کو چبا کر ریت بنا دیتا تھا۔ بدم۔ اژدہا اپنے سانس سے چیزوں کو اپنے منہ میں کھینچ لیتا ہے۔

۵۲ خرد۔ یعنی لوہے کو چبا کر ریزہ ریزہ کر رہا تھا۔ برج۔ یعنی سر کو دو منزلہ مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔ گرجستان کے رہنے والے۔ کفک۔ اس کے منہ سے اونٹ کی طرح جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اسقدر زہریلے تھے کہ جس پر قطرہ پڑ جاتا وہ کوڑھی بنجاتا۔ زغزغ۔ دانت پیسنے کی آواز۔ شیرانِ سیہ۔ کالا شیر بہت خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب یعنی حضرت موسیٰ۔ شدق۔ باچھ، لبوں کا گوشہ۔

۵۳ خورشید۔ یعنی یہ سانپ کا معجزہ ہمارے لئے خورشید راہ ہدایت ہے اور دشمنوں کے لئے تاریک رات ہے جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ اے عجب۔ فرعون کے لشکری اس کی پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے قائل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

چشم[1] باز و گوش باز و ایں ذکا … خیرہ ام در چشم بندیِ خدا

آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت … میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں

من از ایشاں[2] خیرہ ایشاں ہم ز من … از بہارے خار ایشاں من سمن

میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں … (خلاصہ) بہار سے وہ کانٹے ہیں میں پھول ہوں

پیشِ شاں بُردم بسے جامِ رحیق … سنگ شد آبش بہ پیشِ آں فریق

میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت جام لے گیا … اس فریق کے سامنے اس کا پانی پتھر بن گیا

دستۂ گل بستم و بُردم بہ پیش … ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش

میں نے پھولوں کا گلدستہ بنایا اور سامنے لے گیا … ہر پھول کانٹا بن گیا اور شہد ڈنک (بن گیا)

آں نصیبِ[3] جانِ بیخویشاں بُوَد … چونکہ با خویش اند پیدا کے شود

(وہ جام) بے خودوں کی جان کا حصہ ہوتا ہے … چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے!

خفتۂ بیدار باید پیشِ ما … تا بہ بیداری ببیند خوابہا

ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہونا چاہئے … تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے

دشمنِ ایں خوابِ خوش شد فکرِ خلق … تا نخسپد فکرتش بستہ است حلق

لوگوں کا فکر (دنیوی)، اس اچھے خواب کا دشمن بن گیا … جب تک کہ اس کا فکر نہ سو جائے، حلق بند ہے

حیرتے باید کہ روبد فکر را … خورد حیرت فکر را و ذکر را

حیرت درکار ہے، تاکہ فکر کا صفایا کر دے … حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے

ہر کہ کامل تر بُوَد او در ہنر … او بمعنیٰ پس بصورت پیشتر

جو (دنیا کے) ہنر میں زیادہ کامل ہوتا ہے وہ … وہ حقیقتاً پیچھے، بظاہر آگے ہے

راجعون[4] گفت و رجوع ایں ساں بُوَد … کہ گلہ واگردد و خانہ رَوَد

(اللہ تعالیٰ نے) واپس ہونے والے میں فرمایا اور واپس ہونا (ایسا ہوتا ہے) … کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر جائے

چونکہ واگردید گلہ از وُرُود … پس فتد آں بُز کہ پیش آہنگ بُوَد

جب ریوڑ گھاٹ سے واپس لوٹتا ہے … (تو) وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلنے والا تھا

پیش افتد آں بُزِ لنگِ پسیں … اَضحَکَ الرُّجعیٰ وُجُوہَ العَابِسِیں

پچھلی لنگڑی بکری آگے ہو جاتی ہے … واپسی نے منہ بنائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو ہنسا دیا ہے

ملہ چشم۔ آنکھیں کھلی ہیں کان کھلے ہوئے ہیں اور ذہانت موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر بندی کر دی ہے۔ ملہ از ایشاں۔ فرماتے ہیں حضرت موسیٰؑ کے معاملے سے حیران ہیں۔ سمن۔ چنبیلی کا پھول جام رحیق۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ شد یعنی وہ شراب ان کے پینے کے قابل نہ رہی۔ دستۂ گل۔ میں ان کے سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کرتا ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کانٹے بن جاتے ہیں۔ ملہ آں۔ ہدایت کے جام ان کا حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے ہوں خفتۂ بیدار یعنی وہ شخص جو دنیا سے خفتہ ہو اور آخرت کے معاملے میں بیدار ہو تا بہ بیداری۔ خواب میں جو عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔ جو لوگ دنیاوی افکار میں مبتلا ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں حلق یعنی معارف کے نکلنے سے۔ حیرتے باید مقام حیرت میں پہنچ کر سالک نہ اللہ کے ذکر پر قادر رہتا ہے نہ دنیاوی فکر پر۔ ہر کہ کامل۔ جو لوگ دنیاوی معاملات میں ہنرمند ہیں وہ بظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن حقیقتاً وہ پیچھے ہیں۔ ملہ راجعون قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ واپسی کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ ورود۔ چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر جانا۔ پس فتد۔ جو بکری جانے میں گلہ میں سب سے پیچھے ہوگی واپسی میں وہ آگے ہو جائیگی۔ پیش آہنگ۔ گلہ کے پلٹنے کے وقت جو آگے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اضحک۔ پیچھے رہنے کی وجہ سے اگر رنج تھا واپسی میں جب آگے ہو جائینگے تو خوش ہونگے۔

Presented by www.ziaraat.com

از گزافہ کے شدند این قوم لنگ — فخر را دادند و بخریدند ننگ
یہ قوم محض لنگڑی کب ہوئی ہے — انہوں نے فخر کو دے دیا ہے اور ذلّت کو خرید لیا ہے

پاشکستہ می روند ایناں بہ حج — از حرج راہیست پنہاں تا فرج
وہ پا شکستہ جاتے ہیں — تنگی سے کشادگی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے

دل ز دانشہا بشستند این فریق — زانکہ این دانش نداند آں طریق
اس فریق نے دل سے عقلوں کو دھو ڈالا ہے — کیونکہ یہ عقل اس راستہ کو نہیں جانتی ہے

دانشے باید کہ اصلش زاں سرست — زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
وہ عقل چاہیئے جس کی اصل اس جانب کی ہے — کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف راہنما ہے

ہر پرے بر عرضِ دریا کے پرد — تا لدن علمِ لدنی می برد
ہر بازو دریا کی چوڑائی تک کب پرواز کر سکتا ہے — (اللہ کے) قرب تک علمِ لدنی لے جاتا ہے

پس چرا علمے بیاموزی بمرد — کش بباید سینہ را زاں پاک کرد
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے — کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیئے

پس مجو پیشی ازیں سر لنگ باش — وقتِ واگشتن تو پیش آہنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ، لنگڑا بن جا — واپسی کے وقت تو پیشرو بن

آخرون السابقون باش اے ظریف — بر شجر سابق بود میوہ لطیف
اے خوش مزاج آخر میں آنے والوں اور بڑھ جانے والوں (میں سے بن جا) — عمدہ میوہ درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

گرچہ میوہ آخر آید در وجود — اول ست او زانکہ او مقصود بود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے — لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہٰذا وہ پہلے ہے

چوں ملائک گوئی لا عِلمَ لَنا — تا بگیرد دستِ تو عَلَّمْتَنا
تو فرشتوں کی طرح کہہ "ہمارے لیے علم نہیں" — تاکہ "تو نے ہمیں" تیری دستگیری کرے

گر دریں مکتب ندانی تو ہجا — ہمچو احمد پُری از نورِ حجیٰ
اگر تو اس مکتب میں ہجے نہیں جانتا ہے — تو عقل کے نور سے حضرت احمد کی طرح پُر ہو جائیگا

گر نباشی نامدار اندر بلاد — گم نہ ۔ وَاللهُ اَعلَمُ بِالرَّشاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہوگا — تو کھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱؎ از گزافہ۔ اولیاء دنیوی معاملات میں اپنے آپ کو عاجز بنا کر پیش رکھتے ہیں۔ پاشکستہ۔ بے سروسامانی میں حجاز کا سفر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برداشت کرلینے ہی سے آخرت کی راحتیں میسر آئیں گی۔ دل ز دانشہا۔ شعر
آزمودم عقلِ دوراندیش را — بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
دانشے۔ عالمِ آخرت کی عقل درکار ہے وہی عالمِ آخرت کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ دریا۔ دریائے حقیقت۔
۲؎ لدن۔ یعنی قربِ حق۔ علمِ لدنی۔ وہ علم جو براہِ راست ذاتِ باری سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا ہو، کتاب و سنت سے اس کا تعلق نہ ہو۔ پیش۔ دنیاوی مشاغل میں پسماندگی بہتر ہے، واپسی میں سبقت حاصل ہو جائیگی۔ آخرون۔ حدیث شریف نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ۔ ہم دنیا میں تمام امتوں سے بعد میں ہیں، قیامت میں سب سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر شرافت کا اعتبار حاصل ہے۔
۳؎ چوں ملائک۔ فرشتوں نے امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ہمیں صرف وہ علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے لہٰذا اگر انسان بھی دنیا کے مکر و فریب کے علم سے خالی ہوگا اس کو عَلَّمْتَنَا یعنی علمِ خداوندی حاصل ہو جائے گا۔ گر دریں مکتب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے دنیا کے کسی مکتب میں تعلیم نہ پائی تھی۔ حجی۔ عقل۔

Presented by www.ziaraat.com

اندراں[1] ویراں کہ آں معروف نیست — از برائے حفظِ گنجینہ زریست
اس ویرانہ میں جو مشہور نہیں ہے — حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے

موضعِ معروف کے بنہند گنج — زیں قبل آمد فرج در زیرِ رنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں — اسی طرح یہ ہے کہ کشادگی رنج کے نیچے ہے

خاطر[2] آرد بس شِکال اینجا ولیک — بگسلد اشکال را استورِ نیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن — عمدہ گھوڑا پچھاڑی کو توڑ ڈالتا ہے

ہست عشقش آتشے اشکال سوز — ہر خیالے را برُوبد نورِ روز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے — دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے

ہم ازاں سُو جُو جواب اے مرتضیٰ — کایں سوال آمد ازاں سُو مر ترا
اے برگزیدہ! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر — کیونکہ یہ سوال اُدھر ہی سے تیرے پاس آیا ہے

گوشۂ بے گوشۂ دل شہ رہے ست — تابِ لاشرقی ولاغرب از مہے ست
دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے — "نہ مشرقی ہے نہ مغربی" کی روشنی ایک عظیم چاند کی ہے

تو ازیں سُو وازاں سُو چوں گدا — اے کہ معنی چہ می جوئی صدا
تو اِدھر سے اور اُدھر سے فقیر کی طرح ہے — اے وہ کہ تو خود معنی ہے! گونج کو کیا ڈھونڈتا ہے!

ہم[3] ازاں سُو جُو کہ وقتِ دردِ تو — می شوی در ذکرِ یاربی دوتو
یہ بھی اُسی جانب تلاش کر (جس طرف) کہ تو درد کے وقت — "یاربی" کے ذکر میں دُھرا ہوتا ہے

وقتِ مرگ و درد آں سُو می خمی — چونکہ دردت رفت چونی اعجمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے — جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے!

وقتِ محنت می بری زاللہ بو — چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے — جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے،

درزمانِ درد وغم یادش کنی — چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے — جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتتا ہے

---

[3] ہم ازاں سُو۔ درد کے وقت انسان یاربی کہتا ہوا خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اشکال کا جواب بھی اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیئے۔ وقتِ مرگ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ جب انسان کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ اللہ کو پکارتا ہے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پھر جب وہ اس کو نعمت عطا کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ وہ اس سے مانگتا تھا۔ اعجمی۔ یعنی اس طرح اب یاد نہیں کرتا ہے جس طرح کہ رنج کے وقت یاد کرتا تھا۔

[1] اندراں۔ خزانہ غیر مشہور ویرانہ میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت حق اپنی امانت ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔ زیں قبل جس طرح خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے اسی طرح خوشی غم میں مخفی ہوتی ہے اور سہولت تنگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

[2] خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء اور بہت سے اولیاء مشہور شخصیتیں ہیں تو پھر یہ کہنا کہ خزانہ غیر معروف ویرانہ میں ہوتا ہے کیسے صحیح ہوگا۔ بگسلد۔ اسی طرح ذہنِ انسان اس اشکال کا جواب دے دیگا کہ اگر شہرت مقصود بن جائے تو مضر ہے اور اگر فقر و مسکنت کے باوجود منجانب اللہ ہو تو وہ قبولیت کے منافی نہیں ہے۔ ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب سوچنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم ازاں سُو۔ جو اشکال دل میں پیدا ہوا اس کا جواب بھی دل ہی میں تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ دل کے گوشہ میں جو فیض پیدا ہوتا ہے وہ حق کی عطا ہے۔ تو ازیں سُو۔ انسان اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس پر اسرار کھلتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ایں[1] ازاں آمد کہ حق را بے گماں — ہر کہ بشناسد بود دائم بران
یہ اس وجہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ — جو شخص پہچان لیتا ہے ہمیشہ اُس پر قائم رہتا ہے

وانکہ در عقل و گماں ہستش حجیب — گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ جیب
اور وہ شخص جسکی عقل اور گمان پر پردہ ہے — کبھی (اللہ تعالیٰ اسکے لئے) پوشیدہ ہے کبھی وہ گریبان چاک کرتا ہے

عقلِ جزوی گاہ چیرہ گہ نگوں — عقلِ کُلّی ایمن از ریبُ المنون
دنیوی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرنگوں ہے — کامل عقل زمانہ کے حوادث سے محفوظ ہے

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر — رَو بخواری نے بُخارا اے پسر
عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے — اے بیٹا! خواری کی طرف چل نہ کہ بُخارا کی طرف

تا بخارائے دگر بینی دروں — ساکنانِ محفلش لَا یَفْقَہُوْنَ[2]
تاکہ تو (اپنے) اندر دوسرا بخارا دیکھے — اُس (بخارا) کی محفل کے لوگ "نہیں سمجھتے ہیں"

ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم — کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اسقدر آلودہ کیا ہے — کہ قصوں کی وجہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں

من عدم و افسانہ گردم در حنین — تا تقلّب یابم اندر ساجدین
میں گریہ و زاری میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں — تاکہ میں سجدہ کرنیوالوں میں نشست و برخاست حاصل کروں

ایں حکایت نیست پیشِ مردِ کار — وصفِ حال ست و حضورِ یارِ غار
کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے — حالت کا بیان ہے اور دوست کی دربارداری ہے

آں اساطیرِ اولیں کہ گفت عاق — حرفِ قرآں را بُدا آثارِ نفاق
نافرمان نے جو اگلے لوگوں کے قصے کہا — قرآن کے حروف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے

لامکانے[3] کاندراں نورِ خدا است — ماضی و مستقبل و حال از کجاست
وہ لامکان جس میں خدا کا نور ہے — اُس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟

ماضی و مستقبلش نسبت بہ تو ست — ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دو ست
اُس کی ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے — وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ دو ہیں

---

[1] ایں ازاں۔ یعنی یہ کیفیت اسلئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے ورنہ اُس کا رجوع الی اللہ دائمی ہوتا۔ وانکہ جس کے دل اور عقل پر پردہ ہوتا ہے کبھی ذاتِ باری اُس کیلئے پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ اُس کے راستے سے بھی بےخبر ہو جاتا ہے اور کبھی اُس کی یاد میں گریبان چاک کرتا ہے۔ عقلِ جزوی۔ دنیاوی عقل۔ عقلِ کُل۔ وہ عقل جو منجانب اللہ عطا ہو جائے۔ ریب المنون۔ حوادثِ زمانہ۔ تحیر۔ سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار و تجلیات کی فراوانی سے وہ مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے اور اسکو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ خواری یعنی فنا رہستی موہوم۔ بخارا۔ مولانا کے دور میں بخارا شہر تمدنی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علمائے ظاہر کا وہاں مجمع تھا۔ بخارائے دگر۔ مجاہدات کے بعد انسان کا قلب معارف و اسرار کا گنجینہ بن جاتا ہے۔

[2] لا یفقہون۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ محفلش ضمیر ش کو مترجمین نے بخارائے دگر جو کہ قریب ہے کی طرف لوٹایا ہے اور لا یفقہون کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور قالی تفقہ نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کور باطن لوگوں کیلئے بولا گیا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے بخارا کی طرف ضمیر لوٹائی جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ ان ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں ہی ہے۔ ایں حکایت۔ میں جو قصے سنا رہا ہوں یہ گزشتہ لوگوں کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہید اور اپنے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور اُن کا مقصد رجوع الی اللہ ہے اگر وہ علوم نہ سمجھنا جس سے میں روک رہا ہوں۔ آن منافقوں نے قرآن کو بھی محض پچھلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا اور اِن قصوں کا جو مقصود تھا اسکو نہ سمجھے اسی طرح میری کتاب کا حال ہے ——

[3] لامکانے۔ قرآن ایک صفت خداوندی ہے جو زمان و مکان سے بالاتر ہے۔ وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبلش۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل دو چیزیں نہیں ہیں تو ان کو دو سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ دو چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں ایک شخص ایک کی نسبت سے باپ ہے وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے بہت کسی کے اعتبار سے نیچے ہے کسی کے اعتبار سے اوپر ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یک تنے اُو را پدر مارا پسر — بام زیرِ زید و بر عمرو آں زبر
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے — بالاخانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمرو کے اوپر ہے

نسبتِ زیر و زبر شد زاں دو کس — سقف سوئے خویش یک چیز ست و بس
دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی — چھت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے

نیستؔ مثلِ آں مثال ست ایں سخن — قاصر از معنیِ نو حرفِ کہن
اسکا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے — نئے نکتے سے، پرانے الفاظ کوتاہ ہیں

چوں لبِ جو نیست مشکالبؔ بند — بے لب و ساحل بُدست ایں بحرِ قند
چونکہ دریا کا کنارا نہیں ہے اے مشک (لب بند کر لے) — یہ شکر کا دریا بے کنارا اور بے ساحل ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — سُوئے فرعونِ مُدمّغ تا چہ کرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — متکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا!

فرستادنِ فرعون بمدائن در طلبِ ساحراں

فرعون کا جادوگروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

چونکہ موسیٰؑ بازگشت و او بماند — اہلِ رای و مشورت را پیش خواند
جب موسیٰؑ واپس ہوگئے اور وہ رہ گیا — (تو) رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا

مجتمع گشتند و بفشرؔند پائے — ہر کسے کردند عرضِ فکر و رائے
وہ جمع ہوگئے اور انھوں نے پاؤں جمائے — ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی

عاقبت ہامانِ بے سامانِ دُوں — رائے پیش آورد و کردش رہنموں
بالآخر ہامان بے سامان اور ذلیل نے — رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی

کاےؔ شہِ شاہِ ظفر چوں غم فزود — ساحراں را جمع باید کرد زود
اے بادشاہ فتحمندی کے شاہ! چونکہ فکر بڑھ گیا ہے — جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیئے

در ممالک ساحراں داریم ما — ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہمارے ممالک میں جادوگر ہیں — ہر ایک جادو میں یکتا اور پیشوا ہے

مصلحت آنست کز اطرافِ مصر — جمع آردشاں شہ و صرّافِ مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے — بادشاہ اور مصر کا منتظم ان کو جمع کرلے

اُو بسے مردم فرستاد آں زماں — ہر نواحی بہرِ جمعِ جادواں
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کردیئے — ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

لہ نیست. خدا کی ذات و صفات کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ لیس کمثلہ شیء ہے۔ بحر یعنی اسرار خداوندی. مشکا. اے مشک. بحر قند خدائی اسرار. بازگشت. یعنی فرعون کی مجلس سے۔

ٹہ بفشرد ند پای. یعنی اطمینان سے کھڑے ہوگئے. ہامان. فرعون کا مشہور وزیر تھا.

سہ کاے شہ. قرآن پاک میں ہے قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ۔ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ یعنی فرعون نے اپنے درباریوں سے جو اس کے چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں شک نہیں کہ یہ کوئی بڑا ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کرے، تم لوگ کیا صلاح دیتے ہو۔ درباریوں نے عرض کیا موسیٰ اور اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز ملتوی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے کیلئے ہرکارے روانہ کریں وہ لوگ آپ کے پاس ہر شہر سے ماہر جادوگر کو لے آئیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار
جس طرف بھی کوئی مشہور جادوگر تھا

کرد پرّاں سوئے اُو دَو پیکِ[51] کار
اُس کی جانب دو کارآمد قاصد روانہ کر دیئے

دو جواں بودند ساحر مُشتہر
دو جوان مشہور جادوگر تھے

سحرِ ایشاں در دلِ مہ مُستمر
اُن کی جادوگری چاند میں (بھی) جاری تھی

شیر دوشیدہ ز شیرانِ شکار
شکاری شیروں سے اُنھوں نے دودھ دوہا تھا

در سفرہا رفتہ بر خُمّے سوار
وہ مٹکے پر سوار ہوکر سفروں میں گئے تھے

شکلِ کرباسے نمودہ ماہتاب[52]
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے

آں بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
اُس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے

سیم بُردہ مُشتری آگہ شدہ
لُٹا ہوا خریدار (حقیقت سے) آگاہ ہوکر

دست از حسرت بُرخہا بر زدہ
افسوس سے مُنہ پیٹتا

صد ہزاراں ہم چُنیں در جادوی
اس طرح لاکھوں جادوگری میں

بُودہ مُنشی[53] و نبودہ چوں رَوی
وہ موجد تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے

صد ہزاراں جادوئیہا جنسِ ایں
اس طرح کی لاکھوں جادوگریاں تھیں

بودہ ایشاں را ہمہ دیدہ مُبیں
(اور) اُن کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا

چوں بدیشاں آمد آں پیغامِ شاہ
جب اُن کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا

کز شما شاہ است اکنوں چارہ خواہ
کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خواہاں ہے

از پئے آں کہ دو درویش آمدند
اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں

بر شہ و بر قصرِ او موکب زدند
اُنھوں نے بادشاہ اور اُس کے قلعہ پر دھاوا بولا ہے

نیست با ایشاں بغیر یک عصا
اُن کے پاس سوائے ایک لاٹھی کے کچھ نہیں ہے

کہ ہمی گردد بامرش اژدہا
جو اُن کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
بادشاہ اور فوج سب عاجز آگئے ہیں

زیں دو کس جملہ بافغاں آمدند
ان دونوں سے سب نالاں ہیں

چارہ جویاں بندہ را پیشِ شما
تدبیر کا طالب بن کر خادم کو تمہارے پاس

شاہ ازاں ارسال فرمودست تا
بادشاہ نے اِس لئے بھیجا ہے تاکہ

چارہ سازید اندر دفعِ شاں
اُن کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں
بادشاہ بدلے میں بے تعداد خزانہ بخش دے گا

[51] پیک۔ قاصد، ایلچی۔ سحر کا اثر عموماً سفلیات پر پڑتا ہے علویات متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن اُنکا کمال تھا کہ علویات کو بھی جادو سے متاثر کر دیتے تھے۔ بشیر یعنی وہ دونوں اِس قدر ماہر جادوگر تھے کہ جادو کے ذریعہ شیروں کا دودھ دوھکر دکھا دیتے تھے اور مٹکے پر سوار ہوکر سفر طے کرتے تھے۔

[52] ماہتاب۔ چاندنی چاندنی کا کپڑا بناکر اُسکو فروخت کر دیتے خریدار جب گھر پہونچتا تو کچھ نہ ہوتا اور وہ حسرت سے مُنہ پیٹتا۔ رَوِی۔ قافیہ کا اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے، قافیہ پہلے مصرع کے آخری حروف کے تابع ہوتا ہے لہذا تابع کے معنیٰ میں ہے، یعنی وہ دونوں جادوگری میں مجتہد تھے کسی کے مقلد نہ تھے۔

[53] مُنشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔ دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوسِ شاہی، لشکر۔ افغاں۔ فغان، فریاد۔ عوض۔ یعنی اگر تم نے اُس کو ہرا دیا تو بادشاہ بہت انعام دے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

چارۂ می باید اندر ساحری ۔۔ تا بود کہ زیں دو ساحر جاں بری
جادوگری میں کوئی تدبیر چاہیے ۔۔ تاکہ ان دونوں جادوگروں سے جاں بری ہو

آں دو ساحر را چو ایں پیغام داد ۔۔ ترس[1] و مہری در دلِ ہر دو فتاد
جب اُن دونوں جادوگروں کو یہ پیغام دیا ۔۔ خوف اور محبت دونوں کے دل میں آئی

عرقِ[2] جنسیت چو جنبیدن گرفت ۔۔ سر بزانو بر نہادند از شگفت
ہم پیشہ ہونے کی رگ جب پھڑکنی شروع ہوئی ۔۔ تعجب سے دونوں سوچ میں پڑ گئے

چوں دبیرستانِ صوفی زانو ست ۔۔ حلِ مشکل را دو زانو جادو ست
چونکہ صوفی کا مکتب زانو ہے ۔۔ مشکل کو حل کرنے کیلئے زانو جادو ہے

استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گورِ پدر را و پرسیدن از روانِ او حقیقتِ موسیٰؑ را

دونوں جادوگروں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور اس کی روح سے حضرت موسیٰؑ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا ۔۔ گورِ بابا کو تو ما را رہنما
اس کے بعد انھوں نے کہا ماں! آجا ۔۔ باوا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کردے

بُردشاں بر گورِ او بنمود راہ ۔۔ پس سہ روزہ داشتند از بہرِ شاہ
وہ انکو اس کی قبر پر لے گئی، راستہ دکھایا ۔۔ پھر انھوں نے بادشاہ کی خاطر تین روزے رکھے

بعد ازاں گفتند اے بابا ہما ۔۔ شاہ پیغامے فرستاد از وجا[3]
اس کے بعد انھوں نے کہا اے باوا! ہمیں ۔۔ بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے

کہ دو مرد او را بتنگ آوردہ اند ۔۔ آبروش پیشِ لشکر بردہ اند
کہ دو شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے ۔۔ لشکر کے روبرو اس کی آبروریزی کردی ہے

نیست با ایشاں سلاح و لشکرے ۔۔ جز عصا و در عصا شور و شرے
اُن کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے ۔۔ لاٹھی کے علاوہ، اور لاٹھی میں شور و شر ہے

تو جہانِ راستاں در رفتۂ ۔۔ گرچہ در صورت بجائے خفتۂ
تو سچوں کے عالم میں چلا گیا ہے ۔۔ اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے

آں اگر سحر ست ما را دہ خبر ۔۔ ور خدائی باشد اے جانِ پدر
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتا دے ۔۔ اور اگر خدائی بات ہے اے ابا جان!

ق

[1] ترس۔ خوف۔ ان دونوں پر خوف اس بنا پر طاری ہوا کہ جب اُن دو فقیروں نے بادشاہ اور پورے لشکر کو خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہوگی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ باوجود اس طاقت کے جب وہ ظاہری شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے نیک بندے ہونگے۔

[2] عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم جنس ہونا ہم پیشہ ہونا یہ دونوں بھی جادوگر تھے اور حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ نے بھی اُن کی جادوگری کیطرح کا معجزہ پیش کیا تھا۔ سر بزانو نہادن۔ غور و فکر کرنا۔ دبیرستان۔ مکتب، مدرسہ۔ رواں۔ روح۔ بہرِ شاہ۔ بادشاہ کے معاملہ میں اُن کو روزے رکھنے پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت موسیٰؑ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

[3] وجا۔ خوف۔ دو مرد یعنی حضرت موسیٰؑ و ہارون علیہما السلام۔ شور و شرے۔ کیونکہ اُس لاٹھی نے اژدہا بنکر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہانِ راستاں۔ عالمِ آخرت۔ خاک یعنی قبر۔ ور خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کا اژدہا بننا منجانب اللہ کوئی معجزہ ہے تو بھی بتادے تاکہ ہم اُس کی تعظیم کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم خبر دہ تاکہ ما سجدہ کنیم — خویش را بر کیمیائے[1] بر زنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں — اپنے آپ کو کیمیا سے وابستہ کر دیں

نا امیدانیم امیدے رسد — در شبِ دیجور خورشیدے رسد
ہم مایوس ہیں، امید پیدا ہو جائے — اندھیری رات میں سورج نکل آئے

از ضلال آئیم در راہِ رشد — راندگانیم و کرم مارا کشد
ہم گمراہی سے، راہِ ہدایت پر آ جائیں — ہم مردود ہیں، اور کرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتنِ ساحرِ مُردہ با فرزندانِ خود
مُردہ جادوگر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت[2] شاں در خواب کاے اولادِ من — نیست ممکن ظاہر ایں را دم زدن
اُس نے اُن سے خواب میں کہا، اے میرے بچو! — اِس میں کھل کر بات کرنا ممکن نہیں ہے

بانگ زد اے جان و فرزندانِ من — نیست پیدا گفتن ایں را مرتہن
اُس نے پکارا اے میری جان اور بچو! — اِس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے

فاش و مطلق گفتنم دستور نیست — لیک راز از پیشِ چشمم دور نیست
کُھلم کُھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے — لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے

لیک بنمایم شمارا آیتے — تا شوید آگہ ز سرِّ کنیتے
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں — تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ

یک نشانے وانمایم با شما — تا شود پیدا شمارا ایں خفا
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں — تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے

نورِ چشمانم چو آں جا گہ روید — از مقامِ خفتنش آگہ شوید
میرے نورِ چشمو! جب تم وہاں جاؤ — اُس کے سونے کی جگہ معلوم کر لو

آں[3] زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم — آں عصا گیرید و بگذارید بیم
جب وہ دانا سویا ہوا ہو (تو) — وہ لاٹھی لے لو اور خوف کو چھوڑ دو

گر بدزدیدش عصا او ساحر ست — چارۂ ساحر شمارا حاضر ست
اگر تم نے اُس کی لاٹھی چرالی تو وہ جادوگر ہے — جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے

ورنہ بتوانید ہاں آں ایزدی ست — او رسولِ ذوالجلال و مہتدی ست
اگر تم نہ اُٹھا سکو تو خبردار! وہ خدائی ہے — وہ اللہ کا رسول اور ہدایت یافتہ ہے

---

[1] کیمیا۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا اتباع۔ نا امیدیم۔ یعنی اِس وقت ہم جو اللہ تعالےٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ کارناموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔ ہمارے لئے آفتابِ ہدایت طلوع ہو جائے۔

[2] گفت شاں۔ اُن کے مردہ باپ کی روح نے خواب کی حالت میں کہا اِس بارے میں صاف صاف بتانا ممکن نہیں ہے یہ پوشیدہ بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ جادو ہے یا معجزہ۔ کنیت۔ پوشیدہ بات۔

[3] آں زماں۔ سحر اور معجزہ میں یہ فرق ہے کہ سحر کا تعلق محض ساحر کی توجہ اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے لہذا جادوگر کی غفلت کے وقت سحر کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی نیند اور غفلت سے معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے۔ ساحر ست کیونکہ اسکی نیند نے سحر کے اثر کو باطل کر دیا اور چور کو چرانے پر قدرت ہو گئی۔

Presented by www.ziaraat.com

گر جہاں فرعون گیرد شرق و غرب — سرنگوں آید خدا را گاہِ حرب

اگر فرعون مشرق اور مغرب (پورا جہان) حاصل کر لے — لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے اوندھا ہو جائیگا

ایں نشاں است ادم جانِ بابا — بر لویس اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب

آپ کی جان! میں نے یہ سچی نشانی دیدی — لکھ لے، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

جانِ بابا چوں بخسپد ساحرے — سحر و مکرش را نباشد رہبرے

جانِ پدر! جب کوئی جادوگر سو جاتا ہے — اُس کے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ چوپاں خفت گرگ ایمن شود — چونکہ خفت او جہدِ او ساکن شود

جب گڈریا سو گیا، بھیڑیا مطمئن ہو جاتا ہے — جب وہ سو گیا اُس کی کوشش ٹھہر گئی

لیک حیوانے کہ چوپانش خداست — گرگ را آنجا امید و رہ کجاست

لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے — بھیڑیے کو وہاں اُمید اور راستہ کہاں ہے!

جادوی کہ حق کند حق ست و راست — جادوئی خواندن مر آں حق را خطاست

جو جادو خدا کرے وہ حق اور درست ہے — اُس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے

جانِ بابا ایں نشانِ قاطع ست — گر بمیرد نیز حقش رافع ست

جانِ پدر! یہ قطعی علامت ہے — اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اُس کو بلند کرنے والا ہے

تشبیہ کردن قرآنِ مجید را بعصائے موسیٰ و وفاتِ

قرآنِ مجید کو عصائے موسیٰ سے تشبیہ دینا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخوابِ موسیٰ و قاصدانِ

کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے

تغییر قرآن را باں دو ساحر بچہ کہ قصد بردن عصائے موسیٰ

والوں کو اُن دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنھوں نے حضرت موسیٰ کی

کردہ بودند چوں موسیٰ را خفتہ یافتند

لاٹھی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطافِ حق — گر بمیری تو نمیرد ایں سبق

اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے — اگر تمہاری وفات ہو گی تب بھی یہ سبق ختم نہ ہوگا

من کتاب و معجزت را حافظم — بیش و کم کن را ز قرآں رافضم

میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں — میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنیوالے کا مخالف ہوں

۱؎ گر جہاں۔ اگر معجزہ ہے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہوگا چونکہ گڈریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اُس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ خدا است۔ معجزہ کا تعلق خدا سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے لہذا اُس کی حفاظت مکمل ہے۔

۲؎ گر بمیرد۔ موت سے نیند مراد لی جائے ورنہ ہوگا... انبیاء کے معجزات کا تعلق بھی اُن کی حیات سے ہے۔ تشبیہ۔ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضور کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدیل کرنے والوں کو اُن دو جادوگروں کے مشابہ سمجھو۔

۳؎ نمیرد۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

من ترا در ہر دو عالم رافعم[1] — طاغیاں را از حدیثت دافعم
میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں — سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنے والا ہوں

کس نیارد بیش و کم کردن درو — تو بہ از من حافظے دیگر مجو
اس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں کر سکتا — تو مجھ سے بہتر محافظ کی جستجو نہ کر

رونقت را روز روز افزوں کنم — نام تو بر زر و بر نقرہ زنم
میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا — تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا

منبر و محراب سازم بہر تو — در محبت قہر من شد قہر تو
میں تیرے لئے منبر اور محراب بناؤں گا — محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے

نام[2] تو از ترس پنہاں می کنند — چوں نماز آرند پنہاں می شوند
وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں — جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں

خفیہ می گویند نامت را کنوں — خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوفنوں
وہ اب چھپ کر تیرا نام لیتے ہیں — اے ہنرمند! اذان بھی چھپ کر دیتے ہیں

از ہراس و ترس کفار لعیں — دینت پنہاں می شود زیر زمیں
ملعون کافروں کے ڈر اور خوف سے — تیرا دین زمین میں چھپا جاتا ہے

من منارہ پر کنم آفاق را — کور گردانم دو چشم عاق را
میں دنیا کو دین سے روشن کروں گا — میں نافرمان کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ — دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ
تیرے خادم شہر اور مرتبہ حاصل کریں گے — تیرا مذہب مچھلی سے چاند تک پھیل جائے گا

تا قیامت[3] باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دیں اے مصطفیٰ
ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے — اے مصطفیٰ! تم دین کے مٹنے سے نہ ڈرو

اے رسول ما تو جادو نیستی — صادقی ہم خرقۂ موسیٰ ستی
اے ہمارے رسول! تم جادو نہیں ہو — تم سچے ہو، موسیٰؑ کے پیر بھائی ہو

ہست قرآں مر ترا ہمچوں عصا — کفرہا را در کشد چوں اژدہا
قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ کی) لاٹھی کی طرح ہے — (جو) اژدہے کی طرح کفروں کو نگل جائے گا

تو اگر در زیر خاکے خفتۂ — چوں عصایش داں تو آنچہ گفتۂ
تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو — جو کچھ تم نے کہا ہے اسکو ان (موسیٰؑ کی) لاٹھی کی طرح سمجھو

---

[1] رافعم۔ قرآن پاک میں ہے ورفعنا لک ذکرک۔ ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ کس نیارد۔ قرآن پاک میں ہے۔ لا مبدل لکلماتہ۔ اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ قہر من۔ رسول کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔

[2] نام تو۔ مکہ کی ابتدائی زندگی میں صحابہ حضورؐ سے اپنے تعلق کو چھپاتے تھے اور نمازیں بھی چھپ کر پڑھتے تھے۔ من منارہ۔ دین سے تمام عالم کو منور کر دوں گا اور مخالفوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی۔ چاکرانت۔ صحابہ کرام نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی۔ ایک عامیانہ تصور ہے کہ زمین مچھلی کی پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے گا۔

[3] تا قیامت۔ قیامت تک کوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم خرقہ۔ وہ دو بزرگ جو ایک شیخ کے خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شریعت کے علم بردار اور پیغامبر ہیں۔ ہست قرآن۔ جس طرح حضرت موسیٰ کی لاٹھی نے جادوگروں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ یعنی قرآن پاک۔

Presented by www.ziaraat.com

گرچہ باشی خفتہ تو در زیرِ خاک — چوں عصا[1] آگہ بود آں گفتِ پاک

اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو — (موسیٰؑ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا

قاصداں را در عصایت دست نے — تو بخسپ اے شہ مبارک خفتنے

ارادہ کرنیوالوں کو تمہاری لاٹھی پر قابو نہیں ہے — اے شاہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جانا مبارک ہے

تو بخفتہ نورِ تو برآسماں — بہرِ پیکارِ تو زہ کردہ کماں

تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے — تمہارے (دشمنوں سے) لڑنے کیلئے کمان پر چلہ چڑھائے ہوئے

فلسفی[2] وانچہ پوزش می کند — قوسِ نورت تیر دوزش می کند

فلسفی اور اُس کا منہ جو کچھ کرتا ہے — تیرے نور کی کمان اس کو چھید ڈالتی ہے

آنچناں کرد وازاں افزوں کہ گفت — او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

(اللہ تعالےٰ نے) وہ کیا جو کہا اور اُس سے بھی زیادہ — وہ (مصطفیٰؐ) سو گئے اور اُن کا نصیبہ اور اقبال نہ سویا

جانِ بابا چونکہ ساحر خواب شد — کارِ او بے رونق و بے آب شد

جانِ پدر! جب جادوگر سو گیا — تو اُس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا

ہر دو[3] از گورش رواں گشتند تفت — تا بمصر از بہرِ آں پیکار زفت

دونوں (جادوگر) اُس (باپ) کی قبر سے فوراً روانہ ہو گئے — سخت جنگ کے لئے مصر کی جانب

چوں بمصر از بہرِ آں کار آمدند — طالبِ موسیٰؑ و جائے او شدند

جب اُس کام کے لئے مصر میں پہنچے — (حضرت) موسیٰؑ اور انکی قیام گاہ کے طلبگار بنے

اتفاق افتاد کاں روزِ ورود — موسیٰؑ اندر زیرِ نخلے خفتہ بود

یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن — (حضرت) موسیٰؑ کھجور کے درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے

پس نشاں دادند شاں مردم بدو — کہ بروزاں سوئے نخلستاں بجو

لوگوں نے اُن کو اُن کا پتہ بتایا — کہ جا اُس نخلستان کی جانب تلاش کر

چوں بیامد دید در خرمابناں — خفتہ کو بود بیدارِ جہاں

جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا — اُس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا

بہرِ نازش بستہ او دو چشمِ سر — عرش و فرشش جملہ در زیرِ نظر

ناز میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے — عرش اور فرش سب اُس کی نگاہ میں

اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل — خود چہ بیند چشمِ اہلِ آب و گل

بہت سے بیدار آنکھ والے اور سوئے ہوئے دل والے ہیں — آب و گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

[1] چوں عصا حضرت موسیٰؑ کی نیند کے باوجود جادوگر اُن کی لاٹھی نہ چرا سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گڑبڑ نہ کر سکیں گے۔

[2] فلسفی۔ ملحدین فلاسفہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں نورِ محمدیؐ ان کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ آنچناں۔ اللہ تعالےٰ نے جو جو وعدے کئے اُن کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ اُن سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شُد۔ جادوگر کی غفلت کے وقت اُس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

[3] ہر دو۔ یعنی دونوں جادوگر۔ گورش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔ ورود۔ آمد۔ خرمابناں۔ کھجور کے درخت۔ خود چہ بیند۔ دل کی آنکھیں وہ دیکھ سکتی ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

وانکہ دل بیدار دارد چشمِ سر — گر بخسپد بر کشاید صد بصر

جو شخص بیدار دل رکھتا ہے، سر کی آنکھ — اگر سو جائے، سو بینائیاں کھل جاتی ہیں

گر تو اہلِ دل نۂ بیدار باش — طالبِ دل باش و در پیکار باش[1]

اگر تو صاحبِ دل نہیں ہے، جاگتا رہ — دل کا طالب بن، اور (نفس سے) لڑتا رہ

ور دلت بیدار شد می خسپ خوش — نیست غائب ناظرت از ہفت و شش

اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے آرام سے سو جا — سات (آسمانوں) اور چھ (جہتوں) سے تیری نگاہ غائب نہیں ہے

گفت پیغمبر کہ خسپد چشمِ من — لیک کے خسپد دلم اندر وسن

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سوتی ہے — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

شاہ بیدار ست و حارس خفتہ گیر — جاں فدائے خفتگانِ دل بصیر[2]

شاہ بیدار ہے، محافظ سو بھی گیا ہو — بیدار دل، سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے

وصفِ بیداریِ دل اے معنوی — می نگنجد در ہزاراں مثنوی

اے معنیٰ کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف — ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سما سکتا

چوں بدیدندش[3] کہ خفتست او دراز — بہرِ دزدیِ عصا کردند ساز

جب انھوں نے اُن کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا — انھوں نے لاٹھی چرانے کی تیاری کی

ساحراں قصدِ عصا کردند زود — کز پسش باید شدن واں گہ ربود

جادوگروں نے فوراً لاٹھی کا قصد کیا — کہ پیچھے سے جانا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے

اندکے چوں پیشتر کردند ساز — اندر آمد آں عصا در اہتزاز

جب آگے (بڑھنے کا) تھوڑا سا قصد کیا — وہ لاٹھی حرکت میں آ گئی

آنچناں بر خود بلرزید آں عصا — کاں دو بر جا خشک گشتند از وجا

لاٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی — کہ وہ دونوں خوف سے (اپنی) جگہ پر خشک ہو گئے

بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد — ہر دو آں بگریختند و روی زرد

اُس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اُس نے حملہ کر دیا — دونوں بھاگے اور اُن کا چہرہ زرد تھا

رو در افتادن گرفتند از نہیب — غلط غلطاں منہزم در ہر نشیب

خوف سے انھوں نے منہ کے بل گرنا شروع کر دیا — لڑھکتے پڑتے ہر گڑھے میں پسپا ہوتے ہوئے

پس یقیں شاں شد کہ ہست از آسماں — زانکہ می دیدند حدِ ساحراں

تو اُن کو یقین ہو گیا کہ وہ (طاقت) آسمانی ہے — اسلئے کہ انھوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

---

[1] در پیکار۔ یعنی دل کی آنکھیں حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔ ہفت و شش یعنی ساتوں آسمان اور چھ جہتیں شاہ بیدار۔ اگر شاہ بیدار ہے تو چوکیدار کے سو جانے سے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ دل بمنزلہ شاہ کے ہے۔

[2] خفتگان۔ یعنی جنکی آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ معنوی۔ وہ شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب ہو۔

[3] بدیدندش۔ اُن دونوں جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا۔ اہتزاز۔ متحرک ہو جانا۔ وجا۔ خوف۔ شد یعنی وہ لاٹھی۔ نہیب خوف۔ منہزم۔ پسپا۔

پس[۱] ازیں رو علمِ سحر آموختن — نیست ممنوع و حرام و مُمتہن
لہٰذا اس حیثیت سے جادو کا علم سیکھنا — ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے

بہرِ تمیزِ حق از باطل نکوست — سحر کردن شد حرام اے مرد دوست
حق کو باطل سے جُدا کرنے کے لئے اچھا ہے — اے دوست! جادو کرنا حرام ہے

بعد ازاں اطلاق دستِ شاں شد پدید — کارِ شاں تا نزع و جاں کندن رسید
اس کے بعد ان کو دست آنے اور بخار ہو گیا — ان کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا

پس فرستادند مردے در زماں — سوئے موسیٰؑ از برائے عذرِ آں
تو انھوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا — (حضرت) موسیٰؑ کے پاس اس کی معذرت کیلئے

کامتحاں کردیم مارا کے رسد — امتحانِ تو اگر نبود حسد
کہ ہم نے آزمایا، ہمیں کب حق تھا — آپ کے آزمانے کا، اگر حسد نہ ہوتا

مجرم[۲] شاہیم ومارا عذر خواہ — اے تو خاصُ الخاص درگاہِ اِلٰہ
ہم شاہی مجرم ہیں، ہماری عذر خواہی کر دیجئے — آپ خدا کی بارگاہ کے خاصُ الخاص ہیں

درگذر از ما کہ ما کردیم بد — اے ترا الطاف و فضلِ بے عدد
ہم نے بُرا کیا، ہمیں معاف کر دیجئے — اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے

عفو کرد و در زماں نیکو شدند — پیشِ موسیٰؑ بر زمیں سر می زدند
اُنھوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے — (حضرت) موسیٰؑ کے سامنے سر پٹختے تھے

گفت موسیٰؑ عفو کردم اے کرام — گشت بر دوزخ تن و جاں تاں حرام
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا اے شریفو! میں نے معاف کیا — تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے

من[۳] شما را خود ندیدم اے دو یار — اعجمی سازید خود را ز اعتذار
اے دو دوستو! (گویا) میں نے تمھیں دیکھا ہی نہیں — عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بنا لو

ہمچناں بیگانہ شکل و آشنا — در نبرد آئید پیشِ بادشاہ
اسی طرح (بظاہر) اجنبی صورت اور (بباطن) دوست — بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آجاؤ

آنچہ باشد مر شما را از فنوں — جمع آرید از درون و از بروں
تمہارے پاس جو بھی کرتب ہوں — اندر اور باہر سے اکٹھے کر لو

۱؎ پس یہ کہ کوئی شخص جادو اس غرض سے سیکھے کہ وہ سحر اور معجزہ میں فرق کر سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو یہ جائز ہے لیکن جادو کرنا مطلقاً بہر صورت ناجائز اور حرام ہے۔ اطلاق۔ دستوں کا جاری ہو جانا۔ کامتحاں۔ ہم نے آزمانا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بنا پر تھا۔

۲؎ مجرم شاہیم۔ چونکہ ہم نے اللہ کے رسول کا جرم کیا ہے لہٰذا ہم نے اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ نیکو شدند یعنی اُن کا بخار اور دستوں کی بیماری زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم ایمان لے آئے ہو۔

۳؎ من شما۔ حضرت موسیٰؑ نے ان دونوں جادوگروں سے فرمایا کہ فرعون سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرتب کرنا۔ بیگانہ شکل یعنی بظاہر اجنبی بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں رکھنا۔

Presented by www.ziaraat.com

جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا از وے یافتن و دست بر سینہ زدن در قہر خصمِ او کہ ایں کار را دفع بر ما نویس

شہروں سے فرعون کے سامنے جادوگروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے خلعتیں پانا اور اس کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ مارنا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

پس زمیں را بوسہ دادند و شدند — انتظارِ وقتِ فرصت می بُدند
پھر انھوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہوگئے — فرصت کے وقت کے منتظر تھے

تا بفرعون آمدند آں ساحراں — دادشاں تشریفہائے بیکراں
وہ جادوگر فرعون کے پاس آئے — ان کو اس نے لاتعداد خلعتیں دیں

وعدہاشاں کرد و پیشیں ہم بداد — بندگان و اسپان و نقد و جنس و زاد
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیئے — غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ

بعد ازاں شاں گفت ہیں اے سابقاں — گر فزوں آئید اندر امتحاں
اس کے بعد اس نے کہا آگاہ! اے ماہرو! — اگر تم امتحان میں بازی لے گئے

برفشانم بر شما چندیں عطا — کہ بدرّد پردۂ جود و سخا
تم پر اس قدر عطا نثار کروں گا — کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائیگا

پس بگفتندش باقبالِ تو شاہ — غالب آئیم و شود کارش تباہ
تو انھوں نے کہا کہ اے شاہ! آپ کے اقبال سے — ہم جیتیں گے اور اس (موسیٰؑ) کا کام تباہ ہوگا

ما دریں فن صفدریم و پہلواں — کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہم اس فن میں صف شکن اور پہلوان ہیں — ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے

ذکرِ موسیٰؑ بندِ خاطرہا شدست — کایں حکایتہاست کہ پیشیں بُدست
موسیٰؑ کا ذکر دلچسپی (کا موجب) بن گیا ہے — کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں

ذکرِ موسیٰؑ بہرِ روپوش ست لیک — نورِ موسیٰؑ نقدِ تست اے مردِ نیک
موسیٰؑ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے لیکن — اے بھلے آدمی! موسیٰؑ کا نور تیرا مقصود ہے

موسیٰؑ و فرعون در ہستیِ تست — باید ایں دو خصم را در خویش جُست
موسیٰؑ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں — ان دو متقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تلاش کرنا چاہئے

تا قیامت ہست از موسیٰؑ نتاج — نورِ دیگر نیست دیگر شد سراج
موسیٰؑ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے — روشنی دوسری نہیں ہے چراغ دوسرا ہے

۱؎ تشریفہا۔ خلعتیں۔ خصمِ او۔ یعنی حضرت موسیٰؑ پر غالب آنے کے بارے میں۔ شدند۔ یعنی وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس سے روانہ ہوگئے۔ انتظار۔ یعنی وہ منتظر تھے کہ کوئی وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰؑ پر ایمان کا اظہار کر دیں۔ سابقاں۔ بازی لے جانے والے۔

۲؎ فزوں آئید۔ یعنی اگر تم حضرت موسیٰؑ پر غالب آجاؤ گے۔ کہ بدرّد۔ یعنی اس قدر دوں گا جو حد سے بڑھا ہوا ہوگا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا کام۔ صفدریم۔ یعنی ہم صف شکن ہیں۔ پائے ما۔ ہمارا مرتبہ۔ ذکرِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے قصے سے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض قصہ نقل کرنا نہیں ہے قصہ تو پرانا ہے۔

۳؎ ذکرِ موسیٰ۔ اس قصہ کے ماتحت جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصودِ اصلی تو وہ نور ہے جو حضرت موسیٰؑ کو عطا کیا گیا تھا۔ تا قیامت۔ ہر نبی کا نور امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور جس صفت خاص کا کوئی نبی مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی بھی مربوب ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ایںؔ سفال وایں فتیلہ دیگرست | لیک نورش نیست دیگر زاں سرست
یہ دیا اور یہ بتی دوسری ہے | لیکن اس کا نور دوسرا نہیں وہی ہے

گر نظر در شیشہ داری گم شوی | زانکہ از شیشہ است اعداد دوئی
اگر تو نے شیشہ پر نظر رکھی تو گم ہو جائے گا | کیونکہ شیشہ سے تعدد اور دوئی پیدا ہوتی ہے

ور نظر بر نور داری وارہی | از دوئی و اعداد جسم اے منتہی
اگر تو نور پر نظر رکھے گا، نجات پا جائے گا | اے باکمال! جسم کی دوئی اور تعدد سے

از نظر گاہ است اے مغزِ وجودؔ | اختلاف مومن و گبر و جہود
اے خلاصۂ کائنات! نقطۂ نظر کی وجہ سے ہے | مومن اور آتش پرست اور یہودی کا اختلاف

اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب تار

اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل اور کیفیت میں اختلاف کرنا

پیل اندر خانۂ تاریک بود | عرضہ را آوردہ بودندش ہنودؔ
ہاتھی ایک اندھیرے گھر میں تھا | ہندوستانی اس کو پیش کرنے کیلئے لائے تھے

از برائے دیدنش مردم بسے | اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے | ہر شخص اندھیرے میں گھس آیا

دیدنشؔ با چشم چوں ممکن نبود | اندراں تاریکیش کف می بسود
چونکہ اس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہ تھا | اندھیرے میں اس پر ہاتھ پھیرتا تھا

آں یکے را کف بخرطوم اوفتاد | گفت ہمچوں ناودانست ایں نہاد
ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا | اس نے کہا، یہ جسم پرنالے کی مانند ہے

آں یکے را دست بر گوشش رسید | آں بروچوں بادبیزن شد پدید
ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پہنچا | اس کو وہ پنکھے کی طرح معلوم ہوا

آں یکے را کف چو بر پایش بسود | گفت شکلِ پیل دیدم چوں عمود
ایک کا ہاتھ جب اس کے پیر پر لگا | اس نے کہا میں نے ہاتھی کو ستونوں جیسا دیکھا ہے

آں یکے بر پشت او بنہاد دست | گفت خود ایں پیل چوں تختے بدست
ایک نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا | اس نے کہا، یہ ہاتھی تخت کی طرح کا ہے

ہمچنیں ہر یک بجزوے کو رسید | فہم آں می کرد ہر جا می شنید
اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی ایک عضو تک پہنچا تھا | جہاں کہیں (ہاتھی کا نام) سنتا وہی خیال کرتا

ل‍ہ ایں سفال۔ ناشناس بنتے ہیں اور اس صنعت خانہ کا نور خود منتقل ہوتا رہتا ہے۔ شیشہ۔ یعنی تعینات گم شوی۔ وحدت حقیقی ہاتھ سے چھوٹ جائے گی۔ ور نظر شیشہ تعینات پر نظر تعدد اور دوئی کا سبب ہے اگر شیشہ مقصود نہ ہو بلکہ نور مدنظر ہو تو وحدت حقیقی نظر آئے گی۔ از نظر گاہ۔ مومن اور کافر کا نقطۂ نگاہ چونکہ جداگانہ ہو گیا اسی لئے ان میں اختلاف پیدا ہوا۔

ل‍ہ مغز وجود۔ چونکہ انسان خلیفۃ اللہ ہے لہذا وہ وجود کائنات کا مغز اور خلاصہ ہے۔ پیل۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ ایک چیز کے دیکھنے کے جب زاویے بدل جاتے ہیں تو اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاتھی کو مختلف لوگوں نے مختلف زاویوں سے دیکھا تو ان کے عقیدے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہنود۔ ہندوستان کے رہنے والے مولانا ہندوستانی مسلمانوں کو بھی لفظ ہنود سے تعبیر کرتے ہیں، ہندوستان کا ہاتھی مشہور تھا۔

ل‍ہ دیدنش۔ اندھیرے میں آنکھ سے دیکھنا ممکن نہ تھا اس لئے ہاتھی پر ہاتھ پھیر کر دیکھ رہے تھے۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ پرنالے ... سے مشابہ ہے۔ ناوداں۔ پرنالہ۔ بادبیزن۔ پنکھا، فرشی پنکھے بالکل ہاتھی کے کان کی طرح ہوتے ہیں۔ عمود۔ ستون۔ تخت۔ ہاتھی کی کمر تخت کی طرح چوڑی چپٹی ہوتی ہے۔ می شنید جہاں کہیں وہ لوگ ہاتھی کا ذکر سنتے تو اپنے ذہن کے مطابق اس کا تصور کرتے۔

Presented by www.ziaraat.com

۹ از نظر گہ گفتِ شاں شد مختلف　　آں ۱ یکے دالش لقب داد ایں الف
ان کی بات نقطۂ نظر کی وجہ سے مختلف ہو گئی　　اس ایک نے اس کو دال کا لقب دیا، اس نے الف کا

در کفِ ہر یک اگر شمعے بُدے　　اختلاف از گفتِ شاں بیروں شُدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی　　تو ان کی باتوں سے اختلاف دور ہو جاتا

چشمِ حِس ۲ ہمچوں کفِ دست است و بس　　نیست کف را بر کُلِ اُو دسترس
حس کی آنکھ صرف ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے　　ہتھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے

جسمِ دریا دیگر است و کف دِگر　　کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
دریا کا وجود اور ہے اور جھاگ اور ہیں　　جھاگ کو چھوڑ، اور آنکھ سے دریا کو دیکھ

جُنبشِ کفہا ز دریا روز و شب　　کف ہمی بینی و دریا نے عجب
شب و روز جھاگوں کی حرکت دریا کی وجہ سے ہے　　تعجب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہیں

ما ۳ چو کشتیہا بہم بر می زنیم　　تیرہ چشمیم و در آبِ روشنیم
ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں　　ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دریا میں ہیں

اے تو در کشتیِ تن رفتہ بخواب　　آب را دیدی نگر در آبِ آب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے　　تو نے پانی کو دیکھ لیا، پانی کے پانی کو دیکھ

آب را آبیست کو میراندش　　روح را روحے ست کو میخواندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو چلاتا ہے　　روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے

موسیٰؑ و عیسیٰؑ کجا بُد کآفتاب　　کِشتِ موجودات رامی داد آب
حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کہاں تھے جبکہ سورج نے　　موجودات کی کھیتی کو پانی دیا

آدمؑ و حوا کجا بُد آں زماں　　کہ خدا افگند ایں زہ در کماں
اس وقت حضرت آدمؑ اور حوا کہاں تھے　　جبکہ خدا نے کمان پر یہ چلّہ چڑھایا

ایں سخن ہم ناقص است و اَبتر است　　آں سخن کہ نیست ناقص آں سر است
یہ بات بھی ناقص اور ادھوری ہے　　جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اُدھر کی ہے

گر بگویم زاں بلغزد پائے تو　　ور نگویم ہیچ ازاں اے وائے تو
اگر میں اس کے بارے میں کہوں تو تیرے پیر پھسل جائیں　　اور اگر انہیں سے تجھ کو بھی نہ کہوں تو تجھ پر افسوس ہے

ذات کی قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم ہے۔ کہ خدا یعنی کائنات کو حیات بخشی تھی۔ ایں سخن یعنی ذاتِ حق کی جو تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ آں سخن۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو تعبیرات قرآن میں تجویز کی ہیں۔ گر بگویم۔ اب اگر خالق کی اُنکی ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اس شان پر دل جل جاؤ گے اور اگر اسکا بالکل ذکر نہ کیا جائے تو یہ بھی افسوسناک بات ہے۔

ٹ۱ آں یکے۔ چونکہ ہاتھی کا تصور سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس لئے انھوں نے اس کو مختلف عبارتوں سے تعبیر کیا۔ کسی نے مثلاً اس کو دال کہا تو کسی نے اس کو الف کہا۔

ٹ۲ چشمِ حس۔ انسان کی حسی آنکھ اُن لوگوں کی ہتھیلی کی طرح ہے جیسے اُن کی ہتھیلی کی دسترس پورے ہاتھی پر نہ تھی اسی طرح یہ ظاہری آنکھ کسی چیز کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔ کف دگر۔ مولانا کفِ دست سے کفِ دریا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شناسی ہونی چاہیئے نہ کہ ظاہر پرستی۔ جسمِ دریا۔ یعنی وجودِ مطلق۔ کف۔ یعنی جسمِ عنصری۔ جنبشِ کفہا۔ انسانی اجسام روح کی وجہ سے متحرک ہیں لیکن افسوس کہ انسان تن پروری کرتا رہتا ہے اور روح سے غفلت برتتا ہے۔

ٹ۳ ما چو کشتیہا۔ اجسام کو پہلے کفِ دریا سے تعبیر کیا تھا۔ اب انکو کشتیوں سے تعبیر کیا ہے۔ آبِ روشن۔ روح۔ آب۔ تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو گیا ہے تو اب اسکو آگے قدم بڑھا کر ذاتِ حق کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ آبِ آب۔ روح الارواح، ذاتِ حق۔ آبیست یعنی روح کیلئے افاضۂ حیات کرنیوالی ذات۔ موسیٰ و عیسیٰ سے افاضۂ حیات کرنیوالی۔

ور بگویم در مثالِ صورتے
اگر میں کسی صورت کی مثال میں (اس کی مثال) بتاؤں

بر ہماں صورت بچسپی اے فتے
اے نوجوان! تو اسی صورت پر چپک جائے گا

بستہ پائی[۵۱] چوں گیاہ اندر زمیں
تو گھاس کی طرح زمین میں پابستہ ہے

سر بجنبانی بباد بے یقیں
بغیر یقین کے ہوا سے سر ہلاتا ہے

لیک پایت نیست تا نقلے کنی
لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو منتقل ہو جائے

یا مگر پا را ازیں گِل بر کنی
یا تو اس کیچڑ سے پاؤں باہر نکال لے

چوں کنی پا را حیاتت زیں گِل ست
تو پاؤں کیسے نکال سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے

ایں حیاتت را روش بس مشکل ست
تیری اس زندگی کے لئے رہائی بہت مشکل ہے

چوں حیات[۵۲] از حق بگیری اے روی
اے سیراب! جب تو اللہ (تعالیٰ) سے زندگی حاصل کریگا

پس غنی گردی ز گِل در دل روی
تو مٹی سے بے نیاز ہو جائیگا، دل کی دنیا میں پہنچ جائیگا

فارغ و مستغنی از گِل سوئے دل
مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف

می روی بے قید و حر از اہلِ گِل
بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑیگا

شیر خوارہ چوں ز دایہ بگسلد
دودھ پیتا بچہ جب دایہ سے تعلق توڑتا ہے

لوت خوارہ شد مر او را می ہلد
غذا خور بن جاتا ہے اور اُس (دایہ) کو چھوڑ دیتا ہے

بستہ[۵۳] شیرِ زمینی چوں حبوب
بیجوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے

جو فطامِ خویش از قوت القلوب
دلوں کی خوراک کے ذریعہ اُس دودھ کو چھوڑنے کی کوشش کر

قوتِ حکمت خور کہ شد نورِ ستیر
دانائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چھپا ہوا نور ہے

اے تو نورِ بے حجب را ناپذیر
اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکنے والا ہے

تا پذیرا گردی اے جاں نور را
اے جان! تاکہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے

تا بہ بینی بے حجب مستور را
تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پردوں کے دیکھ لے

چوں ستارہ سیر بر گردوں کنی
تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے

بلکہ بر گردوں سفر بے چوں کنی
بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے

آں چناں کز نیست در ہست آمدی
اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی
ہاں بتا کیسے آیا ہے؟ تو بے ہوش آیا ہے

---

۵۱ بستہ پائی۔ عوام تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے بیان پر یقین کے بغیر یقین کے اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر ہلانے لگتے ہیں۔ لیکن عوام تقلید سے تحقیق کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیشقدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔ چوں کنی جبکہ انسان سفلی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۵۲ چوں حیات۔ اگر انسان اس سفلی زندگی کو خیر باد کہدے، تو وہ دل کی دنیا میں پہنچکر مسرت و مدہوشی حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خوارہ: بچہ کو جب تک لذیذ غذائیں نہیں ملتی ہیں دایہ کو چپٹا رہتا ہے جب غذائیں ملنے لگتی ہیں تو دایہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تک — عالم سفلی سے چپٹا ہوا ہے اسرار کی لذت سے بے خبر ہے جب وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم سفلی کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔

۵۳ بستہ۔ بیج زمین سے غذا حاصل کرتا ہے، اسی طرح انسان عالم سفلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت سے حاصل ہوتی ہے۔ قوت حکمت۔ تو دل کی غذا حکمت اور پند و موعظت سے حاصل کر لے، انکے الفاظ میں وہ نور پوشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر استعداد پیدا ہو جانے پر براہ راست اُسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تا بہ بینی۔ رفتہ رفتہ وہ استعداد پیدا ہو جائے گی جس سے مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے گا۔ چوں ستارہ۔ پھر عالم ملکوت کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ آں چناں۔ عالم ملکوت کی طرف تمہارا عروجی سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس عالم کی طرف نزولی سفر ہوا لیکن یہ سفر چونکہ تمہاری مدہوشی میں ہوا ہے اس لئے تمہیں وہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنے کے راستے یاد ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

راہہائے آمدن یادت نماند — لیک رمزے بر تو برخواہیم خواند
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے — لیکن میں تجھے ایک اشارہ کرتا ہوں

ہوش[۱] را بگذار وانگہ ہوشدار — گوش را بربند وآنگہ گوشدار
ہوش کو چھوڑ دے، پھر ہوشیار بن جا — کان کو بند کر لے پھر کان لگا

نے بگویم زانکہ تو خامی ہنوز — در بہاری و ندیدستی تموز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے — تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے

ایں جہاں[۲] ہمچوں درخت ست اے کرام — ما بروچوں میوہائے نیم خام
اے بزرگو! یہ دنیا درخت کی طرح ہے — (اور) ہم اس پر ادھ کچے پھل کی طرح ہیں

سخت گیرد خامہا مر شاخ را — زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کچوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے — کیونکہ کچے پن میں (شاہی) محل کے لائق نہیں ہوتا ہے

چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزاں — سست گیرد شاخہا را بعد ازاں
جب پک گیا اور ہونٹوں کو چبانے والا شیریں بنگیا — اُسکے بعد شاخوں سے گرفت ڈھیلی کرلیتا ہے

چوں ازاں اقبال شیریں شد دہاں — سرد شد بر آدمی ملک جہاں
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے منہ میٹھا ہوجاتا ہے — دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہوجاتا ہے

سخت گیری و تعصب خامی ست — تا جنینی کار خوں آشامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا پن ہے — جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے (تیرا) کام خون پینا ہے

چیز[۳] دیگر ماند اما گفتنش — با تو روح القدس گوید نے منش
دوسری چیز رہ گئی لیکن اس کا بتانا (میرا کام) نہیں ہے — وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں

نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن — بے من و بے غیر من اے ہم تو من
نہیں، تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا — میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ تو میں ہے

ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی — تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی
جیسا کہ جب تو سوجاتا ہے — تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے

خطیرۃ القدس کے دوسرے ملائک مراد ہیں گے۔ فرماتے ہیں کہ وہ باتیں نہیں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہوگا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا۔ اے ہم تو من یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ من و تو کا امتیاز ختم ہوگیا ہے۔ ہمچو۔ یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود سننے والا ——— بن جاتا ہے اس کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

۱؎ ہوش را بگذار۔ اگر تم یہاں آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان جسمانی کانوں کو بند کرکے روح کے کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آجائیں گی اور عہد الست کی آواز سُن لوگے۔ نے بگویم میں نے تمہیں بتا دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا کی بہار دیکھی ہے مجاہدات کی گرمی نہیں سہی ہے۔

۲؎ ایں جہاں۔ انسان اور دنیا کی مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا جوڑ مضبوط اور سخت ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح خام انسان دنیا کو چمٹا رہتا ہے اگر اسمیں پختگی آجاتی ہے تو دنیا سے تعلق کمزور ہوجاتا ہے۔ تا جنینی۔ پیٹ کا بچہ جب تک پیٹ سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون ہے جب وہ باہر آجاتا ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون جیسی نجس چیز رہتی ہے۔

۳؎ چیز دیگر۔ کچھ اسرار تو میں نے بتا دیئے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح القدس بتائیگا روح القدس سے مراد یہاں جبرئیل نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ

Presented by www.ziaraat.com

بشنوی[1] از خویش و پنداری فلاں — با تو اندر خواب گفتست آں نہاں
تو اپنی طرف سے سنتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ فلاں نے — وہ پوشیدہ راز خواب میں تجھ سے کہا ہے

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق — بلکہ گردونی و دریائے عمیق
اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے — بلکہ تو آسمان ہے، اور گہرا سمندر ہے

آں توئی زفتت کہ آں نہ صد تو ست — قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست
وہ تیری موٹی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے — سمندر ہے اور تیری سو شخصیتوں کے ڈوب جانے کی جگہ ہے

خود[2] چہ جائے حد بیداری و خواب — دم مزن واللہ اعلم بالصواب
بیداری اور نیند کا خود کیا ٹھکانا ہے — خاموش ہو جا، اور اللہ بہتر جانتا ہے

دم مزن تا بشنوی از دم زناں — آنچہ ناید در بیان و در زباں
دم نہ مار، تاکہ تو دم مارنے والوں سے سن لے — وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سما سکتا ہے

دم مزن تا بشنوی زاں آفتاب — آنچہ ناید در کتاب و در خطاب
دم مت مار تاکہ تو اس آفتاب سے سن لے — وہ جو لکھنے اور بیان کرنے میں نہیں آ سکتا

دم مزن تا بشنوی زاں مہ لقا — الصلا اے پاکبازاں الصلا
دم مت مار تاکہ تو سن لے اس ماہ رخ سے — آؤ، اے پاکبازو! آؤ

دم مزن تا بشنوی اسرار حال — از زبان بے زباں کہ قم تعال
دم مت مار تاکہ تو حالت کے اسرار سن لے — بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو، آ جا

دم مزن تا دم زند بہر تو روح — آشنا[3] بگذار در کشتی نوح
دم نہ مار تاکہ تیرے لئے روح کہے — تیرنا چھوڑ دے، نوح کی کشتی میں آ جا

ہمچو کنعاں کآشنا می کرد او — کہ نخواہم کشتی نوح عدو
کنعان کی طرح (نہ بن) کہ وہ تیرتا تھا — کہ میں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر را و سر کشیدن او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلانا اور اس کی سرکشی کرنا کہ میں

کہ بر سر کوہ روم و چارہ کنم — و منت تو نکشم
پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور تدبیر کر لوں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیا در کشتی بابا نشیں — تا نگردی غرق طوفاں اے مہیں
خبردار! آ جا باوا کی کشتی میں بیٹھ جا — اے ذلیل! تاکہ تو طوفان میں نہ ڈوبے

---

[1] بشنوی۔ انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دوسرا نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود سن رہا ہے۔ آں توئی۔ آنے جانے کے مختلف مقامات، مخاطب اور متکلم کا امتیاز، یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ انسان بظاہر عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالم کبیر ہے۔ انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے۔

[2] خود۔ انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لامحدود شخصیت ہے۔ دم مزن۔ ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرما دے۔ آنچہ۔ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ قم تعال۔ کھڑا ہو آ جا۔ جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ روح۔ یعنی مرشد۔

[3] آشنا بگذار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کو سہارا لے لے۔ ہمچو کنعاں۔ حضرت نوحؑ کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو تباہ ہوا۔ بابا۔ یعنی حضرت نوحؑ۔ مہین۔ ذلیل۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت نے من آشنا[1] آموختم — من بجز شمع تو شمع افروختم
اُس نے کہا نہیں میں نے تیرنا سیکھا ہے — میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے

ہیں مکن کایں موج طوفانِ بلاست — دست و پا را آشنا امروز لاست
خبردار ایسا نہ کر، کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے — آج تیرنے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں

بادِ قہرست و بلائے شمع کُش — جز کہ شمعِ حق نمی پاید خمُش
یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے — اللہ (تعالیٰ) کی شمع کے علاوہ کوئی شمع ٹھہر گی چپ ہو جا

گفت نے رفتم بر آں کوہِ[2] بلند — عاصم ست آں کہ مرا از ہر گزند
اُس نے کہا نہیں، اُس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا — وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے

ہیں مکن کہ کوہ کاہ ست ایں زماں — جز حبیبِ خویش را ندہد اماں
خبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے — وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پناہ نہ دیگا

گفت من کے پندِ تو بشنودہ ام — کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
اُس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سُنی ہے؟ — تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں

خوش نیامد گفتِ تو ہرگز مرا — من بری ام از تو در ہر دو سرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی — میں تجھ سے دونوں جہان میں بیزار ہوں

ہیں مکن بابا کہ روزِ ناز نیست — مر خدا را خویشی و انباز نیست
خبردار! بابا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے — خدا کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے

تا کنوں کردی و ایں دم نازکیست — اندریں درگاہ کسے را ناز کیست
تو نے ابتک (ناز) کیا اور یہ نازک وقت ہے — اُس دربار میں کسی کو ناز کا حق) کب ہے؟

لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ ست او از قِدم — نے پدر دارد نہ فرزند و نہ عم
نہ اُس کے بیٹا پیدا ہوا نہ کسی سے پیدا ہوا وہ ازل سے ہے — نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا

نازِ فرزنداں[3] کجا خواہد کشید — رازِ بابایاں کجا خواہد شنید
وہ اولاد کا (سا) ناز کہاں برداشت کریگا؟ — باپوں کا راز کہاں سُنے گا؟

نیستم مولود پیرا کم بناز — نیستم والد جوانا کم گراز
(خدا فرمائیگا) میں بیٹا نہیں ہوں اے بوڑھے ناز کر — میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ

نیستم شوہر نیم من شہوتی — ناز را بگذار اینجا اے ستی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں — اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

---

[1] آشنا۔ شناوری تیراکی۔ شمع یعنی تدبیر۔ شمع افروختم یعنی میں نے بچنے کی یہ تدبیر سوچی ہے کہ تیروں گا۔ لا۔ معدوم۔ خمش۔ چپ ہو جا۔

[2] کوہ بلند۔ قرآن پاک میں کنعان کا مقولہ مذکور ہے سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ میں پہاڑ پر پناہ گزیں ہو جاؤنگا۔ وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ ندہد اماں یعنی خدا امن نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔ مر خدا را۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور شرکت وغیرہ ہوتی ہے۔ نازکیست پہلے مصرع میں بمعنی "نازکی است" ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی "ناز کے است" ہے۔

[3] نازِ فرزنداں۔ جبکہ وہ لَمْ یَلِدْ اور لَمْ یُوْلَدْ ہے تو اُس کی جناب میں نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ باپوں کے راز کی گنجائش ہے۔ پیرا۔ اے بوڑھے۔ گراز۔ گرازیدن اکڑ کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی بنیاد پر مرد عورت کی نازبرداری کرتا ہے۔ ستی۔ عورت، بیوی۔

Presented by www.ziaraat.com

جز خضوع و بندگی و اضطرار[1] — اندریں حضرت ندارد اعتبار

سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے — اس دربار میں کسی کا اعتبار نہیں ہے

گفت بابا سالہا ایں گفتہ — باز میگوئی بجہل آشفتہ

اس نے کہا، ابا! تم نے یہ سالہا کہا ہے — پھر کہتے ہو، نادانی سے بہک رہے ہو

چند ازینہا گفتہ با ہر کسے — تا جواب سرد بشنودی بسے

تم نے ہر شخص سے یہ باتیں بہت کہی ہیں — حتیٰ کہ بہت سے بے مروتی کے جواب سنے ہیں

ایں دم سردِ تو در گوشم نرفت — خاصہ اکنوں کہ شدم دانا و زفت

تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی — خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں

گفت بابا چہ زیاں دارد اگر — بشنوی یک بار تو پندِ پدر

(حضرت نوحؑ نے) فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر — ایک بار تو باپ کی نصیحت مان لے گا

ہمچنیں میداد او پندِ لطیف — ہمچناں می گفت او دفعِ عنیف

وہ اسی طرح مشفقانہ نصیحت کرتے رہے — وہ اسی طور پر سختی سے انکار کرتا رہا

نے پدر از نصحِ کنعاں سیر شد — نے دمے در گوشِ آں ادبیر[2] شد

نہ تو باپ کا کنعان کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا — نہ کوئی بات اس بدبخت کے کان میں پڑی

اندریں گفتن بُدند موجِ تیز — بر سرِ کنعاں زد و شد ریز ریز

وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے — کنعان کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا

نوحؑ گفت اے بادشاہِ بُردبار — مر مرا خر مُرد و سیلت بُرد بار

نوحؑ نے عرض کیا، اے حلیم بادشاہ! — میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سامان بہا لے گیا

وعدہ کردی مر مرا تو بارہا — کہ بیابد اہلت از طوفاں رہا

تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا — کہ تیرے اہل طوفان سے نجات پائیں گے

دل نہادم بر امیدت من سلیم[3] — پس چرا بربود سیل از من گلیم

مجھ بھولے نے تیری امید پر بھروسہ کیا — پھر طوفان میری کملی کیوں بہا لے گیا؟

گفت او از اہل و خویشانت نبود — خود ندیدی تو سفیدی از کبود

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا وہ تیرے اہل اور اپنوں میں سے نہ تھا — تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا

چونکہ در دندانِ تو کرم اوفتاد — نیست دنداں برکنش اے اوستاد

جب تیرے دانت میں کیڑا لگ گیا — وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اسکو اکھاڑ دے

[1] جز۔ اللہ کے دربار میں صرف عاجزی اور نداری کام دیتی ہے۔ گفت بابا۔ یعنی کنعان نے حضرت نوحؑ سے کہا جواب سرد یعنی تلخ جواب۔ دم سرد۔ بے اثر بات۔ دانا یعنی جبکہ بچپن میں جو کہ کمزوری اور نادانی کا وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب طاقت اور عقل کے وقت کیسے مان سکتا ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔

[2] ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔ قرآن پاک میں ہے وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ اور حائل ہو گئی اُن دونوں (کنعان اور حضرت نوحؑ) کے درمیان موج، اور وہ ڈوب گیا۔ خر مرد۔ یہ محاورہ پوری تباہی اور بربادی کے وقت بولا جاتا ہے۔

[3] سلیم۔ بھولا انسان۔ گلیم۔ کملی، گلیم بردن۔ لوٹ لینا۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک میں ہے۔ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ "اے نوحؑ وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے اُس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو بیکار ہو جائے تو اُس کو جدا کر دینا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات پڑتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

تاکہ باقی تن نگردد زار ازو
تاکہ باقی جسم اس سے کمزور نہ بنے

گرچہ بود آنِ تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہوجا

گفت[1] بیزارم زِ غیرِ ذاتِ تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بیزار ہوں

غیر نَبُود آنکہ باشد ماتِ تو
جو تجھ میں فنا ہوگیا وہ غیر نہ ہوگا

تو ہمیدانی کہ چونم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے

بیست چندانم کہ باراں را چمن
اس سے بیس گنا ہے جو چمن کو بارش سے ہے

زندہ از تو شاد از تو عائلے
(میں) تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج (ہوں)

مُغتذی بے واسطہ بے حائلے
بغیر کسی واسطہ (اور) بغیر بیچ والے کے تجھ سے روزی پانے والا (ہوں)

مُتصل نے مُنفصِل نے اے کمال
اے (خداوند) کمال (وہ) نہ جڑا ہوا ہے نہ جُدا

بلکہ بیچون و چگونہ و اعتلال
بلکہ اُسکا تجھ سے تعلق بیمثل اور بے کیف اور بے علت ہے

ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم مچھلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے

زندہ ایم از لطفت اے نیکو صفات
اے اچھی صفتوں والے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں

تو نگنجی[2] در کنارِ فکرتے
تو عقل کے پہلو میں نہیں سماتا ہے

نے بمعلولی قرین چوں علتے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت کے وابستہ ہے

پیش ازیں طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے

تو مخاطب بودہٗ در ماجرا
(ہر) قصہ میں تو مخاطب ہے

با تو می گفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ اُن سے

اے سخن بخشِ نو و آن کہن
اے آنیوالے اور گذرے ہوئے زمانہ میں بات کی طاقت عطا کرنے والے

نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟

گاہ با اطلال و گاہے با دِمن
کبھی کھنڈروں اور کبھی کوڑی سے

روی[3] در اطلال کردہ ظاہرا
بظاہر کھنڈروں کی طرف رُخ کر کے

اُو کرا می گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے (اور) کس کی تعریف کرتا ہے؟

شکر طوفاں را کنوں بگماشتی
شکر ہے، اب تو نے طوفان مسلط کردیا

واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈروں کا واسطہ اُٹھا دیا

زانکہ اطلال لئیم و بد بُدند
کیونکہ وہ کھنڈر اور کمینے اور بُد تھے

نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

[1] گفت بیزارم۔ حضرت نوحؑ پر حقیقت واضح ہوگئی تو بیٹے کی بربادی کا شکوہ ختم ہوگیا اور انھوں نے معذرت شروع کردی۔ چمن۔ چمن بارش کا محتاج ہے۔ عائل۔ عیالدار، مفلس۔ مُغتذی۔ غذا حاصل کرنیوالا۔ متصل نے۔ حضرت نوحؑ چونکہ ذاتِ باری میں فنا ہوچکے تھے تو انکو ذاتِ باری سے متصل بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اتصال دوئی کو چاہتا ہے اور منفصل بھی نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ۔ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔

[2] تو نگنجی۔ ذاتِ باری فکر و خیال سے بالاتر ہے۔ نے بمعلولی۔ ذاتِ باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔ پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان کے بعد تو ہی میرا مخاطب ہے اور تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق عطا کرنیوالا ہے۔ نے کہ عاشق۔ عاشق عموماً محبوبہ کے کھنڈرات اور نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں لیکن دراصل روئے سخن محبوبہ کی طرف ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسروں سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔

[3] روی۔ عاشق کا رُخ گو محبوبہ کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا ہے لیکن مقصود محبوبہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اطلال۔ طلل کی جمع ہے، ٹیلہ۔ شکر۔ تیرا شکر ہے کہ اب تو نے ان اشخاص کو ہی ختم کردیا جو باتیں کرنے میں درمیانی واسطہ بنے ٹیلوں کے تھے نے ندائے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خود صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا صحیح جواب دیتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

من[1] چناں اطلال خواہم در خطاب ۔۔۔ کز صدا چوں کوہ واگوید جواب
میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈر چاہتا ہوں ۔۔۔ جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں

تا مثنّٰی بشنوم من نام تو ۔۔۔ عاشقم بر نامِ جاں آرامِ تو
تاکہ میں تیرا نام مکرر سنوں ۔۔۔ میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں

ہر نبی زاں دوست دارد کوہ را ۔۔۔ تا مثنّٰی بشنود نامِ ترا
ہر نبی پہاڑ کو اسی لئے دوست رکھتا ہے ۔۔۔ تاکہ تیرے نام کو مکرر سنے

آں کہِ پست مثالِ سنگلاخ ۔۔۔ موش را شاید نہ مارا در مناخ[2]
وہ پست پہاڑ جو پتھریلی زمین جیسا ہے ۔۔۔ پڑاؤ کے لئے چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے

من بگویم او نگردد یارِ من ۔۔۔ بے صدا ماند دمِ گفتارِ من
میں بولتا ہوں وہ میرا یار نہیں بنتا ہے ۔۔۔ میرے بولنے کے وقت بغیر صدائے بازگشت کے رہ جاتا ہے

بازمیں آں بہ کہ ہموارش کنی ۔۔۔ نیست ہمدم با عدم یارش کنی
یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کردے ۔۔۔ وہ ساتھی نہیں ہے اس کو عدم کا یار بنا دے

گفت اے نوح ار تو خواہی جملہ را ۔۔۔ حشر گردانم برآرم از ثریٰ
فرمایا اے نوح! اگر تو چاہے (تو) سب کو ۔۔۔ از سر نو زندہ کر دوں، مٹی سے نکال لوں

بہرِ کنعانے[3] دلِ تو نشکنم ۔۔۔ لیک از احوال آگاہ می کنم
ایک کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا ۔۔۔ لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں

گفت نے نے راضیم کہ تو مرا ۔۔۔ ہم کنی غرقہ اگر باید ترا
عرض کیا نہیں نہیں، میں راضی ہوں کہ تو مجھے ۔۔۔ بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو

ہر زمانم غرقہ می کن من خوشم ۔۔۔ حکمِ تو جان ست و چوں جاں می کشم
تو مجھے ہر وقت ڈبوتا رہ میں خوش ہوں ۔۔۔ تیرا حکم جان ہے اور میں جان کی طرح اس کو برداشت کرتا ہوں

ننگرم کس را وگر ہم بنگرم ۔۔۔ او بہانہ باشد و تو منظرم
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی ۔۔۔ وہ بہانہ ہوگا اور تو میرے پیش نظر ہوگا

عاشقِ صنعِ توام در شکر و صبر ۔۔۔ عاشقِ مصنوع کے باشم چو گبر
میں صبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں ۔۔۔ میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں؟

نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظور نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے ۔عاشق ۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں ۔ گبر ۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔

[1] من چناں ۔ مجھے ایسے مخاطبوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں ۔ تا مثنّٰی ۔ میں تیرا ذکر کروں اور وہ بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکرر سنوں گا ۔

[2] مناخ ۔ پڑاؤ ، ٹھکانا ۔ من بگویم ۔ دنیا داروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخود رہ جاتے ہیں ایسے لوگ صلحا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں ۔ بازمیں ۔ ایسے پست فطرت لوگوں کا زیر زمین ہو جانا بہتر ہے ۔ گفت ۔ حضرت نوح سے اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کر دوں ۔ ثریٰ ۔ مٹی ۔

[3] بہر کنعانے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری دل شکنی نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔ گفت ۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا خواہاں نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کر دے ۔ حکم تو ۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیارا ہے ۔ ننگرم ۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور

Presented by www.ziaraat.com

عاشقِ صُنعِ خدا با فر بُوَد | عاشقِ مصنوعِ اُو کافر بُوَد
اللہ کے فعل کا عاشق باعزت ہوتا ہے | اس کی بنائی ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

درمیانِ ایں دو فرقے بس خفیست | خود شناسد آنکہ در رُوبت صفیست
ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے | وہ پہچانتا ہے جو تاڑنے میں ممتاز ہے

توفیق میانِ ایں دو حدیث کہ اَلرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْرٌ وحدیثِ
ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضامندی کفر ہے اور دوسری

دیگر مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ
حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری (طرف سے نازل شدہ) بلا پر صبر نہ کرے

فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ
تو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کرلے

دی سوالے کرد سائل مر مرا | زانکہ عاشق بُود اُو بر ماجرا
کل ایک سوال کرنیوالے نے مجھ سے سوال کیا | کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا

گفت نکتہ اَلرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْر | ایں پیمبر گفت و گفتِ اُوست مہر
اُس نے کہا کفر پر رضامندی کفر ہے، نکتہ ہے | یہ پیغمبر نے فرمایا ہے اور اُن کا فرمانا مہر ہے

باز فرمود اُو کہ اندر ہر قضا | مر مسلماں را رضا باید رضا
پھر انھوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر | مسلمان کو راضی ہونا چاہیے

نے قضائے حق بود کفر و نفاق | گر بدیں راضی شوم گردد شقاق
کیا کفر اور نفاق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ نہیں ہے؟ | اگر میں اس پر راضی ہوجاؤں گمراہی ہوگی

ور نیم راضی بود آں ہم زیاں | پس چہ چارہ باشدم اندر میاں
اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہوگا | تو اس میں میرے لئے کیا تدبیر ہے؟

گفتمش ایں کفر مقضی نے قضاست | ہست آثارِ قضا ایں کفر راست
میں نے اس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے | فی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے

پس قضا را خواجہ از مقضی بدا | تا اشکالت دفع گردد در زماں
اے خواجہ! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ | تاکہ فوراً تیرا اشکال دفع ہوجائے

اور قضا نہیں ہے۔ کفر قضاءِ خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔

---

۵۱ درمیان یعنی خالق کو رب بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔ صفی منتخب ممتاز۔ توفیق۔ دونوں حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس اشکال کا جواب پہلے اشعار پر مبنی ہے۔ پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ کے صنع اور فعل کا عاشق مومن ہے اور مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ قضاءِ کفر جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری ہے اور یہ عین ایمان ہے اور کفر مقضی اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

۵۲ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر یعنی قولِ رسولؐ حجت اور دلیل ہے۔ نے قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر راضی ہوجاؤں تو گمراہی ہو۔ ور نیم۔ یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو دوسری حدیث کا مخالف ہونگا۔

۵۳ مقضی نے قضا کفر مخلوق اور قضائے خداوندی سے پیدا شدہ چیز ہے اللہ کا فعل

راضیم[1] بر کفر زاں رُو کہ قضاست　　نے ازاں رُو کہ نزاع و خبثِ ماست

میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے　　نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ (ضلالت) جھگڑا اور ہماری خباثت ہے

کفر از رُوئے قضا خود کفر نیست　　حق را کافر مخواں اینجا مایست

قضا کے اعتبار سے کفر، کفر نہیں ہے　　اللہ (تعالیٰ) کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ٹھہر

کفر جہل ست و قضائے کفر علم　　ہر دو یکے باشد آخر خِلم و حِلم[2]

کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے　　آخر بُردباری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں؟

زشتیٔ خط زشتیٔ نقاش نیست　　بلکہ ازوے زشت را بنمودنیست

خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے　　بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے

قوّتِ نقاش باشد آنکہ او　　ہم تواند زشت کردن ہم نکو

یہ تو نقاش کی مہارت ہوگی کہ وہ　　بھدا نقش بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی

گر کشایم بحثِ ایں را من بساز　　تا سوال و تا جواب آید دراز

اگر میں ساز و سامان کے ساتھ اس بحث کو کھولوں　　تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے

ذوقِ نکتہ عشق از من میرود　　نقشِ خدمت نقشِ دیگر می شود

عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ میں سے جاتا رہے گا　　(اور) خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

مثل[3] دربیانِ آنکہ حیرت مانعِ بحث و فکرت است

اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت بحث اور فکر سے مانع ہے

آں یکے مردِ دو مو[2] آمد شتاب　　پیشِ یک آئینہ دارِ مُستطاب

ایک کھچڑی بالوں والا شخص تیزی سے آیا　　ایک بھلے آئینہ والے (نائی) کے پاس

گفت از ریشم سفیدی کن جدا　　کہ عروسِ نو گزیدم اے فتیٰ

کہا میری داڑھی سے سفیدی کو ہٹا دے　　کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے

ریشِ او ببرید و کُل پیشش نہاد　　گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد

اس نے اس کی داڑھی کاٹ دی اور اس کے سامنے رکھ دی　　کہا تو چن لے، مجھے ایک کام نکل آیا

ہونا کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک بھدی تحریر پر قادر ہو یا ایک مصور بد نما تصویر کے بنانے پر بھی قادر ہو تو وہ بھدی تحریر اور بدنما تصویر بُری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا خوشنویس اور مصور کا کمال ہے۔ گر کشایم علم کلام کی بحثیں ذوقِ عشق کے منافی ہیں۔ نقشِ دیگر علم کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء اپنے علمی کمال کو ظاہر کرنے کیلئے کرتے ہیں ـــــ [3] مثل۔ اہلِ حال اور اہلِ قال میں فرق واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح حجام فضول فرمائش میں لگا اسی طرح اہلِ حال بحث و مباحثہ میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو یعنی وہ شخص جس کے بال کھچڑی تھے۔ مستطاب۔ بزرگ، پاکیزہ۔ عروس۔ دلہن، دولہا۔

[1] راضیم۔ بحیثیت فعلِ خداوندی کے کفر پر راضی ہونا عین ایمان ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کسب سے وقوع میں آتا ہے اس پر رضا کفر ہے۔ کفر یہاں سے مولانا نے اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاءِ کفر کفر نہیں ہے لہٰذا قضاءِ کفر پر رضا کفر پر رضا نہیں ہے، قضاءِ کفر کو اگر کفر قرار دیا جائے گا تو نعوذ باللہ خدا پر کافر کا اطلاق ماننا ہوگا اسلئے کہ قضا فعلِ خداوندی ہے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل قائم ہوتا ہے اس پر فاعل کا اطلاق ہوتا ہے۔ کفر جہل ست۔ یہ اشکال کا تیسرا جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضاءِ کفر اور کفر دونوں جداگانہ چیزیں ہیں، قضاءِ کفر از قبیلِ علم ہے اور کفر از قبیلِ جہل ہے لہٰذا دونوں حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے انہیں کوئی تعارض نہیں ہے۔ قضاءِ کفر کا علم ہونا یا تو اس طور پر ہے کہ قضاءِ خداوندی علمِ خداوندی پر مبنی ہے یا اس اعتبار سے کہ بندہ کے علم ہی پر یہ بات مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالقِ کفر مانتا ہے اور کفر لامحالہ صفاتِ خداوندی سے جہل پر مبنی ہے۔

[2] زشتیٔ خط۔ یہ اشکال کا چوتھا حل ہے کفر بُری چیز ہے اس پر رضامندی کفر ہے لیکن قضاءِ کفر اور خلقِ کفر اللہ کے اعتبار سے صفتِ کمالی ہے اس پر راضی

Presented by www.ziaraat.com

ایں سوال و ایں جواب است اے گزیں
اے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
کہ سر اینہا ندارد مردِ دیں
کیونکہ دیندار شخص اس قسم کی باتوں کو دھیان میں نہیں لاتا ہے

آں یکے زد سیلیے مر زید را
ایک شخص نے زید کے طمانچہ مارا
حملہ کرد او ہم برائے کید را
اُس نے بھی اُس پر انتقام میں حملہ کر دیا

گفت سیلی زن سوالت می کنم
طمانچہ مارنے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں
پس جوابم گوی وانگہ میزنم
اُس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا

بر قفائے تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدّی پر مارا تو تڑاخ کی آواز آئی
یک سوالے دارم اینجا در وفاق
اُس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے

ایں طراق از دستِ من بود یا
یہ تڑاخ (کی آواز) میرے ہاتھ کی تھی یا
از قفاگاہِ تو اے فخر کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدّی کی تھی

گفت از درد آں فراغت نیستم
اُس نے کہا مجھے اُس کے درد سے چھٹکارا نہیں ہے
کاندریں فکر و تفکر بیستم
کہ میں اِس غور و فکر میں لگوں

توکہ بیدردی ہمی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے، یہ سوچ
نیست صاحب درد را ایں فکر ہیں
خبردار! دردمند کیلئے اِس غور اور فکر کا وقت نہیں

دردمنداں را نباشد فکرِ غیر
دردمندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
خواہ تو مسجد میں جائے یا بتخانے میں

غفلت و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
در خیالات نکتہ بکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے نکتے پیدا کرتی ہے

جز غمِ دیں نیست صاحب درد را
دردمند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے

حکمِ حق را بر سر و رو می نہد
اللہ (تعالےٰ) کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے
حفظ و فکرِ خویش یکسو می نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو ایکطرف رکھدیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بُدے حافظ کسے
صحابہ میں کوئی حافظ کم ہوتا تھا
گرچہ شوقے بود جانشاں را بسے
اگرچہ اُن کی جان کو بہت شوق تھا

لہ ایں سوال یعنی ایسی فضول فرمائش کا یہی جواب مناسب تھا۔ آں یکے۔ اِس قصے سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ صاحبِ عشق تو اپنی لگن میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اُس کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اُس کو طمانچہ مارنے والے کی لغو بحث کی فرصت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ مارنے والا۔

کہ بر قفا۔ گدّی پر۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ وفاق بمناسبت اتفاق۔ گفت۔ جسکے طمانچہ لگا تھا اُس نے کہا۔ بیستم۔ بالیستم۔ توکہ۔ تو چونکہ درد سے خالی ہے اِس لئے اِس طرح کی بحثیں تیرے دماغ میں آ رہی ہیں۔ خواہ در مسجد۔ حق پرست ہو یا باطل پرست وہ اپنی دُھن میں لگا رہتا ہے وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا ہے۔

گہ غفلت۔ جو دین سے غافل اور دردِ عشق سے خالی ہے وہ لایعنی منطقی بحثیں کرتا ہے حکمِ حق۔ دردمند تو اللہ کے احکام بجالانے میں منہمک رہتا ہے۔ حکایت۔ صحابہ کرام چونکہ دردِ حق میں مبتلا رہتے تھے اسی لئے اُن کو قرآن کے حفظ کا وقت نہ ملتا تھا۔

در صحابہ۔ صحابہ میں حافظِ قرآن کم تھے، ایک ایک سورت کے معانی میں تفکر کے اندر اُن کا سب وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوزید۔

Presented by www.ziaraat.com

زانکہ[1] چوں مغزش در آگند و رسید — قشرہا شد بس رقیق و واکفید
کیونکہ جب اس کا گودا بھر گیا اور پک گیا — چھلکے بہت پتلے ہو گئے اور پھٹ گئے

قشرِ جوز و فستق و بادام ہم — مغز چوں آگندشاں شد پوست کم
اخروٹ، اور پستہ اور بادام، کا چھلکا بھی — جب ان میں گودا بھرا، چھلکا گھٹا

مغزِ علم افزود کم شد پوستش — زانکہ عاشق را بسوزد دوستش
علم کا گودا بڑھا، تو اس کا چھلکا گھٹا — کیونکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے

وصفِ[2] مطلوبی چو ضدِ طالبی ست — وحی و برقِ نور سوزندہ نبی ست
محبوبیت کی صفت، محبیت کی ضد ہے — وحی اور نور کی بجلی نبی کو جلا دینے والی ہے

چوں تجلّی کرد اوصافِ قدیم — پس بسوزد وصفِ حادث را گلیم
جب قدیم اوصاف کی تجلّی پڑی — تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا

رُبعِ قرآں ہر کرا محفوظ بود — جلَّ فینا از صحابہ می شنود
جس کو چوتھائی قرآن حفظ تھا — تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا

جمعِ صورت با چنیں معنیِ ژرف — نیست ممکن جز ز سلطانے شگرف
ایسے گہرے معنیٰ کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جانا — بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کیلئے ممکن نہیں ہے

در[3] چنیں مستی مراعاتِ ادب — خود نباشد ور بود باشد عجب
ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت — نہیں ہو سکتی، اگر ہو تو تعجب ہے

اندر استغنا مراعاتِ نیاز — جمعِ ضدین ست چوں گرد و دراز
بے نیازی میں نیازمندی کی نگہداشت — گول اور لمبے جیسے متضادین کو جمع کرنا ہے

جمعِ ضدین از نیاز اُفتاد و ناز — باز در وقتِ تحیر امتیاز
نیاز اور ناز کو جمع کرنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے — پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا (ضدین کو جمع کرنا ہی ہے)

چوں عصا معشوقِ عمیاں می شود — کور خود صندوقِ قرآں می شود
جیسا کہ لاٹھی اندھوں کی محبوب ہے — کور باطن، قرآن کا صندوق بن جاتا ہے

دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور دراز چیز کو جمع کرے۔ جمع ضدین۔ ناز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقامِ حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے۔ صفات خداوندی کا تقاضہ ناز ہوتا ہے اور عبودیت کا تقاضہ نیاز۔ تحیر محمود کے مقام پر بھی عبد و معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار و حکم کو جانے بغیر الفاظ کو رٹ لینا اور ان سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاٹھی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صندوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا جائے تو نہ صندوق کو اس کے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اس شخص کو۔

[1] زانکہ۔ صحابہ کرام مغز اور معانی قرآن سے پُر تھے ان کے لئے الفاظ کی زیادہ اہمیت نہ تھی مغزِ علم۔ قاعدہ ہے جب پھل پکنے پر آ جاتا ہے اور اس میں مغز بھر جاتا ہے تو چھلکا گھٹ جاتا ہے اور رقیق ہو کر پھٹنے لگتا ہے۔

[2] وصفِ مطلوبی۔ محبوب اور محب عاشق و معشوق دو جداگانہ چیزیں ہیں جب تک یہ دوئی ہے وصلِ حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ وحی۔ آنحضورؐ پر وحی نازل ہوئی تو فنائیت کا درجہ حاصل ہوا اور دوئی ختم ہوئی۔ چوں تجلّی ذاتِ باری کی تجلّی اوصافِ بشریت کو ختم کر دیتی ہے۔ ربعِ قرآن۔ صحابہ کرام میں وحی الٰہی نے فنائیت کی صفت پیدا کر دی تھی لہٰذا مشاہدۂ حق اور استغنا بالفعل حفظِ قرآن کا موقع نہ دیتا تھا چوتھائی قرآن بھی حفظ کر لینا ان کیلئے بڑی بات تھی۔ جمعِ صورت قرآن کے اسرار اور گہرے معنیٰ کو سمجھتے ہوئے الفاظ کو یاد کر لینا بڑے ہی انسان کا کام ہے۔

[3] در چنیں مستی۔ صحابہ کرام کو مشاہدۂ حق سے جو مستی حاصل تھی اس کے ہوتے ہوئے حفظِ قرآن کے آداب کا پابند ہو جانا ہر انسان سے ممکن نہیں ہے۔ اندر استغنا۔ مشاہدۂ حق کی مستی استغنا پیدا کر دیتی ہے اس کے ہوتے ہوئے نیازمندی کی نگہداشت

گفت[1] کوراں خود صنادیق اند پُر ——— از حروفِ مصحف و ذکر و نُذُر

(کسی نے) کہا ہے اندھے خود بھرے ہوئے صندق ہیں ——— قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے

باز صندوقے پُر از قرآں بہ است ——— زانکہ صندوقے بود خالی بدست

پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے ——— اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو

باز صندوقے کہ خالی شد زبار ——— بہ ز صندوقے کہ پُر[2] موش ست و مار

پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے ——— اُس صندوق سے بہتر ہے جو چوہوں اور سانپوں سے بھرا ہوا ہو

حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد ——— گشت دلالہ بہ پیشِ مرد سرد

خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے ——— تو (اُس) انسان کیلئے رہنمائی کرنیوالا بے حقیقت ہے

چوں بمطلوبت رسیدی اے ملیح ——— شد طلبگاری علم اکنوں قبیح

اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا ——— تو اب (راستہ کی) جانکاری کی طلب بُری ہے

چوں[3] شدی بر بامہائے آسماں ——— سرد باشد جستجوئے نردباں

جب تو آسمان کے بالاخانوں پر پہنچ گیا ——— تو سیڑھی کی جستجو بے وقعت ہو گئی

جُز برائے یاری و تعلیمِ غیر ——— سرد باشد راہِ خیر از بعدِ خیر

سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے ——— بھلائی (حاصل ہونیکے) بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے

آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی ——— جہل باشد بر نہادن صیقلی

جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا ——— اُس کو صیقل پر رکھنا نادانی ہو گی

پیشِ سلطاں خوش نشستہ در قبول ——— زشت باشد جستن نامہ رسول

بادشاہ کے سامنے خوش (اور) عزت کیساتھ بیٹھ کر ——— خط اور قاصد کو تلاش کرنا بُرا ہو گا

داستانِ مشغول شدنِ عاشق بعشق نامہ و خواندنِ مطالعہ کردن عشق نامہ در حضورِ معشوقِ خویش و معشوق آنرا ناپسند داشتن کہ طلبُ الدّلیلِ عندَ حضورِ المدلولِ قبیحٌ وَالاِشتغالُ بالعِلمِ بعدَ الوُصولِ اِلَی المعلومِ مذمومٌ

ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اُس کو ناپسند کرنا کیونکہ مدلول کی موجودگی میں راہنما کی طلب بُری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے بعد علم میں مشغول ہونا بُرا ہے

---

[1] گفت۔ کہنے والے نے کہا جو لوگ قرآن کے اسرار و معانی سے بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رٹتے ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی آیتوں کے پُر شدہ صندوق ہیں۔ باز۔ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے حافظ ہیں وہ بھی اُن سے بہتر ہیں جو الفاظ سے بھی محروم ہیں

[2] کہ پُر موش۔ وہ لوگ جن کے سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی ہیں اُن لوگوں سے بہتر ہیں جن کے سینے خیالات فاسدہ اور باطل عقائد سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔ غرضیکہ جو لوگ واصل بحق ہیں اُن کو کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔ چوں۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو اُس کا اتہ پتہ معلوم کرنا لغو بات ہے۔

[3] چوں شدی۔ جو شخص بالاخانہ پر پہنچ گیا اُس کیلئے سیڑھی کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ جُز۔ واصل بحق اگر اللہ سے قرب کے وسائل اور ذرائع کا ذکر کرے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے کرے۔ آئینہ۔ جب آئینہ خود صاف ہے تو اُس کو صیقل کرنا لغو کام ہے پیشِ سلطاں۔ جب محبوب تک رسائی ہو جائے تو پھر قاصد اور نامہ و پیام کی جستجو بیکار بات ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں[1] یکے را یار پیشِ خود نشاند	نامہ بیروں کرد و پیشِ یار خواند
ایک (عاشق) کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھا لیا	اُس نے خط نکالا اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا
بیتہا در نامہ و مدح و ثنا	زاری و مسکینی و بس لابہا
خط میں اشعار تھے، اور تعریف و توصیف تھی	عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشامدیں تھیں
گریہ و افغان و حزن و دردِ خویش	خواری و بیزاریِ با اہل و خویش
رونا اور فریاد، اور غم، اور اپنا درد	ذلت اور اہل اور اپنوں سے بیزاری (تھی)
دُوری و رنجوری از ہجرانِ دوست	ذکرِ پیغام و رسول از مغز و پوست
دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری	پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ
ہمچنیں می خواند با معشوقِ خود	تا کہ بیروں شد ز حصر و حد و عد
وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا	حتی کہ احاطہ اور حد اور شمار سے تجاوز کر گیا
گفت معشوق ایں اگر بہرِ من ست	گاہِ وصل ایں عمر ضائع کردن ست
معشوق نے کہا اگر یہ (رونا دھونا) میری وجہ سے ہے	تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے
من[2] بہ پیشت حاضر و تو قصہ خواں	نیست ایں بارے نشانِ عاشقاں
میں تیرے سامنے ہوں اور تو قصے پڑھتا ہے	یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے
گفت اینجا حاضری اما ولیک	من نمی یابم نصیبِ خویش نیک
اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن	میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں
انچہ می دیدم ز تو پارینہ سال	نیست ایں دم گرچہ می بینم وصال
میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا	وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں
من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام	دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام
میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے	میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے
چشمہ می بینم ولیکن آب[3] نے	راہِ آبم را مگر زد رہزنے
میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے	میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہو
گفت پس من نیستم معشوقِ تو	من بہ بلغار و مرادت در قتو
اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں	میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود قتو میں ہے
عاشقی تو بر من و بر حالتے	حالت اندر دست نبود اے فتے
تو مجھ پر اور (میری) ایک حالت پر عاشق ہے	اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

[1] آں یکے معشوق کے پاس بیٹھ کر اس کیلئے لکھے ہوئے خطوط پڑھنا معشوق کی ناگواری کا سبب ہوتا ہے۔ بیتہا: معشوق کو جو اس نے خط میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے شروع کر دیئے۔ گفت معشوق: معشوق نے سارا مضمون سن کر کہا اگر یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت میں اس کا پڑھنا عمر کو ضائع کرنا ہے۔

[2] من بہ پیشت: معشوق کی حضوری میں خط پڑھنے کی مصروفیت اور شکوے شکایت عشق سے خالی ہونے کی علامت ہے، عاشق تو محوِ دیدار ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ گفت: عاشق نے معشوق سے کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شباب ڈھل گیا ہے پہلے لطفِ صحبت تھا اب وہ مجھے حاصل نہیں ہے۔ زلال: صاف پانی۔

[3] آب نے یعنی تیرا وہ پہلا رنگ روپ نہیں ہے۔ بلغار: ایک شہر اور قتو شہر میں بہت فاصلہ ہے۔ عاشقی: تو میری ذات اور اس کی ایک حالت پر عاشق ہے، احوال میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

پس[1] ہیم کلی مطلوبِ تو من ... جزوِ مقصودم ترا اندر زمن

تو میں بالکلیہ تیرا مطلوب نہیں ہوں ... میں زمانہ میں تیرے مطلوب کا جزو ہوں

خانۂ معشوقم معشوق نے ... عشق بر نقد ست و بر صندوق نے

میں معشوق نہیں ہوں، معشوق کا گھر ہوں ... عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے

ہست معشوق آنکہ او یک تو بود ... مبتدا و منتہایت او بود

معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو ... تیرا ابتدا اور منتہا وہ ہو

چوں بیابی اش نمانی منتظر ... ہم ہویدا او بود ہم نیز سر

جب تو اس کو پالے تو منتظر نہ رہ ... ظاہر میں بھی وہی (معشوق) ہو اور باطن میں بھی

میر[2] احوال ست نے موقوفِ حال ... بندۂ آں ماہ باشد ماہ و سال

وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا محکوم ... مہینے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں

چوں بگوید حال را فرماں کند ... چوں بخواہد جسمہا را جاں کند

جب وہ حالات کو حکم دے تو تابعداری کریں ... جب وہ چاہے، جسموں کو روح بنادے

منتہی نبود کہ موقوفست او ... منتظر بنشستہ باشد حال جو

جو موقوف ہے وہ منتہی نہیں ہے ... وہ حال کا تلاش کرنے والا منتظر بیٹھا ہوا ہے

کیمیائے حال باشد دستِ او ... چوں بجنباند شود مس مستِ او

اس کا ہاتھ، حال کی کیمیا ہوتا ہے ... جب وہ ہاتھ ہلا دیتا ہے تو تانبا اس کا مست ہو جاتا ہے

گر بخواہد مرگ ہم شیریں شود ... خار و نشتر نرگس و نسریں شود

اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے ... کانٹا اور نشتر بھی نرگس اور نسرین بن جائے

او[3] بود سلطانِ حال اندر روش ... نے چو تو محروم از حال و کشش

وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے ... تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے

آنکہ او موقوفِ حال ست آدمی ست ... کہ گہے افزون و گاہے در کمی ست

جو حال کا محکوم ہے وہ (صرف) آدمی ہے ... کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

جس کو عشقِ الٰہی میں فنا و الفنا کا درجہ حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکوم نہیں رہتا بلکہ ان پر حاکم بن جاتا ہے۔ منتہی نبود۔ جو شخص احوال کے تابع ہے وہ کامل نہیں ہے کیمیائے حال۔ فنا الفنا کے درجہ پر پہنچ کر احوال اس عاشق کے تابع ہو جاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائیگا وہ چاہے تو موت جیسی تلخ چیز بھی شیریں بن جاتی ہے و رکانٹے پھول بن جاتے ہیں غرضکہ وہ صاحب تصرفات ہوتا ہے ——— [3] او بود یعنی فنا الفنا کے درجہ پر پہنچکر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے۔ آنکہ او۔ جو احوال کا محکوم ہوتا ہے اس میں قوئی بشری کا غلبہ رہتا ہے اس کو کبھی عروج اور کبھی نزول کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

[1] پس ہیم یعنی میری پوری ذات تیری معشوق نہیں ہے بلکہ میری ذات تیرے معشوق کا جزو ہے۔ خانہ یعنی میں تیرا معشوق نہ ہوا بلکہ وہ جوانی معشوق تھی جو میری ذات میں تھی لہٰذا میں صندوق تھا اور جوانی اس کے اندر کی نقدی کی طرح تھی تو عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی سے ہوتا ہے۔ ہست۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عارضی حسن معشوق بنانے کے قابل نہیں ہے۔ عشق ایسی ذات سے ہونا چاہیئے جو لازوال ہے۔ انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور منتہی بھی وہی ہے۔ اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اللہ ہی شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ چوں بیابی۔ اللہ کے وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا منتظر نہ رہ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ ھُوَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ۔ [2] میر احوال ست۔ عاشقِ خدا احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا محکوم نہیں ہوتا زمانہ اس کا محکوم ہوتا ہے۔ وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور جسموں کو روح بنا دیتا ہے۔ حال، اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب پر بغیر کسی تکلف اور کوشش کے محض خدا وندی عنایت سے وارد ہوتی ہے۔ جیسے قبض و بسط اور ذوق و شوق وغیرہ اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے ظہور کے وقت زائل ہو جاتی ہے لیکن

صوفی ابن الوقت باشد در مثال ‏ — لیک صافی فارغ ست از وقت و حال

صوفی مثالاً، ابن الوقت ہوتا ہے — لیکن اہلِ صفا وقت اور حال سے بے نیاز ہوتا ہے

حالہا موقوفِ عزم و رائے او — زندہ از نفخِ مسیح آسائے او

احوال اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں — اس کی مسیح جیسی پھونک سے زندہ ہیں

عاشقِ حالی نہ عاشق بر منی — بر امیدِ حال بر من می تنی

تو میرے حال کا عاشق ہے، نہ کہ مجھ پر — تو حال کی امید پر مجھ پر جھکتا ہے

آنکہ گہ ناقص گہے کامل بود — نیست معبودِ خلیل آفل بود

وہ جو کبھی ناقص، کبھی کامل ہو — وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں ہے، غروب ہو جانے والا

وانکہ آفل باشد و گہ آن و این — نیست دلبر لا اُحبُّ الآفلین

وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی ویسا — وہ معشوق نہیں ہے "میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہوں"

آنکہ او گاہے خوش و گہ ناخوش ست — یک زمانے آب و یکدم آتش ست

وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے — ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے

برجِ مہ باشد و لیکن ماہ نے — نقشِ بت باشد ولے آگاہ نے

وہ چاند کا برج ہوگا لیکن چاند نہیں ہے — وہ بت کا نقش ہے لیکن باشعور نہیں ہے

ہست صوفی صفا جو ابنِ وقت — وقت را ہمچوں پدر بگرفتہ سخت

باصفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے — وہ مضبوطی سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے

ہست صافی غرقِ عشقِ ذوالجلال — ابنِ کس نے فارغ از اوقات و حال

صوفی، صافی (اللہ) ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے — وہ کسی کا ابن نہیں ہے وہ اوقات اور حال سے بے نیاز ہے

غرقہ نورے کہ او لم یولد ست — لم یلد لم یولد آن ایزد ست

وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے — نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اللہ (تعالیٰ) کی شان ہے

رو چنیں عشقے بجو گر زندہ — ورنہ وقتِ مختلف را بندہ

اگر تو زندہ ہے، جا ایسا عشق تلاش کر — ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے

منگر اندر نقشِ زشت و خوبِ خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوبِ خویش

اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھ — عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ

ل ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پا سکے اور اس سے خوارق اور کرامات کا اضطراری ظہور ہونے لگے۔ صافی۔ اس سے مراد ابوالوقت اور صاحبِ مقام ہے یہ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اس کو روح و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے کرامات کا ظہور نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا ہے ابوالوقت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے۔ عاشقِ حالی۔ اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا۔ یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔

ے آنکہ گہ۔ جو متغیر ہو جانے والی چیز ہے وہ معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لا اُحبُّ الآفلین حضرت ابراہیمؑ نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ او۔ جن چیزوں کا حسن اور کمال زوال پذیر ہے مگر صفاتِ باری کا مظہر سمجھو حقیقی محبوب نہ بناؤ۔ صوفی صافی یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی یعنی ابوالوقت صاحبِ مقام سالک۔

سے غرقہ نورے۔ ابوالوقت تجلیاتِ رب میں غرق رہتا ہے جو ابدی اور دائمی ہیں۔ رو چنیں عشقے۔ لم یزل اور لایزال سے عشق کر۔ وقتِ مختلف۔ یعنی قابلِ تغیر مظاہر۔ منگر۔ انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آنی چاہیئے اسکو ہر وقت عشق اور معشوق حقیقی کو پیشِ نظر رکھ کر جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے۔ (شعر) تو مگو مارا بداں شہ بار نیست — بر کریماں کارہا دشوار نیست

Presented by www.ziaraat.com

منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
بنگر اندر ہمتِ خود اے شریف
اے بیٹے! اپنی ہمت کو دیکھ

تو بہر حالے[۱] کہ باشی می طلب
تو جس حالت میں ہو طلب (جاری) رکھ
آب می جو دائما اے خشک لب
اے خشک ہونٹوں والے! ہمیشہ پانی تلاش کر

کاں لبِ خشکت گواہی می دہد
کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں
کو بآخر بر سرِ منبع رسد
کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے

خشکیٔ لب ہست پیغامے ز آب
ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیغام ہے
کہ بمات آرد یقیں ایں اضطراب
کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا

کایں طلبگاری مبارک جنبشے ست
کہ یہ طلب، بابرکت حرکت ہے
ایں طلب در راہِ حق مانع کشے ست
حق کے راستہ میں یہ طلب موانع کو ختم کردینے والی ہے

ایں طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست
یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
ایں سپاہِ نصرت و راياتِ تست
یہ (طلب) تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں

ایں طلب ہمچوں خروسے در صیاح
یہ طلب، مرغ کی طرح چیخنے جیسا ہے
می زند نعرہ کہ می آید صباح
(اور) نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے

گرچہ[۲] آلت نیستت تو می طلب
خواہ وسائل نہ ہوں، تو طلب کر
نیست آلت حاجت اندر راہِ رب
اللہ کے راستہ میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے

ہر کرا بینی طلبگار اے پسر
اے بیٹا! تو جس کو طلبگار دیکھے
یارِ او شو پیشِ او انداز سر
اس کا دوست بنجا! (اور) اسکے سامنے سر رکھدے

کز جوارِ[۳] طالباں طالب شوی
طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائیگا
وز ظلالِ غالباں غالب شوی
اور (نفس پر) غالب لوگوں کے سایے تو غالب بنجائیگا

گر یکے مورے سلیمانے بجست
اگر ایک چیونٹی سلیمان کی جستجو کرے
منگر اندر جستنِ او سست
تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ

ہر چہ داری تو ز مال و پیشۂ
جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے
نے طلب بود اوّل و اندیشۂ
کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا؟

گر یکے گنجے بیابد نادرست
اگر کوئی خزانہ اچانک پائے تو یہ نادر ہے
ور بماند از طلب ہم قاصرست
اگر وہ طلب سے رک جائے تو کوتاہی کرنیوالا ہے

---

[۱] تو بہر حالے۔ خواہ طالب نکما یا کمزور ہو وہ طلب پیدا کرلے۔ کاں۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب تک رہنما بن جائیگی خشکیِ لب۔ طلب کا اضطراب اور بیقراری لامحالہ مطلوب تک پہنچا دیتی ہے ایں طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی ضامن ہے ایں طلب جس طرح مرغ کی اذان صبح کی آمد کی علامت ہے اسی طرح جستجو مقصود تک پہونچنے کی علامت ہے۔

[۲] گرچہ۔ (شعر)..... دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اوست
ہر کرا بینی۔ اگر طلب نہیں ہے تو طلبگاروں کے ساتھ لگ جانا چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

[۳] کز جوار۔ نیکوں کی صحبت تاثیر سے خالی نہیں رہتی ہے۔ گر یکے۔ اگر کوئی ضعیف اور کمزور طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو ہر چہ داری۔ دنیاکی دولت بھی طلب اور فکر و تدبر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ گر یکے گنجے۔ اگر کسی بزرگ کی صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور جستجو ختم کردی تو وہ بھی ضائع ہو جائے گی۔

هر کہ چیزے جست ۵۱ جَیک یافت اُو — چون بجدّ اندر طلب بشتافت اُو
جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو لی ہے — جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے

چون نہادی در طلب پا اے پسر — یافتی و شد میسّر بے خطر
اے بیٹا! جبکہ تُو نے جستجو میں قدم رکھا — تو نے (مطلوب) پالیا اور وہ بلاخطرہ کے مل گیا

ہین مباش اے خواجہ یکدم بے طلب — تا بیابی ہر چہ خواہی بے تعب
اے خواجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ — (اس خیال سے) کہ تو جو چاہے گا بغیر مشقت کے پائیگا

عاقبت جوینده یابنده بُود — چونکہ در خدمت شتابنده بُود
جستجو کرنے والا، بالآخر پانے والا ہوتا ہے — چونکہ (مطلوب کی) خدمت میں پہنچنے کیلئے، دوڑنے والا ہوتا ہے

در طلب چالاک شو زین فتح باب — می طلب و اللہ اَعلَم بالصّواب
طلب میں تیز رو بن، اس سے فتح باب — طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

حکایت ۵۲ آن مرد کہ در عہد داؤد علیہ السّلام شب و روز دُعا و تضرّع
اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دُعا اور عاجزی

می کرد کہ یا رِ خدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب
کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کمائی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آن یکے در عہدِ داؤدِ نبی — نزدِ ہر دانا و پیشِ ہر غبی
ایک شخص، داؤدِ نبی کے زمانے میں — ہر عقلمند کے پاس اور ہر غبی کے سامنے

این دعا می کرد دائم کاے خدا — ثروتے بے رنج روزی کُن مرا
ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا، کہ اے خدا! — بغیر محنت کے مجھے مالداری عطا فرمادے

چون ۵۳ مرا تو آفریدی کاہلے — زخم خوارے سُست جنبے منبلے
جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے — (اور) مار کھانیوالا، کمزور پہلو والا، ناکارہ

بر خران پُشت ریشِ نامراد — بارِ اسپان و اشتران نتوان نہاد
نامراد زخمی کمر، گدھوں پر — گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لادا جاسکتا

کاہلم چون آفریدی اے ملی — روزیم دہ ہم ز راہِ کاہلی
اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے — مجھے روزی بھی کاہلی کے راستے سے عطا فرما

کاہلم من سایہ خسپم در وجود — خفتم اندر سایۂ افضال و جود
میں کاہل، زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں — مہربانیوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

۵۱ ہر کہ چیزے ۔عربی کا مشہور مقولہ من جدّ وجد جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ ہین مباش ۔انسان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔ عاقبت ۔جو شخص محبوب کی طلب میں دوڑتا ہے وہ لامحالہ مطلوب کو پالیتا ہے۔ فتح باب ۔یعنی قربِ حق کے دروازے کی کشادگی۔

۵۲ حکایت ۔اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہرحال اپنی تمنائیں پوری کرنے کی دھن میں لگا تھا لامحالہ اس کا مقصود پورا ہوا۔ یار۔ بزرگ ۔معظم ۔آقا یحیے۔ یہ شخص جگہ جگہ یہی دُعا کرتا پھرتا تھا کہ اس کو بغیر محنت کے دولت مل جائے۔ دائم ۔ہمیشہ ۔ثروت ۔مالداری۔

۵۳ چون مرا ۔یعنی میں جس اہلیت کا ہوں مجھ سے ویسا کام لے مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ ڈال۔ زخم خوار ۔پٹنے والا ۔سست جنب ۔کمزور پہلو والا ۔منبل ۔ناکارہ ۔ملی ۔غنی ۔مالدار ۔سایہ خسپم ۔سایہ میں سونا راحت طلبی کی علامت ہے۔ در وجود ۔یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

کاہلان و سایہ خسپان را مگر — روزیٔ بنوشتہ نوعے[1] دگر
کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید — تونے دوسری ہی طرح کی روزی مقدر کی ہے

ہر کرا پا ہست جوید روزیے — ہر کرا پا نیست کُن دلسوزیے
جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے — جس کے پاؤں نہیں ہیں اُس پر رحم فرما

رزق را میراں بسوئے آں حزیں — ابر را می کش بسوئے ہر زمیں
اُس غمگین کی طرف روزی بھیج — ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا

چوں زمیں را پا نباشد، جودِ تو — ابر را راند بسوئے اُو دوتو
چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخاوت — ابر کو تہ بہ تہ اُس کی طرف لیجاتی ہے

طفل[2] را چوں پا نباشد مادرش — آید و ریزد وظیفہ بر سرش
بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے (اسلئے) اُس کی ماں — آتی ہے اور غذا اُس کے سر پر بہاتی ہے

روزیٔ خواہم بناگہ بے تعب — کہ ندارم من زکوشش جز طلب
بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں — اسلئے کہ سوائے طلب کے میرے پاس دوسری کوشش نہیں ہے

مدتے بسیار می کرد ایں دعا — روز تا شب شب ہمہ شب تا ضحیٰ
بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا — دن سے رات تک تمام رات (بلکہ) چاشت کے وقت تک

خلق می خندید بر گفتارِ اُو — بر طمع خامے و بر بیکارِ اُو
اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے — اس کے بیکار لالچ اور اُس کی ہٹ پر

کہ چہ می گوید عجب ایں سست ریش — یا کسے وادست بنگ بیہُشیش
کہ تعجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے؟ — کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بھنگ پلا دی ہے

راہِ روزی کسب و رنج ست و تعب — ہر گز ایں[3] نادر نشد ور شد عجب
روزی کا راستہ کمانا، تکلیف برداشت کرنا اور تھکنا ہے — یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے

ہر کسے را پیشہ داد و طلب — از رہ کسب و تعب با رنج و تب
اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے — کمائی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستے

اُطْلُبُوا الْاَرْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِهَا — وَادْخُلُوا الْاَوْطَانَ مِنْ اَبْوَابِهَا
رزقوں کو اُن کے اسباب سے طلب کرو — وطنوں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو

شاہ و سلطان و رسولِ حق کنوں — ہست داؤدِ نبیؑ ذوفنوں
شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب — صاحب ہنر داؤدؑ نبی ہیں

[1] نوعے دگر۔ یعنی کاہلوں کی روزی بغیر کمائے مقدر ہے۔ ہر کرا یعنی جس میں کمانے کی طاقت ہے۔ پا نیست۔ یعنی جو کاہل ہے اور اسمیں کمانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ابر را یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں ہیں اور تو اُس کی غذا ابر کو بھیجکر پہنچاتا ہے اسی طرح میرا رزق بغیر محنت کے میرے پاس پہنچا دے۔

[2] طفل را یعنی بچہ میں چلنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اُس کی ماں کے ذریعہ اُس کی غذا اُس کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ کہ ندارم۔ مجھ میں محض طلب ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے سست ریش۔ بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

[3] ایں نادر یعنی بغیر کمائے روزی حاصل ہونا۔ شاہ یعنی حضرت داؤدؑ کو اس قدر فضائل کے باوجود زرہ بنانے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا، تب روزی ملتی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

هست ۱ در فرمانِ اُو از وحش و طیر — در همه روئے زمیں اُو راست سیر
وحشی جانور اور پرندے اُن کے حکم میں ہیں — تمام روئے زمین پر اُن کا دورہ ہے

باچناں عزّے و نازے کاندر وست — کہ گزیدستش عنایتہائے دوست
اس عزت اور ناز کے باوجود جو انہیں ہے — کہ اُنکو دوست (خدا) کی عنایتوں نے منتخب کیا ہے

مُعجزاتش بے شمار و بے عدد — موجِ بخشایشِ مدد اندر مدد
اُن کے معجزے بے شمار اور اَن گنت — اُنپر بخشش کی موجیں پے درپے (ہیں)

ہیچکس را خود ز آدمؑ تا کنوں — کے بُدست آواز ہمچوں ارغنوں
کسی شخص کی آدمؑ سے اب تک — آواز ارغنوں (باجا) کی طرح کب ہوئی ہے؟

کہ بہر وعظے بمیراند دو بیست — آدمی را صوتِ خوبش کرد نیست
کہ ہر وعظ میں وہ دو سو کو مار ڈالتے — انسان کو اُن کی حسین آواز فنا کر دیتی

شیر و آہو جمع گردد آں زماں — سُوئے تذکیرش مُغفّل ایں و آں
اُس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے — اُن کے وعظ میں (اور) یہ اُس سے غافل

کوہ ۲ و صحرا ہم رسائل بادمش — ہر دو اندر وقتِ دعوت محرمش
پہاڑ اور جنگل بھی ان کی آواز کے ہم آواز تھے — دونوں دعوت دینے کے وقت اُنکے ہمراز تھے

ایں و صد چنداں مر اُو را معجزات — نورِ رویش بے جہات و در جہات
یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے اُن کے تھے — اُن کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا

باہمہ تمکیں خدا روزیِ اُو — کردہ باشد بستہ اندر جستجو
تمام عزتوں کے باوجود اللہ (تعالیٰ) نے اُنکی روزی — جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی

بے زرہ ۳ بافی و رنجے روزیش — می نیابد باہمہ فیروزیش
زرہ بنانے اور تکلیف اُٹھانے کے بغیر اُنکی روزی — باوجود تمام نیک بختیوں کے حاصل نہیں ہوتی تھی

ایں چنیں مخذول و واپس ماندہ — خانہ کندہ دوں و گردوں راندہ
ایسا ذلیل اور پچھڑا ہوا — خانہ ویران، کمینہ اور آسمان کا پھٹکارا ہوا

ایں چنیں مُدبر ہمی خواہد کہ اُو — گنج یابد تا رود پایش فرو
ایسا بدبخت یہی چاہتا ہے کہ وہ — خزانہ پالے یہاں تک کہ اُس میں اُسکا پاؤں دھنسے

ز احمقی خواہد کہ بے رنجش نسود — بے تجارت پُر کند دامن ز سُود
حماقت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے نفع — (اور) بغیر کاروبار کیے نفع سے دامن بھرلے

۱

۱ ہست۔ حضرت داؤدؑ کے نغمے پر چرند پرند جمع ہو جاتے تھے۔ ہیچکس۔ لحن اور نغمہ کا معجزہ صرف حضرت داؤدؑ کو ملا تھا۔ ارغنوں۔ مشہور باجا ہے۔ کہ بہر وعظے۔ حضرت داؤدؑ جب وعظ میں خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آکر بیہوش اور جاں بحق ہو جاتے تھے۔ شیر و آہو۔ نغمہ کو سُن کر شیر اور ہرن جمع ہو جاتے تھے اور وجد کے عالم میں ایک دوسرے سے بےخبر رہتا تھا۔

۲ کوہ۔ حضرت داؤدؑ کے نغمے سے پہاڑ اور جنگل کی گونج اُن کی ہم آواز ہو جاتی تھی۔ رسائل۔ شرکار۔ بے جہات۔ یعنی حضرت داؤدؑ کے چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی تھا۔

۳ بے زرہ۔ حضرت داؤدؑ لوہے کی زرہیں بنا کر اپنی روزی کماتے تھے۔ مخذول۔ رسوا، ذلیل۔ مُدبر۔ بدبخت۔ پایش فرو۔ یعنی چلتے پھرتے اُس کو خزانہ مل جائے اور اُس میں اُس کا پاؤں دھنس جائے۔ سود۔ نفع۔

Presented by www.ziaraat.com

اینچنیں[1] گیجے نیامد در جہاں — کہ برآیم بر فلک بے نردباں
ایسا کوئی احمق دنیا میں نہیں ہوا (جو یہ کہے) — کہ میں آسمان پر بغیر سیڑھی کے چڑھوں گا

ایں ہمی گفتش بتسخر کہ بگیر — کہ رسیدت روزی و آمد بشیر
(کوئی) اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے — کہ تیری روزی آگئی اور خوشخبری دینے والا آگیا

واں ہمی خندید مارا ہم بدہ — زانچہ یابی ہدیہ اے سالارِ دِہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دینا — اے چودھری! اُس عطیہ میں سے جو تجھے ملے

او ازیں تشنیع مردم ویں فسوس — کم نمیکرد از دعا و چاپلوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے — دعا اور خوشامد میں کمی نہ کرتا تھا

تا کہ شد در شہر معروف و شہیر — کوزِ انبانِ تہی جوید پنیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہوگیا — کہ وہ خالی تھیلے میں پنیر تلاش کرتا ہے

شد مثل[2] در خام طمعی آں گدا — او ازیں خواہش نمی آمد جدا
وہ فقیر بیکار لالچ میں ضرب المثل بن گیا — (لیکن) وہ اس خواہش سے جدا نہ ہوا

کم نمی کرد از دعا و ابتہال — کرد اجابت مستعانِ ذوالجلال
اس نے دعا اور زاری ختم نہ کی — (اللہ تعالیٰ) مستعان اور ذوالجلال نے اس کی دعا قبول کرلی

دویدن گاو در خانہ آں دعا کنندہ بالحاح قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ زیراکہ عین خواست حق سبحانہ وتعالیٰ ست الحاح خواہندہ را بہ است از آنچہ میخواہد از وے و عذر[3] گفتن ناظم کنندہ و مدد خواستن

اُس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دوڑ کر آنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کیلئے عاجزی اُس سے بھی زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے اور ناظم کا عذر کرنا اور مدد چاہنا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ — ایں دعا می کرد با زاری و آہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک — وہ یہ دعا زاری اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا

ناگہاں در خانہ اش گاوے دوید — شاخ زد بشکست دربند و کلید
اچانک اسکے گھر میں ایک گائے دوڑ آئی — اس نے سینگ مارا کنڈی اور کھٹکا توڑ ڈالا

[1] اینچنیں یعنی اچانک خزانہ مل جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی آسمان پر بغیر سیڑھی کے چڑھ جانے کی تمنا کرے۔ ایں ہمی کوئی مذاق میں کہتا کہ روزی آگئی کوئی کہتا کہ اُس میں سے ہمیں بھی دینا۔ بشیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالارِ دِہ۔ گاؤں کا سردار، چودھری۔ شہیر۔ مشہور۔ انبان۔ تھیلا۔

[2] شد مثل یعنی یہ فقیر اپنے بیکار لالچ میں ضرب المثل بن گیا۔ مستعان۔ وہ جس سے مدد طلب کی جائے، اللہ تعالیٰ۔ الحاح۔ زاری و عاجزی۔ ملح۔ زاری کرنیوالا۔

[3] عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں مولانا نے اپنی مثنوی کے اختتام کی دعا شروع کی ہے۔ دربند۔ بند کنندہ در۔

Presented by www.ziaraat.com

گاؤ گستاخ اندراں خانہ بجست — مرد برجست و قوائمہاش بست
گائے بے باکی سے گھر میں گھس آئی — (وہ) شخص لپکا اور اس نے اسکے پاؤں باندھ دیئے

پس گلوئے گاؤ ببرید آں زماں — بے توقف بے تامل بے اماں
فوراً گائے کو ذبح کر دیا — بغیر توقف، بے تامل، امن دیئے بغیر

چوں سرش ببرید شد سوئے قصاب — تا اہابش برکند دردم شتاب
جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا — تاکہ وہ فوراً اس کی کھال اتار دے

اے تقاضا گر درون ہمچون جنیں — چوں تقاضا می کنی اتمام ایں
اے پیٹ کے بچہ کیطرح باطن میں تقاضا کرنیوالے! — جبکہ تو اس (مثنوی) کی تکمیل کا تقاضا کر رہا ہے

سہل گرداں رہ نما توفیق دہ — یا تقاضا را بہل بر ما منہ
آسان فرمادے، راہنمائی کردے توفیق عطا فرما — یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ

چوں ز مفلس زر تقاضا میکنی — زر ببخش در سر اے شاہ غنی
جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے — اے شاہ، بے نیاز! در پردہ اس کو روپیہ بخشدے

بے تو نظم و قافیہ شام و سحر — زہرہ کے دارد کہ آید در نظر
تیری امداد کے، بغیر نظم اور قافیہ، صبح و شام — کب طاقت رکھتے ہیں کہ وہ (نظم، قوافی) جلوہ گر ہوں

نظم و تجنیس و قوافی اے علیم — بندۂ امر تو اند از ترس و بیم
اے دانا! نظم اور تجنیس اور قافیے — ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں

چوں مسبح کردۂ ہر چیز را — ذات بے تمییز و با تمییز را
جبکہ تونے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے — باشعور، اور بے شعور ذات کو

ہر یکے تسبیح بر نوع دگر — گوید و از حال آں ایں بیخبر
ہر ایک، ایک دوسرے قسم کی تسبیح — کرتا ہے اور یہ اس کے حال سے بے خبر ہے

آدمی منکر ز تسبیح جماد — واں جماد اندر عبادت اوستاد
جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے — حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں

بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے — بے خبر از یکدگر و اندر شکے
بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک — ایک دوسرے سے بیخبر ہے اور شک میں ہے

چوں دو ناطق را ز حال ہمدگر — نیست آگہ چوں بود دیوار و در
جبکہ دو بولنے والے ایکدوسرے کے حال سے — آگاہ نہیں ہیں تو در و دیوار کے بارے میں
آگاہی کیسے ہو

لہ قوائم۔ پاؤں۔ اہاب۔ چمڑا کھال۔ لے تقاضا۔ چونکہ پہلے اشعار میں روزی طلب کرنیوالے کی دعا کی مقبولیت کا ذکر تھا اسلئے اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کیلئے دعا شروع کردی ہے جنین۔ پیٹ کا بچہ۔ یعنی جس طرح پیٹ میں بچہ چھپا ہوا ہے اسیطرح باطن میں خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا تقاضا چھپا ہوا ہے۔ برمامنہ۔ یعنی مجھ پر مثنوی کے اتمام کا بار نہ ڈال۔ چوں ز مفلس یعنی مجھے مثنوی کے معانی اور قوافی عنایت فرمادے۔ بے تو تیری مدد کے بغیر صبح و شام یعنی زمانہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ کوئی شعر کہلا سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا معنوی اعتبار سے باہمی مشابہ ہونا۔

لہ چوں مسبح۔ پہلے اشعار میں چونکہ نظم و قوافی کو اللہ کے حکم کا غلام قرار دیا تھا اب مولانا غیر ذی روح چیزوں کے تابع فرمانِ الٰہی ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ ہر یکے۔ دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے تسبیح کرنے کا طریقہ جداگانہ ہے۔

لہ آدمی۔ انسان جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتا اسلئے وہ انکی تسبیح خوانی کا انکار کردیتا ہے۔ جبکہ مشہور ہے کہ دنیا میں مذہبی ۷۳، فرقے ہیں جن میں سے ۷۲، گمراہ ہیں ایک فرقہ درست ہے۔ ہر فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے دیگر لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں دو ناطق۔ دو انسان جو مذہبی اعتبار سے ایکدوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ باہمی ایکدوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں من از تسبیح ناطق[۱] غافلم | چوں بدانند سبحۂ صامت دلم
جب میں بولنے والوں کی تسبیح سے غافل ہوں | تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھے؟

ہست سنّی را یکے تسبیح خاص | ہست جبری را ضد آں در مناص
سنّی کی ایک خاص تسبیح ہے | نجات پانے میں جبری (کی تسبیح) اسکے خلاف ہے

سنّی از تسبیح جبری بے خبر | جبری از تسبیح سنّی بے اثر
سنّی، جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے | جبری، سنّی کی تسبیح سے بے نشان ہے

ایں ہمی گوید کہ آں ضال ست و گم | بے خبر از حال او و ز امر قم
یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بھٹکا ہوا ہے | اس کے حال سے اور قم کے حکم سے بے خبر ہے

واں ہمی گوید کہ ایں را چہ خبر | جنگ شاں افگند یزداں از قدر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ | اللہ (تعالیٰ) نے تقدیر سے انہیں جنگ پیدا فرمادی ہے

گوہر ہر یک ہویدا می کند | جنس از ناجنس پیدا می کند
ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے | جنس کو ناجنس سے واضح کر رہا ہے

قہر را از لطف داند ہر کسے[۲] | خواہ دانا خواہ ناداں یا خسے
قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے | خواہ وہ دانا ہو خواہ نادان یا کمینہ

لیک لطفے قہر در پنہاں شدہ | یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے | یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے

کم کسے داند مگر ربانیے | کش بود در دل محک جانیے
اسکو، سوائے اس باخدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے | جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو

باقیاں[۳] زیں دو گمانے می برند | سوئے لانہ خود بیک پرّی پرند
باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں | اپنے آشیانہ کیجانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

دربیانِ آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پرّ ست
اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

علم را دو پر گماں را یک پرست | ناقص آمد ظن بہ پرواز ابترست
علم کے دو بازو ہیں شک کا ایک بازو ہے | شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کٹا ہے

مرغ یک پر زود افتد سرنگوں | باز بر پرّد دو گامے یا فزوں
ایک بازو کا پرندہ، جلد اوندھا گرتا ہے | پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

۱۔ ناطق بولنے والا صامت خاموش، نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں۔ ایں ہمی۔ یہ جبری کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ امر قم جہاں جہاں قرآن میں انسان کو قم کا حکم ہوا ہے جسکے معنے ہیں تو کھڑا ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل انسانی انسان کی قدرت میں ہے ورنہ اسکو یہ حکم نہ دیا جاتا۔ یہ جبری عقیدہ کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس دلیل سے بیخبر ہے۔ قدر۔ ازل میں یہ اختلافات مقدر کردیئے گئے تھے تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہوسکے۔

۲۔ قہر را از لطف بعض خاص قہر اور خاص مہر ہیں ایسے قہر یہ مہر کو ہر شخص سمجھ لیتا ہے لیکن بعض وہ مہر ہیں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں جیسا کہ باپ کا بچہ پر تعلیم کیلئے سختی کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی مرض میں مبتلا کرنا اسیطرح بعض قہر وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کیلئے دنیاوی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا اس کو صرف خاصانِ خدا سمجھتے ہیں۔

۳۔ باقیاں۔ عام لوگ مہر میں پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے بارے میں دوطرح کا خیال کرتے ہیں یعنی انکی حقیقت میں شکوک ہوتے ہیں۔ علم یعنی حقائق تک پہنچنے میں یقین کی پرواز انکو ہے [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

اُفت و خیزاں[۱۵] می رود مرغ گماں
گمان کا پرندہ گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے
با یکے پر بر امید آشیاں
ایک بازو سے، آشیانہ کی امید پر

چوں ز ظن وارست علمش رو نمود
جب وہ گمان سے نجات پاگیا اس کا علم رونما ہوا
شد دو پر آں مرغ و پر ہا بر گشود
(اب) وہ پرندہ دو بازو کا ہوگیا اور بازو کھول لئے

بعد ازاں یمشی سویا مستقیم
اس کے بعد ٹھیک سیدھا روانہ ہوتا ہے
نے علٰی وجہہ مکبا او سقیم
نہ اپنے چہرے کے بل اوندھا یا بیمار

با دو پر بر می پرد چوں جبرئیلؑ
جبرئیلؑ کی طرح دو بازوؤں سے اونچا اڑتا ہے
بے گماں بے مکر و بے قال و قیل
بغیر گمان، بغیر مکر اور بغیر چناں و چنیں کے

گر ہمہ[۱۶] عالم بگویندش توئی
اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی
بر رہ یزدان و دین مستوی
خدا کی راستہ اور سیدھے دین پر ہے

او نگردد گرم تر از گفت شاں
وہ ان کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا
جان طاق او نگردد جفت شاں
اس کی یکتا روح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے

ور ہمہ گویند او را گمرہی
اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گمراہ ہے
کوہ پنداری و تو برگ کہی
خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گھاس کا تنکا ہے

او نیفتد در گماں از طعن شاں
ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے
او نگردد دردمند از طعن شاں
ان کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت
بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں
گویدش با گمرہی گشتی تو جفت
اس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے

ہیچ یک ذرہ نیفتد در خیال
وہ ایک ذرہ (بھی) گمان میں مبتلا نہیں ہوتا
نے بطعن طاعناں رنجور حال
نہ طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے

مطمئن[۱۷] و موقن و بے احتیال
مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہوگا
کاینچنیں باشد مگر در کل حال
شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

مثال رنجور شدن آدمی بوہم تعظیم خلق و رغبت
انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معتقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے

مشتریاں بوے و حکایت معلم کودکاں
بیمار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ

---

۱۵ افت و خیزاں۔ تھک کر گمان حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا چلتا ہے۔ آشیاں۔ گھونسلا، یعنی مقصد۔ چوں ز ظن یعنی جب انسان مرتبۂ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی پرواز درست ہوتی ہے۔ بعد ازاں یقین کا مرتبہ حاصل ہو جانے کے بعد سیدھی اور سچی اڑان ہوتی ہے انسان ٹھوکریں نہیں کھاتا ہے۔ بالکل انسان کو معرفت حقیقی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز جبرئیلؑ کی طرح ہوتی ہے۔

۱۶ گر ہمہ۔ انسان کو جب علم کا اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہو جاتا ہے نہ مدح اس میں مؤثر ہوتی ہے نہ قدح۔ کوہ پنداری۔ خودکو پنداری۔ برگ کہی۔ برگ کاہ، ہستی۔ طعن۔ طعنہ زنی، نیزہ بازی۔ ہیچ یک ذرہ۔ کامل الیقین خوشامدیوں اور حاسدوں کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا ہے

۱۷ مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں کی مدح اور قدح تو ہر حال میں جاری ہی رہتی ہے۔ رنجور شدن۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم الیقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کچے ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر ہوتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

کودکانِ مکتبے از اوستاد ‎ ‎ رنج دیدند از ملال و اجتہاد[1]

ایک مکتب کے بچے استاد کی جانب سے ‎ ‎ تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہوگئے

مشورت کردند در تعویقِ کار ‎ ‎ تا معلم درفتد در اضطرار

کام کو ٹالنے کے لئے انھوں نے مشورہ کیا ‎ ‎ تاکہ اُستاد پریشانی میں مبتلا ہوجائے

چوں نمی آید ورا رنجورِ یے ‎ ‎ کہ بگیرد چند روز او دورِیے

اُس کو کوئی بیماری کیوں نہیں لگتی! ‎ ‎ کہ وہ چند دن دور رہے

تا رہیم از حبس و از تنگی کار ‎ ‎ ہست او چوں سنگِ خارا برقرار

تاکہ ہم قید اور کام کی دُشواری سے چھوٹ جائیں ‎ ‎ وہ تو سنگِ خارا کی طرح جما ہوا ہے

آں یکے[2] زیرک تر ایں تدبیر کرد ‎ ‎ کہ بگوید اوستا چونی تو زرد

ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی ‎ ‎ کہ وہ کہے گا، اُستاد آپ زرد کیوں ہیں!

خیر باشد رنگِ تو برجا نیست ‎ ‎ ایں اثر یا از ہوا یا از تپے ست

اللہ خیر کرے آپ کی رنگت ٹھیک نہیں ہے ‎ ‎ یہ اثر ہوا یا بخار کی وجہ سے ہے

اندکے اندر خیال افتد ازیں ‎ ‎ تو برادر ہم مدد کن ایں چنیں

اس سے وہ تھوڑا سا وہم میں پڑے گا ‎ ‎ بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا

چوں درآئی از درِ مکتب بگو ‎ ‎ خیر باشد اوستا احوالِ تو

جب تو دروازہ سے مکتب میں داخل ہو، کہنا ‎ ‎ اللہ خیر کرے، استاد آپکے مزاج کیسے ہیں؟

آں خیالش اندکے افزوں شود ‎ ‎ کز خیالے عاقلے مجنوں شود

اس کا وہ وہم تھوڑا بڑھے گا ‎ ‎ وہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے

آں سوم واں چارم و پنجم چنیں ‎ ‎ در پےِ ما غم نمایند و حنیں

تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں ‎ ‎ ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور روئے

تا چو سی[3] کودک پیاپے ایں خبر ‎ ‎ متفق گویند یابد مستقر

جب اس بات کو تیس بچے پے در پے ‎ ‎ بالاتفاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی

ہر یکے گفتش کہ شاباش اے ذکی ‎ ‎ باد بختت بر عنایت متکی

ہر بچے نے اس سے کہا اے ذہین! شاباش ہے ‎ ‎ خدا کرے تیرے نصیبہ کا (اللہ کی) مہربانی پر ٹکاؤ ہو

متفق گشتند در عہدِ وثیق ‎ ‎ کہ نگرداند سخن را یک رفیق

مضبوط عہد میں سب متفق ہوگئے ‎ ‎ کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

[1] اجتہاد: محنت کرنا، سختی برداشت کرنا۔ تعویقِ کار یعنی اُستاد کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا۔ چوں نمی آید۔ چونکہ وہ قدرتی طور پر بیمار نہیں ہوتا ہے اور مکتب میں برابر حاضر ہوتا ہے لہٰذا ہمیں کوئی فرضی کارروائی کرنی چاہیئے۔ برقرار یعنی اُستاد چٹان کی طرح مکتب میں جما ہوا ہے۔

[2] آں یکے۔ سب سے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ اُستاد سے جا کر کہے گا کہ آپ کا رنگ پیلا کیوں ہو رہا ہے، شاید آپکو بخار ہوگیا ہے، اس سے استاد کو کچھ وہم پیدا ہوگا پھر دوسرا بچہ بھی یہی کہے تو اُستاد کو بیماری کا خیال اور بڑھے گا اسی طرح مسلسل دوسرے بچے کہیں گے اور اُستاد کو اپنی بیماری کا یقین ہوجائیگا۔ اوستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔

[3] تا چو سی۔ تیس بچے مسلسل اُستاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو کہیں گے تو یہ بات اُستاد کے دل میں جم جائے گی ہر بچے نے اس تدبیر پر سب بچے نے اس ذہین بچے کو شاباش کہا اور دعا دی۔ عہدِ وثیق۔ مضبوط عہد۔ کہ نگرداند۔ یعنی سب یہی بات کہیں کوئی بچہ اس بات میں تبدیلی نہ کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

بعد ازاں سوگند داد او جملہ را | تا ز عمّا[1] نے نگوید ماجرا
اس کے بعد اُس نے سب کو قسم دی | تاکہ کوئی چغلخور (بھیج)، بات نہ بتائے
رائے آں کودک بچربید از ہمہ | عقلِ اُو در پیش می رفت از رمہ
اس بچہ کی رائے سب سے بڑھ گئی | اُس کی عقل، گلّہ سے آگے چلتی تھی
آں تفاوت ہست در عقلِ بشر | کہ میانِ شاہداں اندر صُوَر
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے | جیساکہ معشوقوں کی صورتوں میں

دربیانِ آنکہ عقولِ خلق متفاوت ست در اصلِ فطرت و نزدِ معتزلہ متساویست و تفاوتِ عقول بسبب تجربہ و تحصیلِ علم ست

اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کرلینے کی وجہ سے ہے

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَالُ الرَّجُلِ فَصَاحَۃُ لِسَانِہٖ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

زیں قبل فرمود احمدؐ در مقال | در زبان[2] پنہاں بود حسنِ رجال
اسی سلسلہ میں آنحضورؐ نے گفتگو میں فرمایا | انسانوں کا حُسن زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے
اختلافِ عقلہا در اصل بُود | بر وفاقِ سُنّیاں باید شنُود
عقلوں کا فرق اصل سے تھا | سُنّیوں (کے قول) کے مطابق سننا چاہیے
بر خلاف قولِ اہلِ اعتزال | کہ عقول از اصل دارند اعتدال
معتزلہ کے اُس قول کے خلاف | کہ عقلیں اصل میں یکسانیت رکھتی ہیں
تجربہ و تعلیم بیش و کم کُند | تا یکے را از یکے اَعلم کُند
تجربہ اور تعلیم گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں | یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں
باطل[3] ست ایں زانکہ رایِ کودکے | کہ ندارد تجربہ در مسلکے
یہ غلط ہے، کیونکہ بچہ کی رائے | جس کو کسی مسلک کا کوئی تجربہ نہیں ہے
بگذرد ز اندیشہ مردانِ کار | عاجز آمد کارِ شاں در اضطرار
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے | اُن لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آجاتا ہے
بر دمید اندیشہ زاں طفلِ خُرد | پیر با صد تجربہ بوئے نبُرد
اُس چھوٹے بچہ سے وہ خیال ظاہر ہوا | جس کی سو تجربہ والے بڑے کو خوشبو بھی نہ آئی

[1] غمّاز: چغلخور۔ ماجرا: قصہ۔ یعنی یہ سکیم نے فرضی طور پر یہ سازش کی ہے۔ رمہ: یعنی بچوں کی جماعت۔ آں تفاوت۔ جس طرح اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل میں فرق ہے جیساکہ سب انسانوں کا ظاہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی یکساں نہیں ہیں۔ نزدِ معتزلہ: معتزلہ تمام انسانوں کی عقل کو اصل فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور فرق محض تجربہ اور تعلیم کی بنیاد پر مانتے ہیں۔

[2] در زبان۔ حدیث میں ہے اَلْمَرْءُ مَخْفِیٌّ تَحْتَ لِسَانِہٖ یعنی انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی ہوتی ہے۔ اعتدال۔ یکسانیت۔ اَعلم: زیادہ جاننے والا۔

[3] باطل ست۔ مولانا فرماتے ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے۔ بگذرد: وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار لوگوں سے بڑھ جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے۔ طفلِ خُرد۔ وہی مکتب کا ذہین بچہ۔

Presented by www.ziaraat.com

خود فزوں[۵۱] آں بہ کہ آں از فطرت است ... باز افزوں کو ز جہد و فکرت است
عقل کی وہ زیادتی جو فطرت کیطرف سے ہے بہتر ہے ... پھر وہ زیادتی ہے جو کوشش اور فکر کی وجہ سے ہے

تو بگو دادہ خدا بہتر بود ... یا کہ لنگے راہوارانہ رود
تو بتا، اللہ کا دیا ہوا بہتر ہوتا ہے ... یا وہ لنگڑا جو تیز رَو گھوڑے کی طرح چلے

در وہم افگندن کودکاں اُستاد را بمکر
مکاری سے بچوں کا اُستاد کو وہم میں ڈال دینا

روز گشت و آمدند آں کودکاں ... بر ہمیں[۵۲] فکرت سوئے مکتب رواں
دن نکلا، اور وہ بچے آئے ... اسی تدبیر کے مطابق مکتب کیجانب روانہ ہوئے

جملہ استادند بیروں منتظر ... تا درآید اوّل آں یارِ مکر
سب باہر منتظر کھڑے ہو گئے ... تاکہ وہ مکار دوست پہلے اندر جائے

زانکہ منبع اُو بُدست ایں رائے را ... سر امام آمد ہمیشہ پائے را
اس لئے کہ اس تدبیر کا وہی سرچشمہ تھا ... سر ہمیشہ پاؤں کا پیشوا ہوتا ہے

اے مقلّد تو مجو بیشی براں ... کو بود منبع ز نورِ آسماں
اے پیچھے چلنے والے! تو اس سے آگے نہ بڑھ ... جو آسمانی نور کا سرچشمہ ہے

اُو درآمد گفت اُستا را سلام ... خیر باشد رنگِ رُویت زرد فام
وہ آیا، بولا اُستاد کو سلام ہے ... خدا خیر کرے آپکے چہرے کی رنگت بدلی ہے

گفت اُستا نیست رنجے مر مرا ... تو برو بنشیں مگو یاوہ[۵۳] ہلا
اُستاد نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے ... تو جا، بیٹھ جا، خبردار! بک بک نہ کر

نفی کرد اما غبارِ وہم بد ... اندکے اندر دلش ناگاہ زد
انکار کر دیا لیکن برے خیال کا وہم ... تھوڑا سا اچانک اس کے دل میں رُونما ہوا

اندر آمد دیگرے گفت ایں چنیں ... اندکے آں وہم افزوں شد بریں
دوسرا اندر آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کہا ... اس پر تھوڑا سا وہ وہم بڑھا

ہم چنیں تا وہم اُو قوت گرفت ... ماند اندر حالِ خود بس در شگفت
اسی طریقہ پر یہاں تک کہ وہم نے قوت پکڑی ... وہ (اُستاد) اپنے معاملہ میں حیرانی میں پڑ گیا

رنجور شدن فرعون بوہم از تعظیم خلقاں
فرعون کا لوگوں کی تعظیم کے وہم سے بیمار ہونا

---

[۵۱] خود فزوں۔ عقل کی وہ زیادتی جو فطری ہے وہ اس سے بہتر ہے جو کوشش اور تعلیم سے حاصل ہو۔ تو بگو۔ ظاہر ہو کہ اللہ کا عطیہ بہتر ہے۔ یا کہ۔ عقل کی فوقیت اگر فطری نہ ہو بلکہ کسبی ہو تو اس کی مثال یہ ہے کہ لنگڑا گھوڑا تیز روی اختیار کرے۔

[۵۲] ہمیں فکرت۔ اُستاد کو فریب دینے کی تدبیر جو دن مکتب سے باہر تیار کر لی، وہی ذہین لڑکا۔ اے مقلد۔ یہ مولانا کی مرید کو نصیحت ہے کو۔ یعنی شیخ۔

[۵۳] یاوہ۔ بکواس۔ ہلا حرف تنبیہ ہے۔ نفی کرد۔ یعنی اُستاد کے بیمار ہونے کا انکار کر دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد — زد[1] دلِ فرعون را رنجور کرد

عورتوں کا، بچوں کا اور مردوں کے سجدوں نے — اثر کیا، فرعون کے دل کو بیمار کر دیا

گفتنِ ہر یک خداوند و ملک — آنچناں کردش ز وہمِ منہلک

ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے — برباد کر دینے والے وہم کی وجہ سے اُس کو ایسا بنا دیا

کہ بدعوایِ الٰہی شُد دلیر — اژدہا گشت و نمی شُد ہیچ سیر

کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا — اژدہا بنا، اور کبھی اُس کا پیٹ نہ بھرا

عقلِ جُزوی آفتش وہم ست و ظن — زانکہ در ظلمات شُد او را وطن

وہم اور گمان ناقص عقل کیلئے مصیبت ہے — کیونکہ اُس کا ٹھکانا تاریکیوں میں ہے

بر زمیں[2] گر نیم گز راہے بُوَد — آدمی بے وہم ایمن می رَوَد

زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو — آدمی بغیر وہم کے مطمئن ہو کر چلتا ہے

بر سرِ دیوارِ عالی گر رَوی — گر دو گز عرضش بُوَد کژ میشوی

اگر تو اونچی دیوار پر چلے — اگر دو گز کی چوڑائی ہو، تو اوندھا ہو جاتا ہے

بلکہ می اُفتی ز لرزِ دل بوہم — ترس و وہمے را نکو بنگر بفہم

بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزنے سے تو گر پڑیگا — عقل کے ذریعہ خوف اور وہم کو خوب سمجھ لے

رنجور شدنِ اُستادِ معلم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے اُستاد کا بیمار پڑنا

گشت اُستا سخت سُست از وہم و بیم — بر جہید و می کشانید اُو گلیم

وہم اور ڈر سے اُستاد بہت سُست ہو گیا — اٹھا اور اُس نے کملی کھینچی

خشمگیں با زن کہ مہرِ اُو سُست — من بدیں حالم نپرسید اُو نخست

بیوی پر غصہ تھا کہ اُس کی محبت کم ہے — میں اس حالت میں ہوں اور اُس نے پہلے نہ پوچھا

خود مرا آگہ نہ کرد از رنگِ من — قصد دارد تا رہد از ننگ[3] من

اُس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا — اُس کا تو ارادہ ہے کہ میری ذلت سے نجات پائے

اُو بحُسن و جلوہ خود مست گشت — بیخبر کز بام من افتاد طشت

وہ اپنے حُسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے — اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالاخانہ سے گرا ہے

آمد و در را بہ تُندی وا گشاد — کودکاں اندر پئے آں اوستاد

گھر آیا اور سختی سے دروازہ کھولا — بچے اُس اُستاد کے پیچھے تھے

---

[1] زد یعنی اثر کیا، رنجور کرد یعنی فرعون کو خدائی کے وہم کی بیماری میں مبتلا کر دیا، اژدہا یعنی فرعون اقتدار نگلنے میں اژدہا بنا پھر بھی اُس کا پیٹ نہ بھرا، عقلِ جزوی یعنی ناقص عقلِ انسانی اُس کے بالمقابل عقلِ کُل ہے جس سے جبرئیلؑ یا حقیقتِ محمدیہ مراد لیتے ہیں۔

[2] بر زمین، وہم کو خلاف مانا جاتا ہے، انسان زمین پر تیزی سے بھاگا چلا جاتا ہے اور کبھی نہیں گرتا، زمین پر بھاگنے میں جس قدر زمین اُس کے استعمال میں آتی ہے اگر اُس سے دوگنا راستہ کسی بلند دیوار پر ہو تو اُس پر کبھی نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اُس کو وہم ہوتا ہے کہ وہ گر جائیگا اور اس قوتِ واہمہ کی بنا پر وہ گر پڑتا ہے۔ خشمگیں استاد گھر چلتے وقت یہ باتیں سوچ رہا تھا۔

[3] ننگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے کہ مر جاؤں تو اُس کو مجھ سے نجات ملے۔ بام من — طشت از بام افتادن محاورہ ہے جس کے معنی میں بات کا مشہور ہو جانا۔

گفت زن خیر است چون زود آمدی ۔۔۔ کہ مبادا ذاتِ نیکت را بدی
بیوی نے کہا خیر ہے؟ آپ جلد کیوں آ گئے؟ ۔۔۔ خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے

گفت کوری رنگ و حالِ من ببیں ۔۔۔ از غمم بیگانگانؔ[۱] اندر حنیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگت اور حالت دیکھ ۔۔۔ میرے غم میں دوسرے رو رہے ہیں

تو درونِ خانہ از بغض و نفاق ۔۔۔ می نہ بینی حالِ من در احتراق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے ۔۔۔ جلنے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے

گفت زن اے خواجہ رنجے نیست ۔۔۔ وہم و ظن و فکرِ بے معنیست
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے ۔۔۔ آپ کا وہم اور گمان اور فکر بلا وجہ ہے

گفت اے غِر تو ہنوزی در لجاج ۔۔۔ می نہ بینی ایں تغیر و ارتجاج
اس (شوہر) نے کہا اے بیوقوف تو ابھی جھگڑے میں ہے ۔۔۔ اس تغیر اور کپکپی کو نہیں دیکھ رہی ہے

گر تو کور و کر شدی مارا چہ جرم ۔۔۔ ما دریں رنجیم و در اندوہ و کرم[۲]
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو ہمارا کیا قصور ہے ۔۔۔ ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں

گفت اے خواجہ بیارم آئینہ ۔۔۔ تا بدانی کہ ندارم من گنہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں ۔۔۔ تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے

گفت رو رو چہ تو چہ آئینات ۔۔۔ دائما در بغض و کینی و عنت
اس نے کہا جا، جا تو کیا، تیرا آئینہ کیا ۔۔۔ تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے

جامۂ خواب مرا زو گستراں ۔۔۔ تا بخسپم کہ سرِ من شد گراں
جلد میرا بستر بچھا دے ۔۔۔ تاکہ میں سو جاؤں، مجھے سر گرانی ہے

زن توقف کرد و مردش بانگ زد ۔۔۔ کاے عدو زوتر ترا ایں می سزد
بیوی نے دیر کی، اور مرد اس پر چیخا ۔۔۔ کہ اے دشمن جلدی کر تیرے لئے یہ مناسب ہے!

در جامۂ[۳] خواب افتادنِ استاد و نالیدنِ او بوہمِ رنجوری
استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا رونا

جامۂ خواب آورد گستردش عجوز ۔۔۔ گفت امکاں نے و باطن پر ز سوز
بڑھیا بستر لائی، اور اس کے لئے بچھا دیا ۔۔۔ (بڑھیا کے لئے) بولنا ممکن نہیں، اور دل میں جلن

گر بگویم متہم دارد مرا ۔۔۔ ور نگویم جد شود ایں ماجرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر تہمت دھریگا ۔۔۔ اگر کچھ نہیں بولتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائیگا

---

[۱] بیگانگاں یعنی بچے جو غیر ہیں وہ رو رہے ہیں۔ احتراق۔ جلنا، بخار۔ غِر۔ غین کے کسرہ کے ساتھ، ناتجربہ کار، غین کے فتح کے ساتھ زنِ فاحشہ۔ ارتجاج۔ لرزہ، کپکپی۔

[۲] کرم۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ اندوہ، غم۔ تا بدانی۔ آئینہ دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم بیمار نہیں ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عنت۔ فساد، ہلاکت۔

[۳] جامۂ خواب۔ سونے کا بستر۔ می سزد۔ یہ تاخیر تیرے لئے مناسب ہے۔ عجوز۔ بڑھی یعنی استاد کی بیوی۔ گفت امکاں نے یعنی بیوی کا بولنا ممکن نہ تھا ورنہ اور بُرے بھلے سنتی لیکن غلط بات پر اس کا دل جل رہا تھا۔ جد شود۔ یعنی یہ وہمی بیماری حقیقی بیماری بن جائیگی۔

Presented by www.ziaraat.com

فالِ بد رنجور گرداند ہمے — آدمی را کہ نبُود ستش غمے

بُری فال، بیمار بنا دیتی ہے — اُس آدمی کو بھی، جس کو کوئی غم نہ ہو

قولِ پیغمبر قبُولُہٗ یُفرَضُ — اِنْ تَمارَضْتُمْ لَدَیْنا تَمْرَضُوْ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننا فرض کر دی گئی ہے — اگر ہمارے سامنے بتکلف مریض بنو گے مریض ہو جاؤ گے

گر بگویم[1] اُو خیالِ بد زند — فعل دارد زن کہ خلوت می کند

اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ بُرا خیال کریگا — کہ بیوی کو کوئی کام ہے تنہائی چاہتی ہے

مر مرا از خانہ بیروں می کُند — بہرِ فسقے فعل و افسوں میکند

مجھے گھر سے بھگانا چاہتی ہے — بدی کے لئے کوشش اور تدبیر کرتی ہے

جامہ خواب افگند و اُستاد اوفتاد — آہ آہ و نالہ ازوے می بزاد

اُس نے بستر بچھایا اور اُستاد لیٹ گیا — آہ، آہ اور رونا شروع کر دیا

کودکاں آنجا نشستند و نہاں — درس میخواندند با صد اندہاں

بچے وہاں بیٹھ گئے، اور آہستہ سے — سینکڑوں غموں کے ساتھ سبق پڑھنے لگے

کایں[2] ہمہ کردیم و ہم زندانیم — بد بنائے بود و ما بد بانیم

کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں — بُری عمارت تھی اور ہم بُرے بنانے والے ہیں

ہیں دِگر اندیشۂ باید نمود — تا ازیں محنت فرح یابیم زود

خبردار! دوسری تدبیر کرنی چاہئے — تاکہ ہم اِس مصیبت سے جلد راحت پالیں

دوم بار در وہم افگندن کودکاں اُستاد را کہ اُو را از قرآن خواندن صُداع آید و دردِ سر افزاید

بچوں کا اُستاد کو دوبارہ وہم میں مبتلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اُس کے سر میں درد پیدا ہو جائیگا اور سر کا درد بڑھ جائیگا

گفت[3] آں زیرک کہ اے قومِ پسند — درس خوانید و کنید آوا بلند

اُس ذہین بچے نے کہا اے دوستو! — سبق پڑھو اور آواز بلند کرو

چوں ہمی خواندند گفت اے کودکاں — بانگِ ما استاد را دارد زیاں

جب اُنھوں نے اِس طرح پڑھا تو بولا اے بچو! — ہماری آواز سے اُستاد کو تکلیف ہوتی ہے

دردِ سر افزاید استا را ز بانگ — ارزد ایں کو درد یابد بہرِ دانگ

آواز سے اُستاد کے سر میں درد بڑھتا ہے — کیا یہ مناسب ہے کہ دمڑی کیلئے اُنکے سر میں درد ہو

---

[1] گر بگویم۔ اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بیمار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی بُرا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اُس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ باصد اندہاں۔ چونکہ اِس تدبیر سے بھی انھیں چھٹی نہ ملی تھی۔

[2] کایں ہمہ۔ یعنی اُستاد کو بیمار بنانے کی بنیاد ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ۔ کوئی دوسری تدبیر۔ فرح۔ خوشی، راحت، ٹھنڈک۔ دردِ سر۔

[3] گفت یعنی اسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سبق پڑھیں۔ آوا۔ آواز۔ زیاں۔ نقصان۔ استا۔ استاد۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصہ، ہر بچہ اُستاد کو ہر مہینے ایک دانگ دیتا ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

خلاصی یافتن کودکاں از مکتب بدیں مکر و سوال مادراں از ایشاں

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کا چھٹکارا حاصل کرنا اور ماؤں کا اُن سے پوچھنا

گفت[1] استاد راست می گوید روید — درد سر افزوں شدم بیروں شوید

اُستاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے جاؤ — میرے سر میں درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم — دور بادا از تو رنجوری و بیم

بچوں نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! — خدا کرے بیماری اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بروں جستند سوئے خانہا — ہمچو مرغاں در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے — جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادراں شاں خشمگیں گشتند و گفت — روز کتّاب[2] و شما با لہو جفت

اُن کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا — مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقت تحصیل ست اکنون و شما — می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم — کتاب اور اُستاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کاے مادر تو ایست — ایں گناہ از ما و از تقصیر نیست

انھوں نے عذر کیا کہ اے اماں تو ٹھہر — یہ ہماری خطا اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

عذر آوردند ایشاں در زماں — کیں گنہ از ما نبود اے مادراں

انھوں نے فوراً عذر کیا — اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

از قضائے آسماں اُستاد ما — گشت رنجور و سقیم[3] و مبتلا

آسمانی قضا سے ہمارا اُستاد — رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

مادراں گفتند مکر ست و دروغ — صد دروغ آرید بہر طمع دوغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے — چھاچھ کے لالچ میں تم سو جھوٹ بولتے ہو

ما صباح آئیم پیش اوستا — تا ببینیم اصل ایں مکر شما

ہم صبح کو اُستاد کے پاس جائیں گے — تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

کودکاں گفتند بسم اللہ روید — بر دروغ و صدق ما واقف شوید

بچوں نے کہا، بسم اللہ جاؤ — ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رفتن مادران کودکاں بامداد بعیادت اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا اُستاد کی مزاج پرسی کے لئے جانا

---

[1] گفت۔ ذہین بچے کے کہنے پر اُستاد نے کہا، ہاں میرے سر میں تمہاری آوازوں سے درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ۔ دور بادا۔ یعنی بچے یہ دعا دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے۔ ہمچو مرغاں۔ یعنی جس طرح چڑیاں دانہ کی طرف اُڑ کر جاتی ہیں۔

[2] کتّاب۔ مکتب۔ لہو کھیل کود۔ جفت۔ ساتھی جوڑا۔ تحصیل۔ حاصل کرنا یعنی علم حاصل کرنا۔ ایست۔ ٹھہر۔ تقصیر۔ کوتاہی گناہ۔

[3] سقیم۔ بیمار مبتلا۔ آزمائش میں پڑا ہوا بیمار۔ دوغ۔ دہی، چھاچھ۔ صباح۔ صبح۔ عیادت۔ مزاج پرسی۔

Presented by www.ziaraat.com

بامداداں آمدند آں مادراں — پرسشِ اُستا ز ہر گوشہ رَواں
صبح کو مائیں پہنچ گئیں — ہر جانب سے روانہ ہو کر اُستاد کی مزاج پرسی کیلئے

خُفتہ اُستا ہمچو بیمارِ[1] گراں — دردِ سَر را سَر بہ بستہ چوں زناں
اُستاد سخت بیمار کی طرح سویا ہوا تھا — عورتوں کی طرح دردِ سَر کی وجہ سے سَر کو باندھے ہوئے

ہم عَرَق کردہ ز بسیاری لحاف — سَر بہ بستہ رُو کشیدہ در سِجاف
لحافوں کی کثرت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہُوا تھا — سَر کو باندھے ہوئے پردے میں مُنہ چُھپائے ہوئے

آہ آہے می کُند آہستہ اُو — جُملگاں گشتند ہم لاحول گو
چُپکے چُپکے، آہ آہ کرتا تھا — سب لاحول پڑھنے لگے

خیر باشد اُوستاد ایں دردِ سَر — جانِ تو مارا نبُودہ زیں خبر
اے استاد! خدا خیر کرے، یہ دردِ سر — تیری جان کی قسم ہمیں اِس کی خبر نہ تھی

گفت[2] من ہم بیخبر بودم ازیں — آگہم ایں کودکاں کردند ہیں
اُس نے کہا میں بھی اِس سے بے خبر تھا — ہاں، اِن بچّوں نے مجھے بتایا

من بُدم غافل بشغلِ قال و قیل — بُودہ در باطن چنیں رنجے ثقیل
میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا — اندر اِس قدر بھاری مرض تھا

چوں بجِد مشغول باشد آدمی — اُو ز دیدِ رنجِ خود باشد عَمی
جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے — تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

از زنانِ مصر و یوسفؑ شُد سَمَر — کز مشغولی بشُد زیشاں خبر
مصر کی عورتوں اور یوسفؑ کا قصّہ ہے — کہ مشغولیت کی وجہ سے اُن کو پتہ نہ چلا

پارہ پارہ کرد ساعدہائے خویش — رُوح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش
اُنھوں نے اپنے گٹّے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے — کیونکہ عاشق کی روح آگا دیکھتی ہے نہ پیچھا

اے[3] بسا مردِ شجاع اندر حَراب — کہ بَبُرّد دست و پایش را ضراب
لڑائی میں بہت سے بہادر ہوتے ہیں — کہ تلوار کی مار ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

اُو ہماں دست آوَرد در گیر و دار — بر گمانِ آنکہ ہست اُو برقرار
وہ پکڑ دھکڑ میں اُسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں — اِس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خود نہ بیند دستِ رفتہ در ضرر — خوں ازو بسیار رفتہ بے خبر
وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے — بے خبری میں اُس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

---

[1] بیمارِ گراں۔ سخت بیمار۔ عَرَق۔ پسینہ۔ سجاف۔ پردہ۔ جانِ تو۔ تیری جان کی قسم۔

[2] گفت۔ اُستاد نے کہا اپنے بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا بچوں نے بتایا ہے۔ قال وقیل۔ سوال و جواب۔ ثقیل۔ بھاری۔ جِد۔ جد۔ اُستاد نے کہا زیادہ مصروفیت میں بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے عمی۔ اندھا۔ سَمَر۔ قصّہ۔ یعنی مشہور قصّہ ہے کہ زنانِ مصر حضرت یوسفؑ کے حُسن میں ایسی محو ہو گئی تھیں کہ اُنھوں نے ترنج کی بجائے اپنے ہاتھ تراش لیے تھے۔ والہ۔ عاشق، حیران۔

[3] اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اُس کو ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے اور اُس سے وہ کام کر لیتا ہے۔

۱۱

دربیانِ آنکہ تن روح را چوں لباسے ست وایں دست آستینِ

اس کا بیان کہ جسم، روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے، اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین

دستِ روح ست وایں پائے موزہ پائے روح

ہے، اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیسؔ[1] — رَو بجُو لابس لباسے را ملیس

خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے — جا، پہننے والے کو تلاش کر، لباس کو نہ چاٹ

روح را توحیدِ اللہ خوشتر ست — غیرِ ظاہر دست و پائے دیگر ست

روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے — ظاہر کے علاوہ (اسکے) دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں

دست و پا در خواب بینی و ایتلاف — آں حقیقت داں مداں آنش از گزاف

تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور (انکا) جوڑ دیکھتا ہو — اُس کو حقیقت سمجھ اُس کو لغو نہ سمجھ

آں توئی کہ بے بدن داری بدن — پس مترس از جسمِ جاں بیروں شدن

تو وہ ہے کہ (اس) بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہو — تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر

روح دارد[2] بے بدن بس کاروبار — مُرغ باشد در قفس بس بیقرار

روح کے، بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں — پرندہ پنجرے میں بہت بیقرار رہتا ہے

باش تا مُرغ از قفس آید بروں — تا بہ بینی ہفت چرخ اُو را زبوں

ٹھہر جا کہ پرندہ پنجرے سے باہر آئے — تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اُس کا فرمانبردار دیکھے

یک حکایت[3] گویمت گر بشنوی — در حقیقت بر حقیقت بگروی

اگر تو سنے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں — حقیقتاً، تو اصلیت پر گرویدہ ہو جائے گا

حکایت آں درویشے کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیانِ حلاوت

اُس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا، اور (لوگوں سے) جدائی

انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا

اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا، کہ میں اس کا

جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ وَاَنِیْسُ مَنِ اسْتَانَسَ بِیْ

ہمنشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اُس کا دوست ہوں جو مجھ سے اُنسیت کرے۔

گر با ہمہ چو بے منی بے ہمہ — ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

اگر تو سب کے ساتھ ہے جبکہ میرے بغیر ہے تو سب سے جدا ہے — اگر تو سب کے بغیر ہے جبکہ میرے ساتھ ہے تو سب کے ساتھ ہے

---

[1] لبیس۔ لباس۔ لابس۔ لباس پہننے والا یعنی روح۔ ملیس بت چاٹ۔ لیسیدن مصدر کا صیغہ امر ہے۔ دیگرست یعنی روح کے ہاتھ پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست و پا بخواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں۔ داری بدن یعنی جسم مثالی۔

[2] روح دارد۔ روح کو جسم عنصری سے نکلنے کے بعد بہت سے معاملات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔ اس عنصری جسم میں روح ایک پرندہ کی طرح ہے جو پنجرے میں بند ہو۔ باش۔ عنصری جسم سے نکلنے پر روح بلند پرواز بن جاتی ہے۔

[3] حکایت۔ چونکہ مولانا یہ سمجھا رہے تھے کہ جسم عنصری کے نقصان سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔ اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں کہ اُن بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے باوجود، بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

بود درویشے بکہسارے مقیم — خلوت[1] اُورا بود ہمخواب و ندیم

ایک درویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا — خلوت، اُس کی دن رات کی ساتھی تھی

چوں زخالق می رسید اُوراشمول — بود از انفاس مرد و زن ملول

چونکہ اُس تک اللہ تعالیٰ کی ہوا پہنچتی تھی — وہ مرد و عورت کے سانسوں سے تنگ تھا

ہمچناں کہ سہل شد ما را حضر — سہل شد ہم قوم دیگر را سفر

جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے — دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے

آنچنانکہ عاشقی بر سروری — عاشق ست آں خواجہ بر آہنگری

جیسا کہ تو سرداری پر عاشق ہے — وہ خواجہ (سردار) لوہا پیٹنے پر عاشق ہے

ہر کسے[2] را بہر کارے ساختند — میل آنرا در دلش انداختند

ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے — اُس کا رجحان اُس کے دل میں ڈال دیا ہے

دست و پا بے میل جنبانکے شود — خار و خس بے آب و بادے کے رود

بغیر رجحان کے ہاتھ اور پاؤں کب ہلتے ہیں؟ — کوڑا کرکٹ ہوا اور پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟

گر بہ بینی میل خود سوئے سما — پر دولت بر کشا ہمچوں ہما

اگر تو اپنا رجحان آسمان کی طرف دیکھے — ہما کی طرح خوش نصیبی کے پر کھولدے

ور بہ بینی میل خود سوئے زمیں — نوحہ می کن ہیچ منشیں از حنیں

اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے — رو، رونے سے اُکتا کر کبھی نہ بیٹھ

عاقلاں[3] خود نوحہا پیشیں کنند — جاہلاں آخر بسر برمی زنند

عقلمند، پہلے سے رو لیتے ہیں — جاہل آخر میں سر پیٹتے ہیں

ز ابتدائے کار آخر را ببیں — تا نہ باشی تو پشیماں یوم دیں

کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے — تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

سُنار کا انجام کار کو دیکھنا، اور ترازو مانگنے والے سے انجام کے مطابق بات کہنا

آں یکے آمد بہ پیش زرگرے — کہ ترازو دہ کہ بر سنجم زرے

ایک صاحب ایک سُنار کے پاس آئے — کہ ترازو دیدے میں سونا تولوں گا

گفت رو خواجہ مرا غربال نیست — گفت میزاں دہ بریں تسخر مایست

اُسنے کہا جناب: جائیے میرے پاس چھلنی نہیں ہے — اُسنے کہا ترازو دیدے اِس مسخرے پن میں مت پڑ

---

[1] خلوت۔ یعنی گوشۂ تنہائی اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ندیم۔ ہم مجلس۔ شمول شین کے زبر کے ساتھ، شامل ہوا۔ اَنفاس۔ نفس کی جمع ہے، سانس۔ حضر۔ اقامت۔ سروری۔ سرداری۔ آہنگری۔ لوہارپن۔

[2] ہر کسے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ۔ ہر شخص کے لئے وہ کام سہل ہے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست و پا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں جبکہ اُس کام کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ گر بہ بینی۔ عالم بالا کی طرف میلان سعادت کی علامت ہے اور نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔ دنیاوی کاموں کی طرف میلان تباہی کا سبب ہے۔

[3] عاقلاں۔ عقلمند وہ ہے جو تباہی سے قبل تباہی کے اسباب کی اصلاح کرے۔ جاہل تباہی کے بعد روتا ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ ز ابتداء۔ دنیاوی زندگی میں اگر آخرت کی رسوائیوں سے نجات حاصل کریگا تو حشر میں نادم نہ ہوگا۔ دیدن زرگر۔ سنار نے انجام پر نظر کی تو پریشانی سے بچ گیا۔ غربال چھلنی، اُس نے سونا تولنے کا کانٹا مانگا تھا، سنار نے چھلنی سے انکار کیا۔ میزاں دہ۔ اُسنے دوبارہ کانٹا مانگا تو سُنار

Presented by www.ziaraat.com

گفت جاروبے ندارم در دکاں — گفت بس بس ایں مضاحک را بماں

اُس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے — اُس نے کہا بس بس، یہ مسخرا پن رہنے دے

من ترازوئے کہ میخواہم بدہ — خویشتن را کر[١] مکن ہر سُو مجہ

میں جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے — اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر

گفت بشنودم سخن کر نیستم — تا نہ پنداری کہ بے معنیستم

اُس نے کہا میں نے بات سُن لی ہے میں بہرا نہیں ہوں — تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں

ایں شنیدم لیک پیری مرتعش — دست لرزاں جسمِ تو نامنتعش

یہ میں نے سُن لیا، لیکن تو رعشہ والا بوڑھا ہے — تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے

فہم کردم[٢] لیک پیری ناتواں — دست از ضعفست لرزاں ہر زماں

میں سمجھ گیا لیکن تو کمزور بوڑھا ہے — ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے

واں زرِ تو ہم قراضہ خُرد و مُرد — دست لرزد پس بریزد زرِّ خرد

تیرا سونا بھی ذرہ ذرہ کترن ہے — ہاتھ کانپے گا، سونے کے ریزے گر جائیں گے

پس بگوئی خواجہ جاروبے بیار — تا بجویم زرِ خود را در غبار

پھر تو کہے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے — تاکہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کر لوں

چوں بروبی خاک را جمع آوری — گویم غربال خواہم اے حری

جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کرے گا — مجھ سے کہے گا اے بھلے! میں چھلنی چاہتا ہوں

تا بہ بیزم خاک و زر جویم ازاں — کے بود غربال ما را در دکاں

تاکہ میں مٹی کو چھانوں اور اُس میں سونا تلاش کرلوں — ہماری دکان میں چھلنی کہاں ہوگی؟

من[٣] ز اوّل دیدہ ام آخر تمام — جائے دیگر رو ازینجا والسلام

میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے — یہاں سے دوسری جگہ چلا جا، والسلام

ہر کہ اوّل بیں بود اعمیٰ بود — ہر کہ آخر بیں چہ با معنیٰ بود

جو شروع پر نظر کرنیوالا ہوتا ہے اندھا ہوتا ہے — جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے کسقدر معقول ہوتا ہے

ہر کہ اوّل بنگرد پایانِ کار — اندر آخر اُو نگردد شرمسار

جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے — آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے

محکم چوں بر عاقبت اندیشی ست — بادشاہی بندۂ درویشی ست

حکم چونکہ انجام بینی پر ہے — شاہی، درویشی کی غلام ہے

---

١ کر۔ بہرا۔ ہر سُو یعنی میں کانٹا مانگتا ہوں تو چھلنی اور جھاڑو کی بات کرتا ہے۔ بے معنی۔ لایعنی، بیوقوف، مہمل۔ مرتعش۔ رعشہ کا بیمار جس کی وجہ سے ہاتھ پیر لرزتے ہیں۔ منتعش۔ گر کر اُٹھ جانے والا۔

٢ فہم کردم یعنی میں سمجھ گیا ہوں کہ تو سونا تولنے کے لئے کانٹا مانگ رہا ہے۔ قراضہ۔ قینچی کی کترن۔ خرد و مرد۔ ریزہ ریزہ۔ لیس یعنی جب وہ سونے کے ریزے گر جائیں گے تو اُن کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا اور مٹی اور ریت جمع کر کے اسکو چھاننے کیلئے چھلنی مانگے گا۔ حری۔ لائق۔

٣ من ز اول۔ میں پہلے ہی یہ ساری باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے معاملہ کا انجام مجھے نظر آگیا ہے لہٰذا میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے جوابات دیئے تھے ہر کہ۔ جو ابتدا کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں انتہا پر نظر کرے۔ محکم چوں۔ جبکہ مدار آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا سے تہیدست جانا ہے اور درویش پہلے ہی سے دنیا سے دستبردار ہو جاتا ہے لہٰذا درویشی بادشاہی سے افضل ہے۔

عاقبت بیناں بُوند اہلِ رشاد | درنگر واللہ اَعلم بالسّداد
ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں | خوب سمجھ لے، خدا راستی کو خوب جانتا ہے

ایں سُخن پایاں ندارد راز گو | قصۂ آں مَردِ زاہد باز گو
اِس بات کا آخیر نہیں ہے، راز بتا | اُس زاہد مرد کا قصہ پھر کہہ

کُن تمام اکنوں حدیثِ شیخ فرد | کاندراں کہسار بودش خواب و خورد
اب یکتا شیخ کی بات پوری کر | جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیۂ قصۂ آں زاہدِ کوہی کہ نذر کردہ بود کہ میوۂ کوہی از درخت باز نگیرم و درخت را نفشانم و کسے را نگویم بصریح و کنایت کہ بیفشاں و آں را نخورم کہ باد از درخت افگندہ باشد

پہاڑ میں رہنے والے اُس عبادتگذار کا بقیہ قصہ جس نے منّت مان لی تھی کہ میں درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور اشارہ میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑ دے اور اُسکو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

اندراں کُہ بود اشجار[1] و ثمار | سیب و امرُود و انارِ بے شمار
اُس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے | بے شمار سیب، اور امرود، اور انار تھے،

قوتِ آں درویش بود آں میوہا | غیرِ آں چیزے نخوردے دائما
اُس درویش کی خوراک وہ پھل تھے | اُنکے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا

گفت آں درویش یارب با تو من | عہد کردم کہ نچینم در زمن
اُس درویش نے کہا، اے اللہ! میں نے تجھ سے | عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی (پھل)، نہ توڑونگا

خود نچینم میوہ را در کلِ حیں | نیز غیرے را نگویم کہ بچیں
میں کسی وقت (بھی)، خود پھل نہ توڑوں گا | دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ تو توڑ دے

جُز ازاں میوہ کہ باد اندازدش | من نچینم از درخت منتعش
اُس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے | میں کھڑے درخت سے نہ توڑوں گا

مُدّتے بر نذرِ خود بودش وفا | تا در آمد امتحاناتِ قضا
ایک زمانہ تک وہ اپنے عہد کا پابند تھا | یہاں تک کہ قضاءِ خداوندی سے آزمائشیں آگئیں

زیں سبب فرمود استثنا[2] کنید | گر خدا خواہد بہ پیماں بر زنید
اِسی وجہ سے فرمایا ہے کہ استثنا کر لو | "اگر خدا نے چاہا" عہد میں لگا لو

---

[1] اشجار۔ شجر کی جمع ہے، درخت۔ ثمار۔ ثمرۃ کی جمع ہے، پھل۔ دائما۔ ہمیشہ۔ نچینم یعنی میں درخت سے پھل نہ توڑوں گا۔ حیں۔ کسی وقت۔ منتعش۔ قائم، کھڑا۔

[2] اِستثنا۔ وعدہ اور عہد میں لفظ اِن شاء اللہ کہنا۔ گر خدا خواہد۔ یہ انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

زانکہ حکمِ کار در دستِ من ست ‌ ‌ ‌ اختیارِ جملگاں پستِ[1] من ست
کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے ‌ ‌ ‌ سب کا اختیار میرے ماتحت ہے

ہر زماں دل را دگر میلے دہم ‌ ‌ ‌ ہر نفس بر دل دگر داغے نہم
میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کر دیتا ہوں ‌ ‌ ‌ ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں

کُلَّ اِصْبَاحٍ لَنَا شَانٌ جَدِیْد ‌ ‌ ‌ کُلُّ شَیْءٍ عَنْ مُرَادِیْ لَا یَحِیْد
ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے ‌ ‌ ‌ کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی ہے

در حدیث آمد کہ دل ہمچوں پرے ست ‌ ‌ ‌ در بیابانے اسیرِ صرصرے ست
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے ‌ ‌ ‌ (جو) میدان میں آندھی کا پابند ہے

باد پر را ہر طرف راند گزاف ‌ ‌ ‌ گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
ہوا، پر کو خواہ مخواہ ہر طرف لے جاتی ہے ‌ ‌ ‌ سینکڑوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں

در حدیثِ دیگر[2] ایں دل داں چناں ‌ ‌ ‌ کآبِ جوشاں ز آتش اندر قازغاں
دوسری حدیث (میں ہے) اس دل کو ایسا سمجھ ‌ ‌ ‌ جیسا کہ دیگ میں جوش مارتا ہوا پانی

ہر زماں دل را دگر رائے بود ‌ ‌ ‌ آں نہ از وے لیک از جائے بود
ہر لمحہ، دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے ‌ ‌ ‌ وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے

پس چرا ایمن شوی بر رائے دل ‌ ‌ ‌ عہد بندی تا شوی آخر خجل
تو، تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے؟ ‌ ‌ ‌ تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو

ایں ہم[3] از تاثیرِ حکم ست و قدر ‌ ‌ ‌ چاہ می بینی و نتوانی حذر
یہ بھی (اللہ کے) حکم اور تقدیر کی تاثیر کی وجہ سے ہے ‌ ‌ ‌ تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے

نیست خود از مرغِ پرّاں ایں عجب ‌ ‌ ‌ کو نہ بیند دام و افتد در عطب
کیا اڑنے والے پرندے سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟ ‌ ‌ ‌ کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے

ایں عجب کہ دام بیند ہم وتد ‌ ‌ ‌ گر بخواہد ور نخواہد می فتد
یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور کھونٹی دیکھتا ہے ‌ ‌ ‌ خواہ چاہے یا نہ چاہے، پھنس جاتا ہے

چشم باز و گوش باز و دام پیش ‌ ‌ ‌ سوئے دامے می پرد با پرِ خویش
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ‌ ‌ ‌ اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے

---

[3] ایں ہم۔ یعنی بغیر انشاء اللہ کے عہد کرنا اور پھر اس کے ٹوٹنے پر شرمندہ ہونا۔ وتد۔ وہ کھونٹی جس میں جال کا سرا باندھتے ہیں۔ چشم باز۔ پرندے کے سب ہوش و حواس درست ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے جال میں پھنستا ہے۔

[1] پست۔ ماتحت۔ زیرِ اثر۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُہٗ کَیْفَ یَشَاءُ یعنی انسانوں کے سب قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ ایک قلب اُنکو جس طرح چاہتا ہے اُلٹتا پلٹتا ہے۔ کُلَّ اِصْبَاحٍ۔ قرآن پاک میں ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان ہے۔ در حدیث آمد۔ حدیث شریف ہے مَثَلُ الْقَلْبِ کَرِیْشَۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ تُقَلِّبُھَا الرِّیَاحُ کَیْفَ تَشَاءُ یعنی دل کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر کی سی ہے جس کو ہوائیں جس طرف کو چاہتی ہیں پلٹ دیتی ہیں۔

[2] در حدیثِ دیگر۔ حدیث شریف ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَشَدُّ غَلْیًا مِّنَ الْقِدْرِ۔ مومن کا دل ہانڈی سے بھی زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک حال پر نہیں رہتا کبھی اس میں اُبال آتا ہے کبھی بجھاؤ آتا ہے۔ قازغان۔ اور کزغان ترکی لفظ ہے کڑھائی اور دیگ کو کہتے ہیں۔ جائے بود یعنی قلب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا کسی دیگر بزرگ کا قول ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ میں نے اپنے خدا کو ارادوں کی تبدیلی سے پہچانا۔

Presented by www.ziaraat.com

تشبیہِ[1] بندِ دامِ قضا بصورت پنہاں واثر پیدا

قضا (ئے خداوندی) کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

بنگر اندر دلق مہتر زادۂ — سر برہنہ در بلا افتادۂ
ایک امیرزادہ کو گدڑی کے اندر دیکھ — ننگے سر ہے، مصیبت میں پڑا ہے

در ہوائے یک نگارے سوختہ — اقمشہ و املاکِ خود بفروختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے — اپنا سامان اور جائداد بیچ چکا ہے

خوار گشتہ درمیانِ قومِ خویش — مرہمش نایاب و دل ریش از مریش[2]
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے — اور دل اسکے اِنکار سے زخمی اور اُسکا مرہم نایاب ہے،

خان و مانش رفتہ شدہ بدنام و خوار — کامِ دشمن می رود ادبار وار
گھر بار جا چکا ہے، وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے — منحوس دشمن کے مقصد کے مطابق چلن اختیار کئے ہوئے،

زاہدے بیند بگوید اے کیا — ہمتے می دار از بہرِ خدا
کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ! — خدا کے لئے توجہ دیجئے

کاندریں ادبارِ زشت افتادہ ام — مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
کہ میں اس بُری نحوست میں پھنسا ہوں — مال وزر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں

ہمتے تا بو کہ من زیں وارہم — زیں گلِ تیرہ بود کہ برجہم
توجہ دیجئے، شاید میں اِس سے نجات پا جاؤں — ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کیچڑ سے نکل جاؤں

ایں دعا می خواہد او از عام و خاص — تا کہ یابد یک دمے زغم خلاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے — تاکہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کرلے

دستِ[3] باز و پائے باز و بند نے — نے مؤکل بر سرش نے آہنے
ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے اور کوئی قید نہیں ہے — نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیڑی

از کدامیں بند می جوئی خلاص — وز کدامیں حبس میخواہی مناص
تو کس بیڑی سے خلاصی کا جویاں ہے؟ — اور تو کونسی قید سے چھٹکارا چاہتا ہے؟

بندِ تقدیر و قضائے مختفی — کہ نہ بیند آں بجز جانِ صفی
تقدیر کی بیڑی، اور پوشیدہ تقدیر — جس کو برگزیدہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا

گرچہ پیدا نیست آں در مکمن ست — بتر از زندان و بندِ آہن ست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے، پوشیدہ ہے — لیکن، قیدخانہ اور بیڑی سے بڑھ کر ہے

[1] تشبیہ۔ قضاء خداوندی پوشیدہ ہے اور اُس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ دلق۔ گدڑی۔ بلا یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق، نقش یا قسمہ۔ قماش بضم قاف کی جمع ہے گھر کا سامان، ریشمین قیمتی کپڑا۔

[2] مریش۔ یہ لفظ شین ضمیر سے جو کہ مہتر زادہ کی طرف لوٹتی ہے اور مرے جو کہ مرا کا امالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اُس کا دل اور زخمی تھا۔ کام۔ مراد، مقصد۔ ادبار وار۔ بدبختانہ۔ کیا۔ بزرگ۔ معظم۔ ہمتے۔ بزرگوں کی روحانی توجہ۔

[3] دست باز۔ یعنی اس مہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیڑی تھی نہ پاؤں میں زنجیر عشق کی ناپدید بیڑیاں تھیں۔ موکل۔ مقرر کردہ شخص، سپاہی۔ مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ مختفی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ برگزیدہ۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ بتر۔ زیادہ بری۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں اور عشق کا قیدخانہ عام قیدخانوں سے زیادہ سخت ہے لوہے کی زنجیر کو لوہار کاٹ سکتا ہے اور عام قیدخانوں میں نقب لگایا جا سکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

زانکہ آہنگر مر آں را بشکند — مُحفِرہ گر ہم خشت زنداں بر کند
کیونکہ لوہار اُس کو توڑ دیتا ہے — کو بھی لگانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے

اے عجب ایں بندِ پنہانِ گراں — عاجز از تکسیرِ[1] آں آہنگراں
تعجب ہے، یہ پوشیدہ بھاری بیڑی — اس کے کاٹنے سے لوہار عاجز ہیں

دیدنِ آں بند احمدؐ را رسد — بر گلوئے بستہ حَبلٌ مِّن مَّسَد
اس پھندے کو دیکھنے کا احمدؐ کو حق ہے — جو مونج کی رسی گلے میں بندھی ہوئی ہے

دید بر پشتِ عیالِ بولہب — تنگِ ہیزم گفت حَمّالۃَ الحطب
انھوں نے ابولہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا — ایندھن کا گٹھر، فرمایا ایندھن اٹھانیوالی ہے

حَبل و ہیزم را جز آں چشمے ندید — کہ پدید آید بر و ہر ناپدید
رسی اور گٹھر کو اُس آنکھ کے سوا کسی نے نہ دیکھا — جس کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے

باقیانش جملہ تاویلے[2] کنند — کایں ز بیہوشیست و ایشاں ہوشمند
ان کے سوا سب تاویل کرتے ہیں — کیونکہ یہ (دید) بیہوشی میں ہوتی ہے اور وہ ہوشمند ہیں

لیک[3] از تاثیرِ آں پشتش دوتو — گشتہ و نالاں شدہ در پیشِ اُو
لیکن اُس کی تاثیر سے اُس کی کمر دوہری — ہو رہی ہے اور وہ اُس کے سامنے رو رہا ہے

کہ دعائے ہمتے تا وارہم — تا ازیں بندِ نہاں بیروں جہم
کہ دعا، توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں — تاکہ اس پوشیدہ بیڑی سے میں باہر نکل آؤں

آنکہ بیند ایں علامتہا پدید — چوں نداند او شقی را از سعید
جو اِن علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے — وہ بدبخت اور نیک بخت کو کیوں نہ دیکھ لیگا؟

داند و پوشد بامرِ ذوالجلال — کہ نباشد کشفِ رازِ حق حلال
وہ جانتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے چھپاتا ہے — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) کے راز کھولنا جائز نہیں ہے

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر — از مجاعت شد زبون و تن اسیر
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ درویش — بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی (تھا)

مُضطر شدنِ آں فقیرِ نذر کنندہ بکندنِ امرود از درخت

اُس عہد کرنے والے درویش کا درخت سے امرود توڑنے پر مجبور ہونا

و گوشمالِ حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشمالی کا پہنچنا

---

[1] تکسیر۔ توڑنا۔ دیدنِ آں بند یعنی مخفی بند کو آنحضور علیہ السلام اور اولیاء دیکھ سکتے ہیں، آنحضورؐ اُس رسی کو جو اُمِّ جمیل ابولہب کی بیوی کی گردن میں تھی اور اس گٹھر کو جو اسکی کمر پر تھا دیکھ رہے تھے حمالۃ الحطب۔ سورۂ تبت میں ابولہب کی بیوی امِّ جمیل بنت حرب کے بارے میں حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ آیا ہے یعنی وہ لکڑیوں کا گٹھر اٹھانے والی ہے اسکے گلے میں مونج کی رسی ہے، مفسرین نے اسکی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا فرماتے ہیں تاویلوں کی ضرورت نہیں آنحضورؐ کو یہ چیزیں نظر آتی تھیں۔

[2] تاویل۔ مفسرین نے گٹھر سے بارِ گناہ یا چغلخوری اور رسی سے جہنم کا طوق مراد لیا ہے۔ کایں۔ اِن چیزوں کا دیدار اُس وقت ہوتا ہے جبکہ انسان دنیوی حواس ختم کر کے خود فراموشی اختیار کرے۔ وایشاں۔ اِن تاویل کرنیوالوں کے ظاہری ہوش و حواس ہیں۔

[3] لیک۔ یہاں سے پھر امیر زادہ کا حال شروع کیا ہے۔ پیشِ او۔ زاہد کے سامنے آکر۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے نورِ بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید میں فرق کر لیتے ہیں۔ داند۔ لیکن اصحابِ بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں کرتے ہیں کیونکہ حجاب۔

پنجروز[1] آں باد امرودے نریخت — زآتشِ جوعش صبوری می گریخت

ہوا نے پانچ دن تک کوئی امرود نہ گرایا — اُس کی بھوک کی آگ سے صبر بھاگتا تھا

بر سرِ شاخ مرودے چند دید — باز صبرے کرد و خود را درکشید

اُس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے — پھر صبر کیا، اور اپنے آپ کو روکا

باد آمد شاخ را سر زیر کرد — طبع را بر خوردنِ آں چیر کرد

ہوا چلی، شاخ کو نیچے جھکا دیا — طبیعت کو اُس کے کھانے پر غالب کر دیا

جوع و ضعف و قوت جذبِ قضا — کرد زاہد را ز نذرش بیوفا

بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے — زاہد کو عہد سے بے وفا بنا دیا

چونکہ از امرودبن[2] میوہ شکست — گشت اندر نذر و عہدِ خویش سست

جب امرود کے درخت سے پھل توڑا — اپنی نذر اور عہد میں کمزور پڑ گیا

ہم دراں دم گوشمالِ حق رسید — چشمِ اُو بکشاد و گوشِ اُو کشید

فوراً اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے گوشمالی ہوئی — جس نے اُس کی آنکھیں کھولدیں اور کان کھینچے

مخلصاں باشند دائم در خطر — امتحانہا ہست در راہ اے پسر

مخلصین، ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں — اے صاحبزادے! راہ میں اُنکے بہت امتحان ہیں

عہد را باید وفا اے جانِ من — تا نمانی شرمسار و ممتحن

اے جانِ من! عہد کو پورا کرنا چاہیے — تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا — بر خطر منشین و بیروں جہ بلا

یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے — خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

نذر را باید وفا در راہِ حق — لیک[3] حق تا خود کرا بدہد سبق

اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیئے — لیکن دیکھو اللہ (تعالیٰ) کس کو سبقت (کرنیکی توفیق) دیتا ہے

عہدہا بستیم بس در کارہا — نذرہا کردیم در سر بارہا

ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کیے — بارہا پوشیدہ طور پر نذریں مانیں

قوتِ آں کو کہ پایاں آوریم — عاجزیم و ناتوان و مضطریم

وہ طاقت کہاں ہے، کہ ہم پورا کریں — ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں

گر نہ فضلت دستگیر ما شود — وائے بر ما زانکہ رسوائی بود

(اے اللہ) اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے — ہم پر افسوس ہے، کیونکہ رسوائی ہوگی

---

[1] پنجروز۔ پانچ دن بھوکا رہنے سے اُن میں صبر کی طاقت نہ رہی۔ درکشید یعنی امرود توڑنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ طبع یعنی طبیعت غالب آگئی اور صبر مغلوب ہوگیا۔ بیوفا۔ اُن بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی پھل خود توڑ کر نہ کھائیں گے۔

[2] امرودبن۔ امرود کا درخت۔ بکشاد یعنی آنکھیں اپنی غلطی نظر آگئی۔ مخلصاں۔ مشہور مقولہ ہے "نزدیکاں را بیش بُود حیرانی" جو بارگاہ کے مقرب ہوتے ہیں اُن کی بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ ممتحن۔ مبتلا

[3] لیک۔ عہد کی وفا ضروری ہے لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔ عہدہا۔ یہاں سے مولانا نے اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کردی ہے پایاں۔ یعنی عہدوں کو انجام تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گرنہ فضلت۔ اگر عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہوگا تو لامحالہ رسوائی ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

نذرِ ما را با وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جوڑ دے
عہدِ ما را از کرم دار استوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے

باز گشتم سوئے قصّہ کاں فقیر
قصہ کی طرف میں پھر پلٹا، کہ اُس درویش نے
عہد چوں بشکست در دم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا

غیرتِ حق گوشمالش داد زود
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے فوراً اُس کو سزا دی
زانکہ فرمودست اَوْفُوْا بِالْعُقُوْد
کیونکہ اُس نے فرمایا ہے "عہدوں کو پورا کرو"

جمعے از دزداں بُدند آنجا[۱] مگر
وہاں چوروں کا ایک گروہ تھا، شاید
در میاں آوردہ بے مر سیم و زر
وہ لاتعداد چاندی اور سونا لائے تھے

اتفاقاً دزد چندے تاختند
اتفاقاً چند چور بھاگے
واندراں کہسار مسکن ساختند
اور اُس پہاڑ میں اُنھوں نے ٹھکانا بنا لیا

متّہم کردن آں شیخ را با دزداں و بریدن دستش را
اُس درویش کو چوروں کے ساتھ متہم کرنا اور اُس کا ہاتھ کاٹنا

بیست از دزداں بُدند آنجا و بیش
وہاں بیس اور کچھ زیادہ چور تھے
بخش می کردند مسروقات خویش
اپنی چوری (کا مال) بانٹ رہے تھے

شحنہ را غمّاز آگہ کردہ بود
کوتوال کو مخبر نے خبر دی تھی
مردمِ شحنہ در افتادند زود
کوتوال کے آدمی جلد آ پہنچے

شحنہ[۲] حالی عزمِ آں کہسار کرد
کوتوال نے فوراً اُس پہاڑ کا قصد کیا
جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
اُس شیر مرد نے سب کو گرفتار کر لیا اور باندھ لیا

پس بفرمود از غضب جلاد را
پھر غصے سے جلاد کو حکم دیا
دست و پایِ ہر یک از تن کُن جدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جدا کر دے

ہم بدانجا پائے چپ و دستِ راست
اُسی جگہ بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ
جملہ را ببرید و غوغائے بخاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا

دستِ زاہد ہم بُریدہ شد غلط[۳]
غلطی سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اُس نے بیکار کرنا چاہا

در زماں آمد سوارے بس گزیں
فوراً ایک معزز سوار آیا
بانگ بر زد بر عواں کاے سگ ببیں
سپاہی پر چیخا اے کتے! دیکھ! خبردار

۱۔ آنجا۔ یعنی اُس علاقہ میں۔ بے مر۔ بے حد۔ مسروقات۔ چُرائی ہوئی چیزیں۔ شحنہ۔ کوتوال۔ غمّاز۔ چغلخور، مخبر۔
۲۔ شحنہ۔ کوتوال نے سب ڈاکوؤں کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلاد۔ سزاؤں کو جاری کرنیوالا۔ ہم۔ یعنی جلاد نے فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔
۳۔ غلط۔ یعنی اِس شبہ میں کہ وہ بھی چور ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔ در زماں۔ کوئی مردِ غیب جلاد سپاہی پہ چیخا۔

Presented by www.ziaraat.com

این فلان شیخ ست و ابدال[1] خدا — دستِ او را تو چرا کردی جُدا
یہ فلاں بزرگ، اور خدا کے اَبدال میں سے ہے — تونے اِس کا ہاتھ کیوں جُدا کیا!

آں عَواں بدرید جامہ تیز رفت — پیشِ شحنہ داد آگاہیش تفت
اُس سپاہی نے کپڑے پھاڑے (اور) تیزی سے بھاگا — کوتوال کے پاس، اُس کو فوراً مطلع کیا

شحنہ آمد پا برہنہ عُذر خواہ — کہ ندانستم خدا بر من گواہ
کوتوال ننگے پاؤں معافی مانگنے آیا — کہ مجھے علم نہ تھا، خدا میرا گواہ ہے

ہیں بحل کن مر مرا زیں کارِ زشت — اَے کریم و سَرورِ اہلِ بہشت
اِس بُرے کام کی مجھے ضرور معافی دیدیجئے — اے بزرگ اور جنّتیوں کے سردار!

گفت[2] می دانم سبب ایں نیش را — می شناسم من گناہِ خویش را
انھوں نے کہا میں اِس زخم کا سبب جانتا ہوں — میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں

من شکستم حُرمتِ اَیمانِ اُو — پس یمینم بُرد دادِ ستانِ اُو
میں نے اُس کی قسموں کی حُرمت کو توڑا — اِسلئے اسکے حکم کا انصاف نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا!

من شکستم عہد و دانستم بَدست — تا رسید آں شومیِ جرأت بدست
میں نے اُس کا عہد توڑا اور میں جانتا تھا بُرا ہے — اِس جرأت کی نحوست ہاتھ کو پہنچی

دستِ ما و پایِ ما و مغز و پوست — بادا اے والی فدائے حکمِ دوست
ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں، اور مغز و پوست — اے حاکم! دوست کے حکم پر قربان ہیں

قسمِ[3] من بود ایں تُرا کردم حلال — تو ندانستی تُرا نبُود وبال
یہ میرا نصیب تھا، میں نے تجھے معاف کیا — تو نہ سمجھا، تجھ پر وبال نہ ہوگا

وانکہ اُو دانست اُو فرمانرواست — با خدا سامانِ پیچیدن کراست
وہ جو جانتا تھا، کہ وہ حاکم ہے — خدا سے اُلجھنے کا کس کو حوصلہ ہے؟

اے بسا مُرغِ پرندہ دانہ جُو — کہ بُریدہ حلقِ اُو ہم حلقِ اُو
بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرند کے — حلق ہی نے اُس کا گلا کاٹا ہے

اے بسا مُرغے ز معدہ و ز مغص — بر کنارِ بامِ محبوسِ قفص
بسا اوقات پرند معدے اور (آنتوں کی) اینٹھن سے — بالاخانے کے کنارے پر پنجرے کا قیدی ہے

اے بسا ماہی دَرِ آبِ دُور دست — گشتہ از حرصِ گلو ماخوذِ شست
بسا اوقات مچھلی گہرے پانی میں — حلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسی ہے

[1] ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص جماعت ہے۔ جدا۔ یعنی کاٹ کر۔ عَواں سپاہی۔ تفت۔ گرم۔ بحل کن معاف کر دے۔

[2] گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا اصل سبب میں جانتا ہوں۔ اَیمان یمین کی جمع ہے، قسم، عہد۔ یمین۔ داہنا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی بُرا ہے اور دوسرے کے آخر میں بدست بمعنی ہاتھ۔

[3] قسم۔ حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی خدا تعالےٰ۔ کہ بُریدہ یعنی حلق کی خواہش، گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔ مغص۔ پیٹ کا درد، اینٹھن۔ مغص۔ صاد اور سین دونوں سے صحیح ہے۔ دور دست۔ دور دراز، گہرا۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

ای بسا مستورِ در پردہ بُدہ ۔۔۔ شومیِ فرج و گلو رسوا شُدہ
بسا اوقات (عورت) پردے میں چھپی ہوئی ۔۔۔ شرمگاہ، اور حلق کی بدبختی سے رسوا ہوئی ہے

ای بسا قاضیِ حبرِ نیک خُو ۔۔۔ از گلوی رشوتے اُو زرد رُو
بسا اوقات نیک عادت، علامہ، قاضی ۔۔۔ رشوت خور حلق کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے

ای بسا حاجی بحج رفتہ بعشق ۔۔۔ وقت باز آمد شدہ اُو یارِ فسق
بسا اوقات عشق کی وجہ سے حج میں گیا ہوا حاجی ۔۔۔ واپسی کے وقت فسق (و فجور) کا ساتھی بنا ہے

بلکہ در ہاروت و ماروت آں شراب ۔۔۔ از عروجِ چرخ شاں شد سدِ باب
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے وہ نشہ ۔۔۔ آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانع بنا

بایزیدؒ از بہرِ ایں کرد احتراز ۔۔۔ دید در خود کاہلی اندر نماز
بایزیدؒ نے اسی لئے پرہیز کیا ۔۔۔ کہ انھوں نے اپنے اندر نماز میں سستی دیکھی

از سبب اندیشہ کرد آں ذُو لباب ۔۔۔ دید علت خوردن از بسیار آب
اُن عقلمند نے سبب سوچا تو ۔۔۔ زیادہ پانی پینے کو سبب سمجھا

گفت تا سالے نخواہم خورد آب ۔۔۔ آنچناں کرد و خدایش داد تاب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا ۔۔۔ ایسا ہی کیا اور خدا نے انکو طاقت عطا فرمائی

ایں کمینہ جہدِ اُو بُد بہرِ دیں ۔۔۔ گشت اُو سلطان و قطب العارفیں
دین کے لئے یہ انکی معمولی کوشش تھی ۔۔۔ وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

چوں بُریدہ شد برای حلق دست ۔۔۔ مردِ زاہد را درِ شکوی بہ بست
جب حلق کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا ۔۔۔ بزرگ انسان کے لئے شکوے کا دروازہ بند ہو گیا

ہمچنیں باشد چو یک در بستہ شُد ۔۔۔ صد درِ دیگر برا و اُشکستہ شُد
ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ایک دروازہ بند ہوتا ہے ۔۔۔ اُس پر دوسرے سینکڑوں دروازے کھل جاتے ہیں

کرامتِ شیخ اقطع و زنبیل بافتنِ اُو بدو دست در خلوت

ٹنڈے شیخ کی کرامت اور تنہائی میں اُن کا دونوں ہاتھوں سے جھولی بننا

شیخ اقطع گشت نامش پیشِ خلق ۔۔۔ کرد معروفش بدیں آفاتِ حلق
لوگوں میں اُن کا نام ٹنڈا شیخ ہو گیا ۔۔۔ اُن کو حلق کے مصائب نے اس نام سے مشہور کر دیا

گر تو نامِ اولش خواہی روا ۔۔۔ ہیں برو بوالخیر تیناتیش خواں
اگر تو اُن کا پہلا نام لینا چاہے ۔۔۔ جا، ابوالخیر تیناتی کہہ دے

ا۵ مستور۔ پوشیدہ۔ حبر۔ یہودی عالم۔ بڑا عالم۔ سدِ باب۔ دروازے کی روک، مانع۔

۵۲ بایزید بسطامیؒ کو ایک بار نماز میں سستی کا احساس ہوا، اسکے سبب پر غور کیا تو پانی پینے کی کثرت کو سمجھا چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ پیوں گا۔ ذُو لباب۔ عقلمند۔ تاب۔ طاقت۔ ایں کمینہ۔ دین کی خاطر انھوں نے یہ ادنیٰ سی بات کی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا فضل کیا کہ قطب العارفین کا درجہ دے دیا۔

۵۳ چوں بُریدہ۔ پھر اُن ہی بزرگ کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ جانتے تھے کہ اُن کی عہد شکنی کی یہ سزا ہے لہٰذا انھیں کوئی شکوہ نہ ہوا۔ ہمچنیں۔ قدرت ایک ذریعہ بند کرتی ہے تو سیکڑوں ذرائع پیدا فرما دیتی ہے۔ اقطع یعنی دست بُریدہ، ٹنڈا۔ گرتو۔ یہ بزرگ شیخِ اقطع کہلانے لگے تھے، ان کا اصل نام ابوالخیر تھا اور تینات گاؤں کے رہنے والے تھے۔

در عریش[1] او را یکے زائر بیافت — کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

جھونپڑی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پایا — کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی بن رہے ہیں

گفت او را کاے عدوِ جانِ خویش — در عریشم آمدی سر کردہ پیش

انھوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن — تو منہ اٹھائے میری جھونپڑی میں چلا آیا

ایں چرا کردی شتاب اندر سباق — گفت از افراطِ مہر و اشتیاق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی! — اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

پس تبسم کرد و گفت اکنوں بیا — لیک مخفی دار ایں[2] را اے کیا

تو وہ ہنسے، اور فرمایا اب آجا — لیکن اے بزرگ! اس کو پوشیدہ رکھ

تا نمیرم من مگو ایں با کسے — نے قرینے نے حبیبے نے خسے

جب تک میں نہ مروں یہ کسی سے نہ کہنا — نہ ساتھی سے، نہ دوست سے، نہ کسی کمینہ سے

بعد ازاں قومِ دگر از روزنش — مطلع گشتند بر بافیدنش

اس کے بعد دوسرے لوگ ان کے گھر کے سوراخ کے ذریعہ — ان کے بننے سے باخبر ہو گئے

گفت حکمت را تو دانی کردگار — من کنم پنہاں تو کردی آشکار

انھوں نے فرمایا اے خدا! تو حکمت کو جانتا ہے — میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

آمد الہامش کہ یک چندے بدند — کاندریں غم بر تو منکر می شدند

ان کو الہام ہوا کچھ لوگ تھے — جو اس غم میں تمہارے منکر ہو گئے ہیں

کہ مگر سالوس بود او در طریق — کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا — کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

من نخواہم[3] کاں رمہ کافر شوند — وز ضلالت در گمانِ بد روند

میں نے نہ چاہا کہ وہ جماعت منکر ہو — گمراہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

ایں کرامت را بکردیم آشکار — کہ دہیمت دست اندر وقتِ کار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی — کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

تا کہ ایں بیچارگانِ بدگماں — رد نگردند از جنابِ آسماں

تاکہ یہ بدگمان، بیچارے — آسمانی درگاہ سے مردود نہ بنیں

من ترا بے ایں کرامتہا ز پیش — خود تسلی دادہ ام از ذاتِ خویش

میں نے تمہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر — اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

---

[1] عریش۔ جھونپڑی۔ زنبیل۔ تھیلا جس میں فقرا اپنا کھانا وغیرہ رکھتے ہیں۔ سر کردہ پیش۔ منہ اٹھائے۔ شتاب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ افراط۔ زیادتی۔

[2] ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تنہائی میں دونوں ہاتھ جڑتے ہیں۔ بافیدنش۔ یعنی تنہائی میں وہ دونوں ہاتھوں سے بنتے ہیں۔ یک چند۔ کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ کٹنے کا غم۔ منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوس۔ مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔ جماعت۔

[3] من نخواہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے بدگمان ہوں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی ہے۔ رمہ۔ جماعت۔ دست۔ یعنی کٹا ہوا ہاتھ۔ رد۔ یعنی یہ لوگ اگر بدگمانی کی حالت میں مرے تو ہماری بارگاہ سے مردود ہو جائیں گے۔ من ترا۔ تنہائی اور ضرورت کے وقت کٹا ہوا ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے نہیں ہے تمہیں تو ہماری ذات سے پہلے ہی تسلی حاصل ہے۔

ایں کرامت بہرِ ایشاں دادمت ... واں چراغ از بہرِ آں بنہادمت
میں نے تمہیں یہ کرامت اُن کے لئے دی ہے ... اور یہ چراغ میں نے اُن کے لئے رکھا ہے

تو ازاں بگذشتہ کز مرگِ تن ... ترسی از تفریقِ اجزائے بدن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے ... بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو

وہمِ تفریقِ سر و پائے از تو رفت ... دفعِ وہم اسپر رسیدت نیک زفت
سر اور پاؤں کے جدا ہونے کے تمہارا وہم ختم ہو گیا ... وہم کے دفعیہ کی اچھی موٹی سپر تمہیں مل گئی ہے

سببِ جرأتِ ساحرانِ فرعون بر قطعِ دست و پا

فرعون کے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کٹ جانے پر جرأت کا سبب

ساحراں را نے کہ فرعونِ لعیں ... کرد تہدید و سیاست بر زمیں
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون ملعون نے جادوگروں کو ... میدان میں دھمکی اور تنبیہ کی

کہ ببرم دست و پاتاں از خلاف ... پس در آویزم ندارم تاں معاف
کہ میں تمہارا دایاں بایاں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا ... پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کروں گا

اُو ہمی پنداشت کایشاں در ہماں ... وہم و تخویف اند و وسواس و گماں
وہ سوچتا تھا، کہ وہ اسی ... وہم اور ڈر اور وسوسوں اور گمان میں ہیں

کہ بُوَدْشاں لرزہ و تخویف و ترس ... از توہّمہا و تہدیداتِ نفس
کہ اُن پر لرزہ، اور خوف اور ڈر ہو گا ... جان کی دھمکیوں اور توہمات سے

او نمی دانست کایشاں رَستہ اند ... بر دریچۂ نورِ دل بنشستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں ... دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں

سایۂ خود را ز خود دانستہ اند ... چابک و چُست و گش و برجستہ اند
اپنے آپ سے، اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں ... تیز اور چُست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں

ہاونِ گردوں اگر صد بار شاں ... خُرد کوبد اندریں گلزار شاں
اگر سَو بار (بھی) آسمان کی اوکھلی ... اُن کو اِس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے

اصلِ ایں ترکیب را چوں دیدہ اند ... از فروغِ وہم کم ترسیدہ اند
چونکہ انھوں نے اِس بناوٹ کی اصل کو دیکھ لیا ہے ... وہم کی زیادتی سے وہ کم ڈرتے ہیں

ایں جہاں خوابست اندر ظن مایست ... گر رود در خواب دستے باک نیست
یہ دنیا خواب ہے، شک میں نہ پڑ ... اگر خواب میں ہاتھ کٹ جائے کوئی پروا نہیں ہے

لہ چراغ۔ یعنی کرامت۔
تو ازاں۔ تم اِس مقام سے آگے بڑھ گئے ہو کہ اِن جسمانی ہاتھ پاؤں کو اصل سمجھو اور اُن کے فنا ہونے سے ڈرو۔ اسپر۔ سپر، ڈھال۔ نیک زفت۔ خوب موٹی۔ ساحراں۔ فرعون نے جادوگروں کی جان لینے کی دھمکی دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ زمیں یعنی وہ میدان جہاں وہ حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے آئے تھے۔

ٹہ او نمی دانست۔ جادوگروں کا دل نورِ ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اِس جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے۔ سایہ۔ دنیاوی جسم اور اخروی جسم کی مثال جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاون! اوکھلی گلزار۔ اگر گاف کے زیر سے ہے تو خاکدان کے معنیٰ میں ہے اور اگر گاف کے پیش سے تو زمین کے معنیٰ میں ہے۔ اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ اِس جسمِ عنصری کی اصل درحقیقت روح ہے لہٰذا وہ اِس عارضی وجود کے فنا ہونے کے وہم سے بیخوف ہیں۔

ٹہ ایں جہاں۔ جسمِ عنصری کو اِس جسم سے تشبیہ دے کر جو انسان عالمِ خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھایا ہے کہ اگر عالمِ خواب میں نظر آنے والے جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے جائیں تو اِس سے اصل جسم پر کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے اِسی طرح جسمِ عنصری کے ٹکڑے ہو جانے سے اصل جسم کو کوئی نقصان نہیں

گر بخواب اندر سرت ببرید گاز[1] | ہم سرت برجاست ہم عمرت دراز
اگر خواب میں قینچی تیرا سر کاٹ دے | تیرا سر بھی اپنی جگہ ہے، تیری عمر دراز ہو

گر بہ بینی خواب در خود را دو نیم | تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم
اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے | جب تو اٹھے گا بغیر کسی بیماری کے تندرست ہے

حاصل اندر خواب نقصانِ بدن | نیست باکے از دو صد پارہ شدن
خلاصہ یہ ہے، کہ خواب میں بدن کا نقصان | دو سو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی پروا نہیں ہے

ایں جہاں را کہ بصورت قائم ست | گفت پیغمبر کہ حُلمِ نائم ست
اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے | پیغمبرؐ نے فرمایا ہے، کہ سونے والے کا خواب ہے

از رہِ تقلید[2] تو کردی قبول | سالکاں ایں دیدہ پیدا بے رسول
تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے | سالکوں نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خود دیکھ لیا ہے

روز در خوابی مگو کایں خواب نیست | سایہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست
تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہہ کہ یہ خواب نہیں ہے | سایہ فرع ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے

خواب و بیداریت آں داں اے عضد | کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
اے معتمد! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ | کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے

او گماں بُردہ کہ ایں دم خفتہ ام | بیخبر زاں کوست در خواب دوم
وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں | اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے

کوزہ گر[3] گر کوزۂ را بشکند | چوں بخواہد باز خود قائم کند
کمہار، اگر کسی پیالہ کو توڑتا ہے | جب چاہے گا اُس کو بنا لے گا

کور را ہر گام باشد ترسِ چاہ | با ہزاراں ترس می آید براہ
اندھے کو ہر قدم پر کنوئیں کا ڈر ہوتا ہے | وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے

مردِ بینا دید عرضِ راہ را | پس بداند او مُغاک و چاہ را
بینا انسان نے راستہ کی چوڑائی دیکھ لی ہے | تو وہ گڑھے، اور کنوئیں کو جانتا ہے

پا و زانویش نہ لرزد ہر دمے | رُو ترش کے دارد او از ہر غمے
اُس کا پاؤں اور ران کسی وقت نہیں کپکپاتے ہیں | وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے!

---

[1] گاز قینچی۔ عمرت دراز۔ عام میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعبیر عمر کی درازی ہے۔ گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ دنیا کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا سونے والے کا خواب ہے پھر اُس نے دریافت کیا کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے فرمایا پلک جھپکنے کی بقدر فاصلہ ہے۔

[2] از رہِ تقلید۔ عام انسان تقلیدی طور پر دنیا کی ناپائیداری کو تسلیم کرتا ہے اور اولیا اس کو دیکھتے ہیں۔ روز در خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی خواب ہی ہے حضورؐ نے فرمایا ہے لوگ نیند میں ہیں جب مرینگے بیدار ہو جائینگے۔ سایہ۔ عالم دنیا اور اُسکے موجودات سب وجودِ باری کی فرع اور سایہ ہیں۔ خواب بیداری۔ مولانا نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شبہ ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو انکے بعد حالتِ خواب کو کیا کہا جائیگا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ انسان حالتِ خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ وہ بیدار تھا اور اب سو لیا ہے تو جس طرح خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی طرح اِس عالم کی بیداری اور خواب کو سمجھو۔

[3] کوزہ گر۔ خدا جسم کا بنانے والا ہے اگر وہ اس جسم کو فنا کرتا ہے تو جب چاہتا ہے پھر بنا دیتا ہے۔ کور۔ اندھا خطرات سے ڈرتا ہے بینا بے نیاز ہوتا ہے اِسی طرح جن کو چشمِ بصیرت حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مغاک۔ گڑھا۔

خیز۱ فرعونا کہ ما آں نیستیم — کہ بہر بانگے زغولے بیستیم
اے فرعون! کھڑا ہوجا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں — کہ چھلاوے کی ہر آواز پر ہم ٹھہریں

خرقۂ ما را بدرؔ دوزندہ ہست — ورنہ ما را خود برہنہ تن بہ است
ہماری گدڑی پھاڑدے، سینے والا موجود ہے — ورنہ، ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے

بے لباس ایں خواب را اندر کنار — خوش بگیریم اے عدوِ نابکار
بغیر لباس کے، اس نیند کو بغل میں — خوشی سے لیں گے اے نالائق دشمن!

خوشتر از تجرید از تن وز مزیج — نیست اے فرعون بے الہام گیج
بدن اور مزاج سے جدا ہوجانا خوشگوار — نہیں ہے بغیر الہام کے اے احمق فرعون!

شکایت۲ کردن اُشتر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می افتم
اونٹ سے خچر کا شکایت کرنا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں

و تو نمی افتی اِلّا بنادر و جواب گفتن آں
اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اُس کا جواب دینا

گفت۳ اُستر با شتر کاے خوش رفیق — در فراز و شیب و در راہِ دقیق
خچر نے اونٹ سے کہا، اے اچھے ساتھی! — اونچے، اور نیچے، اور تنگ راستے میں

تو نیائی در سر و خوش می روی — من ہمی آیم بسر در چوں غوی
تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے، اچھی طرح چلتا ہے — میں گمراہ کی طرح سر کے بل گرتا ہوں

ایں سبب را باز گو با من چیست — تا بدانم من کہ چوں باید زیست
مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے؟ — تاکہ میں جان لوں، کہ کس طرح جینا چاہیئے؟

گفت۴ از چشم تو چشم من یقیں — بیگماں روشن تر ست و تیز بیں
اُس نے کہا میری آنکھ تیری آنکھ سے یقیناً — بلاشک زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے

بعد ازاں ہم از بلندی ناظرم — زیں سبب در رو نیفتم حاضرم
اُس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں — اس سبب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں

گفت چشم من ز تو روشن تر ست — بعد ازاں ہم از بلندی ناظر ست
اُس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں کی زیادہ روشن ہیں — اس کے علاوہ اونچائی سے دیکھنے والی ہیں

چوں برآیم بر سرِ کوہِ بلند — آخرِ عقبہ بہ بینم ہوشمند
میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں — عقلمندی سے گھاٹی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

---

۱ خیز فرعونا۔ پھر مولانا نے جادوگروں کی بات شروع کی ہے۔ غول۔ چھلاوے کی آواز بے حقیقت ہوتی ہے۔ خرقہ۔ یعنی یہ جسم عنصری جو روح کا لباس ہے۔ ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ جسم عنصری نہ عنایت فرماتا تو روحانی وجود ہی بہتر ہے۔ بے لباس پہلے شعر کے ثانی مصرع کی علت ہے یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے بغلگیر ہونگے۔ خوشتر یعنی روحانی زندگی ہمارے لئے الہام خداوندی کی وجہ سے خوشتر بنگئی ہے۔

۲ شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ جنکو چشم بصیرت حاصل ہوجاتی ہے وہ دنیاوی خطرات میں مبتلا نہیں ہوتے ہیں۔ اب اس قصہ سے اسکی وضاحت فرماتے ہیں۔ استر۔ خچر۔ غوی۔ گمراہ۔

۳ گفت۔ اونٹ نے جواب دیا کہ میں پیش بینی سے کام لیتا ہوں اور انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے ٹھوکریں نہیں کھاتا ہوں۔ یہی صورت اُن لوگوں کی ہے جنکو چشم بصیرت حاصل ہوجاتی ہے وہ آخرت پر نظر رکھتے ہیں۔ حاضرم۔ یعنی میں موجود ہوں، دیکھ لے میری حالت سے میری بات کی تصدیق ہوجائے گی۔ از بلندی۔ اونٹ گردن اٹھا کر دیکھ لیتا ہے۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔

Presented by www.ziaraat.com

پس ہمہ پستی و بالائی راہ — دیدہ ام را وا نماید ہم اِلٰہ
پھر راستہ کی سب نیچائی اور اونچائی — اللہ (تعالیٰ) میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے

ہر قدم من از سرِ بینش نہم — از عِثارِ[1] و اوفتادن وارہم
میں ہر قدم، دیکھ بھال کر رکھتا ہوں — ٹھوکر کھانے اور گرنے سے نجات پا جاتا ہوں

تو بہ بینی پیشِ خود یک دو سہ گام — دانہ بینی و نہ بینی رنجِ دام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے — دانہ کو دیکھ لیتا ہے جال کی تکلیف کو نہیں دیکھتا ہے

یَسْتَوِی الْاَعْمٰی لَدَیْکُمْ وَالْبَصِیْر — فِی الْمُقَامِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَسِیْر
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے — ٹھہرنے، اور اُترنے، اور چلنے میں

چوں جنین[2] را در شکم حق جاں دہد — جذبِ اجزا در مزاجِ او کند
جب اللہ (تعالیٰ) پیٹ کے بچہ میں جان ڈالتا ہے — اُس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب (کرنے کی طاقت) پیدا کر دیتا ہے

از خورش او جذبِ اجزا می کند — تار و پودِ جسمِ خود را می تند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے — اپنے جسم کا تانا بانا تنتا ہے

تا چہل سالش بجذبِ جزوہا — حق حریصش کردہ باشد در نما
چالیس سال تک اجزا کے جذب کرنے کا — (نشوو) نما میں اللہ (تعالیٰ) اُس کو حریص کر دیتا ہے

جذبِ اجزا روح را تعلیم کرد — چوں نداند جذبِ اجزا شاہِ فرد
اُس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم کی — یکتا شاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟

جامعِ[3] ایں ذرہا خورشید بود — بے غذا اجزات را داند ربود
ان ذرّوں کو جمع کرنے والا سورج تھا — وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو چُن لینا جانتا ہے

آں زمانے کاندر آئی توز خواب — ہوش و حسِ رفتہ را خواند شتاب
جس وقت تو خواب سے (نکل کر اپنے) اندر آئیگا — رفتہ ہوش و حواس کو فوراً بلا لیگا

تا بدانی کاں ازو غائب نشد — باز آید چوں بفرماید کہ عُد
حتیٰ کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے — وہ واپس آجائیگا جب وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا کہ لوٹ آ

انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو زائل شدہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزائے بدن فوراً لوٹ آئیں گے۔ عُد۔ امر کا صیغہ ہے، لوٹ آ۔

[1] عِثار۔ ٹھوکر کھانا۔ دانہ۔ یعنی تیری نظر انجام پر نہیں ہے یستوی تیرے لئے اچھا برا سب یکساں ہے میں ہر چیز میں اتحاد کر لیتا ہوں، غرضیکہ اہل اللہ اور عوام کی مثال مچھر اور اونٹ کی سی ہے۔

[2] چوں جنین۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے جادوگروں کو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ شکمِ مادر میں بچہ میں یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غذا کے اجزا کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرما دیتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرما دیگا۔

[3] جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے۔ آں زمانے۔

اجتماعِ اجزاءِ خرِ عُزیر علیہ السّلام بعد بوسیدنش باذن اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسیدہ ہو جانے کے بعد عُزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء

و در ہماں دم مُرکب شدن پیشِ چشمِ عُزیر علیہ السلام

اُسی وقت جمع ہونا اور عُزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جُڑ جانا

ہیں عُزیرا در نگر اندر خرتؔ ۲ — کہ بپوسیدست و ریزیدہ برت

ہاں اے عُزیر! اپنے گدھے کو دیکھ — کہ تیرے سامنے گل سڑ گیا اور ریزہ ریزہ ہو

پیشِ تو گرد آورم اجزاش را — آں سر و دُم و دو گوش و پاش را

میں تیرے سامنے اُس کے اجزاء کو جمع کروں گا — سر اور دُم، اور دونوں کان، اور پاؤں کو

دست نے و جزو برہم می نہد — پارہا را اجتماعے می دہد

ہاتھ نہیں ہے اور اجزا کو جمع کر دیتا ہے — ٹکڑوں کو جوڑ دیتا ہے

درنگر در صنعتِ پارہ زنے — کو ہمی دوزد کہن بے سوزنے

پیوند لگانے والے کی کاریگری کو دیکھ — کہ وہ پرانے کو بغیر سوئی کے سی دیتا ہے

ریسمان و سوزنے نے وقتِ خرز — آنچناں دوزد کہ پیدا نیست درز

سیتے وقت، نہ دھاگا ہے نہ سوئی — اس طرح سی دیتا ہے کہ جوڑ کا پتہ نہیں چلتا ہے

چشم بکشا حشر را پیدا بہ بیں — تا نماند شُبہات در یومِ دیں

آنکھ کھول حشر کو کُھلے طور پر دیکھ لے — تاکہ تجھے قیامت کے بارے میں شبہ نہ رہے

تا بہ بینی جامعیتم ۳ را تمام — تا نہ لرزی وقتِ مُردن زاہتمام

تاکہ تو میرے جمع کرنے کو پورا دیکھ لے — تاکہ تو مرتے وقت غم سے نہ لرزے

ہمچناں کہ وقتِ خفتن ایمنی — از فواتِ جملہ حسہائے تنی

جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے — اپنے جسم کے تمام حواس کے فوت ہو جانے سے

بر حواسِ خود نہ لرزی وقتِ خواب — گرچہ می گردد پریشان و خراب

سوتے وقت تو حواس کے ختم ہونے پر نہیں لرزتا ہے — اگرچہ وہ متفرق اور برباد ہو جاتے ہیں

جزع ناکردنِ شیخِ بزرگوار بر مرگِ فرزندانِ خویش

ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا

بود شیخے رہنمائے پیش ازیں — آسمانی شمع بر روئے زمیں

اب سے پہلے ایک رہنما شیخ تھے — جو روئے زمین پر آسمانی شمع تھے

---

۱ اجتماع قیامت میں انسان کے جسم کے بوسیدہ اجزا اسطرح جمع ہوجائینگے جیسے کہ حضرت عزیرؑ کے گدھے کے اجزا جمع ہوگئے تھے۔ بات یہ تھی کہ یہ حضرت جب بیت المقدس کی ویران بستی پر سے گذرے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اسکو کیسے آباد کریگا تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اور اُن کے گدھے پر موت طاری کردی سو برس تک وہ مردہ حالت میں رہے اور پھر انکو زندہ کردیا اس عرصہ میں گدھا بالکل سڑ گل چکا تھا۔ حضرت حق نے اسکے اجزاء کو جمع کردیا اور وہ پھر زندہ ہوگیا تو فرمایا اسیطرح میں اس بستی کو آباد کردونگا۔

۲ خرت۔ یعنی تو اپنے گدھے کو دیکھ گل سڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کردیا گیا۔ دست نے۔ حضرت حق کا انسانوں کا سا ہاتھ نہیں ہے۔ پارہ زن پیوند لگانیوالا یعنی خدا تعالیٰ۔ خرز۔ سینا۔ درز۔ جوڑ۔ حشر قیامت کے میدان میں جمع ہونا۔ یوم دین۔ قیامت کا دن۔

۳ جامعیتم۔ یعنی میں قیامت میں اجزاء کو کس طرح جمع کرونگا۔ اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ جھنجھٹ۔ انسان جب سوتا ہے تو اسکے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اُسکو یقین ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آجائینگے یہی حال قیامت کا ہے

چون پیمبر بود اندر امتان … درگشائے روضۂ دار الجنان
امتوں میں پیغمبر کی طرح … جنت کے باغ کا در کھولنے والے

گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش … چون نبی باشد میان قوم خویش
آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ پیشرو شیخ … اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے

یک صباحے گفتش اہل بیت او … سخت دل چونی بگو اے نیک خو
ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا … اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں؟

ما ز ہجر و مرگ فرزندان تو … نوحہ می آریم با پشت دو تو
آپ کی اولاد کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم … باوجود دوہری کمر ہو جانے کے روتے ہیں

تو نمی گریی نمی زاری چرا … یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
آپ کیوں گریہ وزاری نہیں کرتے؟ … اے بزرگ کیا آپ کے دل میں شفقت (کا مادہ) نہیں ہے؟

چون ترا رحمے نباشد در درون … پس چہ امید ستمان از تو کنون
جب آپ کے اندر رحم نہیں … تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے؟

ما بامید تو ایم اے پیشوا … کہ نہ بگزاری تو ما را در فنا
اے پیشوا! ہمیں آپ سے امید ہے … کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے

چون بیارایند روز حشر تخت … خود شفیع ما توئی آن روز سخت
جب حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے … تو اس سخت دن آپ ہمارے سفارش کرنے والے ہوں گے

در چنان روز و شبے بے زینہار … ما باکرام تو ایم امیدوار
ایسے بے پناہ روز و شب میں … ہم آپ کے کرم کے امیدوار ہیں

دست ما و دامن تست آن زمان … کہ نماند ہیچ مجرم را امان
اس وقت ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہوگا … جبکہ کسی مجرم کے لئے امان نہ رہے گی

گفت پیغمبر کہ روز رستخیز … کے گزارم مجرمان را اشک ریز
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن … میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا؟

من شفیع عاصیان باشم بجان … تا رہانم شان ز اشکنجہ گران
میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفارشی ہوں گا … تاکہ ان کو بھاری شکنجہ سے چھڑا دوں

عاصیان و اہل کبائر را بجہد … وا رہانم از عتاب نقض عہد
گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے … عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤں گا

لہ چون پیمبر او بیاراستہ [illegible] کامل اتباع کی وجہ سے امت میں [illegible] جو لوگوں کی [illegible] کا سبب ہوتے ہیں [illegible] جنت [illegible] زم [illegible] نہیں ہے [illegible] بیارایند فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرینگے
۵۳ بے زینہار بے امان۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد ازل میں عبودیت کا عہد کیا تھا گناہ ہوں کا ارتکاب اس عہد کو توڑنا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

صالحانِ اُمّتم خود فارغ اند[1]
میری اُمّت کے نیک خود فارغ ہیں

از شفاعتہائے من روزِ گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے

بلکہ ایشاں راشفاعتہا بود
بلکہ (خود) اُن کی سفارشیں ہونگی

گفت شاں چوں حکمِ نافذ میرود
اُن کی بات نافذ حکم کی طرح چلے گی

ہیچ وازِر وزرِ غیرے برنداشت
کسی بوجھ اُٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اُٹھایا ہے

من نیم وازر خدایم برفراشت
میں بوجھ اُٹھانے والا نہیں ہوں، خدا نے مجھے بلند کیا ہے

آنکہ بے وزرست شیخ ست اے جواں
اے جوان! جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے

در قبولِ حق چو اندر کف کماں[2]
وہ اللہ کا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان

شیخ کہ بود پیر یعنی مو سپید
شیخ کون ہوتا ہے بوڑھا یعنی سفید بالوں والا

معنیِ ایں مو بداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے

ہست آں موئے سیہ ہستیِ او
وہ کالا بال اُس کی ہستی ہے

تا ز ہستیش نماند تارِ مو
تاکہ اُس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے

چونکہ ہستیش نماند پیر اوست
جب اُس کی ہستی نہ رہی، وہ بوڑھا ہے

گر سیہ مو باشد و یا خود دو موست
خواہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کھچڑی بالوں والا

ہست آں موئے سیہ وصفِ بشر[3]
کالا بال، بشری صفات میں

نیست آں موئے ریش و موئے سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کا بال نہیں ہے

عیسیٰ اندر مہد بردارد نفیر
حضرت عیسیٰ گہوارے میں فغاں کرتے ہیں

کہ جواں ناگشتہ ما شیخیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں

چوں یکے موئے سیہ کاں وصفِ ماست
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے

نیست بر وے شیخ و مقبولِ خداست
اُس میں نہیں ہے (وہ) شیخ اور خدا کا مقبول ہے

چوں بود مویش سپید ار با خود ست
جب اُس کے سفید بال ہوں اگر اُس میں خودی ہے

اُو نہ پیر ست و نہ خاصِ ایزد ست
وہ پیر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے

جو بوڑھا ہو یعنی اُس کے بال سفید ہو گئے ہوں کا لیے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ کالے بال سے مراد اُس کا وجود اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا ہو۔ وہ مومن جس کے بال کالے اور سفید ملے جُلے ہوں ۔۔۔ [3] وصف۔ بشریت کے اوصاف۔ حضرت عیسیٰ بچپن میں شیخ و پیر تھے چونکہ اگر انسان میں خودی ہے تو خواہ اُس کے بال سفید ہوں وہ شیخ اور پیر نہیں ہے۔ بزرگی بعقلست نہ بسال۔

---

[1] فارغ اند یعنی نیک لوگوں کو اس کی ضرورت نہ ہوگی کہ انھیں عذاب سے بچانے کیلئے شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت سے اُن کے مراتب بڑھیں گے۔ گفت شاں یعنی جناب باری میں اُن کی عرض ضرور مقبول ہو گی۔ وازر۔ بوجھ والا۔ وِزر۔ بوجھ، گناہ۔ مترجم وازر۔ گزشتہ اشعار میں انبیاء کو رحمۃ للعالمین کہا تھا اور اُن کی شفاعت کا ذکر تھا، اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شفاعت میں تو دوسرے کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا ہے، اور یہ آیت ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے منافی ہے کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا ہے۔ مولانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اِس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھ والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ میں تو بوجھ والا نہیں ہوں، خدا نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے جس میں دوسرے کا بوجھ اُٹھا لوں گا۔ درحقیقت آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو مولانا نے بیان کیا ہے بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً زید نے گناہ کیا ہو اور عمرو کو اُس کی سزا ملے یہ نہیں ہوگا۔ [2] اندر کف جس طرح کمان ہاتھ کے تابع ہوتی ہے اسی طرح شیخ اللہ کی مرضی کے تابع ہے۔ ہستی او یعنی شیخ اسکو کہتے ہیں

گر رہید از بعضِ اوصافِ بشر — شیخ نبود کہل باشد اے پسر

اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے — اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہوگا ادھیڑ ہوگا

ور سرِ موئی ز وصفش باقی ست — نیست از عرش و سما آفاقی ست

اگر اسکا بال برابر وصف باقی ہے — وہ آسمانی اور عرشی نہیں ہے دنیادار تو ہے

ما ہمہ امیدوارانِ توئیم — ریزہ چینِ رحم و احسانِ توئیم

ہم سب آپ کے امیدوار ہیں — آپ کے رحم اور احسان کے ریزہ چیں ہیں

لیک با این جملہ چوں بے شفقتی — بہرِ فرزنداں چرا بے رقتی

لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں؟ — اولاد کے بارے میں بے رقت کیوں ہیں؟

یا مگر خود دل نمی سوزد ترا — باز گو اے شیخ با ما ماجرا

یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے — اے شیخ! ہمیں قصہ بتائیے

عذر گفتنِ شیخ بہرِ ناگریستن بر مرگِ فرزنداں

اولاد کی موت پر نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت او را مپندار اے رفیق — کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق

شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ — کہ مجھ میں رحم اور محبت اور شفقت کرنیوالا دل نہیں ہے

بر ہمہ کفار ما را رحمت ست — گرچہ جانِ جملہ کافر نعمت ست

تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے — اگرچہ سب کی جان (اللہ کی) نعمت کی کافر ہے

بر سگانم رحمت و بخشایش ست — کہ چرا از سنگہا شاں مالش ست

میرا کتوں پر (بھی) رحم اور ترس ہے — کہ پتھروں سے کیوں ان کی پٹائی ہوتی ہے؟

آں سگے کہ می گزد گویم دعا — کہ ازیں خو وار ہانش اے خدا

وہ کتا جو کاٹتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں — کہ اے خدا اس عادت سے اسے بچا

ایں سگاں را ہم دراں اندیشہ دار — کہ نباشند از خلائق سنگسار

ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما — کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں

زاں فرستاد انبیا را بر زمیں — تا کند شاں رحمۃ للعالمین

اسی لئے (اللہ تعالیٰ نے) زمین پر انبیاء بھیجے — تاکہ ان کو جہان والوں کے لئے رحمت بنائے

خلق را خواند سوی درگاہِ خاص — حق را خواند کہ وافر کن خلاص

وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف بلاتے ہیں — اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کو عام کرنے

لہ رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔ رفیق یعنی گھر والا جس نے سوال کیا تھا۔ بر ہمہ یعنی ہمیں تو کافروں پر بھی رحم آتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی نعمتوں کے کافر ہیں۔ بر سگاں۔ لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں کتوں پر بھی ترس آتا ہے۔

لہ آں سگے۔ چونکہ کتا کاٹتا ہے اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بد عادت چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا کردے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار نہ ہو۔

لہ زاں۔ انبیاء سب کے لئے رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی طرف ان کے فائدہ کے لئے بلاتے ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

جہد بنماید ازیں سو بہر پند   چوں نشد گوید خدایا در مبند [1]

اس جانب نصیحت کے لئے کوشش کرتا ہے   جب (مفید) نہیں ہوتی تو کہتا ہے اے خدا دروازہ بند نہ کر

رحمت جزوی بود مر عام را   رحمت کلی بود ہمام را

عام (انسانوں) میں جزوی رحمت ہوتی ہے   غمخوار میں کلی رحمت ہوتی ہے

رحمت جزوش قرین گشتہ بکل   رحمت دریاست ہادی سبل

اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہوگئی ہے   دریا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنیوالی ہے

رحمت جزوی بکل پیوستہ شو   رحمت کل را تو ہادی بین و رو

تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑ جا   کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ اور چل پڑ

تا کہ جزوست او نداند راہ بحر [2]   ہر غدیرے را کند اشباہ بحر

جب تک جزوی (رحمت) ہے وہ سمندر کا راستہ نہیں (جانتی)   ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بنا دیتی ہے

چوں نداند راہ یم کے رہ برد   سوی دریا خلق را چوں آورد

جب وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتا ہے راستے پہ کیسے چلے   دریا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟

متصل گردد بہ بحر آنگاہ او   رہ برد تا بحر ہمچوں سیل و جو

وہ سمندر سے اس وقت وابستہ ہوگا   (جبکہ) بہاؤ اور نہر کی طرح سمندر تک راستہ طے کرے

ور کند دعوت بتقلیدے بود   نز عیان و وحی و تائیدی بود

اگر وہ دعوی کرے تو محض تقلیدی ہوگا   مشاہدہ اور وحی اور تائید (خداوندی) سے نہ ہوگا

گفت پس چوں رحم داری بر ہمہ   ہمچو چوپانی بگرد ایں رمہ

اس نے کہا، جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے   تم اس ریوڑ کے چاروں طرف گڈریے کی طرح ہو

چوں نداری نوحہ بر فرزند خویش   چونکہ فصاد اجل شاں زد بہ نیش

آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟   جبکہ موت کے فصاد نے ان کے نشتر مارا ہے

چوں گواہ رحم اشک دیدہاست [3]   دیدہ تو بے نم و گریہ چراست

جبکہ رحم کے گواہ آنکھوں کے آنسو ہیں   آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں؟

شیخ دانا زیں عتابش گرم شد   در سخن یکبارہ بے آزرم شد

عقلمند شیخ اس کے اس غصہ سے گرم ہوگئے   بات کرنے میں یکبارگی بے قابو ہوگئے

رو بزن کرد و بگفتش اے عجوز   خود نباشد فصل دے ہمچوں تموز

بڑھیا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بڑھیا   موسم خزاں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

---

[1] در مبند یعنی اے خدا تو توفیق کا دروازہ بند نہ کر۔ رحمت جزوی۔ ہر انسان کے دل میں تھوڑی سی رحمت ضرور ہوتی ہے ہمام فکرمند یعنی شیخ جو امت کا دردمند ہوتا ہے اُس میں کلی رحمت ہوتی ہے۔ قرین گشتہ۔ رحمت کلی دراصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ کردیا ہے لہٰذا اس کی رحمت بھی رحمت کلی ہے۔ بکل پیوستہ شو یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو وابستہ کرلے۔

[2] تا کہ جزوست۔ جب انسان میں جزوی رحمت ہے وہ رحمت کلی کو نہیں پہچانتا ہر کس و ناکس کو رحمت کلی سمجھ بیٹھتا ہے۔ غدیر۔ تالاب۔ سوئے دریا یعنی رحمت کلی۔ ور کند۔ اگر ناقص شیخ کچھ کہیگا بھی تو وہ محض تقلید ہوگی حق کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ وحی سے مولانا وحی بولکر الہام مراد لیتے ہیں۔ گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا۔ فصاد۔ رگ کھولنے والا اجل۔ موت۔ نیش۔ نشتر۔

[3] گواہ رحم۔ آنکھ کے آنسوؤں سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔ عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔ بے آزرم بے تحمل۔ خود نباشد یعنی سب انسان یکساں نہیں ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

جملہ گر مُردند ایشاں ورحے اند — غائب و پنہاں زچشم دل نے اند
وہ سب (اولاد) خواہ مُردہ، ہوں یا زندہ — دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ نہیں ہیں؟

من چو بینم شاں مُعیّن پیشِ خویش — از چہ رُو رُو را کنم ہمچوں تو ریش
میں جب اُن کو اپنے سامنے مجسّم دیکھتا ہوں — تو کس وجہ سے تیری طرح چہرے کو زخمی کروں

گرچہ بیروں اند از دورِ زماں — با من اند و گردِ من بازی کناں
اگرچہ وہ زمانے کے چکر سے باہر نکل گئے ہیں — وہ کھیلتے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف ہیں

گریہ از ہجراں بُود یا از فراق — با عزیزانم وصال ست و عناق
رونا تو چھوٹ جانے اور جُدائی کی وجہ سے ہوتا ہے — میرا تو عزیزوں سے وصال اور معانقہ ہے

خلق اندر خواب می بینند شاں — من بہ بیداری ہمی بینم عیاں
لوگ اُن کو خواب میں دیکھتے ہیں — میں اُن کو بیداری میں بھی طرح دیکھتا ہوں

زیں جہاں خود را دمے پنہاں کنم — برگِ حس را از درخت افشاں کنم
میں کبھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں — حواس کے پتّوں کو درخت سے جھاڑ دیتا ہوں

حسّ اسیرِ عقل باشد اے فلاں — عقل اسیرِ روح باشد ہم بداں
اے فلاں! حواس عقل کے پابند ہیں — سمجھ لے! عقل روح کی پابند ہے

دستِ بستۂ عقل را جاں باز کرد — کارہائے بستہ را ہم ساز کرد
رُوح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا — اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا دیا

حسّہا و اندیشہ بر آبِ صفا — ہمچو خس بگرفتہ روی آب را
حواس اور افکار نے صاف پانی پر — تنکوں کی طرح پانی کی سطح کو گھیر لیا ہے

دستِ عقل آں خس بیک سُو می برد — آب پیدا می شود پیشِ خرد
عقل کا ہاتھ اُس کوڑے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے — عقل کے سامنے پانی کُھل جاتا ہے

خس بس انبہ بود بر جُو چوں حباب — خس چو یک سُو رفت پیدا گشت آب
نہر پر بُلبلوں کی طرح کوڑا بہت سا تھا — کوڑا جب ہٹا پانی کُھل گیا

چونکہ دستِ عقل نکشاید خدا — خس فزاید از ہوا بر آبِ ما
جب تک اللہ (تعالیٰ) عقل کے ہاتھ نہ کھولے — ہمارے پانی پر ہوا (ہوس) کی وجہ سے کوڑا بڑھ جاتا ہے

آب را ہر دم کند پوشیدہ اُو — آں ہوا خنداں و گریاں عقلِ تو
وہ ہر وقت پانی کو چُھپائے رکھتا ہے — وہ ہوا (ہوس) مُسکراتی ہے اور تیری عقل روتی ہے

لے تو۔ دل کی آنکھیں مُردوں زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چو بینم۔ میں مُردوں کو بھی مجسّم اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہوں تو پھر نوحہ کیسے کروں۔ گریہ۔ رونے کی وجہ ہجر و فراق ہے جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کود رہی ہے تو پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔

ٹ خلق۔ عام لوگوں کو مُردے خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری میں بھی نظر آتے ہیں۔ زیں جہاں۔ نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار ہو جاتے ہیں تو مُردے نظر آنے لگتے ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری حواس کو معطل کر لیتا ہوں تو وہ نظر آ جاتے ہیں۔ حسّ۔ حواس عقل کے پابند ہیں اور عقل رُوح کے تابع ہے عقل مقید ہوتی ہے جب روح اسکے موانع زائل کر دیتی ہے تو پھر اس میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ درست۔ جب تک دنیوی خیالات کا ... ہے وہ ادراکات سے محروم رہتی ہے جب دنیوی خیالات کے خس و خاشاک سے صاف ہو جاتی ہے تو اُس کو باطنی ادراکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔

سے آب۔ یعنی روحانی ادراک۔ حباب۔ بُلبلہ چونکہ۔ اگر خداوندی توفیق شاملِ حال نہ ہو تو نفسانی خواہشات ادراکات سے مانع رہتی ہیں۔ آں ہوا۔ انسان تباہ ہوتا ہے خواہشات مسکراتی ہیں

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ تقویٰ بست دو دستِ ہوا
جب پرہیزگاری نے ہوا (ہوس) کے دونوں ہاتھ باندھ دیئے

حق گشاید ہر دو دستِ عقل را
اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھول دیتا ہے

پس[1] حواسِ چیرہ محکومِ تو شد
غالب حواس تیرے محکوم بن جاتے ہیں

چوں خرد سالار و مخدومِ تو شد
جب عقل تیری سردار اور مخدوم بن جاتی ہے

حس را بے خواب خواب اندر کند
وہ (عقل) حواس کو بغیر نیند کے سُلا دیتی ہے

تا کہ غیبتہا ز جاں سر بر زند
یہاں تک کہ ان کہی باتیں روح میں سے سر اُبھارتی ہیں

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا
وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

ہم ز گردوں بر کشاید بابہا
آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

[2]قصۂ خواندنِ شیخ ضریر قرآن را از روی مصحف و در
ایک نابینا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور

وقتِ خواندنِ قرآن بینا شُدن باذن اللہ تعالیٰ
قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بینا ہو جانا

دید در بغداد یک شیخِ فقیر
ایک فقیر شیخ نے بغداد میں

مصحفے در خانۂ پیرے ضریر
ایک نابینا پیر کے گھر میں قرآن دیکھا

گشت ضیفش در تموزِ پر ز سوز
جھلستی گرمی کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا

ہر دو زاہد جمع باہم چند روز
دونوں بزرگ چند روز کے لئے اکٹھے ہو گئے

گفت اینجا اے عجب مصحف چرا است
اُس نے دل میں کہا تعجب ہے یہاں قرآن کیوں ہے؟

چونکہ نابینا است ایں درویش راست
کیونکہ یہ درویش تو بالکل نابینا ہے

اندریں اندیشہ[3] تشویش فزود
اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی

کہ جز او را نیست اینجا باش بود
کہ اس جگہ اس کے اور کسی کا رہن سہن نہیں ہے

اوست تنہا مصحفے آویختہ
وہ تنہا ہے، قرآن آویزاں ہے

من نیم گستاخ یا آمیختہ
میں شوخ، یا گھلا ملا نہیں ہوں

تا بپرسم نے خمش صبرے کنم
کہ دریافت کر لوں، یا خاموش رہ کر صبر کروں

تا بصبرے بر مرادے بر زنم
تاکہ صبر کے ذریعہ مقصد حاصل کر لوں

صبر کرد و بود چندے در حرج
اُس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
(معاملہ) کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

[1] پس جب انسان عقل کے تابع ہوتا ہے تو حواس ظاہری اسکے محکوم بنجاتے ہیں۔ حس۔ انسان کو نیند کی حالت میں خواب اسی لئے نظر آتے ہیں کہ حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی حواس کو معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں اُس کو بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں جو کہ وہ خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

[2] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حواس ظاہری کے نہ ہوتے ہوئے بھی حواس ظاہری کے مدرکات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ضریر۔ نابینا۔ تموز۔ گرمی کا مہینہ ہے۔ مصحف۔ قرآن پاک۔ راست۔ صحیح۔ بالکل یہ نابینا کی تاکید ہے۔

[3] اندیشہ یعنی یہ خیال کہ نابینا کے گھر میں قرآن کیوں ہے۔ آمیختہ یعنی میں اسقدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ بے تکلفی سے سوال کر سکوں۔ حرج۔ تنگی۔ فرج۔ کشادگی۔

Presented by www.ziaraat.com

صبر گنج ست اے برادر صبر کن — تا شفا یابی تو زیں رنجِ کہن

اے بھائی! صبر خزانہ ہے، صبر کر — تاکہ تو اس پرانے غم سے شفا حاصل کرے

[1]صبر تلخ ست و برِ او شکرست — صبر سوئے کشف ہر سر رہبرست

صبر کڑوا ہے، اس کا پھل شکر ہے — صبر، ہر راز کے کھلنے کا راہبر ہے

صبر کردنِ لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن ست را میکرد از سوال بایں نیت کہ صبر از سوال موجبِ فرح راحت است

لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انھوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے حلقے بنا رہے ہیں، اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

رفت لقمانؑ سوی داؤدؑ نبی — حلقہ می کرد او ز پولادِ ابی[2]

(حضرت) لقمانؑ، داؤد نبی کے یہاں گئے — وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے

جملہ را با یکدگر در می فگند — ز آہن و پولاد آں شاہِ بلند

سب (حلقوں) کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے — لوہے اور فولاد سے، وہ شاہِ عالی

صنعتِ زرّاد او کم دیدہ بود — در تحیّر ماند و وسواسش فزود

اُن (لقمانؑ) نے زرہ بننے والے کی کاریگری نہ دیکھی تھی — وہ حیران رہ گئے اور وسوسے بڑھ گئے

کایں چہ شاید بود وا پرسم ز و — کہ چہ می سازد ز حلقہ تو بتو

کہ یہ کیا بنے گا، اُن سے پوچھوں — کہ وہ مسلسل حلقوں سے کیا بنا رہے ہیں؟

باز با خود گفت صبر اولیٰ ترست — صبر با مقصود زوتر رہبرست

پھر اپنے آپ سے کہا، کہ صبر زیادہ مناسب ہے — صبر، مقصد کا تیز راہنما ہے

چوں نہ پرسی زودتر کشفت شود — مرغِ صبر از جملہ پرّاں تر زود

اگر تو نہ پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائیگا — صبر کا پرند، تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے

ور[3] بہ پرسی دیر تر حاصل شود — سہل از بے صبریت مشکل شود

اگر تو پوچھے گا، دیر میں حاصل ہوگا — تیری بے صبری سے آسان (بھی) مشکل ہو جائیگا

چونکہ لقماں تن بزد ہم در زماں — شد تمام از صنعتِ داؤد آں

چونکہ لقمان اُس وقت خاموش ہو گئے — زرہ (کام حضرت) داؤدؑ کی کاریگری سے مکمل ہو گیا

پس زرہ سازید و در پوشید او — پیشِ لقمانِ کریمِ صبر خو

تب انھوں نے زرہ بنالی اور اسکو پہنا — صابر و دانا لقمانؑ کے سامنے

---

[1] صبر تلخ ست. صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد۔ صبر کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمانؑ نے صبر کیا تو جو دل میں سوال پیدا ہوا تھا وہ خود بخود حل ہو گیا۔

[2] ابی۔ اِنکار کرنے والا یعنی وہ سخت فولاد تھا۔ در می نگند۔ یعنی حضرت داؤدؑ اُن حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زرّاد۔ زرہ بنانے والا۔ ایں چہ۔ یعنی یہ کیا بنایا جا رہا ہے۔ زوتر۔ زود تر۔

[3] ور بہ پرسی بے صبری سے کام بگڑ جاتا ہے۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔ صنعت۔ کاریگری۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت ایں نیکو لباس ست اے فتیٰ | در مصافِ خصم دفعِ زخم را
فرمایا اے جوان! یہ اچھا لباس ہے | لڑائی کے میدان میں زخم کی روک کیلئے

گفت لقمانؑ صبر نیکو ہمدمیست | کو پناہ و دافعِ ہر جا غمیست
لقمانؑ نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے | کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی پناہ اور دافع ہے

صبر را با حق قریں کرد اے فلاں | آخرِ وَالْعَصْرِ[1] را آگہ بخواں
اے فلاں! صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے | ہوش سے وَالْعَصْرِ کا آخیر پڑھ لے

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید | کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید
اللہ (تعالیٰ) نے لاکھوں کیمیائیں پیدا کی ہیں | صبر جیسی کیمیا، آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیۂ قصۂ نابینا و مصحف خواندنِ آں بنظر
نابینا اور اُس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصے کا بقیہ

مردِ مہماں صبر کرد و ناگہاں | کشف گشتش حالِ مشکل در زماں
مہمان شخص نے صبر کیا، اور اچانک | اُس پر مشکل کا حال، فوراً کھل گیا

نیم شب آوازِ قرآں را شنید | جست از خواب آں عجائب را بدید
آدھی رات کو قرآن کی آواز سنی | یہ نیند سے اٹھا، اور عجائب دیکھے

کہ ز مصحف[2] کور می خواند درست | گشت بے صبر و ازو آں حال جست
کہ نابینا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں | بے صبر ہوگیا، اور اُن سے اُس حال کی جستجو کی

گفت چوں کوری عجب بے چشم و نور | چوں ہمی خوانی و می بینی سطور
کہا جبکہ آپ نابینا ہیں، بغیر آنکھ اور روشنی کے | آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطریں دیکھتے ہیں؟

آنچہ می خوانی برآں افتادہ | دست را بر حرفِ آں بنہادہ
جو کچھ آپ پڑھتے ہیں، اُسی پر ہوتے ہیں | ہاتھ کو اُس کے حروف پر رکھتے ہیں

اِصبعت در سیر پیدا می کند | کہ نظر بر حرف داری مستند
رفتار میں آپ کی انگلی ظاہر کرتی ہے | کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں

گفت اے گشتہ ز جہلِ[3] تن جدا | ایں عجب داری تو از صنعِ خدا
اُنھوں نے کہا اے وہ کہ جو جسمانی جہالت سے جدا ہوگیا ہے | تو اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری پر تعجب کرتا ہے

من ز حق درخواستم کاے مستعاں | بر قرآت من حریصم ہمچو جاں
میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے | مجھ کو قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

---

[1] وَالْعَصْر۔ اس سورہ کے آخیر میں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ آیا ہے انھوں نے باہمی حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یعنی اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی نگہداشت ضروری ہے کیمیا کیمیا تانبے کی حقیقت کو بدل دیتی ہے اسی طرح صبر مصائب کو راحتوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

[2] کہ ز مصحف۔ وہ نابینا دیکھ کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت پڑھتے تھے اُس پر صحیح انگلی رکھتے ہوئے پڑھتے تھے۔ اصبعت در سیر۔ ناظرہ خواں عموماً پڑھنے میں آیتوں پر انگلی رکھتے چلے جاتے ہیں۔

[3] ز جہلِ تن جدا یعنی مادی جسم کی جہالتیں تجھ سے دُور ہو چکی ہیں پھر خدا کی اس قدرت سے تجھے کیا پریشانی ہے۔ مستعاں۔ وہ جس سے مدد چاہی جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

نیستم حافظ مرا نورے بدہ
میں حافظ نہیں ہوں، مجھے روشنی عطا کر دے

در دو دیدہ وقتِ خواندن بے گرہ
دونوں آنکھوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت

بازدہ دو دیدہ ام را آں زماں
اس وقت میری دونوں آنکھیں مجھے لوٹا دے

کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں
جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھ کر پڑھوں

آمد از حضرت ندا کاے مردِ کار[1]
بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی اے باعمل!

اے بہر رنجے بما امیدوار
اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے

حسنِ ظن است[2] و امیدے خوش ترا
یہ تیرا حسنِ ظن ہے، اور اچھی امید

کہ ترا گوید بہر دم برتر آ
جو تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں ترقی کر

ہر زماں کہ قصدِ خواندن باشدت
جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہوگا

یا ز مصحفہا قراءت بایدت
یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہیگا

من دراں دم وادہم چشمت ترا
میں اس وقت تیری آنکھیں لوٹا دوں گا

تا فرو خوانی معظم[2] جوہرا
تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہر!

ہمچناں کرد و ہر آنگاہے کہ من
اس (اللہ تعالیٰ) نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں

وا گشایم مصحف اندر خواندن
پڑھنے میں قرآن کھولتا

آں خبیرے کو نشد غافل ز کار
تو وہ خبیر جو کام سے غافل نہیں ہے

آں گرامی بادشاہِ کردگار
وہ عزیز، کردگار، بادشاہ

باز بخشد بینشم آں شاہِ فرد
وہ یکتا شاہ میری بینائی دوبارہ عنایت کر دیتا ہے

در زماں ہمچوں چراغِ شب نورد
فوراً، تاریکی کو لپیٹ دینے والے چراغ جیسی

زیں سبب نبود ولی را اعتراض
اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے

ہرچہ بستاند فرستد اعتیاض
(کیونکہ) جو کچھ وہ لیتا ہے، بدلہ بھیج دیتا ہے

گر بسوزد باغت انگورے دہد
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے، انگور دیدیتا ہے

درمیانِ ماتمے سورے دہد
رنج کے دوران خوشی دے دیتا ہے

آں شلِ بے دست را دستے دہد
وہ ہاتھ کٹے ٹُنڈے کو ہاتھ دے دیتا ہے

کانِ غمہا را دلِ مستے دہد
غموں کی کان کو مست دل دیدیتا ہے

لا نسلم[3] و اعتراض از ما برفت
ہم نہیں مانتے ہیں (کہنا) اور اعتراض ہم سے رخصت ہوگیا ہے

چوں عوض می آید از مفقود زفت
جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آجاتا ہے

[1] مردِ کار۔ باعمل انسان۔ حسنِ ظن۔ حدیثِ قدسی ہے اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی یعنی میں ویسی کرتا ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوگا تو خیر حاصل ہوگی، برا گمان ہوگا تو شر حاصل ہوگا۔

[2] معظم جوہرا۔ اس سے بعض صاحبان نے اُن نابینا کی ذات مراد لی ہے بعض نے اس کو خوانی کا مفعول سمجھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے کردگار۔ اللہ تعالیٰ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کرد بمعنی فعل اور گار بمعنی صاحب ہے۔ اعتیاض۔ عوض لینا، اللہ تعالیٰ عوض ضرور عنایت فرما دیتا ہے، خواہ وہ تمہاری منشا کے مطابق نہ ہو۔ گر ستد نہ۔ مولانا نے اس شعر میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس عوض کا اس کی جنس سے ہونا ضروری نہیں جو تم نے لی ہے۔ ماتم۔ مجلس غم۔ سور۔ محفلِ شادی۔ دلِ مستے۔ مست کی مستی میں انسان غم کو بھول جاتا ہے۔

[3] لا نسلم۔ یہ جملہ عموماً مباحثہ میں فریقِ ثانی کی بات کے انکار کے وقت بولا جاتا ہے۔ مفقود۔ گم شدہ۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد — راضیم گر آتشِ ما را کُشد
جبکہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے — میں راضی ہوں، اگر وہ ہماری آگ بجھا دے

چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے — انچنیں کوریست چشمِ روشنے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے — ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے

بے چراغے چوں دہد اُو روشنی — گر چراغت شد چہ افغاں میکنی
جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرما دیتا ہے — اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں شکایت کرتا ہے

صفتِ بعضِ اولیاء کہ راضی اند باحکامِ الٰہی ولابہ نکنند بخدائے تعالےٰ کہ خدایا ایں حکم را بگرداں

بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالےٰ سے اصرار نہیں کرتے ہیں کہ اے خدا یہ حکم لوٹا دے

بشنو اکنوں قصۂ آں رہرواں[۵۲] — کہ ندارند اعتراضے در جہاں
اب اُن راہنماؤں کا قصہ سُن — جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں

ز اولیاء اہلِ دُعا خود دیگر اند — کہ ہمی دوزند گاہے می دَرند
دُعا کرنے والے، اولیاء میں سے دوسرے ہیں — جو کبھی سیتے ہیں، اور کبھی پھاڑتے ہیں

قومِ دیگر می شناسم ز اولیا — کہ دہانِ شاں بستہ باشد از دعا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو (بھی) جانتا ہوں — جن کا منہ دعا سے بند رہتا ہے

از رضا کہ ہست رامِ آں کرام — جُستنِ دفعِ قضا شاں شد حرام
چونکہ رضا اُن بھلوں کا معمول ہے — قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جستجو اُن پر حرام ہے

در قضا[۵۳] ذوقے ہمی بینند خاص — کفرِ شاں آید طلب کردن خلاص
وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں — خلاصی چاہنا اُن کو کفر (محسوس) ہوتا ہے

حُسنِ ظنّے بر دلِ ایشاں کشود — کہ نہ پوشند از عزا جامہ کبود
اُن کے دل پر حسنِ ظن ایسا طاری ہو گیا ہے — کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں

ہر چہ آید پیشِ ایشاں خوش بُود — آبِ حیواں گردد ار آتش بُود
جو اُن کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے — اگر آگ ہو تو آبِ حیات بن جاتا ہے

زہر در حلقومِ شاں شکر بُود — سنگ اندر راہِ شاں گوہر بُود
اُن کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے — اُن کے راستہ کا پتھر جوہر ہو جاتا ہے

---

۵۱ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب ہے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ چشم روشنے آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے جب وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔

۵۲ بشنو۔ چونکہ یہ بتایا تھا کہ بعض اولیاء تو ایسے ہیں کہ مقصود جب حاصل ہوتا ہے تو سبب کے موجود نہ ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ بتلاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ یہ حالت مغلوب الحال اولیاء کی ہوتی ہے ورنہ انبیاءؑ دعائیں نہ کرتے۔ اصل کمال یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے ہوئے دعا کی جائے۔ رآم۔ معمول۔

۵۳ در قضا۔ مصائب کو منجانب خدا سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے ہیں ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ، معشوق کی مار کشمش ہے ان کا مقولہ ہوتا ہے۔ عزا، ماتمی لباس کالا ہوتا ہے۔ آبِ حیواں یعنی ہر تکلیف اُن کے لئے باعثِ راحت بن جاتی ہے۔

جملگی یکساں بود شاں نیک و بد | از چہ باشد ایں ز حسنِ ظنِ خود

ان کے لئے اچھا برا سب یکساں ہوتا ہے | یہ کیوں ہوتا ہے؟ اپنے حسن ظن سے (ہوتا ہے)

کفر باشد نزد شاں کردن دعا | کاے الٰہ از ما بگرداں ایں قضا

دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے | کہ اے خدا! اس قضا کو ہم سے لوٹا دے

سوال کردن بہلولؒ آں درویش ولی را

(حضرت) بہلول رحؒ کا اُس ولی درویش سے دریافت کرنا

گفت بہلول آں یکے درویش را | چونی اے درویش واقف کن مرا

(حضرت) بہلول نے اُس ایک درویش سے کہا | اے درویش! تو کیسا ہے مجھے بتا دے

گفت چوں باشد کسیکہ جاوداں | بر مرادِ او رود کارِ جہاں

اُس نے کہا، وہ شخص کیسا ہوگا، کہ ہمیشہ | جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہوں

سیل و جوہا بر مرادِ او روند | اختراں زاں ساں کہ او خواہد شوند

سیلاب اور نہریں اُسکے ارادہ کے مطابق جاری ہوں | ستارے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں

زندگی و مرگ سرہنگانِ او | بر مرادِ او روانہ کو بہ کو

زندگی اور موت جس کے سپاہی ہوں | جو اُسکے ارادہ کے مطابق کوچہ بکوچہ روانہ ہوں

ہر کجا خواہد فرستد تعزیت | ہر کجا خواہد بہ بخشد تہنیت

وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے | وہ جہاں چاہے مبارکبادی بخش دے

سالکانِ راہ ہم بر گامِ او | ماندگاں از راہ ہم در دامِ او

راہ کے سالک بھی اُسکے نقش قدم پر ہوں | راہ سے عاجز بھی اُس کے جال میں ہوں

ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں | بے رضا و امرِ آں فرماں رواں

دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے | اُس فرماں روا کی رضا اور حکم کے بغیر

بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ | بے قضائے او نیاید ہیچ مرگ

اُس کی منشاء کے بغیر کوئی پتا نہ جھڑے | اُس کے حکم کے بغیر کوئی موت نہ آئے

بے مرادِ او نجنبد ہیچ رگ | در جہاں ز اوجِ ثریا تا سمک

اُس کے ارادہ کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے | دنیا میں ثریا کی بلندی سے مچھلی تک

گفت اے شہ راست گفتی ہمچنیں | در فر و سیمائے تو پیداست ایں

حضرت بہلولؒ نے کہا اے شاہ! تم نے سچ کہا، ایسا ہی | آپ کے چہرے اور شان سے یہ ظاہر ہے

ہے بلکہ ہر درد کو سمجھتے ہیں کہ یہ دوست کی جانب سے دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے۔ سوال کردن۔ حضرت بہلول نے ایسے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے جو راضی بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا نہ کرتے تھے چونی۔ آپ کیسے وقت میں۔

۲ گفت۔ اس ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی منشاء کے مطابق ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہو اور کوئی چیز اس کی منشاء کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے۔ زندگی یعنی لوگوں کی موت و حیات اس کی مراد کے مطابق ہو۔ تعزیت یا تہنیت مبارکبادی۔

۳ سالکان راستہ چلنے والے اس کے نقش قدم پر چلیں۔ منزل تک پہنچنے والے اس کے ارادہ سے منزل سے کٹ رہے ہوں۔ یعنی ہر شخص کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے مراد او۔ دنیا کی ہر حرکت و سکون اسکے ارادے سے ہے۔ گفت۔ حضرت بہلول نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے زیادہ تفصیل سے سمجھائیے تاکہ پوری طرح مطلب سمجھ جاؤں۔

Presented by www.ziaraat.com

این و صد چندینی ای صادق و لیک　　شرح گو این را بیان کن نیک نیک
لے ہیجئے! آپ ایسے ہی اور اس سے سینکڑوں گنا ہیں لیکن　　اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کیجئے

آنچنانکہ فاضل و مرد فضول　　از دل و از جاں کند او را قبول
ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جاہل　　اس کو دل و جان سے قبول کرلے

آنچنانش شرح کن اندر کلام　　کہ ازاں ہم بہر یابد عقل عام
گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے　　کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کرلے

ناطق کامل چو خواں باشے بود　　بر سر خوانش ز ہر آشے بود
کامل مقرر، جب خوان والا ہوتا ہے　　اس کے خوان پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے

تا نماند ہیچ مہماں بے نوا　　ہر کسے یابد غذائے خود جدا
تاکہ کوئی مہمان بے سہارا نہ رہے　　ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کرلے

ہمچو قرآں کو بمعنی ہفت توست　　خاص را و عام را مطعم دروست
جیسا کہ قرآن پاک، جو معانی کے اعتبار سے سات تہوں　　اس میں خاص اور عام کی غذا ہے

گفت این بارے یقین شد پیش عام　　کہ جہاں در امر یزداں است رام
انھوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے　　کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے

ہیچ برگے در نیفتد از درخت　　بے قضا و حکم آں سلطان تخت
درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا　　بغیر عرش کے اس شاہ کے فیصلے اور حکم کے

از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو　　تا نگوید لقمہ را حق کادخلو
لقمہ منہ سے گلے میں نہیں جاتا　　جب تک اللہ تعالیٰ نہ فرمادے داخل ہوجا

میل و رغبت کاں زمام آدمی ست　　جنبش آں رام امر آں غنی ست
میلان اور رغبت جو آدمی کی باگ ہے　　اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرماں بردار ہے

در زمینہا و آسمانہا ذرہ　　پر نجنباند نگردد پرہ
کوئی ذرہ، زمینوں اور آسمانوں میں　　پر نہیں مارتا، کوئی تنکا گردش نہیں کرتا

جز بفرمان قدیم نافذش　　شرح نتواں کرد جلدی نیست خوش
بغیر اس کے جاری ہونے والے ازلی حکم کے　　جس کی شرح نہیں کی جا سکتی اور جلدی کرنا اچھا نہیں ہے

کہ شمرد برگ درختاں را تمام　　بے نہایت کے شود در نطق رام
درختوں کے سب پتوں کو کون گن سکتا ہے؟　　لامحدود، گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے؟

لہ [illegible] ناطق کامل اچھے [illegible] کمال ہوتا ہے [illegible] سے عوام و خواص دونوں لطف اٹھاتے [illegible] قرآن کے معانی اور مطالب سے ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا فائدہ اٹھاتا ہے ہفت [illegible] ممکن ہے مولانا نے انزل القرآن علی سبعة احرف کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس میں تہ بہ تہ سات معنی ہیں

۲ہ گفت - ان ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب مانتے ہیں [illegible] کے ذرے ذرے پر [illegible] کی حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و سکون اس کے حکم سے ہے تو جب بندہ [illegible] راضی بقضائے الٰہی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کا حکم [illegible] فعل اس کا [illegible] بن جائیگا اور یہ سمجھا جائیگا کہ عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔

۳ہ زمام [illegible] سلطان تخت یعنی اللہ تعالیٰ میل و رغبت۔ انسان کی خواہش اور رغبت انسان سے اپنے مطابق کام کراتی ہے جلدی۔ بہادری ہمت۔ کہ اشمرد - درختوں کے پتے جو متناہی ہیں ان کی شمار ناممکن ہے تو غیر متناہی کی تفصیل کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

این قدر بشنو کہ چوں کلی کار — می نگردد جز بامر کردگار
اتنا سن لے کہ جب تمام کام — بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے

چوں[١] قضائے حق رضائے بندہ شد — حکم او را بندۂ خواہندہ شد
جب اللہ (تعالیٰ) کا حکم بندہ کی رضامندی بنگیا — بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا

بے تکلف نے پئے مزد و ثواب — بلکہ طبع او بر آں شد مستطاب
بغیر کسی تکلف کے، نہ کہ بدلہ اور ثواب کیلئے — بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہوگئی

زندگی خود نخواہد بہر خود — بلکہ خواہد از پئے حکم احد
وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا — بلکہ اللہ (تعالیٰ) کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

ہر کجا[٢] امر قدم را مسلکے ست — زندگی و مردگی پیشش یکے ست
جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے — اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہر یزداں می زید نے بہر گنج — بہر یزداں می مرد نز خوف و رنج
وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کیلئے — وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے

ہست ایمانش برائے خواہ او — نے برائے جنت و اشجار و جو
اس کا ایمان اس (اللہ) کی رضامندی کیلئے ہے — نہ کہ جنت اور (جنت کے) درختوں اور نہروں کیلئے

ترک کفرش ہم برائے حق بود — نے ز بیم آنکہ در آتش رود
اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے — نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جلے گا

اینچنیں آمد ز اصل آں خوئے او — بے ریاضت نے بجست و جوئے او
یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے — بغیر کسی مجاہدے کے، نہ کہ اس کی کوشش سے

آنگہاں خندد کہ او بیند رضا — ہمچو حلوا و شکر او را قضا
وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا (حق) دیکھتا ہے — اللہ کا حکم اس کے لئے حلوے اور شکر کی طرح ہے

بندہ[٣] کش خوئے و خلقت این بود — نے جہاں بر امر و فرمانش رود
وہ بندہ جس کی عادت اور خصلت یہ ہو — کیا جہان اسکے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

پس چرا لابہ کند او یا دعا — کہ بگرداں اے خداوند ایں قضا
تو وہ کیوں خوشامد اور دعا کرے؟ — کہ اے اللہ! اس حکم کو واپس لے لے

مرگ او و مرگ فرزندان او — بہر حق پیشش چو حلوا در گلو
اس کی موت اور اس کی اولاد کی موت — اللہ کیلئے اسکے نزدیک ایسی ہے جیسا کہ منہ میں حلوا

[١] چوں۔ جب اللہ کے تمام فیصلوں اور احکام پر بندہ راضی ہوگیا ہے تو اللہ کے تمام احکام اس کا مطلوب بن گئے ہیں۔ بے تکلف۔ یعنی یہ رضا اس کی طبعی بات بن گئی ہے اس میں کوئی اجر وثواب بھی اس کے مدنظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔

[٢] ہر کجا۔ یعنی جو بھی خدا کا ازلی حکم ہے وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ زندگی ہو یا موت۔ ہست ایمانش۔ اس کا ایمان بھی محض مولا کی رضامندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے لالچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی رضاء مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ دوزخ کے ڈر سے۔ ہمچو حلوا۔ اللہ کا ہر حکم اس کو ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب ہوتا ہے۔

[٣] بندہ کش۔ جب احکام خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً یہ کہا جائیگا کہ دنیا کے سب کام اس بندہ کے حکم سے چل رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

نزع فرزنداں بر آں باوفا — چوں قطائف پیشِ شیخ بینوا
اُس وفادار کے لئے فرزندوں کا نزع — (ایسا ہے) جیسے مفلس بوڑھے کے لئے پھل

پس[1] چرا گوید دعا الا مگر — در دعا بیند رضائے دادگر
تو وہ کیوں دعا کرے ... ہاں اگر — وہ دعا میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی دیکھ لے

آں[2] شفاعت واں دعا نز رحمِ خود — می کند آں بندۂ صاحب رُشد
وہ سفارش اور وہ دعا اپنے اوپر رحم کے لئے نہیں — کرتا ہے، وہ ہدایت یافتہ بندہ

رحمِ خود را او ہماں دم سوختست — کہ چراغِ عشقِ حق افروختست
اپنے رحم کو اُس نے اسی وقت پھونک دیا ہے — جبکہ اُس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے

دوزخِ اوصافِ او عشق است و او — سوخت مر اوصافِ خود را مو بمو
عشق اُس کے اوصاف کی دوزخ ہے، اور اُس نے — اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے

ہر طروقی ایں فروقے کے شناخت — چوں دقوقی کو دریں دولت بتاخت
ہر ... اس فرق کو کب سمجھ سکتا ہے — جیسا کہ دقوقیؒ جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصۂ دقوقیؒ و کراماتش

دقوقیؒ ... کی کرامات کا قصہ

آں دقوقی داشت خوش دیباجۂ — عاشق و صاحب کرامت خواجۂ
دقوقیؒ ایک اچھے چہرہ والے تھے — عاشق اور کرامت والے خواجہ تھے

بر زمیں می شد چو مہ بر آسماں — شب رواں را گشتہ زو روشن رواں
زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر — تاریکی میں چلنے والے اُن کی وجہ سے روشنی میں چلنے والے ہوگئے

در[3] مقامے مسکنے کم ساختے — کم دو روز اندر دہے انداختے
وہ ایک جگہ پر کم ٹھہرتے — ایک گاؤں میں دو روز سے کم (ڈیرہ) ڈالتے

گفت در یک خانہ گر باشم دو روز — عشقِ آں مسکن کند در من فروز
انہوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں ہونگا — اُس گھر کی محبت مجھ میں روشن ہو جائیگی

عِزَّةُ الْمَسْكَنِ اُحَاذِرُهَا اَنَا — اُنْقُلِي يَا نَفْسُ سَافِرْ لِلْعَنَا
میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں — اے نفس! منتقل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر

لَا اُعَوِّدُ خُلْقَ قَلْبِي بِالْمَكَانِ — كَيْ يَكُونَ خَالِصًا فِي الْاِمْتِحَانِ
میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں — تاکہ آزمائش میں خالص بن جائے

---

[1] پس چرا۔ جب دنیا کے سب کام اُس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور شور بے معنی چیز ہے۔ قطائف۔ پکے ہوئے پھل۔ در دعا۔ یہ شخص دعا بھی جب ہی کرتا ہے جب اُس کو یہ معلوم ہو کہ مولا کی مرضی یہی ہے۔

[2] آں شفاعت۔ ایسے انسان کی دعا بھی اپنے اوپر رحم کے لئے نہیں ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے، وہ اپنے رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا جبکہ اس نے عشقِ خداوندی کا دم بھرا تھا۔ دوزخ۔ ایسا انسان اپنے تمام اوصاف اور ذاتی خواہشیں عشق کی بھٹی میں پھونک چکا ہے۔ ہر طروقی۔ اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہو تو محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کیلئے ہو اپنی ذاتی غرض کیلئے نہ ہو ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ دقوقی جیسے بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ دیباجہ۔ چہرہ۔ بر زمیں جس طرح لوگ چاند سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں اسی طرح دقوقی سے حاصل کرتے تھے۔

[3] در مقامے۔ دقوقی اس خیال سے کہ کسی مقام اور مسکن سے انکو محبت پیدا نہ ہو جائے سفر میں رہتے تھے۔ عزۃ المسکن انسان وطن میں عزیز ہوتا ہے سفر میں اجنبی ہونے کی وجہ سے مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عنا مشقت تکلیف فی الامتحان۔

روز اندر سیر بُد شب در نماز — چشم[1] اندر شاہ باز اُو ہمچو باز

دن کو سفر میں، رات کو نماز میں — آنکھ شاہ کے دیدار میں کھلی ہوئی وہ باز کی طرح تھے

مُنقطع از خلق نے از بدخوئی — مُنفرد از مرد و زن نے از دوئی

مخلوق سے جُدا تھے، بدمزاجی کی وجہ سے نہیں — مرد و زن سے اکیلے تھے، مغائرت کی وجہ سے نہیں

مُشفقے بر خلق و نافع ہمچو آب — خود شفیعے بُد دعایش مُستجاب

مخلوق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رساں تھے — وہ خود سفارشی اور اُن کی دعا مقبول تھی

نیک و بد را مہربان و مُستقر — بہتر از مادر شہی تر از پدر

بھلے اور بُرے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے — ماں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے

گفت[2] پیغمبرؐ شما را اے مہاں — چوں پدر ہستم شفیق و مہرباں

پیغمبرؐ نے فرمایا اے سردارو! — میں (تمہارے لئے) باپ کی طرح شفیق اور مہربان ہوں

زاں سبب کہ جملہ اجزائے منید — جزو را از کل چرا برمی کنید

کیونکہ تم سب میرے اجزا ہو — جزو کو کل سے کیوں جُدا کرتے ہو

جُزو از کُل قطع شُد بیکار شُد — عضو از تن قطع شُد مُردار شُد

جُزو کل سے کٹا، تو بیکار ہو گیا — عضو بدن سے کٹا، تو مُردہ ہو گیا

تا نہ پیوندد بہ کُل بارِ دِگر — مُردہ باشد نبودش از جاں خبر

جب تک وہ (عضو) دوبارہ کُل سے نہ جڑے — مُردہ رہتا ہے اُس کو جان کا پتہ نہیں رہتا

ور بجُنبد نیست آں را خود سند — عضو نو برِیدہ ہم جُنبش کُند

اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے — نیا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے

جزو[3] ایں کل گر بَرَد یکسو رَوَد — ایں نہ آں کُل است کو ناقص شود

اِس کُل کا جزو اگر کٹے، ایک طرف چلا جائے — یہ وہ کُل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے

قطع و وصلِ اُو نیاید در مقال — چیز ناقص گفتہ شُد بہرِ مثال

اُس سے جُدا ہونا اور جُڑنا بیان نہیں کیا جا سکتا — مثال کے لئے ایک ناقص بات کہدی گئی ہے

مر علی را بر مثالِ شیر خواند — شیر مثلِ اُو نباشد گرچہ راند

حضرت علیؓ کو شیر کی مانند کہا — شیر اُن جیسا نہیں ہوتا ہے اگرچہ یہ مثال جاری ہو گئی ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے لیکن ان میں اور شیر میں بہت فرق ہے۔ مثال اور مثل میں مطابقت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح مجموعہ کے کل اور شیروں کے اجزا ہونے کی مثال بھی دی گئی ہے۔

[1] چشم۔ اُن کے مدِ نظر ذاتِ باری رہتی تھی اور وہ باز کی طرح معارف و اسرار الٰہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع۔ وہ صرف اللہ کے لئے خلوت کو پسند کرتے تھے ورنہ وہ بدمزاج تھے نہ انہیں لوگوں سے مغائرت تھی۔ مُشفقے تمام انسانوں سے ان کا محبت اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ مستقر۔ ٹھکانا۔ شہی۔ مرغوب۔

[2] گفت۔ چونکہ وہ پیغمبرؐ کے پیرو تھے اور پیغمبرؐ نے اُمت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح مہربان ہوں۔ جملہ اجزاء۔ چونکہ اُمت کی حیات اور بقاء نبی سے وابستہ ہوتی ہے۔ جزو۔ جُزو، کل سے کٹ کر بیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کٹ کر مُردار ہو جاتا ہے۔ ور بجُنبد۔ اگر نبی سے کٹ کر کچھ آثارِ حیات بھی اُنہیں نظر آئیں تو اُسکو حیات نہ سمجھو اُس کی وہ حرکات مذبوحی ہیں جانور کا عضو کٹ کر بھی کچھ دیر تک تڑپتا رہتا ہے۔

[3] جزو ایں کل۔ نبی سے جو کٹے گا وہ خود اپنا نقصان کرے گا نبی میں اُس کے جُدا ہونے سے کوئی نقص پیدا ہو گا۔ قطع و وصل۔ نبی سے جُڑنے اور کٹنے کی یہ ایک ناقص مثال ہم نے دی ہے ورنہ اس حقیقت کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ ملی

بازگشتن بقصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرقِ آں براں — جانبِ قصۂ دقوقیؒ اے جواں

مثال اور مثل اور اُن کے فرق سے آگے بڑھ — اے جوان! دقوقیؒ کے قصہ کی جانب

آنکہ[۱] در فتویٰ امامِ خلق بود — گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود

وہ (دقوقیؒ) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے — تقوے میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے

آنکہ اندر سیر مہ را مات کرد — ہم ز دینداریِ او دیں رشک خورد

وہ جنھوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا — جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا

با چنیں تقویٰ و اوراد و قیام — طالبِ خاصانِ حق بودے مدام

باوجود ایسے تقوے اور وظائف اور نماز کے — وہ ہمیشہ خاصانِ خدا کے طالب رہتے تھے

در سفر[۲] معظم مرادش آں بدے — کہ دمے بر بندۂ خاصی زدے

سفر میں اُن کی بڑی مُراد یہ ہوتی — کہ تھوڑی دیر کسی خاص بندہ سے ملیں

ایں ہمی گفتے چو می رفتے براہ — کُن قرینِ خاصگانم اے اِلٰہ

جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے — اے خدا! مجھے مخصوص (بندوں) کا ساتھی بنادے

یا رب آنہا را کہ بشناسد دلم — بندہ و بستہ میاں چوں مُجلم

اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے — (اُن کیلئے) میں غلام کمربستہ اور بجادہ کی طرح ہوں

وانکہ نشناسم تو اے یزدانِ جاں — بر منِ محجوب شاں کن مہرباں

اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک — اُن کو مجھ ناواقف پر مہربان کردے

حضرتش گفتے کہ اے صدرِ مہیں — ایں چہ عشق ست و چہ استسقا ست ایں

دربارِ خداوندی اُن سے کہتا اے صدرِ اعظم! — یہ کیسا عشق اور یہ کیسی پیاس ہے؟

مہرِ[۳] من داری چہ می جوئی دگر — چوں خدا با تست چوں جوئی بشر

تم میری محبت رکھتے ہو دوسرے کی محبت کیوں تلاش کرتے ہو؟ — جبکہ خدا تمہارے ساتھ ہے انسان کی کیوں تلاش کرتے ہو؟

او بگفتے یا رب اے دانائے راز — تو کشودی در دلم راہِ نیاز

وہ جواب دیتے اے خدا! اے راز کو جاننے والے! — تو نے میرے دل میں نیازمندی کا راستہ کھول دیا ہے

درمیانِ بحر اگر بنشستہ ام — طمع در آبِ سبو ہم بستہ ام

اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں — گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ وابستہ کیا ہے

---

۱ آنکہ یعنی وہ علومِ ظاہری میں بھی امامِ وقت تھے اور نیکی میں فرشتوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر یعنی سیر الی اللہ۔ ہم ز دینداری یعنی انتہائی دیندار تھے۔ اوراد۔ یعنی وظائف۔ قیام یعنی نوافلِ نماز۔ مدام۔ ہمیشہ

۲ در سفر۔ باوجود تمام بزرگیوں کے دقوقیؒ ہمیشہ بزرگوں کی جستجو اور ملاقات کے متمنی رہتے تھے۔ ہمی گفتے۔ یعنی یہ دعا کرتے تھے۔ یا رب۔ یعنی جن بزرگوں کو میں جان لوں گا اُن کا تو خادم ہوں جو بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور اُنکی جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے وقت اُن کو بھی مجھ پر مہربان کر دینا۔ استسقا۔ پیاس، پانی کی طلب۔

۳ مہرِ من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے اور کیا چاہتا ہے جبکہ تجھے حق کی معیت میسر ہے دوسرے کی معیت کی کیا ضرورت ہے۔ راہِ نیاز یعنی جن بزرگوں سے ملنے کی مجھے تمنا ہے اُن بزرگوں کیلئے نیازمندی۔ بحر یعنی ذاتِ باری۔ سبو۔ یعنی وہ بزرگ جن سے ملنے کی تمنا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو داؤد[1] نود نعجہ مراست — طمع در نعجہ حریفم ہم بجاست
حضرت داؤدؑ کی طرح میرے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں — ساتھی کی بھیڑ کا لالچ بھی مناسب ہے

حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ — حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ
تیرے عشق میں لالچ فخر اور مرتبہ ہے — تیرے غیر میں لالچ ذلت اور تباہی ہے

شہوت و حرص نراں پیشی بود — وآں حیزاں ننگ و بدکیشی بود
مردوں کی شہوت اور لالچ بڑھاؤ ہوتا ہے — ہیجڑوں کی خواہش ذلت اور بد فعلی ہوتی ہے

حرص مرداں از رہِ پیشی بود — در مخنث حرص سوئے پس رود
مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے — ہیجڑے کی حرص پچھلی جانب ہوتی ہے

آں یکے حرص از کمالِ مردی ست — وآں دگر حرص افتضاح و سردی ست
وہ ایک، حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے — دوسری حرص، رسوائی اور سستی ہے

آہ[2] سرّے ہست اینجا بس نہاں — کہ سوئے خضرے شود موسیٰ دواں
آہ، یہاں ایک راز پوشیدہ ہے — کہ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کی طرف دوڑ کر روانہ ہوئے

ہمچو مستسقی کز آبش سیر نیست — بر ہر آنچہ یافتی باللہ مایست
استسقا کے بیمار کی طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی — خدا کی قسم، جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ ٹھہر

چوں گذشتی زاں دگر نوتر رسد — آں یکے بالاتر از وے در رسد
جب تو اس سے آگے بڑھیگا دوسری نئی (چیز) آئیگی — اس سے اونچی اور چیز ملے گی

بے نہایت حضرتست ایں بارگاہ — صدر[3] را بگذار صدرِ تست راہ
یہ بارگاہ لامحدود دربار ہے — صدر کو چھوڑ، تیرا صدر راستہ ہے

سرّ طلب کردنِ موسیٰ خضر را علیہما السلام با کمالِ نبوت و قربت
قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰؑ کا حضرت خضرؑ کو تلاش کرنے کا راز

از کلیمِ حق بیاموز اے کریم — ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
اے بھلے! کلیم اللہ سے سیکھ لے — آگاہ! کلیمؑ شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟

با چنیں جاہ و چنیں پیغمبری — طالبِ خضرم ز خود بینی بری
ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے — میں خضرؑ کا طالب ہوں خود بینی سے بری ہوں

موسیا تو قوم خود را ہشتۂ — در پئے نیکوپئے سر گشتۂ
اے موسیٰؑ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے — ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو

[1] داؤدؑ: غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤدؑ کی نوے بیویاں تھیں پھر بھی اُن کو سپاہی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو اُنھوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمایا ہے۔ حرص۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے۔ پیشی یعنی جو راہ سلوک کے مرد ہیں اُنکی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص بُرے افعال کی طرف ہوتی ہے۔ مرداں۔ راہ سلوک کے مرد۔ مخنث۔ یعنی دنیادار۔ افتضاح۔ رسوائی

[2] آہ۔ حضرت ذوالنون کی دوسرے اولیاء سے ملاقات کی تمنا ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کیلئے سرگرداں بنے۔ مُستسقی۔ استسقا کی بیماری کا مریض جس کو پانی سے کبھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے انھیں جو مقام بھی حاصل ہو اُس سے اونچے مقام کی طلب جاری رہنی چاہئے۔

[3] صدر۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صدر سمجھ رہے ہو تو وہ صدر مقام نہیں ہے وہ تو راہ کی ایک منزل ہے۔ کلیم۔ بات کرنیوالا، چونکہ حضرت موسیٰ

Presented by www.ziaraat.com

کیقبادی رستہ از خوف و رجا[۱] — چند گردی چند جوئی تا کجا

تم شاہ ہو، امید و بیم سے آزاد ہو — کب تک گھومو گے کب تک جستجو کرو گے کہاں تک!

آنِ تو با تُست و تو واقف بریں — آسمانا چند پیمائی زمیں

تمہارا مطلوب تمہارے پاس ہو تم اس سے واقف ہو — اے آسمان! کب تک زمین کی پیمائش کرو گے

گفت موسیٰؑ ایں ملامت کم کنید — آفتاب و ماہ را رہ کم زنید

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، یہ ملامت نہ کرو — سورج، اور چاند کا راستہ نہ روکو

میروم تا مجمعُ البحرین من — تا شوم مصحوبِ سلطانِ زمن

میں مجمع البحرین تک جاؤں گا — تاکہ شاہِ زمانہ کا ساتھی بنوں

اَجْعَلُ الْخِضْرَ لِاَمْرِیْ سَبَبَا — ذَاکَ اَوْ اَمْضِیْ وَاَسْرِیْ حُقُبَا

میں حضرت خضرؑ کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا — یہ ہو گیا ایک مدت دراز تک چلتا اور پھرتا رہوں گا

سالہا پرّم بہ پرّ و بالہا — سالہا چہ بود ہزاراں سالہا

میں پر و بال کے ساتھ سالوں اُڑتا رہوں گا — (چند) سال کیا ہوتے ہیں، ہزاروں سال

میروم[۲] یعنی نمی ارزد بداں — عشقِ جاناں کم مداں از عشقِ ناں

میں چلتا ہوں گا یعنی یہ چلنا، اس (محبوب) کی برابر نہیں — محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھ

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو — داستانِ آں دقوقیؒ باز گو

اے چچا! اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اُن دقوقیؒ کی بات پھر بتا

بازگشتن بقصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

آں دقوقی رحمۃ اللہ علیہ — گفت سافرتُ مدیً فی خافقیہ

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ نے — فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا

سال و مہ رفتم سفر از عشقِ ماہ — بیخبر از راہ و حیراں در الٰہ

چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا — راستے سے بیخبر تھا اور اللہ (تعالیٰ) میں محو تھا

پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ — زانکہ من حیرانم و بیخویش و دنگ

مٹی اور پتھروں میں ننگے پاؤں چلا ہوں — کیونکہ میں محو، اور بے خود اور حیران تھا

تو مبیں[۳] ایں پا بہ پا را بر زمیں — زانکہ بر دل میرود عاشق یقیں

تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ — کیونکہ عاشق واقعۃً دل کے بل پر چلتا ہے

---

۱ خوف و رجا۔ حضرت موسیٰؑ کو قرب الٰہی کا وہ رتبہ حاصل تھا جس میں امید و بیم کا درجہ ختم ہو جاتا ہے۔ آنِ تو یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے آسمانا۔ یعنی اے موسیٰؑ تم رتبے کے اعتبار سے آسمان ہو۔ زمین پیمودن۔ پریشان ہونا۔ آفتاب و ماہ۔ یعنی میری اور خضرؑ کی ملاقات قرانُ السعدین ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن کریم میں ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا جب کہا موسیٰؑ نے اپنے جوان کو میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں۔ حقبا۔ زمانہ دراز۔

۲ می روم یعنی جستجو کی یہ مشقت اس مطلوب کے بالمقابل ہیچ ہے۔ عشقِ ناں۔ روٹی کمانے کے لئے آدمی مارا مارا پھرتا ہے۔ خافقین مغرب و مشرق۔ ماہ۔ یعنی ذات خداوندی۔ حیراں۔ یعنی مقام تحیر۔

۳ تو مبیں۔ عاشق کی سیر ایک درجہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ روحانی ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ازرہ و منزل ز کوتاہ و دراز ‏ ‏ دل[1] چہ داند کوست مستِ دلنواز
راستہ، اور منزل، اور نزدیک اور دُور کو ‏ ‏ دل کیا جانے، کیونکہ وہ دلنواز کا مست ہے

ایں دراز و کوتہ اوصافِ تن ست ‏ ‏ رفتنِ ارواح دیگر رفتن ست
لمبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں ‏ ‏ روحوں کا چلنا، دوسرا چلنا ہے

تو سفر کردی ز نطفہ تا بعقل ‏ ‏ نے بگامے بود منزل نے بنقل
تو نے نطفہ سے عقل تک سفر کیا ‏ ‏ یہ منزل نہ قدم سے طے ہوئی نہ منتقل ہونے سے

سیرِ جاں بیچوں بود در دور و دیر ‏ ‏ جسمِ[2] ما از جاں بیاموزید سیر
روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے ‏ ‏ ہمارے جسم نے روح سے سیر سیکھی ہے

سیرِ جاں ہر کس نبیند جانِ من ‏ ‏ لیک سیرِ جسم باشد بر علن
اے جانِ من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے ‏ ‏ ہاں جسم کی سیر علی الاعلان ہوتی ہے

سیرِ[3] جسمانہ رہا کرد او کنوں ‏ ‏ میرود بیچوں نہاں در شکلِ چوں
(جسم نے) جسمانی سیر چھوڑ دی، وہ اب ‏ ‏ پوشیدہ طور پر کیف کی شکل میں بے کیف چلتا ہے

گفت روزے می شدم مشتاق وار ‏ ‏ تا ببینم در بشر انوارِ یار
(دقوقیؒ نے) فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا ‏ ‏ تاکہ کسی انسان میں یار کے انوار دیکھوں

تا ببینم قلزمے در قطرۂ ‏ ‏ آفتابے درج اندر ذرۂ
تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں ‏ ‏ سورج کو ذرّے میں داخل (دیکھوں)

نمودنِ مثالِ ہفت شمع سوئے ساحل
ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آنا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام ‏ ‏ بود بے گہ گشتہ روز و وقتِ شام
جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا ‏ ‏ دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا

بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گو ہمت ‏ ‏ تا بدانی سرِّ آں افزو ہمت
اس کے بعد اچانک میں نے کیا دیکھا؟ میں تجھے بتاتا ہوں ‏ ‏ تاکہ تو اُس کا راز جان لے، میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں

ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں ‏ ‏ اندراں ساحل شتابیدم بداں
میں نے دُور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں ‏ ‏ اُن کی وجہ سے میں اُس ساحل کی طرف لپکا

نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں ‏ ‏ بر شدہ خوش تا عنانِ آسماں
اُن میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ ‏ ‏ آسمان کی فضا تک، بہت اونچا تھا

[1] دل چہ داند۔ دل کی سیر میں قریب و بعید کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو سفر جس طرح انسان کی سیر نطفہ سے لے کر عقل آنے کے زمانے تک کی ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ اُس میں تھکن ہوتی ہے نہ دُوریِ منزل کا تصور آتا ہے۔

[2] جسمِ ما۔ عاشقوں کی سیر در اصل روحانی ہے، جسمانی سیر محض اِس کے تابع ہے لہٰذا جسمانی سیر کے عوارض اُن پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیرِ جاں۔ روحانی سیر کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب دیکھ لیتے ہیں۔

[3] سیرِ جسمانہ۔ عاشق کی سیر اگرچہ بشکلِ جسمانی ہوتی ہے لیکن در حقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ بے کیف ہوتی ہے۔ تا ببینم۔ تاکہ دریائے وحدت کو جسمِ انسانی میں مشاہدہ کروں، اور آفتاب کو ذرہ میں دیکھوں۔ بگام۔ قدم۔ عنانِ آں۔ فضا۔

Presented by www.ziaraat.com

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت ۔۔۔ موجِ حیرت عقل را از سر گذشت
میں حیران رہ گیا، حیرانی بھی حیران ہو گئی ۔۔۔ حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی

کایں[1] چگونہ شمعہا افروختہ است ۔۔۔ کہ دو دیدہ خلق زینہا دوختہ است
کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟ ۔۔۔ کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں اُن سے بند ہیں

خلق جویان چراغے گشتہ بود ۔۔۔ پیشِ آں شمعے کہ بر مہ می فزود
مخلوق چراغ کی جستجو میں تھی ۔۔۔ اُن شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑھی ہوئی تھیں

چشم بندی بُد عجب بر دیدہا ۔۔۔ بندشاں میکرد یھدی من یشا
آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی ۔۔۔ اُن کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے

شدنِ آں ہفت شمع بر مثالِ یک شمع
اُن سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

باز میدیدم کہ شُد آں ہفت یک ۔۔۔ می شگافد نورِ اُو جیب[2] فلک
پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہو گئیں ۔۔۔ اُس کا نور آسمان کا گریبان پھاڑ رہا تھا

باز آں یک بارِ دیگر ہفت شُد ۔۔۔ مستی و حیرانیِ من زفت شُد
پھر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی ۔۔۔ میری مستی اور حیرانی سخت ہو گئی

اتصالاتے میانِ شمعہا ۔۔۔ کہ نیاید بر زبان و گفتِ ما
شمعوں میں وہ جوڑ تھا ۔۔۔ جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آ سکتا

آنکہ یک دیدن کُند ادراکِ آں ۔۔۔ سالہا نتواں نمودن از زباں
ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے ۔۔۔ زبان سے اُس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا

آنکہ یکدم[3] بیندش ادراک و ہوش ۔۔۔ سالہا نتواں شنیدن آں بگوش
جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے ۔۔۔ اُس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جا سکتا

چونکہ پایانے ندارد رو الیک ۔۔۔ زانکہ لا اُحصی ثناءً ما علیک
چونکہ یہ بات لامحدود ہے، جا پرے ہٹ ۔۔۔ اس لئے کہ میں تھوڑی سی تعریف کا بھی تیرے لئے احاطہ نہیں کر سکتا

پیشتر رفتم دواں کاں شمعہا ۔۔۔ تا چہ چیز ست از نشانِ کبریا
میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں ۔۔۔ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے کیا چیز ہیں؟

می شُدم بیہوش و بیخویش و خراب ۔۔۔ تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب
میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہو گیا ۔۔۔ یہاں تک کہ میں عجلت اور جلدی میں گر پڑا

---

[1] کایں چگونہ۔ دراصل وہ سات شمعیں اُن سات اولیاءٗ کا نور تھا جس کو صاحبِ باطن ہی دیکھ سکتا تھا عوام کو وہ نظر نہ آتا تھا۔ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ یعنی ذاتِ خداوندی۔

[2] جیب۔ گریبان۔ اتصالاتے اُن شمعوں کے باہمی اتصال کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔ آنکہ۔ یہ اُن کا باہمی اتصال محض دیدنی ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

[3] یک دم۔ علم و ہوش جس چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اُس کو سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔ لَا اُحْصِیْ۔ اُن بزرگوں کا یہ نور تجلیاتِ رب تھیں اُن کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ تعجیل عجلت۔

ساعتے بیہوش و بے عقل اندریں
تھوڑی دیر بیہوش اور بے عقل اس حالت میں
اوفتادم بر سرِ خاکِ زمیں
میں زمین کی خاک پر پڑا رہا

بازؔ[۱] باہوش آمدم برخاستم
پھر میں ہوش میں آیا، اٹھا
در روش گوئی نہ سر نے پاستم
رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودنِ آں شمعہا در نظرِ آں شیخ ہفت مرد
اُن شیخ کی نظر میں اُن شمعوں کا سات مرد ظاہر ہونا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے
نورِ شاں می شد بسقفِ لاجورد
اُن کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا

پیشِ آں انوار نورِ روز دُرد
اُن نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا
از صلابت نورہا را می سترد
شدت کی وجہ سے (اور) نوروں کا صفایا کر رہا تھا

بازؔ حیراں[۲] گشتم اندر صُنعِ رب
پس پھر خدا کی کاریگری میں حیران ہو گیا
کاینچنیں چوں شد چگونہ ست اے عجب
تعجب ہے کہ یہ کیسے ہوا، کیسے ہے؟

بیشتر رفتم کہ نیکو بنگرم
میں آگے گیا، تاکہ اچھی طرح دیکھوں
تا چہ حال ست اینکہ میگردد سرم
کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر چکرا رہا ہے؟

باز شدنِ آں شمعہا ہفت درخت
اُن شمعوں کا پھر سات درخت بن جانا

باز ہر یک مرد شد شکلِ درخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا
چشم از سبزیِ ایشاں نیکبخت
ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی

زانبہیِ برگ پیدا نیست شاخ
پتوں کی کثرت سے، شاخ نظر نہیں آتی
برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
میوے کی کثرت سے پتے بھی گم ہو گئے تھے

ہر درختے شاخ بر سدرہ زدہ
ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچائی ہے
سدرہؔ[۳] چہ بود از خلا بیروں شدہ
سدرہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے

بیخِ ہر یک رفتہ در قعرِ زمیں
ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی
زیر تر از گاو و ماہی بُد یقیں
جو یقیناً مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی

بیخِ شاں از شاخ خنداں روئے تر
ان کی جڑ شاخ سے بھی زیادہ پُررونق اور تر و تازہ تھی
عقل از اں اشکالِ شاں زیر و زبر
ان کی شکلوں سے عقل درہم برہم تھی

۱؎ بازؔ یعنی ہوش میں آ کر میں ان شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔ لاجورد نیلا یعنی آسمان۔ دُرد۔ گدلا۔ از صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ دوسرے نور اُس کے بالمقابل ہیچ تھے۔

۲؎ بازؔ حیراں میں حیران تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کیا کاریگری ہے کہ وہ شمعیں انسانی صورت اختیار کر رہی ہیں۔ چشم۔ یعنی اُن درختوں کی سبزی اس قدر دیدہ زیب تھی جو آنکھوں کے لئے ایک نعمت تھی۔ زانبہی۔ پتے اس قدر گھنے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی پھل اس قدر زیادہ تھے کہ انہیں پتے چھپ گئے تھے۔

۳؎ سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کے درخت جیسا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کی پرواز اور مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ خلا۔ یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے بالائی حصہ۔ گاو و ماہی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ کے مطابق یہ شعر فرما دیا ہے عوام میں یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگ پر قائم ہے اور وہ گائے مچھلی کی پشت پر کھڑی ہے۔ بیخ شاں۔ جڑ میں تری و تازگی نہیں ہوتی لیکن اُن درختوں کی جڑ بھی پُررونق اور تر و تازہ تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

میوہ کہ بر شگافیدے ز زور[1] ... ہمچو آب از میوہ جستے برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا ... پانی کی طرح نور کے کوندے میں سے ٹپکتے تھے

مخفی بودنِ آں درختاں از چشمِ خلق
آن درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

ایں عجب تر کہ بر ایشاں می گذشت ... صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت
یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گذرتے ... جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند ... از گلیمے سائباں می ساختند
سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے ... کمبلوں کے سائبان بناتے تھے

سایۂ آں را نمی دیدند ہیچ ... صد تفو بر دیدہائے پیچ پیچ
وہ اُن (درختوں) کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے ... ایسی کج آنکھوں پر سو بار تُف ہے

ختم کردہ[2] قہرِ حق بر دیدہا ... کہ نہ بیند ماہ را بیند سُہا
اللہ (تعالیٰ) کے قہر نے آنکھوں پر مُہر لگا دی تھی ... کہ چاند کو نہ دیکھیں، سُہا کو دیکھ لیں

ذرہ را بیند و خورشید نے ... لیک از لطف و کرم نومید نے
ذرہ کو دیکھ لیں، اور سورج کو نہ دیکھیں ... لیکن لطف اور کرم سے ناامید بھی نہیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا ... پختہ می ریزد چہ سحر ست اے خدا
قافلے مفلس، اور یہ پھل ... پکے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جادو ہے؟

سیب پوسیدہ ہمی چیدند خلق ... درہم افتادہ بہ یغما خشک حلق
لوگ سڑے ہوئے سیب چن رہے تھے ... لوٹ مار میں، پیاسے باہم لڑ رہے تھے

گفت[3] ہر برگ و شگوفۂ آں غصون ... دمبدم یا لیتَ قومی یعلمون
اُن شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہہ رہی تھی ... ہر وقت، کاش میری قوم جان لیتی

بانگ می آمد ز سوئے ہر درخت ... سُوئے ما آئید خلقِ شور بخت
ہر درخت کی جانب سے آواز آ رہی تھی ... بدبخت لوگو! ہماری طرف آؤ

بانگ می آمد ز غیرت بر شجر ... چشمِ شاں بستیم کَلّا لا وَزَر
درخت کو غیرت (خداوندی) کی جانب سے آواز آتی ... ہم نے اُن کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

گر کسے می گفت شاں زیں سُو روید ... تا ازیں اشجار مستسعد شوید
اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ ... تاکہ تم اُن درختوں سے منتفع ہو

---

[1] میوہ۔ پھل خوب پک کر پھٹنے لگتا ہے۔ ایں عجب۔ لاکھوں انسان وہاں سے گذر رہے تھے لیکن وہ اُن درختوں کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ ز آرزو۔ یہ بھی نہیں تھا کہ اُن لوگوں کو سایہ کی ضرورت نہ ہو۔

[2] ختم کردہ۔ اُن لوگوں کے اُن درختوں کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی نگاہوں پر مُہریں لگا دی تھیں۔ سُہا۔ بناتُ النعش کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیک۔ یعنی یہ لوگ اولیا سے ملنے کی جد و جہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مُہر زائل کرنے کی تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خواہ مخواہ امیدوار بھی ہیں۔ سیب پوسیدہ۔ یعنی علوم و اسرارِ خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول میں دست و گریبان ہیں۔

[3] گفت۔ اُس نور کا ہر حصہ اس کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم اُس کو پہچان لے اور اس کے ذریعہ راہِ نجات پر چل پڑے۔ بانگ۔ اُس نور کی پکار پر غیرتِ خداوندی کی طرف سے آواز آتی کہ اُن کو دعوت نہ دے اُن کی آنکھوں پر مُہر لگا دی گئی ہے اُن کیلئے اب کوئی جائے

Presented by www.ziaraat.com

جملہ[۱] میگفتند کایں مسکین مست — از قضا اللہ دیوانہ شدست
سب کہتے تھے، کہ یہ بیچارہ مدہوش — اللہ کے حکم سے، دیوانہ ہوگیا ہے

مغزِ ایں مسکیں زسودائے دراز — وز ریاضت گشتہ فاسد چوں پیاز
اس بیچارے کا دماغ طویل وہم سے — اور مجاہدے سے، پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

اُو عجب می ماند یارب حال چیست — خلق را ایں پردۂ و ضلال چیست
وہ تعجب میں رہ جاتا ہا ہے خدا! یہ کیا حال ہے؟ — لوگوں (کی عقل) پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے؟

خلقِ گوناگوں با صد رائے و عقل — یک قدم آں سُو نمی آرند نقل
مختلف قسم کے لوگ سینکڑوں رائے اور عقل کے ہوتے ہوئے — اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

عاقلان و زیرکاں شاں ز اتفاق — گشتہ مُنکر زاینچنیں باغے و عاق
اُن میں سے سمجھدار اور ذہین بالاتفاق — ایسے باغ کے مُنکر اور نافرمان بن گئے

یا منم[۲] دیوانہ و حیراں شدہ — دیو چیزے مر مرا بر سر زدہ
یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہوگیا ہوں — شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کردیا ہے

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من — خواب بینم یا خیال اندر زمن
میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں — دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال (محض) کو

خواب[۳] چہ بُود بر درختاں میروم — میوہا شاں می خورم چون نگروم
خواب کیا ہوتا ہے، میں درختوں پر گھوم رہا ہوں — میں اُنکے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

باز چوں من بنگرم در مُنکراں — کہ ہمی گیرند زیں بُستاں کراں
پھر جب میں مُنکروں کو دیکھتا ہوں — کہ وہ اس باغ سے کنارہ کر رہے ہیں

باکمالِ احتیاج و افتقار — ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار
پوری احتیاج، اور ضرورت کے باوجود — ادھ کچرے پھلوں کی آرزو میں جان کھوتے ہوئے

ز اشتیاق و حرصِ یک برگ درخت — میزنند ایں بے نوایاں آہِ سخت
درخت کے ایک پتّے کے شوق اور حرص میں — یہ بے سہارا سخت آہیں بھر رہے ہیں

در ہزیمت زیں درخت و زیں ثمار — ایں خلائق صد ہزار اندر ہزار
اِن درختوں اور پھلوں سے پیچھے ہٹتے ہوئے — یہ لوگ لکھو کھا

باز می گویم عجب من بیخودم — دست در شاخِ خیالی در زدم
پھر میں کہتا ہوں (کہ) میں عجیب بیہوش ہوں — ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں

---

۱ جملہ۔ دعوتِ الی اللہ کے جواب میں مُنکرین کیجانب سے داعی کو یہی جواب ملتا ہے۔ ریاضت چونکہ اس داعی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور مجاہدے کئے ہیں لہٰذا دماغ میں خشکی آگئی ہے۔ اُو عجب۔ داعی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر واضح علامتوں کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقلاں۔ دنیا کے معاملات میں سب عقلمند ہیں لیکن اس روحانی چمنستان کے بے عقلی سے مُنکر بن رہے ہیں۔

۲ یا منم۔ مُنکرین کے انکار سے داعی میں خود اپنے بارے میں وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

۳ خواب چہ۔ وہ داعی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ میں نفس الامر میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ باز۔ غرضیکہ داعی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف مُنکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ اُن چیزوں کی اُن کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ہین بخواں اِسْتَیْأَسَ الرُّسُلْ[۱] اے عمو
تا ظَنُّوْا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا
ہاں اے چچا! اِسْتَیْأَسَ الرُّسُلْ پڑھ
ظَنُّوْا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا تک

ایں قرأت خواں کہ تخفیفِ کذب
ایں بود کہ خویش بیند محتجب
یہ قرأت پڑھ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا
یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو محجوب دیکھے

در گماں افتاد جانِ انبیاء
ز اتفاقِ منکریِ اشقیا
انبیاء کی جان، شک میں پڑ گئی
بدبخت منکروں کے باہم متفق ہو جانے سے

جاءَھُمْ بَعْدَ التَّشَکُّکِ نَصْرُنَا
ترکِ[۲] شاں گو بر درختِ جاں برآ
شک میں پڑ جانے کے بعد اُنکے پاس ہماری مدد پہنچی
اُن کو چھوڑ، روح کے درخت پر آ

می خورد و میدہ بداں کش روزی ست
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی ست
کھا اور اُس کو دے جس کا مقدر ہے
ہر وقت اور ہر لحظہ عجائب کا سکھانا ہے

خلق[۳] گویاں اے عجب ایں بانگ چیست
چونکہ صحرا از درخت و بر تہی ست
لوگ کہتے تھے ہائے تعجب یہ آواز کیسی ہے؟
جبکہ جنگل، درختوں اور پھلوں سے خالی ہے

گیج گشتیم از دمِ سودائیاں
کہ بنزدیکِ شما باغ ست و خواں
ہم (ان) دیوانوں کی باتوں سے احمق بن گئے
کہ تمہارے نزدیک باغ اور خوان ہے

چشم می مالیم و اینجا باغ نیست
یا بیابانیست یا مشکل رہیست
ہم آنکھیں ملتے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے
یا تو جنگل ہے، یا دشوار گذار راستہ ہے

اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا
چوں بود بیہودہ و ہزل و خطا
تعجب ہے، اس قدر طویل قصہ
بیہودہ اور مذاق اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟

من ہمی گویم چو ایشاں اے عجب
ایں چنیں مہرے چرا زد صنعِ رب
میں بھی اُن کی طرح کہتا ہوں تعجب ہے
اللہ (تعالےٰ) کی کاریگری نے ایسی مُہر کیوں لگائی ہے

قطع نظر کرے اور خود اُن غیبی اسرار و معارف سے فائدہ اُٹھا اور اُن لوگوں کو فائدہ پہنچا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموزی۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۳ه خلق گویاں۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ پھل یہ شخص کیوں اُن کی دعوت دے رہا ہے۔ گیج گشتیم۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ اِن دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا ہے کہ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ چشم مالیم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا صرف بیابان اور مشکل راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کہ اس قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ نے اُن کے مُہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

لہ ہین۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خود داعی میں اپنے اور حقائق کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اِس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَاءَھُمْ نَصْرُنَا۔ اِس آیت میں لفظ کذبو میں دو قراتیں ہیں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے وہ اِس لفظ کو کُذِّبُوْا دال کی تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں اِس قرأت پر ترجمہ یہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ اُنکی قوم نے انکو جھٹلا دیا تو اُنکے پاس ہماری مدد آ پہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اِس لفظ کو کُذِبُوْا پڑھتے تھے اِس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اُن رسولوں کو یہ وسوسہ آنے لگا کہ اُن سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا۔ مولانا اپنے سابق مضمون کی مطابقت میں اِس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں محتجب۔ یعنی یہ بدگمانی اُس وقت ہونے لگتی ہے جب وہ داعی اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے روکا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

۲ه ترکِ شان یعنی اُس داعی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اُن منکروں سے

زیں[۵۱] تنازعہا محمدؐ در عجب — در تعجب نیز مانده بولہب

(انہی قسم کے) اختلافات سے محمدؐ تعجب میں تھے — ابولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا

زیں عجب تا آں عجب فرقیست ژرف — تا چہ خواہد کرد سلطانِ شگرف

اِس تعجب اور اُس تعجب میں گہرا فرق ہے — دیکھو عظیم شہنشاہ کیا کرے گا

اے دقوقی تیز تر راں ہیں خموش — چند گوئی چند چوں قحط است گوش

اے دقوقی تیز چلا خبردار! چپ ہوجا — جبکہ (سمجھنے والے) کان کا قحط ہے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آں ہفت درخت در نظرِ او

اُن کی نگاہ میں اُن سات درختوں کا ایک درخت بن جانا

گفت راندم پیشتر من نیکبخت — باز شد آں ہفت جملہ یک درخت

(دقوقیؒ نے) فرمایا میں سعادتمند آگے بڑھا — پھر وہ سب سات (درخت)، ایک ہوگئے

ہفت[۵۲] می شد فرد می شد ہر دمے — من چساں می گشتم از حیرت ہمے

وہ کبھی سات ہوجاتے، کبھی ایک — میرا بھی حیرت سے، عجب حال تھا

بعد ازاں دیدم درختاں در نماز — صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز

اسکے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا — صف بنائے ہوئے جماعت کیطرح ساز (وسامان) کئے

یک درخت از پیش مانند امام — دیگراں اندر پس او در قیام

امام کی طرح ایک درخت آگے — دوسرے اس کے پیچھے قیام میں

آں[۵۳] قیام و آں رکوع و آں سجود — از درختاں بس شگفتم می نمود

وہ قیام، وہ رکوع، وہ سجدہ — درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا

یاد کردم قولِ حق را آں زماں — گفت والنجم و شجر را یسجدان

اُس وقت مجھے اللہ (تعالیٰ) کا قول یاد آیا — فرمایا ہے بیلیں اور درخت سجدہ کرتے ہیں

ایں درختاں را نہ زانو نے میاں — ایں چہ ترتیبِ نماز است آنچناں

اِن درختوں کے نہ زانو ہے نہ کمر — اِس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے!

آمد الہامِ خدا کاے با فروز — ایں عجب داری ز کارِ ما ہنوز

خدا کا الہام آیا، کہ اے پُرنور! — تجھے اب تک ہمارے کام پر تعجب ہے

ہفت مرد شدن آں ہفت درخت

اُن سات درختوں کا سات مرد بن جانا

---

۵۱ زیں تنازعہا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضورؐ کے ساتھ قریش نے کئے اس طرف اُن کے انکار پر آنحضورؐ کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضورؐ کی دعوت پر ابولہب کو تعجب ہوتا تھا۔ ایں عجب۔ یعنی داعی کا قوم کے انکار پر تعجب اور منکرین کا داعی کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے

۵۲ ہفت۔ اِن سات درختوں کا کبھی ایک بننا کبھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد ازاں۔ اس کیفیت کے بعد اُن سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور اُن میں سے ایک امام بن گیا۔

۵۳ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے والی بیلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں کھڑا ہوا جاتا ہے اور التحیات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے، ان درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اُس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بعدِ دیرے گشت آنہا ہفت مرد — جملہ در قعدہ پے یزدانِ فرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ (درخت) سات مرد بن گئے — اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے

چشم می مالم کہ آں ہفت ارسلاں — تا کیانند و چہ دارند از جہاں
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد) — کون ہیں اور دنیا سے کیا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟

چوں بہ نزدیکی رسیدم من ز راہ — کردم ایشاں را سلام از انتباہ
جب میں راستے سے (اُن کے) قریب پہنچا — ہوش سے میں نے اُن کو سلام کیا

قوم گفتندم جوابِ آں سلام — اے دقوقی مفخر و تاجِ کرام
قوم نے مجھ سے اُس سلام کے جواب میں کہا — اے دقوقی بزرگوں کے لئے باعثِ فخر اور تاج

گفتم آخر چوں مرا بشناختند — پیش ازیں بر من نظر ننداختند
میں نے (دل میں) کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟ — اِس سے پہلے انھوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے

از ضمیرِ من بدانستند زود — یک دگر را بنگریدند از فرود
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے — نیچی نظروں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا

پاسخم دادند کاے جانِ عزیز — چوں بپوشیدست اینہا بر تو نیز
انھوں نے مجھے جواب دیا کہ اے پیارے! — یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟

بر دلے کو در تحیر با خداست — کے شود پوشیدہ رازِ چپ و راست
اُس دل پر جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے — دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟

گفتم ار سوئے حقائق بشگفید — چوں ز حرف و اسمِ رسمی واقفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم شگفتہ ہو — رسمی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟

ایں سخن چوں آمد از من در خطاب — آں شہاں در حال گفتندم جواب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی — اُن شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا

گفت اگر اسمے شود غیب از ولی — آں ز استغراق داں نز جاہلی
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو — تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھو نہ کہ لاعلمی سے

بعد ازاں گفتند ما را آرزو — ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
اُس کے بعد انھوں نے کہا، ہماری تمنا — تیری اقتدا کرنے کی ہے اے حسین!

گفتم آرے لیک یک ساعت کہ من — مشکلاتے دارم از دورِ زمن
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر (بعد) کیونکہ میں — زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

لے بعدِ دیرے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سات درخت پھر سات انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں یعنی التحیات بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ ارسلان۔ شیر۔ چہ دارند۔ یعنی اُن کا دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے۔ انتباہ۔ آگاہی۔ مفخر۔ جائے فخر۔

۲ بشناختند۔ چونکہ انھوں نے نام لیا تھا۔ از فرود یعنی نیچی نگاہوں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ بر دلے۔ جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقامِ حیرت کا قرب حاصل ہوتا ہے اُس پر سب مخفی باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔

۳ گفتم۔ میں نے اُن بزرگوں سے کہا کہ اولیا کی حقیقتوں کی طرف توجہ ہوتی ہے اور وہ صرف اُن کا ادراک کرتے ہیں رسمی نام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے نہ اُن کو اُس کا ادراک ہوتا ہے تو آپ نے میرا نام دقوقی کیسے جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی معرفتِ حق میں مستغرق رہتا ہے اِس لئے رسمی ناموں کا ذہول ہو جاتا ہے یہ نہیں ہے کہ اُن کو باطنی توجہ کے ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں ہے۔ اقتدا۔ نماز میں مقتدی بننا۔

Presented by www.ziaraat.com

تا[1] شود آں حل بہ صحبتہائے پاک
تا کہ پاک صحبتوں سے، وہ حل ہو جائیں
کز بہ صحبت روید انگورے زخاک
کیونکہ صحبت سے مٹی سے انگور اُگتا ہے

دانۂ پُر مغز با خاک دژم
پُر مغز دانہ نے، افسردہ مٹی کو
خلوتی و صحبتی کرد از کرم
کرم سے خلوتی اور ساتھی بنا لیا ہے

خویشتن در خاک کُلّی محو کرد
(دانہ نے) اپنے آپ کو بالکلیہ مٹی میں مِلا دیا
تا نماندش رنگ و بُو و سُرخ و زرد
حتیٰ کہ اُس کا رنگ بُو اور سُرخ و زرد باقی نہ رہا

از پسِ آں محو قبضِ اُو نماند
اُس کے بعد اُس کا سمٹاؤ باقی نہ رہا
بر گشاد و بسط شُد مرکب براند
کُھل گیا اور پھیل گیا، سواری بڑھا دی

پیشِ اصلِ[2] خویش چوں بیخویش شُد
جب وہ اپنی اصل کے سامنے بیخود ہو گیا
رفت صورت جلوۂ معنیش شُد
صورت ختم ہو گئی اُسکے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا

سر چنیں کردند ہیں فرماں تراست
اُنھوں نے سر اس طرح کیا، ہاں جو تیرا حکم ہو
تف دل از سر چنیں کردن بجاست
اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا

ساعتے با آں گروہ مجتبیٰ
تھوڑی دیر کے لئے اُس برگزیدہ گروہ کے ساتھ
چوں مُراقب گشتم و از خود جُدا
جب میں مراقب اور اپنے سے جُدا ہوا

ہمدراں ساعت ز ساعت رَست جاں
اُسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی
زانکہ ساعت پیر گرداند جواں
کیونکہ زمانہ جوان کو بوڑھا بنا دیتا ہے

جملہ[3] تلوینہا ز ساعت خاستست
سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں
رَست از تلوین کہ از ساعت برست
جسکو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا

ساعتے بیروں شو از ساعت دلا
اے دل تھوڑی دیر کیلئے زمانہ سے باہر ہو جا
تا ز چونی وارہی و از چرا
تاکہ تو چون و چرا سے نجات پالے

چوں ز ساعت ساعتے بیروں شوی
جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائیگا
چوں نماند محرمِ بیچوں شوی
چون ختم ہو جائیگی تو بے چون کا محرم (راز) بنجائیگا

ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست
زمانہ، بے زمانہ پن سے واقف نہیں ہے
زانکہ آں سُو جز تحیر راہ نیست
کیونکہ اُس جانب تحیر کے علاوہ (کسی) راستہ نہیں ہے

ہر نفر را ہر طویلہ خاصِ اُو
ہر شخص کو اُس کے خاص اصطبل پر
بستہ اند اندر جہانِ جستجو
تگ و دو کی دنیا میں باندھ دیا ہے

---

[1] تا شود۔ صحبت میں بڑی تاثیر ہے بیج مٹی اور پانی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انگور بن کر اُبھرتا ہے۔ دژم۔ افسردہ، اندوہگیں۔ خویشتن۔ دانہ بالکلیہ مٹی میں مل گیا اپنا رنگ و بو سب ختم کر دیا۔ قبض۔ سمٹاؤ۔ بسط۔ پھیلاؤ۔

[2] پیشِ اصل یعنی دانے نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا تو اُس کا ظاہر ختم ہو گیا اور اُس کے باطن نے جلوہ گری شروع کر دی۔ سر چنیں یعنی اُنھوں نے سر سے ایسا اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا مانیں گے۔ مجتبیٰ۔ منتخب۔ ہمدراں یعنی مراقبہ کرتے ہی میں دورِ زمانہ سے باہر نکل گیا۔

[3] جملہ۔ یعنی عالم کے سارے تغیرات دورِ زمانہ کی وجہ سے ہیں جو شخص دورِ زمانہ سے بالاتر ہو جائے اُس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تا ز چونی۔ انسان اگر دورِ زمانہ سے بالاتر ہو جائے تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ چوں نماند۔ جب انسان چون و چرا سے آزاد ہو جائے تو وہ خدائے بیچون کا ہمراز بنجاتا ہے۔ ساعت۔ جو لوگ زمانہ میں مقید ہیں وہ لازمانی ذاتِ باری کی طرف راہ یاب نہیں ہو سکتے۔ ہر نفر۔ طلب و جستجو میں ہر سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر ہے موکلانِ غیب مقرر ہیں کہ اُس کو اسی مقام پر رکھیں طویلہ۔ اصطبل

مُنتصب بر ہر طویلہ رائضے[1] — جُز بدستوری نیاید رافضے

ہر اصطبل پر ایک چابک سوار مقرر ہے — اجازت کے بغیر کوئی نافرمان باہر نہیں نکل سکتا

از ہوس گر از طویلہ بگسلد — دَر طویلہ دیگراں سَر بر کُند

اگر ہوس کی وجہ سے اصطبل سے نکلے — (اور) دوسروں کے اصطبل میں گھسے

دَر زماں آخُرچیانِ چُست و خوش — گوشۂ افسارِ اُو گیرند و کش

فوراً چست ، اور ہوشیار سائیس — اُس کی پچھاڑی کا سرا پکڑتے ہیں اور کھینچ لیتے ہیں

حافظاں را گر نہ بینی اے عیار — اِختیارت را بہ بیں بے اختیار

اے کھرے! اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکھتا ہے — اپنے اختیار کو بے اختیار دیکھ لے

اِختیارے می کُنی و دَست و پا — بر کُشادستت چرا حبسی چرا

تو (ایک چیز) اختیار کرتا ہے اور تیرے ہاتھ پاؤں — کھلے ہوئے ہیں، تو رکا ہوا کیوں ہے؟

رُوئے در انکارِ حافظ بُردہ — نامِ تہدیداتِ[2] نفسش کردہ

تُو نے محافظ کے انکار کا رُخ کر لیا ہے — اس کا نام تو نے نفس کی تہدیدات رکھ لیا ہو

پیش رفتن دقوقیؒ بامامت آں قوم

دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا اُس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ایں سخن پایاں ندارد تیز دَو — ہیں نماز آمد دقوقیؒ پیش شو

اِن باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دوڑ — خبردار! نماز (کا وقت) آگیا، آگے ہوجا

اے یگانہ ہیں دوگانہ بَرگذار — تا مُزیّن گردد از تو روزگار

اے یکتا! دو رکعتیں ادا کر — تاکہ زمانہ تیری وجہ سے بارونق بن جائے

اے امامِ[3] چشم روشن در صلوٰۃ — چشم روشن می بباید پیشوات

اے نماز میں روشن چشم والے، امام — تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیے

در شریعت ہست مکروہ اے کیا — دَر امامت پیش کردن کور را

اے بزرگ! شریعت میں مکروہ ہے — اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا

گرچہ حافظ باشد و چُست و فقیہ — چشم روشن بہ وگر باشد سفیہ

(وہ اندھا) اگرچہ حافظ اور ہوشیار اور فقیہ ہو — روشن چشم والا بہتر ہے خواہ اَن پڑھ ہو

کور را پرہیز نبود از قذر — چشم باشد اصل پرہیز و حذر

اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے — بچاؤ اور پرہیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

---

[1] رائض۔ گھوڑے کو سدھانے والا۔ رافض نافرمان، سرکش۔ آخُرچیان۔ آخری گھوڑے کا سائیس۔ افسار۔ پچھاڑی۔ حافظاں۔ اگر انسان اپنے اس نگہبان غیبی کو نہیں دیکھ سکتا تو اس کے وجود کو اس سے سمجھ لے کہ انسان ہر چند کوشش کرتا ہے اور ہر طرح سے کوشش کے لئے آزاد ہوتا ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی غیبی بندش ہوتی ہے۔

[2] نام تہدیدات یعنی تم اس سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ محافظ غیبی کی وجہ سے ہے اور یہ کہنے لگتے ہو کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے ارادہ کی وجہ سے پیش آجاتی ہے

[3] اے امام۔ یعنی تم ایسے امام ہو جس کی باطنی چشم کھلی ہوئی ہے اور امامت کیلئے ایسا ہی شخص مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ در شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ چشم روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قذر۔ نجاست۔

Presented by www.ziaraat.com

او پلیدی را نہ بیند در عبورؐ — ہیچ مومن را مبادا چشم کور
وہ گذرنے میں گندگی کو نہیں دیکھ سکتا ہے — خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو

کوریِ باطن بُود کان شرور — زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
باطن کا اندھاپن برائیوں کی کان ہے — کیونکہ اسکے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے

کورِ ظاہر در نجاست ظاہرست — کورِ باطن در نجاساتِ سرست
ظاہری اندھا، ظاہر نجاست میں ہے — باطن کا اندھا، باطنی نجاستوں میں ہے

ایں نجاست ظاہر از آبے رَوَد — واں نجاست باطن افزوں میشود
یہ ظاہری نجاست پانی سے دور ہو جاتی ہے — باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے

جز بآبِ چشم نتواں شستن آںؐ — چوں نجاساتِ بواطن شد عیاں
اسکو آنکھ کے پانی کے سوا نہیں دھویا جا سکتا — جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں

چوں نجس خوانده است کافر را خدا — ایں نجاست نیست بر ظاہر ورا
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے — یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے

ظاہرِ کافر ملوث نیست زیں — آں نجاست ہست در اخلاق و دیں
کافر کا ظاہر اس سے ملوث نہیں ہے — وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے

ایں نجاست بویش آید بیست گام — واں نجاست بویش از رے تا بشام
اس نجاست کی بدبو بیس قدم سے آتی ہے — اس نجاست کی بدبو رے سے شام تک ہے

بلکہ بویش آسمانہا بر رَوَد — بر دماغِ حور و رضواں بر شود
بلکہ اُس کی بدبو آسمانوں تک جاتی ہے — حور اور رضوان کے دماغ پر چھا جاتی ہے

آنچہ میگویم بقدرِ فہمِ تستؐ — مُردم اندر حسرتِ فہمِ درست
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے — پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا

فہم آب ست و وجود تو سبو — چوں سبو بشکست ریزد آب زو
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیا ہے — جب ٹھلیا ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے

ایں سبو را پنج سوراخ ست ژرف — اندرو نے آب ماند خود نہ برف
اس ٹھلیا میں پانچ گہرے سوراخ ہیں — اس میں نہ پانی ٹھہرے نہ برف

امرِ غُضّوا غُضّۃ ابصارکم — ہم شنیدی راست ننہادی تو سم
تونے "اپنی نگاہوں کو پست رکھو" کا حکم — بھی سنا، تونے صحیح کان نہ دھرا

---

۵۱ عبور۔ گذرنا، چلنا پھرنا۔ کوریِ باطن۔ اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ مجسم شر ہے۔ کورِ ظاہر۔ ظاہری اندھے پر تو ظاہری نجاست ہوتی ہے جس کا ازالہ آسان ہے لیکن باطن کے اندھے میں باطنی نجاست ہے جس کا ازالہ بڑا دشوار ہے۔

۵۲ جز بآب چشم۔ ظاہری نجاست پانی سے دھودی جاتی ہے لیکن باطنی نجاست صرف آنسوؤں سے دھلتی ہے۔ کافر۔ خدا نے کافر کو نجس باطنی نجاست کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ ایں نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدبو تھوڑی دور تک پھیلتی ہے لیکن باطنی نجاست کی بدبو بہت دور تک پھیلتی ہے۔ بلکہ باطنی نجاست کی بو صرف دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پھیلتی ہے۔ رضوان۔ داروغہ جنت۔

۵۳ آنچہ می گویم۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ تیری عقل کی بقدر بتایا ہے میں کوئی پورا سمجھ رکھنے والا ملیگا تو تفصیل بیان کرونگا مجھے اسکی تمنا ہے فہم۔ انسان کے بدن اور فہم کی مثال گھڑے اور اس کے پانی کی سمجھو۔ ایں سبو۔ بدن کے ٹھلیا میں حواس خمسہ بمنزلہ پانچ سوراخوں کے ہیں اگر ٹھلیا کے سوراخ نہ بند کئے جائیں تو ٹھلیا میں نہ برف رہیگا جس سے پانی بنتا ہے نہ پانی اسی طرح اگر حواس خمسہ کی حفاظت نہ کیجائیگی تو فہم

Presented by www.ziaraat.com

از دہانت[1] نطق فہمت را برد — گوش چوں ریگ آب فہمت را خورد
تیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے — کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے

ہمچنیں سوراخہائے دیگرت — می کشانند آب فہم مضمرت
اسی طرح تیرے دوسرے سوراخ — تیری چھپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھولدیتے ہیں

گر ز دریا آب را بیروں کنی — بے عوض آں بحر را ہاموں کنی
اگر تو دریا سے پانی باہر نکالے — بغیر بدلے کے اس دریا کو جنگل بنا دے

بیگہ است ارنے بگویم حال را — مدخل اعواض را و ابدال را
بے موقع ہے، ورنہ میں تجھے حال بتاتا — عوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا

کاں[2] عوضہا واں بدلہا بحر را — از کجا آید ز بعد خرجہا
وہ عوض، اور وہ بدلے، دریا میں — خرچ کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟

صد ہزاراں جانور زو می خورند — ابرہا ہم از برونش می برند
اس میں سے لاکھوں جانور پیتے ہیں — ابر بھی (پانی) اس میں سے باہر لے جاتے ہیں

باز دریا آں عوضہا می کشد — از کجا دانند اصحاب رشد
پھر دریا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے — کہاں سے؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں

قصہا آغاز کردیم از شتاب — ماند بے مخلص درون ایں کتاب
جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے — اس کتاب (مثنوی) کا باطن بے مقصد رہ گیا

اے[3] ضیاء الحق حسام الدین راد — کہ فلک و ارکان چو تو شاہے نزاد
اے عقلمند، ضیاء الحق، حسام الدین! — کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاہ نہ جنا

تو بنادر آمدی در جان و دل — اے دل و جان از قدوم تو خجل
تم دل و جان میں ندرت سے آئے — تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں

چند کردم مدح قوم ما مضی — قصد من زانہا تو بودی اقتضا
میں نے گذشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں — تقاضائے طبع سے تم ہی اُن سے میرا مقصود تھے

خانہ خود را شناسد خود دعا — تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا
دعا اپنے مقام کو خود پہچان لیتی ہے — تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر

بہر کتمان مدیح از نا محل — حق نہادست ایں حکایات و مثل
تعریف کو نااہل سے چھپانے کے لئے — اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنائی ہیں

---

[1] از دہانت۔ یعنی بیہودہ گفتگو سے بھی فہم برباد ہوتی ہے۔ گوش۔ کان سے غلط باتیں سنیگا تو فہم برباد ہوگی۔ گر ز دریا۔ اولیاء کے حواس خمسہ کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھاٹا ہوتا ہے لیکن وہ اُس کا عوض اور بدل حاصل کرلیتے ہیں۔ بیگہ۔ وقت نہیں ہے ورنہ میں سمجھاتا کہ اولیاء کو یہ عوض اور بدل کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔

[2] کاں عوضہا۔ بڑے دریاؤں کا پانی خرچ ہوتا رہتا ہے ابرہا۔ بادل دریاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں سمندر کا پانی بخارات میں تبدیل ہوکر برستا ہے۔ قصہا۔ میں نے اس کتاب میں قصے بیان کرنا شروع کر دیئے۔

[3] اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا تعلق بارھویں شعر کے آخری مصرع بر نویس سے ہے درمیان میں ضیاء الحق کی تعریف ہے۔ راد۔ عقلمند، بزرگ۔ نادر۔ یعنی ضیاء الحق کی شخصیت نادر زمانہ ہے۔ خجل۔ چونکہ میرا دل تیرے شایان شان نہیں ہو۔ اقتضا۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ یہی ہے کہ تیرا ذکر در حدیث دیگراں کرتا ہوں۔ بہر کتمان۔ اصل شخص کو مخفی رکھنے کیلئے اس کو کسی مثال ذریعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گرچہ[1] آں مدح از تو ہم آمد خجل — لیک بپذیرد خدا جہد المقل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے — لیکن اللہ (تعالیٰ) نادار کی کوشش قبول فرما لیتا ہے

حق پذیرد کسرۂ دارد معاف — کز دو دیدہ کور دو قطرہ کفاف
اللہ (تعالیٰ) ٹکڑا قبول کر لیتا ہے (زیادہ سے) معاف رکھتا ہے — نہ اندھی آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں

مرغ و ماہی داند آں ابہام را — کہ ستودم مجمل ایں خوش نام را
اس اجمال کو پرندے اور مچھلی سمجھتے ہیں — کہ میں نے مجملاً اس پیارے نام کی تعریف کی ہے

تا برو آہ حسوداں کم وزد — تا خیالش را بدنداں کم گزد
تاکہ حاسدوں کی آہ اُن پر نہ نکلے — تاکہ اُن کے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹیں

خود[2] خیالش را کجا یابد حسود — در وثاقِ موش طوطی کے غنود
اُن کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟ — چوہے کے بل میں طوطی کب سوئی ہے؟

آں خیالِ او بود از احتیال — موئے ابروے ویست آں نے ہلال
وہ اُس کا بناوٹی خیال ہے — وہ اُس کی ابرو کا بال ہے، نہ کہ چاند

مدح تو گویم برون از پنج و ہفت — بر نویس اکنوں دقوقی پیش رفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کروں گا — اب لکھو (کہ) دقوقیؒ آگے ہو گئے

پیش رفتن دقوقیؒ بامامت آں قوم غیبی
اُس غیبی قوم کی امامت کے لئے دقوقیؒ کا آگے بڑھنا

در تحیات[3] و سلامِ صالحین — مدحِ جملہ انبیاء آمد عجین
التحیات اور نیکوں پر سلام میں — سب نبیوں کی تعریف گندھی ہوئی ہے

مدحہا شد جملگی آمیختہ — کوزہا در یک لگن در ریختہ
سب کی ہی جلی تعریف ہو گئی — پیالوں کو ایک طشت میں ڈال دیا

زانکہ خود ممدوح جز یک بیش نیست — کیشہا زیں روے جز یک کیش نیست
اس لئے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے — اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں

دانکہ ہر مدحے بنورِ حق رود — بر صور و اشخاص عاریت بود
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ (تعالیٰ) کے نور کی طرف جاتی ہے — صورتوں اور شخصوں کے لئے عارضی ہوتی ہے

صور۔ اشخاص اور صورتیں چونکہ اُسی نورِ حق سے کسبِ فیض کر لیتی ہیں لہٰذا وہ قابلِ مدح ہو جاتی ہیں۔

---

[1] اگرچہ میری تعریفیں تیرے رتبے کم ہیں کسرہ۔ روٹی کا ٹکڑا۔ ایک گدا سے اللہ تعالیٰ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی قبول فرما لیتا ہے اور زیادہ مقدار کے صدقہ کا اُس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ کز دو دیدہ۔ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی وہ قدر ہے جو بڑے سے بڑے مال کی قدر نہیں ہے۔ ابہام۔ یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں اُن سے مقصود ... ضیاء الحق ہیں۔ تا برو ضیاء الحق کا نام صراحتہً اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسد اُن پر حسد نہ کریں۔

[2] خود خیالش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اُنکے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ احتیال۔ اُن حاسدوں کے ذہن میں ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بناوٹی ہے جیسا کہ بعض چاند دیکھنے والوں کو اپنی ابرو کا بال چاند کی صورت میں نظر آجاتا ہے پنج یعنی پانچوں حواس ہفت یعنی ساتوں آسمان۔

[3] در تحیات۔ التحیات میں جب کوئی السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہتا ہے تو اُس میں مجملاً سب انبیاء اور نیک بندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ مدحہا۔ حقیقی تعریف صرف خدا کی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

(۱۴)

مدحہا جز مستحق را کے کنند — لیک بر پنداشت گمرہ[۱] می شوند
(لوگ) مستحق کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے؟ — لیکن (نامسا) گمان کی وجہ سے گمراہ ہوجاتے ہیں

ہمچو نورِ تافتہ بر حائطے — حائط آں انوار را چوں رابطے
جس طرح کہ نور دیوار پر پڑتا ہے — (اور) دیوار اُن نوروں کے لئے واسطہ ہے

لاجرم چوں نور سوئے اصل راند — ضال مہ گم کرد و ز استائش بماند
لامحالہ جب نور اصل کی طرف سمٹ جائے — گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رُک گیا

یا ز چاہے عکس ماہے وانمود — سر بہ چہ می کرد و آں را می ستود
یا کسی کنوئیں میں چاند کا عکس نمودار ہوا — کنوئیں میں سر جھکایا اور اس کی تعریف کر رہا ہے

در حقیقت مادحِ ماہ ست او — گرچہ جہل او بعکسش کرد رو
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے — اگرچہ اُسنے نادانی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے

مدحِ او مہ راست نے آں عکس را — کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
اُسکی تعریف چاند کیلئے ہے، نہ کہ عکس کے لئے — جب معاملہ غلط ہوگیا، کفر ہوگیا

کز شقاوت[۲] گشت گمراہ آں دلیر — مہ بہ بالا بود او پنداشت زیر
کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہوگیا ہے — چاند اوپر تھا، وہ نیچے سمجھا

زیں بتاں خلقاں پریشاں میشوند — شہوتے رانده پشیماں میشوند
ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں — شہوت پوری کرکے شرمندہ ہوتے ہیں

زانکہ شہوت با خیالے راندہ است — در حقیقت دور تر وا ماندہ است
کیونکہ شہوت رانی ایک خیال سے کی ہے — درحقیقت (اصل سے) بہت دُور جا پڑتے ہیں

با خیالے[۳] میل تو چوں پر بود — تا بداں پر بر حقیقت بر شود
خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے — تاکہ تو اُس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے

چوں براندی شہوتے پرت بریخت — لنگ گشتی واں خیال از تو گریخت
جب تو نے شہوت رانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا — تو لنگڑا ہوگیا، اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا

پر نگہدار و چنیں شہوت مراں — تا پرِ میلت برد سوئے جناں
پر کی حفاظت کر اور ایسی شہوت رانی نہ کر — تاکہ میلان کا پر تجھے جنتوں کی طرف لیجائے

خلق پندارند عشرت می کنند — بر خیالے پر خود بر می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں — ایک خیال پر اپنے پر اکھاڑ رہے ہیں

---

[۱] گمرہ۔ اگر کوئی ان صورتوں اور اشخاص کو اصل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے۔ ہمچو نور۔ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اسکی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی ہے۔ اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی ہونے سے چاند کی تعریف چھوڑ بیٹھے تو اُس کی گمراہی ہے۔ یا ز چاہے پانی میں جو عکس ہے اسکی تعریف چاند کی تعریف ہے گرچہ۔ مگر کوئی بالکلیہ اصل تعریف اُس عکس ہی کی کرے تو اُس کی گمراہی ہے۔

[۲] کز شقاوت۔ تمام خوبیوں کا منبع تو ذات خداوندی ہے اگر کوئی مخلوق کو اصل سمجھ بیٹھے تو یہ اُسکی بدبختی ہے۔ زیں بتاں یعنی مجازی معشوقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت پرستی ہو۔ خیالے یعنی عارضی حُسن دیوار کی چاندنی جیسا ہے۔

[۳] با خیالے۔ خیالِ معشوق سے اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے کیلئے ہو جیسا کہا گیا ہے اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ... عشقِ مجازی حقیقی عشق کا پل ہے۔ پر۔ یہ جذبۂ عشق ایک پر ہے اُس کو حقیقت تک پرواز کا ذریعہ بنانا چاہئے۔ خلق۔ لوگ عشقِ مجازی میں شہوت رانی کرکے اپنے اِس پر کو جو حقیقت تک پرواز کا سبب بن سکتا تھا برباد کر دیتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

وامؔ دارِ شرحِ ایں نکتہ شُدم ۔۔۔ مُہلتم دہ مُعسِرم زاں تن زدم

میں اس نکتہ کی تشریح کا قرضدار ہوگیا ہوں ۔۔۔ مجھے مہلت دے کیونکہ میں تنگدست ہوں اسی لئے میں خاموش ہوگیا ہوں

باز گشتم زانکہ شُد قصہ دراز ۔۔۔ وقت تنگ و قوم موقوف نماز

میں لوٹتا ہوں، کیونکہ قصہ دراز ہوگیا ۔۔۔ وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اِقتدا کردنِ آں قوم از پسِ دقوقیؒ

اُس قوم کا دقوقیؒ کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در شُد آں دقوقیؒ در نماز ۔۔۔ قومؔ ہمچوں اطلس آمد اُو طراز

نماز میں دقوقیؒ آگے ہوگئے ۔۔۔ قوم اطلس کی طرح تھی، وہ نقش و نگار جیسے

اِقتدا کردند آں شاہاں قطار ۔۔۔ در پئے آں مُقتدائے نامدار

اُن شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی ۔۔۔ اُس نامدار مقتدا کے پیچھے

چونکہ با تکبیرہا مقروں شُدند ۔۔۔ ہمچو قُرباںؔ از جہاں بیروں شُدند

جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے ۔۔۔ قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے

معنیِ تکبیر اینست اے امیم ۔۔۔ کاے خدا پیشِ تو ما قُرباں شُدیم

اے امام! تکبیر کے معنی یہ ہیں ۔۔۔ کہ اے خدا! تیرے سامنے قربان ہوگئے

وقتِ ذبح اللہُ اکبر میکنی ۔۔۔ ہمچنیں در ذبحِ نفسِ کُشتنی

ذبح کے وقت، تو اللہ اکبر پڑھتا ہے ۔۔۔ اسی طرح گردن زدنی نفس کے ذبح میں

ق

گوئی اللہ اکبر و آں شوم را ۔۔۔ سر ببر تا وارہد جاں از فنا

تو اللہ اکبر پڑھ، اور اُس بدبخت کا ۔۔۔ سر کاٹ دے تاکہ روح ہلاکت سے نجات پاجائے

تنؔ چو اسمٰعیلؑ و جاں ہمچوں خلیلؑ ۔۔۔ کرد جاں تکبیر بر جسمِ نبیل

جسم اسمٰعیلؑ کی طرح اور روح خلیل اللہؑ کی طرح ہو ۔۔۔ روح نے شاندار جسم پر تکبیر پڑھ دی

گشت کُشتہ تن ز شہوتہا و آز ۔۔۔ شد بہ بسم اللہ بسمل در نماز

جسم شہوتوں، اور حرص سے مُردہ ہوگیا ۔۔۔ بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بسمل ہوگیا

چوں قیامت پیشِ حق صفہا زدہ ۔۔۔ در حساب و در مُناجات آمدہ

قیامت کے دن کی طرح اللہ تعالےٰ کے سامنے صفیں بنا ۔۔۔ حساب اور سوال و جواب میں لگے ہیں

ایستادہ پیشِ یزداں اشک ریز ۔۔۔ بر مثالِ راست خیزِ رستخیز

اللہ (تعالےٰ) کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں ۔۔۔ قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

لہ وامؔ۔ اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتا دی جائیگی۔ مُعسِرم۔ تنگدست مقروض کو مہلت دی جاتی ہے۔

قومؔ۔ یعنی وہ غیبی قوم بمنزلہ ریشمیں کپڑے کے تھی اور دقوقیؒ اُس کے نقش و نگار کی طرح تھے چونکہ جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریمہ کہی دنیا و مافیہا سے غافل ہوگئے۔

لہ ہمچو قرباںؔ۔ قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہکر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہوجاتا ہے۔ حقیقی تکبیر تکبیر تحریمہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی دربارِ خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گوئی۔ مذہب پر تکبیر کہو تو فوراً نفس امارہ کو ذبح کر ڈالو۔

لہ تنؔ چو اسمٰعیل۔ تکبیر تحریمہ کے وقت روح کو بمنزلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بنا دو اور جسم کو بمنزلہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے بنا دو۔ گشت کُشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مُردہ ہوجانا چاہئے اور بسم اللہ کے ذریعہ جسم بسمل نہ بُریدہ ہوجانا چاہئے۔ چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرت حق کے دربار میں صفیں باندھ کر کھڑے ہونگے در حساب کتاب اور سوال و

Presented by www.ziaraat.com

حق[۱] ہمیگوید چہ آوردی مرا — اندریں مہلت کہ دادم مر ترا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے؟ — اس وقفہ میں جو میں نے تجھے دیا

عمر خود را در چہ پایاں بردہ — قوت و قوت در چہ فانی کردہ
اپنی عمر کس چیز میں ختم کی ہے؟ — روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟

گوہر دیدہ کجا فرسودہ — پنج حس را در کجا پالودہ
آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے؟ — پانچوں حواس کو کس جگہ صفا کیا ہے؟

چشم و گوش و ہوش گوہرہائے عرش — خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش
آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں — تو نے ان کو خرچ کیا، زمین سے کیا خریدا؟

دست و پا دادمت چوں بیل و کلند — من بہ بخشیدم ز خود آں کے شدند
میں نے تجھے ہاتھ اور پاؤں پھاوڑے اور کدال جیسے دیئے — وہ میں نے دیئے خود بخود کب ہوئے؟

ہمچنیں پیغامہائے درد گیں — صد ہزاراں آید از حضرت چنیں
اسی طرح کے دردناک پیغام — دربار سے لاکھوں آتے ہیں

در قیام[۲] ایں گفتہا دارد رجوع — وز خجالت شد دوتا اندر رکوع
قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں — شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے

ایستادن را نماندہ قوتے — در رکوع آمد ز شرم او ساعتے
کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی — وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے

قوت استادن از خجلت نماند — در رکوع از شرم تسبیحے بخواند
شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں — شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا

باز فرماں[۳] در رسد بردار سر — از رکوع و پاسخ حق بر شمر
پھر حکم ہوتا ہے، سر اٹھا — رکوع سے، اور اللہ (تعالیٰ) کا جواب شمار کر

سر بر آرد از رکوع او شرمسار — باز اندر رو فتد آں خامکار
وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے — پھر وہ ناقص العمل منہ کے بل گر پڑتا ہے

باز فرماں آیدش بردار سر — از سجود و وادہ از کردہ خبر
پھر اس کو حکم ہوتا ہے، سر اٹھا — سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا

سر بر آرد او دگر رہ شرمسار — اندر افتد باز در رو ہمچو مار
وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے — پھر سانپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

---

۱ حق ہمی گوید۔ اب نماز میں جب تم قیام میں ہو تو گویا اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا کام کیا ہے۔ قوت قوت۔ میں نے تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں صرف ہوئی ہے۔ چشم و گوش۔ حواس خمسہ دیئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی دیئے ان کو کس کام میں لایا ہے۔

۲ در قیام۔ نماز میں قیام کی حالت میں جب یہ سوال سنتا ہے تو رکوع میں جاتا گویا شرمندگی سے جھک جاتا ہے۔ ایستادن۔ اب اس میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ کھڑا رہ سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح پڑھنے لگتا ہے

۳ باز فرماں۔ پھر گویا اس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ باز فرماں۔ پھر سجدہ کی حالت میں اس کو سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے سر اٹھا لیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

باز گوید سر برآر و باز گو — کہ بخواہم جست از تو مو بمو

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا — میں تجھ سے ذرہ ذرہ کی جستجو کروں گا

قوتِ پا ایستادن نبودش — کہ خطاب ہیبتے بر جاں زدش

اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے — کیونکہ ہیبتناک خطاب نے اس کی جان پر حملہ کیا ہے

پس نشیند قعدہ زاں بارِ گراں — حضرتش گوید سخن گو با بیاں

اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے — اللہ (تعالیٰ) اس سے فرماتا ہے مفصل بات کہہ

نعمتت دادم بگو شکرت چہ بود — دادمت سرمایہ ہیں بنمائے سود

میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر کیا تھا؟ — میں نے تجھے سرمایہ دیا اس کا نفع دکھا!

چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود — شافعے خواہد کہ گوید عذر زود

چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع — (اس لیے) وہ سفارشی چاہتا ہے تاکہ جلدی عذر خواہی کرے

بیانِ اشارتِ سلام سوئے دستِ راست در قیامت از ہیبتِ محاسبۂ حق تعالیٰ و از انبیاء استعانت و شفاعت جستن

اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کی ہیبت کی وجہ سے داہنی جانب سلام کا اشارہ اور انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رو بدستِ راست آرد در سلام — سوئے جانِ انبیاء و آں کرام

سلام میں داہنی جانب کو رخ کرتا ہے — انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب

انبیاء را او سلامی می کند — استعانت را طلب کردن مدد

وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے — استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے

یعنی اے شاہاں شفاعت کایں لئیم — سخت در گل ماندہ اش پائے و گلیم

یعنی اے شاہو! شفاعت کرو کیونکہ یہ کمینہ — اس کا پاؤں اور کملی دلدل میں پھنسی ہے

انبیاء گویند روزِ چارہ رفت — چارہ آنجا بود و دست افزارِ زفت

انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا — تدبیر اور کافی سامان وہاں (دنیا میں تھا)

مرغِ بیوقتی تو اے بدبخت رو — ترکِ ما گو خونِ ما اندر مشو

تو مرغِ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا — ہمیں معاف کر ہماری جان کے درپے نہ ہو

رو بگرداند بسوئے دستِ چپ — در تبار و خویش گویندش کہ خپ

وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے — خاندان اور اپنوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ

ل۱ بازگوید۔ دوسرے سجدہ میں پھر اس کو حکم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی کہ وہ کھڑا ہو سکے لہٰذا قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے — نعمتت۔ قعدہ کی حالت میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا اس سرمایہ کا نفع دکھا کہاں ہے۔ چوں نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر سفارش کرنے والے کی تلاش شروع کر دیتا ہے

ل۲ بیان۔ یعنی اب وہ داہنی جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور کراماً کاتبین سے اپنی سفارش کی استدعا کرتا ہے

ل۳ یعنی۔ دائیں جانب سلام کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے سفارش چاہنا ہے۔ انبیاء۔ انبیاء اس کو جواب دیں گے وقت نکل گیا اب کوئی تدبیر نہیں ہے اس وقت بے موقع چیخ اور پکار ہے۔ رو بگرداند۔ اب وہ گویا مایوس ہو کر بائیں جانب سلام کر کے اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہاں ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہیںؔ جواب خویش گو با کردگار | ما کرایم اے خواجہ دست از ما بدار
خبردار! اپنا جواب اللہ (تعالیٰ) کو دے | ہم کون ہوتے ہیں! اے جناب ہمیں معاف کیجئے

نے ازیں سو نے ازاں سو چارہ شد | جانِ آں بیچارہ دل صد پارہ شد
(جب) نہ ادھر سے نہ اُدھر سے کوئی تدبیر ہوئی | اُس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی

از ہمہ نومید شد مسکیں کیا | پس برآرد ہر دو دست اندر دعا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے مایوس ہو گیا | تو دعا میں دونوں ہاتھ اُٹھاتا ہے

کز ہمہ نومید گشتم اے خدا | اوّل و آخر توئی و منتہا
کہ اے خدا! میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں | اوّل اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منتہا ہے

ہست امیدے کہ عنایت در رسد | گر دو او ایمن زحبلٍ من مسد
(اب) اُمید ہے کہ مہربانی ہو جائے | وہ سو نجھ کی رسی سے محفوظ ہو جائے

در نماز ایں خوش اشارتہا ببیں | تا بدانی کایں بخواہد شد یقیں
نماز میں ان اچھے اشاروں کو سمجھ لے | تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقیناً ہو گا

معنیؔ تسلیم ایں اے مقتدی | کہ توئی حق ہادی و ما مہتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں | کہ اے اللہ تو ہی ہدایت دینے والا ہے اور ہم ہدایت پانے والے

ہر چہ فرمائی تو منقادیم ما | باقضائےؔ جرم گو شادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں | کہہ دے، جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں

بچہ بیروں آر از بیضہ نماز | سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
نماز کے انڈے سے بچہ باہر نکال | بغیر تعظیم اور ادب کے مرغ کی طرح ٹھونگیں نہ مار

شنیدن آں دقوقیؒ در نماز افغان اہل کشتی را در غرق شدن
نماز کی حالت میں دقوقیؒ کا کشتی والوں کی ڈوبنے میں فریاد سننا

آں دقوقیؒ در امامت کرد ساز | اندر آں ساحل در آمد در نماز
دقوقیؒ نے امامت شروع کر دی | اُسی ساحل پر اُنھوں نے نماز شروع کی

واں جماعت در پئے او در قیام | اینت زیبا قوم و بگزیدہ امام
وہ جماعت اُن کے پیچھے قیام میں (تھی) | زہے! عمدہ قوم اور برگزیدہ امام

ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاد | چوں شنید از سوئے دریا داد داد
اچانک اُن کی نگاہ دریا کی جانب پڑی | جب دریا کی جانب سے اُنھوں نے فریاد فریاد سنا

لہ ہیں۔ رشتہ دار بھی اُس کو مایوس کر دیتے ہیں نے ازیں سُو۔ جب وہ دونوں جانبوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اب دل شکستہ ہو کر دربارِ خداوندی میں دستِ دعا دراز کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو اُمید پڑتی ہے کہ خدا اُس پر رحم کرے اور اُس کی گلو خلاصی ہو جائے۔

لہ معنیٔ تسلیم۔ اوپر کے اشعار میں نماز کے جو اشارے ہیں وہ تو ہر نمازی کیلئے ہیں اب جماعت میں مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام کے حرکات اور سکنات پر سرِ تسلیم خم کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔

لہ باقضائے جرم۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہارِ رضا کرتا ہے۔ بچہ۔ ہم نے نماز کے ارکان کے جو اشارے سمجھائے اُن سے نتیجہ نکال لے اور نماز میں محض ٹھونگے نہ مار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ اینت۔ زہے یعنی مقتدی بھی بہترین تھے اور امام بھی۔ داد داد یعنی کشتی والوں کی فریاد۔

Presented by www.ziaraat.com

در میانِ موج دید اُو کشتیئے — در قضا و در بلا و زِ شتیئے
اُنھوں نے موجوں میں ایک کشتی دیکھی — قضا میں، اور بلا میں، اور تباہی میں

ہم شب و ہم ابر و ہم موجِ عظیم — آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم
رات بھی اور ابر بھی، اور بڑی موج بھی — تین اندھیریاں اور ڈوبنے کا ڈر

تُند بادے ہمچو عزرائیل خاست — موجہا آشوفت اندر چپ و راست
مَلَکُ الموت کی طرح تیز ہوا اُٹھی — (جس نے) دائیں اور بائیں موجیں پھیلا دیں

اہلِ کشتی از مہابت کاستہ[1] — نعرہ و واویلہا برخاستہ
کشتی والے خوف سے سُکڑے ہوئے — نعرے اور واویلا بلند کیے ہوئے

دستہا در نوحہ بر سر میزدند — کافر و مُلحد ہمہ مُخلص شُدند
رونے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے — کافر اور بددین سب مخلص ہوگئے تھے

باخدا[2] با صد تضرع آں زماں — عہدہا و نذرہا کردہ بجاں
اُس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے — دل و جان سے عہد اور منتیں مانتے تھے

سر برہنہ در سجود آنہا کہ ہیچ — رُوئے شاں قبلہ ندیدا ز پیچ پیچ
ننگے سر، سجدہ میں، وہ لوگ جن کو کبھی — اُنکے مُنہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا پیچ پیچ کی وجہ سے

گفتہ کہ بیفائدست ایں بندگی — آں زماں دیدہ دراں صد زندگی
کہتے وہ کہتے تھے، یہ عبادت بیکار ہے — اُس وقت اُس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے

از ہمہ [illegible] بریدہ تمام — دوستان و خال و عم و باب و مام
[illegible] سب [illegible] قطع کر چکے تھے — دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور ماں سے

زاہد[3] و فاسق شُد آں دم متقی — ہمچو در ہنگامِ جاں کندن شقی
زاہد اور بدکار اُس وقت متقی ہوگئے تھے — جیسا کہ بدبخت، نزع کی حالت میں

نے ز چپ شاں چارہ بود و نے ز راست — حیلہا چوں مُرد ہنگامِ دُعاست
اُنکے نہ بائیں سے کوئی تدبیر تھی نہ دائیں سے — تدبیریں جب فنا ہوں، دعا کا وقت ہے

در دُعا ایشان و در زاری و آہ — بر فلک زِ ایشاں شدہ دُود سیاہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے — اُنکی (آہوں کا) کالا دُھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا

دیو آں دم از عداوت بین بین — بانگ زد کاے سگ پرستاں علتین
شیطان اُس وقت عداوت کی وجہ سے پریشان تھا — پکارا کر اے کتّے کے پرستارو! دُہرا نقصان ہے

لہ کاستہ یعنی دبے بیٹھے تھے۔ کافر و مُلحد مشہور ہے۔ ٹ جب یا سخ بُتوں نے تو خدا یاد آیا قرآن نے بھی کہا ہے کہ ایسی حالت میں سب مُخلص بنجاتے ہیں۔

٢ه باخدا۔ گرداب میں پھنس کر سب کشتی سوار مخلص بنجاتے ہیں اور خدا سے دعا مانگنے لگتے ہیں۔ قبلہ ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔ گفتہ۔ تمام عمر عبادت کو بیکار بتاتے رہے تھے۔ دوستاں۔ دنیا کے تمام وسیلے ختم ہوجاتے ہیں تو خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

٣ه زاہد۔ نزع کے وقت فرعون بھی ایمان لانے لگا تھا۔ حیلہا۔ انسان کی فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہوجانے کے بعد خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دُود سیاہ۔ اُنکی آہوں کا کالا دھواں۔ دیو۔ [illegible] شیطان کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان گھبراتا ہے اور اُن کو پکار کر کہتا ہے اللہ کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ تم خرابیوں میں مبتلا ہوجاؤ گے توبہ کے بعد بدعہدی اور گناہ۔ بین بین۔ یعنی تذبذب بعض نسخوں میں تیز بین یعنی شیطان ان کو گھور رہا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

مرگ و جسک[1] اے اہلِ انکار و نفاق — عاقبت خواہد بُدن ایں اتفاق
اے انکار اور نفاق والو! موت، اور درد — انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہوگا

چشمِ تاں تر باشد از بعدِ خلاص — کہ شوید از بہرِ شہوت دیو خاص
خلاصی کے بعد (کیا) تمہاری آنکھ تر ہوگی؟ — کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے مخصوص شیطان بنجاؤ گے

یادتاں ناید کہ روزے در خطر — دستِ تاں بگرفت یزداں از قدر
تمہیں یاد بھی، نہ آئے گا کہ خطرے کے دن — قدرت سے خدا نے تمہاری دستگیری کی ہے

ایں ہمی آمد ندا از دیو لیک — ایں سخن را نشنود جز گوشِ نیک
شیطان کی یہ آواز آرہی تھی، لیکن — اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

راست[2] فرمودست با ما مصطفےٰؐ — قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا
ہم سے مصطفےٰؐ نے سچ فرمایا ہے — جو قطب اور شہنشاہ اور صفا کے دریا ہیں

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت — عاقلاں بینند ز اوّل مرتبت
کہ نادان جو کچھ انجام پر دیکھے گا — عقلمند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتے ہیں

کارہا ز آغاز گر غیب ست و سِر — عاقل اوّل دید و آخر آن مُصر
کام (کا انجام) اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور راز ہے — عقلمند نے شروع میں دیکھ لیا اور جاہلت پر مُصر آخر میں

اوّلش پوشیدہ باشد و آخراں — عاقل و جاہل ببینند در عیاں
اسکے شروع (میں انجام) پوشیدہ ہوتا ہے، اسکو آخر میں — عقلمند اور نادان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے

گر نہ بینی واقعۂ غیب اے عنود — حزم را سیلاب کے اندر ربود
اے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے — (تو) احتیاط کو سیلاب کب بہالے گیا ہے؟

تصوراتِ مردِ حازم

محتاط انسان کے خیالات

حزم[3] چہ بود بدگمانی در جہاں — دمبدم دیدن بلائے ناگہاں
احتیاط کیا ہوتی ہے، دنیا میں بدگمانی — لمحہ بہ لمحہ ناگہانی بلا دیکھنا

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید — مرد را بربود و در بیشہ کشید
اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا — اسنے ایک شخص کو پکڑا اور کچھار میں کھینچ لے گیا

اُو چہ اندیشد دراں بُردن ببیں — تو ہماں اندیش اے اُستادِ دیں
اس لے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے غور کر — اے دین کے اُستاد، تو بھی وہی سوچ

---

[1] جسک۔ جسم کے توڑے ساتھ، اور درد، رنج چشمِ تاں۔ یعنی نجات پانے کے بعد تم کبھی روؤ گے اور نہ یہ یاد کرو گے کہ خدا نے تمہاری دستگیری کی تھی نشنود۔ یعنی صرف نیک لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ شیطانی آواز محض نیکی سے روکنے کیلئے ہے۔

[2] راست۔ اس واقعہ سے آنحضورؐ کے قول کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ جاہل کو جو کچھ انجام کار میں کرنا پڑتا ہے وہ عقلمند ابتدائے کار میں کر گزرتا ہے کشتی نشین مشتاق نے بالآخر وہی گریہ و زاری کی جو اولیاء اللہ ابتدا میں کر لیتے ہیں۔ کانچہ مشہور ہے۔
آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار
مُصر۔ اپنی جہالت پر مُصر۔ گر نہ بینی۔ اگر ایک عام آدمی بھی پیش آنے والی بات کو نہیں دیکھ پاتا تو حزم اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں پھنسنے سے ڈرتا رہے اور توبہ و استغفار کرتا رہے۔

[3] حزم۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا رہے۔ آنچنانکہ۔ حزم کے معنی اس مثال سے سمجھ لو کہ مثلاً ایک آدمی جس کو شیر جھپٹ گیا ہے جو وہ اپنے بچاؤ کی تدبیریں سوچتا ہے تم شیر کے حملہ سے پہلے ہی وہ سوچ لو۔

Presented by www.ziaraat.com

می کشد[1] شیرِ قضا در بیشہا | جانِ ما مشغولِ کار و پیشہا
قضا کا شیر کچھاروں میں گھسیٹ کر لیجا رہا ہے | ہماری جان، کام اور پیشوں میں لگی ہے

آنچناں کز فقر می ترسند خلق | زیرِ آبِ شور رفتہ تا بہ حلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں | (گویا کہ) کھاری پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں

گر بترسندے ازاں فقر آفریں | گنجہاشاں کشف گشتے در زمیں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے | (تو) زمین میں (گڑے ہوئے) خزانے ان پر منکشف ہو جاتے

جملہ شاں از خوفِ غم در عینِ غم | در پئے ہستی فتادہ در عدم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں (مبتلا) ہیں | ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

دعا و شفاعتِ دقوقیؒ در خلاصِ آں کشتی
اس کشتی کی نجات کیلئے دقوقیؒ کی دعا اور سفارش

چوں دقوقیؒ آں قیامت[2] را بدید | رحمِ او جوشید و اشکِ او دوید
دقوقیؒ نے جب اس قیامت کو دیکھا | ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ نکلے

گفت یا رب منگر اندر فعلِ شاں | دستِ شاں گیر اے شہِ نیکو نشاں
فرمایا اے خدا! ان کے اعمال کو نہ دیکھ | اے شاہِ نیک نشان! ان کی دست گیری فرما

خوش سلامت شاں بساحل باز بر | اے رسیدہ دستِ تو در بحر و بر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ ساحل پر لوٹا دے | اے (وہ ذات) کہ تیرا دستِ (قدرت) بحر و بر پر ہے

اے کریم و اے رحیمِ سرمدی | در گذار از بدسگالاں ایں بدی
اے کریم اور اے ابدی رحم کرنے والے | بدعقیدہ لوگوں کی اس بدی سے درگزر کر

اے[3] بدادہ رائیگاں صد چشم و گوش | نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
اے وہ کہ جس نے سینکڑوں آنکھیں اور کان مفت دیئے ہیں | عقل و ہوش (بھی) رشوت سے نہیں بخشے ہیں

پیش از استحقاق بخشیدہ عطا | دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی | ہم سب کی نافرمانی اور خطا دیکھتے ہوئے

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم | تو توانی عفو کردن در حریم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو | حرم میں تو (ہی) معاف کر سکتا ہے

ما ز آز و حرص خود را سوختیم | ویں دعا را ہم ز تو آموختیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے | یہ دعا بھی ہم نے تجھ (ہی) سے سیکھی ہے

[1] می کشد یعنی ہم غفلت برتتے ہیں اور شیرِ قضا سے نجات کی تدبیر نہیں کرتے۔ آنچناں۔ لوگ فقر سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اسکے خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ سمندر میں ڈوبتا ہوا خوف میں مبتلا ہوتا ہے اگر فقر پیدا کرنیوالے خدا سے اس طرح ڈریں تو انہیں زمین کے خزانے منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔ انسانوں کی یہ بے عقلی ہے کہ موہوم غم کی بنا پر عین غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور محتمل فقر کے غم کی وجہ سے اپنے اوپر غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں اپنے اوپر موت طاری کر لے۔

[2] آں قیامت یعنی کشتی کے ڈوبنے کے ہولناک نشاں۔ یعنی کشتی میں سوار گنہگار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ بحر و بر۔ خشکی اور تری۔ سرمدی۔ ابدی۔ بدسگال۔ بدعقیدہ۔

[3] اے بدادہ۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی حواس مفت عنایت فرما دیئے ہیں۔ جریم۔ جرم و خطا۔ ویں دعا۔ اپنی خطاؤں پر ہمارا دعا مانگنا بھی تیری تعلیم و عطا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حرمت آں کہ دُعا آموختی ‌ ‌ در چنیں ظلمت[۱] چراغ افروختی

اس کے طفیل کہ تو نے دعا سکھائی ہے ‌ ‌ ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے

دستگیر و رہنما توفیق دہ ‌ ‌ جرم بخش و عفو کن بکشا گرہ

دستگیری فرما اور رہنمائی عطا فرما ‌ ‌ خطا بخش دے اور معاف کر دے اور گرہ کھول دے

ہمچنیں می رفت بر لفظش دُعا ‌ ‌ آں زماں چوں مادرانِ باوفا

دعا اُن کے الفاظ میں اس طرح جاری تھی ‌ ‌ اُس وقت جیسا کہ باوفا ماؤں کے (الفاظ میں)

اشک می رفت از دو چشمش و آں دُعا ‌ ‌ بیخود از وے می برآمد بر سما

اُن کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور وہ دعا ‌ ‌ بے خودی میں اُن سے آسمان پر پہنچ رہی تھی

آں دُعائے بیخوداں خود دیگر است ‌ ‌ آں دُعا زو نیست گفتِ داور است

بیخودوں کی دعا دوسری ہی چیز ہے ‌ ‌ وہ دعا اُن کی نہیں ہے، خدا کی بات ہے

آں دُعا حق میکند چوں او فناست ‌ ‌ آں دُعا و آں اجابت از خداست

جبکہ وہ بیخود (یعنی) فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے ‌ ‌ وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے

واسطہ[۲] مخلوق نے اندر میاں ‌ ‌ بیخبر زاں لابہ کردن جسم و جان

درمیان میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے ‌ ‌ اس خوشامد سے جسم و جان بے خبر ہوتے ہیں

بندگانِ حق رحیم و بُردبار ‌ ‌ خوئے حق دارند در اصلاحِ کار

اللہ تعالیٰ کے رحیم اور بُردبار بندے ‌ ‌ معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خو اختیار کر لیتے ہیں

مہربان بے رشوتاں یاریگراں ‌ ‌ مشفقان و مستعان غمخوارگاں

مہربان، بغیر رشوت کے مددگار (ہوتے ہیں) ‌ ‌ مشفق اور غمزدوں کے مددگار (ہوتے ہیں)

از ترحم[۳] دستگیراں شافعاں ‌ ‌ در مقامِ سخت و در روزِ گراں

رحم دلی کی وجہ سے دستگیر اور سفارشی (ہوتے ہیں) ‌ ‌ سخت جگہ اور بھاری دن میں

ہیں بجو ایں قوم را اے مبتلا ‌ ‌ ہیں غنیمت دار شاں پیش از بلا

اے مبتلا! اس قوم کو تلاش کر لے ‌ ‌ خبردار! ابتلا ہونے سے پہلے ہی انکو غنیمت سمجھ

رست کشتی از دمِ آں پہلوان ‌ ‌ واہلِ کشتی را بجہدِ خود گماں

اس پہلوان کی دعا سے کشتی نے نجات پا لی ‌ ‌ کشتی والوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا

کہ مگر بازوئے ایشاں در حذر ‌ ‌ بر ہدف انداخت تیرے از قدر

کہ شاید بچاؤ میں انہی کی بازو نے ‌ ‌ صحیح اندازے سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

---

۱ ظلمت۔ یعنی خطا کاری۔ چراغ۔ یعنی دُعا کی تعلیم۔ ہمچنیں۔ جس طرح ماں بے چین ہو کر بچے کے لئے دعا کرتی ہے تو اُن کی یہی حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں ایسے مصروف تھے کہ اُن کو اپنا ہوش نہ تھا۔ آں دعا۔ انسان بیخود ہو کر دعا کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فنانی اللہ ہے اسلئے وہ دعا اُس کی طرف منسوب نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔ اجابت۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی جانب سے ہے اور اُسکی قبولیت بھی اللہ کی جانب سے ہے۔

۲ واسطہ۔ جبکہ دعا کرنے والا فانی ہے تو درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگانِ حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدائی اخلاق سے متصف ہوتے ہیں اور اُنکی حالت بھی یہی ہو جاتی ہے کہ رحمتِ حق بہانہ می جوید۔

۳ از ترحم۔ وہ محض اپنی صفت رحم کی وجہ سے سفارشی اور دستگیر بن جاتے ہیں۔ ہیں۔ اولیاء اللہ سے دعا کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے بھی رکھنا چاہئے۔ رست کشتی۔ کشتی دقوقیؒ کی دعا سے بچی، کشتی والے سمجھے کہ اُن کی قوت بازو سے بھنور سے نکلی۔

Presented by www.ziaraat.com

پارہا[۱] اندر رُوبہاں را در شکار | واں ز دُم دانند رُوباہاں غرار
شکار میں لومڑیوں کو، پاؤں بچاتے ہیں | وہ دھوکے میں مبتلا لومڑیاں دُم کی وجہ سے سمجھتی ہیں

عشقہا با دُم خود بازند کیں | میرہاند جانِ ما را از کمیں
وہ دُم سے محبت کرتی ہیں، کہ اُس نے | ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا

از ضلالت بوسہا بر دُم دہند | رقص گیرند و ز شادی بر جہند
نادانی سے دُم کو چومتی ہیں | ناچتی ہیں اور خوشی سے کودتی ہیں

رُوبہا پا را نگہدار از حجر | پا چو نبوَد دُم چہ سود اے خیرہ سر
اے لومڑی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر | اگر پاؤں نہ ہو تو اے بیوقوف دُم سے کیا فائدہ؟

ما چو رُوباہیم پائے ما کرام | می رہاند ماں ز صد گوں انتقام
ہم لومڑی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں | ہمیں سینکڑوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں

حیلۂ باریکِ ما چوں دُمِ ماست | عشقہا بازیم با دُم چپ و راست
ہماری نازک تدبیر ہماری دُم کی طرح ہے | ہم دائیں بائیں سے دُم سے عشق بازی کرتے ہیں

دُم بجنبانیم ز استدلال و مکر | تا کہ حیراں ماند از ما زید و بکر
ہم محبت بازی اور مکر کی دُم ہلاتے ہیں | تاکہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں

طالبِ حیرانیِ خلقاں شدیم | دستِ طمع اندر اُلوہیت زدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلبگار بنے ہیں | ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے

تا بافسوں[۲] مالکِ دلہا شویم | ایں نمی بینیم ما کاندر گویم
تاکہ فریب کے ذریعہ ہم دلوں کے مالک بنجائیں | ہم یہ نہیں دیکھتے، کہ ہم گڑھے میں ہیں

در گوی و در چہی اے قلتباں | دست وا دار از سبالِ دیگراں
اے بے غیرت: تو گڑھے اور کنوئیں میں ہے | دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا

چوں بہ بُستانے رسی زیبا و خوش | بعد ازاں دامانِ خلقاں گیر و کش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے | اُسکے بعد لوگوں کا دامن پکڑ اور کھینچ

اے[۳] مقیمِ حبسِ چار و پنج و شش | نغز جائے دیگراں را ہم بکش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم | کیا اچھی جگہ ہے، دوسروں کو بھی کھینچ لے

---

۳ اے مقیم: جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں پھنسا ہوا ہے یعنی اسکی پہنچ صرف سفلیات تک ہے اور علویات سے اُس کا کوئی علاقہ نہیں ہے تو دوسروں کو بھی اس مقام کی دعوت دینا کونسی انسانیت ہے۔ نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔

۱ پارہا اندر: اسکی مثال یہ ہے کہ لومڑی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی حماقت سے سمجھتی ہے کہ دُم کی وجہ سے بچی ہے غرار۔ دھوکے میں مبتلا کمیں۔ شکاری کی گھات مقصد تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جو نجات کا اصل ذریعہ ہے اُس کی حفاظت کرو خیرہ سر۔ بدماغ۔ کرام یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بزرگانِ دین ہیں۔ حیلۂ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں اُنکی مثال لومڑی کی دُم کی سی ہے جس کو اُس نے باعثِ نجات سمجھا تھا۔ باستدلال و مکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال اور تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ ایسی تقریریں کرتے ہیں جس سے لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی انسان اپنی تدابیر اور مکاری کا بیان کر کے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور گویا کہ اُن کو مرعوب کر کے اپنی خدائی جتانا چاہتا ہے۔

۲ تا بافسوں: یعنی مکاریوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ خود عجز کے گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ در گو۔ جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد بنا کر کیوں گڑھے میں گراتا ہے۔ چوں۔ ہاں اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو معتقد بنا کر اُس مقام پر کھینچ لا۔

اے[۱] چو خر بندہ حریفِ کونِ خر — بوسہ گاہے یافتی مارا ببر

اے وہ کہ جو گدھے والے کی طرح گدھے کی مقعد کا یار ہے — تونے اچھی بوسہ گاہ پالی ہے ہمیں بھی لے چل

چوں نہ دادت بندگیِ دوست دست — میلِ شاہی از کجایت خاستست

جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے — تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہاں سے آئی ہے؟

در ہوائے آنکہ گویندت زہے — بستہ در گردنِ جانت زہے

اِس خواہش میں کہ لوگ تجھے واہ واہ کہیں — تُونے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے

رو بہا ایں دمِ حیلت را بہل — وقف کن دل بر خداوندانِ دل

اے لومڑی! تو اِس تدبیر کی دُم کو چھوڑ دے — دل والوں پر دل کو وقف کر دے

در[۲] پناہِ شیر کم ناید کباب — روبہا تو سوئے جیفہ کم شتاب

شیر کی پناہ میں کبابوں کی کمی نہیں ہوتی ہے — اے لومڑی! تو مُردار کی طرف نہ دوڑ

تو دلا منظورِ حق آنگہ شوی — کہ چو جزوے سوئے کل خود روی

اے پیارے! تو اُس وقت اللہ (تعالیٰ) کا منظورِ نظر بنے گا — جبکہ تو جزو کی طرح اپنے کُل کی طرف چلا جائے گا

حق ہمی گوید نظرمان بر دلست — نیست بر صورت کہ آں آب و گلست

اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے — صورت پر نہیں ہے کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست — دل[۳] فرازِ عرش باشد نے بپست

تو کہتا ہے، میرے بھی دل ہے — دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں

در[۴] گلِ تیرہ یقیں ہم آب ہست — لیک ازاں آبت نشاید آب دست

کالی کیچڑ میں بھی یقیناً پانی ہے — لیکن اُس پانی سے وضو یا استنجا مناسب نہیں ہے

زانکہ گر آب ست مغلوبِ گلست — پس دلِ خود را مگو کایں ہم دلست

کیونکہ وہ اگرچہ پانی ہے (لیکن) مٹی سے مغلوب ہے — تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے

آں دلے کز آسمانہا برترست — آں دلِ ابدال یا پیغمبرست

وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے — وہ ابدال کا دل، یا پیغمبر کا دل ہے

پاک گشتہ آں ز گل صافی شدہ — در فزونی آمدہ وافی شدہ

وہ پاک ہوگیا ہے مٹی سے صاف ہوگیا ہے — ترقی میں آکر بھرپور ہوگیا ہے

زانکہ کیچڑ میں کا پانی حقیقی پانی نہیں ہے اسی طرح آلودہ دل، دل نہیں ہے۔ آں دلے جس دل کے بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں سے بھی بالاتر ہے تو وہ اولیاء اور پیغمبروں کا دل ہے لہٰذا اپنے دل کو منظورِ خدا نہ سمجھ اور اولیاء سے جُڑ جا۔

۱ اے چو خر۔ جب تک انسان عالمِ سفل میں پھنسا ہے تو اُسکی مثال اُس گدھے والے کی سی ہے جو گدھے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اُسکو گدھے کی مقعد سے قرب رہتا ہے گدھے والا دوسروں کو گدھے کی مقعد کو بوسہ دینے کی دعوت دے کر کونسی اچھی بات ہے۔ بوسہ گاہے۔ یہ بھی بطور طنز کے کہا گیا ہے۔ زہے پہلے مصرع میں بمعنی تعجب ہے، دوسرے مصرع میں زہ بمعنی کمان کا چلّہ ہے جس کا ترجمہ ہم نے پھندے سے کیا ہے یعنی تانت کا پھندا۔

۲ در پناہ۔ جو کچھ تو اپنی تدبیروں سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اولیاء کی دعاؤں سے بدرجۂ اولیٰ حاصل ہو جائیگا۔ جزوی یعنی تیرا دل ناقص ہے کُل یعنی اولیاء کا دل۔ حق ہمی گوید۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر رکھتے ہیں، لیکن درا صل تیرا دل ہی وہ نہیں ہے جو منظورِ نظر بن سکے۔

۳ دل۔ بیشک دل میں یہی صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً وہ دل ہو جو عالمِ مجردات کی چیز ہے اگر وہ آب و گل میں مبتلا ہے تو پھر اُس میں اور صورت میں کوئی فرق نہیں ہے اور صورت منظورِ خدا نہیں ہے۔

۴ در گل۔ جو دل آب و گل سے آلودہ ہے اُسکی مثال اُس پانی کی سی ہے جو کالی کیچڑ میں ہے تو یہ اگرچہ پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کام نہیں آسکتا، اسی طرح آلودہ دل، دل نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ترکِ[1] گِل کردہ سُوئے بحر آمدہ
مٹی کو چھوڑ کر، سمندر کی طرف آگیا ہے

رَستہ از زندانِ گِل بحرے شُدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمندر بن گیا ہے

آبِ ما محبوسِ گِل ماندست ہِیں
خبردار! ہمارا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے

بحرِ رحمت جذب کُن ما را زِ طِیں
اے رحمت کے سمندر! ہمیں مٹی سے کھینچ لے

بحر گوید من تُرا در خود کشم
سمندر کہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں

لیک می لافی کہ من آبِ خوشم
لیکن تو شیخی بگھارتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں

لافِ تو محروم میدارد تُرا
تیری شیخی تجھے محروم رکھتی ہے

ترکِ آں پندار کُن در من درآ
اس غرور کو چھوڑ دے میرے اندر آجا

آبِ گِل خواہد کہ در دریا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمندر میں مل جائے

گِل گرفتہ پائے آب و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکڑتی ہے اور اسکو کھینچتی ہے

گر رہاند پائے خود از دستِ گِل
اگر وہ اپنا پاؤں مٹی سے چھڑا لے

گِل بماند خشک و اُو شُد مستقل
مٹی خشک رہ جائے وہ مستقل بن جائے

آں کشیدن[2] چیست از گِل آب را
مٹی کا پانی کو کھینچنا کیا ہے؟

جذبِ تو نُقل و شرابِ ناب را
تیرا چھینا اور خالص شراب کو جذب کرنا

ہمچنیں ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت

خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خواہ مال اور خواہ مرتبہ اور خواہ گھر اور مال

خواہ باغ و مرکب و تیغ و مجن
خواہ باغ، اور سواری، اور تلوار اور ڈھال

خواہ مُلک و خانہ و فرزند زن
خواہ سلطنت اور گھر اور اولاد، اور بیوی

ہر یکے زینہا تُرا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے مدہوش کر دیتی ہے

چوں نیابی آں خُمارت میزند
جب تجھے وہ نہیں ملتی ہے تو تجھ میں اینٹھن پیدا کرتی ہے

ایں خُمارِ[3] غم دلیلِ آں شُدست
یہ غم کی اینٹھن اس کی دلیل ہے

کہ بداں مفقود مستی اٰت بُدست
کہ اس گمشدہ سے تجھ میں مدہوشی تھی

جُز باندازہ ضرورت زو مگیر
قدر ضرورت کے سوا اس کو نہ لے

تا نہ گردد غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے

سر کشیدی تو کہ من صاحبدلم
تو نے اسلئے سرکشی کی کہ میں خود صاحب دل ہوں

حاجتِ غیرے ندارم وا صلم
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود واصل بحق ہوں

[1] ترکِ گِل۔ اولیاء اور انبیاء کے دل عالمِ ناسوت کی آلودگی سے پاک ہیں۔ سوئے بحر یعنی بحرِ وحدت۔ آبِ ما یہاں مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ زِ طیں یعنی عالمِ ناسوت۔ بحر گوید۔ اولیاء عوام کے دل کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں لیکن عوام کی نا اہلیت مانع ہوتی ہے۔ آں پندار یعنی اپنے دل کی صفائی۔ آبِ گِل یعنی عوام کا دل اولیاء کے دل سے وابستگی کا خواہاں ہے لیکن عالمِ ناسوت کی لذتیں مانع ہوتی ہیں۔ گر رہاند۔ دل کو مصفیٰ بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ لذائذِ دنیوی سے قطعِ تعلق اختیار کر لی جائے۔

[2] آں کشیدن مٹی جو پانی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسکی وجہ عالمِ ناسوت کی لذتیں ہیں جو ہم جنس صرف شراب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز دل کے مصفیٰ ہونے کے لئے مانع ہے۔ ہر یکے۔ دنیا کی ہر چیز انسان کو مدہوش بناتی ہے اور شراب کا کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز حاصل نہ ہونے سے وہ اینٹھن پیدا ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نہ ملنے سے ہوا کرتی ہے۔

[3] ایں خمار۔ لذائذِ دنیوی نہ حاصل ہونے سے دل میں اینٹھن پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان لذتوں میں شراب جیسا اثر تھا۔ جُز باندازہ مناسب ہے کہ دنیا کی چیزوں کا بقدرِ ضرورت استعمال کیا جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔ سر کشیدی۔ اولیاء سے وابستگی سے سرکشی محض اس بنیاد پر ہے کہ تو

Presented by www.ziaraat.com

آنچناں کآب درگِل سر کشد ¹ — کہ منم آب و چرا جویم مدد
(یہ) ایسا ہی ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے — کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں؟

دل تو ایں آلودہ را پنداشتی — لاجرم دل زاہلِ دل برداشتی
تونے اس گندے (دل) کو دل سمجھ لیا ہے — اسی لئے تو لامحالہ صاحبِ دل سے دل برداشتہ ہو

خود روا داری کہ آں دل باشد ایں — کہ بود در عشقِ شیر و انگبیں
(کیا) تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہو — جو کہ دودھ اور شہد کے عشق میں مبتلا ہے

لطفِ شیر و انگبیں عکسِ دل ست — ہر خوشے را آں خوش از دل حاصل ست
دودھ اور شہد کا لطف دل کے لطف کا عکس ہے — ہر مزیدار چیز کی مزیداری دل سے حاصل ہوتی ہے

پس بود دل جوہر و عالم عرض ² — سایۂ دل چوں بود دل را غرض
تو دل جوہر ہوتا ہے، اور عالم عرض — دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟

آں دلے کو عاشقِ مال ست و جاہ — یا زبونِ ایں گِل و آبِ سیاہ
وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے — یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے

یا خیالاتے کہ در ظلماتِ او — می پرستد شاں برائے گفتگو
یا اُن خیالات سے مغلوب ہے، اندھیرے میں — جنکو وہ پوجتا ہے (ایسا دل) محض کہنے کو دل ہو

دل نباشد غیرِ آں دریائے نور — دل نظرگاہِ خدا وانگاہ کور
دل دریائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے — دل خدا کا مطمحِ نظر ہو، اور پھر اندھا ہو!

نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام — در یکے باشد کدامست آں کدام
لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے — کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون!

ریزۂ دل را بہل دل را بجو ³ — تا شود آں ریزہ چوں کوہے ازو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر — تاکہ ریزہ اس کی وجہ سے پہاڑ بن جائے

دل محیط ست اندریں خطۂ وجود — زر ہمی افشاند از احسان و جود
اس عالمِ وجود میں دل ایک سمندر ہے — احسان اور سخاوت سے چاندی بکھیرتا ہے

از سلامِ حق سلامتہا نثار — میکند بر اہلِ عالم ز اختیار
اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے سلامتیاں بکھار — کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

دنیا میں ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر افشانی کرتا ہے۔ از سلامِ۔ اللہ کی جانب سے سلامتیاں اُس کو عطا کر دی جاتی ہیں۔ وہ وہ اپنے اختیار سے دنیا والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔

---

¹ آنچناں۔ عالمِ ناسوت میں پھنسنے کے باوجود واصل ہونے کا دعویٰ تو ایسا ہی ہو جیسا کہ کیچڑ کا پانی اپنے آپ کو خالص پانی سمجھے۔ خود روا داری تو خود انصاف کر یہ تیرا دل، دل کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو دنیاوی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو دودھ اور شہد سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذیذ چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت ہے ورنہ نہیں تو جو دل کسی چیز کی لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل اصل نہیں ہے۔

² پس جبکہ اصل دل کی لذت ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے لذت پیدا ہوتی ہے تو دل جوہر ہے اور دنیا کی لذتیں ذاتی نہیں ہیں تو دل کا مقصود خود اُس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو سکتی ہے۔ آں دلے جو دل دنیا کی چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور دنیاوی غلط تمناؤں سے مغلوب ہو وہ برائے گفتن دل ہے۔ حقیقتاً دل نہیں ہے کدام۔ حقیقی دل اولیاء کا دل ہو۔ ریزہ۔ تیرا دل اول نہیں ہو دل کا ریزہ ہے اولیاء کا دل مکمل دل ہے اُن سے وابستگی کرے تیرا ریزہ پہاڑ بن جائے گا۔

³ دل یعنی اولیاء کا دل

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ ہر کرا دامن درست ست و مُعَد
جس کا دامن درست اور تیار ہے
آں نثارِ دل برآنکس میرسد
دل کا وہ بکھاو اسی کو پہنچتا ہے

دامنِ تو آں نیاز ست و حضور
تیرا دامن نیاز مندی اور حاضری ہے
ہیں مَنِہ در دامن آں سنگِ فجور
خبردار! دامن میں بدکاری کا پتھر نہ رکھ

تا نَدَرَّد دامنت زاں سنگہا
تاکہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے
تا بدانی نقد را از رنگہا
خبردار! کھرے اور کھوٹوں کو سمجھ لے

۵۲ سنگ پُر کردی تو دامن از جہاں
تو نے دنیا میں، دامن پتھروں سے بھر لیا
ہم ز سنگِ سیم و زر چوں کودکاں
بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے

آں خیالِ سیم و زر چوں زر نبود
یہ خیالی چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا
دامنِ صدقت درید و غم فزود
اس نے تیرا سچائی کا دامن پھاڑ دیا اور غم بڑھا دیا

کے نماید کودکاں را سنگ سنگ
بچوں کو پتھر، پتھر کب نظر آتا ہے؟
تا نگیرد عقل دامنشان بجنگ
جب تک عقل جنگل سے ان کا دامن نہ تھام لے

۵۳ پیر عقل آمد نہ آں موئے سفید
پیر عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال
مو نمی گنجد دریں بحث و امید
اس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

انکار کردنِ آں جماعت بر دعا و شفاعتِ دقوقیؒ و ناپدید شدن در پردۂ غیب و حیران شدنِ دقوقیؒ کہ ایشاں

ان لوگوں کا دقوقیؒ کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
اُن کا غائب ہو جانا اور دقوقیؒ کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے

بہوا رفتند یا بزمیں پنہاں شدند
گئے یا زمین میں چھپ گئے

چوں رہید آں کشتی و آمد بکام
جب کشتی نے نجات پالی اور مقصود تک پہنچ گئی
شد نمازِ آں جماعت ہم تمام
اُن لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی

فجفجے افتادشاں باہمدگر
ان میں آپس میں کھسر پھسر ہوئی
کیں فضولی را کہ کرد از ما ز شر
کہ شرارت کی وجہ سے یہ بیکار کام ہم میں سے کس نے کیا ہے؟

ہر یکے با ہمدگر گفتند سِر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا
از پسِ پشتِ دقوقی مستتر
دقوقیؒ کے پیٹھ پیچھے پوشیدہ طور پر

۵۱ تو کیا جو اپنا درست دامن پھیلائے گا اس کے دامن میں وہ سونا آجائیگا۔ دامن۔ یہاں دامن سے کپڑے کا دامن مراد نہیں ہے بلکہ اولیاء کی جناب میں نیاز مندی اور حاضری مراد ہے۔ میں کہتا ہوں پہلے شعر میں درست دامن کہا تھا درستگی کا مطلب یہ ہے کہ فسق و فجور نہ کرے۔ تا بدانی یعنی عقیدت کا تعلق سمجھ کر کرنا چاہیے۔

۵۲ سنگ۔ دنیادار اپنے دامن میں سونا چاندی بھرتا ہے یہ سونا اور چاندی بھی پتھر ہیں دراصل دنیادار کا کام طفلانہ ہے۔ زر نبود۔ اس سونے چاندی سے دامن چاک ہوتا ہے اور غم میں اضافہ ہوتا ہے۔
کے نماید۔ دنیادار بھی بڑا نابالغ ہے جسے عقل نہیں ہے جس طرح بچے حقیقی پتھر دامن میں بھر کر دامن کو پھاڑ لیتے ہیں اور پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دنیادار دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۵۳ پیر یعنی پیر بمعنی عقلمند تو وہ ہے جس میں عقل ہو اگر محض بال سفید ہیں تو اسکو پیر نہیں کہا جاسکتا ہے یعنی بزرگی و پیری میں بالوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بکام۔ یعنی کشتی ساحل پر آگئی۔ فجفجے۔ کھسر پھسر۔ فضولی۔ ایسا کام کرنا جس کا اس کو اختیار نہ تھا۔ وہ شخص جو ایسا کام کرے جس میں دوسرے کا حق ہو کشتی میں تو بچے

گفت ہر یک من نکردستم کنوں ❊ ایں دعا نے از بروں نے از دروں

ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے، اب ❊ یہ دعا، نہ بظاہر، نہ بباطن

گفت مانا کایں امام ماز درد ❊ بوالفضولانہ مناجاتے بکرد

کہا یقیناً ہمارے اس امام نے درد کی وجہ سے ❊ فضولیوں کی طرح دعا کی ہے

گفت آں دیگر کہ اے یاران یقیں ❊ مر مرا ہم می نماید ایچنیں

دوسرے نے کہا اے دوستو! یقیناً ❊ مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے

اُو فضولی بودہ است از انقباض ❊ کرد بر مختارِ مطلق اعتراض

انقباض کی وجہ سے وہ فضول بنا ہے ❊ اس نے مختارِ مطلق پر اعتراض کیا ہے

چوں نگہ کردم سپس تا بنگرم ❊ کہ چہ می گویند ایں اہلِ کرم

اس کے بعد جب میں نے نگاہ ڈالی کہ دیکھوں ❊ یہ اہلِ کرم کیا کہہ رہے ہیں؟

یک از ایشاں را ندیدم در مقام ❊ رفتہ بودند از مقامِ خود تمام

موقع پر میں نے انہیں سے ایک کو بھی نہ دیکھا ❊ اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے

نے بچپ نے راست نے بالا نہ زیر ❊ چشمِ تیزِ من نشد بر قوم چیر

نہ بائیں، نہ دائیں، نہ اوپر، نہ نیچے ❊ (اس) قوم پر میری تیز نگاہ نے قابو نہ پایا

دُرہا بودند گوئی آب گشت ❊ نے نشانِ پائے و نے گردے بدشت

گویا موتی تھے، پانی بن گئے ❊ نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جنگل میں گرد تھی

در قبابِ حق شدند آں دم ہمہ ❊ در کدامیں روضہ رفتند آں رمہ

وہ سب اس وقت اللہ کے قبوں میں چلے گئے ❊ وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی!

در تحیر ماندم کایں قوم را ❊ چوں بپوشانید حق بر چشمِ ما

میں حیرانی میں پڑ گیا کہ اس قوم کو ❊ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟

آنچناں پنہاں شدند از چشمِ او ❊ مثلِ غوطہ ماہیاں در آبِ جو

وہ اُن کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے ❊ جیسے کہ مچھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ

سالہا در حسرتِ ایشاں بماند ❊ عمرہا در شوقِ ایشاں اشک راند

وہ سالوں اُن کی حسرت میں رہے ❊ ایک عرصہ تک اُن کے شوق میں روتے رہے

تو بگوئی مردِ حق اندر نظر ❊ کے در آرد با خدا ذکرِ بشر

تو کہے گا، مردِ خدا، نگاہ میں ❊ خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لاتا ہے؟

ل۱ آنا۔ تحقیقاً۔ بوالفضول۔ وہ شخص جو غیر اختیاری کام کیے۔ مناجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشتی کے ڈوبنے سے اسکو دل گرفتگی پیدا ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا ہے۔

ل۲ چوں نگہ۔ یعنی دقوقیؒ نے کہا۔ اہلِ کرم۔ یعنی وہی مقتدی۔ نے بچپ۔ یعنی میں نے چاروں طرف دیکھا، اُنکو کہیں نہ پایا۔ آب گشت۔ یعنی موتی تھے جو دریا میں جاکر گم ہوگئے۔ گرد۔ چلنے سے گرد اٹھتی ہے۔

ل۳ در قباب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قریب خیموں میں چلے گئے۔ آنچناں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ بزرگ دقوقیؒ کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں غوطہ مارکر دریا میں چھپ جاتی ہیں۔ سالہا۔ دقوقیؒ اُن کے دیدار کی حسرت میں سالوں روتے رہے۔ تو بگوئی۔ دقوقیؒ کے اُن بزرگوں کے فراق میں رونے پر تو یہ اعتراض کریگا کہ دقوقیؒ جبکہ بزرگ تھے تو اُن انسانوں کی یاد میں کیوں روتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

خر[1] ازیں می خسپد اینجا اے فلاں — کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جاں

اے فلاں! اِس مقام پر گدھا اِس لئے سوتا ہے — کہ تو نے اُن کو بشر سمجھا، نہ کہ جان

کار ازیں ویراں شدست اے مردِ خام — کہ بشر دیدی مر ایشاں را چو عام

اے ناقص انسان! کام اِسی وجہ سے تباہ ہوا — کہ تو نے انکو عام (انسانوں) جیسا بشر سمجھا

تو[2] ہماں دیدی کہ ابلیسِ لعیں — گفت من از آتشم آدمؑ ز طیں

تو نے وہی دیکھا، جو ملعون شیطان نے — کہا کہ میں آگ کا ہوں، آدمؑ ایتی کا ہے

چشمِ ابلیسانہ را یک دم بہ بند — چند بینی صورت آخر چند چند

شیطانی آنکھ کو فوراً بند کر لے — صورت کو کتنا دیکھے گا، آخر کتنا کتنا؟

اے دقوقیؒ با دو چشمِ ہمچو جو — ہیں مبر امید و ایشاں را بجو

اے دقوقیؒ! نہر جیسی دو آنکھوں سے — خبردار مایوس نہ ہو، اور اُن کو تلاش کر

ہیں بجو کہ رکنِ دولت جستن ست — ہر گشادے در دل اندر بستن ست

خبردار! تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے — ہر کشادگی، دل بستگی کی وجہ سے ہے

از ہمہ کارِ جہاں پرداختہ — کو و کو می گو بجاں چوں فاختہ

دنیا کے ہر کام سے فارغ ہو کر — فاختہ کی طرح (دل و) جان سے کو اور کو کہتا رہ

نیک بنگر اندریں اے محتجب — کہ[3] دعا را بست حق بر استجب

اے محجوب! اِس میں اچھی طرح غور کر — کہ اللہ نے اَستجب کو دعا سے وابستہ کیا ہے

ہر کرا دل پاک باشد ز اعتلال — آں دعایش می رود تا ذوالجلال

بیماری سے جس کا دل پاک ہو گیا — اُس کی دعا اللہ تعالےٰ تک پہنچتی ہے

باز شرح کردنِ حکایتِ آں طالبِ روزیِ حلال بے کسب و رنج در عہدِ داؤد علیہ السّلام و مستجاب شدنِ دعائے او

حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال روزی طلب کرنیوالے کی حکایت کی دوبارہ تشریح اور اُس کی دعا کا قبول ہونا

یادم آمد آں حکایت کاں فقیر — روز و شب میکرد افغان و نفیر

مجھے وہ قصہ یاد آیا، کہ وہ فقیر — دن رات فریاد اور زاری کرتا تھا

وز خدا می خواست روزیِ حلال — بے شکار و کسب و رنج و انتقال

اور خدا سے حلال روزی مانگتا تھا — بغیر شکار اور کمائی اور تکلیف اور چلنے پھرنے کے

---

[1] خر خسپیدن یعنی گدھے کا سونا۔ غفلت اور غلطی ہونا کہ بشر۔ یعنی معترض کی غلطی در غلطی یہ ہے کہ وہ اُن کو صرف بشر سمجھا حالانکہ جب وہ فانی فی اللہ تھے تو وہ خواصِ بشری سے مُبرّا اور روحِ محض تھے۔

[2] تو ہماں۔ ہر انسان کو محض بشر سمجھنا اور اُس کے باطنی فضائل کی طرف نظر نہ کرنا شیطانی نظر ہے شیطان نے آدمؑ کی صورتِ ظاہری کو دیکھا اُن کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔ چند بینی۔ ظاہر بینی کو چھوڑ کر انسان کے باطن کو دیکھا کرو۔ اے دقوقیؒ مولانا فرماتے ہیں معترض کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ اے دقوقیؒ تم اس کی پرواہ نہ کرو اور اُن بزرگوں کے فراق میں خوب آنسو بہاؤ۔ ہیں بجو۔ تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے کو و کو۔ فاختہ گویا اپنے محبوب کے بارے میں کہتی ہے کہاں ہے کہاں ہے۔

[3] کہ دعا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے مانگو میں قبول کرونگا ہر گزا۔ جو اِن نفسانی بیماریوں سے خالی ہوتا ہے تو اُسکی دعا ضرور بارگاہِ الٰہی تک پہنچتی ہے۔ انتقال یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، چلنا پھرنا۔

Presented by www.ziaraat.com

(۱۵)

پیش ازیں گفتیم بعضِ احوالِ اُو | لیک تعویق[1] آمد و شُد بیخ تو
اُس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیئے ہیں | لیکن رکاوٹ آگئی اور بیخ گوئی ہو گئی

ہم بگویمش کجا خواہد گریخت | چوں زابرِ فضلِ حق حکمت بریخت
میں تجھ سے وہ (قصہ) کہوں گا وہ کہاں بچے گا | جبکہ اللہ (تعالیٰ) کے فضل کے ابر سے دانائی ٹپک رہی ہے

صاحبِ گاوش بدید و گفت ہین | اے بظلمت گاوِ من گشتہ رہین
گائے والے نے اُس کو دیکھا اور کہا خبردار! | اے وہ کہ تیرے ظلم میں میری گائے پھنس گئی

ہیں چرا کُشتی بگو گاوِ مرا | ابلہِ طرار انصاف اندر آ
خبردار! بتا تو نے میری گائے کیوں ماری | (اے) بیوقوف گنٹھ کٹے انصاف میں آ

گفت من روزی زحق میخواستم | قبلہ[2] را از لابہ می آراستم
اُس نے کہا میں اللہ (تعالیٰ) سے روزی مانگتا تھا | قبلہ کو آہ وزاری سے سجاتا تھا

سالہا بود ست کارِ من دُعا | تا کہ بفرستاد گاوے را خدا
میرا کام سالوں دُعا کرنا رہا ہے | یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) نے ایک گائے بھیجدی

چوں بدیدم گاوَ را برخاستم | روزیِ من بود کُش می خواستم
جب میں نے گائے دیکھی میں اُٹھا | میری روزی تھی جو میں مانگتا تھا

آں دعائے کُہنہ ام شُد مُستجاب | روزیِ من بود کُشتم نک جواب
وہ میری پُرانی دُعا قبول ہو گئی | وہ میری روزی تھی میں نے اُسکو ذبح کر لیا یہ جواب ہے

رفتن ہر دو خصم پیشِ داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام
دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور اُن پر صلوٰۃ وسلام ہو) کے سامنے جانا

اُوز خشم[3] آمد گریبانش گرفت | چند مُشتے زد بر روئش ناشگفت
وہ غصہ میں آیا اُس کا گریبان پکڑا | بے تحاشا اُس کے منہ پر چند گھونسے مارے

می کشیدش تا بداؤدؑ نبی | کہ بیا اے ظالمِ گیج غبی
اُس کو داؤدؑ نبی کے پاس کھینچ کر لے گیا | کہ آ، اے احمق بیوقوف نالائق!

حُجّت بارد رہا کن اے دغا | عقل در تن آور و باخویش آ
اے دغا باز! کج حجتی چھوڑ | اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ

ایں چہ میگوئی دُعا چہ بود مخند | بر سر و ریشِ من و خویش اے لوند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اُڑا | اے بیباک! میرے اور اپنے سر اور داڑھی کا

[1] تعویق۔ رکاوٹ۔ جم۔ یعنی میں وہ قصہ ضرور سناؤنگا اُس میں بہت سی حکمت کی باتیں ہیں۔ اے بظلمت یعنی جب گائے اُس دُعا کرنیوالے کے گھر میں گھس آئی اور اُس نے اُس کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا تو مالک نے آ کر کہا۔ طرّار۔ جیب تراش۔

[2] قبلہ را۔ یعنی قبلہ رُو ہو کر میں بہت رو رہا ہوں۔ کُش۔ کہ اش۔ مُستجاب۔ مقبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا کرنے والا اور گائے کا مالک۔

[3] اوز خشم۔ گائے کے مالک کو فقیر کے بیان پر غصہ آیا اُس نے اُس کا گریبان پکڑا اور منہ پر چند طمانچے مارے۔ گیج۔ احمق۔ دغا۔ دغا باز۔ حجّت بارد۔ ٹھنڈی دلیل یعنی ایسی دلیل جو دعوے کو ثابت نہ کر سکے۔ ایں چہ۔ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا مال حلال ہو جاتا ہے۔ لوند لام کے زبر اور واؤ کے زیر کے ساتھ بیباک، وہ جو نہ اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت من با حق دعاہا کردہ ام — اندریں لابہ بسے خوں خوردہ ام

اُس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں — اس خوشامد میں اپنا بہت خون پیا ہے

من یقیں دانم دعا شد مستجاب[۱] — سر بزن بر سنگ اے منکر خطاب

میں یقینی (طور پر) جانتا ہوں دعا قبول ہوتی ہے — اے بدگو! پتھر پر سر مار

گفت گرد آئید ہاں اے مسلمیں — ژاژ بینید و فشار ایں مہیں

اُس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ — اس ذلیل کی بکواس اور ہٹ دھرمی دیکھو

اے دعا تا چند خائی ژاژ را — حجت قاطع بگو چہ بود دعا

اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا؟ — فیصلہ کن دلیل لا، دعا کیا ہوتی ہے؟

اے مسلماناں دعا مالِ مرا — چوں ازآنِ او کند بہر خدا

اے مسلمانو! دعا میرے مال کو — کیسے اُس کی ملکیت بنا دیگی؟ خدا کے لئے

گر چنیں بودے ہمہ عالم بدیں — یک دعا املاک بردندے بکیں

اگر ایسا ہوتا (تو) تمام لوگ اس — ایک دعا سے جبراً جائدادیں مار لیتے

گر چنیں بودے گدایانِ ضریر — محتشم گشتہ بدندے و امیر

اگر ایسا ہو سکتا، تو اندھے بھکاری — باحشمت اور امیر ہو جاتے

روز و شب اندر دعا اند و ثنا — لابہ گویاں کہ تو ماں دہ اے خدا

(وہ) دن، رات دعا اور تعریف میں — خوشامدانہ کہتے ہیں کہ اے خدا! تو ہمیں دے

تا[۲] تو ندہی ہیچکس ندہد یقیں — اے کشایندہ تو بکشا بندِ ایں

جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دیگا — اے کھولنے والے! اس بند کو کھول دے

مکسبِ کوراں بود لابہ و دعا — جز لبِ نانے نیابند از عطا

اندھوں کی کمائی کا ذریعہ خوشامد اور دعا ہے — وہ کوئی عطا روٹی کے ٹکڑے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں

خلق گفتند ایں مسلماں راست گوست — ویں فروشندہ دعاہا ظلم جوست

مسلمانوں نے کہا، یہ مسلمان سچ کہتا ہے — اور یہ دعا فروش ظالم ہے

ایں[۳] دعا کے باشد از اسبابِ ملک — کے کشد ایں را شریعت خود بسلک

یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟ — اسکو شریعت لڑی میں کب پروتی ہے؟

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا — یا زجنسِ ایں شود ملکے ترا

فروخت، اور بخشش، یا وصیت، یا عطا — یا اس جیسی (چیز) سے تیری ملکیت (کا سبب) ہو سکتی ہے

۱ مستجاب۔ مقبول۔ فشار۔ گالی، بیہودہ بات۔ ژاژ۔ ایک کانٹے دار گھاس ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ اے مسلماناں۔ گائے والے نے مسلمانوں کے مجمع سے کہا اس کی دعا سے میرا مال اس کا کیسے ہوگیا۔ گر چنیں۔ اگر دعا سے کوئی دوسروں کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر کے دوسروں کے مال کی مالک بن جایا کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے صاحب قسمت و دولت بن جایا کرتے۔

۲ تا تو۔ یعنی فقرا دعا میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ دیگا کوئی کچھ نہ دیگا تو ہی افلاس کے اس بند کو کھول دے۔ مکسب۔ اندھے فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دعا ہے جب انھیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔ تمام لوگوں نے سارا تقریر سن کر کہا گائے والا سچ کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم ہے۔

۳ این دعا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بیع۔ انسان مالک جب بنتا ہے، جب کوئی دوسرا اس کے ہاتھ اپنی چیز فروخت کر دے یا مفت دیدے یا وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ مالک ہوگا۔ یا زجنس این۔ مثلاً وراثت۔

درکُدامین[1] دفترست ایں شرعِ تو
تیری یہ شریعت کس کتاب میں (لکھی) ہے؟

گاو را تو بازدہ یا حبس رو
تو گائے واپس کر یا قید میں جا

اندرآ در حبس و در زندانِ او
قید اور اُس کے جیل خانہ میں آ جا

ورنہ گاوش را بدہ حجت مگو
ورنہ اُس کی گائے دیدے حُجت (بازی) نہ کر

اُو بسُوئے آسماں میکرد رُو
وہ آسمان کی طرف مُنھ اُٹھاتا

کاے خداوندِ کریمِ لُطف خُو
کہ اے کریم خدا، رحیم مزاج!

مَن دُعاہا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اِس تمنا سے دعائیں کیں

واقعہ ما را نداند غیرِ تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے

دردلِ من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی

صد اُمید اندر دلم افراختی
تو نے میرے دل میں سینکڑوں اُمیدیں بھاردیں

من[2] نمیکردم گزافہ آں دُعا
میں وہ دعائیں خواہ مخواہ نہیں کرتا تھا

ہمچو یوسفؑ دیدہ بودم خوابہا
میں نے حضرت یوسفؑ کیطرح بہت سے خواب دیکھے

دید یوسفؑ آفتاب و اختراں
(حضرت) یوسفؑ نے سورج اور ستاروں کو دیکھا

پیشِ اُو سجدہ کُناں چوں چاکراں
اپنے سامنے نوکروں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے

اعتمادش بُود بر خوابِ دُرست
اُن کو سچے خواب پر بھروسہ تھا

در چہ و زنداں جُز آں رامی نجُست
کنوئیں اور قید خانہ میں اُس (خواب کی تعبیر) کے علاوہ کچھ (نہیں) جستجو کی

زاعتمادِ آں نبودش ہیچ غم
اُس کے بھروسے اُن کو کوئی غم نہ تھا

از غلامی و ز مَلامِ بیش و کم
غلامی اور (لوگوں کی) کم و بیش ملامت سے

اعتمادے داشت اُو بر خوابِ خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے

کہ چو شمعے می فروزیدش ز پیش
جو اُن کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا

چوں درافگندند یوسفؑ را بچاہ
جب اُنھوں نے یوسف کو کنوئیں میں گرا دیا

بانگ[3] آمد سمعِ او را از اِلٰہ
اُنکے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی

کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ (اور) وزیر بنے گا

تا بمالی ایں جفا بر روئے شاں
یہاں تک کہ اس ظلم کو اُن کے مُنھ پر مار یگا

قائلِ ایں بانگ نامد در نظر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

لیک دل بشناخت قائل را ز اثر
لیکن دل نے علامت کے ذریعہ کہنے والے کو پہچان لیا

---

[1] درکدامین۔ یہ مسئلہ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ تو اللہ سے دعا کرے اور دوسرے کے مال کا مالک بن جائے۔ مبتق۔ یہ غضب ہے جس کی سزا جیل خانہ ہے تو۔ اُس فقیر نے لوگوں کی باتوں سے عاجز آکر آسمان کی طرف مُنھ اُٹھا کر اللہ تعالےٰ سے مُناجات شروع کر دی۔

[2] من نمیکردم۔ یعنی میری دعا کا یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور مجھے خواب پر ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔ حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ انکو سورج اور ستارے سجدہ کر رہے ہیں تو انکو اُس کی تعبیر سے یقین ہو گیا تھا کہ وہ لامحالہ بادشاہ یا وزیر بنیں گے۔ در چہ۔ بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا زلیخا کی وجہ سے قیدخانہ بھگتا لیکن اُن کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ ایک دن یقیناً بڑائی حاصل ہوگی لہٰذا یہ ساری تکالیف اُن کی نگاہ میں ہیچ تھیں

[3] بانگ۔ قرآن میں ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ یعنی ہم نے یوسف کو وحی بھیجی کہ تو ان بھائیوں کے کرتوتوں سے انکو خبردار کریگا وہ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ قائل۔ یعنی یہ وحی براہ راست آئی تھی انکے آثار سے یوسف سمجھ گئے

Presented by www.ziaraat.com

قوتے و راحتے و مسندے | در میانِ جاں فتادش زاں ندے[۵۱]
قوت، اور راحت، اور سہارا | اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا

چاہ شد بر وے بداں بانگِ جلیل | گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل
اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا | گلشن اور محفل، جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ

ہر جفا کہ بعد ازانش می رسید | او بداں قوت بشادی می کشید
اس کے بعد جو ظلم ہوا | انھوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت کیا

ہمچنانکہ[۵۲] ذوقِ آں بانگِ الست | در دلِ ہر مومنے تا حشر ہست
جیسے کہ الست کی آواز کا ذوق | ہر مومن کے دل میں حشر تک کیلئے ہے

تا نباشد در بلاشاں اعتراض | نے ز امر و نہیِ حق شاں انقباض
تاکہ آزمائش میں انھیں کوئی اعتراض نہ ہو | نہ اللہ (تعالیٰ) کے امر و نہی میں انھیں انقباض ہو

لقمۂ تلخے چو شکر می شود | خار ریحاں سنگ گوہر می شود
کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے | کانٹا ریحان، پتھر گوہر بن جاتا ہے

لقمۂ حکمے کہ تلخی می نہد | گلشکر آں را گوارش می دہد
جس حکم کا لقمہ تلخی پیدا کرتا ہے | (ذوق کا) گلقند اس میں خوشگواری پیدا کر دیتا ہے

گلشکر[۵۳] آں را کہ نبود مستند | لقمہ را زانکارِ او قے میکند
جس کے لئے گلقند کا سہارا نہ ہو | اسکے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے

ہر کہ خوابے دید از روزِ الست | مست باشد در رہِ طاعات مست
جس نے الست کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے | وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے

میکشد چوں اشترِ مست ایں جوال | بے فتور و بے گمان و بے ملال
وہ مست اونٹ کی طرح اس بورے کو اٹھاتا ہے | بغیر سستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے

کفکِ تصدیقش بگردِ پوزِ او | شد گواہِ مستیِ دلسوزِ او
اس کے منہ کے گرد اس کی تصدیق کے جھاگ | اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں

اشتر از قوت چو شیرِ نر شدہ | زیرِ ثقلِ بار اندک خور شدہ
طاقت کی وجہ سے اونٹ نر شیر بن گیا | بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا

ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ برو | می نماید کوہ پیشش تارِ مو
اونٹنی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں فاقے ہیں | پہاڑ اس کو بال نظر آتا ہے

---

۵۱ ندے۔ ندا کا امالہ ہے یعنی اس آواز سے انھیں طاقت اور سہارا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد۔ یوسفؑ کے لیے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے نمرود کی آگ۔

۵۲ ہمچنانکہ حضرت یوسفؑ کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہدِ الست کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے انکے لئے تمام دنیاوی مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور احکامِ خداوندی بجالانے میں انکو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمۂ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحان۔ سرخ خوشبودار گھاس۔ گل شکر یعنی عہدِ الست کا ذوق۔

۵۳ گل شکر جس میں عہدِ الست کا وہ ذوق نہ ہوگا وہ احکامِ خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ می کشد۔ وہ عہدِ الست کے ذوق کی مستی میں تکلیف اسی طرح برداشت کرے گا جیسا کہ مست اونٹ بے تکان بڑے بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست اونٹ کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہدِ الست کے مست کے منہ میں اسکے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزوئے۔ مستی کی حالت میں نر اونٹ اونٹنی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور اسمیں بہت زیادہ

در الست آنکو چنیں خوابے ندید ۔ اندریں دنیا نشد بندہ و مریدؔ
جس نے الست میں ایسا خواب نہیں دیکھا ہے ۔ وہ اس دنیا میں بندہ اور ارادتمند نہ بنا

ور بشد اندر تردد صد دلہ ۔ یک زماں شکر ستش و سالے گلہ
اگر مرید بنا بھی تو تذبذب میں سو دل والا ہے ۔ ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال شکوہ

پائے پیش و پائے پس در راہِ دیں ۔ می نہد با صد تردد بے یقیں
دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے ۔ بغیر یقین کے تردد کی حالت میں رکھتا ہے

وام دارِ شرح ایمم نک گرو[2] ۔ ور شتابست از الم نشرح شنو
میں اسکی شرح کا مقروض ہوں یہ گروی ہے ۔ اگر جلدی ہے تو الم نشرح سن لے

چوں ندارد شرحِ ایں معنی کراں ۔ خر بسوئے مدعی گاؤ راں
چونکہ اس معنی کی شرح کا کنارہ نہیں ہے ۔ گائے کے مدعی کی جانب گدھا ہانک دے

گفت کورم خواندزیں جرمم آں دغا ۔ بس بلیسانہ قیاس ست اے خدا
اس نے کہا اس دغاباز نے مجھے اس جرم میں اندھا ۔ اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے

من[3] دعا کورانہ کے می کردہ ام ۔ جز بخالق کدیہ کے آوردہ ام
میں نے اندھا بن کر دعا کب کی ہے؟ ۔ اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟

کور از خلقاں طمع دارد ز جہل ۔ من ز تو کز تست ہر دشوار سہل
اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے ۔ میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے

آں یکے کورم ز کوراں بشمرید ۔ او نیاز جان و اخلاصم ندید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا ۔ اس نے میری جان کی نیازمندی اور اخلاص نہ دیکھا

کوریِ عشق ست ایں کوریِ من ۔ حب یعمی و یصم ست اے حسن
میرا اندھا پن عشق کا اندھا پن ہے ۔ اے بھلے! اس کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے (کا مصداق ہے)

کورم از غیرِ خدا بینا بدو ۔ مقتضائے عشق ایں باشد بگو
میں خدا کے غیر سے اندھا اور خدا کا بینا ہوں ۔ بتا عشق کا یہی مقتضی ہے

بزرگی اصلیت کو حضرت جیسے باطنی اوصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح اس شخص نے میرے ظاہر اور فقہ کو دیکھ کر مجھے اندھے فقیروں میں سے سمجھ لیا حالانکہ میرا فقر فی اللہ تھا۔

[3] من دعا ۔ اندھے فقیر تو انسانوں سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ سے بھیک مانگی ہے او نیاز یعنی اس نے میرے اوصاف کو نہ دیکھا ۔ کوری یعنی چونکہ میں عشق الٰہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے ... غیر اللہ کو دیکھنے سے ... بینا ہوں دین کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے کہ عاشق ہیں۔

[1] مرید جس شخص نے عہد الست کے معاملہ میں کوئی خواب نہ دیکھا ہو اس میں بندگی اور ارادتمندی کا مادہ نہیں ہوتا ہے۔ ور بشد ایسے شخص میں کچھ ارادت مندی بھی اگر ہوتی ہے تو وہ بھی تذبذب کے ساتھ ہوتی ہے اس کی زبان پر کبھی شکر خدا آتا ہے تو اس سے زیادہ وہ شکوے کرتا رہتا ہے

[2] وام دار مولانا فرماتے ہیں کہ عہد الست کے ذوق کی مزید تشریح میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کروں گا... فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گروی رکھ لے تاکہ قرض کی ادائیگی کا اطمینان ہو جائے۔ در شتاب ۔ اگر زیادہ جلدی ہے تو الم نشرح پڑھ لے یعنی الم نشرح سورہ میں آنحضورؐ کے شرح صدر ہو جانے کا بیان ہے۔ شرح صدر کے بعد ہر راز خود حل ہو جاتا ہے اللہ تیرا بھی شرح صدر کر دے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ میں خود آ جائیگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ حضورؐ کی شرح صدر کا یہی مطلب تھا کہ آپ میں عہد الست کا پورا ذوق تھا اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کا بوجھ کم کر دیا تھا اور تمام احکام شرعی آپ پر آسان ہو گئے تھے۔ گفت ۔ اس فقیر نے کہا۔ آں دغا یعنی گائے کا مالک۔ بس بلیسانہ ۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہر کو دیکھا اور اسی بنیاد

توکہ بینائی ز کورانم مدار
(اے خدا) تو کہ بینا ہے مجھے نابیناؤں میں نہ رکھ

دائرم بر گردِ لطفت اے مدار
اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں

آنچناں[1] کہ یوسفؑ صدیق را
جس طرح کہ یوسفؑ صدیق کو

خواب بنمودی و گشتش متکا
تو نے خواب دکھایا، اور وہ اُن کا سہارا بنا

مر مرا ہم لطفِ تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا

ایں دعائے بیحدم بازی نبود
میری یہ لامحدود دُعا کھیل نہ تھی

می ندانند خلق اسرارِ مرا
لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں

ژاژ میدانند گفتارِ مرا
میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں

حق شان ست کہ داند رازِ غیب
(یہ) اُن کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟

غیر علامِ سر و ستارِ عیب
سوائے راز کے جاننے والے اور عیب کے چھپانے والے کے

خصم[2] گفتش حق بگو اے تند خو
(اُسکے) مخالف نے اُس سے کہا اے بدمعاش! سچ بتا

از چہ سوئے آسمان کردی تو رو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟

شیدی آری غلط می افگنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے

لافِ عشق و لافِ قربت میزنی
عشق اور قربِ (الٰہی) کی بکواس کرتا ہے

باکدامیں روئے چوں دل مردۂ
جبکہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے

روئے سوئے آسمانہا کردۂ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟

غلغلے در شہر افتادہ ازیں
اس سے شہر میں بڑا شور مچ گیا

آں مسلماں می نہد رو بر زمیں
وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا

کاے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
کہ اے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما

گر بدم[3] ہم سرِ من پیدا مکن
اگر میں برا بھی ہوں، میرا راز فاش نہ کر

تو ہمی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں

کہ ہمی خواندم ترا با صد نیاز
میں تجھے سینکڑوں نیازمندیوں کیساتھ پکارتا تھا

پیشِ خلق ایں را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے

پیشِ تو ہمچوں چراغِ روشنیست
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے

گاو می خواہند از من اے خدا
اے اللہ! وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

چوں فرستادی نکردم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

---

1. آنچناں۔ جس طرح حضرت یوسفؑ کو خواب پر بھروسہ تھا اور وہ اُن کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول ہوگی۔ ایں دعا۔ میری گریہ وزاری کھیل کود نہ تھی یقیناً اُس کو مقبول ہونا تھا۔ می ندانند۔ لوگ اس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو بکواس سمجھ رہے ہیں۔ حق شاں۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حال معلوم نہیں تو اُن کا کہنا برحق ہے۔

2. خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا سچ بات کہہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈینگیں کیوں مارتا ہے۔ باکدامیں۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے۔ آں مسلماں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر سجدہ میں گرا ہوا تھا۔ کاے خدا۔ اللہ سے سجدہ کی حالت میں یہ دعائیں کر رہا تھا۔

3. گر بدم۔ اگر میں برا بھی ہوں تو اُس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے۔ چوں فرستادی۔ جب اے اللہ تو نے خود اس گائے کو میرے گھر میں بھیجا تو میرا ذبح کرنا غلطی نہ تھی۔

بیروں شدنِ داؤد نبی علیہ السلام وشنیدن از ہر دو خصم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا، اور دونوں فریق کی بات سننا، اور

وسوال کردن از مدعیٰ علیہ وجوابِ او

مدعیٰ علیہ سے سوال کرنا، اور اس کا جواب

چونکہ داؤدِ نبی آمد بروں — گفت[1] ہیں چونست ایں احوالِ چوں

جب داؤد نبی، باہر آئے — فرمایا ہاں، یہ کیا احوال ہیں؟

مدعی گفت اے نبی اللہ داد — گاوِ من در خانۂ او در فتاد

مدعی نے کہا، اے اللہ کے نبی! فریاد ہے — میری گائے اسکے گھر میں گھس گئی

کشت گاوم را بپرسش کہ چرا — گاوِ من کشت او بیاں کن ماجرا

اس نے میری گائے ذبح کردی اس سے پوچھئے کہ کیوں؟ — میری گائے ذبح کی، وہ واقعہ بتائے

گفت داؤدش بگو اے بو الکرم — چوں تلف کردی تو ملکِ محترم

اس سے داؤد نے فرمایا، اے بھلے مانس! — تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

ہیں پراگندہ مگو حجت بیار — تا[2] بیک سو گردد ایں دعویٰ و کار

خبردار! بیہودہ بات نہ کر، دلیل بیان کر — تاکہ یہ دعویٰ اور معاملہ یکسو ہو جائے

گفت اے داؤد بودم ہفت سال — روز و شب اندر دعا و در سوال

اس نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا — دن، رات دعا اور سوال میں

ایں ہمی جستم ز یزداں کاے خدا — روزیِ خواہم حلال و بے عنا

میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا! — میں حلال روزی بے مشقت چاہتا ہوں

مرد و زن برنالۂ من واقف اند — کودکاں ایں ماجرا را واصف اند

مرد، عورت، میری فریاد سے واقف ہیں — بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں

تو بپرس از ہر کہ خواہی ایں خبر — تا بگوید بے[3] شکنجہ و بے ضرر

آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کرلیں — تاکہ وہ بغیر دباؤ اور بغیر تکلیف کے بتادے

ہم ہویدا پرس و ہم پنہاں خلق — کہ چہ میگفت ایں گدائے ژندہ دلق

لوگوں سے علی الاعلان اور خفیہ طور پر دریافت کرلیجئے — کہ یہ پھٹی گدڑی والا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟

بعد ازیں جملہ دعا وایں فغاں — گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

اس تمام دعا اور فریاد کے بعد — اچانک میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

---

[1] گفت حضرت داؤد نے فرمایا سب احوال بتاؤ۔ او بیان کن یعنی اس کو فرمایئے کہ وہ بیان کرے۔

[2] تا بیک سُو یعنی میں معاملہ کو سمجھ کر فیصلہ کرسکوں۔ عنا مشقت، درد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت، مرد، بچے بڑے سب ہی کو معلوم ہے۔

[3] بے شکنجہ یعنی بغیر کسی دباؤ کے۔ ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی کھلی اور چھپی تحقیقات کرلیجئے۔

Presented by www.ziaraat.com

چشمِ من تاریک شُد نے بہرِ لُوت[1] | شادیٔ آں کہ قبول آمد قُنوت

میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کھانے کے لئے | اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی

کُشتم ایں را تا دہم در شکرِ آں | کہ دُعائے مَن شنید آں غیب داں

میں نے اسکو ذبح کر دیا تاکہ اس شکریہ میں بانٹ دوں | کہ اس غیب کے جاننے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردنِ داؤد علیہ السّلام بر کُشندہ گاؤ

گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤدؑ کا فیصلہ

گُفت داؤدؑ ایں سُخنہا را بشُو | حُجتِ شرعی دریں دعوے بگو

حضرت داؤدؑ نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھو دے | اس دعوے پر کوئی شرعی دلیل بیان کر

تو روا داری کہ من بے حُجتے | بنہم اندر شرع باطل سُنتے

تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے | میں شرع میں ایک غلط رسم جاری کر دوں

اینکہ بخشیدت خریدی وارثی | ریع را چوں می ستانی حارثی

یہ گائے تجھے کس نے بخشی؟ تو نے خریدی؟ تو وارث ہے؟ | پیداوار تو کیوں لیتا ہے، تو کاشتکار ہے؟

کسب[2] را ہمچوں زراعت داں عمو | تا نہ کاری دخل نبود آں تو

اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ | جب تک تو کھیتی نہ کرے پیداوار تیری ملکیت نہیں ہے

آنچہ کاری بدروی آں آں تست | ورنہ ایں بیداد بر تو شد درست

جو تو بووے، کاٹے وہ تیری ملکیت ہے | ورنہ یہ ظلم تیرے ذمے لگ گیا ہے

رو بدہ مالِ مُسلماں کژ مگو | رو بجو وام و بدہ باطل مجو

جا مسلمان کا مال دے، ٹیڑھی بات نہ کر | جا، قرض لے، اور دیدے، غلط نہ چاہ

گفت[3] اے شہ تو ہم ایں میگوئیم | کہ ہمیگویند اصحابِ ستم

اُسنے کہا اے شاہ! آپ بھی مجھے یہی کہہ رہے ہیں | جو ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردنِ آں شخص از داوری داؤد علیہ السّلام نزدِ خدا

اُس شخص کا داؤدؑ کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس ز دل آہے برآورد و گفت | کاے خُدائے ہر کجا طاقے و جُفت

تو اُس نے دل سے آہ نکالی اور کہا | اے ہر اُس جگہ کے خدا جہاں کوئی طاق اور جفت ہے

سجدہ کرد و گفت اے دانا سوز | در دلِ داؤدؑ انداز آں فروز

اُس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے | وہ روشنی داؤدؑ کے دل میں ڈال دے

---

[1] لوت۔ معنی غذا۔ کُشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اسکو غریبوں میں بانٹ دوں۔ تو روا داری۔ کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ رائج کر دوں۔ ایں۔ یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیداوار کا مالک بنا۔

[2] کسب۔ کمائی اور کھیتی ایک چیز ہے جو بوتا ہے کھیتی اُس کی ملکیت ہوتی ہے۔ ورنہ۔ دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ رو۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اُس گائے کی قیمت ادا کر دے ورنہ قرض لے کر اُس کو دیدے۔

[3] گفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کرنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اُس نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

در دلش[1] نہ آنچہ تو اندر دلم | اندر افگندی براز اے مفضلم

اُس کے دل میں ڈال دے جو کہ تونے میرے دل | میں راز ڈالا ہے اے میرے محسن!

ایں بگفت و گریہ در شد ہائے ہائے | تا دلِ داؤدؑ بیروں شد ز جائے

یہ کہا اور ہائے ہائے کر کے رونا شروع کر دیا | یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ کا دل دھڑکنے لگا

گفت ہیں امروز اے خواہانِ گاؤ | مُہلتم دہ ویں دعاوی را مکاؤ

فرمایا خبردار! اے گائے کے متمنی! آج | مجھے مُہلت دے ان دعووں کو نہ کرید

تا روم من سوئے خلوت در نماز | پرسم ایں احوال از دانائے راز

تاکہ میں نماز میں تنہائی میں چلا جاؤں | رازوں کے جاننے والے سے یہ احوال دریافت کروں

خوئے[2] دارم در نماز آں التفات | معنیِ قُرَّۃُ عَینی فی الصّلوٰۃ

میں نماز میں اُس توجہ کی عادت رکھتا ہوں | جو معنی ہیں قُرَّۃُ عَینی فی الصّلوٰۃ کے

روزنِ جانم کشادست از صفا | میرسد بے واسطہ نامہ خدا

صفائی کی وجہ سے میری جان کا سوراخ کھلا ہوا ہے | بغیر واسطے کے خدا کا پیغام پہنچتا ہے

نامہ و باران و نور از روزنم | می فتد در خانہ ام از معدنم

پیغام اور بارش اور نور میرے سوراخ سے | میری معدن سے میرے گھر میں پہنچتا ہے

[3]دوزخ ست آں خانہ کاں بے روزن ست | اصلِ دیں اے بندہ روزن کردن ست

وہ گھر دوزخ ہے جو بے سوراخ ہے | اے بندے! دین کی اصل سوراخ کر لینا ہے

تیشہ در ہر بیشہ کم زن بیا | تیشہ زن در کندنِ روزن ہلا

ہر جھاڑی پر کلہاڑی نہ مار | ہاں سوراخ کرنے کے لئے کدال مار

یا نمی دانی کہ نورِ آفتاب | عکسِ خورشیدِ بروں ست از حجاب

یا تو نہیں جانتا کہ سورج کا نور | اُس سورج کا عکس ہے جو پردے سے باہر ہے

نور ایں دانی کہ حیواں دید ہم | پس چہ کرّمنا بود بر آدمم

تو اسکو نور سمجھتا ہے جس کو حیوان بھی دیکھتا ہے | تو میرے آدمی ہونے پر کرّمنا کیسے (صادق) ہوگا؟

[1] در دلش۔ اے خدا حضرت داؤدؑ کے دل میں وہی بات پیدا کر دے جو تو نے میرے دل میں پیدا کی تھی جس سے میں اس گائے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مفضل محسن۔ ایں بگفت۔ گائے ذبح کرنے والے نے اس گفتگو کے بعد آہ و زاری شروع کر دی اور ایسا رویا کہ حضرت داؤدؑ کا دل بے چین ہو گیا۔ گفت۔ حضرت داؤدؑ نے مدعی سے کہا آج جاؤ کل فیصلہ ہوگا۔ تا روم۔ میں تنہائی میں نماز پڑھوں گا اور اللہ سے دعا کروں گا تاکہ راز کھل جائے۔

[2] خوئے دارم۔ مجھے نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف وہی توجہ ہوتی ہے جس کے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ قُرَّۃُ عَینی فی الصّلوٰۃ حدیث شریف میں ہے جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَینی فی الصّلوٰۃ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ روزن۔ روح کا دریچہ کھلا ہوا ہے جس کے ذریعہ بغیر واسطے کے میرے پاس خدائی احکام آتے ہیں۔ باراں یعنی بارانِ رحمت۔ معدن یعنی ذات باری تعالیٰ۔

[3] دوزخ۔ جس روح کا دریچہ اللہ تعالیٰ کی جانب کھلا ہوا نہیں ہے وہ روح دوزخی ہے۔ اصل۔ دین کی بنیاد تعلق مع اللہ ہے۔ تیشہ۔ لکڑیاں کاٹنے کیلئے تیشہ چلانا کوئی معنی نہیں رکھتا اصل کام مجاہدات کے تیشہ سے روح میں دریچہ کھولنا ہے۔ یا نمی دانی۔ تو جو روح کا دریچہ کھولنے کیلئے مجاہدات نہیں کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نور ذات باری کا نور ہے سورج کا نور تو اس کا ایک عکس ہے۔ نور ایں۔ اگر تیری نگاہ میں صرف یہی ظاہری نور ہے تو تجھ میں اور حیوانات میں کیا فرق ہے اس ظاہری نور کو تو ہر حیوان دیکھ لیتا ہے تیری کیا خصوصیت ہے۔ کرّمنا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَقَد کَرَّمنا بَنِیٓ آدَم "ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی" تو اگر تجھ میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو یہ آیت اس پر کیسے صادق آسکتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مَن^۱ چو خورشیدم درونِ نور غرق
میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں
مَن ندانم کرد خویش از نور فرق
میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں

رفتنم سُوئے نماز و آن خلا
میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا
بہرِ تعلیم ست رہ مر خلق را
مخلوق کو راستہ کی تعلیم دینے کے لئے ہے

کژ نہم تا راست گردد ایں جہاں
میں ٹیڑھا (قدم) رکھتا ہوں تاکہ مخلوق سیدھی ہو جائے
حَرب خدعہ ایں بُوَد اے پہلواں
اے بہادر! "جنگ دھوکہ ہے" یہی ہے

نیست^۲ دستورے وگرنہ ریختے
اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے
گرد از دریائے راز انگیختے
راز کے دریا سے گرد اڑا دیتے

ہمچنیں میگفت داؤد ایں نسق
اس طور پر حضرت داؤدؑ ایسا ہی کہتے رہے
خواست گشتن عقلِ خلقاں مُحترق
مخلوق کی عقل نے جل جانا چاہا

پس گریبانش کشید از پس یکے
تو ایک نے پیچھے سے اُن کا گریبان کھینچا
کہ ندارم در یکی اش من شکے
کہ میں اُنکی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

رفتنِ داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

(حضرت) داؤدؑ کا تنہائی میں چلا جانا تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

باخود آمد گفت را کوتاہ کرد
(حضرت) سنبھلے، بات کو مختصر کیا
لب بست و عزمِ خلوتگاہ کرد
خاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا

در فرو بست و برفت آنگہ شتاب
دروازہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے
سُوئے محراب و دُعائے مُستجاب
محراب اور مقبول دُعا کی جانب

حق^۳ نمودش آنچہ بنمودش تمام
حق نے اُن کو جو کچھ دکھایا (اس میں) سب کچھ دکھا دیا
گشت واقف بر سزائے انتقام
وہ بدلے کی سزا سے واقف ہو گئے

دید احوالے کہ کس واقف نبود
انھوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا
رازِ پنہانے کہ حیرانی فزود
وہ چھپے ہوئے راز جنھوں نے حیرانی بڑھا دی

روزِ دیگر جملہ خصماں آمدند
دوسرے دن سب فریق آئے
پیشِ داؤدِ پیمبر صف زدند
(حضرت) داؤد پیغمبرؑ کے روبرو صف بستہ ہو گئے

ہمچناں آں ماجرا ہا باز رفت
اسی طرح وہ قصہ پھر چلا
زود زد آں مدعی تشنیع زفت
اس مدعی نے جلد سخت برا بھلا کہنا شروع کر دیا

---

۱ من چو خورشیدم۔ میں ذاتِ باری میں فنا ہوا ہوں اب مجھ میں اپنے میں اور ذاتِ باری میں کوئی امتیاز اور دوئی نہیں پاتا ہوں۔ رفتنم۔ باوجود اس کے کہ میرا نوافل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔ کژ نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کیلئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے لگتا ہوں اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات ظاہر کی جاتی ہے — حرب خدعہ جنگ میں ایک غیر واقعی چال سے کامیابی ہو جاتی ہے۔

۲ نیست۔ وحدت کا راز فاش کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت داؤدؑ سارے راز فاش کر دیتے اور ایسے اسرار بیان کرتے کہ دریائے اسرار خشک ہو جاتا۔ پس۔ فریق نے حضرت داؤدؑ کا گریبان کھینچ کر اُن کو اسرار بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔ یعنی حضرت داؤدؑ کی مستی زائل ہوئی محراب یعنی مصلیٰ۔

۳ حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر بات واضح کر دی اور گائے ذبح کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔ زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً اُس نیت پر لعن طعن شروع کر دی۔

Presented by www.ziaraat.com

زود گاوم را بده اے نابکار — از خدائے خویشتن شرمے بدار
اے نابکار! میری گائے جلد دے — اپنے خدا سے کچھ شرما

کاینچنیں ظلم صریح ناسزا — می رود در عہد پیغمبر بلا
کہ ایسا نامناسب، صاف ظلم — خبردار! پیغمبر کے دور میں ہوا ہے

گاؤ کشتہ خوردہ بے ترس و بیم — در جواب افزودہ تزویر آں لئیم
گائے ذبح کرکے ڈر اور خوف کے بغیر کھا کر — اس نالائق نے جواب میں مکاری زیادہ (تسنیع) کی

کہ چندیں سال بودم در دعا — من طلب کردم زحق داد او مرا
کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں — میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا اس نے مجھے دیا

اے رسول حق چنیں باشد روا — ملک من بد گاو چوں دادش خدا
اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟ — گائے میری ملکیت تھی، خدا نے اس کو کیسے دیدی؟

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر

داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال

و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

سے درگذر کرے، اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد خمش کن رو بہل — ایں مسلماں را زگاوت کن بحل
حضرت داؤدؑ نے اس سے فرمایا چپ جا، چھوڑ — اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کردے

چوں خدا پوشید بر تو اے جواں — رو خمش کن حق ستاری بداں
اے جوان! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی ہے — جا، چپ ہو جا، پردہ پوشی کے حق کو سمجھ

گفت وا ویلا چہ حکم ست ایں چہ داد — از پئے من شرع نو خواہی نہاد
اس نے کہا ہائے ہلاکت یہ کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے؟ — میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے

رفتہ است آوازۂ عدلت چناں — کہ معطر شد زمین و آسماں
آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے — کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہیں

بر سگانِ کور ایں استم نرفت — زیں تعدی سنگ و کہ بشگافت تفت
اندھے کتوں پر بھی یہ ظلم نہیں ہوا ہے — اس ظلم سے پتھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے

ہمچنیں تشنیع می زد بر ملا — کالصلا ہنگام ظلم ست الصلا
وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا — آؤ، آؤ، ظلم کا وقت ہے

لہ زود۔ کہنے لگا کہ فوراً میری گائے دے اور خدا سے شرم کر۔ می رود حضرت داؤدؑ نبی کے دور میں ایسا ظلم ہوا ہے۔ تزویر۔ یعنی خدا رسیدہ ہونے کی باتیں۔
ٹہ کہ چندیں۔ یعنی تو یہ کہتا ہے کہ میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے عنایت کردی۔ تشنیع۔ ملامت۔ کن بحل۔ معاف کردے۔
ٹلہ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی ہے تو اب معاملہ کو نہ کرید ورنہ رسوائی ہوگی۔ از پئے من۔ یعنی میرے معاملہ میں آپ نئی شریعت برت رہے ہیں۔ بر سگاں۔ بچے کتوں پر پتھر مارتے ہیں۔ بر ملا۔ علی الاعلان۔ الصلا۔ لوگوں کو ظلم دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

Presented by www.ziaraat.com

اینچنیں ظلم و ستم بر من مکن — یا نبی اللہ مگو زیناں سخن
ایسا ظلم وستم مجھ پر نہ کیجیے — اے اللہ کے نبی! ایسی باتیں نہ کیجیے

حکم کردنِ داؤدؑ بر صاحب گاو کہ جملہ مالِ خود بوے بخش
حضرت داؤدؑ کا گائے والے کو حکم دینا کہ اپنا سارا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤدؑ گفتش کاے عنود — جملہ مالِ خویش اُو را بخش زود
اسکے بعد حضرت داؤدؑ نے اس سے کہا اے سرکش! — اپنا سب مال اس کو جلد بخش دے

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت — تا نگردد ظاہر از وے اَستمت[1]
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائیگا۔ میں نے تجھ سے کہہ دیا — تاکہ تیرا ظلم اُس سے ظاہر نہ ہو

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید — کہ بہر دم میکنی ظلمے مزید
اُس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھاڑ لئے — کہ آپ تو ہر دم ایک مزید ظلم کر رہے ہیں

یک دمے دیگر بدیں تشنیع راند — باز داؤدش بہ پیشِ خویش خواند
اُس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی — پھر حضرت داؤدؑ نے اُس کو اپنے سامنے بلایا

گفت چوں بختت نبود اے ناصبور — ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
فرمایا اے بے صبرے چونکہ پردہ پوشی تیرا نصیب نہ تھی — تیرا ظلم رفتہ رفتہ ظہور میں آیا

دیدہ آنگاہ صدر و پیشگاہ — اے دریغ از چوں تو خر خاشاکِ راہ
تونے اُس وقت صدر اور پیشگاہ کو — راستہ کا کوڑا سمجھا، ہائے افسوس تجھ جیسے گدھے

زیں سخن[2] داؤدؑ زو شد خشمناک — گفت تا خود را نگردانی ہلاک
ان باتوں سے حضرت داؤدؑ اُس پر غضبناک ہو گئے — فرمایا، خبردار اپنے آپ کو تباہ نہ کر

رَو کہ فرزندانِ تو با جُفتِ تو — بندگانِ اُو شُدند اے تند خو
جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے — اے بدمزاج! اُس کے غلام ہو گئے

سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست — می دوید از جہلِ خود بالا و پست
وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا — اپنی نادانی سے اوپر نیچے بھاگ رہا تھا

خلق[3] ہم اندر ملامت آمدند — کز ضمیرِ کارِ اُو غافل بُدند
لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی — کیونکہ وہ اُس کے پوشیدہ کام سے ناواقف تھے

ظالم از مظلوم کے داند کسے — کو بود سخرہ ہوا ہمچوں خسے
وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کر سکتا ہے؟ — جو کہ تنکے کی طرح ہوا کے تابع ہو

---

[1] استمت۔ ستم تو بخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پردہ پوشی کی لیکن تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رفتہ رفتہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تلا ہوا ہے اگر وہ حضرت داؤدؑ کے ابتدائی فیصلے مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلتا۔ ہر فیصلے کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔ صدر و۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و دولت سے مزے اڑا رہا تھا لیکن تو نے اُس کی قدر نہ کی اور اسکو گرد راہ سمجھا۔

[2] زیں سخن۔ جب وہ حضرت داؤدؑ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور واویلا کرنے لگا تو حضرت داؤدؑ کو ناگوار گزرا۔ رَو۔ اب فیصلہ یہ ہے کہ صرف گائے کی معافی اور مال بخشنا کافی نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی سب اسکے غلام ہیں۔

[3] خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے وہ بھی حضرت داؤدؑ کے ان فیصلوں کو ظلم سمجھے ہوئے حضرت داؤدؑ کو ملامت کرنے لگے۔ ضمیر۔ پوشیدہ۔ سخرہ۔ تابعدار۔

Presented by www.ziaraat.com

ظالم[۱] از مظلوم آنکس پے برد
کو سرِ نفسِ ظلومِ خود بُرد

ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پتہ لگا لیتا ہے
جو اپنے ظالم نفس کا سر قلم کر دے

ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندروں
خصمِ ہر مظلوم باشد از جنوں

ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے
جنون کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے

سگ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند
تا تواند زخم بر مسکیں زند

کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے
جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹتا ہے

شرم[۲] شیراں راست نے سگ را بداں
کو نگیرد صید از ہمسایگاں

سمجھ لے شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتوں میں
وہ پڑوسیوں سے شکار نہیں چھینتا ہے

عامۂ مظلوم کش ظالم پرست
از کمیں سگ ساں سوئے داؤد جست

مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست عوام
کمینگاہ سے کتے کی طرح (حضرت) داؤدؑ پر دوڑ پڑے

روئے در داؤدؑ کردند آں فریق
کاے نبیِ مجتبےٰ بر ما شفیق

اُن لوگوں نے (حضرت) داؤدؑ کی طرف رُخ کیا
کہ اے منتخب نبی! ہم پر مہربان

ایں نشاید از تو کیں ظلم ست فاش
قہر کردی بیگناہے را بلاش

آپ کیلئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو کھلا ظلم ہے
آپ نے بے وجہ ایک بے قصور پر ظلم کیا ہے

عزم کردن داؤد علیہ السلام بخواندن خلق بداں صحرا کہ راز را آشکارا کند

(حضرت) داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اُس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں راز ظاہر کر دیں

گفت اے یاراں زمانِ آں رسید
کاں سرِّ[۳] مکتومِ اُو گردد پدید

فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے
کہ اُس کا پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے

جملہ برخیزید تا بیروں رویم
سوئے صحرا و بداں ہاموں شویم

سب اُٹھو! تاکہ ہم باہر چلیں
جنگل کی طرف اور اس جنگل میں پہنچیں

مرد و زن از خانہا بیروں روید
تا براں سرِّ نہاں واقف شوید

مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو
تاکہ اُس پوشیدہ راز سے واقف ہو جاؤ

در فلاں صحرا درختے ہست زفت
شاخہا بش انبُہ و بسیار چفت

فلاں جنگل میں، ایک موٹا درخت ہے
اسکی شاخیں بہت گھنی اور بہت جڑی ہوئی ہیں

سخت راسخ خیمہ گاہ و میخ اُو
بُوئے خوں می آیدم از بیخ اُو

خیمہ گاہ اور اُس کا کھونٹا بہت مضبوط ہے
اُس کی جڑ سے مجھے خون کی بو آ رہی ہے

---

[۱] ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی حمایت کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان اپنے نفس کا سر قلم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس ایک کتا ہے اور کتے کی عادت ہے کہ غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے۔

[۲] شرم۔ حیا اور شرم شیروں میں ہوتی ہے جو کبھی اپنے ہمسایہ کا شکار چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ۔ عوام جو ظالم کی حمایت کے عادی ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے فیصلے کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوڑ پڑے۔ بلاش۔ بلاتشی یعنی بلاوجہ۔

[۳] سر مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔ ہاموں۔ جنگل۔ زفت۔ موٹا۔ چفت۔ یعنی شاخیں آپس میں گھتی ہوئی ہیں۔ سخت۔ یعنی اس درخت کی چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو خیمہ کی میخ کی طرح ہے بہت مضبوط ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خون شدست اندر بنِ آں خوش درخت　　خواجه را کشتست ایں منحوس بخت
اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے　　اس بدبخت نے آقا کو قتل کیا ہے

مال را برداشتست ایں قلتباں[1]　　ایں غلامِ اوست اے آزادگاں
اس دیّوث نے مال اٹھایا ہے　　اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے

ایں جوان مر خواجه را باشد پسر　　طفل بود او ندارد زیں خبر
یہ جوان آقا کا پوتا ہے　　بچہ تھا اس کو اس کا پتہ نہیں

تاکنوں حلمِ خدا پوشید آں　　آخر از ناشکریِ ایں قلتباں
اب تک اللہ کے حلم نے اس کو چھپایا　　بالآخر اس دیّوث کی ناشکری ہے

کہ عیالِ خواجه را روزے ندید　　نے به نوروز و بموسمہائے عید
کہ اس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھال کی　　نہ نوروز پر اور نہ عید کے موسموں میں

بے نوایاں را بیک لقمہ نجست　　یاد ناورد او زحقہائے نخست
محتاجوں کی ایک لقمہ سے دلداری نہ کی　　اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا

تاکنوں از بہرِ یک گاؤ ایں لعیں　　می زند فرزندِ او را بر زمیں
یہاں تک یہ مردود ایک گائے کی وجہ سے　　اس کے پوتے کو زمین پر پٹخ رہا ہے

او بخود برداشت پردہ از گناہ　　ورنہ می پوشید جرمش را اِلٰہ
اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا　　ورنہ خدا اس کے جرم کو چھپا رہا تھا

کافر[2] و فاسق دریں دورِ گزند　　پردۂ خود را بخود بر می درند
اس فتنہ کے زمانے میں، کافر اور فاسق　　اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں

ظلم مستور[3] ست در اسرارِ جاں　　می نہد ظالم بہ پیشِ مردماں
روح کے رازوں میں ظلم چھپا ہوا ہے　　ظالم اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے

کہ ببینیدش کشیدہ شاخہا　　گاوِ دوزخ را ببینید از ملا
کہ اس (ظلم) کو سینگ نکالتے ہوئے دیکھو　　برملا دوزخ کی گائے کو دیکھو

گواہی دادنِ دست و پا و زبان بر سرِ ظالم ہم در دنیا

ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں، اور زبان کا گواہی دینا

پس ہمیں جا دست و پایت بے گزند　　بر ضمیرِ تو گواہی میدہند
تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے　　تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

---

[1] قلتبان۔ دیّوث بےغیرت۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقتول کو جوان کا دادا بتایا ہے پہلے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حلم۔ بردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ حقہائے یعنی اس پر جو اس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

[2] کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ داری فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ دری کرتے ہیں۔

[3] مستور۔ پوشیدہ۔ شاخ۔ یعنی سینگ۔ از ملا یعنی برملا علی الاعلان۔ گواہی یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ ضمیر۔ پوشیدہ راز۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں موکّل می شود بر تو ضمیر | کہ بگو تو اعتقادت وا مگیر
باطن تیرے اوپر موکّل کی طرح ہو جاتا ہے | کہ تو کہہ دے، اپنے اعتقاد کو نہ چھپا

خاصہ در ہنگامِ خشم و گفتگو | میکند ظاہر سرت را مو بمو
خصوصاً غصہ، اور گفتگو کے وقت | تیرے راز کو ذرہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے

چوں موکّل می شود ظلم و جفا | کہ ہویدا کن مرا اے دست و پا
ظلم اور زیادتی موکّل کی طرح ہو جاتی ہے | کہ اے ہاتھ پاؤں! مجھے ظاہر کر دے

چوں ہمی گیرد گواہ سر لگام | خاصہ وقتِ جوشِ خشم و انتقام
ستر کا گواہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے | خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت

پس ہماں کس کیں موکّل میکند | تا لوائے راز بر صحرا زند
تو وہی ذات، جو یہ مسلط کرتی ہے | تاکہ راز کا جھنڈا، جنگل میں گاڑ دے

پس موکّلہائے دیگر روزِ حشر | ہم تواند آفرید از بہر نشر
تو حشر کے دن دوسرے موکّل | بھی (راز) کھولنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے

اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کیں | گوہرت پیداست حاجت نیست ایں
اے وہ کہ جو دس ہاتھوں سے ظلم اور کینہ میں لگا ہے | تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے

نیست حاجت شہرہ گشتن در گزند | بر ضمیرِ آتشینت واقف اند
نقصان رسانی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے | تیرے آتشیں باطن سے سب باخبر ہیں

نفسِ تو ہر دم بر آرد صد شرار | کہ ببیندم منم ز اصحابِ نار
تیرا نفس ہر وقت سینکڑوں چنگاریاں اگل رہا ہے | کہ مجھے دیکھو میں دوزخیوں میں سے ہوں

جزوِ نارم سوئے کل خود روم | من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں | میں نور نہیں ہوں کہ (اللہ کے) دربار کی طرف چلا جاؤں

ہمچناں کایں ظالمِ حق ناشناس | بہرِ گاوے کرد چندیں التباس
جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے | ایک گائے کے لئے اس قدر مکر کئے

او ازیں صد گاو بُرد و صد شتر | نفس اینست اے پدر از وے بِبُر
وہ اس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا | اے باوا! نفس یہی ہے اس سے قطع تعلق کر

نیز روزے با خدا زاری نکرد | یا ربے نامد ازو یک دم بدرد
اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی | کسی وقت بھی درد کے ساتھ اس سے یارب نہ نکلا

له موکّل: انسان جس کے کام سپرد کر دیا گیا ہو۔ ظلم و جفا مشہور ہے کہ خون سر چڑھ کر بولتا ہے۔ خاصہ انتقام کے جوش میں قاتل خود اقرار کر لیتا ہے۔ یعنی جو ذات خود دنیا میں تمہارے اعضا کو تم پر مسلط کرتی ہے تو کیا حشر میں دوسرے موکّل پیدا نہ کر سکے گی جو تم سے خود تمہارے جرموں کا اقرار کرائیں گے۔ دو دست یعنی بہت سے ہاتھ بعض نسخوں میں دو دست ہے۔

ٹه نیست: اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو جب ہی جانا جا سکے بلکہ تیری افتادِ طبع سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے۔ نفس تو: تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور مزاج کو ظاہر کر رہا ہے۔ جزو نارم: آتشیں مزاج جہنم کا جزو ہے جو جہنم کی طرف جاتا ہے۔

سه ہمچناں: اس گائے والے نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے کیسے مکر کئے۔ اور حالانکہ اس نے اسی گائے ذبح کرنے والے کا وہ سب مال مارا تھا جو اس کو ورثہ میں ملتا۔ نیز اس نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے آقا سے معاف کرا دیتا۔

Presented by www.ziaraat.com

کاے خدا خصمِ مرا خوشنود۱ کُن — گر منش کردم زیاں تو سُود کُن
کہ اے خدا! میرے مقابل کو خوش کر دے — اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے

گر خطا کُشتم دِیت بر عاقلہ است — عاقلہ جانم تو بُودی از اَلَست
اگر میں نے غلطی سے مارا ہے تو دیت عاقلہ پر ہے — اَلَست سے تو میری جان کا عاقلہ ہے

سَنگ میگردد باستغفار دُر — ایں بُوَد انصافِ نفس اے جانِ حُر
توبہ کرنے سے پتھر موتی بن جاتا ہے — اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتنِ خلائق بسُوئے آں درخت
لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

چوں بُروں رفتند سُوئے آں درخت — گفت۲ دستش را بپس بندید سخت
جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے — فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو

تا گناہ و جرمِ او پیدا کنم — تا لوائے عدل بر صحرا زنم
تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں — تاکہ انصاف کا جھنڈا جنگل میں گاڑ دوں

گفت اے سگ جدِّ ایں را کشتۂ — تو غلامی خواجہ زیں رو گشتۂ
فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دادا کو قتل کیا ہے — تو غلام ہے اس طور پر تو آقا بن (بیٹھا) ہے

خواجہ را کشتی و بُردی مالِ او — کرد یزداں آشکارا حالِ او
تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اُڑا لیا — خدا نے اس کا حال ظاہر فرما دیا

آں زنت او را کنیزک بودہ است — باہمیں خواجہ جفا بنمودہ است
وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی — اس آقا پر اس نے (بھی) ظلم کیا ہے

ہرچہ۳ زو زائید مادہ یا کہ نر — مِلکِ وارث باشد آں کُل سر بسر
جو اس سے پیدا ہوا، مادہ ہو یا نر — وہ سب کا سب وارث کی ملک ہوگا

تو غلامی کسب و کارت مِلکِ اوست — شرع جُستی شرع بستاں و بکوست
تو غلام ہے تیری کمائی اور کار (وبار) اس کی ملک ہے — تو نے شرعی فیصلہ چاہا شرعی فیصلہ لیجا بہت اچھا ہے

خواجہ را کشتی باستم زار زار — ہم بر اینجا خواجہ گویاں زینہار
تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا — اسی جگہ آقا "الامان" کہتا تھا

کارد از اشتاب کردی زیرِ خاک — از خیالے کہ بدیدی سہمناک
تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی — اس تصور کی وجہ سے جو تجھے خوفناک نظر آیا

۱؎ خوشنود کن۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو راضی کر کے حقوق العباد معاف کر سکتا ہے۔ خطا کشتم۔ اگر تجھ سے خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ دیت، مقتول کے رشتہ داروں سے دلوایا جاتا ہے۔ الست۔ عہدِ الست میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَلَستُ بِرَبِّکُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ بندوں نے کہا تھا بلیٰ یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار سیئات تبدیل کر دیتی ہے اور سیئات حسنات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۲؎ گفت۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا اس کی مشکیں کس دو۔ لوا۔ جھنڈا۔ جدِ ایں یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دادا۔ تو غلامی۔ تو اس مقتول کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی دراصل اس مقتول کی لونڈی تھی۔

۳؎ ہرچہ۔ لونڈی کی اولاد اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی مملوک ہے۔ وارث یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والے کا غلام ہے تو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے۔ ہم براینجا۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے پناہ چاہ رہا تھا کہ تو اس کو قتل نہ کرے۔ اشتاب۔ شتاب۔ جلدی۔

Presented by www.ziaraat.com

بِلکِ[1] سَرش با کارد دَر زیرِ زمیں — باز کاوید ایں زمیں را ہمچنیں
یہ اُس کا سَر مع چُھری کے زمین میں ہے — پھر اسی طرح اُس زمین کو کھود دو

نامِ ایں سگ ہم نوشتہ کارد بر — کرد با خواجہ چنیں مکر و ضَرَر
چُھری پر اُس کتّے کا نام بھی لکھا ہوا ہے — اُس نے آقا کیساتھ ایسی مکّاری اور ضرر رسانی کی ہے

ہمچناں کردند و چوں بشگافتند — در زمیں آں کارد با سَر یافتند
اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور جب اُنھوں نے کھودا — زمین میں چُھری مع سَر کے پالی

ولولہ افتاد دَر خلق آں زماں — ہَر یکے زنّار برید از میاں
اُس وقت لوگوں میں شور مچ گیا — ہر ایک نے کمر سے جنیو کاٹ ڈالا

جُملہ[2] از داؤدؑ گشتہ عُذر خواہ — زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
سب (حضرت) داؤدؑ سے معذرت چاہنے والے بنگئے — اس لئے کہ وہ بدگمان اور تباہ ہوگئے تھے

قِصاص فرمُودنِ داؤد علیہ السّلام خونی را بعد از الزامِ حُجّت بروَے
دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمانا

بعد ازاں گفتش بیا اے داد خواہ — دادِ خود بستاں تو ازیں رُوسیاہ
اُسکے بعد اُنھوں نے اُس گلے ذبح کرنیوالے سے کہا لے — اِس روسیاہ سے اپنا بدلہ لے

ہم بداں تیغش بفرمُود اُو قصاص — کے کُنَد مکرش ز حلمِ حق خلاص
اُس کی اُسی تلوار سے اُنھوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا — اُس کا مکر اللہ (تعالیٰ) کے حلم سے کب بچاسکتا ہے!

حِلمِ حق گرچہ مواساہا کُنَد — چونکہ از حد بگذرد رُسوا کُنَد
اللہ (تعالیٰ) کی بُردباری اگرچہ بہت غمخواری کرتی ہے — جب (معاملہ) حد سے گذر جاتا ہے تو وہ رُسوا کر دیتی ہے

خوں[3] نخسپد در فتد در ہر دلے — میلِ جُستُ و جوئے و کشفِ مشکلے
خون نہیں سوتا، ہر دل میں پیدا ہوتی ہے — جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا

اِقتضائے داوریِ رَبِّ دیں — سَر بر آرد از ضمیرِ آن و ایں
بدلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ — اِس اور اُس کے دل میں سَر اُبھارتا ہے

کاں فلاں چوں شُد چہ شُد حالش چہ گشت — ہمچناں کہ جوشد از گلزار کشت
کہ فلاں کا کیا ہوا، کیسے ہوا، اُسکی کیا حالت ہوئی؟ — اِس طرح جیسے کہ گلزار سے برپا ہوا جوش مارتا ہے

جوششِ خوں باشد آں و جُستہا — خارشِ دلہا و بحث و ماجرا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستجوئیں — دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

---

[1] بِلک سرش۔ اس مقتول کا سَر اور چُھری اس زمین میں دفن ہے۔ نام۔ اُس قاتل کا نام چُھری پر کندہ ہے۔ زنّار۔ یعنی کافر مومن بن گیا۔

[2] جملہ۔ حضرت داؤدؑ کے جس قدر معترضین تھے چونکہ وہ بدظنی کرکے تباہ ہوئے تھے سب نے عذرخواہی شروع کردی۔ قصاص یعنی قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ دادخواہ جس پر گلے والے نے دعویٰ کیا تھا۔ بداں تیغش۔ وہی چھری جس سے اُس نے اُس کے دادا کو قتل کیا تھا۔ مکرش۔ اُس قاتل کا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ تھا۔

[3] خوں نخسپد مشہور ہے کہ خون نہیں چھپتا قاتل کے سَر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ اقتضا۔ اللہ تعالیٰ کے انصاف کا تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول کے بارے میں جستجو پیدا کردیتا ہے۔ ضمیر۔ دل، باطن۔ جوششِ خوں۔ وہی مقتول کا خون لوگوں کے دل میں جوش مارتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ پیدا کردیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت سرِ کارِ او — معجزہ داؤد شد فاش و دوتو[1]
جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا — (حضرت) داؤد کا معجزہ مشہور اور مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند — سر بسجدہ بر زمینہا می زدند
تمام لوگ ننگے سر آئے — سر کو سجدے میں زمینوں پر رکھتے تھے

ما ہمہ کورانِ اصلی بودہ ایم — وانچہ می فرمودہ نشنودہ ایم
ہم سب اصلی اندھے تھے — اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے نہ سنا

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم — از تو ما صد گوں عجائب دیدہ ایم
لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے ہیں — ہم نے آپ سے سینکڑوں قسم کے عجائب دیکھے ہیں

سنگ[2] با تو در سخن آمد شہیر — کز برائے غزوِ طالوتم بگیر
پتھر نے آپ سے بات کی (یہ) مشہور ہے — کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجئے

تو بسہ سنگ و فلاخن آمدی — صد ہزاراں مرد را برہم زدی
آپ تین پتھر اور گوپھن لے کر آئے — لاکھوں انسانوں کو تباہ کر دیا

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد — ہر یکے مر خصم را خونخوارہ شد
آپکے (تین) پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے — ہر ایک دشمن کے لئے خونخوار ہو گیا

آہن اندر دستِ تو چوں موم شد — چوں زرہ سازی ترا معلوم شد
آپ کے ہاتھ میں لوہا موم جیسا ہو گیا — جب آپ زرہ بنانا جان گئے

کوہہا[3] با تو رسائل شد شکور — با تو میخوانند چوں مقری زبور
پہاڑ شکر گزاری میں آپ کے ہم آواز ہو گئے — آپ کے ساتھ (ملکر) قاری کیطرح زبور پڑھتے رہتے ہیں

صد ہزاراں چشمِ دل بکشادہ شد — از دمِ تو غیب را آمادہ شد
دلوں کی لاکھوں آنکھیں کھل گئیں — آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

واں قوی تر از ہمہ کہ دائم ست — زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست
اور وہ سب سے زیادہ قوی جو دائمی ہے — آپ وہ زندگی بخشتے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

جانِ جملہ معجزات اینست خود — کو بہ بخشد مردہ را جانِ ابد
یہ خود تمام معجزوں کی جان ہے — کہ وہ مردے کو ابدی جان بخشتا ہے

کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد — ہر یکے از نو خدا را بندہ شد
ظالم قتل کیا گیا، ایک عالم زندہ ہو گیا — ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

---

[1] دوتو۔ دوہرا، مضبوط۔ خلق۔ حضرت داؤدؑ کے اس معجزے کو دیکھ کر سب لوگ ننگے سر دوڑ کر ان کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ ما ہمہ۔ چونکہ ہم کور باطن تھے اسلئے ہم ابتداءً آپ کے فرمان کو نہ سمجھ سکے۔ از تو۔ ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے دیکھے ہیں۔

[2] سنگ۔ جب طالوت جالوت کے مقابلے کے لئے نکلے تھے تو حضرت داؤدؑ کو ساتھ لیکر گئے تھے، راستے میں پتھروں نے حضرت داؤدؑ سے کہا تھا کہ ہمیں لیکر چلیے جالوت کی موت کا سبب بنیں گے۔ فلاخن۔ گوپھن جس کے ذریعہ دشمن پر سنگباری کی جاتی ہے۔ سنگہایت۔ وہ تین پتھر تھے لیکن پھینکنے پر ان کے ہزاروں ٹکڑے بنکر جالوت کی فوج پر لگے تھے۔ حضرت داؤد زرہیں بناتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں آکر موم بن جاتا تھا۔

[3] کوہہا۔ جب حضرت داؤدؑ زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ ان کے ہم آواز ہو کر زبور کی تلاوت کرنے لگتے تھے۔ صد ہزاراں۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ پر لاکھوں کافر مومن بنے۔ غیب یعنی عالم غیب۔ واں۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو ابدی حیات بخشتے ہیں۔ کشتہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں

Presented by www.ziaraat.com

درؔ بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آں خونیست کہ مدعی گاوؔ

اس کے بیان میں کہ آدمی کا نفس اُس قاتل کی جگہ پر ہے، جو ذبح شدہ گائے

کُشتہ بود و آں کُشندہ گاو عقل ست و داؤد حق ست یا شیخ

کا مدعی بنا تھا اور وہ گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور (حضرت) داؤد (حضرت)

کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تواند ظالم را کشتن

حق (تعالیٰ)، یا شیخ کی (جگہ پر ہیں) جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم

و توانگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب

کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

نفس خود را کُش جہاں را زندہ کُن
اپنے نفس کو مار، جہان کو زندہ کر
خواجہ را کُشتست او را بندہ کُن
اُس نے آقا کو قتل کیا ہے، اُس کو غلام بنا

مدعیؔ گاو نفس تُست ہیں
خبردار! گائے کا مدعی تیرا نفس ہے
خویشتن را خواجہ کرد ست و مہین
اُس نے اپنے آپ کو آقا اور سردار بنایا ہے

آں کُشندہ گاو عقل تُست رو
وہ گائے ذبح کرنیوالا تیری عقل ہے، جا
بر کُشندہ گاوِ تن مُنکر مشو
جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن

عقل اسیر ست و ہمی خواہد ز حق
عقل (نفس کی) قیدی ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے
روزیٔ بے رنج و نعمت بر طبق
بلا مشقت روزی اور طباق بھری نعمت

روزیٔ بے رنج او موقوف چیست
چاہتی ہے
اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر موقوف ہے؟
آنکہ بکُشد گاو را کاصل بدیست
یہ کہ وہ گائے کو ذبح کر دے کیونکہ وہ بُرائی کی جڑ ہے

نفسؔ گوید چوں کُشی تو گاوِ من
نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے؟
زانکہ گاوِ نفس باشد نقشِ تن
کیونکہ جسم کی صورت نفس کی گائے ہے

خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
عقل جو آقا سے پیدا ہوئی بے سروسامان ہوگئی
نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا

روزیٔ بے رنج میدانی کہ چیست
تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
قوت ارواح ست و ارزاق نبی ست
روحوں کی روزی ہے اور نبی کے (عطا کردہ) رزق ہیں

لیک موقوف ست بر قربانِ گاو
لیکن وہ گائے کی قربانی پر موقوف ہے
گنج قتل گاو داں اے گنج کاو
گائے کے ذبح کرنے کو خزانہ سمجھ اے خزانہ کھودنے والے

۱؎ درؔ بیان۔ پہلے قصہ سے مولانا نصیحت کیلئے کچھ نتیجے اخذ کر کے بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گائے ذبح کرنے والے کی مثال عقل ہے اور گائے کا بدلہ لینے والے کی مثال نفس ہے حضرت داؤد کی مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے نفس خود جس طرح گائے کے مدعی کے قتل سے عالم زندہ ہوا، تو اپنے نفس کو قتل کر عالم زندہ ہو جائیگا اس نفس نے تیری عقل کو فنا کر رکھا ہے اور خود آقا بن بیٹھا ہے اس کو غلام بنا۔

۲؎ مدعی۔ نفس نے عقل کو فنا کیا اور خود آقا بن بیٹھا، حالانکہ وہ عقل کا غلام تھا۔ منکر۔ تمام لوگ ابتداءً گائے ذبح کرنیوالے کے مخالف ہو گئے تھے عقل۔ وہ نوجوان ہے جس نے گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے بغیر محنت روزی کا طالب بنا تھا۔ روزی۔ غذائے روح اُس وقت حاصل ہوگی جب تن کشی کروگے جو کہ بمنزلہ گائے کے ہے۔

۳؎ نفس۔ بدن نفس کیلئے ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدعی کیلئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ۔ جس طرح وہ نوجوان گائے کے مدعی کے آقا کا پوتا تھا اسی طرح نفس کے اعتبار سے عقل کو سمجھ لیکن نفس عقل کا قاتل ہے۔ ارزاق نبی یعنی نبی کی شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے ذریعہ قربان کرنا

دوشؔ[1] چیزے خوردہ ام ورنہ تمام — دادمے در دستِ فہمِ تو زمام
میں نے کل کچھ پی لیا ہے، ورنہ پوری — باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا

دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است — ہر چہ می آید ز پنہاں خانہ است
کل میں نے کوئی چیز پی لی ہے (یہ) کہنے کی بات ہے — (ورنہ) جو چیز آتی ہے وہ عالمِ غیب سے ہے

چشم بر اسباب از چہ دوختم — کز خوش چشماں کرشمہ آموختم
میں نے اسباب پر نظر کیوں جمائی؟ — اسلئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے ادا سیکھی ہے

ہست بر اسباب اسبابِ دگر — در سبب منگر دراں افگن نظر
اسباب (دنیوی) سے اوپر دوسرے اسباب ہیں — (دنیوی) اسباب کو نہ دیکھو، اُن پر نظر ڈال

انبیاء در قطعِ اسباب آمدند — معجزاتِ خویش بر کیواں زدند
انبیاء قطعِ اسباب میں ہیں — انھوں نے اپنے معجزے زحل پر قائم کئے ہیں

بے سبب[2] مر بحر را بشگافتند — بے زراعت چاشِ گندم یافتند
انھوں نے بلا سبب (ظاہری) کے دریا کو پھاڑا ہے — انھوں نے بغیر کھیتی کے گیہوں کا ڈھیر پایا ہے

ریگہا ہم آرد شد از سعیِ شاں — پشمِ بز ابریشم آمد کش کشاں
اُن کی کوشش سے ریتے آٹا بنے ہیں — بھیڑ کی اُون کھینچے دار ریشم بنی ہے

جملہ قرآں ہست در قطعِ سبب — عزِّ درویش و ہلاکِ بولہب
پورا قرآن، قطعِ اسباب، پر ناطق ہے — درویش کی عزت، اور ابولہب کی ہلاکت

مرغِ[3] بابیلے دو سہ سنگ افگند — لشکرِ زفتِ حبش را بشکند
پرند، ہاتھی پر دو تین کنکریاں گراتا ہے — حبش کے بھاری لشکر کو شکست دیتا ہے

پیل را سوراخ سوراخ افگند — سنگِ مرغے کو ببالا پر زند
ہاتھی کے سوراخ سوراخ کر ڈالتی ہے — پرند کی کنکری جو اوپر کو اڑتا ہے

دمِ گاوِ کشتہ بر مقتول زن — تا شود زندہ ہماں دم در کفن
ذبح شدہ گائے کی دُم مقتول پر مار — تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے

حلق بریدہ جہد از جائے خویش — خونِ خود جوید ز خوں پالائے خویش
گلا کٹا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ پڑے گا — اپنے خون بہانیوالے سے اپنے خون کا مطالبہ کریگا

---

[1] دوش۔ مئے عشق سے مدہوشی طاری ہونے لگی ہے۔ ورنہ میں غذائے روح حاصل کرلے کی پوری بات بتاتا۔ افسانہ است یعنی سُرور کا سبب جس نے اپنا فعل بتایا یہ محض کہنے کی بات ہے ورنہ ہر چیز خزانۂ غیب سے آتی ہے اور اُس کا سبب ذاتِ خداوندی ہے چشم براسباب۔ اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب ذاتِ خداوندی ہے لیکن اسبابِ ظاہری اختیار کرنا میں نے انبیاء سے سیکھا ہے لہٰذا میں نے بھی ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا تھا خوش چشماں یعنی انبیاء کرام ہست۔ اسباب کے علاوہ ایک ذات مُسبب الاسباب ہے۔ انبیاء۔ انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ اسبابِ ظاہری کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔ کیواں۔ زحل جس کی بلندی مشہور ہے۔

[2] بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری سبب کے حضرت موسیٰؑ کے لئے دریائے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ کا ڈھیر حضرت موسیٰؑ کیلئے من و سلویٰ اُترتا تھا۔ ریگہا۔ حضرت ابراہیمؑ کے لئے ریت آٹا بن گیا تھا۔ پشم۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کیلئے اُون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآں۔ قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی مہمیں بغیر ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔ عزِ درویش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر ظاہری اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور ابولہب باوجود دولت کے تباہ ہوا

[3] مرغ۔ ابرہہ حبشی کا ہاتھیوں کا لشکر ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہ ہوا۔ پیل۔ ہاتھی پر کنکری گرتی تھی اور اسکے بدن کو چھلنی کر دیتی تھی۔ دمِ گاو۔ اِس واقعہ کیطرف اشارہ ہے جو سورۂ بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کرکے اُسکا گوشت یا دم مقتول پر ماری تو اُسنے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتادیا۔

ہمچنیں[1] ز آغازِ قرآں تا تمام — رفضِ اسباب ست و علّت و السلام

اسی طرح قرآن کے شروع سے آخیر تک — اسباب و علت کا ترک (مذکور) ہے، والسلام

کشفِ ایں نز عقلِ کار افزا شود — بندگی کن تا ترا پیدا شود

اس کا کشف کار افزا عقل سے نہیں ہوتا ہے — بندگی کر، تاکہ تجھ پر ظاہر ہو جائے

بندِ[2] معقولات آمد فلسفی — شہسوارِ عقلِ عقل آمد صفی

فلسفی، معقولات کا پابند ہے — منتخب (انسان)، عقلِ کل کا شہسوار ہے

عقلِ عقلت مغز و عقلِ تست پوست — معدۂ حیواں ہمیشہ پوست جوست

تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چھلکا ہے — حیوان کا معدہ ہمیشہ چھلکے تلاش کرنیوالا ہے

مغز جو از پوست دارد صد ملال — مغزِ نغز آں را حلال آمد حلال

مغز کا تلاش کرنے والا چھلکے سے نفرت کرتا ہے — اچھا مغز اُس کے لئے حلال ہی حلال ہے

چونکہ قشرِ عقل صد برہاں دہد — عقلِ کل کے گام بے ایقاں نہد

عقل کا چھلکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے — (تو) کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اُٹھائے گی؟

عقل[3] دفترہا کُند یکسر سیاہ — عقلِ عقل آفاق دارد پُر زماہ

عقل دفتروں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے — کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پُر کر دیتی ہے

از سیاہی و سفیدی فارغ ست — نورِ ماہش بر دل و جاں بازغ ست

(کلی عقل) سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے — اُسکے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے

ایں سیاہ و ایں سفید ار قدر یافت — زاں شبِ قدرست کاختر وار تافت

اس کالے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے — تو اُس شبِ قدر سے (پایا)، جو ستارے کیطرح چمکتی ہے

قیمتِ ہمیان و کیسہ از زرست — بے زر آں ہمیان و کیسہ ابترست

ہمیانی اور تھیلی کی قدر سونے کی وجہ سے ہے — وہ ہمیانی اور تھیلی بغیر سونے کے ناقص ہے

ہمچناں کہ قدرِ تن از جاں بود — قدرِ جاں از پرتوِ جاناں بود

جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی وجہ سے ہے — جان کی قدر جاناں کے پرتو کی وجہ سے ہے

گر بُدے جاں زندہ بے پرتوِ کنوں — ہیچ گفتے کافراں را میّتوں

اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی — (تو) کبھی وہ (خدا) کافروں کو کہتا کہ وہ مردے ہیں؟

ہیں بگو کہ ناطقہ جُو می کَند — تا بقرنے بعد ما آبے رسد

ہاں کہدے کہ (قوت) گویائی نہر کھود رہی ہے — تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

---

[1] ہمچنیں۔ قرآن اس کی تعلیم دیتا ہے کہ اسباب میں تاثیر مُسبّب الاسباب کی وجہ سے ہے۔ کشف۔ مُسبّب الاسباب کا موثر ہونا دنیاوی عقل سے سمجھ میں نہ آئیگا اُس کیلئے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔

[2] بند۔ یعنی فلسفی محض دنیاوی عقل میں مقید ہے۔ صفی۔ برگزیدہ یعنی ولی اللہ۔ عقلِ عقل۔ یعنی وہ نورِ حق جو عقل کو نور بخشتا ہے۔ معدۂ حیواں۔ حیوانات عموماً چھلکے کھاتے ہیں لہذا جس پر حیوانیت کا غلبہ ہے وہ دنیاوی عقل کیطرف مائل ہوتا ہے جو کہ بمنزلہ چھلکے کے ہے۔ چونکہ۔ دنیاوی عقل سینکڑوں دلائل پیش کرتی ہے جس سے یقین کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو عقلِ کل بدرجۂ اولیٰ یقینی دلائل پر عمل کرتی ہے۔

[3] عقل۔ یعنی عقلِ دنیوی۔ عقلِ عقل۔ یعنی نورِ حق۔ سیاہی۔ یعنی روشنائی۔ سفیدی۔ یعنی کاغذ۔ نورِ ماہش۔ نورِ حق انسانوں کے دلوں پر طلوع کرتا ہے۔ بازغ۔ چمکنے والا۔ شب قدر۔ یعنی نورِ حق۔ قیمت۔ عقل کی مثال ہمیانی کی سی ہے اور نورِ حق کی مثال سونے کی سی ہے۔ قدرِ جاں۔ اگر روح پر پرتوِ خداوندی نہیں ہے تو وہ روح مُردہ ہے اسی لئے قرآن نے کافروں کو مُردہ قرار دیا ہے۔ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ فی الحال اگر ... سمجھنے والے نہیں ...

Presented by www.ziaraat.com

گرچہ[1] ہر قرنے سخن آرے بود — لیک گفتِ سالفاں یارے بود
اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہوگا — لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہارا ہوگا

نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور — شد گواہِ صدقِ قرآں اے شکور
کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی — اے شکر گذار! قرآن کی صداقت کے گواہ بنے ہیں

روزی بے رنج جوئی و بے حسیب — کز بہشت آورد جبریل سیب
بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر — تا کہ جبریلؑ تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں

بلکہ رزقے از خداوندِ بہشت — بے صُداعِ باغبان بے رنجِ کشت
بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق (ملیگا) — باغبان کی دردسری اور کھیتی کی مشقت کے بغیر

زانکہ نفعِ نان دراں نان دادِ اوست — بدہدت آں نفع بے توسیطِ پوست
کیونکہ اس روٹی میں روٹی کا نفع خدا کی دین ہے — تجھے وہ نفع بغیر چھلکے (روٹی) کی وساطت کے دیگا

ذوق پنہاں نقشِ ناں چوں سفرہ ایست — نانِ بے سفرہ ولی را بہرہ ایست
نفع پوشیدہ ہے روٹی کی صورت دسترخوان جیسی ہے — بغیر دسترخوان کی روٹی، ولی کا حصہ ہے

رزقِ[2] جانی کے بری باسعی و جست — جز بعدلِ شیخ کو داؤد تست
نورِ روحانی رزق (اپنی) کوشش اور جستجو سے کب حاصل — شیخ کے انصاف کے بغیر جو تیرے لئے (اس زمانہ میں) داؤدؑ ہے

نفس چوں با شیخ بیند گامِ تو — از بنِ دنداں شود او رامِ تو
نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا — تو مجبوراً تیرا فرمانبردار ہو جائے گا

صاحبِ[3] آں گاو رام آنگاہ شد — کز دمِ داؤدؑ او آگاہ شد
گائے کا مالک بھی، اس وقت فرمانبردار بنا — جب وہ (حضرت) داؤدؑ کے حکم سے واقف ہوگیا

عقل گاہے غالب آید در شکار — بر سگِ نفست کہ باشد شیخ یار
شکار میں عقل اس وقت غالب آئیگی — تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہوگا

نفس اژدرہاست با صد زور و فن — روئے شیخ او را زمرد دیدہ کن
نفس سینکڑوں مکر اور فن والا اژدہا ہے — شیخ کا چہرہ اسکے لئے آنکھیں نکالنے والا زمرد ہے

گر تو صاحب گاو را خواہی زبوں — چوں خراں سیخش کن آنسو اے حرو
اگر تو گائے کے مدعی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے — اے سرکش! اسکو گدھوں کی طرح کھینچ کر اسطرف لیجا

اس نے حضرت داؤدؑ کا فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکار جب کریگی جب شیخ یار بن جائے۔ زمرد مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ زمرد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمرد کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھے کی طرح کھینچ کر

[1] گرچہ۔ وہ آنیوالے سمجھدار خود بھی یہ اسرار بیان کرسکینگے لیکن مثنوی کی باتوں سے انکو تقویت حاصل ہوگی۔ نے کہ۔ پہلی کتابوں نے قرآن کی تصدیق کی، اسی طرح بعد میں آنیوالوں کے اقوال کی میری مثنوی تصدیق کریگی۔ روزی۔ اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔ بلکہ۔ ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمھیں بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل ہونے لگے گا۔ زانکہ۔ روٹی میں جو مخفی نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع اللہ تعالیٰ روٹی کے واسطہ کے بغیر بھی عطا فرما دیتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور نفع روٹی میں مخفی چیز ہے اور روٹی کی شکل اسکے لئے ایسی ہی ہے جیسا کہ روٹی کیلئے دسترخوان تو وہ کمالات اللہ تعالیٰ بغیر روٹی کی ظاہری شکل کے اپنے اولیاء کو عنایت فرما دیتا ہے۔

[2] رزقِ جانی یعنی روحانی رزق شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا جیسا کہ اس نوجوان کو حضرت داؤدؑ کے انصاف سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی صحبت نفس کو رام کر دیتی ہے۔ از بنِ دنداں۔ یعنی جبراً و قہراً۔

[3] صاحبِ آں گاو۔ گائے کے مدعی کی مثال نفس کی سی ہے وہ تب ہی مطیع بنا جب

شیخ کے پاس لیجا

گر تو خواہی ایمنی از اژدہا
اگر تو اژدہے سے مطمئن ہونا چاہتا ہے
دستش از داماں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا کر

خاک شو در پیش شیخ باصفا
صاحب باطن شیخ کے سامنے خاک بن جا
تا ز خاک تو بروید کیمیا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو

صد زباں[1] در ہر زبانش صد لغت
(نفس کے) سو زبانیں ہیں اور اس کی ہر زبان میں
زرق و دستانش نیاید در صفت
اس کا مکر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہوسکتی ہے

چوں بنزدیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
آں زبان صد گزش کوتہ شود
اس کی سو گز کبی زبان چھوٹی ہوجاتی ہے

مدعی گاو نفس[2] آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان دراز ہے
صد ہزاراں حجت آرد ناصحیح
غلط قسم کی لاکھوں دلیلیں بیان کرتا ہے

شہر را بفریبد الا شاہ را
شاہ کے علاوہ، شہر کو فریب دیتا ہے
رہ نتاند زد شہ آگاہ را
باخبر شاہ کی راہ زنی نہیں کرسکتا

نفس را تسبیح و مصحف در یمیں
نفس کے داہنے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
خنجر و شمشیر اندر آستیں
آستین کے اندر خنجر اور تلوار ہے

مصحف سالوس او باور مکن
اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر
خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراز اور ہمرتبہ نہ بنا

سوئے حوضت آورد بہر وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے
و اندر اندازد ترا در قعر او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے

عقل نورانی و نیکو طالب است
عقل نورانی اور بہترین طلبگار ہے
نفس ظلمانی بر او چوں غالب است
تاریک نفس اس پر کیوں غالب ہے

زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے، تیری عقل باہر ہے
گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
(گھر) اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے

زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے (اور) تیری عقل مسافر ہے
بر در خود سگ بود شیر مہیب
اپنے دروازے پر کتا خوفناک شیر ہوتا ہے

باش[3] تا شیراں سوئے بیشہ روند
ٹھہر کہ شیر کچھار میں پہنچیں
ویں سگان کور آنجا بگروند
یہ اندھے کتے وہاں مطیع ہوجائیں گے

[1] صد زباں۔ نفس بہت ہی بت بنا اور مکار ہے اس کے مکروں کی تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کرتہ۔ نفس کی زبان شیخ کی صحبت میں کوتاہ ہوجاتی ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کرسکتا مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی طرح ہے۔ اس مدعی نے بہت سی غلط دلیلیں پیش کردیں۔ شہر کے مدعی کی تحریروں سے تمام لوگ دھوکے میں آگئے تھے حضرت داؤدؑ فریب میں نہ آئے تھے۔

[2] نفس۔ نفس بگلا بھگت ہے بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن بہت شریر ہے۔ مصحف۔ اس کی ظاہری حالت دیکھ کر اس کا ہمراز اور ہمدم نہ بن۔ سوئے حوض۔ نیکی کی دعوت دیتا ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا ہے۔ عقل نورانی۔ عقل جیسی شریف چیز پر کمین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہوجاتا ہے کہ تو عقل سے بیگانہ ہوگیا ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کردیا اور اپنے اندر نفس کو بسا لیا ہے اب وہ نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہوگیا ہے اور عقل ماری ماری پھرتی ہے۔

[3] باش۔ عقلیں جب اپنے اصل مقام پر مقیم ہونگی تب ان کتوں پر اس کی حقیقت واضح ہوجائے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

مکرِ نفس و تن نداند عامِ شہر — اُو نگردد جز بوحی القلب قہر[۱]
نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے — وہ دل کی وحی کے بغیر مغلوب نہیں ہوتا

ہر کہ جنسِ اوست یارِ اُو شود — جز مگر داؤدؑ کو شیخت بود
جو اُس کا ہم جنس ہے اُس کا دوست بنجاتا ہے — مگر سوائے داؤدؑ کے جو تیرا شیخ ہے

کو مُبدّل گشت و جنسِ تن نماند — ہر کرا حق در مقامِ دل نشاند
جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے — جس کو اللہ (تعالیٰ) نے دل کی جگہ بٹھایا ہے

خلق[۲] جملہ علتی اند از کمیں — یارِ علت می شود علت یقیں
تمام لوگ اندر سے بیمار ہیں — یقیناً مرض، مرض کا مددگار ہوتا ہے

ہر خسے دعویِ داؤدی کند — ہر کہ بے تمیز کف در وے زند
ہر کمینہ داؤدؑ ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے — جو بے تمیز ہے اُس سے وابستہ ہوجاتا ہے

چوں ز صیادے شنید آواز طیر — مُرغِ ابلہ میکند آں سوئے سیر
جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے — بیوقوف پرند اُس جانب اُڑان بھرتا ہے

نقد را از قلب نشناسد غویست — ہیں ازو بگریز اگرچہ معنویست
جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے گمراہ ہے — خبردار! اس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو

رستہ[۳] و بربستہ پیشِ اُو یکے ست — گر یقین دعوے کند اُو در شکے ست
آزاد اور گرفتار اُس کے نزدیک یکساں ہے — اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں (مبتلا) ہے

اینچنیں کس گر ذکی مطلق ست — چونش ایں تمییز نبود احمق ست
ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے — جب اُس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے

ہیں ازو بگریز چوں آہو ز شیر — سُوئے اُو مشتاب اے دانا دلیر
خبردار! اُس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن — اے عقلمند بہادر! اُس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السّلام بر فرازِ کوہ از احمقان و شخصے در پے اُو رفتن و سوال کردن

بیوقوفوں کی وجہ سے (حضرت) عیسیٰ علیہ السّلام کا پہاڑ کی بلندی پر بھاگ کر جانا اور ایک شخص کا اُن کے پیچھے جانا اور سوال کرنا

---

[۱] اُو۔ نفس بھی دل کی وحی سے مغلوب ہوتا ہے جیسا کہ مدعی کا ؤ حضرت داؤدؑ کی قلبی وحی سے مغلوب ہوا ورنہ شہر والے اُس کو سچا سمجھ رہے تھے۔ ہر کہ۔ جو نفس کا ہم جنس ہوتا ہے وہ اُس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے، شیخ چونکہ داؤدؑ کی طرح ہے وہ اُس کے فریب میں نہیں آتا ہے۔ کو مبتدل۔ شیخ کامل وہ ہے جو جسمیت کو ختم کر کے مجسّم روح بن جائے اور اِس طرح سے مظہرِ خدا بن جائے جس طرح دل مظہرِ خدا ہے

[۲] خلق۔ عوام باطنی مریض ہیں اور بیماری، بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہٰذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر خسے۔ دنیا میں بہت سے مکار اور فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ اُن کے مکر میں پھنس جاتا ہے۔ چوں ز۔ یہ احمق جنہیں سچے اور جھوٹے پیر کی پہچان نہیں ہے اُس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکاری کی سیٹی نے ہم جنس کی آواز سمجھ ...تا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد۔ ...ن احمقوں میں کھرے کھوٹے ...ی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہیئے خواہ وہ کتنا ...ی نکتہ رس اور ذہین ہو۔

[۳] رستہ۔ ایسے احمقوں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے۔ اینچنیں۔ ایسا احمق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اُس کو احمق سمجھو اور اُس سے اِس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے۔ گریختن۔ اِس قصے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حماقت کا مرض عذابِ الٰہی اور لاعلاج ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عیسیٰ مریمؑ بکوہے می گریخت ۱ — شیر گوئی خون او میخواست ریخت
حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ایک پہاڑ کیطرف بھاگ رہے تھے — گویا شیر اُن کا خون بہانا چاہتا ہے

آں یکے در پے دوید و گفت خیر — در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر
ایک شخص پیچھے دوڑا اور بولا خیریت ہے — آپ کے پیچھے کوئی نہیں ہے پرند کیطرح آپ کیوں دوڑ رہے ہیں؟

با شتاب او آنچناں میتاخت جفت — کز شتاب خود جواب او نگفت
جلدی میں وہ اِس طرح چست بھاگ رہے تھے — کہ اپنی جلدی میں اُس کو جواب نہ دیا

یک دو میداں در پے عیسیٰؑ براند — پس بجد جہد عیسیٰؑ را بخواند
وہ ایک دو میدان (حضرت) عیسیٰؑ کے پیچھے بھاگا — پھر کوشش سے (حضرت) عیسیٰؑ کو پکارا

کز پے ۲ مرضات حق یک لحظہ ایست — کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست
کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریئے — کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل (در پیش) ہے

از کہ ایں سو می گریزی اے کریم — نے پیت شیر و نہ خوف خصم و بیم
اے صاحبِ کرم! اِدھر کو آپ کس سے بھاگ رہے ہیں؟ — آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف

گفت از احمق گریزانم برو — می رہانم خویش را بندم مشو
فرمایا جا میں بیوقوف سے بھاگ رہا ہوں — میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں، مجھے نہ روک

گفت آخر آں مسیحا نہ توئی — کہ شود کور و کر از تو مستوی
اُس نے کہا آخر آپ وہی مسیحا نہیں ہیں — کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندرست ہو جاتا ہے

گفت ۳ آرے گفت آں شہ نیستی — کہ فسون غیب را ماویستی
انھوں نے فرمایا ہاں، اُسنے کہا آپ وہ شاہ نہیں ہیں؟ — کہ آپ غیبی منتر کے ماویٰ (ملجا) ہیں

چون بخوانی آں فسوں بر مردہ — بر جہد چوں شیر صید آوردہ
آپ جب وہ منتر کسی مُردے پر پڑھتے ہیں — وہ (مُردہ) شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے

گفت آرے آں منم گفتا کہ تو — نے ز گِل مرغاں کنی اے خوبرو
انھوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں اُس نے کہا کہ — اے حسین! کیا مٹی سے پرندے نہیں بنا دیتے

بر دمی در وے سبک تا جاں شود — در ہوا اندر زماں پراں شود
آپ اُس میں آہستہ سے پھونک مارتے ہیں تو وہ اُس زندہ ہو جاتا ہے — (اور) فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے

گفت آرے گفت پس اے روحِ پاک — ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک
انھوں نے فرمایا ہاں اُسنے کہا، تو اے پاک روح! — آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

---

۱ عیسیٰ یعنی ابن مریم اِس طرح پہاڑ کی جانب بھاگے جا رہے تھے جیسے کہ گویا کوئی شیر اُن کے خون کے درپے ہے ایک شخص اُن کے پیچھے دوڑا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن وہ اِس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اُسکو جواب نہ دے سکے

۲ کز پئے مرضات۔ اُس شخص نے بھاگ کر اور اُن سے قریب ہو کر کہا خدا کے لئے رُک جایئے اور میرا جواب دیدیجئے۔ گفت حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں ایک احمق سے بھاگ رہا ہوں تو مجھے نہ روک۔ گفت۔ اُس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے سے تو اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں، آپ احمق کی حماقت سے اِس قدر خوفزدہ کیوں ہیں!

۳ گفت آرے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تیرا کہنا درست ہے۔ گفت آں شہ۔ پیچھے بھاگنے والے نے کہا آپ تو وہی شاہ ہیں جنکو اسمِ اعظم آتا ہے جب وہ آپ مُردے پر پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت۔ انھوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو تو کہتا ہے تو اُس نے کہا آپ تو مٹی سے پرند بنا کر اُڑا دیتے ہیں اُسکی بند پھونک مار دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے۔ گفت آرے۔ انھوں نے اقرار کیا تو اُسنے پھر کہا جب آپکے پاس ایسے معجزے ہیں

باچنیں برہاں کہ باشد در جہاں — کہ نباشد مر ترا از بندگان

ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے، دنیا میں کون ہوگا؟ — جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

گفت[۵۱] عیسیٰؑ کہ بذاتِ پاکِ حق — مبدعِ تن خالقِ جاں در سبق

(حضرت) عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم — جو کہ جسم کا پیدا کرنیوالا، ازل میں روح کا خالق ہے

حرمتِ ذات و صفاتِ پاکِ او — کہ بود گردوں گریباں چاکِ او

اس کی پاک ذات، اور صفات کی قسم — جس کے لئے آسمان گریبان پھاڑے ہوئے ہے

کاں فسون و اسمِ اعظم را کہ من — بر کر و بر کور خواندم شد حسن

کہ وہ منتر اور اسم اعظم جو کہ میں نے — بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہوگیا

بر کہ سنگیں بخواندم شد شگاف — خرقہ را بدرید بر خود تا بناف

پتھریلے پہاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہوگیا — اس نے ناف تک پیرہن پھاڑ ڈالا

بر[۵۲] تنِ مردہ بخواندم گشت حی — بر سرِ لاشی بخواندم گشت شیٔ

میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہوگیا — میں نے ناچیز پر پڑھا وہ چیز ہوگیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بود — صد ہزاراں بار و درمانے نشد

میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا — لاکھوں بار، اور کوئی علاج نہ ہوا

سنگِ خارا گشت وزاں خو برنگشت — ریگ شد کز وے نروید ہیچ کشت

سنگ خارا بن گیا اور اس عادت سے نہ ہٹا — ریت بن گیا جس سے کوئی کھیتی نہ اگے

گفت[۵۳] حکمت چیست کانجا اسمِ حق — سود کرد اینجا نبود آں را سبق

اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسم اعظم نے — فائدہ کیا، اس جگہ وہ نہ چلا

آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا — او نشد ایں را و آں را شد دوا

وہ بھی بیماری ہے، اور یہ بھی بیماری ہے کیوں — وہ اس کے لئے (دوا) نہ ہوا اور اس کے لئے دوا بن گیا؟

گفت رنجِ احمقی قہرِ خداست — رنجِ کوری نیست قہر آں ابتلاست

فرمایا، بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے — اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

ابتلا رنجیست کاں رحم آورد — احمقی رنجیست کاں زخم آورد

آزمائش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے — بیوقوفی وہ بیماری ہے جو زخم پیدا کرتی ہے

بر سر آرد زخم رنجِ احمقی — رحم نبود چارہ جوئی آں شقی

بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے — اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

[۵۱] گفت۔ اس سوال کرنیوالے کے جواب میں فرمایا۔ مُبدع۔ ایجاد کرنیوالا سبق۔ ازل۔ گریبان چاک۔ یعنی عاشق۔ کاں۔ بیشک اس اسم اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے اندھے بہرے اچھے ہوجاتے ہیں۔ ہر کہ۔ پہاڑ اس کی عظمت و ہیبت سے پھٹ جاتے ہیں۔

[۵۲] برتن۔ اسم اعظم مردے پر پڑھا جائے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ لاشی۔ یعنی اسم اعظم پڑھنے سے معدوم موجود ہوجاتا ہے۔ خواندم۔ محبت۔ سنگ خارا۔ یعنی احمق پر اسم اعظم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ الٹا اثر ہوا کہ وہ اور سخت ہوگیا۔ خو۔ یعنی حماقت کی عادت۔

[۵۳] گفت۔ اس سوال کرنے والے نے کہا اس میں کیا راز اور حکمت ہے کہ احمق پر اسم اعظم بھی اثر نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ حماقت عذاب الٰہی ہے اور اندھا پن ایک آزمائش ہے کہ آزمائش میں جو مبتلا ہوتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے اور احمق پر جوتے برسائے جاتے ہیں۔ احمقی۔ حماقت پر ہر شخص کو غصہ آتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آنچہ[1] داغِ اوست مُہر او کردہ است ۔ چارۂ بروے نیارد بر درِ دست

جو اُس کا داغ ہے (گویا اللہ تعالیٰ) نے مُہر لگادی ہے ۔ کوئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی

ز احمقاں بگریز چوں عیسیٰؑ گریخت ۔ صحبتِ احمق بسے خونہا کہ ریخت

بیوقوفوں سے اس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰؑ بھاگے ۔ احمق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں

اندک اندک آب را دزدد ہوا ۔ ویچنیں دُزدد ہم احمق از شما

ہوا پانی کو تھوڑا تھوڑا چُراتی ہے ۔ اِسی طرح بیوقوف تم میں سے چُراتا ہے

گرمیت را دُزدد و سردی دہد ۔ ہمچناں کو زیرِ خود سنگے نہد

وہ تیری گرمی کو چُراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے ۔ جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے

آں گریزِ عیسوی نز بیم بود ۔ ایمن ست اُو از پئے[2] تعلیم بود

(حضرت) عیسیٰؑ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا ۔ وہ محفوظ تھے، تعلیم دینے کے لئے تھا

زمہریر ار پُر کند آفاق را ۔ چہ غم آں خورشید با اشراق را

اگر سردی تمام دنیا کو بھر دے ۔ روشن سورج کو کیا غم ہے!

ہر کرا گرمی بود از نورِ حق ۔ اُو چہ غم دارد ز سردیہائے لق

جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو ۔ اُس کو خشک بارش کی سردی کا کیا غم ہے!

قصۂ اہلِ سبا و حماقتِ ایشاں و اثر نا کردنِ پند و نصیحتِ انبیاء در ایشاں

اہلِ سبا اور ان کی بے وقوفی اور انبیاء کی نصیحت کا اُن پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یادم آمد قصۂ اہلِ سبا[3] ۔ کز دمِ احمق صباشاں شد وبا

مجھے اہلِ سبا کا قصہ یاد آگیا ۔ احمقانہ باتوں سے صبا ہوا اُن کیلئے وبا بن گئی

آں سبا ماند بشہرے بس کلاں ۔ در فسانہ بشنوی از کودکاں

وہ سبا بہت بڑے شہر جیسا تھا ۔ تو نے بچوں سے قصہ میں سُنا ہوگا

کودکاں افسانہا می آورند ۔ درج در افسانہ شاں صد گونہ پند

بچے قصے بیان کرتے ہیں ۔ ان کے افسانوں میں سو قسم کی نصیحت درج ہوتی ہے

ہزلہا گویند در افسانہا ۔ گنج می جو در ہمہ ویرانہا

افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں ۔ تو ہر ویرانے میں خزانہ تلاش کر

[1] آنچہ۔ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی ایک مُہر ہے جس پر کوئی تدبیر مؤثر نہیں ہوتی ہے۔ زاحمقاں ۔ بیوقوفوں سے اسی طرح بھاگو جس طرح حضرت عیسیٰؑ بھاگے تھے۔ اندک۔ جس طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چُراتی رہتی ہے اور حوض خشک ہو جاتی ہے اسی طرح بیوقوف کی صحبت تیرے اچھے اوصاف چُراتی رہتی ہے۔ گرمیت۔ بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اُس کی صحبت سردی اور کاہلی سے تبدیل کر دیتی ہے۔

[2] پئے تعلیم۔ حضرت عیسیٰؑ کا احمق سے بھاگنا دوسروں کی تعلیم کے لئے تھا۔ زمہریر۔ اگر تمام دنیا میں سردی پھیلی ہوئی ہو تب بھی سورج کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا۔ حضرت عیسیٰؑ کو نورِ حق کی گرمی حاصل تھی کسی احمق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو سکتے تھے

[3] سبا۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صبا۔ پُروا ہوا۔ وبا۔ بیماری۔ کودکاں۔ بچوں کی کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک نصیحت کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔ افسانوں میں عموماً مذاق کی باتیں ہوتی ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے تلاش کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ویرانہ میں خزانہ تلاش کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

بود[۵۱] شہرے بس عظیم و مہ ولے
وہ (سبا) بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن
قدر او چوں قدر سکرہ بیش نے
اُس کا رتبہ سکرہ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا

بس عظیم و بس فراخ و بس دراز
بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا
سخت زفت و زفت اندازہ پیاز
پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ

مردم دہ شہر مجموع اندرو
اس میں دس شہروں کے انسانوں کا مجموعہ تھا،
لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو
لیکن سب مل کر تین گندے شخص (تھے)

اندرو نوع خلائق بے شمار
اُس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں (تھیں)،
لیک آں جملہ سہ خام پختہ خوار
لیکن وہ سب تین (شخص)، ناقص پکی پکائی کھانے والے

جان[۵۲] ناکردہ بجاناں تاختن
جان کو جاناں کی طرف نہ کرکے دوڑنا
گر ہزاران ست باشد نیم تن
اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا شخص ہونگے

آن یکے بس دوربین و دیدہ کور
اُنمیں سے) ایک اندھی آنکھوں والا اور دور تک دیکھ لینے
از سلیمانؑ کور و دیدہ پائے مور
سلیمانؑ کے بارے میں اندھا اور چیونٹی کا پاؤں دیکھنے والا

واں دگر بس تیز گوش و سخت کر
دوسرا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا
گنج و در وے نیست یک جو سنگ زر
خزانہ اور اس میں ایک جو کے وزن کا سونا نہیں ہے

واں دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
دوسرا ننگا اور برہنہ، مریل ٹٹو دوڑانے والا
لیک دامنہائے جامہ او دراز
لیکن اُس کے کپڑوں کے دامن بہت لمبے

گفت کور اینک سپاہے میرسند
اندھے نے کہا، یہ سپاہی پہنچ رہے ہیں
من ہمی بینم کہ چہ قوم اند و چند
میں دیکھ رہا ہوں، کہ وہ کونسی قوم اور کسقدر ہیں

گفت[۵۳] کر آرے شنیدم بانگ شاں
بہرے نے کہا ہاں میں نے اُنکی آواز سن لی
کہ چہ میگویند پیدا و نہاں
کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں

آں برہنہ گفت ترساں زیں منم
ننگا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں
کہ ببرند از درازی دامنم
کہ لمبائی کی وجہ سے میرا دامن نہ کاٹ لیں

کور گفت اینک بنزدیک آمدند
اندھے نے کہا اب وہ قریب آگئے ہیں
خیز بگریزیم پیش از زخم و بند
اٹھو ہم پکڑے جانے اور پٹنے سے پہلے بھاگ جائیں

کر ہمی گوید کہ آرے مشغلہ
بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شور و غل
می شود نزدیک تر یاراں ہلہ
خبردار، اے دوستو! بہت نزدیک آرہا ہے

[۵۱] بود شہرے۔ سبا بہت بڑا شہر تھا لیکن اللہ کے نزدیک اُس کا رتبہ مٹی کے پیالے سے زیادہ نہ تھا۔ سخت زفت۔ اوپر نیچے پیاز کے چھلکوں کیطرح تھا اور اُسمیں آبادی تھی۔ مردم۔ آبادی کی تعداد تو دس شہروں کی آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب لوگ اُس میں گندے قسم کے تھے۔ سہ خام۔ وہ تینوں ہی عقل کے کچے اور کھانے کے پکے تھے۔

[۵۲] جان ناکردہ۔ ایسے لوگ جن کی روح محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو اگر لاکھوں بھی ہیں تو آدھا شخص ہیں۔ آن یکے۔ ایک قسم تو یہ تھی کہ آخرت کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری میں بڑے دُور بین۔ سلیمانؑ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں نہ دیکھے پائے مور۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات کے بڑے بینا۔ واں دگر۔ دوسری قسم وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور بُری بات سن لینے میں کانوں کی بہت تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر سبا دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن نیکی اور بھلائی اُسمیں ذرہ برابر نہ تھی۔ واں دگر۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی جن کا ظاہری لباس لمبا چوڑا لیکن تقوے کے لباس سے ننگے تھے۔

[۵۳] گفت کر۔ بہرا بولا وہ جو کچھ باتیں کر رہے ہیں میں سب سن رہا ہوں۔ آں برہنہ۔ ننگے نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے دراز دامن نہ کاٹ لیں۔ کور گفت

آں برہنہ گفت آوہ[1] دامنم — از طمع بُرند و من ناایمنم
ننگے نے کہا، ہائے میرا دامن! — لالچ میں کاٹ لیں گے اور میں محفوظ نہیں ہوں

شہر را ہشتند و بیروں آمدند — وز ہزیمت در دِہے اندر شدند
اُنھوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے — اور پسپائی سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے

اندراں دہ مُرغ فربہ یافتند — لیک ذرہ گوشت نے بر وے نزند
اُنھوں نے اُس گاؤں میں ایک موٹا مرغ پایا — لیکن اُس پر ذرہ برابر گوشت نہ تھا، لاغر تھا

کور دیدو آں کر آوازش شنید — عور بگرفت و بداماں درکشید
اندھے نے اُسکو دیکھا اور بہرے نے اسکی آواز سُنی — ننگے نے اُس کو پکڑ لیا اور دامن میں چھپا لیا

مُرغ مُردہ خشک از زخمِ کلاغ — استخوانہا زار گشتہ چوں بناغ
مُرغ مُردہ کوّے کی ٹھونگوں سے خشک (تھا) — ہڈیاں دھاگے کی طرح لاغر تھیں

پس طلب کردند دیگے یافتند — بے سر و بے بُن شتابان تافتند
اُنھوں نے تلاش کیا، اور ایک دیگچی پائی — جس کے نہ سر تھا نہ تلی، جلدی دوڑے

بر سرِ آتش[2] نہادند آں سہ تن — مرغ فربہ را بدیگ اندر زفن
تینوں نے آگ پر رکھا — موٹے مرغ کو دیگچی میں ہنرمندی سے

آتشش کردند چنداں اے پسر — کاستخواں شد پختہ لحمش بیخبر
اے بیٹا! اُنھوں نے اِس قدر پکایا — کہ ہڈیاں پک گئیں اُسکے گوشت کو پتہ نہ ہوا

زاں ہمی خوردند چوں از صید شیر — ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
اُنھوں نے اِس کو اِسطرح کھایا جسطرح شیر شکار کو — اسکے کھانے سے ہر ایک ہاتھی کی طرح پیٹ بھرا ہو گیا

ہر سہ[3] زاں خوردند پس فربہ شدند — چوں سہ پیلے بس سترگ و مہ شدند
تینوں نے اُس میں سے کھایا، بہت موٹے ہو گئے — تینوں موٹے، اور بڑے ہاتھیوں کی طرح ہو گئے

آنچناں کز فربہی ہر یک جواں — در نگنجیدے ز زفتی در جہاں
ایسے کہ ہر ایک جوان موٹاپے کی وجہ سے — بھاری پن سے، دُنیا میں نہ سماتا تھا

با چنیں گبزی و ہفت اندام زفت — از شگافِ دَر برُوں جستند تفت
ایسے موٹاپے، اور ساتوں موٹے اعضا کے باوجود — تیزی سے دروازے کی درز سے باہر نکل گئے

راہِ مرگِ خلق ناپیدا رہی ست — در نظر ناید کہ آں بیجا رہی ست
مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے — وہ دکھائی نہیں دیتا ہے کیونکہ لامکانی راستہ ہے

---

[1] آوہ۔ افسوس۔ ایمن۔ مطمئن۔ شہر را۔ تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ ہزیمت۔ پسپائی۔ نزند۔ لاغر، پژمردہ۔ زخمِ کلاغ۔ کوّے کا ٹھونگے مارنا۔ بناغ۔ کچا دھاگا، مکڑی کا جالا۔ بے سر۔ یعنی اُن کو ایسی ہانڈی ملی جس کا نہ گلا تھا نہ تلا۔

[2] بر سرِ آتش۔ یعنی اُس مُردہ مرغ کو ہانڈی میں ڈالکر پکانا شروع کیا۔ آتشش۔ یعنی اُس کو اِس طرح پکایا کہ ہڈی گل گئی اور گوشت کچا ہی رہا۔ زاں۔ اُس مُردہ مُرغ کو اُنھوں نے اس طرح کھایا جس طرح شیر اپنا شکار کھاتا ہے اور اِس طرح پیٹ بھر لیا جیسا کہ ہاتھی پیٹ بھرتا ہے۔

[3] ہر سہ۔ تینوں اس مُردہ مُرغ کو کھا کر ہاتھیوں کی طرح بن گئے۔ آنچناں۔ اِن میں سے ہر ایک ایسا پھولا کہ دنیا میں نہیں سما رہا تھا۔ با چنیں۔ لیکن اِس موٹاپے کے باوجود وہ کواڑوں کی درز سے نکل بھاگے۔ گبز۔ فربہ۔ ہفت اندام۔ سر، سینہ، پشت، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔ شگاف۔ درز۔ راہِ مرگ۔ کواڑ کی درز سے موت کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔ بیجا۔ لامکانی۔

نکِ بیاپے کاروانہا مُقتفی ۔۔۔ زیں شگافِ درکہ ہست آں مُختفی

قافلے پے درپے آگے پیچھے جارہے ہیں ۔۔۔ دروازے کی اِس درز سے جو پوشیدہ ہے

بر درار جوئی نیابی آں شگاف ۔۔۔ سخت ناپیداوزو چندیں زفاف

اگر تو دروازے میں تلاش کریگا وہ درز نہ پائیگا ۔۔۔ بالکل پوشیدہ ہے اور اُس میں سے اسقدر روانگی ہے

اے ضیاء الحق حُسام الدیں عیاں ۔۔۔ باز باید کرد شرحِ ایں بیاں

اے ضیاء الحق حُسام الدینؒ واضح (طور پر) ۔۔۔ اِس بیان کی پھر شرح کرنی چاہیے

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست ۔۔۔ آشنا را روئے در بیگانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے ۔۔۔ جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں ہے

شرحِ آں کورِ دُور بین وآں کرِ تیز شنو وآں برہنہ دراز دامن

اُس دُور تک دیکھنے والے اندھے اور اُس تیز سننے والے بہرے اور اُس لمبے دامن والے ننگے کی شرح

کرامل را داں کہ مرگِ ما شنید ۔۔۔ مرگِ خود نشنید و نقلِ خود ندید

بہرا، امید کو سمجھ کہ اُسنے ہماری موت کی خبر سنی ۔۔۔ اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے منتقل ہونے کو نہ دیکھا

حرص نابیناست بیند مُو بمُو ۔۔۔ عیبِ خلقاں اُو بگوید کو بکو

لالچ اندھا ہے، بال بال دیکھتا ہے ۔۔۔ لوگوں کا عیب کوچہ بکوچہ بیان کرتا ہے

عیبِ خود یک ذرہ چشمِ کورِ اُو ۔۔۔ می نہ بیند گرچہ ہست اُو عیب جُو

اُس کی اندھی آنکھ اپنا عیب ذرہ برابر بھی ۔۔۔ نہیں دیکھتی، اگرچہ وہ عیب جُو ہے

عُور می ترسد کہ دامانش بُرند ۔۔۔ دامنِ مردِ برہنہ کے دَرند

ننگا، ڈرتا ہے کہ اُس کا دامن کاٹ لینگے ۔۔۔ (حالانکہ) ننگے انسان کا دامن کب پھاڑتے ہیں؟

مردِ دنیا مُفلس ست و ترسناک ۔۔۔ ہیچ اُو را نیست از دُزداں باک

دنیادار انسان مُفلس ہے اور خوفزدہ ہے ۔۔۔ اُس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اُسکو چوروں کا کیا ڈر؟

اُو برہنہ آمد و عُریاں رَوَد ۔۔۔ وز غمِ دُزدش جگر خوں میشود

وہ ننگا آیا، اور ننگا جائے گا ۔۔۔ اور چور کے غم سے اُس کا جگر خون ہوتا ہے

وقتِ مرگش کہ بُود صد نوحہ بیش ۔۔۔ خندہ آید جانش را زیں ترسِ خویش

اُسکے مرنے کے وقت جبکہ سینکڑوں نوحے پیش ہوتے ہیں ۔۔۔ اُس کی جان کو اپنے اِس خوف سے ہنسی آتی ہے

آں زماں داند غنی کش نیست زر ۔۔۔ ہم ذکی داند کہ اُو بُد بے ہنر

اُسوقت مالدار جان جاتا ہے کہ اُسکے پاس مال نہیں ہے ۔۔۔ (اور) ذہین بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہنر تھا

مُختفی پیچھے۔ مُختفی پوشیدہ ہے درز۔ کواڑوں کا وہ شگاف نظر نہیں آتا ہے۔ زفاف۔ دلہن کو دولہا کے پاس بھیجنا یعنی انسانوں کی دارِ آخرت کی طرف روانگی۔ اے پسر ہر قصہ محض افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے ہیں اُس سے اچھے نتائج نکال لیتے ہیں بیگانہ یعنی اہلِ دل کے لئے وہ قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے

کر۔ اِس قصہ میں بہرے سے انسان کی تمنائیں مُراد ہیں، تمنا اور اُمید دوسروں کی موت کی خبر سنتی ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوتی ہے اور دنیا سے اپنے منتقل ہونے کو نہیں دیکھتی حرص۔ اِس قصہ میں اندھے سے مُراد انسان کی حرص ہے جو اپنے عیب سے اندھی ہے اور دوسروں کا عیب خوب دیکھتی ہے عور۔ ننگے سے مُراد وہ شخص ہے جو نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی دولت سے مُفلس ہے۔

مردِ دنیا۔ دنیادار مُفلس ہے اسلئے کہ دنیوی دولت آخرت میں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ اُو برہنہ۔ دنیادار ننگا پیدا ہوا اور تقوے کے لباس سے ننگا رہے گا۔ وقتِ مرگ۔ جب اِس دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائیگی جس پر چوروں کا خوف کھاتا تھا تو اپنے اوپر ہنسے گا۔ آں زماں جب دنیاوی دولت

چوں[۵۱] کنارِ کودکے پُر از سفال
جیسا کہ بچہ کی گود جو ٹھیکروں سے بھری ہوئی ہے

کو بَراں لرزاں بُوَد چوں رَبِّ مال
جو اُن کے لئے ایسا لرزتا ہے جیسا کہ مالدار

گر ستانی پارۂ گریاں شَوَد
اگر تو اس کا ٹھیکرا لے لے تو وہ رونے لگے

پارہ گر بازش دہی خنداں شَوَد
اگر تو اس کو ٹھیکرا دوبارہ دیدے تو وہ ہنسنے لگے

چوں نباشد طفل را دانش دثار
چونکہ بچے کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے

گریہ و خندش ندارد اعتبار
اس کا رونا اور ہنسنا اعتبار نہیں رکھتا ہے

[۵۲] محتشم چوں عاریت را ملک دید
مالدار نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا

پس بر آں مالِ دروغیں می طپید
اس لئے اس غلط مال پر تڑپتا ہے

خواب می بیند کہ او را ہست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے

ترسد از دُزدے کہ بُربایَد جوال
چور سے ڈرتا ہے کہ تھیلا اُڑا لے جائیگا

چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچنے والا اُس کو نیند سے اُٹھاتا ہے

پس ز ترسِ خویش تسخر آیدش
تو اپنے خوف سے اُس کو ہنسی آتی ہے

ہمچناں لرزانیِ ایں عالماں
اسی طرح کا ان ہنرمندوں کا خوف ہے

کہ بُوَدشاں علم و عقلِ ایں جہاں
جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے

از پے ایں عاقلانِ ذو فنون
انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے

گفت ایزد در نُبی لَا یَعْلَمُوْن
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ نہیں جانتے"

ہر یکے ترساں ز دُزدی کَسے
ہر شخص کسی کے چرا لینے سے ڈرتا ہے

خویشتن را علم پندارد بسے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے

گوید[۵۳] او کہ روزگارم می بَرَد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے

خود ندارد روزگارِ سُود مند
(حالانکہ) وہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے

گوید از کارم برآوردند خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں

غرقِ بیکاریست جانش تا بحلق
(حالانکہ) اُسکی جان حلق تک بیکاری میں غرق ہے

عُور ترساں کہ منم دامن کشاں
ننگا ڈرتا ہے کہ میں دامن گھسیٹنے والا ہوں

چوں رہانم دامن ز چنگالِ فنا
اُن کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاؤں

صد ہزاراں فضل داند از علوم
علوم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

جانِ خود را می نداند آں ظلوم
وہ ظالم اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

---

[۵۱] چوں کنار۔ اس دنیادار کی حالت اُس بچہ کی سی ہے جس نے بغل میں کنکریاں جمع کر رکھی ہوں اور انکو دولت سمجھ رہا ہو اُن کنکریوں کے لٹنے سے ڈرتا ہو اور اگر کوئی ایک کنکری لے لے تو رونے لگے اور اسکو واپس دیدے تو ہنسنے لگے۔ دثار۔ بالائی لباس۔

[۵۲] محتشم۔ دنیادار دولت و حشمت والا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اُس کے پاس عارضی ہے۔ خواب۔ یہ دولت ایسی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں دولت کو دیکھتا ہے۔ چوں ز۔ جو شخص اپنے خواب کے مال پر چوروں سے ڈر رہا تھا بیدار ہونے پر اُس کو اپنے اوپر ہنسی آئیگی یہی حال آخرت میں دنیادار کا ہوگا۔ از پئے۔ دنیادار عقلمندوں کو قرآن نے بے علم کہا ہے۔ ہر یکے۔ ہر دنیادار اپنے علم کے بارے میں چور سے ڈرتا ہے۔

[۵۳] گوید۔ دنیادار عالم کہتا ہے کہ لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اُسکا وقت اُس کیلئے قطعاً غیر مفید ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آکر مجھے بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اُس کی مصروفیتیں ہیں وہ خود بیکاری کے مرادف ہیں۔ عُور۔ یہ دنیادار علوم آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ یہ رہا ہے کہ دوسرے اسکے علوم کو برباد کر رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے لاکھوں علوم کا عالم ہے لیکن اپنی روح کے بارے میں وہ ظالم جاہل ہے

Presented by www.ziaraat.com

داند اُو خاصیتِ ہر جوہرے[1] — در بیانِ جوہرِ خود چوں خرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے — اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے

کہ ہمی دانم یجوز و لایجوز — خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
کہ میں یجوز، اور لایجوز کو جانتا ہوں — تو خود نہیں جانتا کہ تو یجوزی ہے یا بڑھیا

ایں روا آں ناروا دانی ولیک — تو روا یا ناروائی بیں تو نیک
تو یہ جانتا ہے، یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن — تو غور کر، تو خود جائز ہے، یا ناجائز

قیمتِ ہر کالہ میدانی کہ چیست — قیمتِ خود را ندانی احمقیست
تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے — تو اپنی قیمت نہیں جانتا، یہ حماقت ہے

سعدہا[2] و نحسہا دانستہ — ننگری سعدی تو یا ناشستہ
تو سعادتوں، اور نحوستوں کو جانتا ہے — تو یہ غور نہیں کرتا، کہ تو سعد ہے یا میلا

جانِ جملہ علمہا اینست و ایں — کہ بدانی من کیم در یوم دیں
تمام علوم کی جان دراصل یہی ہے — کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں

جانِ جملہ علمہا اینست خود — کہ بہ بخشد جملہ را جانِ ابد
خود تمام علوم کی جان یہ ہے — کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کر دے

آں اصولِ دیں[3] بدانستی تو لیک — بنگر اندر اصلِ خود گو ہست نیک
تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن — اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے

از اصولیت اصولِ خویش بہ — کہ بدانی اصلِ خود اے مردِ مہ
تیرے اصولی ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں — اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

صفتِ خرمیِ شہرِ سبا و ناشکری ایشان
سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

اصلِ شاں بد بود آں اہلِ سبا — می رمیدندے ز اسبابِ بقا
ان اہلِ سبا کی اصل، بری تھی — وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے

دادشاں چنداں ضیاع و باغ و راغ — از چپ و از راست از بہرِ فراغ
انکو (اللہ نے)، اس قدر جائداد اور باغ اور چراگاہ دی — دائیں، اور بائیں سے فراغت کے لئے

نہیں۔ از اصولیت۔ اصولِ فقہ کے جاننے سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل یعنی روح کو پہچانے۔
خرمی خوشحالی۔ بقا یعنی ابدی زندگی۔ ضیاع۔ جائداد۔ راغ چراگاہ۔ فراغ یعنی فارغ البالی۔

[1] داند۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت کو سمجھتا ہے اپنے جوہر (روح) کے بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ ہمی۔ دنیادار عالم اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں جائز اور ناجائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی ہے یا نادان بڑھیا۔ یجوزی یعنی جائز و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قابل۔ عجوز۔ بوڑھی عورت جو عموماً دلائل سے ناواقف ہوتی ہے۔ ایں۔ یعنی فقیہ اتنا تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ بات ناجائز ہے لیکن اس کو اپنا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔ قیمت۔ دوسروں کے احوال سے واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل ہونا حماقت ہے۔

[2] سعدہا۔ دنیادار عالم نجوم ستاروں اور چیزوں کی نحوست اور سعادت سے واقفیت رکھتا ہے لیکن اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ خود نیک بخت ہے یا بدبخت ہے۔ جانِ جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہونا ہے۔

[3] اصولِ دین۔ دین کے اصول تو جاننا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا

۱۷

بسکہ می افتاد از پُرّیؔ[1] ثمار — تنگ می شد معبرہ بر رہگذار
کثرت کی وجہ سے پھل بہت گرتے تھے — چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا تھا

آں نثارِ میوہ رہ را می گرفت — از پُرّیِ میوہ رہرو در شگفت
پھلوں کی بکھیر، راستہ روک دیتی تھی — پھلوں کی کثرت سے مسافر تعجب میں تھے

سلّہ بر سر در درختانِ شاں — پُر شدے ناخواست از میوہ فشاں
اُن کے باغوں میں سر پر کی ٹوکری — بغیر خواہش کے پھلوں کے جھڑنے سے بھر جاتی

باد آں میوہ فشاندے بے کسے — پُر شدے زاں میوہ دامنہا بسے
بغیر کسی شخص کے، ہوا پھل جھاڑتی — اُن پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے

خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ — بر سر و روئے روندہ می زدہ
موٹے خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے — چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے

مردِ گلخن تاب از پُرّیِ زر — بستہ بودے بر میاں زرّیں کمر
بھٹی جلانے والا سونے کی کثرت سے — کمر پر زرّیں پیٹی باندھے رہتا ہے

سگ کلیچہؔ[2] کوفتے در زیرِ پا — تخمہ بودے گرگِ صحرا از نوا
کتے پاؤں کے نیچے کلیچے روندتے — غذا کی کثرت سے جنگل کے بھیڑیوں کو بدہضمی ہو جاتی

گشتہ ایمن شہر و دہ از دزد و گرگ — بُز نترسیدے ہم از گرگِ سترگؔ[3]
شہر اور گاؤں، چور اور بھیڑیے سے محفوظ ہو گئے تو — موٹے بھیڑیے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی

جامۂ ایشاں اگر چرکیں شُدے — آتشِ سوزندہ شاں صابون بُدے
اگر اُن کے کپڑے میلے ہو جاتے — جلانے والی آگ اُن کا صابون ہوتا

در تنور انداختندے جامہ را — بعد یک ساعت شُدے خوش با صفا
وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے — تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا

گر بگویم شرحِ نعمتہائے قوم — کہ زیادت می شد آں یوماً فیوم
اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں — جو روز بہ روز بڑھ رہی تھیں

مانع آید از سخنہائے مُہم — انبیاء بُردند امرِ فاستقم
تو وہ ضروری باتوں سے مانع بنے گی — انبیاء فاستقم کا حکم لے کر گئے

چوں زحد بُردند ناشکری چناں — غیرتِ حق کارگر شُد در زماں
جب اُنھوں نے اِس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی — اُس وقت اللہ (تعالیٰ) کی غیرت کام میں لگ گئی

[1] پُرّی۔ کثرت۔ ثمار، ثمرہ کی جمع، پھل۔ معبر۔ گذرگاہ، راستہ۔ رہگذار، مسافر۔ نثار۔ بکھیر۔ شگفت۔ تعجب۔ سلّہ۔ ٹوکرا۔ ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بیکسے یعنی بغیر جھاڑنے والے کے۔ گلخن تاب۔ حمامی۔ گرز۔ بھٹی۔
[2] کلیچہ۔ کُلچہ۔ تخمہ۔ بدہضمی۔ گشتہ۔ مال و خوراک کی کثرت کی وجہ سے نہ چور کو چوری کی ضرورت رہی تھی نہ بھیڑیے کو کسی کے پھاڑنے کی۔
[3] سترگ۔ موٹا۔ چرکین۔ میلا۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔ انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ اُن کو راست روی کا حکم دیں۔

Presented by www.ziaraat.com

آمدنِ پیغمبراں بہ نصیحت اہلِ سبا

اہلِ سبا کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند — گمرہاں راجملہ رہبر می شدند
تیرہ پیغمبر وہاں آئے — گمراہوں کے سب رہبر بنے

کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو — مرکبِ شکر ار بخسپد حرّکوا[۱]
کہ خبردار! نعمت بہت ہوگئی شکر کر — اگر شکر کی سواری سوگئی ہے (اس کو) چلاؤ

شکرِ منعم واجب آمد در خرد — ورنہ بکشاید درِ خشمِ ابد
عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے — ورنہ ابدی ناراضی کا دروازہ کھل جائے گا

ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند — کز چنیں نعمت بشکرے بس کند
ہاں کرم دیکھو! اور یہ خود کون کرتا ہے؟ — کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے

سر[۲] بہ بخشد شکر خواہد سجدہ — پا بہ بخشد شکر خواہد قعدہ
وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے — پاؤں بخشتا ہے، بیٹھنے کا شکر چاہتا ہے

شکرِ نعمت نعمت افزوں کند — صد ہزاراں گل زخارے سر کند
نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ بڑھاتا ہے — لاکھوں پھول کانٹے سے سر ابھارتے ہیں

قوم گفتہ شکر مارا برد غول — ماشدیم از شکر و از نعمت ملول
قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا — ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں

ماچناں پژمردہ گشتیم از عطا — کہ نہ طاعت ماں خوش آید نے خطا
ہم بخشش سے ایسے پژمردہ ہوگئے ہیں — کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے، نہ گناہ

مانمی خواہیم نعمتہا و باغ — مانمی خواہیم اسباب و فراغ
ہم نعمتیں اور باغ نہیں چاہتے — ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے

نعمتے[۳] چہ سیر شد جان ما ازیں — شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں
نعمت کیا چیز ہے اس سے ہماری طبیعت بھرگئی — کاہے کا شکر کریں، ہاں بتائیے؟

انبیاء گفتند در دل علتے ست — کہ ازاں در حق شناسی آفتے ست
انبیاء نے فرمایا، دل میں بیماری ہے — کہ اس کی وجہ سے حق کے پہچاننے میں نقصان ہے

نعمت از وے جملگی علت شود — طعمہ در بیمار کے قوت شود
اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بنجاتی ہیں — کھانا بیمار میں قوت کب پیدا کرتا ہے؟

۱؎ حرّکوا یعنی تم شکر کے گھوڑے کو بیدار کرکے چلاؤ۔ در خرد۔ عقلاً بھی انعام دینے والے کا شکریہ ضروری ہے۔ ہیں۔ اللہ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس قدر نعمتوں پر محض ایک شکریہ کا طالب ہے۔

۲؎ سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے "سر" کا شکریہ یہ ہے کہ اس سر سے اس کو سجدہ کیا جائے۔ پا۔ اللہ نے پاؤں بخشے ہیں تو ان کا شکریہ یہ ہے کہ اس کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا جائے۔ صد ہزاراں۔ مصائب نعمتوں سے بدل جائیں گے۔ غول۔ بھوت شیطان۔ ماشدیم۔ اہلِ سبا نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے تنگدل ہیں اور ہمارے لئے اب نہ طاعت میں لذت ہے نہ گناہ میں۔

۳؎ نعمتے یعنی جب نعمت ہمارے لئے باعثِ زحمت ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء۔ انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا تمہارے دل میں مرض پیدا ہوگیا ہے جس نے حق شناسی کو تباہ کردیا ہے اور تم نعمتوں کو زحمت سمجھنے لگے جو بیمار کو اگر صحیح غذا بھی دیجاتی ہے تو وہ بیماری میں اضافہ کردیتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چند خوش پیشِ تو آمد اے مُصر — جملہ ناخوش گشت و صافِ اُو کدر
اے ضدی! تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں — سب ناقص اور اُن میں سے صاف گدلی ہو گئیں

۱ تو عدوِ ایں خوشیہا آمدی — گشت ناخوش ہر چہ بر وے کف زدی
تو اِن خوشیوں کا دشمن بن گیا — جس چیز پر تونے ہاتھ دھرا وہ ناگوار ہو گئی

ہر کہ اُو شُد آشنا و یارِ تو — شُد حقیر و خوار در دیدارِ تو
جو تیرا واقف، اور یار بنا — تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا

ہر کہ اُو بیگانہ باشد با تو ہم — پیشِ تو اُو بس مہ است و محترم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو — وہ تیرے لئے بہت بڑا اور باعزت ہے

ایں ہم از تاثیرِ آں بیماری ست — زہرِ اُو در جملہ خلقاں ساری ست
یہ بھی اُسی بیماری کی تاثیر ہے — اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے

دفعِ آں علت بباید کرد زُود — شکر با آں ہم حدث خواہد نمود
اِس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے — کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندگی نظر آتی ہے

۲ ہر خوشی کاید بتو ناخوش شود — آبِ حیواں گر رسد آتش شود
جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بُری ہو جاتی ہے — اگر آبِ حیات آتا ہے آگ بن جاتا ہے

کیمیائے مرگ و جسک آں صفت — مرگ گردد زاں حیاتت عاقبت
یہ صفت موت اور بے چینی کی کیمیا ہے — بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے

بس غذائے کز وے دل زندہ شُد — چُوں بیامد در تنِ تو گندہ شُد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے — وہ جب تیرے جسم میں آتی ہیں گندی ہو جاتی ہیں

بس عزیزے کہ بناز اشکار شُد — چُوں شکارت شُد بر تو خوار شُد
بہت سے پیارے ہیں جو لاڈ پیار میں شکار ہوئے — جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے

۳ آشنائی عقل با عقل از صفا — چُوں شود ہر دم فزوں باشد وِلا
عقل کی عقل سے شناسائی خلوص سے — جب ہو جاتی ہے ہر لحہ دوستی بڑھتی ہے

آشنائی نفس با ہر نفسِ پست — تو یقیں می داں کہ ہر دم کمتر است
نفس کی ذلیل نفس سے شناسائی — تو یقین کر ہر دم گھٹتی ہے

زانکہ نفسش گردِ علت می تند — معرفت را زُود فاسد میکند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کاٹتا ہے — جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

---

۱ تو عدو۔ اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ۔ اسی بیماری کا یہ اثر ہے کہ جو تمہارے خیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانے ہیں وہ تمہارے پیارے ہیں۔ زہر او۔ اِس بیماری میں پوری قوم مبتلا ہے۔ شکر با آں۔ اسی بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو گندی چیز سمجھتے ہو۔

۲ ہر خوشی۔ اِس بیماری سے ہر اچھی چیز بُری بن جاتی ہے، آبِ حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا۔ یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اِس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پیار کی وجہ سے تمہارا شکار اور گرویدہ ہے تم اسکو ذلیل سمجھتے ہو۔

۳ آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہوتی ہے وہ یومیہ گھٹتی رہتی ہے۔ زانکہ۔ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ گر نخواہی دوست را فردا نفیر — دوستی با عاقل و با عقل گیر
اگر تو کل (قیامت) کو کسی دوست کو قابلِ نفرت نہیں (بنانا چاہتا) — عقلمند اور عقل سے دوستی کر

از سمومِ نفس چوں با علتی — ہر چہ گیری تو مرض را آلتی
چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بیمار ہے — تو جو بھی لے گا، مرض کا آلہ (کار) ہے

گر بگیری گوہرے سنگے شود — ور بگیری مہرِ دل جنگے شود
اگر تو موتی لے گا، وہ پتھر ہو جائیگا — اگر تو دل کی محبت اختیار کریگا، وہ دشمنی ہو جائیگی

ور بگیری نکتۂ بکرِ لطیف — بعدِ درکت گشت بے ذوق و کثیف
اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریگا — تیرے پالینے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائیگا

کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد — چیز دیگر گو بجز ایں اے عضد
کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے، پرانا ہو گیا ہے — اے یار! اس کے علاوہ کچھ کہہ

چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر — باز فردا زاں شوی سیر و نفیر
فرض کر کہ دوسری کوئی تازہ اور نئی بات کہی ہوئی ہو — پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور متنفر ہوگا

۵۲ دفعِ علت کن چو علت خو شود — ہر حدیثِ کہنہ پیشت نو شود
کیونکہ بیماری عادت بن جاتی ہے، بیماری کو دفع کر — ہر پرانی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی

تا کہ از کہنہ بر آرد برگِ نو — بشگفاند کہنہ صد خوشہ ز گو
حتیٰ کہ پرانی بات نئے پتے نکالے گی — پرانی بات، گڑھے میں سے سینکڑوں خوشے کھلائیگی

ما طبیبانیم و شاگردانِ حق — بحرِ قلزم دید ما را فانفلق
ہم اللہ (تعالیٰ) کے شاگرد ہیں اور طبیب ہیں — ہمیں بحرِ قلزم نے دیکھا، تو وہ پھٹ گیا

آں طبیبانِ طبیعت دیگر اند — کہ بدل از راہِ نبضے بنگرند
جسمانی طبیب، دوسرے ہیں — جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں

۵۳ ما بدل بے واسطہ خوش بنگریم — کز فراست ما بعالی منظریم
ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں — کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں

آں طبیبانِ غذایند و ثمار — جانِ حیوانی بدیشاں استوار
وہ غذاؤں، اور پھلوں کے طبیب ہیں — حیوانی روح اُن سے ٹھیک ہوتی ہے

ما طبیبانِ فعالیم و مقال — ملہمِ ما پرتوِ نورِ جلال
ہم قولوں، اور فعلوں کے طبیب ہیں — اللہ (تعالیٰ) کا نور ہم پر الہام کرنیوالا ہے

۵۱ گر نخواہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کو نفرت نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقلمند سے دوستی کرو۔ از سموم۔ انسان جب نفسانی اغراض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اسکی بیماری میں اضافہ کریگا۔ ور بگیری۔ نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا ہے عمدہ قسم کے علمی نکتے بھی اس کو برے لگتے ہیں۔ چیز دیگر۔ اگر اور کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائیگا تو کل کو اس سے بھی نفرت ہو جائے گی۔

۵۲ دفع۔ اگر قلبی بیماری کا علاج ہو جائے تو پرانی باتوں میں نئے نکتے نظر آئیں گے۔ بحر قلزم۔ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ طبیبان طبیعت یعنی انسانی مزاج کے طبیب۔ نبضے۔ جسمانی طبیب نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔

۵۳ ما بدل۔ انبیاء اور اولیاء بلا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔ جان حیوانی۔ جسمانی اطباء کا کام روح حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔ ما طبیبان۔ یہ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول مہلک ہے اور کونسا نافع ہے۔ ملہم۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

Presented by www.ziaraat.com

کانچنیں فعلے ترا نافع بود — وانچناں فعلے زرہ قاطع شود
کہ ایسا فعل تیرے لئے نافع ہوگا — اور ایسا فعل راہِ حق سے جدا کرنے والا ہوگا

اینچنیںؔ قولے ترا پیش آورد — وانچناں قولے ترا نیش آورد
ایسی بات، تجھے آگے بڑھائے گی — اور ایسی بات تیرے ڈنک مارے گی

آنچنان وانچنیں از نیک و بد — پیشِ تو بنہیم و بنمائیم جد
ایسا، اور ویسا، اچھا، اور برا — ہم تیرے سامنے رکھتے ہیں اور اچھی طرح دکھا دیتے ہیں

گر تو خواہی ایں گزیں ور خواہی آں — زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیاں
اگر تو چاہے اسکو اختیار کر، تو چاہے، اس کو — زہر اور شکر، پتھر اور جوہر واضح ہو گیا

واں طبیباں را بود بوئے دلیل — ویں دلیلِ ما بود وحیِ جلیل
ان طبیبوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے — اور ہماری دلیل اللہ (تعالیٰ) کی وحی ہوتی ہے

دستؔ مزدے می نخواہیم از کسے — دستِ مزدِ ما رسد از حق بسے
ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں — ہمیں اللہ (تعالیٰ) سے بہت مزدوری ملتی ہے

ہیں صلا بیماریِ ناسور را — داروئے ما یک بیک رنجور را
آگاہ! ناسور کی بیماری کے لئے پکار ہے — ہماری دوا، ہر ہر بیمار کے لئے ہے

معجزہ خواستنِ قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے (ان پر سلام ہو) معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہِ مدعی — کو گواہِ علم و طبِ نافعی
قوم نے کہا، اے دعوے دارو! — نفع رساں طب اور علم کا کون گواہ ہے؟

چونؔ شما بستہ ہمیں خواب و خورید — ہمچو ما باشید در دہ می چرید
جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہو — ہماری طرح ہو اور گاؤں میں کھاؤ پیو

چوں شما در دامِ ایں آب و گلید — کے شما صیادِ سیمرغِ دلید
جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جال میں ہو — تو تم دل کے سیمرغ کے شکاری کہاں ہو؟

حبِ جاہ و سروری دارد براں — کہ شمارد خویش از پیغمبراں
رتبہ اور سرداری کی محبت اس پر آمادہ کرتی ہے — کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے

ما نخواہیم ایں چنیں لاف و دروغ — کردن اندر گوش و افتادن بدوغ
ہم اس طرح کی شیخی اور جھوٹ نہیں چاہتے — سننا، اور بکھیڑے میں گرنا

لہ اینچنیں۔ یعنی انسان کو کونسے افعال و اقوال اللہ سے قریب کرتے ہیں اور کونسے راستہ روکتے ہیں۔ آنچنان۔ انسانوں کے لئے نیکی اور بدی کو خوب واضح کرکے بیان کرتے ہیں۔ گر تو خواہی۔ اس کے بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں طبیباں۔ جسمانی طبیب عقلی دلائل سے کام لیتے ہیں ہم وحی الٰہی سے رہبری حاصل کرتے ہیں۔

سلہ دست مزدے۔ تمام انبیاء یہی کہتے ہیں لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ۔ یعنی ہم تم سے اس کام کی مزدوری نہیں مانگتے ہیں ہماری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔ ناسور۔ یعنی دشوار گذار مرض۔ کو گواہ۔ ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے دعوے پر گواہ لاؤ۔ چوں شما۔ کفار نے انبیاء پر ہمیشہ اسی قسم کا اعتراض کیا ہے۔ مَا لِھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ یعنی یہ کیسے انبیاء ہیں کہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

سلہ چوں شما۔ یعنی کفار نے انبیاء سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گل سے بنے ہوئے ہو تو تم دوسروں کی کیا اصلاح کر سکتے ہو۔ حبِ جاہ۔ کفار نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق پیغمبری

انبیاء گفتند کایں زاں علت ست
انبیاء نے کہا یہ (باتیں) اُسی بیماری کی وجہ سے ہیں

مایۂ کوری حجاب رؤیت ست
اندھے پن کا سرمایہ، دیدار کا پردہ ہے

دعویٔ ما را شنیدید و شما
تم نے ہمارا دعویٰ سُن لیا، اور تم

می نہ بینید ایں گہر در دستِ ما
ہمارے ہاتھ میں اِس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟

امتحان ست ایں گہر مر خلق را
یہ جوہر، لوگوں کی آزمائش ہے

ماش گردانیم گردِ چشمہا
ہم اِس کو آنکھوں کے گرد گھمار ہے ہیں

ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست
جو (یہ) کہے کہ گواہ کہاں ہے اُسکی بات (خود) گواہ ہے

کو نمی بیند گہر حبسِ عماست
کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے

آفتابے در سخن آید کہ خیز
سورج کہے، کہ اُٹھ

کہ بر آمد روز و بر جہ کم ستیز
دن نکل آیا، اُٹھ جا مخالفت نہ کر

تو بگوئی آفتابا کو گواہ
تو کہے، اے آفتاب! گواہ کہاں ہے؟

گویدت اے کور از حق دیدہ خواہ
تجھسے وہ کہیگا اے اندھے! اللہ تعالےٰ سے آنکھ مانگ

۵۲ روزِ روشن ہر کہ او جوید چراغ
جو شخص روشن دن میں چراغ ڈھونڈے

عین جُستن کوریش باشد بلاغ
یہ ڈھونڈنا ہی اُس کے اندھے پن کا اعلان ہے

ور نمی بینی گمانے بُردۂ
اگر تو نہیں دیکھتا ہے، تونے (محض) ایک گمان کیا ہے

کہ صباح ست و تو اندر پردۂ
کہ صبح ہو گئی ہے، اور تو پردے میں ہے

کوریٔ خود را مکن زیں گفت فاش
اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر

خامُش و در انتظارِ فضل باش
چُپ رہ اور (اللہ کے) فضل کا انتظار کر

فضلِ بے علت مگر دریابدت
شاید بے غرض فضل تجھے حاصل ہو جائے

زیں شقاوت روئے دل برتابدت
اس بدبختی سے تیرے دل کا رُخ موڑ دے

۵۳ ورنہ ماندی در چنیں کوریٔ بد
ورنہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہیگا

آئینہ پنہاں شد از تو در نمد
آئینہ تجھ سے نمدے میں چھپ گیا ہے

درمیانِ روز گفتن روز کو
دن میں کہنا کہ دن کہاں ہے؟

خویش رسوا کردن ست اے تند خو
اے بدمزاج! اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے

صبر و خاموشی جذوبِ رحمت ست
صبر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

ویں نشاں جُستن نشانِ علت ست
اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے

۵۱ انبیاء۔ انبیاء نے کافروں سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا اندھاپن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی نبوت کا دعویٰ۔ ایں گہر یعنی نبوت و رسالت۔ ماش گردانیم۔ یعنی اپنی نبوت سب کو دکھا رہے ہیں۔ ہر کہ گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے۔ اگر آفتاب کسی سے کہے کہ میں موجود ہوں اور دوسرا کہے کہ اپنے وجود پر گواہ لا تو یہ اُس کہنے والے کے اندھے ہونے کی دلیل ہے آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے۔

۵۲ روز۔ جو شخص دن میں چراغ تلاش کرے۔ ور نمی بینی۔ یعنی اگر کسی کو آفتابِ رسالت نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس قدر کرے کہ یہ گمان کر لے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود پردے میں ہوں اس لئے مجھے نظر نہیں آتا ہے فضلِ بے علت یعنی فضل خداوندی۔ زیں شقاوت یعنی آفتابِ رسالت کا نظر نہ آنا

۵۳ ورنہ۔ اگر علی الاعلان مخالفت کریگا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں مبتلا ہو جائیگا اور اسکو آئینۂ رسالت میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ درمیان۔ اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن کہاں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو ظاہر کر کے رسوائی

Presented by www.ziaraat.com

اَنصِتُوا بپذیر تا بر جانِ تو — آید از جاناں جزائے اَنصِتُوا
اَنصِتُوا کو قبول کر لے تاکہ تیری جان پر — محبوب کی طرف سے اَنصِتُوا کا بدلا آئے

گر نخواہی نکس پیشِ ایں طبیب — بر زمیں زن زود سر را اے لبیب
اگر تو (بیماری کی) پلٹ نہیں چاہتا ہے اس طبیب کے سامنے — اے ذہین! سر کو جلد زمین پر رکھ دے

گفت افزوں را تو بفروش و بخر — بذلِ جان و بذلِ جاہ و بذلِ زر
زیادہ گفتگو کو بیچ ڈال، اور خرید لے — جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی

تا ثنائے تو بگوید فضلِ ھُو — کہ حسد آرد فلک بر جاہِ تو
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کا فضل تیری ایسی تعریف کرے — کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے

چوں طبیباں را نگہدارید دل — خود ببینید و شوید از خود خجل
جب تم طبیبوں کے دل کی نگہداشت کرو گے — خود دیکھ لو گے اور خود شرمندہ ہو گے

دفعِ ایں کوری بدستِ خلق نیست — لیک اکرامِ طبیباں از ہدیست
اس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے — لیکن طبیبوں کی عزت کرنا اسبابِ ہدایت میں سے ہے

ایں طبیباں را بجاں بندہ شوید — تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
ان طبیبوں کے دل سے غلام بنو — تاکہ مشک اور عنبر سے پُر ہو جاؤ

متہم داشتنِ قوم انبیاء را علیہم السلام
قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند ایں ہمہ زرق ست و مکر — کے خدا نائب کند از زید و بکر
قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے — خدا زید اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟

ہر رسولِ شاہ باید جنسِ او — آب و گل کو خالقِ افلاک کو
بادشاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے — پانی اور مٹی کہاں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا کہاں؟

مغزِ خر خوردیم تا ما چوں شما — پشہ را داریم ہمرازِ ھما
ہم نے گدھے کا بھیجا کھایا ہے کہ ہم تم جیسے — مچھروں کو ھما کا ہمراز سمجھیں

کو ہما کو پشہ کو گل کو خدا — ز آفتابِ چرخ چہ بود ذرہ را
کہاں ھما کہاں مچھر، کہاں مٹی کہاں اللہ — ذرہ کو آسمان کے سورج سے کیا واسطہ

ایں چہ نسبت ایں چہ پیوندی بود — تا کہ در عقل و دماغے در رود
یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے؟ — جو عقل اور دماغ میں آ سکے

لہ اَنصِتُوا۔ قرآن پاک میں ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو تم کان لگاؤ اور خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا جائے۔ گر نخواہی نکس۔ یعنی اگر تو مرض کے پلٹنے کا خواہشمند نہیں ہے۔ طبیب۔ یعنی رسول۔ گفت۔ انبیاءؑ اور رسولوںؑ کے سامنے زیادہ گفتگو مناسب نہیں ہے اُن کیلئے ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے۔ تا ثنائے۔ انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ ایسی تعریف فرمائیگا کہ آسمان کو اُس پر حسد آئیگا۔ چوں۔ جب ان اطبا کی دلداری کی جائیگی تو انسان پر خود اپنی حقیقت کھل جائے گی۔

لہ دفع۔ رسالت کے نظر نہ آنے کے مرض کا دفعیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اِن لوگوں کی توقیر کرنا اس مرض کے دفعیہ کا سبب ہے۔ قوم۔ یعنی اہلِ سبا۔ کے خدا۔ بھلا انسان کو اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ کب بنا سکتا ہے۔ ہر رسول۔ شاہ اور اُس کے قاصد کا ہم جنس ہونا ضروری ہے۔ انسان جو آب و گل سے بنا ہے اُسکو اللہ سے کب مناسبت ہے۔

لہ مغزِ خر۔ گدھے کا مغز کھانے سے انسان گدھا ہو جاتا ہے۔ پشہ جیسی انسان۔ ھما۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ کو ہما۔ اللہ تعالیٰ

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

تا کجا[1] ایں گفت بیہودہ کجا — ایں چہ زرق ست و چہ شید ست و دغا
یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟ — یہ کیا مکر ہے، یہ کیا فریب اور دغا ہے؟

خود کجا گو آسماں گو ریسماں — می نگیرد مغز ما ایں داستاں
یہ خود کہاں ہے، کہاں آسمان کہاں تاگا دھاگا! — اس افسانے کو ہماری عقل قبول نہیں کرتی

غالباً ما عقل داریم ایں قدر — گندنا را می شناسیم از گزر
غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں — کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

حکایت خرگوشاں کہ خرگوشے را برسالت پیش فیل فرستادند کہ بگو کہ من رسولِ ماہِ آسمانم در پیش تو کہ ازیں چشمۂ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ و دمنہ آمدہ

اُن خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہاتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا کہ تو جا کر کہہ، کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں، کہ تو پانی کے اس چشمے سے پرہیز کر، جیسا کہ کلیلہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

ایں بداں ماند کہ خرگوشے بگفت — من رسولِ ماہم و با ماہ جفت
یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک خرگوش نے کہا — میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی

کز[2] رمہ پیلاں ازاں چشمہ زلال — جملہ نخچیراں بُدند اندر وبال
کیونکہ ہاتھیوں کے جھنڈ سے اس صاف چشمہ پر — تمام جنگلی جانور مصیبت میں تھے

جملہ محروم و ز خوف از چشمہ دور — حیلہ کردند چوں کم بود زور
سب محروم تھے اور ڈر کی وجہ سے چشمے سے دور تھے — چونکہ طاقت کم تھی انھوں نے تدبیر کی

از سرِ کہ بانگ زد خرگوشِ زال — سوئے پیلاں در شبِ غرہ ہلال
ایک بوڑھے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی — ہاتھیوں کو چاند رات میں

شاہِ[3] پیلاں من رسولم پیش بایست — بر رسولاں بند و زجر و خشم نیست
اے ہاتھیوں کے بادشاہ! سامنے کھڑا ہو جا میں قاصد ہوں — قاصدوں پر پابندی اور دھمکی اور غصہ (مناسب) نہیں ہے

ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید — چشمہ آنِ ماست زیں یکسو شوید
چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھیو! بھاگ جاؤ — چشمہ ہماری ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ

ورنہ من تاں کور گردانم ستم — گفتم از گردن بروں انداختم
ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا، ظلم — میں نے بتا دیا، اپنا فرض ادا کر دیا

---

[1] تا کجا۔ اہل سبا نے انبیاء سے یہ کہا۔ ریسماں۔ پھندا یا کا کچا دھاگا۔ غالباً۔ ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ گندنے اور گاجر میں فرق کریں۔ گندنا عربی میں اس کو کراث کہتے ہیں ایک بدبودار پھلی ہے جو کھائی جاتی ہے۔ حکایت۔ اہل سبا نے یہ قصہ نقل کیا کہ تمہاری تو وہی مثال ہے جیسا کہ خرگوش چاند کا رسول بنا تھا من رسول خرگوش نے کہا میں چاند کا قاصد اور پیامبر ہوں اور چاند کا ہمراز ساتھی ہوں۔

[2] کز۔ یہ خرگوش فرضی طور پر چاند کا رسول اسلئے بنا تھا کہ تمام جانور چشمے پر ہاتھیوں کے آنے سے تنگ تھے اور سب نے ملکر یہ ایک سازش کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ دیں۔ نخچیر۔ جنگل کے سب جانور ہاتھیوں کے ڈر سے اس چشمہ کے پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے میں تو کمزور تھے اس لئے انھوں نے یہ تدبیر سوچی تھی۔ زال۔ بڑھیا۔ غرہ۔ پہلی رات کا چاند۔

[3] شاہ۔ ہاتھیوں کے بادشاہ کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ ٹھہرے اور پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ میگوید۔ میں چاند کیطرف سے پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر نہ آیا کرو۔ ورنہ۔ اگر کہنا نہ مانو گے تو اندھا بنا دوں گا۔

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و رَوَید — تا ز زخمِ تیغِ من ایمن شوید

یہ چشمہ چھوڑ دو، اور چلے جاؤ — تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ

نکتِ نشاں آنست کاندر چشمہ ماہ — مُضطرِب گردد ز پیلِ آب خواہ

دیکھو علامت یہ ہے، کہ چاند پانی میں — پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان ہوتا ہے

کہ بیا رابع عشر اے شاہِ پیل — تا درونِ چشمہ یابی زیں دلیل

اے ہاتھیوں کے بادشاہ! چودھویں کو آ — تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کرلے

آں فلاں شب حاضر آ اے شاہِ پیل — تا درونِ چشمہ یابی آں دلیل

اے ہاتھیوں کے شاہ! فلاں رات کو آجا — تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پالے

چوں دو ہفتہ از مہِ نو بگذرید — شاہِ پیل آمد ز چشمہ می چرید

جب نئے چاند پر دو ہفتے گزر گئے — ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے (پانی) پینے لگا

چونکہ زد خرطومِ پیل آں شب در آب — مُضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب

اس رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سونڈ ڈالی — پانی ہلا، اور چاند ہلنے لگا

پیل باور کرد از وے آں خطاب — چوں درونِ چشمہ مہ کرد اضطراب

ہاتھی نے اس کی بات کا یقین کر لیا — جب پانی میں چاند ہلا

ترس ترساں باز گشتند آں رمہ — بعد ازاں نامد یکے زیشاں ہمہ

وہ جھنڈ، خوف کھا کر واپس ہو گیا — اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا

ما نہ زاں پیلانِ گولیم اے گروہ — کاضطرابِ ماہ آرد ماں شکوہ

اے گروہ! ہم اُن بیوقوف ہاتھیوں میں سے نہیں ہیں — کہ چاند کا ہلنا ہم پر دبدبہ قائم کرے

جواب گفتنِ انبیاء طعنِ ایشاں را و مثل آوردنِ ایشاں را

انبیاء کا اُن کے اعتراض کا جواب دینا اور اُن کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء گفتند آوہ پندِ ماں — سخت تر کرد اے سفیہاں بندِ تاں

انبیاء نے فرمایا، افسوس ہماری نصیحت نے — اے بیوقوفو! تمہاری بیڑی کو اور سخت کر دیا

اے دریغا کہ دوا از رنجِ تاں — گشت زہرِ جاں قہر آہنج تاں

ہائے افسوس! تمہارے مرض کی وجہ سے دوا — جان کا زہر، تمہارا قاتل زہر بن گیا

ظلمت افزود ایں چراغ آں چشم را — چوں خدا بگماشت پردہ خشم را

یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے — جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

۵۱ نکتِ نشاں۔ خرگوش نے کہا میرے سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب کوئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ چاند پریشانی میں ہلنے لگتا ہے۔ کہ بیا۔ اگر یقین نہیں ہے تو چودھویں شب کو آنا اور میرے اس دعوے کی دلیل آنکھوں سے دیکھ لینا۔ چوں دو ہفتہ۔ جب چاند کے نکلنے پر دو ہفتے گزر چکے ہوئے تو ہاتھیوں کا بادشاہ چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ۔

۵۲ پیل۔ جب پانی میں چاند کا عکس ہلا تو ہاتھی کو خرگوش کی بات کا یقین آگیا۔ ترس ترساں۔ کہ جب ہاتھیوں کا بادشاہ بھاگا تو سارے ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی چشمہ پر نہ آیا۔ ما نہ زاں۔ یہ نقصہ سنا کر اہلِ سبا نے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری باتوں میں آجائیں۔

۵۳ انبیاء۔ اُن کی اس تقریر پر انبیاء نے اُن سے کہا کہ ہماری نصیحت سے تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو گئیں اور دوا نے زہر کا کام کیا۔ ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی ہوتا ہے تو نورِ ہدایت اُس کے لئے مزید اندھیرے کا سبب بنجاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

[1] چہ رئیسی جُست خواہیم از شُما — کہ ریاست ماں فزون ست از سَما

ہم تم سے کیا سرداری چاہیں گے — ہماری سرداری تو آسمان سے بڑھی ہوئی ہے

چہ شرف یابد ز کشتی بحرِ دُر — خاصہ کشتی ز سرگیں گشتہ پُر

موتیوں کا سمندر، کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا! — خصوصاً اُس کشتی سے جو گوبر سے بھری ہوئی ہے

اے دریغ آں دیدۂ کور و کبود — کافتابے اندرو ذرہ نمود

اُس اندھی اور تاریک آنکھ پر افسوس ہے — جس میں سورج ایک ذرہ نظر آئے

کادمے کو بُود بیمثل و فرید — دیدۂ ابلیس جز طینے ندید

جیسا کہ آدمؑ، جو کہ بیمثل اور یکتا تھے — شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

[2] چشمِ دیوانہ بہارش دَے نمود — زاں طرف جنبید کو را خانہ بود

شیطانی آنکھ نے موسمِ بہار کو خزاں دکھایا — اُسی طرف گئی جو اُس کا مقام تھا

اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ — پیشِ بے دولت بگردد او ز راہ

بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں — بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں

اے بسا معشوق کا بد ناشناخت — پیشِ بدبختے نداند عشق باخت

بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے آجاتے ہیں — ایک بدبخت کے سامنے جو عشقبازی نہیں جانتا ہے

احمقاں را ایں چنیں حرماں چراست — می نسازد گمرہاں را راہِ راست

بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟ — گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے

ایں غلط دہ دیدہ را حرمانِ ماست — ویں مُقلِّبِ قلب را سوءُ القضاست

آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے — اور یہ ہمارے دل کو پھیرنے والی بُری تقدیر ہے

[3] چوں بُتِ سنگیں شما را قبلہ شُد — لعنت و کوری شما را ظلّہ شُد

جب پتھر کا بُت تمہارا قبلہ بن گیا — لعنت اور اندھاپن تمہارا سائبان بن گیا

چوں بشاید سنگ تاں انبازِ حق — چوں نشاید عقل و جاں ہمرازِ حق

تمہارے پتھر کا اللہ (تعالیٰ) کا شریک ہونا کیسے مناسب — عقل اور روح کو اللہ (تعالےٰ) کا ہمراز بنانا کیوں؟

پشّہ مُردہ ہما را شُد شریک — چوں نشاید زندہ ہمراز ملیک

مرا ہوا مچھر، ہُما کا شریک بن گیا — زندہ کا اللہ (تعالیٰ) کا ہمراز ہونا کیوں مناسب نہیں؟

بُت کو تو اللہ کا شریک سمجھ رہے ہو لیکن عقل اور جان کو اللہ کا ہمراز سمجھنے میں تمہیں اشکال پیش آ رہا ہے۔ پشّہ مُردہ یعنی پتھر کا بُت۔ ہما یعنی اللہ تعالیٰ۔ ملیک۔ اللہ تعالیٰ۔

[1] چہ۔ جس کو اللہ کے تقرب سے وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی بلند ہے وہ تمہاری سرداری کا کیا خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔ جس سمندر میں موتی بھرے ہوں اُس کو گوبر بھری کشتی سے کیا شرافت حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ آنکھ قابلِ افسوس ہے جس کو آفتاب ذرہ نظر آئے۔ کادمے۔ یہ شیطانی آنکھ ہے کہ اُس نے حضرت آدمؑ کے پتلے کی مٹی کو دیکھا اور اُن کے باطنی اوصاف کو نہ دیکھا۔

[2] چشمِ دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا حضرت آدمؑ جو بمنزلہ بہار تھے وہ اُس کو خزاں نظر آئے خود ذلیل تھا اُس کی نگاہ ذلیل چیز پر پڑی۔ اے بسا۔ بدبختوں کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔ ناشناخت۔ ناقدروں کو دولت ملتی ہے لیکن وہ اُس کی قدر نہیں کرتے۔ حرماں۔ یعنی احمقوں کی محرومی کا سبب اُن کی حرماں نصیبی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن پر مسلط ہے۔

[3] چوں۔ انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا چونکہ تم بت پرستی میں مبتلا ہو گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھاپن تم پر مسلط ہو گیا ہے۔ چوں بشاید۔ تمہارے اندھے پن کی یہ علامت ہے کہ پتھر کے

آں[1] بُتِ مُردہ تراشیدہ شماست
وہ مُردہ بُت تمہارا گھڑا ہوا ہے

پیشہ زندہ تراشیدہ خداست
زندہ مجسمہ، خدا کا بنایا ہوا ہے

عاشقِ خویشند و صنعت کردِ خویش
وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں

دُمِّ ماراں را سرِ مارست کیش
سانپوں کی دُم کا مذہب سانپ کا سر ہے

نے دراں دُم دولتے و نعمتے
نہ اُس دُم میں کوئی دولت اور نعمت ہے

نے دراں سر راحتے و لذتے
نہ اُس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے

گردِ سر گرداں بوَد آں دُمِّ مار
وہ سانپ کی دُم سر کے چاروں طرف گھومتی رہتی ہے

لائق اند و درخورند آں ہر دو یار
وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں

آنچناں[2] گوید حکیمِ غزنوی
غزنوی دانا، ایسا ہی فرماتے ہیں

در الٰہی نامہ گر خوش بشنوی
"الٰہی نامہ" میں اگر تو اچھی طرح سنے

کم فضولی کن تو در حکمِ قدر
تقدیر کے فیصلے میں تو بکواس نہ کر

در خور آمد شخصِ خر با گوشِ خر
گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے

شد مناسب عضوہا و ابدانہا
اعضا، اور بدن مناسبت سے بنے ہیں

شد مناسب وصفہا با جانہا
اوصاف، جانوں کے مناسب ہیں

وصفِ[3] ہر جانے مناسب باشدش
ہر روح کی صفت اُس کے مناسب ہوتی ہے

بیگماں با جاں کہ حق بتراشدش
یقیناً اللہ (تعالیٰ) اُس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے

چوں صفت با جاں قریں کردست او
جبکہ اُس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے

پس مناسب دانش ہمچوں چشم و رو
تو اُس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ

شد مناسب وصفہا در خوب و زشت
اچھائی اور بُرائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوئی ہیں

شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
جو حروف اللہ (تعالیٰ) نے لکھے وہ مناسب ہیں

دیدہ و دل ہست بین الاصبعین
آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں

چوں قلم در دستِ کاتب اے حسین
اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم

اِصبعِ لطف ست و قہرے درمیان
مہر اور قہر کی انگلی ہے، درمیان میں

کلکِ دل با قبض و بسطے زیں بنان
ان سرانگشت سے دل کا قلم تنگی اور کشادگی میں ہے

ایک روح کیلئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی صفت اسکے مناسب تھی۔ شد مناسب۔ قلم تقدیر نے جو حرف لکھے وہی اُس شخص کے مناسب تھے۔ دیدہ و دل۔ انسان کا دل اور آنکھ قدرت کی دو انگلیوں کے قبضہ میں ہیں وہ جس طرف چاہتی ہیں انکا رُخ موڑ دیتی ہیں۔ اصبع۔ جن دو انگلیوں کے درمیان میں قلم دل ہے وہ ایک قہر کی انگلی ہے دوسری مہر کی انگلی ہے۔ بنان۔ بنانۃ کی جمع سرانگشت۔

[1] آں بت۔ بت جو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک انسان جو اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ اللہ کا ہمراز نہیں ہو سکتا۔ عاشق۔ تو تم دراصل اپنے اور اپنی مصنوعات کے عاشق ہو۔ دُمِّ ماراں۔ سانپ کی دُم سانپ کے سر کی اطاعت کرتی ہے، مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ گرد سر جس جانب منہ جائیگا اُسی جانب اُس کی دم جائیگی۔ دو یار یعنی سانپ کی دُم اور سر۔

[2] آنچناں۔ حکیم سنائی غزنوی نے الٰہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی ہیں اُن کو بیان کرکے یہ بات بتاتے ہیں کہ کفار کی محرومی اور اُنکی عجیب عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کم فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں زیادہ باتیں بنا بیکار ہیں اُس نے ہر کام مناسبت سے کیا ہے عضوہا۔ اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء اور بدنوں میں خاص تناسب رکھا ہے ہر روح میں اسکے مناسب اوصاف پیدا فرمائے ہیں۔

[3] وصف۔ ہر جان کے اوصاف اسکے مناسب پیدا کئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے

اے قلم بنگر گر اجلالیستی ... کہ میانِ اصبعین کیستی
اے قلم! اگر تو فدائی ہے، تو خیال رکھ ... کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے؟

جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع ست ... فرقِ تو بر چار راہِ مجمع ست
تیرا سب ارادہ اور حرکت اس انگلی سے ہے ... تیرا فرق مجمع کے چورا ہے پر ظاہر ہونیوالا ہے

ایں حروفِ حالہات از نسخِ اوست ... عزم و فسخت ہم زعزم و فسخِ اوست
تیرے احوال کے حروف اس کی تحریر کے ہیں ... تیرا ارادہ اور (اسکو) فسخ کرنا اسی کے ارادے اور فسخ کرنے سے ہے

جز نیاز و جز تضرع راہ نیست ... زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست
دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے ... اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے

ایں قلم داند و لے بر قدرِ خود ... قدرِ خود پیدا کند در نیک و بد
اسکو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر ... اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے

انچہ در خرگوش و پیل آویختند ... تا ازل را با حیل آمیختند
وہ جو کچھ خرگوش اور ہاتھی کے قصہ سے متعلق کیے ... حتیٰ کہ (حکمتِ) ازلی کو (دنیاوی) حیلوں سے ملا دیا

بیانِ آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خاصہ در کارِ الٰہی
اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثال بیان کرے خصوصاً اللہ تعالے کے کام کی

کے رسد تا ایں مثلہا ساختن ... سوئے آں درگاہِ پاک انداختن
ان کو کیا حق تھا کہ انھوں نے یہ مثالیں گھڑیں ... اس پاک دربار کی جانب منسوب کیں

آں مثل آوردن آنحضرت ست ... کہ بعلمِ سرِّ و جہر او آیت ست
مثال دینا اس دربار کا (حق) ہے ... کہ جس کا غیب اور شہادت کا علم واضح ہے

تو چہ دانی سرِّ چیزے تا تو کل ... تا بزلف و یا برخ آری مثل
تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گنجا ہے ... تا کہ تو زلف یا رخسار کی مثال بیان کرے

موسیٰؑ آں را کہ عصا دید و نبود ... اژدہا بد سرِّ او لب می کشود
موسیٰؑ نے جس کو عصا دیکھا اور وہ عصا نہ تھا ... اژدہا تھا اس کے راز کو ہونٹ کھولتا تھا

وہ مثال ہے اس سے اس کو پوری واقفیت ہو۔ کل۔ گنجا اگر زلف اور رخ کی مثالیں بیان کرے تو لامحالہ غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰ جیسا نبی اپنے عصا کی حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو محض لاٹھی سمجھے حالانکہ وہ اژدھا تھا اس نے ہونٹ چلائے تو اُن پر راز منکشف ہوا تو جب حضرت موسیٰؑ کا علم بھی ناقص ہے تو تم ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ دراصل شیطانی دام و دانہ ہیں کیا سمجھ سکتے ہو۔

لہ اے قلم۔ دل کو ہمیشہ اس کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس ذات کے قبضہ میں ہے۔ جملہ۔ انسان کے تمام حرکات و سکنات اس انگلی کی وجہ سے ہیں انسان اور انسان میں جو فرق ہے وہ قیامت کے چورا ہے پر ظاہر ہوگا۔ ایں حروف۔ انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں وہ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے ہیں۔ عزم۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ یعنی اپنے پروردگار کو اپنے ارادوں کے فسخ ہونے سے پہچانا۔ جز نیاز۔ قلم تقدیر کے لکھے ہوئے سے نجات کا راستہ صرف عاجزی اور گریہ ہے۔ تقلب یعنی حالات کا تغیر۔

کہ قلم یعنی انسان کا دل۔ ایں قلم۔ کچھ لوگ اپنے دل کے احوال سے اپنی اچھائی اور برائی کا اندازہ لگالیتے ہیں۔ آنچہ۔ اب مولانا نے پھر اہلِ سبا کے قصہ کی طرف رُخ کیا ہے اہلِ سبا نے رسولوں اور خدا کو کلیلہ و دمنہ کے قصہ میں خرگوش اور ہاتھی سے تشبیہ دی تھی۔ ازل یعنی ازلی حکمت۔ حیل یعنی دنیاوی حیلے۔

سہ کے رسد۔ اہلِ سبا کو یہ حق نہ تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب باری تعالیٰ کے لئے گھڑیں۔ آں مثل۔ صحیح مثال وہی دے سکتا ہے جس کو مثال اور جس کے لئے

چوں چناں شاہے نداند سِرِّ چوب | تو چہ دانی سِرِّ ایں دام و حبوب
جبکہ ایسا شاہ، لکڑی کے راز کو نہ سمجھے | تو اس جال اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا؟

چوں غلط شد چشمِ موسیٰؑ در مثل | چوں کُند موشے فضولی[1] مدخل
جب مثال کے معاملہ میں حضرت موسیٰؑ کی آنکھ غلط ہو گئی | تو فضولی چوہا اس میں کیا سوراخ بنا سکتا ہے؟

آں مثالت را چو اژدرہا کُند | تا بپاسخ جزو جزوت بر کَند
وہ تیری مثال کو اژدہا جیسا بنا دیتا ہے | تاکہ جواب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے

ایں مثال آورد ابلیسِ لعیں | تا کہ شُد ملعونِ حق تا یومِ دیں
ملعون شیطان، یہ مثال لایا | یہانتک کہ وہ اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے قیامت تک کیلئے ملعون ہو گیا

ایں مثال آورد قارونؑ از لجاج | تا فرو شُد در زمیں با تخت و تاج
قارون، جھگڑے سے یہ مثال لایا | یہانتک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں دھنس گیا

ایں مثال آورد نمرودِ جہول | تا کہ پشّہ مغزِ سر خوردش عجول
جاہل نمرود، یہ مثال لایا | یہانتک کہ مچھر نے جلدی سے اُسکے سر کا مغز کھا لیا

ایں مثال آورد فرعون از غلط | تا کہ اندر آبِ دریا شُد سقط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا | یہانتک کہ دریا کے پانی میں بیکار بن گیا

ایں مثال اندیش گشتہ قومِ عادؑ | کاستخواں شاں خُرد و مُرد آمد زباد
قومِ عاد، یہ مثال سوچنے والی بنی | کہ انکی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں

ایں مثال آورد ہر بدبختِ دوں | تا کہ شُد در قعرِ دوزخ سرنگوں
ہر بدبخت کمینہ یہ مثال لایا | یہانتک کہ دوزخ کی گہرائی میں اوندھا ہو گیا

ایں مثالت را چو زاغ و بوم داں | کہ از ایشاں پست شُد صد خانداں
تو اس مثال کو کوّا اور اُلّو سمجھ | کہ انکی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں

مثلہا زدن قومِ نوحؑ با ستہزا در زمانِ کشتی ساختنِ او

قومِ نوحؑ کا حضرت نوحؑ کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثال بیان کرنا

نوحؑ اندر بادیہ کشتی بساخت | صد مثل گو از پئے تسخر بتاخت
(حضرت) نوحؑ نے جنگل میں کشتی بنائی | سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کیلئے دوڑے

زاغ و بوم۔ یہ تباہی اور نحوست کی علامتیں ہیں۔ مثلہا۔ اوپر بتایا تھا کہ غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں اب اُس کو مثال سے سمجھاتے ہیں۔ بادیہ جنگل۔

[1] فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ مدخل۔ سوراخ، گھسنے کی جگہ۔ آں مثالت۔ غلط مثالیں دینا خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ "اے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس آدم کو مٹی سے" لہٰذا میں اس سے افضل ہوں تو اس کو سجدہ کیوں کروں۔

[2] قارون۔ قارون سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ نمرود۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کہا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ یعنی لوگوں کی موت و زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عجول۔ جلدباز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ سقط۔ بیکار چیز۔

[3] قومِ عاد حضرت ہودؑ کے ساتھ اُن لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آندھی سے ہلاک ہو گئے۔ ویں مثالت۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ تسخر۔ مذاق۔

Presented by www.ziaraat.com

دَر بیابانے کہ چاہ و آب نیستؔ[1] — می کُند کشتی چہ ناداں ابلہیست

اِس جنگل میں جہاں کنواں اور پانی نہیں ہے — وہ کشتی بنا رہا ہے، کس قدر ناداں اور بیوقوف ہے

آن یکے میگفت ایں کشتی بتاز — واں یکے میگفت پَرش ہم بساز

ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دوڑا — اور ایک کہتا تھا کہ اُس کے پر بھی لگا

آںؔ[2] یکے میگفت دُنبالش کژ ست — واں یکے میگفت پُشتش کژ مژ ست

ایک کہتا تھا کہ اُس کا دُنبالہ ٹیڑھا ہے — ایک کہتا تھا کہ اُس کی پُشت ٹیڑھی میڑھی ہے

آں یکے میگفت پالانش کجاست — واں یکے میگفت پایش کج چراست

ایک کہتا تھا کہ اُس کا پالان کہاں ہے؟ — ایک کہتا تھا کہ اس کا پایہ ٹیڑھا کیوں ہے؟

آں یکے میگفت کایں مَشکِ تہی ست — واں یکے میگفت ایں خر بہر کیست

ایک کہتا تھا کہ یہ خالی مشکیزہ ہے — ایک کہتا تھا کہ یہ گدھا کس کے لئے ہے

آں یکے میگفت بیکاری مگر — یا شدی فرتوت و عقلت شد ز سَر

ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے — یا تو کھوسٹ ہوگیا ہے اور تیرے سر سے عقل نکل گئی ہے

او ہمی گفت ایں بفرمان خداست — ایں بچر بکہا نخواہد گشت کاست

وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے — یہ ٹھٹھول سے نہ گھٹے گی

حکایتِؔ[3] آں دُزد کہ پرسیدند چہ میکنی دَر نیم شب دَر زیر این دیوار، گفت دُہل می زنم

اُس چور کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آدھی رات میں اِس دیوار کے پاس کیا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا ڈھول بجا رہا ہوں

ایں مَثَل بشنو کہ شب دُزدِ عَنید — دَر بُنِ دیوار حفرہ می بُرید

یہ مثال سُن، کہ رات میں ایک سرکش چور — دیوار کی جڑ میں گڑھا کھود رہا تھا

نیم بیدارے کہ اُو رنجور بُود — طقطقِ آہستہ اش را می شنود

ایک ادھ کچری نیند والا جو کہ بیمار تھا — اُس کی آہستہ کھٹ کھٹ کو سُن رہا تھا

رفت بر بام و فرود آویخت سَر — گفت اُورا در چہ کاری اے پدر

وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا — اُس سے کہا اے بابا! تو کس کام میں لگا ہے،

خیر باشد نیم شب چہ میکنی — تو کئی گفتا دُہل زن اے سَنی

خیر تو ہے، آدھی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟ — تو کون ہے؟ اُس نے کہا اے بزرگ! ڈھول بجانیوالا (ہوں)

---

[1] آب نیست ..... کشتی کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں دریا ہو یہاں خشک جنگل ہے اُس میں نوح کشتی کیوں بنا رہے ہیں۔ بتاز یعنی یہ کشتی خشکی میں دوڑانے کی ہے لہٰذا اس کو جنگل میں دوڑا۔ پرش اس کشتی کے پر لگا تاکہ اُڑ سکے پانی تو موجود نہیں کہ اس میں چلے گی۔

[2] آں یکے۔ مذاق میں کوئی حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا پچھلا حصہ ٹیڑھا ہے کوئی کہتا کہ اس کی پشت ٹیڑھی ہے کوئی مذاق میں کہتا کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی کہتا کہ اس کا پایہ ٹیڑھا ہے مشک۔ کوئی کشتی کو مشک بتاتا کوئی اس کو گدھا قرار دیتا۔ او ہمی حضرت نوحؑ جواب میں فرماتے کہ یہ کشتی خدا کے حکم سے بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

[3] حکایت۔ حضرت نوحؑ نے قوم سے فرمایا تھا۔ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ یعنی جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو تم کل دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اسی مناسبت سے مولانا نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ عنید جھگڑالو۔ حفرہ گڑھا۔ طقطق کھٹ کھٹ۔ گفت اُورا۔ اُس بیمار گھر والے نے چور سے کہا۔ خیر باشد یعنی

درچہ کاری گفت می کوبم دُہل — گفت کوبانگِ دُہل اے بوشُل[1]

توکس کام میں مصروف ہے اُسنے کہا ڈھول بجا رہا ہوں — اُسنے کہا اے مختلف طریقوں والے ڈھول کی آواز کہاں ہے

گفت فردا بشنوی ایں بانگ را — نعرۂ یا حسرتا واویلتا

اُسنے کہا تو اس آواز کو کل سُن لے گا — یا حسرتا واویلا کا نعرہ

من چو رفتم بشنوی بانگِ دُہل — آن زمان واقف شوی بر جزو کل

میں جب چلا جاؤں گا تو ڈھول کی آواز سُن لیگا — اُس وقت تو جزو کل سے واقف ہو جائے گا

در غلط افتادۂ اے نیم خام — پختہ شو در آتشِ حق والسلام

اے ادھ کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے — اللہ (کے عشق) کی آگ میں پختہ بن والسلام

آن دروغ ست و کژ و برساختہ — سِرّ آن کژ را تو ہم نشناختہ

وہ (مثال) جھوٹی اور ٹیڑھی اور بناوٹی ہے — اُس ٹیڑھی کے راز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش

خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو منکروں نے بیان کی اُس کا جواب

سِرّ آن خرگوش دان دیوِ فضول — کہ بہ پیشِ[2] نفس تو آمد رسول

اُس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ فضول شیطان ہے — جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا

تا کہ نفسِ گول را محروم کرد — ز آبِ حیوانے کہ ازوے خضر خورد

یہاں تک کہ احمق نفس کو اُس نے محروم کر دیا — اُس آب حیات سے جو خضر نے پیا

باز گونہ کردۂ معنیش را — کفر گفتی مستعد شو نیش را

تو نے اس کے معنیٰ کو اُلٹ دیا — تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا

اضطرابِ ماہ گفتی در زلال — کہ بتر سانید پیلان را شغال

صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا — جس سے گیدڑ نے ہاتھیوں کو ڈرایا

قصۂ خرگوش و پیل آری و آب — خشیت پیلان ز مہ در اضطراب

تو خرگوش اور ہاتھی اور پانی کا قصہ بیان کرتا ہے — چاند کے ہلنے سے ہاتھیوں کا ڈرنا (بیان کرتا ہے)

ایں[3] چہ ماند آخر اے کوران خام — با مہے کہ شد زبونش خاص و عام

اے اندھو عقل کے کچو! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے؟ — اُس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

ل۱ بُوشُل۔ مختلف طریقوں والا ہو ٹھول والا۔ نعرہ یعنی تیرا سب ٹٹ جائیگا اور تو واویلا کریگا تو وہ میرے ڈھول کی آواز ہوگی جو تو سُن لیگا۔ حق یعنی جب میں چوری کرکے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال خود فرضی ہے پھر غلطی یہ ہے کہ اُس افسانے اور فرضی قصہ کی حقیقت نہیں سمجھے جواب۔ اب مولانا اُس قصہ کا واقعی مطلب سمجھاتے ہیں خرگوش۔ اس سے مراد شیطان ہے۔ ۲ پیش نفس۔ احمق سے مراد نفس انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ آب حیات ہے جو خضرؑ نے حاصل کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گمراہ کرکے آب حیات سے محروم کرتا ہے۔ گول احمق۔ باز گونہ۔ اہل سبا نے اس قصہ کو اُلٹ کر خرگوش سے انبیاء مراد لیے۔ کفر۔ انبیاء کو دھوکہ باز خرگوش سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ نیش یعنی سزا۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال یعنی گیدڑ۔ ۳ این چہ یعنی اس قصہ میں تم نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے۔ آسمان کا چاند اللہ تعالے سے کیا مشابہ ہو سکتا ہے۔ جملہ مخلوقات خواہ چاند ہو یا سورج یا دیگر مخلوقات وہ خالق کے کیسے مشابہ ہوسکتی ہیں۔ تمام جہاں اُس کا محکوم ہے۔

چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک ... چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک
کیا چاند، اور کیا سورج، اور کیا آسمان ... کیا عقلیں، اور کیا جانیں، اور کیا فرشتے

چہ وحوش و چہ طیور و چہ جماد ... چہ ملوک و چہ گدا چہ کیقباد
کیا وحشی جانور، اور کیا پرندے، اور کیا پتھر ... کیا بادشاہ، اور کیا فقیر، کیا شہنشاہ

چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار ... چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نہار
کیا شہر اور کیا پہاڑ، اور کیا سمندر ... کیا مہینہ، اور کیا سال، اور کیا رات اور دن

چہ تراب[1] و آب و چہ باد و چہ نار ... چہ خریف و صیف و چہ دے چہ بہار
کیا مٹی اور پانی، اور کیا ہوا، اور کیا آگ ... کیا جاڑا اور گرمی، اور کیا خزاں، کیا بہار

جملہ اندر حکم و در فرمانِ او ... ہمچو گوئے در خمِ چوگانِ او
سب اُس کے حکم اور فرمان میں ہیں ... جیسا کہ گیند اپنے بلّے کے خم میں

آفتابِ آفتابِ آفتاب ... ایں چہ میگویم مگر ہستم بخواب
سورج کے سورج کا سورج ہے ... میں یہ کیا کہہ رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں

صد ہزاراں شہر را خشمِ شہاں ... سرنگوں کردست اے بدگوہراں
شاہوں کے غصے نے، لاکھوں شہر ... اے بداصلو! اوندھے کر دیئے ہیں

کوہ بر خود میشگافد صد شگاف ... آفتابے چوں خراسے در طواف
پہاڑ خود سیکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے ... سورج چکی کے گدھے کی طرح چکر میں ہے

خشمِ مرداں[2] خشک گرداند سحاب ... خشمِ دلہا کرد عالمہا خراب
مردانِ (خدا) کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے ... دلوں کے غصے نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے

بنگرید اے مردگانِ بے حنوط ... در سیاستگاہ شہرستانِ لوطؑ
بے خوشبو ملے ہوئے مُردو! دیکھ لو ... لوطؑ کے شہر کی عذاب گاہ کو

پیل[3] خود چہ بود کہ سہ مرغ پراں ... کوفتند آں پیلگاں را استخواں
ہاتھی خود کیا ہے کہ تین اڑنے والے پرندوں نے ... اُن ہاتھیوں کی ہڈیاں توڑ دیں

اضعفِ مرغاں ابابیل ست و او ... پیل را بدرید و نہ پذیرد رفو
ابابیل کمزور ترین پرندہ ہے اور اُس نے ... ہاتھی کو ایسا پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا

کیست کو نشنید آں طوفانِ نوحؑ ... یا مصافِ لشکرِ فرعون و روحؑ
کون ہے جس نے طوفانِ نوحؑ کے بارے میں نہ سنا ہو ... یا فرعون اور حضرت جبرئیلؑ کا معرکہ

---

[1] چہ تراب۔ یعنی چاروں عنصر۔ خریف۔ موسم سرما۔ فصل خزاں۔ آفتاب۔ پہلا یعنی آفتاب حقیقت، دوسرا یعنی مرشد، تیسرا یعنی خورشید فلک۔ ہستم بخواب۔ یعنی میرا ذات حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی درست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب مولانا اہل سبا کی گستاخی پر اُنکو تنبیہ کرتے ہیں کہ تمہاری نوک حقیقت ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں کی تباہی کا سبب بنی ہے اُس کی وجہ سے پہاڑ شق ہوئے ہیں سورج چکی کے گدھے کی طرح اُن کا طواف کرتا ہے

[2] مرداں۔ انبیاء۔ سحاب۔ ابر۔ دلہا۔ یعنی انبیا کے دل۔ حنوط۔ ایک مرکب خوشبو ہے جو مُردے کے بدن پر مل دی جاتی ہے۔ لوطؑ۔ حضرت لوطؑ کی ناراضی سے بستیاں ویران ہوئیں۔

[3] پیل خود چہ۔ ابرہہ کے ہاتھیوں کا لشکر ابابیلوں کی کنکریوں سے ہلاک ہوا۔ نوحؑ۔ حضرت نوحؑ کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان آیا۔ لشکرِ فرعون۔ حضرت موسیٰؑ کی ناراضی سے قوم فرعون کو جبرئیل نے دریا میں غرق کر دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

روح شاں بشکست واندر آب ریخت ۔۔۔ ذرہ ذرہ آب شاں بر می گسیخت ۱۸

حضرت جبرئیلؑ نے انکو شکست دی اور پانی میں بہا دیا ۔۔۔ پانی اُن کو ذرہ ذرہ کرتا تھا

کیست کو نشنید احوال ثمودؑ ۔۔۔ وانکہ صرصر عادیاں را می ربود

کون ہے جس نے ثمود کے احوال نہ سُنے ہوں؟ ۔۔۔ اور یہ کہ عادیوں کو تند ہوا اُچک رہی تھی

چشم بارے در چناں پیلاں کشا ۔۔۔ کہ بُدندے پیل کُش اندر وغا

اب آنکھ ایسے ہاتھیوں میں کھول ۔۔۔ جو ہاتھیوں کو جنگ میں مار ڈالنے والے تھے

آنچناں پیلان و شاہانِ ظلوم ۔۔۔ زیرِ خشمِ دل ہمیشہ در رجومؑ

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ ۔۔۔ صاحبِ دل کے غصہ کے ماتحت ہمیشہ سنگباری میں

تا ابد از ظلمتے در ظلمتے ۔۔۔ میروند و نیست غوث و رحمتے

ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں ۔۔۔ جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

نامِ نیک و بد مگر نشنیدہ اید ۔۔۔ جملہ دیدند و شما نادیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہو ۔۔۔ سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہو

دیدہ را نادیدہ می آرید و لیک ۔۔۔ چشمتاں را وا کشاید مرگ نیک

دیکھے ہوئے کو اَن دیکھا تصور کر رہے ہو لیکن ۔۔۔ موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھول دے گی

گر دو عالم پُر بود خورشید و نور ۔۔۔ چوں روی در ظلمتے مانندِ کور

اگر دونوں جہان سورج اور نور سے پُر ہوں ۔۔۔ تو جبکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بے نصیب آئی ازاں نورِ عظیم ۔۔۔ بستہ روزن باشی از ماہِ کریم

اُس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا ۔۔۔ اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا روشندان بند رہیگا

تو درون چاہ رفتستی ز کاخ ۔۔۔ چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ

تو محل سے گر کر کنوئیں میں چلا گیا ہے ۔۔۔ وسیع جہانوں کی کیا خطا ہے

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او ۔۔۔ چوں بہ بیند روئے یوسفؑ را بگو

وہ جان جو بھیڑئیے پن میں رہی ۔۔۔ بتا، وہ یوسفؑ کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

لحنِ داؤدی بسنگ و کہ رسید ۔۔۔ گوشِ آں سنگیں دلانش کم شنید

حضرت داؤدؑ کا نغمہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا ۔۔۔ اُن سنگدلوں کے کان نے نہ سُنا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد ۔۔۔ ہر زماں واللہُ اَعلَمُ بالرَّشَاد

عقل اور انصاف کو شاباش ہے ۔۔۔ ہر دور میں، اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

۱؎ ثمود۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کرنے کی وجہ سے چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ عادیاں۔ حضرت ہودؑ کی نافرمانی سے تباہ ہوئے۔ پیلاں۔ وہ کفار جو طاقتور ہاتھیوں کی طرح تھے۔ وغا۔ جنگ۔

۲؎ رجوم۔ سنگ زنی جلت۔ ظلم۔ ظلمت۔ تاریکی۔ غوث۔ مدد۔ دیدہ را۔ یعنی تم اپنی تمام دیکھی بھالی چیزوں کو اَن دیکھا بنا رہے ہو۔ کشاید نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔ گر دو عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ کو اندھا بنالے تو وہ نور سے محروم رہتا ہے۔ روزن۔ روشندان۔

۳؎ تو درون۔ اگر کوئی خود اپنے آپ کو کنوئیں میں گرالے اور دنیا کی وسعت سے محروم ہو جائے تو اُس میں دنیا کا کیا قصور ہے۔ کاخ۔ محل۔ وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب حرص طمع وغیرہ۔ یوسفؑ۔ یعنی انبیاء و اولیاء۔ لحنِ داؤدی۔ یعنی انبیاء کے معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر نہیں ہوتا۔ آفرین۔ عقل و انصاف ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے، اہلِ سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

صَدِّقُوا رُسْلًا کِرَامًا یَا سَبَا — صَدِّقُوا رُوحًا سَبَاهَا مَنْ سَبَا
اے سبا (والو)! شریف رسولوں کی تصدیق کرو — اس روح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

صَدِّقُوهُمْ هُمْ شُمُوسٌ طَالِعَه — یُؤْمِنُوکُمْ مِنْ مَخَازِی الْقَارِعَه
ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں — وہ تمہیں قیامت کی رسوائیوں سے امن دلائیں گے

صَدِّقُوهُمْ هُمْ بُدُوْرٌ زَاهِرَه — قَبْلَ اَنْ یَّلْقُوکُمْ بِالسَّاهِرَه
ان کی تصدیق کرو، وہ روشن چاند ہیں — اس سے پہلے کرو کہ تم سے میدانِ قیامت میں ملاقات کریں

صَدِّقُوهُمْ هُمْ مَصَابِیحُ الدُّجیٰ — اَکْرِمُوهُمْ هُمْ مَفَاتِیحُ الرَّجَا
ان کی تصدیق کرو، وہ تاریکی کے چراغ ہیں — ان کی عزت کرو وہ امید کی کنجیاں ہیں

صَدِّقُوا مَنْ لَیْسَ یَرْجُو خَیْرَکُمْ — لَا تَضِلُّوا لَا تَصُدُّوا غَیْرَکُمْ
اس کی تصدیق کرو جو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے — گمراہ نہ ہو، اپنے غیر کو نہ روکو

پارسی گوئیم ہیں تازی بہل — ہندوی آں ترک باش اے آب و گل
ہم فارسی بولنے والے ہیں خبردار! عربی کو رہنے دے — اے پانی اور مٹی (سے بنے ہوئے)! اس ترک کا غلام بنجا

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنوید — بگرویدند آسمانہا بگروید
آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سنو — آسمان انکے گرویدہ ہیں تم (بھی) گرویدہ بنو

یا بحالِ اولیناں بنگرید — یا سوئے آخر بحزمے بر پرید
یا گزشتہ لوگوں کا حال دیکھو — یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیانِ معنی حزم و مثالِ مردِ حازم
پختہ کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

حزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط — از دو آں گیری کہ دور است از خباط
پختہ کاری کیا ہوتی ہے (دو چیزوں) میں احتیاط کی تدبیر — تو دونوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

آں یکے گوید دریں رہ ہفت روز — نیست آب و ہست ریگِ پاسوز
ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک — پانی نہیں ہے اور پاؤں جلانے والا ریت ہے

آں دگر گوید دروغ است ایں بدا — کہ بہر شب چشمۂ بینی رواں
دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے، یہ سمجھ لے — کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری برتو۔ حزم۔ حار کے فتح سے، پختہ کاری، ہوشیاری، احتیاط۔ خباط۔ خبطی پن، لغزش۔

لـه صَدِّقُوا۔ یہ مولانا اہل سبا کو خطاب کرتے ہیں کہ ان شریف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلَ اَنْ۔ لاحما قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کام نہ چلے گا۔

لـه مَنْ لَیْسَ۔ یہ رسول اس قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پارسی۔ تم یہ اعتراض کرو گے کہ ہم فارسی بولنے والے ہیں ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں نصیحت کرنا بند کرتا ہوں اور فارسی ہی میں نصیحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ ترک بمعنی معشوق یعنی ذاتِ حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو آسمان تک اسی کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

لـه یا بحال۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے نافرمانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں

حزم آں باشد کہ برگیری تو آب | تا رہی از ترس[1] و باشی بر صواب
پختہ کاری یہ ہوگی کہ تو پانی لے لے | تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راستہ پر ہو

گر بود در راہ آب ایں را بریز | ور نباشد وائے بر مردِ ستیز
اگر راستہ میں پانی ہو اُس کو بہا دے | اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر افسوس ہے

اے خلیفہ[2] زادگاں دادے کنید | حزم بہرِ روزِ میعادے کنید
اے خلیفہ زادو! انصاف کرو | قیامت کے دن کیلئے پختہ کاری سے کام لو

آں عدوے کز پدرتاں کیں کشید | سوئے زندانش ز علییں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی | علیین سے اُس کو قید خانہ میں کھینچ لایا

آں شہِ شطرنجِ دل را مات کرد | از بہشتش سخرۂ آفات کرد
اُس نے دل کے شاہِ شطرنج کو مات دیدی | اُس کو بہشت سے نکالکر مصیبتوں کا پابند کردیا

چند جا بندش گرفت اندر نبرد | تا بکشتی در فگندش روئے زرد
معرکے میں چند جگہ اُس پر پینچ ڈالا | یہاں تک کہ رسوائی کے ساتھ اُسکو کشتی میں پچھاڑ دیا

اینچنیں کرد ست با آں پہلواں | سُست سُستش منگرید اے دیگراں
اُس بہادر کے ساتھ یہ کیا | اے بیگانو! اُس کو حقیر نہ سمجھو

مادر و بابائے ما را آں حسود | تاج و پیرایہ بچالاکی ربود
اُس حاسد نے ہماری ماں اور باپ کا | تاج اور لباس چالاکی سے اُچک لیا

کردشاں آنجا برہنہ خوار و زار | سالہا بگریست آدمؑ زار زار
اُس جگہ اُن کو ننگا ذلیل اور بدحال کر دیا | آدمؑ سالوں زار زار روئے

کہ ز[3] اشکِ چشمِ او روئید نبت | کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
کہ اُنکی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اُگ آئی | کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے!

تو قیاسے گیر طراریش را | کہ چناں سرور کند زو ریش را
تو اُس کی چالاکی کا قیاس کرلے | کہ ایسا سردار اُس کی وجہ سے داڑھی نوچتا ہے

اَلحذر اے گل پرستاں از شرش | تیغ لاحولے زنید اندر سرش
اے مٹی کے پجاریو! اُس کے شر سے بچو | اُس کے سر پر لاحول کی تلوار مارو

ماننا۔ لاؔ انکار کا حکم۔ طراری۔ جیب تراشی۔ مکاری۔ سرور یعنی حضرت آدمؑ۔ ریش۔ ریش کندن غم و غصہ کرنا۔ گل پرست۔ تن پرست۔

[1] از ترس یعنی پانی نہ ملنے کا خوف۔ گر تو دانا ہے اور حزم کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمالِ صالحہ کا توشہ لے اگر نعوذ باللہ آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہو تو اعمالِ صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت بہرحال نہیں ہے اور اگر آخرت کا معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمالِ صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت حقیقتاً ہوئی اور اعمالِ صالحہ نہ ہوئے تو لامحالہ تباہی ہے لہٰذا حزم یہی ہے کہ نیک کام کئے جائیں، یہی مضمون حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ایک دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔

[2] خلیفہ۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ روزِ میعاد۔ روزِ قیامت۔ زنداں یعنی دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام ہے۔ شہِ شطرنجِ دل۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ بند۔ پینچ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلواں۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ مادر۔ یعنی حوا۔ بابا۔ حضرت آدمؑ۔ پیرایہ۔ لباس۔

[3] کہ ز اشک یعنی حضرت آدمؑ اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو گرنے سے زمین پر گھاس اُگ آئی۔ جریدہ۔ یعنی ثابت یعنی وہ وجود آدمؑ جو قبل تخلیق آدمؑ علم الٰہی میں تھا، دفتر یعنی لوحِ محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ

کو[1] ہمی بیند شما را از کمیں — کہ شما اُو را نمی بینید ہیں
کیونکہ وہ تمہیں گھات میں سے دیکھتا ہے — خبردار! کہ تم اُسے نہیں دیکھتے ہو

دائما صیّاد ریزد دانہا — دانہ پیدا باشد و پنہاں دغا
شکاری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے — دانہ ظاہر، اور مکر چھپا ہوا ہوتا ہے

ہر کجا دانہ بدیدی اَلْحَذر — تانہ بندد دام بر تو بال و پر
تو جہاں دانہ دیکھے بچ — تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے

چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام — ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
اے کبوتر! جب تو دانہ دیکھے، بھاگ جا — ورنہ جیسے ہی تو نے کھایا، جال میں پھنسا

زانکہ[2] ہر مُرغے کہ ترکِ دانہ کرد — دانہ از صحرائے بے تزویر خورد
کیونکہ جس پرندنے دانہ چھوڑا — بے مکر جنگل سے دانہ چُگ لیا

شاد مُرغے کو بترکِ دانہ گفت — در ریاضِ قدس بہرش گُل شگفت
وہ پرند بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا — اور قدس کے باغوں میں اُسکے لئے پھول کھلے

ہم بداں قانع شُد و از دام جست — ہیچ دامے پرّ و بالش را نہ بست
اسی دانہ پر کفایت کر لی اور جال سے چھوٹ گیا — کسی جال نے اُس کے بال و پر نہ باندھے

وخامتِ حالِ آں مُرغ کہ ترکِ حزم کرد از حرص و ہوا

اس پرند کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پختہ کاری چھوڑ دی

باز[3] مُرغے فوقِ دیوارے نشست — دیدہ سُوئے دانہ و دامے بہ بست
پھر وہ پرند، جو ایک دیوار پر بیٹھا — آنکھ، دانہ اور جال پر جما دی

یک نظر اُو سُوئے صحرا می کُند — یک نظر حرصش بدانہ می کشد
وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے — (اور) ایک نظر میں اُسکو حرص دانہ کیطرف کھینچتی ہے

ایں نظر باآں نظر چالیش کرد — ناگہانی از خرد خالیش کرد
اس نظر نے اُس نظر سے مقابلہ کیا — اچانک اُس کو عقل سے خالی کر دیا

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند — صائدش کُشت و بخورد و کام راند
وہ اُڑا، دانہ کھایا اور جال میں پھنس گیا — شکاری نے اُسکو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا

باز مُرغے کاں تردد را گذاشت — زاں نظر بر کند و بر صحرا گماشت
پھر وہ پرند جس نے تردد کو چھوڑا — اُس نے اُس سے نظر ہٹالی اور جنگل پر لگا دی

[1] کو ہمی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہٰذا اُس کے مارنے کے لئے صرف لاحول کی تلوار کام دے سکتی ہے۔ دائما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے نفسانی شہوات کے دانے ڈال دیتا ہے اور خود چھپا رہتا ہے۔ ہر کجا۔ یہ ناممکن ہے کہ دانہ چُگ لو اور جال میں نہ پھنسو لہٰذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جاؤ۔

[2] زانکہ۔ جو شیطانی لذتوں سے بچے گا وہ جنت کے باغوں سے غذائیں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو شیطان کے داؤں سے بچ گیا۔

[3] باز مرغے۔ اس تقریر میں دو پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اُس کا انجام تو یہ ہے کہ وہ شکاری کے پیٹ میں گیا دوسرا وہ پرند ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہٰذا انسان کو اُس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ورنہ وہی حال ہوگا جو لالچی پرند کا ہوا۔ چالیش۔ چالش، جنگ، ناز سے چلنا۔ صائد شکاری۔

شاد پرّ و بالِ اُو بخّاً لہٗ
اس کے بال و پر بھلے ہیں اسکے لئے خوبی ہے
تا اَمامِ جملہ آزاداں شُد اُو
یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا

ہر کہ اُو را مقتدا سازد برست
جس نے اُس کو مقتدا بنا لیا، نجات پا گیا
در مقامِ امن و آزادی نشست
امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا

زانکہ شاہِ حازماں آمد دلش
کیونکہ اُس کا دل پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا
تا گلستان و چمن شُد منزلش
یہاں تک کہ گلستاں اور چمن اسکی منزل بنا

حزم زو راضی و او راضی ز حزم
پختہ کاری اُس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
اینچنیں کُن گر کُنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر، اور ارادہ کر

بارہا در دامِ حرص اُفتادہٗ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے
حلقِ خود را در بُریدن دادہٗ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے

باز تت آں توّابِ[2] لطف آزاد کرد
پھر تجھے اُس مجسّم مہر توبہ قبول کرنیوالے نے آزاد کر دیا
توبہ پذرفت و شمارا شاد کرد
اُس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا

گفت اِن عُدتُّم کذا عُدنا کذا
فرمایا اگر تم اس طرح پلٹے ہم اس طرح پلٹیں گے
نحن زوّجنا الفعال بالجزا
ہم نے کاموں کا بدلے کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے

چونکہ جفتے را بر خود آورم
جبکہ ایک جوڑ والے کو اپنے پاس لاتا ہوں
آید آں جفتش دوانہ لاجرم
اُس کا جوڑا لامحالہ دوڑتا ہوا آتا ہے

جفت کردیم ایں عمل را با اثر
ہم نے اِس کام کا نتیجہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
چوں رسد جفتے رسد جفتے دگر
جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آجاتا ہے

چوں[3] رُباید غارتے از جفت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوڑے میں سے نر کو پکڑ لیتا ہے
جفت می آید پئے اُو شوے جوے
مادہ اُسکے پیچھے نر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے

بارِ دیگر سوئے ایں دام آمدید
تم پھر اس جال کی طرف آئے
خاک اندر دیدۂ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی

باز تاں توّاب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھول دی
گفت ہیں بگریز رو ایں سو منہ
فرمایا خبردار! بھاگ ادھر کا رخ نہ کر

باز چوں پروانۂ نسیاں رسید
پھر جب بھول کا پروانہ آیا
جانِ تاں را جانبِ آتش کشید
اُس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

---

[1] تا اَمام۔ پھر یہ نجات پانے والا پرندہ دوسرے پرندوں کا سردار بن جاتا ہے۔ ہر کہ اُو۔ جو پرندہ اس ہوشیار پرندے کو امام بنائیگا اس کو امن اور آزادی حاصل ہوگی۔ زانکہ۔ اس پرندے کا دل پختہ کاروں کا شاہ ثابت ہوا۔ اینچنیں۔ انسان کو بھی اس محتاط پرندے کی طرح کام کرنا چاہیئے۔

[2] توّاب۔ توبہ قبول کرنے والا، اللہ تعالٰے۔ لطف۔ مہربانی یہ توّاب کی صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالٰے کا حکم ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ نحن۔ اللہ تعالٰے نے ہر کام کے ساتھ اُسکے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔ جفتے۔ نر، مادہ میں سے اگر ایک کو بلاؤ گے دوسرا خود تمہارے پاس آجائے گا۔

[3] چوں۔ اگر کوئی شخص نر کو گرفتار کرے اس کی مادہ، نر کی تلاش میں خود پہنچ جاتی ہے۔ بارِ دیگر۔ انسان توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالٰی پھر توبہ قبول کر لیتا ہے۔

حکم کن اے پروانہ[۵۱] نسیان و شکے
اے پروانے! بھول اور شک نہ کر
در پر سوزیدہ بنگر تو یکے
ایک بار اپنے جلے ہوئے پر کو دیکھ لے

چوں رہیدی شکر آں باشد کہ ہیچ
جب تو بچ گیا اس کا شکریہ ہے کہ کبھی
سوئے آں دانہ نداری پیچ پیچ
اس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے

تا ترا چوں شکر گوئی بخشد او
تاکہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
روزیٔ بے دام و بے خوف عدو
وہ روزی جو بغیر جال اور بغیر دشمن کے خوف کے ہے

شکر آں نعمت کہ تاں آزاد کرد
اس نعمت کے شکریے میں کہ تمہیں اس نے آزاد کر دیا
نعمت حق را بباید یاد کرد
اللہ (تعالیٰ) کی نعمت کو یاد کرنا چاہیئے

چند اندر رنجہا و در بلا
کتنی بار تکلیفوں اور مصیبتوں میں
گفتی از دامم رہا کن اے خدا
تو نے کہا ہے اے خدا! مجھے جال سے چھڑا دے

تا چنیں[۵۲] خدمت کنم احساں کنم
تاکہ میں ایسی خدمت کروں، احسان کروں
خاک اندر دیدۂ شیطاں کنم
شیطان کی آنکھ میں دھول جھونکوں

چوں خلاصی داد حقت زامتحاں
جب اللہ (تعالیٰ) نے تجھے آزمائش سے نجات دیدی
ہمچناں ستی کہ بودی ہمچناں
تو ویسا ہی ہے، جیسا کہ تھا

چوں رہا کردت فرامش کردیش
جب اُسنے تجھے رہائی دیدی تو نے اسکو بھلا دیا
جان خود را مست و بیہش کردیش
اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

حکایت نذر کردن سگاں ہر زمستاں کہ چوں تابستاں

حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم

آید خانہ بسازیم از بہر زمستاں

جاڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ[۵۳] زمستاں جمع گردد استخوانش
جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
زخم سرما خرد گرداند چنانش
جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے

کو بگوید کایں قدر تن کہ منم
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
خانۂ از سنگ باید کردنم
پتھر کا گھر بنانا چاہیئے

چونکہ تابستاں بیاید من بچنگ
جب گرمی آجائے گی میں جنگل سے
بہر سرما خانۂ سازم ز سنگ
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بناؤں گا

---

۵۱ پروانہ۔ پروانہ روشنی کا عاشق ہوتا ہے اے پروانہ۔ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لینا چاہیئے۔ چوں رہیدی۔ توبہ کا شکریہ تو یہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رُخ نہ کیا جائے۔ تا ترا۔ شکر، مزید نعمت کا سبب ہے۔ نعمت۔ سزا سے رہائی کی نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔

۵۲ تاچنیں۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبادت کروں گا اور اس میں صفت احسان پیدا کروں گا۔ کہ تو دی۔ لیکن جب معصیت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بدکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ بدکار کی یہ عادت کتے کی عادت کے مشابہ ہے۔

۵۳ سگ۔ کتے جاڑے میں سردی کی تکلیف سے دبلے ہو جاتے ہیں۔ تو جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا گھر بناؤں گا تاکہ آئندہ جاڑے سے محفوظ رہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

[1] چونکہ تابستاں بیاید از گشاد — استخوانہا پہن گردد پوست شاد
جب گرمی آجاتی ہے، خوشی سے — ہڈیاں پھیل جاتی ہیں، کھال کھل جاتی ہے

زفت گردد پا کشد در سایۂ — کاہلے سیرے غرے خودرائیے
وہ موٹا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے — کاہل پیٹ بھرا، غافل خودرائے (ہو جاتا ہے)

گوید او چوں زفت بیند خویش را — درکدامیں خانہ گنجم اے کیا
جب اپنے آپ کو موٹا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے — اے بزرگ! میں کس گھر میں سما سکتا ہوں

گویدش دل خانہ ساز اے عمو — گوید او در خانہ کے گنجم بگو
اُس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنالے — وہ کہتا ہے بتا میں کسی گھر میں کب سما سکتا ہوں!

استخوان حرص تو در وقت درد — درہم آید خُرد گردد در نورد
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں — درہم (برہم) ہو جاتی ہیں لپٹ کر چھوٹی ہو جاتی ہیں

[2] سازم از توبہ بگوئی خانۂ — در زمستاں باشدم کاشانۂ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بنا دوں گا — جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا

چوں بشد درد و شدت آں حرص زفت — ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت
[3] جب مصیبت جاتی رہی اور پھر وہ حرص موٹی ہو گئی — کتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا

شکرِ نعمت خوشتر از نعمت بود — شکر بارہ کے سوئے نقمت رود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے — شکر سوار، عذاب کی طرف کب جاتا ہے؟

[4] شکر جانِ نعمت و نعمت چو پوست — زانکہ شکر آرد ترا تا کوئے دوست
شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھال کی طرح ہے — کیونکہ شکر تجھے دوست کے کوچہ تک لیجاتا ہے

نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ — صید نعمت کن بدامِ شکرِ شاہ
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی — شاہ کے شکر کے جال سے نعمت کا شکار کر

نعمتِ شکرت کند پُر چشم و میر — تا کُنی صد نعمت ایثارِ فقیر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور تجھے امیر بنادیگا — تاکہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے

سیر نوشی از طعام و نقلِ حق — تا رود از تو شکم خواری و دق
اللہ (تعالیٰ) کے کھانے اور نُقل سے تو پیٹ بھر کر کھائیگا — یہاں تک کہ تجھ سے شکم پُری اور سوال جاتا رہیگا

[1] چونکہ۔ گرمی کے زمانہ میں جاڑے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر ہڈیوں اور کھال میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ زفت۔ گرمی کے زمانہ میں کُتا موٹا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے سوتا ہے۔ غِرّ۔ غافل۔ گوید۔ اب اُس کُتّے کے خیالات بدل جاتے ہیں اور سوچنے لگتا ہے میں تو ایسا موٹا ہوں کہ کسی گھر میں نہ سما سکوں گا۔ استخواں۔ انسان کا حال بھی اُسی کُتّے کا سا ہے۔

[2] سازم۔ جب انسان مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ آرامگاہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں بشد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا ہے۔ شکرِ نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکریہ ادا کرنا نعمت سے بھی زیادہ اچھا ہے، شکر گذار بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔

[3] شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی نسبت ہے جو بدن اور روح میں ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔ صیدِ نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَئِن شَکَرْتُمْ لَأَزِیدَنَّکُمْ "اگر تم شکر کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے"۔ نعمتِ شکرت۔ اللہ تعالیٰ جس کو شکر کی نعمت عطا فرما دیتا ہے وہ بڑا اور بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقیروں پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ایسی غذائیں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ تن پروری اور لوگوں کا دروازہ کھٹکھٹانے سے مبرّا ہو جاتا ہے۔ دق۔ یعنی دقِّ الباب، دروازہ کھٹکھٹانا۔

نعمتِ وہاب را شکرے کنید | تا سرِ منحوسِ خود را نشکنید
اللہ (تعالیٰ) کی نعمت کا شکر ادا کرو | تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھوڑو

شکر[1] جذبِ نعمت او فرکند | کفرِ نعمت شخص را کافر کند
شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے | نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردنِ منکراں انبیا را علیہم السّلام از نصیحت کردن
منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں

و حجت آوردن بطریقہ جبریاں[2] و نامعقول گفتن انبیا علیہم السلام
کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصوحاں بس بود | اینچہ گفتید ار دریں دہ کس بود
قوم نے کہا اے نصیحت کرنیوالو! کافی ہوتا | جو کچھ کہ تم نے کہا اگر اس گاؤں میں کوئی با اختیار ہوتا

قفل بر دلہائے ما بنہاد حق | کس نداند برد بر خالق سبق
اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں | اللہ (تعالیٰ) سے کوئی بازی نہیں جیت سکتا

نقش[3] ما ایں کرد آں تصویر گر | ایں نخواہد شد بگفت و گوِ دگر
تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے | یہ گفتگو سے نہیں بدل سکتی

سنگ را صد سال گوئی لعل شو | کہنہ را صد بار گوئی باش نو
تو پتھر سے سیکڑوں سال کہے کہ تو لعل ہو جا | پرانے سے تو سیکڑوں بار کہے کہ تو نیا بن جا

خاک را گوئی صفاتِ آب گیر | آب را گوئی عسل شو یا کہ شیر
تو مٹی سے کہے، کہ پانی کی صفات اختیار کر | تو پانی سے کہے، کہ شہد یا دودھ بن جا

نار را گوئی کہ نورِ محض شو | پشہ را گوئی کہ سوئے باد رو
تو آگ سے کہے، کہ تو خالص نور بن جا | تو مچھر سے کہے، کہ ہوا کی طرف چلا جا

قلب را گوئی کہ عینِ پاک شو | یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو
تو کھوٹے سے کہے، کہ مجسم صاف بن جا | یا یہ کہ اکسیر بن، اور تیز ہو جا

ہیچ[4] ازاں اوصاف دیگر گوں شوند | آب کے گردد عسل اے ارجمند
کبھی اُن اوصاف سے وہ بدلیں گے؟ | اے بانصیب! پانی کب شہد بنے گا؟

خالقِ افلاک و ہم افلاکیاں | خالقِ آب و تراب و خاکیاں
آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے | پانی اور مٹی اور خاک سے پیدا ہونیوالوں کے پیدا کرنے والے نے

---

[1] شکر۔ شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

[2] جبریان۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے۔ نصوح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کافی تھی۔ قفل۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو اللہ پر کون غالب آ سکتا ہے۔

[3] نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنا دیا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے، پرانے سے نیا بننے کو کہے، مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے، پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے، کھوٹے کو خالص بننے کو کہے یا اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے تو یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے۔

[4] ہیچ ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے اُن میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں گھومنے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آسماں را داد دَوران و صفا — آب و گِل را تیرہ رُوئی و نما

آسمان کو گھومنا اور صفائی عنایت کی — پانی اور مٹی کو گدلا پن اور نمو (عطا فرمایا)

کےؔ تواند آسماں دُردی گزید — کے تواند آب و گِل صفوت خرید

آسمان تیرگی کب اختیار کر سکتا ہے؟ — پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟

قسمتے کردست ہر یک را رہے — کے کُہے گردد بجہدت چوں کہے

ہر ایک کیلئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے — تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جوابِ انبیا علیہم السّلام جبریاں را

جبریوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیا گفتند کارے آفرید — وصفہائے کہ نتاں زاں سر کشید

انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے — ایسے اوصاف کہ تم اُن سے رُوگردانی نہیں کر سکتے

وا فرید اُو وصفہائے عارضی — کہ کہے مبغوض میگردد رضی

اُس نے ایسے عارضی اوصاف (بھی) پیدا فرمائے ہیں — کہ ناپسندیدہ، کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے

سنگؔ را گوئی کہ زر شو بیہدست — مِس را گوئی کہ زر شو راہ ہست

تو پتھر سے کہے کہ سونا بن (بیہودہ) بات ہے — تو تانبے سے کہے کہ سونا بن (اس کا) راستہ ہے

ریگ را گوئی کہ گِل شو عاجزست — خاک را گوئی کہ گِل شو جائزست

تو ریت سے کہے کہ پھول بن جا (وہ) عاجز ہے — تو مٹی سے کہے، کہ پھول بن جا ممکن ہے

رنجہا دادست کانرا چارہ نیست — آں بمثلِ گنگی و فطس و عمی ست

اُس نے ایسے مرض پیدا کئے ہیں جنکا کوئی علاج نہیں ہے — وہ مثلاً گونگا پن، ناک کا چپٹا پن اور اندھا پن ہے

رنجہا دادست کانرا چارہ ہست — آں بمثلِ لقوہ و دردِ سرست

کچھ مرض دیئے ہیں، جن کا علاج ہے — وہ مثلاً لقوہ، اور دردِ سر ہے

ایںؔ دوا ہا ساخت بہرِ ائتلاف — نیست ایں درد و دوا ہا از گزاف

یہ دوائیں موافقت کرنے کے لئے بنائی ہیں — یہ درد، اور دوائیں لغو نہیں ہیں

بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست — چوں بجد جوئی بیابد آں بدست

بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے — جب تو کوشش سے تلاش کریگا ہاتھ آ جائیگا

مکرر کردنِ آں منکراں حجتہائے جبریانہ را

منکروں کا جبریوں کی دلیلوں کو دہرانا

لہ کے تواند۔ آسمان گندہ نہیں ہو سکتا پانی اور مٹی صفا نہیں ہو سکتے تیسرے۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا ہے اس کو وہی حاصل ہوگا تیری کوشش سے پہاڑ کب بنے گا۔ جواب انبیاء نے فرمایا صفات دو قسم کی ہیں ایک میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں تبدیلی ممکن ہے کہ کبھے۔ ایک چیز میں مبغوض ہونے کی صفت ہوتی ہے پھر وہی چیز محبوب بنجاتی ہے تو یہ اسکی صفت بدل گئی۔

لہ سنگ۔ پتھر اپنا پتھرپن چھوڑ کر سونا بنجائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں تانبہ سونا بن سکتا ہے۔ ریگ۔ ریت میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔ رنجہا۔ اسی طرح بعض امراض لاعلاج ہیں بعض امراض قابلِ علاج ہیں پیدائشی گونگا پن یا چپٹی ناک، یا پیدائشی اندھا پن ناقابلِ علاج ہے۔ چارہ ہست۔ لقوے اور دردِ سر کا علاج ہو سکتا ہے۔

لہ ایں دوا ہا۔ یہ دوائیں امراض کا ازالہ کرتی ہیں ان دواؤں اور مرض میں مناسبت ہے۔ چوں بجد۔ حدیث شریف ہے مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ دَوَاءً خدا نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی جس کا علاج نہ ہو تلاش اور جستجو ضروری ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

قوم[1] گفتند اے گروہ ایں رنج ما — نیست زاں رنجے کہ بپذیرد دوا
قوم نے کہا اے جماعت! ہمارا یہ مرض — وہ مرض نہیں ہے جو دوا (کا اثر) قبول کرے

سالہا گفتید زیں افسون و پند — سخت تر می گشت زاں ہر لحظہ بند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی — اس سے ہر دم، روک سخت ہوتی گئی

گر دوا را ایں مرض قابل بدے — آخر از وے ذرۂ زائل شدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا — بالآخر اس سے کوئی ذرہ زائل ہوتا

سُدّہ[2] چوں شد آب ناید در جگر — گر خورد دریا رود جائے دگر
جب سُدّہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے — اگر دریا بھی پئے وہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے

لاجرم آماس گیرد دست و پا — تشنگی را نشکند آں استقا
لامحالہ ہاتھ پاؤں متورم جاتے ہیں — وہ پانی پینا پیاس کو نہیں بجھاتا ہے

باز جواب انبیا علیہم السّلام جبریاں را

انبیاء کا پھر جبرایوں کو جواب دینا

انبیا گفتند نومیدی بدست — فضل و رحمتہائے باری بیحد ست
انبیاء نے کہا، ناامیدی بری ہے — اللہ (تعالیٰ) کا فضل اور رحمتیں لاانتہا ہیں

از چنیں محسن نشاید ناامید — دست در فتراک ایں رحمت زنید
ایسے محسن سے ناامید نہ ہونا چاہیے — اس رحمت کے شکاربند کو دستاویز بنالو

اے[3] بسا کارے کہ اول صعب گشت — بعد ازاں بکشادہ شد سختی گذشت
بہت سے کام ہیں جو ابتداءً سخت بنے — اس کے بعد کھل گئے، سختی رفع ہوگئی

بعد نومیدی بسے امیدہاست — از پس ظلمت بسے خورشیدہاست
مایوسی کے بعد بہت سی امیدیں ہیں — اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں

خود گرفتم کہ شما سنگیں شدید — قفلہا بر گوش و بر دل بر زدید
میں مانتا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو — تم نے کان اور دل پر قفل چڑھائے ہیں

ہیچ ما را با قبولی کار نیست — کارِ ما تسلیم و فرماں بردنیست
ہمیں مان لینے سے (سروں) کار نہیں ہے — ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

سنگدل بن گئے ہو اور تم نے دل اور کان پر قفل لگا لئے ہیں۔ ہیچ۔ لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغِ رسالت میں ہمیں تمہارے قبول کرلے اور انکار سے کوئی بحث نہیں، ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

---

[1] قوم گفتند۔ اہلِ سبا نے کہا کہ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ بعض اوصاف میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض ناقابلِ علاج ہے۔ سالہا۔ ہمارے مرض کے لا علاج ہونے کی علامت یہ ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ نصیحتیں کر رہے ہو لیکن ہمارے دل تو اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر یہ مرض قابلِ علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ ہوتا۔

[2] سُدّہ۔ جب جگر میں بند لگ جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا پانی پینے سے پانی اور طرف چلا جاتا ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں پر ورم آجاتا ہے تو پانی بجائے پیاس بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا ہے۔ انبیاء گفتند۔ انبیاء نے اہلِ سبا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی بری چیز ہے۔ فتراک۔ وہ تھیلا جس میں شکار کرکے رکھا جاتا ہے۔

[3] اے بسا۔ بہت سے معاملے شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر آسان ہو جاتے ہیں ناامیدی کے بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو جاتی ہیں۔ خود گرفتم۔ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ تم

Presented by www.ziaraat.com

اُو بفرمودست ماں ایں بندگی — نیست مارا از خود ایں گویندگی

اس نے اِس اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے — ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے

جاں[1] برائے امرِ اُو داریم ما — گر بریگے گوید اُو کاریم ما

ہم اُس کے حکم کے لئے جیتے ہیں — اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کھیتی بوئیں گے

امرِ[2] حق را ما گروہِ بے ریا — می رسانیم ایں رسالت با شما

ہم مخلص لوگ خدا کا حکم — (اور) یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں

غیرِ حق جانِ نبی را یار نیست — با قبول و ردِّ خلقش کار نیست

خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے — اُسکو مخلوق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مُزدِ تبلیغِ رسالاتش ازوست — زشت و دشمن رُو شدیم از بہرِ دوست

اُسکے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری اُنکی جانب ہے — ہم دوست کی خاطر بُرے اور دشمن کے چہرے والے بنگئے ہیں

ما بریں درگہ ملولاں نیستیم — تا ز بُعدِ راہ ہر جا بیستیم

ہم اِس بارگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں — کہ راستہ کی دُوری کی وجہ سے ہر جگہ ٹھہر جائیں

دل فروبستہ و ملول آں کس بُوَد — کز فراقِ یار در محبس بُوَد

دل گرفتہ، اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے — جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو

دلبر[3] و مطلوب با ما حاضرست — در نثارِ رحمتش جاں شاکرست

ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے — اُسکی رحمت کی بکھیر پر جان شکرگزار ہے

در دلِ ما لالہ زار و گلشنی ست — پیری و پژمُردگی را راہ نیست

ہمارے دل میں چمن، اور گلشن ہے — بڑھاپے اور مُرجھانے کیلئے (اندر) راستہ نہیں ہے

دائما تر و جوانیم و لطیف — تازہ و شیرین و خندان و ظریف

ہم ہمیشہ تر (وتازہ)، اور جوان اور پاکیزہ ہیں — تازہ اور میٹھے، اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں

پیشِ ما صد سال و یک ساعت یکیست — کہ دراز و کوتہ از ما منفکے ست

ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سَو سال یکساں ہیں — کیونکہ لمبائی اور چھوٹائی ہم سے جُدا ہے

آں دراز و کوتہی در جسمہاست — آں دراز و کوتہ اندر جاں کجاست

لمبائی اور چھوٹائی جسموں میں ہوتی ہے — درازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟

سہ صد و نہ سالِ آں اصحابِ کہف — پیشِ شاں یک روز بے اندوہ و لہف

تین سَو نو سال اصحابِ کہف کے — اُن کے لئے بغیر رنج اور افسوس کے ایک دن تھا

---

[1] جانِ ما۔ ہم تو اسی لئے زندہ ہیں کہ اُس کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ ریت میں بیج بونے کو کہے گا تو ریت میں بیج بو دیں گے۔ خواہ وہ نہ اُگے۔

[2] امرِ حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم ہے کہ تمہیں ہم تبلیغ کریں اِس لئے بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے ہیں۔ با قبول۔ نبی کا اِس سے سروکار نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا رد کرے۔ مزد۔ ہم اللہ کیلئے تبلیغ کرتے ہیں اور اُس کام کی مزدوری اُس سے لیں گے ہم تو اسی کی خاطر لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔ ما بریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے سدِ راہ نہیں ہے، دل گرفتہ وہ ہوتا ہے جو دوست سے مہجور ہو۔ ہمیں ہر وقت قربِ الٰہی حاصل ہے۔

[3] دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرتِ حق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اُس کی رحمتیں ہم پر ہر وقت نچھاور ہوتی رہتی ہیں۔ در دل۔ ہمارے دل اُس کی محبت سے گلزار ہیں اور ہم ہر وقت تر و تازہ رہتے ہیں۔ پیشِ ما۔ جب روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمان و مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے۔ جسم زمان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ سہ صد۔ اصحابِ کہف پر روحانیت کا غلبہ تھا تو اُن کے لئے تین سَو نو سال ایک روز کے برابر تھے۔

وانگہے[1] ننمودشاں یک روز ہم — کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
پھر انھیں وہ ایک روز بھی نہ لگا — کہ روحیں عدم سے پھر جسم میں آگئیں

چوں نباشد روز و شب یا ماہ و سال — کے بود سیری و پیری و ملال
جبکہ دن اور رات مع مہینہ اور سال کے نہوں — پیٹ بھر جانا اور بڑھاپا اور تھکن کہاں ہوتی ہے

در گلستانِ عدم چوں بیخودی ست — مستی از سُغراق لطفِ ایزدی ست
عدم کے چمنستان میں چونکہ بے خودی ہے — مستی اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے جام سے ہے

لم یذُق[2] لم یدرِ ہر کس کو نخورد — کے بوہم آرد جُعل انفاسِ ورد
جسنے نہ کھایا وہ "نہ سمجھا نہ جانا" کا مصداق ہے — گبر وندا خیال سے گلاب کی خوشبو کہاں حاصل کرسکتا ہے

نیست موہوم ار بدے موہوم آں — ہمچو موہومان شدے معدوم آں
وہ موہوم (چیز) نہیں ہے اگر وہ موہوم ہوتا — تو وہ موہوم (چیزوں) کی طرح معدوم ہوجاتا

دوزخ اندر وہم چوں آرد بہشت — ہیچ تابد روئے خوب از خوکِ زشت
دوزخ بہشت کا کیسے تصور کرسکتی ہے؟ — بدصورت سُور سے حسین چہرہ کہاں چمکتا ہے

ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں — اینچنیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
اے بڑو! اپنے گلے نہ پھاڑو — منہ تک ایسا لقمہ پہنچ گیا ہے

راہہائے[3] صعب پایاں بُردہ ایم — رہ براہلِ خویش آساں کردہ ایم
ہم نے سخت راستے طے کرلئے ہیں — ہم نے اپنوں کے لئے راستہ آسان کردیا ہے

ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست — از عذابِ نار و در جنت نشست
جو ہمارا پیرو بن گیا، وہ رہائی پاگیا — آگ کے عذاب سے اور جنت نشین ہوگیا

وانکہ نشنید از شقاوت پندِ ما — در عذابِ جاوداں شد مبتلا
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی — وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوگیا

ہیں بجوئید از نجومِ سعد راہ — زانکہ در ظلمت درید و قعرِ چاہ
آگاہ! نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو — کیونکہ تم اندھیرے اور کنوئیں کی گہرائی میں ہو

مکرر کردنِ قوم اعتراض بر انبیا علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکرر اعتراض کرنا

قوم گفتند ار شما سعدِ خودید — نحسِ مائید و ضدید و مُرتدید
قوم نے کہا، اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو — ہمارے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

---

[1] وانگہے۔ اصحابِ کہف نے کہا تھا کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن کے کچھ حصے میں رہے ہیں۔ چونکہ جبکہ روح زمان و مکان سے مقید نہیں ہے تو اس کے لئے نہ بڑھاپا ہے نہ تھکن۔ گلستانِ عدم یعنی عالمِ ارواح۔ مستی۔ اس عالم کی مستی قربِ الٰہی کی وجہ سے ہے۔

[2] لم یذق۔ یعنی جس نے چیز کو نہ چکھا ہو وہ اس کا ذائقہ نہیں جان سکتا۔ جُعل۔ گبرونلا، گوبر کا کیڑا۔ بہشت۔ یعنی یہ مستی وہمی نہیں ہے، وہمی کیفیت زائل ہوجاتی ہے۔ دوزخ۔ جس طرح دوزخ اور جنت میں بُعد ہے اور دوزخ جنت کا تصور بھی نہیں کرسکتی اسی طرح اہلِ دنیا اور اُس مستی میں بُعد ہے، دنیادار اُس مستی کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہان۔ اہلِ سبا کو خطاب ہے کہ اپنی تباہی مول نہ لو ہدایت حاصل کرلو۔

[3] راہہائے۔ ہدایت کے حصول میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ انبیاء جھیل چکتے ہیں، قوم اُنسے بلا مجاہدے کے ہدایت حاصل کرتی ہے۔ ہر کہ۔ انبیاء کی اطاعت کرلینے والے نجات پاتے ہیں اور جو منکر ہوتے ہیں وہ ابدی عذاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجومِ ہدایت ہیں۔ قوم گفتند۔ انبیاء نے اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ قرار دیا تھا قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت

Presented by www.ziaraat.com

جانِ ما فارغ بُد از اندیشہا ۱ — در غم افگندید مارا و عنا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی — تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا

ذوقِ جمعیت کہ بود و اتفاق — شد ز فالِ زشت تاں صد افتراق
یکانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا — تمہاری بدشگونی سے سینکڑوں جدائیاں بنگیا

طوطیِ نُقل و شکر بودیم ما — مرغِ مرگ اندیش گشتیم از شما
ہم نُقل اور شکر کھانے والی طوطیاں تھے — تمہاری وجہ سے موت کو سوچنے والا پرند بنگئے

ہر کجا افسانۂ غم گستری ست — ہر کجا آوازۂ مُستنکری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے — جہاں کہیں بُرائی کا شہرہ ہے

ہر کجا اندر جہاں فالِ بدیست — ہر کجا مسخے، نکالے، ماخذیست
جہاں کہیں دنیا میں بدشگونی ہے — جہاں کہیں مسخ، عذاب، جائے گرفت ہے

در مثال و قصہ و فالِ شماست — در غم انگیزی شمارا اشتہاست
وہ تمہاری مثال اور قصہ اور شگون کی وجہ سے ہے — غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

باز جواب گفتنِ انبیا علیہم السلام ایشاں را

انبیاء کا اُن کو پھر جواب دینا

انبیا ۲ گفتند فالِ زشت و بد — از میانِ جانِ تاں دارد مدد
انبیاء نے کہا اچھا اور بُرا شگون — تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے

گر تو جائے خفتہ باشی باخطر — اژدہا در قصدِ تو آید ز سر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو — اژدھا تیرے ارادے سے سر پر آجائے

مہربانے مر ترا آگاہ کرد — کہ بجہ ۳ زود ار نہ اژدرہات خورد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کردیا — کہ جلد بجاگ، ورنہ تجھے اژدھے نے کھایا

تو بگوئی فالِ بد چوں می زنی — فال چہ برجہ ببیں در روشنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بدشگونی کرتا ہے — بدشگونی کیا ہوتی ہے، اُٹھ روشنی میں دیکھ

از میانِ فالِ بد من خود ترا — می رہانم می برم سوئے سرا
میں تجھے بدشگونی سے — چھڑا رہا ہوں، گھر کی جانب لے جا رہا ہوں

چوں نبی آگہ کنندست از نہاں — کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں
نبی کی طرح جو اُن پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے والا ہے — کیونکہ جو کچھ اُسنے دیکھ لیا ہے دنیاداروں نے نہیں دیکھا ہے

۱؎ جانِ ما۔ تمہاری نحوست یہ ہے کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے ہمیں فکرمند بنادیا۔ ذوق۔ ہم سب متفق تھے، تمہارے وجود سے ہم میں اختلاف ہوگئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے۔ نُقل۔ چبینا۔ مُستنکری۔ بُرائی۔ مسخ۔ صورت کا بدل جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت کی جگہ۔ اشتہار۔ خواہش۔

۲؎ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری بُرائیاں جو تم نے بیان کیں اِن کا سبب ہم نہیں ہیں خود تم ہو۔ گر تو۔ ہم تو تمہیں اُس عذاب سے ڈراتے ہیں جو واقعۃً تم پر نازل ہونے والا ہے، ہماری مثال تو اُس شخص کی سی ہے جو ایسے شخص کو بیدار کردے جس پر سانپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳؎ بجہ۔ کود جا۔ تو بگوئی۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سانپ حملہ آور ہے بیدار کرنے والے کو بُرائی دینے لگے۔ سرا۔ گھر۔ چوں نبی۔ نبی آنکھوں سے اُس عذاب کو دیکھتا ہے جو منکروں پر نازل ہونے والا ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گر طبیبے گویدت غورہ مخور ۔۔۔ کہ چنیں رنجے برآرد زود سر
اگر تجھ سے کوئی طبیب کہے کچا انگور نہ کھا ۔۔۔ کہ فلاں مرض جلد سر ابھاریگا

تو بگوئی فالِ بد چوں میزنی ۔۔۔ پس تو ناصح را مؤثم میکنی
تو کہے کہ بدشگونی کیوں کرتا ہے ۔۔۔ تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

ور منجم گویدت کامروز ہیچ ۔۔۔ آنچناں کارے مکن اندر بسیچ
اگر کوئی نجومی تجھ سے کہے کہ آج کوئی ۔۔۔ ویسا کام ارادہ ہے نہ کرنا

تا نگردی نادم و خاسر ازاں ۔۔۔ زانکہ نیکو نیست روزِ امروز ہاں
تاکہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے ۔۔۔ کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

صد رہ ار بینی دروغِ اختری ۔۔۔ یکدو بارہ راست آید می خری
اگرچہ تو سو طرح سے نجومی کا جھوٹ دیکھتا ہے ۔۔۔ ایک دو بار سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

ایں نجومِ ما نشد ہرگز خلاف ۔۔۔ صحتش چوں ماند از تو در غلاف
ہمارے ان ستاروں میں کبھی تخلف نہیں ہوا ۔۔۔ اُن کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

آں طبیب و آں منجم از گماں ۔۔۔ می کنند آگاہ و ما خود از عیاں
وہ طبیب اور نجومی گمان کے ذریعے ۔۔۔ خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

دود می بینیم و آتش از کراں ۔۔۔ حملہ می آرد بسوئے منکراں
ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے سے ۔۔۔ منکروں پر حملہ آور ہے

تو ہمی گوئی خمش کن زیں مقال ۔۔۔ کز زیانِ ماست قالِ شومِ فال
تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے چپ رہ ۔۔۔ کیونکہ بدشگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

اے کہ نصحِ ناصحاں را نشنوی ۔۔۔ فالِ بد با تست ہر جا می روی
اے وہ کہ تو ناصحوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے ۔۔۔ تو جہاں جائے بدشگونی تیرے ساتھ ہے

افعیے بر پشتِ تو بر می رود ۔۔۔ او ز بامے بیندش آگہ کند
ایک اژدہا تیرے پیچھے دوڑ رہا ہے ۔۔۔ وہ اُسکو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہے خبردار کرتا ہے

گوئیش خاموش غمگینم مکن ۔۔۔ گوید او خوش باش خود رفت ایں سخن
تو اسکو کہتا ہے چپ رہ، مجھے غمگین نہ کر ۔۔۔ وہ کہتا ہے خوش رہ، بات ختم ہوئی

چوں زند افعی دہاں بر گردنت ۔۔۔ تلخ گردد جملہ شادی کردنت
جب اژدہا تیری گردن پر منہ مارے گا ۔۔۔ تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

۱؎ گر طبیبے۔ تمہاری مثال اس مریض کی سی ہے جس کو طبیب مضر چیز کھانے سے روکے اور وہ طبیب پر الزام دھرے۔ مؤثم۔ گنہگار۔ ور منجم۔ تمہاری مثال اُس شخص کی سی ہے جس کو نجومی بُری گھڑی سے بچانا چاہے اور وہ اُلٹا نجومی پر الزام دھرے۔ بسیچ۔ قصد، ارادہ۔

۲؎ صد رہ۔ نجومی کی بات سینکڑوں بار جھوٹی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس احتمال سے کہ شاید یہ بات صحیح ہو تم نجومی کا کہنا مان جاتے ہو۔ ایں نجوم۔ لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل صحیح ہوتی ہیں ان کو تم تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو۔ نجومی اور طبیب محض گمان سے بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ رہے ہیں۔

۳؎ دود۔ انبیاء نے کہا ہم تو عذاب کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بدفالی سمجھ رہے ہو اسے کہ منکروں کا وجود خود فالِ بد ہے۔ افعیے۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ عذاب کا اژدہا تمہارے پیچھے ہے ایک شخص بالاخانہ سے اسکو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ بھی جانے کی بات سنا کر غمگین نہ کر۔ جب مجبور ہو کر وہ بتانا اچھی کہیگا کہ اچھا بری بات کو رفت و گذشت کرو اور تم خوش رہو۔

پس ۵۱ بدو گوئی ہمیں بود اے فلاں — چوں نہ بدریدی گریباں از فغاں
پھر تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا — تونے نالہ و فریاد سے گریبان چاک کیوں نہ کیا تھا؟

یا ز بالایم تو سنگے می زدی — تا مرا آں جد نمودے ایں بدی
یا اوپر سے تو میرے پتھر مارتا — تاکہ وہ کوشش یہ برائی مجھے دکھا دیتی

او بگوید زاں کہ می آزردۂ — تو بگوئی نیک شادم کردۂ
وہ کہے گا، کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا — تو کہے گا، تونے (اب کیا) مجھے خوش کر دیا ہے

گفت من کردم جوانمردی و پند — تا رہانم مر ترا زیں خشک بند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی — تاکہ میں تجھے سخت قید سے رہائی دوں

از لئیمی حق آں نشناختی — مایۂ ایذا و طغیاں ساختی
تونے کمینہ پن سے اس کی قدر نہ کی — اس کو ایذاء اور سرکشی کا سرمایہ بنا یا

ایں ۵۲ بود خوئے لئیمانِ دنی — بد کنند با تو چو نیکوئی کنی
کمینے لئیموں کی یہی عادت ہوتی ہے — جب تو نیکی کرے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں

نفس را زیں صبر می کن منحنیش — کہ لئیم ست و نسازد نیکو یش
نفس کو صبر کے ذریعہ کمزور بنا — کیونکہ وہ کمینہ ہے بھلائی اسکے ساتھ ساز نہیں کرتی ہے

با کریمے ۵۳ گر کنی احساں سزد — ہر یکے را او عوض ہفصد دہد
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے — وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدلہ دے گا

با لئیمے چوں کنی قہر و جفا — بندہ گردد ترا بس باوفا
کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا — (وہ) تیرا باوفا غلام بن جائے گا

کافراں کارند در نعمت جفا — باز در دوزخ نداشاں ربنا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں — پھر دوزخ میں ان کی پکار "اے ہمارے رب" ہوتی ہے

کہ لئیماں در جفا صافی شوند — چوں وفا بینند خود جافی شوند
کیونکہ کمینے ظلم میں مخلص بنتے ہیں — جب وفا دیکھتے ہیں جفا کرتے ہیں

حکمت در آفریدنِ دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں

دوزخ کو اُس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت

عالم تا معبدِ منکراں گردد کہ اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا

تاکہ وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا ہے

۵۱ پس بدو۔ پھر تو بتانیوالے سے کہیگا کہ تو میرے غم میں کپڑے پھاڑ کر مجھے آگاہ کرتا تو میں ان بتایا یا اوپر سے ہی سے پتھر مارتا تو میں آگاہ ہو جاتا۔ او بگو ید۔ وہ جواب میں کہدیگا کہ تو میری بات سے آزردہ ہوتا تھا تو وہ کہیگا کہ میں اب کونسا خوش ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا کہیگا کہ میں نے تو شرافت سے کام لیا تھا تجھے مصیبت سے بچانے کیلئے نصیحت کی تھی۔ از لئیمی۔ لیکن تونے کمینہ پن بتا اس نصیحت کی قدر نہ کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسانی اور سرکشی کا سبب بنا لیا

۵۲ ایں بود۔ کمینوں کا یہی طریقہ ہے کہ تم انسے بھلائی کرو تو وہ اسکے بدلے میں تم سے برائی کرینگے نفس۔ انسان کا نفس ایسا ہی کمینہ ہے کہ اسکے ساتھ بھلائی کرنا اور اسکو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اسکو مشقتوں اور مجاہدوں سے کمزور بناؤ۔

۵۳ با کریمے۔ کسی شریف سے شرافت برتوگے تو وہ ستر گنا شرافت برتتا ہے۔ بالئیمے کمینہ پر جور و جفا کروگے تو پھر وہ اطاعت کریگا۔ کافراں۔ کافر ایسا ہی کرتے ہیں کہ دنیا میں انکو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر بڑھا دوزخ کے عذاب میں خدا کو مانیں گے اور پکاریں گے۔ کہ لئیماں۔ کمینے ظلم کے ساتھ ٹھیک چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔ اِئْتِیَا۔ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کو حکم دیا کہ تم دونوں آؤ خواہ خوشی سے خواہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی

Presented by www.ziaraat.com

مسجدِ طاعاتِ شاں پس دوزخ ست
اُن کی مسجد اور اطاعتوں (کی جگہ) دوزخ ہے
پائے بندِ مرغ بیگانہ فخ ست
بیگانہ پرندے کے پاؤں کا پھندا جال ہے

ہست زنداں صومعۂ دزدِ لئیم
کمینے چور کا عبادتخانہ قید خانہ ہے
کاندر و ذاکر شود حق را مقیم
اُس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے

چوں عبادت بود مقصود از بشر
چونکہ انسان (کی پیدائش) سے مقصود عبادت ہے
شد عبادتگاہِ گردنکش سقر
متکبر کی عبادت گاہ دوزخ بنی

آدمی را ہست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے
لیک ازو مقصود ایں خدمت بدست
لیکن اُس کی پیدائش سے (اصل) مقصود عبادت ہے

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ ایں بخواں
اس "نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو" پڑھ
جز عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں (کوئی) مقصد نہیں ہے

گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
گر تو اش بالش کنی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ بنالے تو (یہ بھی) ہو سکتا ہے

لیک ازو مقصود ایں بالش نبود
لیکن اُس کا مقصد یہ تکیہ (ہونا) نہ تھا
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ، اور ہدایت اور نفع تھا

گر تو میخے ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھونٹ بنالے
برگزیدی بر ظفر ادبیر را
تو نے کامیابی پر بدبختی کو ترجیح دی

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدیست
اگرچہ انسان (کی تخلیق) سے مقصود علم و ہدایت ہے
لیک ہر یک آدمی را معبدیست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے

معبدِ مردِ کریم اَکْرَمْتُہٗ
شریف انسان کی عبادتگاہ (مقام) اکرمتہ ہے
معبدِ مردِ لئیم اَسْقَمْتُہٗ
کمین انسان کی عبادتگاہ اسقمتہ ہے

مر لئیماں را بزن تا سر نہند
کمینوں کو پیٹ تاکہ اطاعت کریں
مر کریماں را بدہ تا بر دہند
شریفوں کو (انعام) دے تاکہ پھل دیں

لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید
لامحالہ اللہ (تعالیٰ) نے دو مسجدیں بنائیں
دوزخ آنہارا و اینہارا مزید
اُن کے لئے دوزخ اور اِن کے لئے "مزید"

ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادتخانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اکرمتہ کا مقام ہے یعنی میں نے اُس کا اکرام کیا اور شریر کا معبد اسقمتہ کا مقام ہے یعنی میں نے اُسکو بیمار کیا شریف تو اللہ کی الٰہی کے وقت عبادتگذار رہتا ہے اور کمینہ مصائب میں مبتلا ہو کر مزید۔ یعنی جنت جسکے لئے فرمایا گیا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ اور ہمارے پاس زیادتی ہے۔

۱ دوزخ ۔ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہونگے تو فرمانبرداری کرینگے وحشی جانور خوشی سے نہیں آتا تو جال میں پھنس کر آتا ہے۔ فخ۔ جال۔ زنداں۔ جب چور جیلخانہ میں ڈالدیا جاتا ہے تو ذکر شروع کر دیتا ہے۔ یعنی۔ جن اور انس کی تخلیق کا باعث عبادت اور اطاعت ہے خوشی سے نہ کرینگے تو جبرًا کرنی پڑیگی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گذاری کریگا تو کافر دوزخ میں اطاعت کریگا۔

۲ آدمی۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اسکی تخلیق کا اصل منشاء عبادتگذاری ہے جیسا کہ آیت میں مذکور ہے۔ ما خلقت۔ قرآن پاک میں ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ہم نے نہیں پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اسلئے کہ وہ عبادت کریں۔ از کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اُس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب ہے اگر تو اُس کا تکیہ بنائیگا تو وہ تکیہ بنجائیگی لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کریگا دوسرے کاموں میں لگیگا تو یہ اسکی غلطی ہوگی۔

۳ گر تو میخے۔ تلوار کا اصل مقصد اسکے ذریعہ فتح پانا ہے وہ کھونٹا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اُس سے کھونٹے کا کام لیگا تو بڑی حماقت ہوگی بعجز۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۹

ساختؒ موسیٰؑ قدس در بابِ صغیر — تا فرود آرند سر قوم زحیر

حضرت موسیٰؑ نے بیت المقدس میں چھوٹا دروازہ — تاکہ سرکش قوم سر جھکائے

زاں کہ جباراں بُدند و سرفرازؒ — دوزخ آں بابِ صغیرست و نیاز

کیونکہ وہ جبار اور سرکش تھے — (ارشاد) دوزخ چھوٹا دروازہ اور نیازمندی کی جگہ ہے

بیانؒ آنکہ حق تعالیٰ صورتِ ملوک را سبب مسخر کردنِ جباراں کہ مسخرِ حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام بابِ صغیر ساخت بر بیضِ قدس جہت رکوعِ جباران بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اُدخلوا الباب سجدًا وقولوا حطة

اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت اُن متکبروں کو تابع بنانے کے لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آگے وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطہ کہو (کا حکم تھا)

آنچناں کہ حق زلحم و استخواں — از شہاں بابِ صغیرے ساختہ ساں

اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے — بادشاہوں کا چھوٹا دروازہ بنایا

اہلِ دنیا سجدۂ ایشاں کنند — چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند

دنیا دار اُن کو سجدہ کرتے ہیں — کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں

ساخت سرگیں دانگی محرابِ شاں — نامِ آں محراب میر و پہلواں

اُن کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا — اُس محراب کا نام حاکم اور پہلوان ہے

لائقِ ایں حضرتِ پاکی نہ اید — نیشکر پاکاں شما خالی نے اید

تم پاک دربار کے لائق نہیں ہو — پاک لوگ گنا ہیں، تم صرف نرکل ہو

آں سگاں را ایں خساں خاضع شوند — شیر را عارست کو را بگروند

یہ کمینے اُن کتوں کے تابعدار ہوتے ہیں — شیروں کی توہین ہے کہ وہ اُس کے گرویدہ ہوں

گربہ باشد شحنۂ ہر موش خو — موش کہ بود تا ز شیراں ترسد او

ہر چوہے خصلت کا کوتوال بلی ہوتی ہے — چوہا کس قابل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے

آں سگاں یعنی دنیادار بادشاہ۔ ایں خساں یعنی منکرین۔ شیر یعنی جناب باری تعالیٰ۔ گربہ۔ چوہا بلی سے ڈرتا ہے شیر جو کہ اُس سے بدرجہا افضل ہے اُس سے نہیں ڈرتا۔

لہ ساخت۔ موسیٰؑ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اُس میں جھک کر داخل ہوں اور اُن کی سجدہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی سمجھو کہ اُس میں داخل ہو کر یہ متکبر عاجز و انکسار بن جائیں گے۔

لہ بیان جس طرح حضرت موسیٰؑ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اُن متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے۔ یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کریں گے۔ ربض۔ مکانات کا ماحول کہا جاتا ہے۔ اُدخلوا قرآن پاک میں ہے۔ اُدخلوا الباب سجدًا وقولوا حطة۔ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے۔

شہاں۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ اُن کی محراب اور عبادتگاہ گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ لشکر اُن کے سامنے جھکتے ہیں۔

لہ لائق۔ اُن کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ اُن کو جنابِ باری سے کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکوں کی اور اُن کی مثال ایسی ہے جو گنے اور نرکل کی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خوفِ[1] ایشاں ز کلابِ حق بود — خوفِ شاں کے ز آفتابِ حق بود

ان کو اللہ (تعالیٰ) کے کتوں سے خوف ہوتا ہے — آفتابِ حق سے انھیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّیَ الْاَعْلٰی ست وِردِ آں مِہاں — رَبِّ ادنیٰ در خورِ ایں اَبلہاں

سرداروں کا وظیفہ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ہے — رَبِّ ادنیٰ ان بیوقوفوں کے لائق ہے

مُوش کے ترسد ز شیرانِ مَصاف — بلکہ آں آہو تگانِ مُشک ناف

جنگ کے شیروں سے چوہا کب ڈرتا ہے؟ — بلکہ وہ آہو قدم مُشک کی نافہ والے (ڈرتے ہیں)

رَو بہ پیشِ کاسہ لیس اے دیگ لیس — تُش خداوند و ولی نعمت نویس

اے دیگ چاٹنے والے پیالہ چاٹنے والے کے پاس جا — تو اُس کو آقا، اور ولی نعمت لکھ

دیگ لیسی کاسہ لیسے را بجو — تُش خداوند و ولی نعمت بگو

تو دیگ چاٹنے والا ہے کسی پیالہ چاٹنے والے کو تلاش کر — تو اُس کو آقا اور ولی نعمت کہہ

بس[2] کُن ار شرحے بگویم دور دست — خشم گیرد میر و ہم داند کہ ہست

ختم کر اگر میں لمبی تفصیل کروں گا — حاکم غصہ کرے گا اور سمجھ گا کہ وہ یہی ہے

حاصل ایں آمد کہ بد کن اے کریم — با لئیماں تا نہد گردن لئیم

خلاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! بُرائی کر — کمینوں کے ساتھ تاکہ کمینہ اطاعت کرے

با لئیم نفس چوں احساں کُند — چوں لئیماں نفسِ بد کفراں کُند

جب تو کمینے نفس کے ساتھ احسان کریگا — تو وہ بدنفس کمینوں کی طرح کفران کرے گا

زیں سبب بُد کاہلِ محنت شاکرند — اہلِ نعمت طاغی اند و ماکرند

یہی سبب ہوا کہ محنتی شکرگزار ہیں — مالدار سرکش، اور مکار ہیں

ہست طاغی بگلرِ زریں قبا — ہست شاکر خستہ و صاحب عبا

سردار زریں قبا والا سرکش ہے — خستہ (حال) اور گدڑی والا شکر گذار ہے

شکر[3] کے روید ز اَملاک و نِعم — شکر می روید ز بلوا و سقم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں اُگتا ہے! — شکر ابتلاء اور بیماری سے اُگتا ہے

قصۂ عشقِ صوفی بر سُفرۂ تہی از خورش

کھانے سے خالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفیٔ بر میخ روزے سُفرہ دید — چرخ می زد جامہا را می درید

ایک صوفی نے ایک دن کھونٹی پر دسترخوان دیکھا — رقص کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

[1] خوف: منکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربّی الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ تمہارا بالا و برتر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے، ان منکرین کے لائق ادنیٰ رب ہے لہٰذا یہ اُسکو ہی پوجتے ہیں۔ ربِّ ادنیٰ۔ معمولی درجہ کا خدا۔ موش شیر کا سے ڈرنا چوہے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیگ لیسی جیسی روح ویسے فرشتے لہٰذا ان منکرین کی خدائی کے لائق یہی ظالم اور جابر ہیں۔

[2] بس کُن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب منکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہونگے اور دل میں سمجھیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جبھی تو ہمارا اس قدر ذکر کیا جارہا ہے۔ لئیم نفس۔ نفسِ لئیم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور مالدار سرکش ہوتے ہیں۔ بگلر۔ بیگ لر، سردار۔

[3] شکر ابتلا اور بیماری شکر گذاری کا سبب ہے۔ قصہ۔ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور ابتلا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ میخ۔ کھونٹی۔ سُفرہ۔ دسترخوان۔ چرخ زدن۔ گھومنا۔

Presented by www.ziaraat.com

بانگ می زد نک نوائے بے نوا ‖ قحطہا و دردہا را نک[1] دوا

چیخت تھا، یہ بے سامان کا سامان ہے ‖ یہ قحطوں اور دردوں کی دوا ہے

چونکہ درد و سوزِ او بسیار شد ‖ ہر کہ صوفی بود با او یار شد

جب اُس کا درد اور سوزش بڑھی ‖ جو بھی صوفی تھا اُس کا ساتھی ہو گیا

کخکخے و ہائے ہوئے می زدند ‖ تا کہ چندیں مست و بیخود می شدند

قہقہے اور نعرے مارتے تھے ‖ یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بیخود ہو جاتے تھے

بوالفضولے گفت صوفی را کہ چیست ‖ سفرۂ آویختہ از ناں تہی ست

ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟ ‖ لٹکا ہوا دسترخوان روٹی سے خالی ہے

گفت رو رو نقش بے معنیستی ‖ تو بجو ہستی کہ عاشق نیستی

اُس (صوفی) نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے ‖ تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے

عشق نان بے ناں غذائے عاشق ست ‖ بندِ ہستی نیست ہر کو صادق ست

عشق جو روٹی نہ ہوتے ہوئے روٹی ہے عاشق کی غذا ہے ‖ جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے

عاشقاں را کار نبود با وجود ‖ عاشقاں راہست بے سرمایہ سود

عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے ‖ عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے

بال[2] نے و گردِ عالم می پرند ‖ دست نے و گوئے زمیداں می برند

پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اُڑتے ہیں ‖ ہاتھ نہیں ہے اور میدان سے گیند لیجاتے ہیں

آں فقیرے کو ز معنی بوئے یافت ‖ دست بُریدہ ہمی زنبیل بافت

وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی ‖ ہاتھ کٹا ہوا ہونے پر جھولی بنتا تھا

عاشقاں اندر عدم خیمہ زدند ‖ چوں عدم یکرنگ و نفسِ واحد اند

عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے ‖ عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں

شیر[3] خوارہ کے شناسد ذوقِ لوت ‖ مر پری را بوئے باشد لوت و قوت

دودھ پیتا بچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے ‖ پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھانا ہوتا ہے

آدمی کے بو برد از بوئے او ‖ چونکہ خوئے اوست ضدِ خوئے او

آدمی اُس خوشبو کا سراغ کب پا سکتا ہے ‖ کیونکہ اُسکی عادت اُسکی عادت کے خلاف ہے

خوار بچہ صرف دودھ کے مزے سے واقف ہے وہ اُس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔ پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو سے پیٹ بھر جانے کو نہیں سمجھ سکتا۔

---

[1] نک۔ یعنی یہ دسترخوان چونکہ اُس صوفی کے وجد پر دوسرے صوفی بھی وجد میں آگئے۔ کخکخ۔ دونوں کافوں کے زیر کے ساتھ، قہقہہ۔ بوالفضول۔ بیہودہ۔ نقش بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بجو ہستی یعنی تو طالب وجود ہستی، یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہٰذا ہم روٹی کے نہ ہونے کے طالب و عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا مطلوب ہوتا ہے۔ عشق۔ عاشق کی غذا عشق ہے۔ جو روٹی تو نہیں ہے لیکن اُس کے لئے روٹی کا کام دیتا ہے۔ عاشقاں۔ عاشق ہر چیز کے فنا کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اُس کو نفع پہنچتا ہے۔

[2] بال نے۔ جس طرح عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں۔ آں فقیرے۔ شیخ کا پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہوتے ہوئے وہ زنبیل بُنتے تھے۔ عاشقاں۔ عاشق ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے امتیاز وجودات میں ہوتا ہے عدموں میں یکسانیت ہے لہٰذا عاشقانِ خدا بھی یک رنگ ہیں۔

[3] شیر خوارہ۔ ہر شخص اپنے سے مناسب بات کو سمجھتا ہے ورنہ اعتراض کرتا ہے بوالفضول نے صوفی پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے ذوق سے ناواقف تھا۔ شیر

Presented by www.ziaraat.com

یا بداز بوئے آں پری بوئے کراش | تو نیابی آں زِ صد مَن لوتِ خوش
پری اسکی خوشبو سے ایسی راحت حاصل کرتی ہے کہ اُسکو | تو سو من اچھی خوراک سے نہیں پاسکتا ہے

پیشِ[ا] قبطی خوں بُود آں آبِ نیل | آب باشد پیشِ سبطی جمیل
قبطی کے لئے نیل کا پانی خون ہے | اچھے سبطی کے لئے پانی ہے

جادہ باشد بحر ز اسرائیلیاں | غرقہ گہ باشد ز فرعونِ عواں
دریا اسرائیلیوں کے لئے راستہ ہوتا ہے | ظالم فرعون کے لئے ڈوبنے کی جگہ ہوتا ہے

باد بُد بر عادیاں گرز و تبر | لیک بُد بر ہودؑ و بر قومش ظفر
ہوا، قوم عاد پر گرز اور کلہاڑا تھی | لیکن حضرت ہودؑ اور انکی قوم کیلئے فتح تھی

گلستاں[۲] باشد بر ابراہیمؑ نار | لیک بر نمرود باشد زہرِ مار
آگ (حضرت) ابراہیمؑ پر چمن ہوتی ہے | لیکن نمرود پر سانپ کا زہر ہوتی ہے

بر سمندر باشد آتش خانداں | لیک باشد بر دگر مرغاں زیاں
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے | لیکن دوسرے پرندوں کیلئے تباہی ہوتی ہے

نزدِ عاشق درد و غم حلوا بُود | لیک حلوا بر خساں بلوا بُود
عاشق کے لئے درد اور غم، حلوا ہوتا ہے | لیکن کمینوں کے لئے حلوا مصیبت ہوتا ہے

مخصوص[۳] بودنِ یعقوب علیہ السلام بچشیدنِ جامِ حق
حضرت یوسفؑ کے چہرے سے خدائی پیالہ پینے اور حضرت

تعالےٰ از روئے یوسفؑ وکشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
یوسفؑ کی خوشبو سے اللہ تعالےٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوبؑ کی

یوسفؑ وحرمانِ برادراں وغیرہم ازیں ہر دو صفت
خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

آنچہ یعقوبؑ از رُخِ یوسفؑ چشید | وانچہ اُو از بوئے اُو اندر کشید
حضرت یعقوبؑ نے جو کچھ حضرت یوسفؑ کے رخ سے چکھا | اور جو کچھ انھوں نے انکی خوشبو سے باطن حاصل کیا

وانچہ در روئے بود اندر روئے بدید | خاصِ اُو بُد اُو باخواں کے رسید
اور جو کچھ ان (یوسفؑ) کے اندر تھا انھوں نے دیکھا | وہ اُن کی خصوصیت تھی، بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟

ایں ز عشقش خویش در چہ می کند | واں بکیں از بہر اُو چہ می کند
یہ اُن کے عشق سے اپنے آپکو کنوئیں میں گرا رہے ہیں | وہ کینہ وری سے اُنکے لئے کنواں کھود رہے ہیں

---

[۱] پیشِ قبطی۔ اشیاء کے احوال ہر شخص کے اعتبار سے جداگانہ ہیں جس شخص کے مناسب جو حال ہے وہ اسی کو سمجھ سکتا ہے۔ قبطی۔ فرعونی نسل کا آدمی۔ سبطی۔ اسرائیلی۔ جادہ۔ دریائے نیل حضرت موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے لئے راستہ بنا فرعون اور اُس کا لشکر اسی میں ڈوب گیا۔ باد۔ آندھی سے قوم عاد برباد ہوئی حضرت ہودؑ اور انکی قوم کے لئے فتح کا سبب بنی۔

[۲] گلستاں۔ آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے گلزار بنی۔ نمرود کے لئے باعث ہلاکت بنی۔ سمندر۔ ایک پرندہ ہے جو آگ میں پرورش پاتا ہے۔ نزد۔ درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کمینے حلوا بھی اس طرح کھا جاتے ہیں جس سے انکو بدہضمی ہوجاتی ہے۔

[۳] مخصوص۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہیں حضرت یوسفؑ کا چہرہ حضرت یعقوبؑ کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا دوسروں کے لئے اسکی تاثیر دوسری تھی۔ آنچہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسفؑ میں تھیں وہ حضرت یعقوبؑ کو نظر آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ ایں۔ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کئے دیتے تھے اُنکے بھائی انکو

Presented by www.ziaraat.com

سفرۂ او پیشِ ایں ازناں تہی ست — پیشِ یعقوبؑ پُر کُو مشتہیست
اُن (یوسفؑ) کا دسترخوان اِنکے لئے روٹی سے خالی ہے — (حضرت) یعقوبؑ کیلئے بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ خواہشمند ہیں

رُوئے ناشُستہ نہ بیند رُوئے حُور — لَاصَلٰوۃَ گفت اِلَّا بِالحُضُوْر
بِن دُھلا مُنہ، حُور کا مُنہ نہیں دیکھتا ہے — آنحضورؐ نے فرمایا کہ نماز بغیر حضورِ (قلب) کے نہیں ہے

عِشق باشد لُوت پُوتِ جانہا — جُوع ازیں رُوئیست قُوتِ جانہا
عشق، جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے — اِسی لئے بھوک، جانوں کی غذا ہے

جُوعِ[۲] یوسفؑ بُود مر یعقوبؑ را — بُوئے نانش می رسید از دُور جا
(حضرت) یعقوبؑ کو (حضرت) یوسفؑ کی بھوک تھی — اُن کو اُن کی روٹی کی خوشبو دُور سے پہنچ رہی تھی

آنکہ بستد پیرہن را می شتافت — بُوئے پیراہانِ یوسفؑ می نیافت
جس نے پیرہن حاصل کیا تھا وہ دوڑ رہا تھا — (حضرت) یوسفؑ کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا

وانکہ صد فرسنگ زاں سُو بُود اُو — چونکہ بُد یعقوبؑ می بُوئید بُو
وہ جو اُس جانب سے سینکڑوں فرسنگ تھا — چونکہ وہ حضرت یعقوبؑ تھے وہ خوشبو سونگھ رہے تھے

اے بسا عالِم ز دانش بے نصیب — حافظِ علم ست آں کس نے حبیب
بہت سے عالم ہیں، جو سمجھ سے محروم ہیں — وہ عالم علم کا نگہبان ہے، نہ کہ محبوب

مُستمِع[۳] از وے ہمی یابد مشام — گرچہ باشد مُستمِع از جنسِ عام
سُننے والا، اُس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے — خواہ سُننے والا عوام میں سے ہو

زانکہ پیراہن بدستش عاریہ است — چوں بدستِ آں نخاسی جاریہ ست
کیونکہ اُس کے پاس لباس عارضی ہے — جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لونڈی ہوتی ہے

جاریہ پیشِ نخاسی سرسریست — در کفِ اُو از برائے مُشتریست
غلام فروش کے لئے وہ لونڈی تھوڑی دیر کیلئے ہے — اُس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے

قسمتِ حق ست روزی خواہ نے — ہر یکے را سُوئے دیگر راہ نے
اللہ (تعالیٰ) کی تقسیم ہے، نہ کہ روزی چاہنے والے کی — کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے

یک خیالے نیک باغِ آں شُدہ — یک خیالے زشت راہِ ایں زدہ
ایک اچھا خیال اُس کیلئے گلزار بن گیا — ایک بُرا خیال اِس کے لئے راہزن بن گیا

ایک عارضی چیز ہے اسکی مثال اُس غلام فروش کی سی ہو جسکے پاس فروخت کرنے کیلئے کوئی لونڈی ہو وہ اُس سے بے بہرہ رہتا ہے خریدار اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ نخاسی۔ بردہ فروش۔ قسمتِ حق۔ یہ تمام تقسیم اللہ کیجانب سے ہے جس کا جو حصہ ہے وہ اُسکو ملتا ہے طالب کا اُسمیں کوئی دخل نہیں ہے۔ یک خیال۔ ایک شخص کے نصیب میں

---

[۱] سُفرہ اُو۔ حضرت یوسفؑ کے چہرے کا دسترخوان حضرت یعقوبؑ کے لئے انوار و برکات سے پُر تھا بھائیوں کے لئے خالی تھا۔ رُوئے ناشستہ۔ جن لوگوں کے دل نجاست سے پُر ہیں اُن کو انوار نظر نہیں آتے ہیں اِسی لئے کُفّار کو خدا کا دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اُس شخص کو میسّر آئیں گی جو قلب کو مُصفّیٰ کرکے حضورِ قلب کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ جانہا۔ عاشقوں کی جانوں کیلئے عشق غذا ہے۔ مجوع۔ مشہور مقولہ ہے اَلْجُوْعُ طَعَامُ الصِّدِّیْقِیْن بھوک صدیقوں کی غذا ہے۔

[۲] جوع۔ حضرت یعقوبؑ میں حضرت یوسفؑ کی طلبِ صادق تھی اِسی لئے اُنھیں دُور سے اُنکی خوشبو محسوس ہو گئی۔ آنکہ بستد۔ وہ شخص جو حضرت یوسفؑ کی قمیص حضرت یعقوبؑ کے پاس لیکر آیا وہ طلبِ صادق سے خالی تھا اُسکو اُس قمیص میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ وانکہ۔ حضرت یعقوبؑ قمیص سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھے اُن کو اُس کی خوشبو محسوس ہو گئی۔ اے بسا۔ جو عالم بے عمل ہیں اُنکی مثال حضرت یوسفؑ کی قمیص لانیوالے کی سی ہے۔

[۳] مستمع۔ عالمِ بے عمل کے وعظ اور علم سے وہ جاہل جن میں طلبِ صادق ہوتی ہے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ پیراہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم

آں[1] خیالے از اثر باغے شدہ — ویں خیالے عالمے برہم زدہ

وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے باغ ہو گیا — اِس خیال نے جہان کو تہ و بالا کر دیا

آں خدائے کز خیالے باغ ساخت — وز خیالے دوزخ و جائے گداخت

وہ خدا (تعالیٰ) جس نے ایک خیال سے باغ بنایا — اور ایک خیال سے دوزخ اور پگھلنے کی جگہ بنائی

پس کہ داند راہِ گلشنہائے اُو — پس کہ داند جائے گلخنہائے اُو

اُس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟ — اُس کی بھٹیوں کا راستہ کون جانتا ہے؟

دیدہ بانِ دل نہ بیند در مجال — کز کدامیں رُکنِ جاں آید خیال

دل کا محافظ تگ و دو میں نہیں دیکھتا ہے — کہ جان کے کونسے گوشے سے یہ خیال آتا ہے

جز[2] مگر آں دل کہ دارد عونِ حق — کَون او را نیست کردہ کونِ حق

سوائے اُس دل کے جسکو اللہ (تعالیٰ) کی مدد حاصل ہے — اللہ (تعالیٰ) کے وجود نے اسکے وجود کو فنا کر دیا ہے

گر بدیدے مطلعش راز احتیال — بند کردے راہِ ہر ناخوش خیال

اگر تدبیر سے اُس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا — تو ہر بُرے خیال کا راستہ بند کر دیتا

کے رسد جاسوس را آنجا قدم — کہ بُود مرصاد و دربندِ عدم

جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے — جو عدم میں محفوظ، اور گھات کی جگہ ہو

دامنِ فضلش بکف کُن کور وار — قبضِ اعمیٰ ایں بُود اے شہریار

اندھوں کی طرح اُسکی رحمت کے دامن کو پکڑ لے — اے شاہ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے

دامنِ اُو امر و فرمانِ ویست — نیکبختے کہ تقی جانِ ویست

حکم اور فرمان اُس کا دامن ہے — وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے

آں[3] یکے در مرغزار و جوئے آب — واں یکے پہلوئے اُو اندر عذاب

ایک چمنستان، اور پانی کی نہر میں ہے — اور ایک اُس کے پہلو میں عذاب میں ہے

اُو عجب ماندہ کہ ذوقِ اُو ز چیست — واں عجب ماندہ کہ ایں در حبس کیست

وہ تعجب میں ہے کہ اُس کا لطف کس چیز میں ہے — اور وہ تعجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے

ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہاست — ہیں چرا زردی کہ اینجا صد دواست

خبردار! تو کیوں خشک ہے، یہاں چشمے ہیں — خبردار تو کیوں پیلا ہے یہاں سینکڑوں دوائیں ہیں

راحت اُٹھانے والے پر متعجب ہے اور راحت اُٹھانے والا تکلیف اُٹھانے والے پر۔ حیق۔ راحت پانے والا، تکلیف اُٹھانے والے سے کہتا ہے کہ تو بھی اِدھر آجا کیوں تکلیف اُٹھاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اُدھر نہیں آسکتا ہوں یہی مومن اور کافر کا حال ہے۔

[1] آں خیالے۔ نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ پس کہ داند۔ انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کونسے خیالات آرام دہ ہیں اور کونسے خیالات تباہ کُن ہیں۔ دیدہ باں انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اُس کے دل میں خیالات کس راہ سے آتے ہیں۔ رکن۔ گوشہ۔

[2] جز مگر۔ انسان اپنے لئے اچھے بُرے خیالات کو خدا کی مدد سے پہچان سکتا ہے کیونکہ یہ خیالات اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں انسان کے ساختہ نہیں ہیں۔ مطلعش۔ یعنی خیالات کے آنے کی راہ۔ کے رسد۔ خیالات کے آنے کی راہ عدم میں ہے اور جاسوس مقید بوجود ہے تو عدم تک اُسکی رسائی ناممکن ہے مرصاد گھات کی جگہ۔ دامن۔ ان خیالات کی راہ اگر معلوم کرنی ہے تو اللہ کے فضل کا دامن اللہ کے احکام ہیں اُن سے وابستہ ہو جا۔

[3] آں یکے۔ اب اللہ کی تقسیم کا پھر ذکر شروع کیا ہے نیک بخت اور بد بخت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تو باغ اور نہروں سے لطف اندوز ہے اُسکے پاس ہی ایک شخص گرمی اور پیاس کی تکلیف برداشت کر رہا ہے اُو عجب۔ تکلیف اُٹھانے والا

Presented by www.ziaraat.com

ہمنشینا ہین بیا[۵۱] اندر چمن — گویدا اے جاں من نیارم آمدن
اے ساقی! خبردار چمن میں آجا — وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آسکتا

ہین بیا جاناں کہ پایت بستہ نیست — گویدش نے نے تنانم تو بایست
خبردار اے دوست! آجا کیونکہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں — وہ اُس سے کہتا ہے نہیں نہیں مجھ کو کس سکت نہیں تو ٹھہرجا

یک مثل آمد دریں معنیٰ بگفت — بوکہ یابی زیں بیاں سرِّ نہفت
اس سلسلہ میں ایک کہاوت کہی گئی ہے — شاید کہ تو اس بیان سے چھپے ہوئے راز کو محسوس کرلے

اندر ایں معنیٰ بگویم قصۂ — گوش بکشا تا بری زاں حصۂ
اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سُناتا ہوں — کان کھول لے تاکہ تو اُس میں سے حصّہ پالے

حکایت غلام امیر کہ اُنس عظیم داشت در مُناجات فی نماز باحق

ایک حاکم کے اُس غلام کا قصہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگوشی سے بہت محبت رکھتا تھا

در زمانے بُود امیرے از کرام — بُود سُنقر[۵۲] نام اُو را یک غلام
ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاکم تھا — اُس کا ایک غلام سُنقر نام کا تھا

میر شد محتاجِ گرمابہ سحر — بانگ زد سُنقر ہلا بردار سر
صبح کو حاکم کو حمام کی ضرورت ہوئی — اُس نے پکارا، سنقر! خبردار اُٹھ جا

طاس و ایزار و گل از التون بگیر — تا بگرما بہ رویم از ناگزیر
کٹشلا اور تہبند اور ملتانی مٹی التون سے لیلے — تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں

سُنقر آں دم طاس و ایزارِ نکو — برگرفت و رفت با اُو دوبدو[۵۳]
سُنقر نے فوراً کٹشلا اور اچھا تہبند — لے لیا، اور اُس کے ساتھ ساتھ چلا

مسجدے بر رہ بُد و بانگِ صلا — آمد اندر گوشِ سُنقر برملا
راستے میں مسجد تھی اور بُلاوے کی آواز — صاف طور پر سُنقر کے کان میں آئی

بُود سُنقر سخت مُولع در نماز — گفت اے میرِ من اے بندہ نواز
سُنقر نماز کا بہت فریفتہ تھا — بولا اے میرے آقا! اے بندہ پرور

تو بریں دُکّاں زمانے صبر کُن — تا گزارم فرض و خوانم لم یکن
آپ اِس دُکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں — تاکہ میں نماز ادا کروں اور لم یکن پڑھ لوں

رفت سُنقر میر در دکّاں نشست — منتظر از بادۂ پندار مست
سُنقر چلا گیا، آقا دُکان پر بیٹھ گیا — منتظر ہوکر غرور کی شراب سے مست

---

۵۱ ہین بیا۔ تیرے پاؤں میں بیڑی نہیں ہے چلا آ یہ اُس سے کہتا ہے کہ تُو بھی اُدھر نہ جا ٹھہر جا، غرضیکہ دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اُس کا کہنا مانتا ہے نہ وہ اِس کا، ہر ایک تقسیم خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصّہ حاصل کر رہا ہے۔ قصّہ۔ اِس قصّہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں پہنچ ... رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل .... رہا تھا یہی حال مومن اور کافر کا ہے۔

۵۲ سُنقر۔ اُس امیر کے غلام کا نام سُنقر تھا۔ محتاج۔ یعنی اُس کو نہلانے کی حاجت ہوگئی۔ بردار سر یعنی بستر سے اُٹھ جا۔ طاس۔ کٹشلا۔ ایزار۔ اِزار، تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتانی مٹی جس کو مل کر نہایا جاتا تھا۔ التون۔ زرِ سُرخ، اُس امیر کی لونڈی کا نام تھا۔

۵۳ دوبدو۔ دواں دواں۔ بانگِ صلا۔ دعوت کی آواز یعنی اذان۔ مُولع۔ فریفتہ۔ لم یکن۔ یعنی سورۂ البیّنہ۔ بادۂ پندار۔ یعنی وہ اپنے غرور میں مست تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

میر از بہرِ دلِ آں زندہ[1] جاں — کرد یک ساعت توقف بر دکاں
آقا نے اُس زندہ رُوح کی خاطر سے — تھوڑی دیر دکان پر توقف کیا

چوں امام و قوم بیروں آمدند — از نماز و وردہا فارغ شدند
جب امام، اور لوگ باہر آئے — نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے

سُنقر آں جا ماند تا نزدیکِ چاشت — میر سنقر را زمانے چشم داشت
سنقر چاشت کے وقت تک وہاں رہا — آقا ایک وقت تک سنقر کا منتظر رہا

گفت اے سنقر چرا نائی بروں — گفت می نگزاردم اے ذوفنوں
بولا اے سنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے! — اُس نے کہا اے ہنرمند! وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے

صبر کُن، نک آمدم اے روشنی — نیستم غافل کہ در گوشِ منی
صبر کر اے روشنی! میں ابھی آیا — میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد — تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد
اُس نے سات بار صبر کیا، اور آواز دی — حتیٰ کہ آقا اُس کی ٹال مٹول سے عاجز آ گیا

پاسخش[2] ایں بود می نگزاردم — تا بروں آیم ہنوز اے محترم
اُس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے — اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں

گفت آخر مسجد اندر کس نماند — کیست وا میدارد آنجا کت نشاند
بالآخر اُس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا — کون روکتا ہے وہاں تجھے کس نے بٹھا دیا ہے؟

گفت آنکہ بستہ استت از بروں — بستہ است اُو ہم مرا از اندروں
اُس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر باندھ دیا ہے — اُسی نے مجھے اندر باندھا ہے

آنکہ نگذارد ترا کائی دروں — می نہ بگذارد مرا کایم بروں
جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے — وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ میں باہر نکلوں

آنکہ نگذارد کزیں سو پا نہی — اُو بدیں سو بست پائے ایں رہی
وہ جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو اِس طرف قدم دھرے — اُسی نے اِس جانب اِس غلام کو پابستہ کر دیا ہے

ماہیاں[3] را بحر نگذارد بروں — خاکیاں را بحر نگذارد دروں
سمندر مچھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا — سمندر خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے

اصلِ ماہی زآب و حیواں از گل ست — حیلہ و تدبیر اینجا باطل ست
مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے — اِس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

[1] زندہ جاں یعنی سنقر۔ وردہا یعنی وہ اوراد وظائف جو نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں چشم داشت منتظر رہا۔ در گوشِ منی یعنی میں تیری آواز سُن رہا ہوں۔ تیباش ٹال مٹول۔ انتظار۔

[2] پاسخش یعنی سنقر ہر مرتبہ حاکم سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی شخص نہیں رہا اب باہر آ گئے تجھے کون روک رہا ہے۔ گفت آنکہ سنقر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے باہر نکلنے سے روک رہی ہے۔ رہی غلام۔

[3] ماہیاں۔ ایک ہی سمندر ہے جو مچھلیوں کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اور خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے روکتا ہے۔ اصل۔ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے غیر جنس کو دفع کرتی ہے دریا اور مچھلی ایک جنس ہے لہٰذا دریا مچھلی کو کھینچتا ہے خشکی کے جانوروں کی اصل مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس ہونے کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ قفل زفت ست و کشاینده خدا | دست در تسلیم زن واندر رضا
قفل بھاری ہے اور کھولنے والا اللہ (تعالیٰ) ہے | تسلیم اور رضا پر دسترس حاصل کرو

ذرہ ذرہ گر شود مفتاحہا | ایں کشایش نیست از جز کبریا
ایک ایک ذرہ، اگر کنجیاں بن جائیں | یہ کشادگی بجز خدا کے (ممکن) نہیں ہے

چوں فراموشت شود تدبیر خویش | بخت یابی اے جوان از پیر خویش
جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے | اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کرے گا

چوں فراموش خودی یادت کنند | بندہ گشتی وانگہ آزادت کنند
جب تو خودی کو فراموش کر دیگا وہ تجھے یاد کرینگے | تو غلام بن جائیگا تو وہ تجھے آزاد کریں گے

گر تو خواہی حرّی و دل زندگی | بندگی کن بندگی کن بندگی
اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے | غلامی کر، غلامی کر، غلامی

۵۲ از خودی بگذر کہ تا یابی خدا | فانی حق شو کہ تا یابی بقا
خودی سے گذر جا تاکہ تو خدا کو پالے | حق میں فنا ہو جا، تاکہ تو بقا حاصل کرے

گر ترا باید وصال راستیں | محو شو واللہ اعلم بالیقیں
اگر تجھے سچوں کا وصل درکار ہے | تو مٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقین زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیا علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ حتیٰ اذا استیأس الرسل

انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قبول اور پذیرائی سے ناامید ہونا ۔ اللہ تعالیٰ کا قول کہ یہاں تک جب رسول ناامید ہو گئے

انبیا گفتند در خاطر کہ چند | می دہیم ایں را و آں را وعظ و پند
انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا | ہم اس کو اور اس کو وعظ اور نصیحت کریں؟

۵۳ چند کوبیم آہن سردے زغے | در دمیدن در قفس ہین تا لکے
گمراہی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کوٹیں؟ | ہاں پنجرے میں پھونک بھرنا کب تک؟

دم خر بیمودن آخر تا بچند | چوں نیفزاید جوے جز ریشخند
گدھے کی دم ناپنا آخر کب تک | جبکہ سوائے مذاق کے اس میں ایک جو کا فائدہ نہیں ہے

جنبش خلق از قضا و وعدہ ست | تیزی دنداں ز سوز معدہ است
مخلوق کی حرکت قضا اور وعدۂ الٰہی سے ہے | دانتوں کی تیزی معدہ کی سوزش سے ہے

---

۵۱ قفل۔ جنسی منافرت کا قفل بہت سخت ہوتا ہے جو صرف اللہ کے فضل سے کھلتا ہے لہٰذا تم راضی برضا رہو۔ اور جب ایسا ہو جائے تب یہ قفل کھلے گا ورنہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی واجب کی طرف کشش ہو سکے۔ چوں۔ انسان جب اپنی تدابیر سے یہ قفل نہ کھول سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے مرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو جاتی ہے تب شیخ اس کو یاد کرتا ہے جب مرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو شیخ اس کو علائق دنیوی سے آزادی عطا کر دیتا ہے گر تو خواہی۔ اگر تمہیں آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی چاہتے ہو تو عبادت اور اطاعت اختیار کرو۔

۵۲ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فنا فی اللہ حاصل کرنے پر بقاء دوام حاصل ہوتا ہے۔ گر ترا۔ صدیقین سے وصال اس وقت حاصل ہوگا جب انسان اپنے آپ کو فنا کر ڈالے گا۔ نومید شدن اب مولانا نے انبیاء اور منکرین کا تذکرہ پھر شروع کیا ہے انبیاء منکرین کے انکار سے انبیاء انکی اصلاح سے مایوس ہو جاتے ہے

۵۳ چند۔ انبیاء نے مایوس ہو کر یہ سوچا کہ ان منکروں کو نصیحت کرنا تو ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا یا سوراخ دار پنجرے میں پھونک بھرنا۔ دم۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا بیکار اور مذاق اڑانے کا سبب ہے جنبش۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے جبتک ادھر سے کشش نہ ہو انکی ہدایت ناممکن ہے بھوک لگتی ہے تو دانت چلتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

نفسِ[1] اوّل راند بر نفسِ دوم — ماہی از سرگندہ باشد نے زدم

پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا — مچھلی سر کی جانب سے سڑتی ہے نہ کہ دم کی جانب سے

لیک ہم میدان و خر میراں چو تیر — چونکہ بلّغ گفت حق شُد ناگزیر

لیکن سمجھ بھی لے اور تیر کی طرح گدھے کو ہانکتا رہ — چونکہ اللہ (تعالیٰ) نے (تبلیغ کر) فرمایا (لہٰذا) ضروری ہے

تو[2] نمیدانی کزیں دو کیستی — جہد کُن چندانکہ بینی چیستی

تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟ — کوشش کر حتیٰ کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے

چوں نہی بر پُشتِ کشتی بار را — بر توکّل می کنی آں کار را

جب تو کشتی پر مال لادتا ہے — اُس کام کو تو توکّل (کی بناء) پر کرتا ہے

تو نمیدانی کزیں ہر دو کئی — غرقۂ اندر سفر یا ناجئی

تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے — سفر میں ڈوبنے والا ہے، یا بچنے والا ہے

گر بگوئی تا ندانم من کیم — در نخواہم تاخت بر کشتی و یم

اگر تو کہے کہ جب تک میں جان نہ لوں کہ میں کون ہوں — میں کشتی اور سمندر پر نہ جاؤں گا

من دریں رہ ناجیم یا غرقہ ام — کشف گرداں کز کدامیں فرقہ ام

میں اس راستے میں بچنے والا ہوں یا ڈوبنے والا — واضح کردے، میں کس فرقے میں سے ہوں

من نخواہم رفت ایں رہ با گماں — بر امیدِ خشک ہمچوں دیگراں

میں اس راستہ پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا — دوسروں کی طرح خالی اُمید پر

ہیچ[3] بازرگانیئے ناید ز تو — زانکہ در غیب ست سرِ ایں دو رُو

تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی — کیونکہ ان دونوں رُخوں کا راز غیب میں ہے

تاجرِ ترسندہ طبعِ شیشہ جاں — در طلب نے سود دارد نے زیاں

ڈرنے والا، نازک دل، تاجر — طلب میں نہ نفع کماتا ہے نہ نقصان

بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار — نور اُو یابد کہ باشد شُعلہ خوار

بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے — نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نگلنے والا ہو

چونکہ بر بُوک ست جملہ کارہا — کارِ دیں اولیٰ کزیں یابی رہا

چونکہ تمام کاروبار اُمید پر ہے — (تو) دین کا کام زیادہ مستحق ہو کہ تو اُس سے چھٹکارا پا جائے

نیست دستورے دریں جا قرع باب — جز اُمید اللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّواب

اس جگہ دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے — سوائے اُمید کے، خدا بہتر جانتا ہے

[1] نفسِ اوّل۔ یعنی اللہ کی ذات حکمراں ہے جو کچھ ہے عالمِ بالا کی طرف سے ہے۔ لیک۔ لیکن قضا و قدر کے پیشِ نظر سعی ترک نہیں کی جا سکتی ہے ہمیں تو پیغام پہنچانے کا حکم ہے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ بینی چیستی۔ یعنی یہ تو مرنے کے بعد پتہ چلیگا کہ انسان جنتی ہے یا جہنمی لیکن زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا چاہیے۔ چوں نہی۔ دنیا کے تمام کاروبار توقع اور اُمید پر مبنی ہیں تاجر دریائی سفر کرتا ہے تو نفعِ موہوم کی اُمید پر کرتا ہے

[2] تو نمیدانی۔ تاجر سمندر کا سفر کرتا ہے تو اُسکو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ڈوبیگا یا پار ہو جائیگا۔ من نخواہم۔ اگر کوئی تاجر کہے کہ جب تک مجھے بچنے کا یقین نہ ہو جائے تو میں تجارت کے لیے سمندر کا سفر نہ کروں گا۔ اُمیدِ خشک۔ یعنی موہوم اُمید۔

[3] ہیچ۔ اس طرح کا تاجر کبھی تجارت نہیں کر سکتا۔ دو رُو۔ یعنی ڈوبنا اور پار ہونا۔ تاجر ترسندہ۔ اس طرح کا ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان میں ہے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل ہونا نقصان ہے۔ چونکہ۔ جبکہ دنیا کے سارے کاروبار موہوم نفع کی بنیاد پر چلتے ہیں تو دین

بیان آنکہ ایمانِ مقلد خوف ست و رجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

داعی[1] ہر پیشہ امیدست و بوک — گرچہ گردنشاں ز کوشش شد چو دوک

ہر پیشے کی محرک اُمید اور تمنا ہے — اگرچہ اُن کی گردن کوشش میں تکلے کی طرح ہو گئی ہے

بامداداں چوں سوئے دکاں رود — بر امید و بوکِ روزی می رود

صبح کو وہ جب دکان کی جانب جاتا ہے — کمائی کی اُمید اور تمنا پر جاتا ہے

بوکِ روزی نبودت چوں می روی — خوفِ حرماں ہست تو چونی قوی

تجھے روزی کی اُمید نہ ہو تو کیوں جائے؟ — محرومی کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟

خوفِ حرمانِ ازل در کسبِ قوت — چوں نکردت سست اندر جستجوت

یہ روٹی کمانے میں ازلی محرومی کے ڈر نے — تجھے تیری جستجو میں سست کیوں نہ کیا؟

گوئی[2] آرے خوفِ حرماں ہست پیش — ہست اندر کاہلی ایں خوف بیش

تو کہتا ہے کہ ہاں محرومی کا ڈر پیشِ نظر ہے — (لیکن) سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے

ہست در کوشش امیدم بیشتر — دارم اندر کاہلی افزوں خطر

کوشش میں مجھے زیادہ اُمید ہے — سستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے

پس چرا در کارِ دیں اے بدگماں — دامنت می گیرد ایں خوفِ زیاں

اے بدگمان! پھر دین کے کام میں کیوں — یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟

یا ندیدی کاہل ایں بازارہا — در چہ سودند انبیا و اولیا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے — انبیاء اور اولیاء کس قدر نفع میں ہیں

زیں دکاں[3] رفتن چہ کاں شاں رونمود — اندریں بازار چوں بستند سود

اس دکان سے جانے نے انکو کیسی کان دکھائی — اس بازار میں اُنھوں نے کیسا نفع کمایا؟

آتش آنرا رام چوں خلخال شد — بحر ایں را رام چوں حمال شد

اُن کے لئے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار رہی — سمندر بوجھ اُٹھانیوالے کی طرح اُنکا فرمانبردار رہا

از دمِ آں مردہ زندہ شدہ — ابر آنرا سائبانے آمدہ

اُن کے پھونک مارنے سے مُردہ زندہ ہوا — ابر اُن کے لئے سائبان بنا

تو اُنکو روپیہ ہی نہیں بلکہ سونے چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ آتش۔ اِس دنیا کی دکان سے حضرت ابراہیمؑ نے وہ نفع کمایا کہ آگ گلزار اور زیور بن گئی۔ بحر۔ حضرت موسیٰؑ کی دریائے نیل نے حمالی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰؑ کے پھونک مارنے سے مُردے زندہ ہوئے۔ ابر۔ آنحضورؐ پر ابر نے سایہ کیا۔

---

[1] داعی۔ انسان جو پیشہ کرتا ہے وہ محض اُمید پر کرتا ہے اور اسمیں اتنی مصیبتیں جھیلتا ہے کہ اس کی گردن تکلے کی طرح ہو جاتی ہے۔ بامداداں۔ صبح سویرے نفع کی اُمید پر دکان کھولتا ہے۔ بوک۔ اگر نفع کی اُمید نہ ہو تو کبھی دکان نہ کھولے۔ خوفِ حرماں۔ یہاں بھی محرومی اور نقصان کا لامحالہ خوف ہے لیکن انسان کی مستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو دین کے معاملہ میں محرومی کے خوف سے سستی کیوں برتی جائے۔ قوت۔ کھانا۔ روزی۔

[2] گوئی۔ دنیاوی معاملات میں تو خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو محرومی کا خوف ہے سستی برتنے اور کام نہ کرنے میں اس سے زیادہ محرومی کا خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش میں بہرحال اُمید ہے اور سستی میں تو بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں نہیں کیجاتی ہے۔ یا ندیدی۔ دین کے معاملات میں کوشش کر کے کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا میں بہت ہیں۔

[3] زیں دکاں۔ دنیا کی دکان سے انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کمایا ہے کہ جب وہ اس دکان سے لوٹے ہیں

آہنؑ آنرا رام ہمچوں موم شد — باد آنرا بندہ و محکوم شد
لوہا اُن کے لئے موم کی طرح فرمانبردار تھا — ہوا اُن کی غلام اور محکوم ہوئی

شد براں در دفعِ دشمن چوب مار — عنکبوتے شد مر ایں را پردہ دار
دشمن کو دفع کرنے کیلئے لکڑی اُن کیلئے سانپ بنی — مکڑی اُن کے لئے پردہ کرنیوالی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ اِنَّ لِلّٰہِ تعالیٰ اَولیاءَ اَخفیاء

اس کا بیان کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قوم دیگر سخت پنہاں میروند — شہرۂ خلقان ظاہر کے شوند
کچھ دوسرے لوگ ہیں جو بہت پوشیدہ چلتے ہیں — (وہ) ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟

اینہمہ دارند و چشم ہیچ کس — بر نیفتد بر کیاشاں یک نفس
یہ سب کچھ رکھتے ہیں اور کسی کی نگاہ — اُن کی بزرگی پر ایک دم کے لئے نہیں پڑتی

ہم کرامتشاں ہم ایشاں در حرمؔ — نامِ شاں را نشنوند ابدال ہم
اُن کی کرامت بھی (اور) وہ خود بھی حریم میں ہیں — ابدال بھی اُن کا نام نہیں سنتے ہیں

یا نمیدانی کرمہائے خدا — کو ترا میخواند ایں سو کہ بیا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں — جو تجھے پکارتے ہیں کہ اس طرف آجا

شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست — ہر طرف کہ بنگری اعلام اوست
عالم کی شش جہت میں اُس کے اکرام ہیں — تو جس طرف دیکھے اُس کی نشانیاں ہیں

چوں کریمے گویدت آتش درآ — اندر آ زود و مگو سوزد مرا
جب کریم تجھ سے کہے کہ آگ میں آجا — جلد اندر آجا، اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دیگی

کو ز آتش نرگس و نسریں کند — وز میانش غنچہا سر بر زند
کیونکہ وہ آگ سے نرگس اور نسرین بنا دیتا ہے — اُس کے اندر سے غنچے کھلتے ہیں

در حقیقت آتش از ہیبت چو ماست — گازرِ دستار خوانِ انبیاست
درحقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے — وہ انبیاء کے دسترخوان کا دھوبی ہے

حکایتؔ سندیل در تنور انداختن انسؓ بن مالک و ناسوختنِ او

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کا رومال کو تنور میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۵۳ حکایت۔ اس واقعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے آگ، پانی کا کام کر دیتی ہے۔

۵۱ آہن۔ حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا موم بنا۔ باد۔ حضرت سلیمانؑ کا تخت ہوا کے کاندھوں پر لئے پھرتی تھی۔ چوب۔ حضرت موسیٰؑ کی لکڑی اژدہا بنی۔ عنکبوت۔ آنحضورؐ کیلئے غارِ ثور میں مکڑی نے جالا تنا جس کی وجہ سے آنحضورؐ کو دشمن نہ پکڑ سکے۔ بیان۔ انبیاء نے جو نفعے کمائے اُن کو ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا ذکر شروع کیا ہے۔ قوم دیگر۔ اولیاء کی ایک جماعت وہ ہے جس کو ابدال تک نہیں پہچان سکتے تو عوام اُن کو کیا سمجھتے۔ اینہمہ دارند۔ جو انبیاء کے نفعے ہیں وہ اُنکو حاصل ہیں۔

۵۲ در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور اُن کی کرامتیں اللہ کے حریم میں پوشیدہ ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے اپنی طرف بلاتی ہیں۔ شش۔ یعنی تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اعلام۔ علم کی جمع، نشانی۔ چون کریمے۔ شعر کو۔ وہ کریم آگ کو گلزار بنا دیگا اور اُمیں پھول کھلیں گے۔ چو ما۔ پانی۔ گازر۔ دھوبی۔

Presented by www.ziaraat.com

ازانسؓ فرزندِ مالک آمده است — کہ بمہمانیِ اُو شخصے شدہ است
انسؓ، مالک کے بیٹے کی (بات) منقول ہے — کہ ایک شخص اُن کا مہمان بنا

اُوحکایت کرد کز بعدِ طعام — دید انسؓ دستارِ خواں را زردفام[۵۱]
اُس نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد — (حضرت) انسؓ نے دسترخوان کو پیلا دیکھا

چرکن وآلودہ گفت اے خادمہ — اندر افگن در تنورش یک دمہ
میلا اور سنا ہوا، فرمایا اے لونڈی! — ایک دم اُس کو تنور میں ڈال دے

در تنورِ پُر ز آتش در فگند — آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند
آگ بھرے، تنور میں ڈال دیا — فوراً دسترخوان کو (اُس) ہوشمند نے

جملہ مہماناں دراں حیراں شدند — انتظارِ دُودِ کندوری بُدند
سب مہمان اِس (معاملے) میں حیران ہوگئے — دسترخوان کے دھوئیں کے منتظر تھے

بعدِ یک ساعت برآورد از تنور — پاک و اسپید و ازاں اوساخ دُور
تھوڑی دیر کے بعد اُس نے تنور سے نکالا — پاک اور سفید، اور اُس میل کچیل سے دُور

قوم گفتند اے صحابیِ عزیز — چوں نسوزید و مُنقّی گشت نیز
لوگوں نے کہا، اے معزز صحابی! — وہ کیوں نہ جلا؟ اور صاف بھی ہوگیا

گفت زانکہ مصطفٰے دست و دہاں — بس بمالید اندریں دستارِ خواں
اُنھوں نے کہا اِسلئے کہ مصطفٰے نے ہاتھ اور مُنھ — اِس دسترخوان سے بہت پونچھا ہے

اے[۵۲] دلِ ترسندہ از نار و عذاب — باچناں دست و لبے کُن اقتراب
اے آگ، اور عذاب سے ڈرنے والے دل! — ایسے ہاتھ، اور ہونٹ سے نزدیک ہوجا

چوں جمادے را چنیں تشریف داد — جانِ عاشق را چہا خواہد گشاد
جب بے جان کو اُس نے اتنی شرافت دیدی — عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟

مر کلوخِ کعبہ را چوں قبلہ کرد — خاکِ مرداں باش اے جاں در نبرد
کعبہ کے ڈھیلے کو جب اُس نے قبلہ بنادیا — اے جان! معرکہ میں مردانِ حق کی خاک بنجا

بعد ازاں گفتند باآں خادمہ — تو نگوئی حالِ خود با اینہمہ
اُس کے بعد اُنھوں نے اس خادمہ سے کہا — یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی

چوں[۵۳] فگندی زود آں از گفتِ وے — گیرم اُو بُرد ست در اسرار پے
اُن کے کہنے سے تُونے جلدی سے کیوں ڈالدیا؟ — میں نے مانا کہ اُن کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

---

۵۱ زردفام: یعنی سالن کی چکنائی وغیرہ اُسپر لگی ہوئی تھی۔ یک دمہ: فوراً۔ در تنور۔ خادمہ نے اُس کو فوراً تنور میں ڈال دیا۔ کندوری: رنجوری کے وزن پر دسترخوان۔ اوساخ: وسخ کی جمع، میل۔ منقی: صاف۔ گفت: حضرت انسؓ نے فرمایا چونکہ اس سے بہت سی مرتبہ حضورؐ نے ہاتھ مُنھ پونچھا ہے، اس لئے اِس کو آگ نہیں جلاسکتی ہے۔

۵۲ اے: جو آگ کے عذاب سے ڈرتا ہے اُسکو چاہیے کہ وہ اولیاء اور علماء کی دست بوسی کرے تاکہ آگ اُس کو نہ ستائے۔ چوں جمادے: جب بے جان دسترخوان اِسقدر فیض حاصل کرسکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مرکلوخ: کعبہ کو باوجود اینٹ پتھر ہونیکے اِس قدر عزت عطا کی گئی ہے تو انسان کو اِس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی ہے۔ بعد ازاں: اب پھر اصل قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔

۵۳ چوں: یعنی حضرت انسؓ تو اِس راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی تو نے اُنکے کہنے پر بلا تامل دسترخوان کیوں آگ میں ڈالدیا۔ گفت: لونڈی نے جواب دیا کہ مجھے بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتے۔

Presented by www.ziaraat.com

اینچنیں دستار خوانِ قیمتی — چوں فگندی اندر آتش اے ستی
ایسا قیمتی دستر خوان — اے بی بی! تونے آگ میں کیسے ڈالدیا؟

گفت دارم بر کریماں اعتمید — از عباد اللہ دارم بس امید
اُس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے — میں اللہ کے (نیک) بندوں سے بہت امید رکھتی

میزرے[1] چہ بُوَد اگر اُو گویدم — در رَو اندر عینِ آتش بے نَدَم
تہ بند کیا ہوتا ہے، اگر وہ مجھے کہیں — بلا جھجک آگ میں چلی جا

اندر اُفتم از کمالِ اعتقید — نیستم ز اکرامِ ایشاں نا اُمید
تپلے اعتقاد کی وجہ سے اندر گھس جاؤں — میں اُن کے کرم سے نا اُمید نہیں ہوں

سر در اندازم نہ ایں دستار خواں — ز اعتمادِ بر کریمِ راز داں
میں اپنا سر ڈال دوں نہ صرف، یہ دستر خوان — راز داں، کریم کے بھروسے پر

اے برادر خود بریں اکسیر زن — کم نباید صدق مرد از صدقِ زن
اے بھائی! اپنے آپ کو اس اکسیر سے رگڑ دے — مرد (کے اعتقاد) کی سچائی عورت کی سچائی سے

آں دلِ مردے کہ از زن کم بُوَد — آن دلے باشد کہ کم از اشکم بُوَد
مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو — وہ ایسا دل ہے جو پیٹ سے کم ہے

قصۂ[2] فریاد رسیدنِ رسول علیہ السّلام کاروانِ[3] عرب را کہ از

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے

تشنگی و بے آبی درماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و شتران

اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہوگیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور اونٹ

و خلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اندر آں وادی گروہے از عرب — خشک شُد از قحطِ باراں شاں قِرَب
اُس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی — مشکیں بارش کے قحط کی وجہ سے خشک ہوگئی تھیں

درمیانِ آں بیاباں ماندہ — کاروانے مرگ بر خود خواندہ
اُس جنگل میں رہ گیا تھا — وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مُغیثِ ہر دو کَون — مصطفٰےؐ پیدا شُد از رَہ بہرِ عون
اچانک دونوں جہان کے فریاد رس — مصطفٰےؐ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہوگئے

---

[1] میزر۔ تہبند، ازار۔ اتمدر۔ چونکہ مجھے پکا اعتقاد ہے میں آگ میں کود پڑونگی تتر یعنی دستر خوان تو معمولی چیز ہے میں خود آگ میں سر گھسا دونگی۔ اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ مردوں کا اعتقاد اِس خادمہ سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ اکسیر یعنی انبیاء اور اولیاء۔ اشکم۔ انسان کا پیٹ ذلیل حصہ ہے۔

[2] قصۂ۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اُس کا اکسیر ہونا ثابت کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے اُس حبشی کا رنگ اور رُوپ بدل گیا۔

[3] کاروان۔ قافلہ۔ قِرَب۔ قربہ کی جمع ہے، مشکیزہ۔ مرگ۔ یعنی اُنھوں نے اپنی موت کو دعوت دیدی تھی۔ مُغیث۔ فریاد رس۔ عون۔ مدد۔

Presented by www.ziaraat.com

دید آنجا کاروانے بس بزرگ — بر تف[۵۱] ریگ و رہ صعب و سترگ
انھوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا — ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر

اُشتراں شاں را زباں آویختہ — خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ
اُن کے اونٹوں کی زبانیں لٹکی ہوئی — لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے

رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید — چند یارے سوئے آں کثباں دوید
اُن کو رحم آیا، فرمایا، آگاہ! جلد جاؤ — چند یار اِن ٹیلوں کی جانب دوڑو

کہ سیاہے بر شتر مشک آورد — سوئے میر خود بزودی می برد
کہ ایک حبشی اونٹ پر مشک لا رہا ہے — اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے

آں شتربانِ سیہ را با شتر — سوئے من آرید با فرمانِ مُر[۵۲]
اُس حبشی اونٹ والے کو مع اونٹ کے — سختی سے میرے پاس لے آؤ

سوئے کثبان آمدند آں طالباں — بعد یک ساعت بدیدند آنچناں
وہ تلاش کرنے والے ٹیلوں کی جانب پہنچے — تھوڑی دیر بعد انھوں نے ویسا ہی دیکھا

بندۂ می شد سیہ با اشترے — راویہ پُر آب چوں ہدیہ برے
حبشی غلام مع اونٹ کے جا رہا تھا — ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بھرے ہوئے

پس بدو گفتند می خواند ترا — ایں طرف فخر البشر خیر الوریٰ
انھوں نے اُس سے کہا تجھے بلاتے ہیں — انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اِس جانب

گفت من نشناسم او را کیست او — گفت او آں ماہ روئے قند خو
اُس نے کہا میں اُنکو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟ — اُنھوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جیسی عادت والے ہیں

سید و سرور محمدؐ نورِ جاں — مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں
سید اور سردار محمدؐ جو جان کا نور ہیں — سب بالا اور سب اعلیٰ گناہگاروں کے شفیع

نوعہا[۵۳] تعریف کردندش کہ ہست — گفت مانا او مگر آں ساحر ست
انھوں نے اُنکی اِس طرح کی تعریف کی جو تھی — اُس نے کہا ہاں، وہ شاید وہی جادوگر ہے

کہ گروہے را زبوں کرد او بسحر — من نیایم جانب او نیم شبر
اُس نے ایک جماعت کو جادو سے مغلوب کر دیا ہے — میں اُس کی جانب آدھی بالشت نہ جاؤنگا

کشکشانش آوریدند آں طرف — او فغاں برداشت در تشنیع و تف
وہ اُس کو کھینچ تان کر کے اُدھر لے آئے — اُس نے بُرا کہنے اور گرم مزاجی میں شور شروع کر دیا

---

۵۱ تف۔ گرمی۔ صعب۔ سخت۔ کثبان۔ کثیب کی جمع ہے، ٹیلہ۔ سیاہ۔ حبشی۔ میر۔ آقا۔
۵۲ فرمانِ مُر۔ تلخ حکم۔ آنچناں یعنی جیسا کہ آنحضورؐ نے فرمایا تھا۔ می شد۔ می رفت۔ راویہ۔ پانی کی پکھال۔ گفت۔ یعنی غلام نے کہا۔ گفت او۔ صحابہ نے کہا۔
۵۳ نوعہا۔ یعنی صحابہ نے وہ تعریف کی جو نفس الامر تھی۔ گفت۔ اُس غلام نے کہا کہ وہ وہی شخص ہے جو جادوگر کہلاتا ہے۔ کہ گروہے اُس جادوگر نے اپنے جادو سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا لیا ہے۔ شبر۔ بالشت۔ تشنیع۔ برا بھلا کہنا۔ تف۔ گرمی۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز — گفت نوشید آب و بردار بد نیز
جب وہ اس کو اُن عزیز کے سامنے کھینچ لائے — انھوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد — اشتران و ہر کسے زاں آب خورد
انھوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا — اونٹوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا

راویہ پُر کرد و مشک از مشکِ او — ابرِ گردوں خیرہ شد از رشکِ او
مشک اور پکھال اس کی مشک سے بھر لی — آسمان کا ابر اس کے رشک سے حیران رہ گیا

ایں کسے دیدست کز یک راویہ — سرد گردد سوز چندیں ہاویہ
کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پکھال سے — اتنی دوزخوں کی سوزش ٹھنڈی ہو جائے

ایں کسے دیدست کز یک مشک آب — گشت چندیں مشک پُر بے اضطراب
کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے — بغیر پریشانی کے اتنی مشکیں بھر جائیں

مشک خود روپوش بود و موجِ فضل — می رسید از امرِ او از بحرِ اصل
مشک آڑ تھی اور (اللہ کے) فضل کی موج — اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے اصل سمندر سے پہنچ (رہی تھی)

آب از جوشش ہمیگردد ہوا — واں ہوا گردد ز سردی آبہا
پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے — ہوا ٹھنڈک سے پانی بن جاتی ہے

بلکہ بے اسباب بیروں زیں حکم — آب رویانید تکویں از عدم
بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ — (اللہ کی) ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا

تو ز طفلی چوں سببہا دیدۂ — در سبب از جہل بر چفسیدۂ
چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے — تو نادانی سے سبب سے چمٹ گیا ہے

با سببہا از مسبب غافلی — سوئے ایں روپوشہا زاں مائلی
تو اسباب کی وجہ سے سبب پیدا کرنے والے سے غافل ہے — اس وجہ سے تو ان آڑوں کی طرف مائل ہے

چوں سببہا رفت بر سر می زنی — ربّنا و ربّنا ہا می کنی
جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو سر پیٹتا ہے — اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے

رب میگوید برو سوئے سبب — چوں ز صُنعم یاد کردی اے عجب
اللہ (تعالیٰ) فرما دیتا ہے سبب کی طرف جا — تعجب ہے! تو نے میری کاریگری کو کیسے یاد کیا!

گفت زیں پس من ترا بینم ہمہ — ننگرم سوئے سبب و آں [illegible]
(بندہ) کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا — سبب اور اس فریب کی جانب نہ [illegible]

---

۵۱ گفت نوشید۔ آنحضرت نے پیاسوں سے کہا بڑا برتنوں میں بھی پانی بھر لو آخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ابر کو مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ [illegible] کہ یہ رشک کی وجہ یہ تھی کہ یہ واقعہ غیر معمولی تھا۔

۵۲ مشک خود۔ در حقیقت یہ پانی مشک کا نہ تھا۔ مشک تو ایک آڑ اور پردہ تھی اصل پانی غیبی چشمہ سے آ رہا تھا اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا تھا۔ آب۔ اس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ پانی کو ہوا میں اور ہوا کو پانی میں تبدیل کرتی رہتی ہے بلکہ اس کی قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم سے وجود میں لے آتی ہے۔ تو ز طفلی۔ چونکہ تُو بچپن سے اشیاء کے وجود کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اسلئے مشک کو آڑ اور سبب بنا دیا گیا۔

۵۳ با سبب۔ چونکہ سب مسبب الاسباب یعنی ذاتِ خداوندی سے غافل ہیں اسلئے اسباب کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ چونکہ جب سب اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس کو پکارتا ہے۔ رب میگوید۔ جب اسباب [illegible] ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب ہے اب

گویدش رُدُّوا لَعادُوا کارِ تُست ۱۰
(اللہ تعالیٰ) اس سے فرمائیگا رُدُّوا لَعادُوا تیرا کام ہے
اے تو اندر توبہ و میثاق سُست
اے وہ! تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

لیک من آں ننگرم رحمت کُنم
لیکن میں اُس کا خیال نہیں کرتا، رحمت کرتا ہوں
رحمتم پُر ہست بر رحمت تنم
میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

ننگرم عہدِ بدت بدہم عطا
میں تیرے بُرے عہد کو نہیں دیکھتا، بخشش کرتا ہوں
از کرم ایں دم چو میخوانی مرا
کرم کی وجہ سے جبکہ تو مجھے پکارتا ہے

از من آید جُملہ احسان و وفا
میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے
وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا
تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

حاصِل آنکہ در سبب پیچیدہ
خلاصہ یہ ہے کہ تو سبب میں اُلجھا ہے
لیک معذوری ہمیں را دیدہ
لیکن تو معذور ہے، تو نے یہی دیکھا ہے

قافلہ حیراں شُدند از کارِ او
اُن کے کارنامے سے قافلہ حیران ہو گیا
یا محمدؐ چیست ایں اے بحرِ خو
اے محمدؐ! اے دریا خصلت! یہ کیا ہے؟

کردہ رُو پوش مَشکِ خُرد را
آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بنایا
غرق کردی ہم عرب ہم کُرد را
آپ نے عربوں کو بھی اور کُردوں کو بھی (سبھی کو) ڈبو دیا

مشکِ آں غلام پُر شدن از غیب بمعجزۂ رسولِ خدا
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے اُس غلام کی مشک کا بھر جانا

و سپید شدنِ آں غلامِ سیاہ باذنِ اللہ تعالیٰ
اور خدا کے حکم سے اُس غلام کا سفید ہو جانا

اے غلام اکنوں تو پُر بیں مَشکِ خود
اے غلام! اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے
تا نگوئی در شکایت نیک و بد
تاکہ تو شکایت میں بُرا بھلا نہ کہے

آں سیہ حیراں شد از بُرہانِ او
وہ حبشی اُن کے معجزے سے حیران ہو گیا
می دمید از لامکاں ایمانِ او
غیب سے اُس کا ایمان اُگنے لگا

چشمۂ دید از ہوا ریزاں شدہ
اُس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا
مَشکِ او رُو پوشِ فیضِ آں شدہ
اُس کی مشک اُس کی آڑ بن گئی تھی

زاں نظر رُو پوشہا ہم بر درید
اُس نے اِس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا
تا مُعیّن چشمۂ غیبی بدید
یہاں تک کہ اُس نے غیبی چشمہ کا جاری پانی دیکھ لیا

---

۵۱ گویدش۔ اُس توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں انسان عہد میں بہت کمزور ہے توبہ کر کے پھر وہی کرنے لگتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔ رُدُّوا لَعادُوا قرآن پاک میں ہے جہنمی کہیں گے کہ اے رب ہمیں دنیا میں لوٹا دے تو ہم نیک کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اگر وہ لوٹا دیئے جائیں پھر پلٹ جائیں گے۔

از من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارا کام احسان اور وفا ہے خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ کرے۔

۵۲ حاصل۔ بات کا مقصد یہ ہے کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا مشاہدہ نہیں کیا لہٰذا اسکی اسباب سے مایوسی قابلِ معافی ہے قافلہ مشکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ کر قافلہ حیران ہو گیا۔ غرق کردی۔ آپ نے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی تھے یا کُردی سب کو سیراب کر دیا۔

۵۳ اے غلام۔ سب کو سیراب کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے کہا۔ برہان۔ معجزہ۔ می دمید یعنی اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں ایمانی کیفیت پیدا فرما دی۔ چشمہ۔ اب اسکی باطنی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔ زاں نظر۔ اس حبشی کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی بخشش جاری۔

چشمہا[1] پُر آب کرد آں دم غلام — شُد فراموشش زخواجہ و ز مقام
اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا — اس سے ٹھکانا اور آقا فراموش ہو گیا

دست و پایش ماند از رفتن براہ — زلزلہ افگند در جانش الٰہ
اس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے درماندہ ہو گئے — خدا نے اس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی

باز بہرِ مصلحت بازش کشید — کہ بخویش آ باز رَو اے مُستفید
(آنحضورؐ نے) پھر اس کو مصلحتاً کھینچا — کہ اے طالب فیض! ہوش میں آجا اور واپس جا

وقتِ حیرت نیست حیرت پیشِ تست — ایں زماں در رہ درآ چالاک و چست
(یہ) حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آئے گی ہر — اب ہوشیاری اور چستی سے راہ (ہدایت) پر آجا

دستہائے[2] مصطفیٰ بر رُو نہاد — بوسہائے عاشقانہ بس بداد
اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے — بہت سے عاشقانہ بوسے دیئے

مصطفیٰ دستِ مبارک بر رُخش — آں زماں مالید و کرد او فرخش
مصطفیٰ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر — اس وقت ملے، اور اس کو بابرکت بنایا

شُد سپید آں زنگی و پورِ حبش — ہمچو بدرِ روز روشن شد شبش
وہ زنگی حبش کی اولاد سفید ہو گیا — چودھویں کے چاند کی طرح اور اس کی رات روشن دن بن گئی

یوسفے شُد در جمال و در دلال — گفتش اکنوں رو بدِہ وا گوئے حال
حسن اور ناز و انداز میں یوسفؑ بن گیا — انھوں نے اس سے فرمایا اب گھر جا اور حال بیان کر دے

او ہمی[3] شُد بے سر و بے پائے مست — پائے می نشناخت در رفتن ز دست
وہ اندھا دُھن اور مست روانہ ہو گیا — چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ کرتا تھا

پس بیامد با دو مشکِ پُر رواں — سوئے خواجہ از نواحی کارواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا — قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب

خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود — کاں غلامش دیر می آمد نہ زود
آقا، راستے پر منتظر بیٹھا تھا — کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

دیدنِ خواجہ غلامِ خود را سفید و ناشناختن کہ اوست و با غلام

آقا کا اپنے غلام کو سفید چہرے والا دیکھنا اور نہ پہچاننا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے

گفتن کہ تو غلامِ مرا کشتہ و خونِ او ترا گرفتہ خدا ترا بدستِ من انداخت

غلام کو قتل کیا ہے؟ اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ (تعالیٰ) نے تجھے میرے ہاتھوں میں ڈال دیا ہے

---

[1] چشمہا۔ اس غلام کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس کو آقا اور گھر فراموش ہو گیا۔ آنحضرتؐ چونکہ مقامِ تحیر میں پہنچ گیا تھا، بازش کشید آنحضورؐ اس کو مقامِ حیرت سے مقامِ صحو میں لائے۔ پیشِ تست جبکہ اور مقامات طے ہونگے۔

[2] دستہائے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ کر اپنے چہرے پر ملا اور دست بوسی کی۔ فرخ۔ مبارک زیبا صورت۔ بدر۔ بوزنِ قدر، پسر۔ بدر۔ چودھویں کا چاند۔ شبش یعنی اس کا رنگ جو رات کی طرح سیاہ تھا، دن کی طرح منوّر ہو گیا۔

[3] او ہمی شد۔ وہ خوشی کی مستی میں اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن من کی خبر نہ تھی۔ نواحی ناحیہ کی جمع ہے، طرف کنارہ۔ دیر آمد۔ چونکہ قافلہ میں گیا تھا اسلئے تاخیر سے واپس آیا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

خواجہ از دورش بدید و خیرہ[1] ماند
آقا نے اُس کو دُور سے دیکھا اور حیران رہ گیا
از تحیر اہلِ آں دِہ را بخواند
حیرانی سے اُس گاؤں والوں کو بُلایا

راویہ ما اشترِ ما ہست ایں
یہ ہماری پکھال ہے اور ہمارا ہی اونٹ ہے
پس کجا شُد بندۂ زنگی جبیں
تو کالے چہرے والا غلام کہاں گیا؟

آں یکے بدریست می آید ز دُور
وہ ایک چودھویں کا چاند ہے جو دُور سے آ رہا ہے
میزند بر نورِ روز از رُوش نور
اُس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے

کو غلامِ ما مگر سرگشتہ شُد
ہمارا غلام کہاں ہے، شاید آوارہ ہو گیا ہے
یا بدو گرگے رسید و کُشتہ شُد
یا اُس کو بھیڑیا ملا، اور مارا گیا

یا[2] مگر اُو را بکُشت ایں بدگہر
یا شاید اِس بدذات نے اُس کو قتل کیا
اُشترش آورد اینجا از قدر
اور تقدیر سے اُس کا اونٹ یہاں لے آیا

چوں بیامد پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اُس سے کہا تو کون ہے؟
از یمن زادی و یا تُرکیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا تُرک ہے؟

تو غلامم را چہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا
گر بکُشتی وانما حیلت مجُو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہدے حیلہ نہ ڈھونڈ

گفت گر کُشتم بتو چوں آمدم
اُس نے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میں تیرے پاس کیوں آیا ہوں؟
چوں بپائے خود دریں خوں آمدم
اپنے پاؤں سے خود اُس خون کے معاملہ میں کیوں حاضر ہو گیا ہوں

گفت نے نے درنگیرد بامنت
اُسنے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے درست نہیں لگتی
راست باید گفت سردستی فنست
سچ کہنا چاہیے، یہ تیرا مکر بیکار ہے

کو غلامِ من بگفت اینک منم
میرا غلام کہاں ہے، اُس نے کہا یہ میں ہوں
کرد دست فضلِ یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منوّر کر دیا ہے

دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام
میں نے صدر کا دیدار کیا ہے اور میں بدر بن گیا ہوں
صاحبِ فضلے و قدرے گشتہ ام
مرتبہ والا اور بزرگی والا بن گیا ہوں

ہی چہ میگوئی غلامِ من کجاست
خبردار! کیا کہتا ہے، میرا غلام کہاں ہے؟
ہیں نخواہی رَست از من جز براست
خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا

گفت[3] اسرارِ ترا با آں غلام
اُس نے کہا اُس غلام کے ساتھ تیرے راز
جملہ واگویم یکایک من تمام
میں سب ایک ایک پورے بیان کئے دیتا ہوں

[1] خیرہ۔ حیران۔ راویہ۔ مشکیزہ، پکھال۔ زنگی جبیں۔ کالے رنگ والا۔ میزند۔ اُس کے چہرے کا نور دن کی روشنی پر غالب آرہا ہے۔ سرگشتہ۔ آوارہ۔

[2] یا مگر۔ شاید اُس نے اُس غلام کو مار ڈالا ہے اور تقدیرِ خداوندی سے اُس کو اونٹ یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔ ترکی اور یمنی لوگ گورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔ قتل کر کے خود آنا تو اپنا خون کرنا ہے۔ سردست۔ یعنی چالاکی نہ چلیگی۔ صدر۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

[3] گفت۔ اُس غلام نے کہا کہ اگر وہ تمام راز کی باتیں تجھے سنا دوں جو کہ میرے خریدنے کے بعد سے تیرے اور میرے درمیان ہوئیں تو تجھ کو یقین آجائیگا کہ میں تیرا ہی غلام ہوں۔

زاں زمانے کہ خریدی تو مرا — تا باکنوں باز گویم ماجرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے — اب تک کا قصہ دُھرائے دیتا ہوں

تا بدانی کہ ہمانم در وجود — گرچہ از شبدیزِ[1] من صبحے کشود
تاکہ تو جان لے کہ میں وجود میں وہی ہوں — اگرچہ میری سیاہی سے صبح نمودار ہو گئی ہے

رنگ دیگر شد ولیکن جانِ پاک — فارغ از رنگست واز ارکانِ خاک
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان — عناصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے

تن[2] شناساں زود ما را گم کنند — آب نوشاں ترکِ مشک و خم کنند
جسم کو پہچاننے والے جلد ہمیں گم کر دیتے ہیں — پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں

جاں[3] شناساں از عددہا فارغند — غرقہ دریائے بیچونند و چند
روح کو پہچاننے والے گنتی سے بے نیاز ہیں — وہ بے مثال اور لامحدود دریا میں غرق ہیں

جاں شو واز راہِ جاں جاں را شناس — یارِ بینش شو نہ فرزندِ قیاس
روح بن جا اور روح کی راہ سے روح کو پہچان — مشاہدہ والا بن، گمان کا پابند نہ ہو

چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند — بہرِ حکمت را دو صورت گشتہ اند
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں — حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں

آں ملک با عقل چوں یک گوہر اند — در پے ہم ہمچو دُنبال و سر اند
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں — دم اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

آں ملک چوں مرغ بال و پر گرفت —ویں خرد بگذاشت پر و فر گرفت
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کرلئے — اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی

لاجرم[4] ہر دو مناصر آمدند — ہر دو خوش رو و پشتِ ہمدیگر شدند
لامحالہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بنے — دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو و پشت بنگئے

ہم ملک ہم عقل حق را واجدے — ہر دو آدمؑ را معین و ساجدے
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا ادراک کرنیوالے ہیں — لہٰذا دونوں آدمؑ کے مددگار اور سجدہ کرنیوالے ہیں

آگئی عقل نے ادراکِ حقائق کی شان وشوکت حاصل کرلی۔

[4] لاجرم۔ چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہٰذا ایک دوسرے کا مددگار ہے اور اُن دونوں میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ ایک چیز کی رُو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے۔ ہم ملک۔ اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچانتے میں متحد ہیں اور دونوں آدمؑ کے لئے مددگار اور سجدہ کناں بن گئے۔

[1] شبدیز۔ تاریک رات یعنی کالا رنگ۔ صبح یعنی میرا رنگ گورا ہو گیا۔ رنگ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح رنگ وغیرہ سے مبرا ہے۔ تن شناساں۔ اب مولانا نے یہ مضمون شروع فرمایا کہ جس طرح اس غلام کے آقا کی نظر صرف جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اس کو نہیں پہچان رہا تھا اسی طرح جو ظاہر بین اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو پیاس ہوتی ہے وہ مٹکے اور مشک پر نظر نہیں کرتا۔

[3] جاں شناساں جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعدد اور تشخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ دریائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاں شو۔ روح کی پہچان، روح کے ذریعہ ہوتی لہٰذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کرو انکو اپنا دوست سمجھو اور اس آقا کی طرح نہ بن جس نے اپنے غلام کو رنگت سے غیر سمجھا چونکہ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں وحدت ہے محض انکے قالب کی [illegible] کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقت ملکیہ اور حقیقت عقل ایک ہے دونوں کو جدا دو صورتیں عطا کرنے میں کچھ حکمتیں ہیں۔ آں ملک۔ حقیقت ملکیہ نے بال و پر اختیار کرلئے لہٰذا اسمیں پرواز کی قوت

نفسؔ و شیطاں بُود ز اوّل واحدے — بُود آدمؑ را عدو و حاسدے
نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے — آدمؑ کے دشمن اور حاسد تھے

آنکہ آدمؑ را بدن دید او رمید — وانکہ نورِ مؤتمن دید او خمید
جس نے آدمؑ کو محض جسم سمجھا وہ بدک گیا — جس نے امانت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا

آں دو دیدہ روشناں زیں دو ازیں — ویں دو را دیدہ ندیدہ غیرِ طیں
وہ دونوں آنکھیں اِس سے روشن ہو گئیں — اِن دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا

ایں بیاں اکنوں چو خر بر یخ بماند — چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
اب یہ بیان برف پر گدھے کی طرح رہ گیا — چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جا سکتی

کے تواں با شیعہ گفتن از عمرؓ — کے تواں بربط زدن در پیش کر
شیعہ سے (حضرت) عمرؓ کی بات کب کہی جا سکتی ہے؟ — بہرے کے آگے سارنگی کہاں بجائی جا سکتی ہے؟

لیکؔ گر در دہ بگوشہ یک کس ست — ہائے و ہوئے کہ برآوردم بس ست
لیکن اگر گاؤں کے گوشے میں ایک شخص بھی ہے — جو میں نے ہائے اور ہو کی وہ بہت ہے

مستحق شرح را سنگ و کلوخ — ناطقے گردد مشرح بادسوخ
شرح کے لائق کے لئے پتھر اور ڈھیلا — اچھی طرح تشریح کرنے والا گویا بن جاتا ہے

دربیان آنکہ حق تعالیٰ ہرچہ داد و آفرید از سموات و ارض و اعیان و اعراض ہمہ را باستدعا و حاجت آفرید خود را محتاج چیزے دیگر باید کردن تا بدہد کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ اضطرار گواہ استحقاق ست

اِس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور عرض سب درخواست اور حاجت کی بنا پر پیدا کئے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیز کا محتاج بنانا چاہیے تاکہ وہ عطا کرے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے "کون ہے جو مجبور کی دعا سنے جبکہ وہ اس کو پکارتا ہے" اور مجبوری کا ہونا مستحق ہونے کا گواہ ہے

آںؔ نیاز مریمی بودست و درد — کہ چناں طفلے سخن آغاز کرد
وہ (حضرت) مریمؑ کی نیازمندی اور درد تھا — کہ ایسے بچے نے بات کرنی شروع کر دی

جزوِ او بے او برائے او بگفت — جزو جزوت گفت دارد در نہفت
اُن کے جزو نے بغیر اُن کے، اُن کے لئے گفتگو کی — تیرا ہر جزو پوشیدہ طور پر بولنے والا ہے

لہ نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں آدمؑ کے دشمن اور حاسد ہیں۔ آنکہ۔ نفس اور شیطان نے حضرت آدمؑ کا صرف جسم دیکھا تو سجدے سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے نے اُن کے نور باطنی کو دیکھا تو اُن کے سامنے جھک گئے۔ آں دو دیدہ۔ عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اُس نور سے روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ ایں بیان۔ یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اس کے سمجھنے کے اہل نہیں ہو چنانچہ نشاید تمہارے سامنے اِس بیان کی تشریح ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سارنگی بجانا۔

لہ لیک۔ کسی میں اہلیت ہے، تو اسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائیگا جو مضامین میں نے کہے ہیں وہ اُس کے لئے کافی ہیں۔ مستحق تفصیل اور تشریح کا مستحق اور اہل ہو ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر اُن سے حقائق کا ادراک کر لیتا ہے اصل چیز استحقاق اور طلب، حاجت ہے آگے مولانا نے اِسی مضمون کو واضح کیا ہے — سلہ آں نیاز حضرت مریمؑ کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ تقریر کرائی اور حضرت عیسیٰؑ گہوارہ میں اُن کی پاکدامنی کے شاہد بن گئے جس طرح عیسیٰؑ مریمؑ کے جزو بدن تھے جو بول اُٹھے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضاء تمہارے اعمال کی گواہی دیں گے۔

دستِ و پا شاہد شوندت اے رہی — منکری را چند دست و پا نہی
اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گواہ بنیں گے — تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا

ورنباشی[1] مستحقِ شرح و گفت — ناطقہ ناطق ترا دید و بخفت
اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے — بولنے والے کی (قوت) ناطقہ نے تجھے دیکھا اور وہ

ہرچہ روئید[2] از پئے محتاج رُست — تا بیابد طالبے چیزے کہ جُست
جو کچھ اُگا ہے محتاج کے لئے اُگا ہے — تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پالے جس کو وہ ڈھونڈے

حق تعالیٰ کایں سمٰوات آفرید — از برائے دفعِ حاجات آفرید
حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا — حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا

ہرکہ جویا شد بیابد عاقبت — مایہ اش درد ست و اصلِ مرحمت
جو جستجو کرتا ہے بالآخر پا لیتا ہے — اُس کا سرمایہ اور رحم کی جڑ، درد ہے

ہرکجا دردے دوا آنجا رود — ہرکجا فقرے نوا آنجا رود
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے — جہاں فقر ہوتا ہے سامان وہاں پہنچتا ہے

ہرکجا مشکل جواب آنجا رود — ہرکجا کشتے ست آب آنجا رود
جہاں اشکال ہوتا ہے جواب وہاں جاتا ہے — جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے

آب کم جو[3] تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست
پانی کی تلاش نہ کر، پیاس پیدا کر — تاکہ تیرے اوپر اور نیچے سے پانی جوش مارے

تا نزاید طفلکِ نازک گلو — کے رواں گردد ز پستان شیر او
جب تک نرم گلے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا — اُس کا دودھ پستان سے کہاں جاری ہوتا ہے؟

رَو[4] بدیں بالا و پستیہا بدو — تا شوی تشنہ و حرارت را گرو
جا، اس نشیب و فراز میں دوڑ — تاکہ تو پیاسا بنے اور حرارت میں پھنسے

بعد ازاں از بانگِ زنبورِ ہوا — بانگِ آبِ جُو بنوشی اے کیا
اُس کے بعد ہوا کی بھڑ کی آواز سے — اے عزیز! تو نہر کے پانی کی آواز سُنے گا

حاجتِ تو کم نباشد از حشیش — آب را گیری سُوئے اُو می کشیش
تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہئے — تو پانی لیتا ہے اور اسکو اُسکی جانب لیجاتا ہے

غرضکہ مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اُس کی حاجت پیدا کرو مطلوب خود حاصل ہو جائے گا۔ حاجت تو گھاس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود اُس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم حاجت پیدا کرلو خود قدرت مطلوب کو تم تک پہنچا دے گی۔

[1] ورنباشی۔ اگر تو تشریح کا مستحق نہیں ہے تو بڑے سے بڑا امر بھی سست پڑ جائیگا اور تشریح نہ کرے گا۔

[2] ہرچہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ مخلوق کی ضرورت پوری کرنیکے لیے بنایا ہے۔ حق تعالیٰ۔ آسمانوں کی تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور احتیاج کی وجہ سے ہے۔ ہرکہ۔ جبکہ تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ سے ہے تو تو بھی محتاج ہوگا اور اس میں طلب ہوگی وہ ضرور مقصود حاصل کرے گا۔ مایہ اش۔ رحمت کی اصل اور سرمایہ انسان کا درد ہے۔ ہرکجا۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی چیز پہنچ جاتی ہے درد ہو تو دوا حاصل ہو جاتی ہے فقیر ہو تو سامان مل جاتا ہے جواب اشکال کے پاس پہنچ جاتا ہے اور پانی کھیتی کے پاس پہنچتا ہے۔

[3] آب کم جو۔ پانی کی تلاش نہ کر پیاس پیدا کر پانی خود بخود تیرے پاس پہنچ جائیگا۔ تا نزاید۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اسکو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اُس کی ماں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیتی ہے۔

[4] رَو۔ تو بھی بھاگ دوڑ کر پیاس اور بدن میں گرمی پیدا کر۔ بعدازاں۔ جب ضرورت پیدا کرے گا غیب سے پانی کی آواز آنے لگے گی

گوش گیری آب را تو می کشی — سوئے زرعِ خشک تا یابد خوشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے (اور) اسکو تو کھینچتا ہے — خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ تازگی حاصل کرے

زرعِ جاں را کش جواہر مضمرست[1] — ابرِ رحمت پُر ز آبِ کوثرست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں — رحمت کا بادل، کوثر کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تا سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ آید خطاب — تشنہ باش اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
تاکہ "ان کو ان کے رب نے سیراب کیا" کی بشارت آئے — پیاسا بن، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدنِ زنے کافرہ با طفلِ شیرخوارہ نزدِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کافر عورت کا دودھ پیتے بچے کو لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا

و ناطق شدنِ عیسیٰؑ وار بمعجزۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس کا (حضرت) عیسیٰؑ کی طرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم اَزاں[2] دِہ یک زنے از کافراں — سوئے پیغمبرؐ دواں شد ز امتحاں
اسی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے — امتحان کے لئے پیغمبرؐ کی طرف دوڑی

پیشِ پیغمبرؐ درآمد با خمار — کودکے دو ماہہ زن را در کنار
اوڑھنی اوڑھ کر پیغمبرؐ کے سامنے آئی — دو مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کودک سَلَّمَ اللّٰهُ عَلَیْکْ — یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْنَا اِلَیْکْ
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو — اے اللہ کے رسول، ہم آپ کے پاس آئے ہیں

مادرش از خشم گفتا ہی خموش — کیت افگند ایں شہادت[3] را بگوش
اس کی ماں غصے سے بولی خبردار! چپ — یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی!

ایں کیت آموخت اے طفلِ صغیر — کز زبانت گشت در طفلی جریر
اے ننھے بچے! یہ تجھے کس نے سکھایا؟ — کہ تیری زبان بچپن میں جریر بن گئی

گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل — در بیاں با جبرئیلم من رسیل
اس نے کہا اللہ (تعالیٰ) نے سکھایا پھر جبرئیل نے — میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

گفت کو گفتا کہ بالائے سرت — می نہ بینی کن بہ بالا منظرت
اس نے کہا وہ کہاں ہے کہا کہ تیرے سر پر — تو نہیں دیکھ رہی ہے، اپنی نگاہ اوپر کر

ایستادہ بر سرِ تو جبرئیل — مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
تیرے سر پر جبرئیلؑ کھڑے ہیں — وہ میرے لئے سینکڑوں طریقے سے راہنما بنے ہیں

---

[1] زرع۔ روحوں کی کھیتی کے لئے ابرِ رحمت کوثر کا پانی لئے ہوئے موجود ہے تم ضرورت پیدا کرو تو سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ کا پیغام تمہارے پاس آجائے گا۔ سَقَاهُمْ قرآن پاک میں ہے وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اور پلائی ان کو ان کے خدا نے پاک شراب۔

[2] ہم ازاں۔ وہ غلام جس کا پانی آنحضورؐ نے لیا تھا جب اپنے گاؤں میں پہنچا اور آنحضورؐ کی باتیں اور معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک عورت آنحضورؐ کے پاس آئی اب اس کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ گفت۔ وہ بچہ آنحضورؐ کے معجزے سے بول پڑا اور اس نے آنحضورؐ کو سلام کیا اور آنحضورؐ کو اللہ کا رسول کہہ کر پکارا۔

[3] شہادت یعنی آنحضورؐ کے بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی گواہی۔ ایں۔ یہ بات تجھے کس نے سکھائی کہ تو آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دے رہا ہے۔ جریر۔ تیز زبان فصیح عرب کے مشہور شاعر کا نام۔ رسیل۔ ہم زبان۔ دلیل۔ راہنما۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت می بینی تو گفتا کہ بلے	بر سرت تاباں چو بدرِ کاملے
اس نے کہا تو دیکھ رہا ہے، کہا کہ ہاں	تیرے سر پر مکمل چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہیں
می بیاموزد مرا وصفِ رسولؐ	زاں علوم[1] می رہاند زیں سفول
وہ مجھے رسولؐ کی صفات بتا رہے ہیں	اس بلندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے چھڑا رہے ہیں
پس رسولش گفت اے طفلِ رضیع	چیست نامت بازگو و شو مطیع
پھر رسولؐ نے اس سے فرمایا اے دودھ پیتے بچے!	صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرمانبردار بن!
گفت نامم پیشِ حق عبد العزیز	عبدِ عزّیٰ پیشِ ایں یک مشت حیز
اس نے کہا اللہ کے نزدیک میرا نام عبد العزیز ہے	ان چند نالائقوں کے نزدیک عبد العزّیٰ ہے
من ز عزّیٰ پاک بیزار و بری	حقِ آنکہ دادت ایں پیغمبری
میں عزّیٰ سے پاک، بیزار اور بری ہوں	اس ذات کی قسم جس نے آپکو پیغمبری دی ہے
کودکِ دو ماہہ ہمچوں ماہِ بدر	درسِ بالغ گفت چوں اصحابِ صدر
دو مہینے کے بچے نے چودھویں رات کے چاند جیسے	صدر نشینوں کی طرح پوری تقریر کی
پس حنوط[2] آں دم ز جنت در رسید	تا دماغِ طفل و مادر بو کشید
پھر اسی وقت جنت سے حنوط آئی	یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوشبو سونگھی
ہر دو می گفتند کز خوفِ سقوط	جاں سپردن بہ بریں بوئے حنوط
دونوں (خوشبو کے) زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے	اس حنوط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے
آنکہ تعریفش شہنشہ خود کند	جامد و نامیش صد مرزوق زند
وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے	بے جان جاندار اس پر سینکڑوں شادیانے بجاتے ہیں
آں کسے[3] را کش معرّف حق بود	جامد و نامیش صد صدّق زند
وہ جس کی تعریف کرنے والا اللہ (تعالیٰ) ہو	بے جان اور جاندار اسکی سینکڑوں تصدیقیں کرتے ہیں
آں کسے را کش خدا حافظ بود	مرغ و ماہی مر ورا حارس شود
وہ جس کا خدا نگہبان ہو	پرند اور مچھلی اس کے پہرے دار ہوتے ہیں

ربودن عقاب موزۂ رسول علیہ السلام را و بردن بہوا و
باز کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن
اوندھا کرنا، اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

[1] علو۔ بلندی۔ سفول۔ پستی۔ رضیع۔ دودھ پیتا بچہ۔ حیز۔ نامرد۔ درسِ بالغ یعنی آنحضورؐ کی صفت کا مکمل بیان۔ اصحابِ صدر یعنی صدر نشین لوگ۔

[2] حنوط۔ ایک مرکب خوشبو ہے۔ جاں سپردن۔ یعنی ان کو خوشبو اس قدر پسند آئی کہ اس کے ختم ہو جانے کے ڈر سے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ شہنشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مرزوق۔ خوشی کا آلہ۔

[3] آں کسے جس ذات کی خدا تعریف فرمائے دنیا کی ہر چیز اس کی تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جامد بے جان۔ نامی۔ جاندار۔ صدّق۔ اس نے سچ بولا۔ حارس۔ محافظ۔

Presented by www.ziaraat.com

اندریں بودند کآواز صلا[1] — مصطفیٰ بشنید از راہِ علا

لوگ اسی (انتظار) میں تھے کہ اذان کی آواز — اونچائی سے مصطفیٰؐ نے سنی

خواست آبے و وضو را تازہ کرد — دست و رُو را شست او زاں آبِ سرد

پانی مانگا اور تازہ وضو کیا — اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا

ہر دو پا شست و بموزہ کرد رائے — موزہ را برُبود یک موزہ ربائے

دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا ارادہ کیا — ایک موزہ لے اڑنے والا، موزہ لے اڑا

دست سوئے موزہ بُرد آں خوش خطاب — موزہ را برُبود از دستش عقاب

اس خوش خطاب نے موزے کی جانب ہاتھ کیا — باز ان کے ہاتھ سے موزہ اچک لے گیا

موزہ را اندر ہوا بُرد او چو باد — پس نگوں کرد او وزاں مارے فتاد

وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لے اُڑا — پھر اس کو اس نے اوندھا کیا، اس میں سے سانپ گرا

در فتاد از موزہ یک مارِ سیاہ — زاں عنایت[2] شد عقابش نیکخواہ

موزے سے ایک کالا سانپ گرا — اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیرخواہ بنا

پس عقاب آں موزہ را آورد باز — گفت ہیں بستاں و رو سوئے نماز

پھر باز اس موزے کو واپس لایا — بولا ہاں لے لیجئے، اور نماز کو جائیے

از ضرورت کردم ایں گستاخیے — از ادب دارم شکستہ شاخیے

میں نے یہ گستاخی مجبوراً کی — میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھتا ہوں

وائے کو گستاخ پائے می نہد — بے ضرورت کش ہوا فتوی دہد

افسوس اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے — بغیر ضرورت کے جبکہ اسکو خواہش نفسانی فتویٰ دیدے

پس رسولش شکر گفت و گفت ما — ایں[3] جفا دیدیم و بود آں خود وفا

پھر رسولؐ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم — یہ ظلم سمجھے، اور وہ وفا (داری) تھی

موزہ بربودی و من درہم شدم — تو غمم بُردی و من در غم شدم

تو موزہ اچک لے گیا، اور میں بگڑا — تو نے غم ہٹایا، اور میں غمگین ہوا

گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود — دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اگرچہ اللہ (تعالیٰ) نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے — (لیکن) دل اس وقت اپنے میں مشغول تھا

گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست — دیدنم آں غیب را ہم عکسِ تست

اس نے کہا، یہ بات آپ سے بعید ہے کیونکہ آپ غفلت سے مبرا ہیں — میرا غیب کو دیکھ لینا بھی آپ کا پرتو ہے

---

[1] آوازِ صلا۔ یعنی حضورؐ کے دل میں نماز کیلئے الہام ہوا یا مؤذن کی اذان سنی۔ رائے۔ یعنی موزہ پہننے کا ارادہ کیا۔ موزہ ربا۔ یعنی عقاب۔

[2] عنایت۔ یعنی عقاب کا موزہ اچک لے جانا۔ شکستہ۔ یعنی میں گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر مرجھا گیا ہوں جیسے کہ ٹوٹی ہوئی شاخ مرجھا جاتی ہے۔ وائے۔ ضرورت کے وقت گستاخی قابل گرفت نہیں ہے، نفسانی خواہش سے گستاخی افسوسناک ہے۔

[3] ایں۔ یعنی موزہ لے اُڑنا۔ درہم شدم۔ میں بگڑا۔ غمم یعنی سانپ۔ گفت۔ یعنی آنحضورؐ کی غفلت خود بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل اختیاری کی وجہ سے تھی۔ دیدنم۔ مجھ پر موزے میں سانپ کے ہونے کا انکشاف آپ کے لطف کا عکس اور پرتو ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مار در موزہ بہ بینم در ہوا — نیست از من عکسِ تُست اے مصطفیٰ[1]

میں فضا سے موزے میں سانپ دیکھ لوں — یہ میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ! یہ آپکا پرتو ہے

عکسِ نورانی ہمہ روشن بُود — عکسِ ظلمانی ہمہ گلخن بُود

نورانی پرتو پورا روشن ہوتا ہے — ظلمانی پرتو بالکل بھٹی ہوتا ہے

عکسِ عبداللہ ہمہ نوری بُود — عکسِ بیگانہ ہمہ کوری بُود

اللہ کے نیک بندے کا پرتو بالکل نور ہوتا ہے — بیگانے کا پرتو، بالکل اندھاپن ہوتا ہے

عکسِ ہر کس را بداں اے جاں ببیں — پہلوئے جنسے کہ میخواہی نشیں

ہر شخص کے پرتو کو سمجھ لے اے جاں! دیکھ لے — تو جس ہمجنس کے پہلو میں بیٹھنا چاہ رہا ہے

وجہ[2] عبرت گرفتن ازیں حکایت و یقین دانستن اِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْرًا

اس حکایت سے عبرت حاصل کرنے کا پہلو اور یقینی طور پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرتست ایں قصہ اے جاں مر ترا — تا شوی راضی تو در حکمِ خدا

اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعثِ عبرت ہے — تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ پر راضی ہو جائے

تا کہ زیرک باشی و نیکو گماں — چوں بہ بینی واقعہ بد ناگہاں

تاکہ تو ہوشیار اور نیک گمان بن جائے — جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے

دیگراں گردند زرد از بیمِ آں — تو چو گل خنداں گہِ سود و زیاں

دوسرے اس کے ڈر سے پیلے پڑ جائیں — تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے

زانکہ از گل گر تو برگش می کنی — خندہ نگذارد نگردد منثنی

کیونکہ اگر تو پھول کی پتیاں کر دے — وہ مسکرانا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائیگا

گویدا[3] از خارے چرا افتم بغم — خندہ را من خود ز خار آوردہ ام

وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں! — میں نے اپنی مسکراہٹ کانٹے سے لی ہے

ہرچہ از تو یاوہ گردد از قضا — تو یقیں داں کہ خریدت از بلا

قضا کی وجہ سے جو چیز تجھ سے گم ہو جائے — تو یقین کر لے کہ اس نے تجھے مصیبت سے نجات دی ہے

مَا التَّصَوُّفُ قَالَ وِجْدَانُ الْفَرَحِ — فِی الْفُؤَادِ عِنْدَ اِتْیَانِ التَّرَحِ

تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا — دل میں رنج آنے کے وقت

آں عقابش را عقابے داں کہ او — در ربود آں موزہ را زاں نیک خو

اس سزا کو وہ باز سمجھ لے، جو — اُن نیک خصلت سے موزہ اُڑا لے گیا

---

[1] عکس۔ اولیاء اللہ کی صحبت سے کشفِ باطنی حاصل ہوتا ہے تاریک دل لوگوں کی صحبت دل کو بے نور بنا دیتی ہے۔ عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا پرتو نورانی ہوتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا پرتو ظلماتی ہوتا ہے۔

[2] وجہ۔ موزے کے واقعہ سے یہ نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ۔ اچانک جو حادثہ پیش آئے اس سے اللہ کے ساتھ بدگمانی نہ کرنی چاہیئے۔ دیگراں۔ عام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اسکو بھی تو خنداں پیشانی سے قبول کر۔ زانکہ۔ اگر پھول کی پتیاں علیحدہ علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اس کی مسکراہٹ ختم نہ ہو گی۔

[3] گوید۔ پھول یہی سمجھتا ہے کہ میری ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے لہٰذا کسی جزو کے عدم کی طرف لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ خار یعنی مصیبت عدم۔ یاوہ۔ گم، یعنی کسی چیز کے فوت ہو جانے کو کسی مصیبت سے نجات کا سبب سمجھو۔ ما التصوف۔ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات کا عادی ہو جائے ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ فرح۔ خوشی۔ ترح۔ رنج۔

تا رہاند پاش را از زخمِ مار	اےؔ[1] خنک عقلے کہ باشد بے غبار
تاکہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بچائے	قابلِ مبارکباد ہے وہ عقل جو بے غبار ہے

گفت لَاتَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ	اِنْ اَتَی السَّرحَانُ وَاَرْدٰی شَاتَکُمْ
فرمایا جو تم سے جاتا رہے اُس پر غم نہ کرو	اگر بھیڑیا آجائے، اور تمہاری بکری ہلاک کردے

گفت ہر چہ آں فوت شد غمگیں مشو	زانکہ گر شد کہنہ آید باز نو
فرمایا جو چیز فوت ہوجائے (اُسپر) غمگین نہ ہو	کیونکہ اگر پُرانی جاتی رہی ہے نئی پھر آجائیگی

گر بلا آید ترا اندُہ مبر	ور زیاں بینی غم آں ہم مخور
اگر تجھ پر مصیبت آئے غم نہ کر	اگر تو نقصان دیکھے اُسکا غم نہ کھا

کاںؔ[2] بلا دفعِ بلاہائے بزرگ	واں زیاں منعِ زیانہائے سترگ
کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کیلئے دافع ہے	اور وہ نقصان بڑے نقصانوں کو مانع ہے

راحتِ جاں آمدا اے جاں فوتِ مال	مال چوں جمع آمد آمد جاں شد وبال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جان کی حفاظت ہے	اے عزیز! جب مال جمع ہوجاتا ہے وبالِ جان ہوجاتا ہے

اِستدعائے آں مرد از موسیٰ علیہ السلام زبانِ بہائم و طیور و قبول کردنِ موسیٰؑ بامرِ حق

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوپایوں اور پرندوں کی زبان سیکھنے کی درخواست اور اُن کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکو قبول کرلینا

گفت موسیٰؑ را یکے مردِ جواں	کہ بیاموزم زبانِ جانوراں
ایک نوجوان نے (حضرت) موسیٰؑ سے عرض کیا	کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے

تاؔ[3] بود کز بانگِ حیوانات و دَد	عبرتے حاصل کنم در دینِ حق
ہوسکتا ہے کہ حیوانات اور درندوں کی آواز سے	اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کروں

چوں زبانہائے بنی آدمؑ ہمہ	در پئے آبست و نان و دمدمہ
چونکہ تمام اولادِ آدمؑ کی زبانیں	روٹی، اور پانی، اور مکر کے لئے ہیں

بو کہ حیوانات را دردِ دگر	باشد از تدبیرِ ہنگامِ گذر
ہوسکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دوسرا معمول	ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا

گفت موسیٰؑ رو گذر کن زیں ہوس	کایں خطر دارد بسے در پیش و پس
(حضرت) موسیٰؑ نے فرمایا جا اس ہوس سے درگذر کر	کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

[1] اے خنک ۔ یعنی وہ عقل قابلِ مبارکباد ہے جو قضا پر راضی ہو اور اس پر شکوک و شبہات کا غبار بالکل نہ ہے ۔ گفت ۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے "کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو"۔ اِنْ اَتٰی ۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے نہیں ہے ۔ سرحان ۔ بھیڑیا ۔

[2] کاں بلا ۔ انسان کی ایک مصیبت بہت سی بڑی مصیبتوں سے نجات کا سبب بنتی ہے ۔ راحتِ جاں ۔ مال کی تباہی جان کی راحت کا سبب بن جاتی ہے اتنا ۔ اس قصہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال تباہ ہونے سے جان بچی ورنہ جان کی ہلاکت ہوتی ۔

[3] تا بود ۔ جانوروں کی زبان سیکھنے والے کی یہ کہ انسانوں کی تمام باتیں تو دنیاداری کی ہیں شاید جانوروں کی باتیں آخرت سے متعلق ہوں تو میں اُنسے عبرت حاصل کروں گا ۔ وِرد ۔ عبادت کا معمول ۔ ہنگام گذر ۔ موت کا وقت ۔

Presented by www.ziaraat.com

عبرت[1] و بیداری از یزداں طلب — نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ — نہ کتاب اور گفتگو اور حروف اور ہونٹوں سے

گرم تر شد او ز آں منعش کہ کرد — گرم تر گردد ہمی از منع مرد

وہ اس روکنے سے اور زیادہ (سر) گرم ہو گیا — روکنے سے انسان اور مصر ہو جاتا ہے

گفت اے موسیٰ چو نورِ تو بتافت — ہر چہ چیزے بود از تو چیز یافت

اُسنے کہا اے موسیٰؑ! جب سے آپ کا نور نمودار ہوا ہے — جو کچھ بھی تھا اس نے آپ سے کچھ پایا

مر مرا محروم کردن زیں مراد — لائقِ لطفت نباشد اے جواد

اِس مقصد سے مجھے محروم کرنا — اے سخی! آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

ایں زماں قایم مقامِ حق توئی — یاس باشد کہ مرا مانع شوی

اس وقت آپ اللہ (تعالیٰ) کے نائب ہیں — اگر آپ مجھے منع کریں گے، تو مایوسی ہو گی

گفت[2] موسیٰ یا رب ایں مردِ سلیم — سخرہ کردستش مگر دیوِ رجیم

(حضرت) موسیٰ نے فرمایا اے خدا! اس بھولے انسان کو — شاید ملعون شیطان نے اس کو بہکایا ہے

گر بیاموزم زیاں کارش بود — ور نیاموزم دلش بدمی شود

اگر میں سکھا دوں وہ اسکے لئے نقصان دہ ہو گا — اگر نہیں سکھاتا ہوں تو اس کا دل برا ہو گا

گفت اے موسیٰ بیاموزش کہ ما — رد نہ کردیم از کرم ہرگز دعا

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے موسیٰ! اسکو سکھا دو کیونکہ ہم نے — کرم سے ہرگز دعا رد نہیں کی ہے

گفت یا رب او پشیمانی خورد — دست خاید جامہا را بر درد

موسیٰؑ نے فرمایا اے خدا! وہ شرمندہ ہو گا — ہاتھ چبائے گا کپڑے پھاڑے گا

نیست[3] قدرت ہر کسے را سازوار — عجز بہتر مایۂ پرہیزگار

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے — عاجزی پرہیزگار کے لئے بہت اچھا سرمایہ ہے

فقر زیں رو فخر آمد جاوداں — کہ بتقویٰ ماند دستِ نارساں

اسی لئے فقر ہمیشہ فخر ہے — نارسا ہاتھ پرہیزگاری میں رہتا ہے

زاں غنا و زاں غنی مردود شد — کہ ز قدرت صبرہا پدرود شد

اسی لئے مالداری اور مالدار مردود ہوا ہے — کہ قدرت کے وقت بہت سے صبر رخصت ہو جاتے ہیں

آدمی را عجز و فقر آمد اماں — از بلائے نفسِ پر حرص و غماں

آدمی کے لئے عجز اور فقر (باعثِ) امن ہے — حرص اور غموں سے بھرے نفس کی مصیبت سے

---

[1] عبرت کتاب اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم حضرت موسیٰ کے انکار سے اس کا اصرار اور بڑھ گیا اس لئے کہ یہی انسانی مزاج ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰ سے اصرار میں یہ باتیں کہنے لگا۔

[2] گفت۔ اس کے اصرار سے عاجز آکر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ گفت موسیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو سکھا دو گفت یا رب حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر اس کو سکھا دوں گا تو وہ اس کے نتائج سے شرمندہ ہو گا اور افسوس کرے گا۔

[3] نیست۔ بااختیار اور باقدرت ہونا ہر شخص کے لئے بہتر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو پرہیزگار بناتا ہے، فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اسی لئے وہ باعث فخر ہے مالداری مالداری کے ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے مردود ہو جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں غم آید ز آرزوہائے فضول — کہ بداں خو کردہ است آں صیدِ غول
بیکار آرزوؤں سے غم پیدا ہوتا ہے — جن کی اس شیطان کے قیدی نے عادت ڈال لی ہو

آرزوئے گل بود گل خوارہ را — گلشکر نگوارد آں بیچارہ را
مٹی کھانے والے کو مٹی کی تمنا ہوتی ہے — اس بے چارے کو گلقند گوارا نہیں ہوتا ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ بیاموزش

اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو وحی آنا، کہ اس کو کچھ

چیزے کہ استدعا می کند بعضے را ازاں

تھوڑا سا سکھا دو جس کی وہ درخواست کرتا ہے

گفت یزداں تو بدہ بایستِ او — برکشا در اختیار آں دستِ او
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا تو اُس کی مراد پوری کر دے — اختیار میں اس کا ہاتھ کھول دے

اختیار آمد عبادت را نمک — ورنہ می گردد بناخواہ ایں فلک
اختیار، عبادت کا نمک ہے — ورنہ بغیر ارادہ کے یہ آسمان (بھی) طواف کر رہا ہے

گردشِ او را نہ اجر و نے عتاب — کاختیار آمد ہنر وقتِ حساب
اس کی گردش کا نہ ثواب ہے نہ عذاب ہے — کیونکہ حساب کے وقت اختیار معیار ہے

جملہ عالم خود مسبح آمدند — نیست آں تسبیحِ جبری مزدمند
تمام عالم خود تسبیح پڑھنے والے ہیں — (لیکن) وہ جبری تسبیح اجر کا سبب نہیں ہے

تیغ در دستش نہ از عجزش بکن — تا کہ غازی گردد او یا راہزن
اس کے ہاتھ میں تلوار دیدے اُسکا عجز ختم کر دے — تاکہ وہ غازی بنے، یا ڈاکو

زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار — نیم زنبورِ عسل نیمش مار
اختیار کی وجہ سے (بنی) آدم کرمنا کا مصداق بنا — اس کا نصف شہد کی مکھی، نصف سانپ ہے

مومناں کانِ عسل زنبور وار — کافراں خود کانِ زہرے ہمچو مار
مومن شہد کی مکھی کی طرح شہد کی کان ہیں — کافر زہر کی کان میں سانپ کی طرح ہیں

زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات — تا چو نحلے گشت ریقِ او حیات
کیونکہ مومن نے اچھے بوٹے کھائے ہیں — یہاں تک کہ شہد کی مکھی کی طرح اُسکا لعاب آبِ حیات بنا ہے

کی بھی۔ کرمنا۔ قرآنِ پاک میں مذکور ہے کہ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی لہ مناں۔ نیک عمل کر کے اپنے لئے دوسروں کے لئے بھی راحت کا سبب ہیں۔ کافراں۔ کافر دوسروں کے لئے بھی مصیبت ہیں۔

لہ آں غم۔ مالدار میں غلط قسم کی تمنائیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے وہ فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کی عادت ایسی بگڑ جاتی ہے کہ صحیح چیز اس کو موافق ہی نہیں آتی۔ بایست۔ خواہش۔ احتیاج۔ یعنی اب تو وہ جانوروں کی باتیں سمجھنے سے عاجز ہے اسکو قدرت اور اختیار عطا کر دے۔ اختیار۔ انسان کا اختیار ہی اسکو جزا اور سزا کا مستحق بناتا ہے مضطر کے فعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے عبادات میں چونکہ بندے کے اختیار کو دخل ہے اس لئے اچھی لگتی ہے آسمان کی گردش اضطراری ہے لہٰذا اُسپر ثواب کا ترتب ہے نہ عتاب کا۔ حساب۔ اللہ تعالیٰ جس وقت محاسبہ کریگا تو انسان کے اختیاری اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

لہ جملہ۔ کائنات میں سے ہر چیز اللہ کی تسبیح خواں ہے لیکن یہ اُنکی اضطراری تسبیح ہے لہٰذا اُسپر اُنکو کوئی ثواب نہ ملے گا۔ مزدمند۔ مزدوری کے قابل۔ تیغ۔ جب تک انسان کے پاس تلوار نہ ہو .... وہ نہ غازی ہو سکتا ہے نہ ڈاکو بن جائے تو پھر غازی ہونے کا ثواب اور ڈاکو ہونے کا عذاب مرتب ہوگا۔

لہ زانکہ۔ انسان کو کرمنا کی فضیلت اسی لئے حاصل ہوئی ہے کہ اس میں برائی کی بھی قدرت ہے اور بھلائی

بازکافر خورد شربت از صدید — ہم ز قوتش زہر شد در وے پدید

پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا — اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا

اہلِ الہامِ خدا عینُ الحیات — اہلِ تسویلِ ہوا سمُّ الممات

خدا کے الہام والے (آبِ) حیات کا چشمہ ہیں — خواہشِ نفسانی کے ملمع والے کثرت کا زہر ہیں

در جہاں[1] ایں مدح و شاباش و زہے — ز اختیار ست و حفاظ و آگہے

دنیا میں یہ تعریف اور شاباش اور واہ واہ — اختیار اور مروت اور آگاہی کی وجہ سے ہے

جملہ رنداں چونکہ در زنداں روند — متقی و زاہد و حق خواں شوند

تمام اوباش جب قید خانے میں جائیں گے — متقی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائیں گے

چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل — ہیں کہ تا سرمایہ نستاند اجل

چونکہ قدرت جاتی رہی، عمل کھوٹا ہو گیا — خبردار! موت سرمایہ کو نہ چھین لے

قدرتت سرمایۂ سود ست ہیں — وقتِ قدرت را نگہدار و ببیں

آگاہ! نفع کا سرمایہ تیری قدرت ہے — قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے

آدمی بر خنگ[2] کرمنا سوار — در کفِ درکش عنانِ اختیار

انسان، کرمنا کے گھوڑے پر سوار ہے — اس کی عقل کے ہاتھ میں اختیار کی باگ ہے

باز موسیٰ داد پند او را بمہر — کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر

حضرت موسیٰؑ نے محبت سے پھر اُسے نصیحت کی — کہ تیری مراد چہرہ پیلا کر دے گی

ترکِ ایں سودا بگو و ز حق بترس — دیو داد ستت برائے مکر درس

اس جنون کو چھوڑ اور اللہ (تعالیٰ) سے ڈر — شیطان نے مکر کیلئے تجھے سبق پڑھایا ہے

ہیں بر و درد سرِ خود کم طلب — کایں مرادت افگند در صد تعب

خبردار! اپنا دردِ سر نہ مول لے — کیونکہ یہ تیری مراد سینکڑوں مشقتوں میں ڈال دیگی

قانع[3] شدن آں مرد طالب بتعلیم زبانِ مرغ خانگی و سگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام او را

اُس طالب انسان کا گھریلو مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے پر قانع ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت بارے نطقِ سگ کو بر در ست — نطقِ مرغِ خانگی کاہل پر ست

اُس نے کہا کم از کم کتے کی بولی جو دروازہ پر ہے — گھریلو مرغ کی بولی جو پَر دار ہے

[1] در جہاں۔ دنیا میں جس قدر تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری افعال پر ہیں۔ جملہ رنداں۔ دوزخ میں جا کر دوزخی عبادت کرینگے لیکن وہ اُنکی اضطراری عبادت ہوگی جو غیر معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اُس وقت کی قدر کرنی چاہیئے جس میں اُس کو اختیار حاصل ہے وہی اُسکے نفع کا سرمایہ ہے جب قدرت باقی نہ رہیگی اُس وقت کی نیکی بیکار ہے۔

[2] خنگ۔ سفید گھوڑا، سفید رنگ۔ اور رک۔ عقل۔ عنان۔ باگ۔ کہ مرادت۔ یعنی اگر تو جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہوگا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جاننا تیرے لئے دردِ سر بنے گا۔ تعب۔ مشقت۔

[3] قانع۔ پہلے وہ مُصر تھا کہ سب جانوروں کی بولی جان جائے اب اس پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے مرغ اور کتے کی بولی جان لے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت موسیٰؑ ہیں تو دانی زور سید — نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید
حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہاں تو جان لیگا (جب) اللہ کی (اجازت آ) جائے — ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی

بامداداں از برائے امتحاں — ایستاد او منتظر بر آستاں
صبح کو آزمائش کے لئے — وہ چوکھٹ پر منتظر کھڑا ہو گیا

خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد — پارۂ نانِ بیات آثارِ زاد
خادمہ نے دسترخوان جھاڑا اور گرا — باسی روٹی کا ٹکڑا، کھانے کا بقیہ

در ربود آنرا خروسے چوں گرو — گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
مرغ اس کو گروی چیز کی طرح اُچک لے گیا — کُتّے نے کہا جا تو نے ہم پر ظلم کیا

دانۂ گندم توانی خوردمن — عاجزم از دانہ خوردن در وطن
تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں — وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں

گندم و جو را و باقی حبوب — می توانی خورد من نے اے طروب
گیہوں اور جو اور باقی دانے — اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نہیں کھا سکتا

ایں لب نانے کہ قسم ماست آں — می ربائی ایں قدر را از سگاں
یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہمارا حصہ ہے — اتنے کو (بھی)، تو کتوں سے اُچک لیتا ہے

جوابِ خروس سگ را
مرغ کا کتے کو جواب

پس خروسش گفت تن زن غم مخور — کہ خدا بدہد عوض زیں بہ دگر
پھر مرغ نے اس سے کہا چپ ہو جا غم نہ کر — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) اس سے بہتر دوسرا بدلہ دیگا

اسپِ ایں خواجہ سقط خواہد شدن — روزِ فردا سیر خور کم کن حزن
اس آقا کا گھوڑا مر جائے گا — کل کو پیٹ بھر کر کھانا! غم نہ کر

مرسگاں را عید باشد مرگِ اسپ — روزیِ وافر بود بے جہد و کسب
گھوڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے — بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد — پیش سگ شد آں خروسک روئے زرد
مرد نے جب سنا، گھوڑا فروخت کر دیا — وہ بیچارہ مرغ کتے کے آگے شرمندہ ہوا

روزِ دیگر ہمچناں ناں را ربود — آں خروس و سگ بر و لب بر کشود
دوسرے دن بھی اسی طرح سے روٹی لے اڑا — وہ مرغ، اور کتے نے اس پر لب کشائی کی

لہ گفت موسیٰؑ: حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کی جانب سے تجھے اس کے سمجھنے کی اجازت ملتی ہو تو اب جان جائیگا۔ امتحان۔ اس آزمائش کے لئے گروی سمجھنے لگا ہے یا جیسی تھی بیات۔ باسی روٹی۔ چوں گرو یعنی جس طرح رہن رکھنے والا رہن کی چیز پر قبضہ کرتا ہے۔
لہ دانۂ گندم: کتے نے کہا تو نے مجھ پر ظلم کیا یہ روٹی میرا حصہ تھی تو دانہ چگ سکتا ہے میں صرف روٹی کھا سکتا ہوں۔ در وطن جنگل میں کتا ہر چیز کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حبوب۔ دانے۔ طروب مست۔ لب ناں۔ روٹی کا کنارہ۔ سقط۔ قاف کے سکون کے ساتھ، چوپایہ کا مرنا۔ حزن غم۔
لہ وافر۔ بھرپور۔ روئے زرد۔ چونکہ مرغ کی پیشگوئی کے مطابق کتے کو مردہ گھوڑا کھانے کو نہ ملا تو مرغ شرمندہ ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

کای خروس عشوہ[1] دہ چندیں دروغ — ظالمی و کاذبی و بے فروغ
کہ اے مرغ! مکار اس قدر جھوٹ — تو ظالم ہے، اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست — کور اختر گوئی محرومی ز راست
وہ گھوڑا جس کے بارے میں تو نے کہا تھا کہ وہ مرے گا کہاں ہے! — تو اندھا نجومی ہے، سچائی سے محروم ہے

گفت او را آں خروس باخبر — کہ سقط شد اسپ او جائے دگر
اس باخبر مرغ نے اس سے کہا — کہ اس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

اسپ را بفروخت جست او ز زیاں — آں زیاں انداخت او بر دیگراں
گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا — اس نے وہ نقصان دوسروں پر ڈال دیا

لیک فردا اشترش[2] گردد سقط — مر سگاں را باشد آں نعمت فقط
لیکن کل کو اس کا اونٹ مرے گا — وہ صرف کتوں کے لئے نعمت ہو گا

زود اشتر را فروشید آں حریص — یافت از غم و ز زیاں آں دم محیص
اس لالچی نے فوراً اونٹ بیچ ڈالا — اس وقت بھی وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

روز ثالث گفت سگ با آں خروس — اے امیر کاذباں با طبل و کوس
تیسرے دن کتے نے اس مرغ سے کہا — اے نقارے اور گھنٹے کے ساتھ جھوٹوں کے سردار

تا بکے گوئی دروغے بے فروغ — دوغی اے نااہل دوغی دوغ دوغ
تو نہ چلنے والا جھوٹ کب تک بولے گا — اے نااہل! تو چھاچھ ہے تو چھاچھ ہے چھاچھ چھاچھ

گفت او بفروخت اشتر را شتاب — لیک فرداش غلام آید مصاب
کہا، اس نے اونٹ جلدی سے بیچ دیا — لیکن کل کو اس کا غلام بیمار پڑے گا

چوں غلام او بمیرد نانہا — بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا
جب اس کا غلام مرے گا روٹیاں — کتوں اور مانگنے والوں پر اس کے رشتہ دار بہا دیں گے

ایں شنید و آں غلامش را فروخت — رست از خسران و رخ را بر فروخت
یہ سنا اور اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا — نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

شکرہا می کرد و شادیہا کہ من — رستم از سہ[3] واقعہ اندر زمن
شکریے ادا کرتا تھا اور خوشیاں کرتا تھا کہ میں — زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

تا زبان مرغ و سگ آموختم — دیدۂ سوء القضا را دوختم
جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے — بری قضا کی آنکھ سی دی ہے

[1] عشوہ۔ مکر و فریب۔ اختر گو۔ ستاروں کی باتیں کرنے والا نجومی اگر اندھا ہو تو وہ ستاروں کی رفتار نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کی پیشن گوئیاں غلط ہوں گی۔

[2] اشتر۔ اونٹ۔ نعمت۔ چونکہ مرغ اس کو نہ کھا سکے گا۔ محیص۔ چھٹکارا، نجات۔ با طبل۔ یعنی ڈنکے کی چوٹ جھوٹ بولنے والا۔ دوغ۔ چھاچھ۔ مصاب۔ بیمار۔

[3] رخ۔ یعنی نقصان سے بچنے پر سرخرو ہو گیا۔ سہ واقعہ۔ گھوڑے اونٹ اور غلام کا نقصان۔ دوختم۔ یعنی اب بری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۱

خجل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سہ وعدہ

تین وعدوں کے جھوٹے ہو جانے سے، مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روزِ دیگر آں سگِ محروم گفت — کاے خروس ژاژخا کو طاق و جفت[1]

دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا — اے بکواسی مرغ! اکہرا اور دوہرا کہاں ہے؟

چند چند آخر دروغ و مکرِ تو — خود نہ پرّد جز دروغ از وکرِ تو

تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر؟ — تیرے گھونسلے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں اڑتا ہے

گفت حاشا از من و از جنسِ من — کہ بگردیم از دروغے ممتحن

اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بعید ہے — کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں

ما خروساں چوں مؤذن راست گو — ہم رقیبِ آفتاب و وقت جو

ہم مرغ، مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں — ہم سورج پر نظر رکھنے والے اور وقت کی جستجو کرنے والے ہیں

پاسبانِ آفتابیم از دروں — گر کُنی بالائے ما طشتے نگوں

ہم اندر سے سورج کے نگہبان ہیں — اگر تو ہم پر طشت اوندھا کر دے

پاسبانِ آفتاب اند اولیا — در بشر واقف ز اسرارِ خدا

اولیاء سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں — انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں

اصلِ ما را حق پئے بانگ و نماز — داد ہدیہ آدمی را در جہاز[2]

ہماری نسل اللہ (تعالیٰ) نے نماز کی اذان کیلئے — سامان میں، آدمی کو ہدیہ میں دی ہے

گر بنا ہنگام سہوِ ماں رَوَد — در اذاں آں مقتلِ ما می شود

اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے — اذان میں، وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے

گفتِ ناہنگام حیَّ علی الفلاح — خونِ ما را می کند خوار و مباح

بے وقت حیّ علی الفلاح کہنا — ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے

آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط — آں خروسِ وحیِ جاں آمد فقط

وہ جو بے گناہ، اور غلطی سے پاک ہے — وہ صرف روح کی وحی کا مرغ ہے

آں غلامش[3] مُرد پیشِ مشتری — شد زیانِ مشتری آں یکسری

اس کا وہ غلام خریدار کے پاس مر گیا — وہ بالکل خریدار کا نقصان بنا

او گریزانید مالش را ولیک — خونِ خود را ریخت آں دریاب نیک

اس نے اپنا مال بچا لیا، لیکن — اس نے اپنا خون بہایا، اسکو خوب سمجھ لے

---

[1] طاق و جفت۔ وہ بہت سی پیشگوئیاں جو تو نے کی تھیں۔ وکر۔ پرند کا گھونسلا۔ ممتحن۔ آزمائش میں پڑا ہوا۔ ما خروساں۔ مرغ صبح صادق کے وقت بولتا ہے۔ پاسبان۔ مرغ اگر تاریک کوٹھری میں بھی ہو تو اس کو صبح صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیاء۔ جس طرح مرغ آسمانی سورج کا پاسبان ہے اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو اسرار خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے ہیں۔

[2] در جہاز۔ سامان یا حضرت نوحؑ کی کشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے نماز کے وقت کی... اطلاع دینے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ گر بنا ہنگام۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔ مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم صرف انبیاء ہیں یا جبرئیل جو وحی لاتے تھے۔

[3] آں غلامش۔ مالک نے مرغ سے غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار کے پاس جا کر مر گیا۔ او گ۔ اس مالک نے اپنا مال بچا لیا اور نقصانات سے بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان ہلاک ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

یک[1] زیاں دفعِ زیانہا می شُدے — جسم و مالِ ماست جانہا را فِدے
ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفعیہ ہوجاتا — ہمارا جسم، اور مال جانوں کا فدیہ ہے

پیشِ شاہاں در سیاست گستری — مید ہی تو مال و سر را می خری
بادشاہوں کے روبرو، انصاف کرنے میں — تو مال دے دیتا ہے اور سر بچا لیتا ہے

اعجمی[2] چوں گشتۂ اندر قضا — می گریزانی ز داور مال را
چونکہ قضاء (خداوندی) کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے — اللہ (تعالیٰ) سے تو مال کو چھپاتا ہے

زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود — آں زیانے نیست سودِ تو بُوَد
کیونکہ تیرا مال اگر تجھ پر قربان ہوجائے — وہ نقصان نہیں ہے، تیرا نفع ہوتا ہے

خبر دادنِ خروس از مرگِ آں خواجہ

مرغ کا آقا کے مرنے کی خبر دینا

لیک فردا خواہد اُو مُردن یقین — گاؤ خواہد کشت وارث در حنین
لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا — اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا

صاحب خانہ بخواہد مُرد و رفت — روزِ فردا نک بیدت لُوتِ زفت
گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا — کل کو تجھے ضرور چکنی غذا ملے گی

پارہائے نان و لالنگ و طعام — درمیانِ کوئے یابد خاص و عام
روٹی کے ٹکڑے، اور لنگر، اور کھانا — ہر خاص و عام گلی میں پائے گا

گاوِ قربانی و نانہائے تُنک — بر سگان و سائلاں ریزد بُبک
قربانی کی گائے، اور ہلکی چپاتی — کتوں اور بھکاریوں پر بہائے گا

مرگِ اسپ و اُستر و مرگِ غلام — بُد قضا گردانِ ایں مغرورِ خام
گھوڑے اور خچر کا مرنا، اور غلام کا مرنا — اس متکبر، ناتجربہ کار کی قضا کو ٹالنا تھا

از زیانِ مال و دردِ آں گریخت — مال افزوں کرد و خونِ خویش ریخت[3]
یہ مال کے نقصان، اور اس کی تکلیف سے بھاگا — اس نے مال بڑھا لیا، اور اپنا خون بہایا

ایں ریاضتہائے درویشاں چراست — کاں بلا بر تن بقائے جانہاست
یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟ — اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بقا ہے

تا بقائے خود نہ بیند سالکے — چوں کند تن را سقیم و ہالکے
جب تک سالک اپنی بقا نہ سمجھے — تو جسم کو بیمار اور فنا کیوں کرے!

[1] یک زیاں۔ ایک نقصان تقصانِ قدر میں بہت سے نقصانوں کا دفعیہ ہوتا ہے۔ پیشِ شاہاں۔ زیادتی سوالوں میں انسان مال خرچ کر کے جان بچاتا ہے۔

[2] اعجمی۔ بیگانہ، اجنبی۔ حنین۔ رونا۔ لوتِ زفت۔ قیمتی غذا۔ لالنگ۔ لنگر۔ خام۔ ناتجربہ کار۔

[3] ریخت۔ اگر مال ضائع ہوجاتا تو جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی مجاہدیں کی محنت۔ سالک۔ سلوکِ معرفت طے کرنے والا چونکہ فنائے جسم میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے ریاضتوں میں بدن کو گھلاتا ہے۔

دستؔ کے جنبد بایثار و عمل — تا نہ بیند دادہ را جانش بدل
ایثار اور عمل میں ہاتھ کب ہلے — جب تک کردیئے ہوئے کا بدلہ جان کیلئے نہ سمجھ لے

آنکہ بدہد بے امید و سود ہا — آں خدا یست آں خدا یست آں خدا
جو بغیر امید اور نفع کے دیتا ہے — وہ تو خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے

یا ولیِ حق کہ خوئے حق گرفت — نور گشت و تابشِ مطلق گرفت
یا اللہ کا دوست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کرلئے — جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کرلی ہے

کو غنی ست و جز او جملہ فقیر — کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر
کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ سب محتاج ہیں — محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے

تا نہ بیند کودکے کہ سیب ہست — او پیازِ گندہ را ندہد ز دست
جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے — وہ بدبودار پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے

اینہمہ بازار بہرِ ایں غرض — بر دکانہا شستہ بر بوئے عوض
یہ تمام بازار (والے) اسی غرض سے — بدلے کی امید پر دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

صد متاعِ خوب عرضہ می کنند — واندرونِ دل عوضہا می تنند
سینکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں — اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں

یک سلامے نشنوی اے مردِ دیں — کہ نگیرد آخرت آں آستیں
اے دیندار! تو ایک سلام بھی نہ سنے گا — جو بالآخر (تیری) آستین نہ پکڑے

بے طمع نشنیدہ ام از خاص و عام — من سلامے اے برادر والسلام
میں نے (کسی) خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے — ایک سلام (بھی)، اے بھائی! والسلام

جز سلامِ حق تو ہیں آں را بجو — خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
سوائے اللہ (تعالیٰ) کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر — گھر گھر، جگہ جگہ، اور کوچے کوچے

از دہانِ آدمی خوش مشام — ہم پیامِ حق شنودم ہم سلام
صحیح الدماغ آدمی کے منہ سے — میں نے سنا ہے اللہ (تعالیٰ) کا پیغام بھی اور سلام بھی

ویں سلامِ باقیاں بر بوئے آں — من ہمی نوشم بدل خوشتر ز جاں
بقیہ لوگوں کا سلام بھی، اسی کی خوشبو کی وجہ سے — میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے

زاں سلامِ او سلامِ حق شدست — کآتش اندر دودمانِ خود زدست
اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے — کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

---

۵۱ دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے۔ آنکہ۔ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یا ولی چونکہ اولیاء اللہ اخلاقِ خداوندی حاصل کرلیتے ہیں لہٰذا انکے کام بھی غرض سے خالی ہوتے ہیں۔ کو غنی۔ اللہ کے کام بغیر غرض کے اسلئے ہیں کہ وہ بے نیاز ہے اور انسان کے کام غرض پر اسلئے مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تا نہ بیند۔ بچہ بھی جب تک اچھا عوض نہیں دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے۔ اینہمہ۔ دنیا کے سارے کاروبار بدلے اور عوض کی بنیاد پر چلتے ہیں۔

۵۲ متاع۔ سامان، تاجر اپنے ہر قسم کے سامان گاہک کو بدلے کے لالچ میں دکھاتے ہیں۔ یک سلامے۔ دنیا میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے کیلئے دامن پکڑتا ہے۔ جز۔ اللہ کی جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض سے خالی ہوتا ہے۔

۵۳ از دہاں۔ میں نے اہل اللہ کی زبان سے اللہ کا پیام و سلام سنا ہے میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں کہ شاید انہیں کوئی اس طرح کا سلام ہو۔ زاں سلام۔ اہل اللہ کا سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہوگیا ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو فنا کرلیا ہے اب وہ فانی فی اللہ

اور اُن کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ اللہ ہی کا ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مُردہ است از خود شدہ زندہ برب ‌ ‌ ‌ زاں بود اسرارِ حقّش در دو لب
وہ فانی بالذات ہے، باقی باللہ ہے ‌ ‌ ‌ اسی لئے اُس کے دونوں ہونٹوں میں اللہ کے اسرار ہوتے ہیں

مُردنِ[1] تن در ریاضت زندگی ست ‌ ‌ ‌ رنجِ ایں تن روح را پایندگی ست
ریاضت میں جسم کا مرنا، زندگی ہے ‌ ‌ ‌ اِس جسم کی تکلیف، روح کی استواری ہے

گوش بنہادہ بُد آں مردِ خبیث ‌ ‌ ‌ می شنید او از خروسش ایں حدیث
وہ خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا ‌ ‌ ‌ یہ بات وہ اپنے مرغ سے سُن رہا تھا

دویدنِ آں شخص بسوئے موسیٰؑ بزینہار چوں خبرِ مرگِ خود بشنید

اُس شخص کا حضرت موسیٰؑ کی طرف پناہ کیلئے دوڑنا جبکہ اُس نے اپنی موت کی خبر سُنی

چوں شنید اینہا رواں شد تیز تفت ‌ ‌ ‌ بر درِ موسیٰؑ کلیم اللہ رفت
جب اُس نے یہ سُنا تیزی اور تُندی سے دوڑا ‌ ‌ ‌ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کے دروازے پر گیا

رُو ہمی مالید بر خاک او ز بیم ‌ ‌ ‌ کہ مرا فریاد رس زیں اے کلیم
وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا ‌ ‌ ‌ کہ اے کلیم! اِس (معاملے) میں میری مدد کیجئے

گفت رو بفروش خود را و برہ ‌ ‌ ‌ چونکہ اُستا گشتۂ برجہ ز چہ
فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے ‌ ‌ ‌ چونکہ تو ماہر بن گیا ہے، کنوئیں سے کُود نکل

بر مسلمانان[2] زیاں انداز تو ‌ ‌ ‌ کیسہ ہمیانہا را کُن دو تو
تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے ‌ ‌ ‌ ہمیانیوں اور تھیلی کو دوگنا کرلے

من درونِ خشت دیدم ایں قضا ‌ ‌ ‌ کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا
میں نے اِس قضا کو اینٹ میں سے دیکھا ہو ‌ ‌ ‌ جو آئینہ میں تجھ پر ظاہر ہوئی ہے

عاقل اوّل بیند آخر را بدل ‌ ‌ ‌ اندر آخر بیند از دانش مُقِل
عقلمند شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے ‌ ‌ ‌ عقل کا کوتاہ آخر میں دیکھتا ہے

باز زاری کرد کاے نیکو خصال[3] ‌ ‌ ‌ مر مرا بر سر مزن بر رُو ممال
وہ پھر رویا، کہ اے نیک عادت! ‌ ‌ ‌ میرے سر پر نہ ماریئے، مُنھ پر نہ ملیئے

از من آں آمد کہ بودم ناسزا ‌ ‌ ‌ ناسزایم را تو دِہ حُسن الجزا
مجھ سے وہی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا ‌ ‌ ‌ مجھ نالائق کو آپ اچھا بدلہ دے دیجئے

گفت تیرے جَست از شست اے پسر ‌ ‌ ‌ نیست سُنّت کاید آں واپس بسر
فرمایا اے بیٹا! تیر کمان سے نکل گیا ‌ ‌ ‌ سنّت الٰہی نہیں ہے کہ وہ دوبارہ واپس آئے

---

۱ مُردنِ تن۔ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ اور قوی ہوتی ہے۔ اہل اللہ کو یہ درجہ اسی لئے حاصل ہوتا ہے۔ گوش۔ جانوروں کی بولی سیکھ لینے والے نے مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سُنی تو گھبرا کر حضرت موسیٰؑ کے پاس بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰؑ کا لقب ہے کیونکہ کوہِ طور پر آپ کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوتی تھی۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے طنزاً فرمایا کہ دوسری چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو نقصان سے بچا اسی طرح اپنے آپ کو بھی فروخت کر دے۔

۲ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو نے اُن کو نقصان پہنچایا اور اپنی تھیلی بھری۔ من درون۔ یہ باتیں جبکہ بالکل پردۂ خفا میں تھیں میں اسی وقت سمجھ گیا تو اپنے بُرے انجام کو اب سمجھا ہے۔ مُقِل۔ نادار، مفلس۔

۳ خصال۔ خصلت کی جمع ہے، عادت۔ مر مرا۔ یعنی مجھے اب زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ از من۔ میں تو نالائق تھا مجھ سے نالائقی سرزد ہوئی آپ مجھ نالائق کو اچھا بدلہ عطا کر دیں۔ نیست سُنّت۔ یعنی عام طور پر سنّت الٰہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ٹلتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

لیک درخواہم زنیکو داوری[1]
ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کرونگا
تاکہ ایماں آں زماں باخود بری
تاکہ تو اُس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے

چونکہ ایماں بُردہ باشی زندہٗ
جب تو ایمان کو (ساتھ) لیجائے گا، تو زندہ ہے
چونکہ با ایماں رَوی پایندہٗ
جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا، ٹھیک رہے گا

ہم دراندم حال برخواجہ بگشت
اُسی وقت، آقا کا حال دگرگوں ہوگیا
تادلش شوریدآوردند طشت
یہاں تک کہ اُس کا دل متلایا، لوگ طشت لائے

شورشِ مرگ ست نے ہیضہ طعام
موت کی متلی ہے، نہ کہ کھانے کی بدہضمی
قے چہ سُود ت دارد اے بدبخت خام
اے بدبخت ناقص! قے تیرے لئے کیا مفید ہے

چارکس بُردندتا سوئے وثاق
(اُس کو) چار آدمی گھر تک لے گئے
ساق می مالید اُو برپشت ساق
وہ پنڈلی پر پنڈلی رگڑتا تھا

پندِ موسیٰؑ[2] نشنوی شوخی کُنی
تو حضرت موسیٰؑ کی نصیحت نہیں سنتا ہوگستاخی کرتا ہے
خویشتن بر تیغِ پولادی زنی
اپنے آپ کو فولاد کی تلوار پر مارتا ہے

شرم ناید تیغ را از جانِ تو
تیری جان (لینے) سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے
آن تُست ایں اے برادر آن تو
اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے، تیرا حصہ ہے

دعا کردنِ موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اُس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرنا

گفت موسیٰؑ در مُناجات آں سحر
اُس صبح کو (حضرت) موسیٰؑ نے دعا میں عرض کیا
کاے خدا ایماں از وِستاں مبر
کہ اے خدا! اس کا ایمان نہ لے، نہ چھین

بادشاہی کُن برو بخشا کہ اُو
شاہی برت، اُس کو بخش دے کیونکہ اُس نے
سہو کرد و خیرہ روئی و غلو
غلطی، اور شوخی، اور زیادتی کی ہے

گفتمش[3] ایں علم نے درخورِ تُست
میں نے اُس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے
دفع پندارید گفتم را و سست
میری بات کو اُس نے ٹال مٹول اور کمزور سمجھا

دست را براژدہا آں کس زند
اژدھے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے
کہ عصا را دستش اژدرہا کند
جس کا ہاتھ، لاٹھی کو اژدہا بنا دے

سرِ غیب آں را سزد آموختن
غیب کا راز سیکھنا اُس کے لئے مناسب ہے
کہ تواند لب ز گفتن دوختن
جو بولنے سے ہونٹ سی سکے

---

[1] داوری۔ انصاف۔ تاکہ یعنی تو مومن مرے تیرا مومن مرنا ہی اصل زندگی حاصل کرنا ہے۔ ہم دراں دم حضرت موسیٰؑ اُس سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اُس کو متلی شروع ہوگئی۔ طشت۔ تاکہ وہ طشت میں قے کرے فرش خراب نہ ہو شورش۔ موت کی قے سے آرام حاصل نہیں ہوتا بدہضمی کی قے باعث سکون ہوتی ہے۔۔ چارکس یعنی چارپائی پر ڈالکر چار آدمی اُٹھا کر لے گئے ساق۔ پنڈلی سے پنڈلی رگڑنا نزع کی کیفیت سے کنایہ ہے۔

[2] پندِ موسیٰؑ۔ مولانا کا مقولہ ہے کہ قضا و قدر سے ٹکرانا اپنی موت مول لینا ہے آنِ تُست۔ ایسے لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ مناجات۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی۔ یعنی اُس گنہگار کی خطا پر اُسکی گرفت نہ فرما اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اُس کو معاف کردے۔

[3] گفتمش بمناجات میں حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ دفع۔ میری بات کو اُس نے ٹالنے پر محمول کیا دست یعنی خطرے میں پڑنا ہر شخص کا کام نہیں ہے سانپ پر حضرت موسیٰؑ جیسا شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے خدائی رازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ نہ ہلائے۔

Presented by www.ziaraat.com

درخورِ دریا نشُد جُز مُرغِ آب — فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
دریائی پرندکے سوا دریاکے لائق نہیں ہے — سمجھ جا، اور اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے

اُو بدریا رفت و مُرغابی نبُود — گشت غرق دستگیرش اے وَدُود
وہ دریا میں گھس گیا اور دریائی پرند نہ تھا — ڈوب گیا، اے خدا اُسکی دستگیری فرما

اِجابت کردنِ حق تعالیٰ دُعائے موسیٰ علیہ السّلام را

(حضرت) موسیٰ علیہ السّلام کی دعا کو ۔ اللہ تعالیٰ کا قبول فرمالینا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم — ور تو خواہی ایں زماں زندہ کنم
فرمایا ہاں میں نے اُس کو ایمان بخشا — اگر تو چاہے تو میں اُس کو ابھی زندہ کردوں

بلکہ جُملہ مُردگانِ خاک را — ایں زماں زندہ کنم بہرِ تو ما
بلکہ زمین کے تمام مُردوں کو — ہم تیرے لئے ابھی زندہ کردیں

گفت[۲] موسیٰؑ ایں جہانِ مُردن ست — آں جہاں انگیز کانجا روشن ست
(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے — اُس جہان میں اٹھائے کیونکہ وہ روشن جگہ ہے

ایں فنا جا چوں جہانِ بُود نیست — بازگشتِ عاریت پس سُود نیست
یہ فنا کی جگہ ہے چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے — عارضی واپسی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے

رحمتے افشاں بر ایشاں ہم کنوں — در نہاں خانہ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن
اُن پر اب رحمت نازل فرما — "لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن" کے مخفی مقام میں

تا بدانی کہ زیانِ جسم و مال — سُودِ جاں باشد رہاند از وبال
خبردار سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان — جان کا نفع ہے (اُسکو) وبال سے رہائی دیتا ہے

پس ریاضت را بجاں شو مُشتری — چوں سپُردی تن بخدمت جاں بری
پس مجاہدے کو (دل و) جان سے اختیار کر — جب تو جسم کو خدمت میں لگادیگا نجات پاجائیگا

ور[۳] ریاضت آیدت بے اختیار — سر بنہ شکرانہ دہ اے کامیار
اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہوجائے — اے کامیاب اطاعت کر، شکر ادا کر

چوں حقت داد آں ریاضت شکر کن — تو نکردی اُو کشیدت زامرِ کُن
جب اللہ (تعالیٰ) نے تجھے وہ ریاضت عطا کردی تو شکر ادا کر — تو نے خود نہیں کی اُس نے تجھے کُن کے حکم کے ذریعہ کھینچا ہے

جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرتی ہیں اُن پر انسان کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ آمرِکُن جو جسمانی مصائب بحکم خداوندی پہنچتے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگا دیا ہے لہٰذا وہ مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

[۱] درخورد ۔ پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ اُو بدریا ۔ یہ شخص اہل نہ تھا اور راز سے واقفیت حاصل کرکے تباہ ہوا۔ وَدُود ۔ بہت محبت کرنے والا خدا کا نام ہے۔ گفت ۔ حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اُس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اُس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ ۔ اور صرف اُسے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تمہاری دعا سے زندگی بخش دیں۔

[۲] گفت موسیٰ ۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا ہے عالمِ آخرت کی زندگی دائمی ہے وہ اُسکو بخش دیجئے اور دوسرے مُردوں پر جو عدم کے تہخانے میں ہیں آپ کے دربار میں حاضر ہیں اُن پر رحم فرما دیجئے۔ لَدَیْنَا ۔ قرآن پاک میں مُردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۔ یقیناً تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر شدہ ہے۔ تا بدانی ۔ مولانا اس قصّہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں یہ سمجھ لو کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وبال سے رہائی کا سبب بنتا ہے پس انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کرکے جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھاؤ حاصل ہو۔

[۳] ور ریاضت ۔ جس طرح عمداً مجاہدے کرکے جسم کو گھٹانے کا نتیجہ روح کی بالیدگی ہے اسی طرح انسان کو قدرتی طور پر جو

حکایتؐ آں زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنالید

اُس عورت کی حکایت جس کی اولاد نہیں جیتی تھی اُس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا

و جواب آمدن کہ ایں عوضِ ریاضتِ تو بجائے مجاہدۂ تست

اور جواب آنا کہ یہ تیری ریاضت کا بدل اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

ایں حکایت بشنو و وعظے شمر ۔۔۔ تا نگردی خستہ از نقص و ضرر

یہ حکایت سن، اور نصیحت حاصل کر ۔۔۔ تاکہ تو نقصان اور تکلیف سے خستہ (دل) نہ ہو

آں زنے ہر سال زائیدے پسر ۔۔۔ بیش از شش مہ نبودے عمر ور

وہ عورت ہر سال لڑکا جنتی ۔۔۔ (لیکن) وہ چھ ماہ سے زیادہ عمر والا نہ ہوتا

یا سہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ ۔۔۔ نالہ کرد آں زن کہ افغاں اے الٰہ

تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا ۔۔۔ وہ عورت روئی کہ اے خدا! فریاد ہے

نہ مہم بارست و سہ ماہم فرح ۔۔۔ نعمتم زوتر رواز قوسِ قزح

میرے لئے نو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہو ۔۔۔ میری نعمت دھنک کمان سے زیادہ جلدی جانیوالی ہے

پیشِ مردانِ خدا کردے نفیر ۔۔۔ زیں شکایت آں زن از دردِ نذیر

خاصانِ خدا کے سامنے شکایت کرتی ۔۔۔ وہ عورت، اِس تکلیف کے ہولناک درد سے

بیستؐ فرزند ایں چنیں در گور رفت ۔۔۔ آتشے در جانِ اُو افتاد و تفت

اِس طرح بیس بچے قبر میں گئے ۔۔۔ شورش اور آگ اُس کی جان میں لگ گئی

تا شبے بنمود اُو را جنتے ۔۔۔ باغکِ سبزے خوشے بے ضنتے

یہاں تک کہ اُس کو ایک رات جنت نظر آئی ۔۔۔ جو ایک سرسبز عمدہ بے دریغ باغ تھا

باغ گفتم نعمتِ بے کیف را ۔۔۔ سبز گفتم خلد دارالضیف را

میں نے بے کیف نعمت کو باغ کہدیا ۔۔۔ میں نے دائمی مہمان خانے کو سبز کہہ دیا

ورنہ لاَعَیْنٌؐ رَأَتْ چہ جائے باغ ۔۔۔ گفت نورِ غیب را یزداں چراغ

ورنہ باغ (کے ذکر) کی کیا توقع ہے وہ تو ایسا ہے کہ کسی آنکھ نے اس کو (نہیں دیکھا) ۔۔۔ اللہ (تعالیٰ) نے غیبی نور کو چراغ فرمایا ہے

مِثل نبود ایں مثالِ آں بود ۔۔۔ تا برد بو آنکہ اُو حیراں بود

مثل نہیں ہے یہ اُس کی مثال ہے ۔۔۔ تاکہ جو حیران ہے وہ کچھ سراغ پالے

انسانوں کی فہم کیلئے فرمادیا ہے اسی طرح جنت کا ذکر ہے ور جنت کی حقیقت فہم سے بالاتر ہے مثل یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کسی چیز کی مثل وہ چیز ہوتی ہے جو تمام صفات میں اسکے برابر ہو مثال کے لئے یہ ضروری نہیں ہے معمولی سی مشابہت بھی اگر ہے تو اُس کو مثال کہا جاسکتا ہے۔

ؐلہ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اُس عورت کے قدرتی مصائب اسکے مراتب کی بلندی کا سبب تھے۔ وعظے یعنی اِس قصے سے نصیحت حاصل کرے۔ شش۔ یعنی اُس کا بچہ چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہتا تھا۔ یا سہ۔ تین چار مہینے میں مر جاتا۔ نہ مہم۔ اس عورت نے یہ شکوہ کیا کہ نو ماہ حمل کی مصیبت جھیلتی ہوں اور صرف تین چار ماہ بچے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ قوسِ قزح۔ دھنک کمان تھوڑی دیر کے لئے نمودار ہوتی ہے۔ نفیر۔ نالہ و فریاد۔ دردِ نذیر۔ ڈرانیوالا درد۔

ؐلہ بیست۔ اُس عورت کے ستائیس بچے اس طرح مرے تو اُن مصائب نے اُس کے لئے مجاہدوں کا کام کیا اور اُس پر اسرارِ غیب نمودار ہونے لگے۔ تا شبے۔ ایک رات اسرارِ غیب اس طرح نمودار ہوئے کہ اُس نے خواب میں جنت دیکھی۔

ؐلہ لاَعَیْنٌ۔ جنت کے متعلق ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالاَعَیْنٌ رَأَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ وہ کسی انسان کے دل میں گزریں۔ گفت نور۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح اپنے نور کو چراغ سے

حاصل آں را دید آں زن مست شد — زاں تجلی آں ضعیف از دست شد
خلاصہ یہ اس (عورت) نے اسکو دیکھا وہ خود مست ہوگئی — اس تجلی سے وہ کمزور عورت مدہوش ہوگئی

دید در قصرے[1] نبشتہ نام خویش — آں خود دانستش آں محبوب کیش
اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا — اس نیک اطوار نے اس کو اپنا جانا

بعد ازاں گفتند کایں نعمت ورا ست — کو بجانبازی بجز صادق نخواست
اسکے بعد انھوں نے (اس سے) کہا کہ یہ نعمت اسکی ہو — جس نے جانبازی سے سوائے خدا کے کچھ نہ چاہا ہو

خدمت بسیار می بایست کرد — مر ترا تا برخوری زیں چاشت خورد
بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیئے — تاکہ تو اس ناشتہ سے فائدہ حاصل کرے

چوں تو کاہل بودی اندر التجا — آں مصیبتہا عوض دادت خدا
چونکہ تو دعا کرنے میں سست تھی — خدا نے اس کے بدلے میں تجھے وہ مصیبتیں دیدی ہیں

گفت یارب تا بصد سال و فزوں — ایں چنینم دِہ بریز از من تو خوں
اسنے عرض کیا اے خدا! سو سال اور زیادہ تک — مجھے اسی طرح (مصیبتیں) دے میرا خون بہا دے

اندراں باغ او چو آمد پیش بیش — دید در وے جملہ فرزندان خویش
اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی — اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے

گفت از من گم شد از تو گم نشد — بے دو چشم غیب کس مردم نشد
اسنے عرض کیا مجھ سے وہ گم ہوئے تجھ سے گم نہ ہوئے — غیب کی دونوں آنکھوں کے بغیر کوئی انسان نہ بنا

تو نکردی[2] فصد و از بینی دوید — خون افزوں تا ز تپ جانت رہید
تو نے فصد نہ کرائی اور ناک سے نکلا — بڑھا ہوا خون حتی کہ تیری جان بخار سے بچ گئی

مغز[3] ہر میوہ بہ است از پوستش — پوست داں تن را و مغز آں دوستش
ہر پھل کا مغز، اس کے چھلکے سے بہتر ہے — جسم کو چھلکا سمجھ اور اس کے دوست کو مغز سمجھ

مغز نغزے دارد آخر آدمی — یکدمے آں را طلب گر زاں دمی
آخر آدمی (بھی)، عمدہ مغز رکھتا ہے — تھوڑی دیر کیلئے اسکی طلب کر اگر تو اس خون کا ہے

در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں بغیر زرہ کے آنا

در جوانی حمزہ عم مصطفےٰ — بازرہ می شد مدام اندر وغا
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت) حمزہ جوانی میں — ہمیشہ جنگ میں، زرہ پہن کر آتے

[1] قصر: محل۔ مشارق یعنی اللہ تعالیٰ۔ محدحسنت۔ یہ بھی بالتعریف نبی کا مقولہ ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ عبادت کی ضرورت ہے۔ چوں تو۔ یہ مکان تجھے ملنا تھا اور چونکہ تو عبادت میں ذرا کاہل تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں مقدر کردی ہیں تاکہ وہ عبادت کے قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم۔ یعنی جب تک اسرار غیبی کی دیکھنے والی آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان نہیں بنتا ہے۔

[2] تو نکردی: جس قدر مصائب ہیں اُن میں حکمتیں ہیں اور وہ مصائب بسا اوقات انسان کے فائدہ کے لئے نازل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلوا رہا تھا قدرت نے اُس کی نکسیر جاری کردی جس سے وہ بخار سے بچ گیا۔

[3] مغز۔ ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان میں ایک مغز ہے جو روح ہے دوسرا چھلکا ہے جو جسم ہے۔ اگر انسان آدم کی اولاد ہے تو اسکو اپنے باپ کیطرح روح کا مربی اور طالب بننا چاہیئے۔ در آمدن۔ اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم نہیں۔ عم۔ چچا۔ مدام۔ ہمیشہ۔ وغا۔ جنگ

Presented by www.ziaraat.com

اندر آخر چونکہ در غزو آمدے — بے زرہ خود را بصفہا[۱] بر زدے

آخر عمر میں جب وہ جہاد میں آتے — بغیر زرہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیتے

اندر آخر حمزہؓ چوں در صف شدے — بے زرہ سرمست در غزو آمدے

آخر عمر میں جب (حضرت) حمزہؓ صف میں آتے — جہاد میں بغیر زرہ کے مست ہوکر آتے

سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش — در فگندے در صف شمشیر خویش

سینہ کھلا ہوا، جسم برہنہ، آگے آگے — اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے

خلق پرسیدند کاے عمِ رسولؐ — اے ہزبر صف شکن شاہِ فحول

لوگوں نے دریافت کیا کہ اے رسولؐ کے چچا! — اے صفوں کو شکست دینے والے شیر، بہادروں کے بادشاہ!

نے تو لا تُلقوا بِاَیدِیکُم اِلیٰ — تہلکہ خواندی ز پیغامِ خدا

کیا آپ نے "مت ڈالو تم اپنے آپ کو — ہلاکت میں" اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟

پس چرا تو خویش را در تہلکہ — می دراندازی چنیں در معرکہ

پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں — ڈالتے ہیں، اس طرح میدانِ جنگ میں؟

چوں جواں بودی و زفت و سخت زہ — تو نمی رفتی سوئے صف بے زرہ

جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے — تو آپ صف کی جانب، بغیر زرہ کے نہیں جاتے تھے

چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی[۲] — پردہائے لاابالی می زنی

جب آپ بوڑھے، اور کمزور اور کبڑے ہوگئے — (تو) بے پروائی کا راگ الاپتے ہیں

لاابالی وار با تیغ و سناں — می نمائی دار و گیر و امتحاں

بے پروائی کے ساتھ تلوار اور نیزہ لے کر — جنگ، اور زور آزمائی کرتے ہیں

تیغ حرمت می ندارد پیر را — کے بود تمییز تیغ و تیر را

تلوار، بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے — تلوار اور تیر کو تمیز کہاں ہے

کے روا باشد کہ شیرے ہمچو تو — کشتہ گردد زار بر دستِ عدو

کب مناسب ہوگا کہ آپ جیسا شیر — دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہو؟

زیں نسق غمخوارگانِ بے خبر — پند میدادند او را از عبر[۳]

بے خبر، ہمدرد اس طرح کی — عبرتوں سے اُن کو نصیحت کرتے تھے

جوابِ حمزہ رضی اللہ عنہ مر آں خلق را

اُن لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

۱ بصفہا: یعنی دشمن کی صفیں۔ ہزبر: پھاڑنے والا شیر۔ فحول: فحل کی جمع ہے، نر۔ لا تُلقوا: بعض مفسرین نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ کے معنی ترکِ جہاد کے لیے ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت بتاتی ہے۔ تو اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ نہ کرو۔

۲ منحنی: کوز پشت۔ لاابالی: بے پروا۔ سناں: بھالا، نیزہ۔ یعنی تلوار کاٹنے میں بڑے چھوٹے میں فرق نہیں کرتی ہے۔

۳ از عبر: عبرت کی باتوں سے نصیحت کرتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت حمزہؓ چونکہ بُودم من جَواں | مرگ[1] می دیدم وداعِ ایں جہاں
(حضرت) حمزہ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا | اس دنیا کو چھوڑنا، موت سمجھتا تھا

سُوئے مُردن کَس برغبت کے رَود | پیشِ اژدرہا برہنہ کے شَود
موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟ | اژدھوں کے آگے کون ننگا ہوتا ہے؟

لیک از نورِ محمدؐ من کنُوں | نیستم ایں شہرِ فانی را زبُوں
لیکن اب محمدؐ کے نور سے | میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں

از بُرونِ حِس زِ لشکرگاہِ شاہ | پُر ہمی بینم زِ نورِ حق سپاہ
حواس سے بالاتر، شاہ کی لشکرگاہ کو | اللہ کے نور کے سپاہیوں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں

خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب | شُکر آنکہ کرد بیدارم زِ خواب
خیمے ہی خیمے، طنابیں ہی طنابیں | اُس کا شکر ہے جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے

آنکہ[2] مُردن پیشِ چشمش تہلکہ است | امرِ "لاتُلقُوا" بگیرد اُو بدست
جس کی نگاہ میں مرنا ہلاکت ہے | وہ "لاتُلقُوا" کا حکم ہاتھ میں تھامے

آنکہ مُردن پیشِ اُو شد فتحِ باب | سارِعُوا آید مَر اُو را در خطاب
جس کے لئے مرنا باب (رحمت) کا کھلنا بن گیا ہے | اُس کیلئے خاص "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

اَلحَذَر اے مرگ بیناں بارِعُوا | اَلعَجَل اے حشر بیناں سارِعُوا
ڈرو! اے موت سمجھنے والو، بازی لے جاؤ | جلدی کرو! اے حشر سمجھنے والو، پھرتی کرو

اَلصَّلا اے لطف بیناں افرحُوا | اَلبَلا اے قہر بیناں اَترحُوا
دعوت ہے اے مہربانی سمجھنے والو! خوش ہو جاؤ | مصیبت ہے، اے قہر سمجھنے والو! غم کرو

ہر[3] کہ یوسف دید جاں کردش فدا | ہر کہ گرگش دید برگشت از ہُدا
جس نے یوسف سمجھا اس نے جان قربان کی | جس نے اسکو بھیڑیا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا

مرگِ ہر یک اے پسر ہم رنگِ اوست | پیشِ دشمن دشمن و بر دوست دوست
اے بیٹا! ہر شخص کی موت اس کی ہم رنگ ہے | دشمن کے سامنے دشمن، دوست کیلئے دوست ہے

پیشِ تُرک آئینہ را خوش رنگی است | پیشِ زنگی آئینہ ہم زنگی است
تُرک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے | حبشی کے سامنے آئینہ بھی حبشی ہے

ار.. ہوتا ہے۔ مرگ۔ موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی ہے جیسی وہ موت سے توقع رکھتا ہے جو اسکو دوست کہتا ہے اسکے ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اسکو دشمن سمجھتا ہے اسکے ساتھ وہ دشمنوں کا سا معاملہ کرتی ہے جیسے ترک ... موت کی مثال آئینہ کی سی ہے انسان جیسا خود ... ویسا ہی اسکے لئے ... ہے تو آئینہ بھی اسکے

[1] مرگ۔ یعنی آنحضورؐ کے فیض سے قبل میں اس موت کو موت سمجھتا تھا اب اُس موت کو ابدی زندگی کا سبب سمجھتا ہوں۔ وداع۔ رخصت کرنا۔ شہرِ فانی۔ دنیا یعنی اب دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ از برون حس۔ اب عالمِ غیب کا میدان دیکھتا ہوں جس میں خیمہ در خیمہ اللہ کے نور کے سپاہی مقیم ہیں۔ شکر۔ میں آنحضورؐ کی ذات کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے مجھے یہ عالمِ غیب کے اسرار نظر آتے ہیں۔

[2] آنکہ۔ جو شخص شہادت اور موت کو ہلاکت سمجھتا ہو اُس کے لئے "لاتُلقُوا" کا حکم ہے۔ آنکہ مردن۔ جو شخص موت اور شہادت کو اسرارِ غیبی کا دروازہ کھلنا سمجھتا ہے اُس کے لئے سارِعُوا کا حکم ہے۔ سارِعُوا۔ قرآنِ پاک میں ہے وَسَارِعُوا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ای تم جلدی کرو اپنے رب کی جانب سے مغفرت کی طرف۔ اَلصَّلا۔ یعنی یہ موت خوانِ نعمت کی طرف دعوت اُن لوگوں کیلئے ہے جو اسکو اللہ کی مہربانی سمجھتے ہیں۔ اَلبَلا جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں اُن کیلئے یہ بلا ہے۔

[3] ہر کہ۔ جو موت کو یوسفؑ کی طرح محبوب سمجھتا ہے وہ اُس پر جان قربان کر دیتا ہے جو اسکو بھیڑیا سمجھتا ہے وہ بھاگتا ہے

آنکہ[1] می ترسی زمرگ اندر فرار — ترست از خویش ست اے جاں ہوشدار
تو جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے ، اے جان ہوشیار ، خود اپنے آپ سے ہے

زشت روئے تست نے رخسار مرگ — جانِ تو ہمچوں درخت و مرگ برگ
تیرا چہرہ بھدّا ہے ، نہ کہ موت کا رُخسار — تیری جان درخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے

از تو رستست ار نکویست ار بدست — ناخوش و خوش بر ضمیرت از خودست
وہ تجھ سے اُگی ہے خواہ اچھی ہے خواہ بُری ہو — تیرے دل پر بُری اور اچھی تیری وجہ سے ہے

گر بخارے خستۂ خود کشتۂ — ور حریر و قز دری خود رشتۂ
اگر تو کانٹے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے — اور اگر تو ریشم اور پشمینہ کے کپڑے میں ہے تو نے خود کاتا ہے

لیک نبود فعل ہمرنگِ جزا — ہیچ خدمت نیست ہمرنگِ عطا
لیکن عمل سزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے — کوئی خدمتگزاری ، بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے

مزدِ[2] مزدوراں نمی ماند بکار — کاں عرض ویں جوہرست و پایدار
مزدوروں کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے — کیونکہ وہ عرض ہے ، اور یہ پائیدار جوہر ہے

آں ہمہ سختی و زورست و عرق — ویں ہمہ سیم ست و زرست و طبق
وہ سب سختی ، اور طاقت ، اور پسینہ ہے — یہ سب چاندی ہے ، اور سونا ہے اور طباق ہے

گر ترا آید زجائے تہمتے — کرد مظلومت دعا در محنتے
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے — مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بددعا کی ہے

تو[3] ہمی گوئی کہ من آزادہ ام — بر کسے من تہمتے ننہادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں — میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے

تو گناہے کردہ شکلِ دگر — دانہ کشتی دانہ کے ماند بَبَر
تو نے دوسری صورت کا گناہ کیا ہے — تو نے دانہ بویا ہے ، دانہ پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے؟

او زنا کرد و جزا صد چوب بود — گوید او من کے زدم کس را بعود
اُس نے زنا کیا ، اور سزا سَو دُرّے ہوئے — وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے دُرّے کب مارے تھے

نے جزائے آں زنا بود ایں بلا — چوب کے ماند زنا را در جزا
کیا اِس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟ — دُرّے ، زنا سے سزا میں کہاں مشابہ ہیں؟

تو دانہ اور پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں ہے۔ اُو زنا کرد۔ زنا کی سزا سَو دُرّے ہیں تو زنا اور سَو دُرّوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

[1] آنکہ۔ جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ دراصل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے۔ زشت۔ اگر انسان خود بھیانک ہے تو موت اسکو بھیانک نظر آئے گی انسان اور موت کی مثال درخت اور پتّوں کی سی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے ہی پتّے ہونگے۔ از تو۔ موت کی اچھائی اور بُرائی خود انسان کی اچھائی اور بُرائی پر موقوف ہے گر بخارے۔ موت ہی نہیں بلکہ جو بُرائی اور بھلائی انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اُس کی کاشتہ اور پرداختہ ہوتی ہے۔ لیک۔ انسان کے اعمال کی جزا اور سزا صورت کے اعتبار سے افعال سے مشابہ نہیں ہوتی ہے۔

[2] مزد۔ دنیا میں انسان کو کام کی جو اُجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ نہیں ہوتی ہے اُس کا عمل عرض ہوتا ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت اور مشقت ہوتا ہے مزدوری روپیہ پیسہ ہوتی ہے۔ گر ترا۔ اگر انسان دنیا میں کسی برائی سے متہم ہوتا ہے تو وہ کسی ایسے مظلوم کی بددعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس پر اُس نے ظلم کیا ہو۔

[3] تو ہمی گوئی۔ اگر تو یہ کہنے لگے کہ میں نے تو کسی پر تہمت نہیں دھری تھی مجھے سزا بصورتِ تہمت کیوں ملی تو یہ تیری غلطی ہے۔ تو دانہ بوتا ہے اور اُس کا پھل پاتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

مار[1] کے ماند عصا را اے کلیم
اے کلیم! سانپ لاٹھی سے مشابہ کہاں ہے؟
درد کے ماند دوا را اے حکیم
اے حکیم! درد دوا کے مشابہ کہاں ہے؟

تو بجائے آں عصا آبِ منی
تو نے اُس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
چوں بیفگندی شُد آں شخصے سَنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا

یار شُد یا مار شُد آں آبِ تو
تیرا وہ نطفہ "یار بنا" یا سانپ بنا
زاں عصا چُونست ایں اعجابِ تو
(پھر) تیرا یہ تعجب لاٹھی پر کیوں ہے؟

ہیچ[2] ماند آب آں فرزند را
نطفہ، اُس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
ہیچ ماند نیشکر مر قند را
گنّا، شکر سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

چوں سُجودے یا رکوعے مرد کِشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع بو دیا
شُد دراں عالم سُجودِ اُو بہشت
اُس جہان میں اُس کا سجدہ بہشت بن گیا

چونکہ پَرید از دہانش حمدِ حق
جب اُس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکلی
مُرغِ جنت ساختش ربُّ الفلق
ربُّ الفلق نے اُس کو جنت کا پرندہ بنا دیا

حمد و تسبیحت نماند مُرغ را
تیری حمد اور تسبیح پرندہ کے مشابہ نہیں ہے
گرچہ نُطفہ مُرغ بادست و ہوا
اگرچہ پرندہ کا نطفہ، باد اور ہوا ہے

چوں دستت رست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے اُگی
کِشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
اِس ہاتھ نے اُس طرف کھجور اور پودا بو دیا

آبِ[3] صبرت آبِ جوئے خلد شُد
تیرے صبر کا پانی، جنت کی نہر کا پانی ہے
جوئے شیرِ خُلد مہرِ تست و وُدّ
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہے

ذوقِ طاعت گشت جوئے انگبیں
عبادت کا ذوق، شہد کی نہر بنا
مستی و شوقِ تو جُوئے خمر بیں
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ

ایں سببہا آں اثرہا را نماند
یہ اسباب اُن نتیجوں کے مشابہ نہیں ہیں
کس نداند چونش جائے آں نشاند
کوئی نہیں جانتا کہ اُن کو اُنکی جگہ کیوں بٹھایا ہے؟

ایں سببہا چوں بفرمانِ تو بود
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے
چار جُو ہم مر ترا فرماں نمُود
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی

---

[1] مار کے ماند۔ ایک چیز جو دوسری چیز پر مرتب ہوتی ہے اُن میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰؑ کے عصا کا نتیجہ سانپ ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ درد۔ درد پر دوا کا ترتب ہے اُن میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے یار شد۔ انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ کبھی یار و مددگار رہتا ہے کبھی سانپ کی طرح موذی، تو جب نطفہ سے سانپ بن سکتا ہے تو لاٹھی سے سانپ بننے میں کیا تعجب ہے۔

[2] ہیچ۔ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چوں سجودے۔ انسان کی عبادات کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے۔ حمدِ حق۔ انسان اللہ کی جو حمد و ثنا کرتا ہے وہ پرندوں کی شکل میں جنت میں اُس کے لئے ہونگی۔ حمد۔ حمد اور تسبیح جو جنت میں بشکلِ پرند ہیں اگرچہ اُن میں اِس قدر مناسبت ہے کہ حمد و تسبیح بھی ہوائی چیز ہے اور پرندے کے نطفہ پر بھی باد اور ہوا کا غلبہ ہے لیکن دونوں میں صُوری کوئی مشابہت نہیں ہے۔ چوں دستت۔ انسان جو کارِ خیر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔

[3] آب۔ انسان کے صبر کا پانی، پانی کی نہر کی صورت اور انسان کا جذبۂ محبت دودھ کی نہر کی شکل اختیار کریگا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشقِ الٰہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر بنے گا۔ ایں سببہا۔ اِن نہروں کے اسباب اُن نہروں کے مشابہ نہیں ہیں۔ ذوق سببہا۔ اِن چاروں نہروں کے اسباب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ چاروں نہریں بھی جنتی کے اختیار میں ہونگی جس طرف چاہیگا وہ رواں ہوجائینگی۔

هر طرف خواهی روانش می‌کنی — آں صفت چوں بُد چنانش می‌کنی

جس طرف تو چاہے اُن کو جاری کرتا ہے — وہ صفت جس طرح تھی ویسا ہی تو اُسے کرتا ہے

چوں[۱] مَنیِ تو کہ در فرمانِ تُست — نسلِ آں در امرِ تو آیند چُست

جبکہ تیری مَنی تیرے حکم میں ہے — اُس کی نسل تیرے حکم میں چُست ہے

می دَوَد بر امرِ تو فرزندِ تو — کہ منم جزوت کہ کردیش گرو

تیرا لڑکا تیرے حکم پر دوڑتا ہے — کہ میں تیرا جُزو ہوں، جو تو نے گروی رکھا تھا

آں[۲] صفت در امرِ تو بُود ایں جہاں — ہم در امرِ تست آں جُوہا رواں

اِس دنیا میں یہ سبب تیرے حکم میں تھا — وہ جاری نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں

آں درختاں مر ترا فرماں برند — کاں درختاں از صفاتت با بَرند

وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے — کیونکہ وہ درخت تیری صفتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں

چوں بامرِ تست اینجا ایں صفات — پس در امرِ تست آنجا آں جزات

چونکہ اِس جگہ یہ صفتیں تیرے حکم میں ہیں — تو تیرے وہ بدلے اُس جگہ تیرے حکم میں ہیں

چوں ز دستت زخم بر مظلوم رُست — آں درختے گشت زاں زقوم رُست

جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم لگا — وہ درخت بنا اس سے تھوہر اُگا

چوں ز خشم آتش تو در دلہا زدی — مایۂ نارِ جہنم آمدی

چونکہ تو نے دلوں میں غصہ سے آگ لگائی — تو جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا

آتشت[۳] اینجا چو آدم سوز بود — آنچہ از وے زاد مرد افروز بود

اِس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی — جو کچھ اُس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا

آتشِ تو قصدِ مردم می‌کند — نار کز وے زاد بر مردم زند

تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے — جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر بھڑکتی ہے

آں سخنہائے چو مار و کژدمت — مار و کژدم گشت و می‌گیرد دمت

وہ تیری باتیں، سانپ اور بچھو جیسی — سانپ اور بچھو بنیں اور تیرا دم گھونٹتی ہیں

اولیاء را داشتی در انتظار — انتظارِ رستخیزت گشت بار

تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا — قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

---

۱ چوں منی۔ انسان کو اپنے نطفہ پر اختیار ہے اسی طرح اس کا ثمرہ یعنی اولاد بھی حکم کے تابع ہوتی ہے۔ می دود۔ اولاد باپ کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہم باپ کے جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اُس نے رحم مادر میں رکھ دیا تھا۔

۲ آں صفت جن صفات سے وہ نہریں بنیں چونکہ وہ اختیاری تھیں لہٰذا نہروں پر بھی جنتی کو اختیار حاصل ہوگا۔ درختاں۔ جنت کے درخت بھی چونکہ انسان کی اختیاری صفتوں سے بنے ہیں لہٰذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔ چوں زدستت۔ جس طرح جنت کی اشیاء انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی طرح دوزخ کے عذاب انسان کے گناہوں سے بنتے ہیں۔ زقوم تھوہر کا پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔ ز خشم غصہ جہنم کی آگ کا سرمایہ بنتا ہے۔

۳ آتشت۔ انسان کے غصہ کی آگ انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ بھی انسانوں کو جلائے گی۔ سخنہائے۔ انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے سانپ اور بچھو کا کام کرتی تھیں دوزخ کے سانپ اور بچھو بنیں گی۔ اولیاء۔ انسان دنیا میں دوستوں کو دھوکے دے کر منتظر بناتا

تھا تو اس انتظار سے اس کے لئے حشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی پریشانی کا سبب ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

وعدۂ فردا و پس فردائے تو — انتظارِ حشرت آمد وائے تو
تیرا کل، اور پرسوں کا وعدہ — تیرا حشر کا انتظار بنا، تجھ پر افسوس ہے

منتظر مانی دراں روزِ دراز — در حساب و آفتابِ جاں گداز
اُس لمبے دن میں تو منتظر رہے گا — حساب اور جان کو پگھلانے والے سورج میں

کاسماں را منتظر می داشتی — تخمِ "فردا رہ روم" می کاشتی
اس لئے تو نے آسمان کو منتظر رکھا — تو نے "کل کو راہ روی اختیار کرونگا" کا بیج بویا

خشمِ تو تخمِ سعیر و دوزخ ست — ہیں بکش ایں دوزخت را کایں فخ ست
تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا بیج ہے — آگاہ! اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جال ہے

کشتنِ ایں نار نبود جز بنور — نورُکَ اَطفَأَ نارَنا نحنُ الشّکور
اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا — تیرے نور نے ہماری آگ بجھا دی ہم شکر گزار ہیں

گر تو بے نور آوری حلمے بدست — آتشت زندہ ست در خاکستر ست
اگر تو بغیر نور کے بُرد باری اختیار کرے گا — تیری آگ زندہ ہے اور راکھ میں (دبی) ہے

آں تکلف باشد و روپوش ہیں — نار را نکشد بغیر نورِ دیں
خبردار! وہ تکلف اور ڈھکن ہو گا — آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا

تا نہ بینی نورِ دیں ایمن مباش — کاتشِ پنہاں شود یک روز فاش
جب تک تو دین کا نور نہ دیکھے مطمئن نہ ہو — کیونکہ دبی ہوئی آگ ایک دن کھل جائیگی

نور آبے داں و ہم بر آب چفس — چونکہ داری آب از آتش مترس
نور کو پانی سمجھ اور پانی سے وابستہ ہو جا — جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر

آبِ آتش را کشد کاتش بخو — می بسوزد نسل و فرزندانِ او
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، کیونکہ آگ عادتاً — اس کی نسل، اور اولاد کو جلا دیتی ہے

سوئے آں مرغابیاں رو روز چند — تا ترا در آبِ حیوانی کشند
کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا — تاکہ وہ تجھے آبِ حیات میں لے جائیں

مرغِ خاکی مرغِ آبی ہم تن اند — لیک ضد انند و آب و روغن اند
خاکی، اور آبی پرند یکساں جسم کے ہیں — لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں پانی اور تیل ہیں

ہے اسی لئے آگ اس کی پیداوار کو جلا دیتی ہے۔ فرزنداں یعنی نباتات۔ مرغابیاں یعنی وہ اہل اللہ جو دین کے نور میں غرق ہیں۔ مرغِ خاکی یعنی یہ سمجھ لو کہ حقیقی اہل اللہ اور بناوٹی بظاہر یکساں ہیں لیکن دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا تیل جو آگ کو اور پھیلا دیتا ہے۔

۱ وعدہ۔ دوستوں سے جھوٹے وعدے کر کے ان کو انتظار کی تکلیف میں مبتلا کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود پریشان ہوگا۔ آفتاب۔ سورج سوا نیزے کی بلندی پر اس کے سر پر ہوگا۔ کہ سماں۔ عبادت کے جھوٹے وعدے کر کے آسمان والوں کو منتظر بناتا تھا۔ رہ روم۔ یعنی راہِ ہدایت پر چلوں گا۔ خشم۔ انسان کا غصہ دوزخ کا بیج ہے اور انسان کے لئے ہلاکت کا جال ہے۔ فخ۔ جال۔

۲ کشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو دین کے نور سے بجھا سکتا ہے۔ نورک۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پلصراط پر سے گذرے گا تو جہنم کہے گی اے مومن تو جلد گزر جا تیرے نور نے میری آگ بجھا دی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گذار ہیں کہ اے مرشد تیرے نورِ دین نے ہمارے غصہ کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ گر تو۔ اگر کوئی شخص اپنی طبعی بُرد باری سے غصہ کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ راکھ میں دب جائے گی، بالکل نہ بجھے گی۔ روزِ فاش چونکہ وہ بالکل نہیں بجھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے گی۔ نور۔ دین کے نور کو اس آگ کو بجھانے کا پانی سمجھو اگر وہ حاصل ہو جائے تو پھر آگ سے خطرہ نہیں ہے۔

۳ آب۔ پانی آگ کو بجھاتا

ہر یکے[51] بر اصلِ خود رانندہ اند — اِحتیاطے کُن بہم مانندہ اند

ہرایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے — احتیاط کر، (دونوں) باہمی مشابہ ہیں

ہمچناں کہ وسوسہ و وحیِ اَلست — ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست

جیساکہ وسوسہ اور الست کا الہام — دونوں عقلی ہیں لیکن (دونوں میں) فرق ہے

ہر دو دلّالانِ بازارِ ضمیر — رختہا را می ستایند اے امیر

دونوں دل کے بازار کے دلّال ہیں — اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کر رہے ہیں

گر تو صرافِ دلی فکرت شناس — فرق کُن سِرِّ دو فکرت چوں نخاس

اگر تو دل کا صراف ہے اپنے فکر کو پہچان — بردہ فروش کی طرح اپنے دونوں فکروں کے بھید میں

ور ندانی ایں دو فکرت از گماں — لاخلابہ گوئی و مشتاب و مراں[52]

اگر تو گمان سے ان دونوں فکروں کو نہ سمجھ سکے — "دھوکا نہ ہو" کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا

تا نماند در تفکر جانِ تو — غبن ناید بر تو و بر خانِ تو

تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے — تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حیلۂ دفعِ مغبون شدن در بیع و شری

خرید و فروخت میں دھوکا کھا جانے کے دفعیہ کی تدبیر

آں یکے یارے پیمبر را بگفت — کہ منم در بیعہا با غبن جفت

ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا — کہ میں معاملات میں ٹوٹے سے دوچار ہوتا ہوں

مکرِ ہر کس کو فروشد یا خرد — ہمچو سحر ست و ز راہم می برد

جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری — جادو کی طرح ہے، اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے

گفت در بیعے کہ ترسی از غرار — شرط کُن سہ روز خود را اختیار

فرمایا کہ جس معاملہ میں تو دھوکے سے ڈرے — تین دن کے لئے اپنے لئے خیار کی شرط کر لے

کہ تانّی[53] ہست از رحمٰن یقیں — ہست تعجیلت ز شیطانِ لعیں

کیونکہ آہستہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے — تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے

پیشِ سگ چوں لقمۂ ناں افگنی — بو کُند آنگہ خورد اے معتنی

تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے — اے خورشہ چین! وہ سونگھتا ہے پھر کھاتا ہے

من الشیطان یعنی توقف کرنا اللہ کی جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے۔
پیشِ سگ۔ کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں کھاتا بلکہ اسکو سونگھتا ہے۔

[51] ہر یکے۔ حقیقی شیخ اور مزوّر شیخ اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔ ہمچناں۔ حق کی مثال وسوسہ اور الہام ہے دونوں عقل اور غیر محسوس چیزیں ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ وحی یعنی الہام۔ اَلَسْت یعنی عہدِ اَلَسْت کی قسم کا الہام بہر دو وسوسہ۔ اور الہام دونوں دل کے بازار میں آکر اپنے اپنے سامان کی تعریف کرتے ہیں تاکہ انسان ان کی طرف راغب ہو جائے۔ نخاس۔ غلام فروش۔ لاخلابہ۔ "دھوکا نہ ہو" یہ جملہ خریدار اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی اچھائی برائی کا فوری فیصلہ نہ کر سکے اور اپنے لئے اختیار لے لے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس معاملہ کو باقی رکھوں یا فسخ کر دوں۔

[52] مغبون۔ وہ شخص جو معاملے میں نقصان میں ہو۔ ہارے۔ حدیث شریف میں ہے کہ منقذ بن حبان تمیمی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کاروباری ہوں اور معاملے میں دھوکا کھا جاتا ہوں تو آنحضور نے فرمایا کہ تم معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لَاخِلَابَةَ وَلِیَ الْخِیَارُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ دھوکا نہ ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے۔ غرار۔ دھوکا۔

[53] تانّی۔ توقف، جلد بازی نہ کرنا۔ حدیث شریف میں ہے التَّاَنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالْعَجَلَةُ

Presented by www.ziaraat.com

[۱] اُو بہ بینی بُو کند ما با خرد | رو بہ بُویش خوش بعقل منتقد
وہ ناک سے سونگھتا ہے ہم عقل سے | جا اسکو پرکھی ہوئی عقل سے اچھی طرح سونگھ

با تأنّی گشت موجود از خدا | تا بشش روز ایں زمین و چرخہا
خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے | چھ دن میں یہ زمین اور آسمان

ورنہ قادر بود کز کُن فیکوں | صد زمین و چرخ آوردے بروں
ورنہ وہ قادر تھا کہ کُن فیکون کے ذریعہ | سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا

[۲] آدمی را اندک اندک آں ہمام | تا چہل سالش کند مرد تمام
وہ شہنشاہ، آدمی کو رفتہ رفتہ | اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے

گرچہ قادر بود کاندر یک نفس | از عدم پراں کند پنجاہ کس
اگرچہ وہ قادر تھا کہ ایک دم میں | عدم سے پچاس شخص روانہ کر دے

بُود عیسیٰؑ را دمے کز یک دعا | بے توقف زندہ کردے مُردہ را
(حضرت) عیسیٰؑ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے | مُردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے

خالق عیسیٰؑ نہ بتواند کہ او | بے توقف مردم آرد تو بتو
(کیا) حضرت عیسیٰؑ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ | بے توقف تہ بہ تہ انسان پیدا کرے؟

ایں تأنّی از پئے تعلیم تست | کہ طلب آہستہ باید بے شکست
یہ آہستہ روی، تیری تعلیم کے لئے ہے | اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے

جُو یکے کوچک کہ دائم می رود | نے نجس گردد نہ گندہ می شود
وہ چھوٹی سی نہر جو ہمیشہ جاری رہتی ہے | (وہ) نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ

زیں تأنّی زاید اقبال و سرور | ایں تأنّی بیضہ دولت چوں طیور
یہ آہستہ روی (اقبال) مندی، اور خوشی پیدا کرتی ہے | یہ آہستہ روی انڈا ہے (اور) دولت پرندوں کی طرح ہے

[۳] مرغ کے ماند بہ بیضہ اے عنید | گرچہ از بیضہ ہمی آید پدید
اے سرکش! پرند انڈے سے کب مشابہ ہے؟ | اگرچہ وہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے

باش تا اجزائے تو چوں بیضہا | مرغہا زایند اندر انتہا
ٹھہر کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح | آخر میں پرند جنیں

بیضۂ مار ارچہ ماند در شبہ | بیضۂ کنجشک را دور ست رہ
سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے | چڑیا کے انڈے سے (لیکن دونوں میں) بہت فرق ہے

---

[۱] او: جس طرح کتا ناک سے سونگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعے اس بات کو پرکھنا چاہیے حقیقت کیسی ہوئی۔ باتأنّی۔ اطمینان سے زمین و آسمان کو چھ دن میں آہستہ آہستہ بنایا ہے۔ کن: یعنی امر خداوندی جس پر چیز فوراً وجود میں آجاتی ہے۔

[۲] آدمی۔ انسان کے قوی چالیس سال میں مکمل ہوتے ہیں اگرچہ خدا کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں کامل انسان پیدا کردے۔ عیسیٰ ایک پھونک سے کسی انسان کو زندہ کر دیتے تھے۔ تأنّی۔ خدا کے عمل میں آہستگی انسانوں کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں میں یہی طریقہ اختیار کریں۔ بے شکست۔ مسلسل۔ جو یک۔ چھوٹی سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری رہتی ہے کبھی نجس اور گندہ نہیں ہوتی۔ زیں: آہستہ روی سے اقبال اور سرور حاصل ہوتا ہے اور نیک بختی کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

[۳] مرغ: آہستہ روی سے نیک بختی کی دولت پیدا ہوتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انڈے سے پرند پیدا ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صوری مشابہت نہیں ہے۔ بیضہ مار: جس طرح عمل اور اس کے نتیجہ میں مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر دو عمل صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن ان کے نتائج مختلف نکلتے ہیں جیسا کہ سانپ اور چڑیا کا انڈا۔

Presented by www.ziaraat.com

دانی اے عاقل کہ مانند سینؔ بہ شین — در نوشتن لیک در نقطہ ببین

اے عقلمند! تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے — لکھنے میں، لیکن نقطہ پر غور کرلے

دانۂ آبی بدانۂ سیب نیز — گرچہ ماند فرقہا داں اے عزیز

بہی کا بیج بھی سیب کے بیج سے — اگرچہ مشابہ ہے (لیکن) اے عزیز! بہت فرق سمجھ

برگہا ہمرنگ باشد در نظر — میوہا ہر یک بود نوعِ دگر

پتے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں — ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے

برگہائے جسمہا مانندہ اند — لیک ہر جانے بریعے زندہ اند

پتے (یعنی جسم (باہم) مشابہ ہیں — لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے

خلق در بازار یکساں میروند — آں یکے در ذوق و دیگر دردمند

لوگ، بازار میں یکساں جاتے ہیں — (لیکن) انہیں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے

ہمچناں در مرگ یکساں میرویم — نیم در خسران و نیمے خسرویم

اسی طرح موت (کے بازار) میں ہم یکساں جاتے ہیں — ہم میں سے نصف ٹوٹے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گو — از بلالؓ و از ہلال و کار او

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ — (حضرت) بلالؓ اور ہلال اور انکے کارنامے کی بات

وفات یافتنِ بلال رضی اللہ عنہ با شادی و طرب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلالؓ از ضعف شد ہمچوں ہلال — رنگِ مرگ افتاد بر روئے بلالؓ

جب حضرت بلالؓ کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے — (حضرت) بلالؓ کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے

جفتِ او دیدش بگفتا واحرب — پس بلالش گفت نے نے واطرب

اُنکی بیوی نے اُن کو دیکھا کہا ہائے لُٹ گئے — تو حضرت بلالؓ نے اُنسے کہا نہیں نہیں خوشی ہو

تاکنوں اندر حرب بودم ز زیست — تو چہ دانی مرگ چہ عیش ست و چیست

اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا — تو کیا جانے موت میں کسقدر عیش ہے اور کیا چیز ہے!

ایں ہمی گفت و رخش در عین گفت — نرگس و گلبرگ و لالہ می شگفت

وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان اُنکا چہرہ — نرگس اور گلاب کی پتیوں اور لالہ کیطرح کھل رہا تھا

تابِ رو و چشمِ پُر انوارِ او — می گواہی داد بر گفتارِ او

چہرے کی رونق اور اُن کی پُر نور آنکھیں — اُن کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۵۱ سین اور شین، بہی کا بیج اور سیب کا بیج بظاہر یکساں ہیں لیکن نتیجے مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر درختوں کے پتے یکساں نظر آتے ہیں لیکن اُن پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔ اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر مختلف مرتب ہوتے ہیں۔

۵۲ ہمچناں۔ اسی طرح نیک اور بد کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف مرتب ہوتے ہیں۔ ہمچوں ہلال۔ یعنی پہلی رات کے چاند کی طرح زرد اور کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ، موت کے آثار۔

۵۳ جفت۔ بیوی۔ واحرب۔ یعنی میں لُٹ گئی۔ واطرب۔ یعنی خوشی کا وقت ہے۔ ز زیست۔ زندگی مصائب کا سبب تھی موت عیش و عشرت کا سبب ہے۔ ایں ہمی گفت۔ یعنی حضرت بلالؓ کے حالات اُن کی بات کی گواہی دے رہے تھے اور موت کے بہترین آثار اُن پر مرتب ہو رہے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

هر سیه دل خود سیه دیدے وُرا ۔۔۔ مردمِ دیده سیه آمد چرا

ہر سیہ دل ان کو کالا دیکھتا ۔۔۔ آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے!

مردمِ نادیده آمد رُوسیاه ۔۔۔ مردمِ دیده بُوَد مرآتِ ماه

نابینا انسان رُوسیاہ ہوئے ۔۔۔ آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں

خود که بیند مردمِ دیده ترا ۔۔۔ در جهاں جز مردمِ دیده فزا

آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے ۔۔۔ دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟

چوں بغیرِ مردمِ دیده اش ندید ۔۔۔ پس بغیرِ اُو که در رنگش رسید

چونکہ ... آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ دیکھ ۔۔۔ تو پس (آنکھ کی پتلی کے) سوا کون ان بلالؓ کے رنگ کو

پس جز اُو جمله مقلِّد آمدند ۔۔۔ در صفاتِ مردمِ دیده بلند

ان (آنکھ کی پتلی) کے علاوہ سب مقلد ہیں ۔۔۔ بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں

گفت جفتش الفراق اے خوش خصال ۔۔۔ گفت نے نے الوصال ایں فصال

اُن کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت! جدائی ہے ۔۔۔ انھوں نے فرمایا، نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے

گفت جفت امشب غریبے میروی ۔۔۔ از تبار و خویش غایب میشوی

بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بنکر جا رہے ہو ۔۔۔ خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو

گفت نے نے بلکه امشب جانِ من ۔۔۔ میرسد خود از غریبی در وطن

انھوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان ۔۔۔ خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے

گفت اے جان و دلم واحسرتا ۔۔۔ گفت نے نے جانِ من یا دولتاه

انھوں نے عرض کیا اے میری جان اے دل افسوس ہے ۔۔۔ انھوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان! بڑی خوش نصیبی ہے

گفت روئیت را کجا بینیم ما ۔۔۔ گفت اندر حلقهٔ خاصِ خدا

انھوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے ۔۔۔ فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں

حلقهٔ خاصش بتو پیوسته است ۔۔۔ گر نظر بالا کنی نے سوئے پست

اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے ۔۔۔ اگر تو اوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب

اندراں حلقه ز ربُّ العالمین ۔۔۔ نور می تابد چو در حلقه نگیں

اس حلقہ میں رب العالمین کا ۔۔۔ نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ انگوٹھی کے حلقہ میں نگینہ

حلقہ۔ وہ مقام جس میں مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی کی طرف نہ دیکھے۔ اندراں۔ اس حلقہ میں اللہ کی خاص تجلی ہوگی۔

۱؎ جن کا دل سیاہ ہے وہ چونکہ ان کو سیاہ رُو دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ اس کی حقارت کی دلیل نہیں ہے آنکھ کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی فضیلت ظاہر ہے اندھا رُوسیاہ ہے اور پتلی والا چاند کا آئینہ ہے۔ خود کہ یعنی بلالؓ کو آنکھ کی پتلی جیسا شخص ہی وہ گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں حاصل ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام۔ بلال۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی اوصاف کو آنحضورؐ اور صحابہ سمجھ سکے۔

۲؎ پس۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں خصال۔ خصلت کی جمع ہے عادت۔ فصال جدائی یعنی موت۔

۳؎ غریبے۔ یعنی آپ تنہا رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔ تبار۔ خاندان۔ غریبی۔ دنیا، مسافرت کی جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی وہ مقتدر شہنشاہ کے پاس سچائی کی جگہ میں ہونگے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت ویران گشت این خانہ دریغ | گفت اندر مہ نگر منگر بمیغ

انھوں نے عرض کیا افسوس ہے یہ گھر ویران ہو گیا | فرمایا چاند کو دیکھ، ابر کو نہ دیکھ

حکمتِ ویران گشتنِ تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویران تا کند معمورتر | قوم انبہ بود و خانہ مختصر

ویران کیا، تاکہ زیادہ آباد کرے | لوگ زیادہ تھے، اور گھر مختصر (تھا)

من چو آدم بودم اوّل حبسِ کرب | پُر شد اکنوں نسلِ جانم شرق و غرب

میں شروع میں (حضرت) آدم کی طرح بے چینی میں تھا | اب میری جان کی نسل سے مشرق و مغرب بھر گئی

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ | شاہ گشتم قصر باید بہرِ شاہ

میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا | میں شاہ ہو گیا، بادشاہ کے لئے قصر چاہیے

قصرہا خود مر شہاں را مانس است | مردہ را خانہ و مکاں گورے بس است

قلعے، شاہوں کے لئے مانوس ہیں | مُردے کیلئے ایک قبر، گھر اور مکان کافی ہے

انبیا را تنگ آمد ایں جہاں | چوں شہاں رفتند اندر لامکاں

انبیا کے لئے یہ جہان تنگ ہو گیا | (تو) شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے

مردگاں را ایں جہاں بنمود فر | ظاہرش زفت و بمعنی تنگ تر

مُردوں کو اس جہان نے شان و شوکت دکھائی | جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے

گر نبودے تنگ ایں افغاں ز چیست | چوں دو تا شد ہر کہ در وے بیش زیست

اگر وہ تنگ نہ ہوتا، تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟ | جو اس میں زیادہ جیتا ہے دوہرا کیوں ہو جاتا ہے؟

در زمانِ خواب چوں آزاد شد | زاں مکاں بنگر کہ جاں چوں شاد شد

نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے | اس مکان سے، دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے؟

ظالم از ظلمِ طبیعت باز رست | مردِ زندانی ز فکرِ حبس جست

ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا | قیدی، قید کی فکر سے نکل گیا

ایں زمین و آسمانِ بس فراخ | سخت تنگ آمد بہنگامِ مناخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں | ڈیرہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ نکلے

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ | خندہ او گریہ فخرش جملہ ننگ

(یہ دنیا) بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے | اس کی ہنسی رونا ہے اس کا فخر ذلت ہے

لہ خانہ یعنی جسم۔ مہ۔ یعنی روح بتیغ۔ ابر یعنی جسم ویران۔ ویرانی کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوم۔ یعنی میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن گیا تھا اس جسم میں اس کی گنجائش نہ تھی۔ چو آدم۔ حضرت آدم تنہائی سے گھبراتے تھے پھر [illegible] ہوتا اور نسل کی پیدائش ہوئی۔ نسلِ جانم یعنی روح کے [illegible] جو جسم [illegible] [illegible] ہے۔

لہ [illegible] جسم میں یہی روح [illegible] تھی اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے شاہ بن گیا ہوں تو قصرِ بلندی ضرورت ہے۔ انبیاء۔ انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ مُردگاں۔ جو مُردہ دل ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت والی ہے۔ یہ دنیا اہلِ دنیا کیلئے وسیع اور اہلِ باطن کے لئے بہت تنگ ہے۔

لہ گر نبودے۔ اگر دنیا تنگ نہیں ہے تو پھر اس کے باشندوں میں شور و غل کیوں ہے اور یہ بڑھاپے میں کیوں جھکتے جاتے ہیں جھکنا تو مکان کی تنگی سے ہوتا ہے۔ ایں دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی روح آزاد ہو جاتی ہے۔ چشم بند۔ دنیا جو حقیقتاً تنگ ہے

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ خلاصی ست از تنگی

دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع، اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ وہ تنگی سے نجات ہے

ہمچو گرمابہ کہ تفتیدہ بُود ۔۔۔ اندر آئی جانت بخسیدہ بُود[1]
حمام کی طرح، جو گرم ہو ۔۔۔ تو اندر آئے، تیری جان پژمردہ ہوتی ہے

گرچہ گرمابہ عریض ست و طویل ۔۔۔ زاں تپش تنگ آیدت جان و کلیل
اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے ۔۔۔ اس گرمی سے تیری جان تنگ اور عاجز آجاتی ہو

تابروں نائی نہ بکشاید دلت ۔۔۔ پس چہ سود آمد فراخی منزلت
جب تک تو باہر نہیں آجاتا ہے تیرا دل نہیں کھلتا ۔۔۔ تو جگہ کی وسعت سے تجھے کیا فائدہ ہے؟

یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی ۔۔۔ در بیابان فراخے می روی
یا اے گمراہ! تو تنگ جوتا پہنے ۔۔۔ (اور) وسیع جنگل میں تو چلے

آں فراخی بیاباں تنگ گشت ۔۔۔ بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت
جنگل کی وہ وسعت تنگ ہو جائے گی ۔۔۔ وہ جنگل، اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہوگا

ہر کہ دید او مرترا از دور گفت[2] ۔۔۔ کو دراں صحرا چو لالہ بر شگفت
جس نے تجھے دور سے دیکھا، کہا ۔۔۔ وہ اس جنگل میں لالے کی طرح کھلا ہے

او نمیداند کہ تو چوں ظالماں ۔۔۔ از بروں در گلشنی جاں در فغاں
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح ۔۔۔ باہر سے چمن میں ہے، جان فریاد میں ہے

خوابِ[3] تو آں کفش بیروں کرد نست ۔۔۔ کہ زمانے جانت آزاد از تن ست
تیری نیند اس جوتے (جسم) کو اتار دینا ہے ۔۔۔ کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے

اولیا را خواب مُلک ست اے فلاں ۔۔۔ ہمچو آں اصحاب کہف اندر جہاں
اے فلاں! اولیاء کیلئے نیند سلطنت ہے ۔۔۔ جس طرح دنیا میں اصحاب کہف

خواب[4] می بینند و آنجا خواب نے ۔۔۔ در عدم در می روند و باب نے
وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے ۔۔۔ وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے

خانہ تنگ و دروں جاں چنگلوک ۔۔۔ کرد ویراں تا کند قصر ملوک
گھر تنگ ہے اور اندر جان ایک چنگلوک (ٹیڑھی) ہے ۔۔۔ اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

---

[1] ہمچو گرمابہ۔ دنیا کو وسیع بھی اور تنگ بھی بتایا اب اس کو مثالوں سے سمجھاتے ہیں، حمام جو گرم ہوتا ہے تو باوجود وسعت کے اس میں طبیعت تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور تنگ بھی تفتیدہ۔ تفتیدن اور تفسیدن گرم ہونا۔ بخسیدہ۔ بخسیدن، پژمردہ ہونا۔ یا کہ۔ وسیع جنگل میں اگر کوئی تنگ جوتا پہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع بھی ہو اور اس کے لئے تنگ بھی ہو یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت کے باوجود تنگ ہے۔

[2] ہر کہ۔ وسیع جنگل میں تنگ جوتے والے کو دیکھنے والا تو کہے گا کہ بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح آہ و فغاں کرتی ہو۔

[3] خواب۔ انسان جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے پاؤں سے تنگ جوتا اتر جاتا ہے اور اولیاء کی روح حالت بیداری میں بھی اس طرح آزاد رہتی ہے جس طرح عوام کی روح نیند کی حالت میں، ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

[4] خواب۔ اولیاء حالت بیداری میں خواب دیکھتے ہیں اور عالم عدم کی سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ چنگلوک۔ حضرت بلاحؒ نے فرمایا تنگی کی حالت میں روح اس جسم میں ایسی گھری رہتی ہے جیسے چنگلوک۔ وہ شخص جس کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو کر رہ جائیں لقوے کا اثر۔

چنگلوکم چون جنین[1] اندر رحم — نُہ مہ گشتم شُد ایں نقلاں مہم

میں اپاہج ہوں، جیسا کہ رحم میں بچہ — مجھے نو مہینے ہوگئے ہیں، یہ انتقال ضروری ہے

گر نباشد دردِ زہ بر مادرم — من دریں زنداں میانِ آذرم

اگر میری ماں کو دردِ زہ نہ ہوتا — میں اس قیدخانہ میں آگ میں ہوتا

مادرِ طبعم ز دردِ مرگِ خویش — می کُند زہ تا رہد برہ زمیش

میری مادرِ طبیعت اپنی موت کے درد سے — زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے

تا چرد آں برہ در صحرائے سبز — ہیں رحم بکشا کہ گشت آں برہ گبز

تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ سرسبز میدان میں چُگے — ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ فربہ ہوگیا ہے

دردِ زہ[2] گر رنج آبستاں بود — بر جنین اشکستنِ زنداں بود

دردِ زہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجبِ تکلیف ہوتا ہے — بچے کے لئے قیدخانہ کا ٹوٹنا ہوتا ہے

حاملہ گریاں ز زہ کاین المناص — واں جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص

حاملہ دردِ زہ سے روتی ہے کہ بچاؤ کی جگہ کہاں ہے — اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چھٹکارا درپیش ہے

ہر چہ زیرِ چرخ ہستند امہات — از جماد و از بہیمہ و ز نبات

جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں — جمادات، اور حیوانات، اور نباتات سے

ہر یکے[3] از دردِ غیرے غافل اند — جز کسانے کہ نبیہ و عاقل اند

ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے — سوائے اُن کے جو خبردار اور عقلمند ہیں

آنچہ کوسہ داند از خانہ کساں — بلمہ از خانہ خودش کے داند آں

کوسہ لوگوں کے گھر کے بارے میں جانتا ہے — لمبی داڑھی والا اپنے گھر کے بارے میں بھی کب جانتا ہے؟

آنچہ صاحبدل بداند حالِ تو — تو ز حالِ خود ندانی اے عمو

صاحبِ دل جو کچھ تیرے حال کے بارے میں جانتا ہے — اے بچا! تو خود ویسا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے

آنچہ بیند در جبینت اہلِ دل — کے بہ بینی در خود اے از خود خجل

صاحبِ دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے — اے اپنے آپ سے شرمندہ! تو خود اپنے بارے میں کب جانتا ہے!

بیان آنکہ ہر چہ غفلت و کاہلی و تاریکی ست ہمہ از تن ست کہ ارضی و سفلی ست

اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ارضی اور سفلی ہے

---

[1] جنین۔ بچہ ماں کے پیٹ میں نو مہینے رہتا ہے مگر یہ مدت حمل ہے۔ گر نباشد۔ جان پر موت کی تکلیف ایسی ہی ہے جس طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو دردِ زہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ آذر۔ آگ۔ برہ۔ بھیڑ کا بچہ یعنی روح۔ میش۔ بھیڑ یعنی جسم۔ آں برہ۔ موت کے بعد روح عالمِ اعلیٰ کی سیر کرتی ہے۔

[2] دردِ زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو ہوتی ہے روح اُس کی وجہ سے قید سے آزاد ہوتی ہے۔ المناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ اُمہات۔ یعنی جمادات اور حیوانات اور نباتات میں سے جننے والی مائیں۔

[3] ہر یکے۔ ہر انسان اپنے درد میں مبتلا ہے اور اسی سے باخبر ہے۔ نبیہ۔ باخبر۔ کوسہ۔ مختصر داڑھی والا جو عموماً ذہین ہوتا ہے یعنی اولیاء اللہ۔ بلمہ۔ لمبی داڑھی والا جو عموماً بے وقوف ہوتا ہے۔ آنچہ۔ اولیاء اللہ دوسروں کے احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا واقف نہیں ہوتا۔ آنچہ۔ اولیاء ماں کے پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

غفلت[1] از تن بود چون تن روح شد — بیند او اسرار را بے ہیچ بد
غفلت جسم کی وجہ سے تھی جب جسم روح بنا — وہ یقینی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے

چوں زمیں برخاست از جو فلک — نے شب و نے سایہ باشد نے دلک
جب زمین کا آسمان کی فضا سے نکل جائے — نہ رات ہوگی، اور نہ سایہ، اور نہ زوال

ہر کجا سایہ ست و شب یا سایگہ — از زمیں باشد نہ از افلاک و مہ
جہاں کہیں سایہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے — وہ زمین کی وجہ سے، نہ آسمانوں اور چاند سے

دود پیوستہ ہم از ہیزم بود — نے ز آتشہائے مستنجم بود
دھواں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے — نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے

وہم[2] افتد در خطا و در غلط — عقل باشد در اصابتہا فقط
وہم، خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے — درستگی میں صرف عقل ہوتی ہے

ہر گرانی و کسل خود از تن ست — جاں ز خفت جملہ در پریدن ست
ہر گرانی اور سستی جسم کی وجہ سے ہے — جان ہلکے پن سے پوری اُڑان میں ہے

روئے سرخ از کثرت خونہا بود — روئے زرد از جنبش صفرا بود
سرخ چہرہ، خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے — زرد چہرہ صفرے کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے

رو سفید از قوت بلغم بود — باشد از سودا کہ رو ادہم بود
سفید چہرہ، بلغم کی قوت سے ہوتا ہے — سودا کی وجہ ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے

در حقیقت[3] خالق آثار اوست — لیک جز علت نبیند اہل پوست
درحقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے — لیکن کھال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں

مغز کو از پوستہا آوارہ نیست — از طبیب و علت او را چارہ نیست
مغز، جو چھلکوں سے جدا نہیں ہے — طبیب اور بیماری سے اس کو مفر نہیں ہے

چوں دوم بار آدمی زادہ بزاد — پائے خود بر فرق علتہا نہاد
جب انسان، دو بار پیدا ہوا — اُس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھ دیا ہے

علت اولی نباشد دین او — علت آخری ندارد کین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی — آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

[1] غفلت۔ انسان کی سب غفلتیں مادی بدن کی وجہ سے ہیں۔ جو آ۔ چونکہ زمین فلک کے درمیان میں ہے لہٰذا اس کے جس حصہ پر سورج پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات اب اگر زمین اس دائرہ سے طلوع ہوجائے تو پھر اسکی یہ صفت بدل جائے اسی طرح اگر مجاہدات کے ذریعہ جسمانی حجاب رفع کر دیا جائے تو روح ہمیشہ منور رہے اور اُس پر غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔ دلک۔ سورج کا زوال۔ ہیزم۔ دھواں کثیف جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے اسیطرح کدورات جسم پیدا ہوتی ہیں روح اُن کا مخزن نہیں ہے۔ مستنجم۔ روشن کرنے والا۔

[2] وہم۔ وہم دھوکے کی بنا ہے جو غلطی میں پڑتا ہے عقل، نور محض ہے۔ زردی۔ خون چہرے کی سرخی کا سبب، صفرا، زردی کا سبب بلغم سفیدی کا سبب سودا سیاہی کا سبب ہے تو جس طرح چہرے کے یہ حالات اسباب کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں کدورتیں اسباب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ورنہ وہ منور چیز ہے۔

[3] درحقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین فلسفی انکو علت اور مؤثر کا جو قرار دیتا ہے۔ مغز۔ وہ علم جو استدلالی ہے اس میں

غلطی واقع ہوتی ہے علم کشفی اور الہامی غلطی سے مبرا ہے۔ دوم بار۔ پیدا ہونیکے بعد جب انسان مجاہدات کے ذریعہ دوبارہ اصل حیات حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر لات مار دیتا ہے اور مسبب الاسباب ہی کو مؤثر حقیقی سمجھتا ہے۔ علت اولیٰ فلاسفہ خدا کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں متکلمین اور اہل مذہب خدا کو فاعل مختار مانتے ہیں علت کا معلول کا صدور اضطراری ہوتا

می پرد چوں آفتاب اندر اُفق ..... با عروسِ صدق و صفوت در تتق
وہ اُفق میں سورج کی طرح اُڑتا ہے ..... خلوص اور سچائی کی دلہن کیساتھ قُبہ میں

بلکہ بیروں از اُفق و ز چرخہا ..... بے مکاں باشد چوں ارواح و نُہیٰ
بلکہ وہ اُفق اور آسمانوں سے باہر ..... بے مکان ہو جاتا ہے جیسا کہ روحیں اور عقلیں

پس عقولِ ما ست سایہ اے عمو ..... می فتد چوں سایہ در پاہائے او
اے چچا! ہماری عقلیں سایہ ہیں ..... سایہ کی طرح اس کے پاؤں پڑتی ہیں

تشبیہ نص با قیاس

نص کی قیاس کے ساتھ تشبیہ

مجتہد ہر گہ کہ باشد نص شناس ..... اندراں صورت نیندیشد قیاس
مجتہد جبکہ نص سے واقف ہوتا ہے ..... وہ اس صورت میں قیاس نہیں کرتا ہے

چوں نیابد نص اندر صورتے ..... از قیاس آنجا نماید عبرتے
اگر کسی صورت میں اس کو نص نہیں ملتی ہو ..... قیاس سے اس مقام پر تعبیر کرتا ہے

نص وحیِ روحِ قدسی داں یقیں ..... واں قیاسِ عقلِ جزوی تحتِ ایں
قدسی روح کے الہام کو تو نص سمجھ ..... اور ناقص عقل کا قیاس اس سے کم ہے

عقل از جاں گشت با ادراک و فر ..... روح او را کے شود زیرِ نظر
عقل، روح سے باعلم و شوکت بنی ..... روح اس کے ماتحت کب ہو سکتی ہے!

لیک جاں در عقل تاثیرے کند ..... زاں اثر آں عقل تدبیرے کند
لیکن روح عقل میں اثر کرتی ہے ..... اس اثر سے وہ عقل تدبیر کرتی ہے

نوح وار ار صدمتے زد در تو روح ..... کو یم و کو کشتی و طوفانِ نوح
اگر روح نے نوحؑ کی طرح تجھ میں اثر کیا ہے ..... سمندر کہاں ہے؟ کشتی اور نوحؑ کا طوفان کہاں ہے؟

عقل اثر را روح پندارد ولیک ..... نورِ خور از قرصِ خور دور ست نیک
عقل تاثیر کو روح سمجھ جاتی ہے لیکن ..... سورج کا نور، سورج کی ٹکیہ سے بہت دور ہے

زاں بقرصے سالکے خورسند شد ..... تا ز نورش سوئے قرص افگند شد
سالک اس نور کی وجہ سے ٹکیہ پر خوش ہوا ..... یہاں تک کہ اس کے نور سے ٹکیہ کی جانب روانہ ہوا

سے بہ شعبق ہے یہ اس کی طلب ہے تاثیر اور روح میں وہی فرق ہے جو سورج اور اس کے نور میں ہے۔
زاں جب یہ معلوم ہو گیا کہ نور اور چیز ہے اور سورج دوسری چیز ہے تو سالک صرف نور پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ سورج تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

لتہ حق ہے۔ وہ ولایت الٰہی کی سیر کرتا رہتا ہے تحقق جار پر۔ چونکہ ارواح جس طرح جسم اور عقلیں لامکان میں رہتی ہیں، اسی طرح یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ پس عقول۔ اس کامل روح کے سامنے ہماری عقول ہیچ ہیں تشبیہ۔ اس مضمون میں یہ ثابت کرتا ہے کہ روح کامل کا الہام بمنزلہ نص کے ہے۔
۲ مجتہد۔ وہ شخص جو قرآن و حدیث میں مذکورہ احکام کو ان چیزوں پر حکم لگاتا ہے جن کا حکم قرآن و حدیث میں موجود نہیں ہے اس کے پاس اگر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث بطور نص کے موجود ہوتی ہے تو وہ اس کے ذریعہ حکم بیان کرتا ہے ورنہ کسی نص پر قیاس کر کے حکم جاری کرتا ہے۔ روح قدسی۔ روح قدسی کا احساس بمنزلہ نص کے ہے اور ہمارا عقل ادراک بمنزلہ قیاس کے ہے جو نص سے کم درجہ کی چیز ہے جبکہ عقل نے روح سے استفادہ کیا ہے تو روح اس سے کمتر کیسے ہو سکتی ہے۔ جان اور عقل۔ روح عقل میں موثر ہے اور عقل کی تدبیر روح کی تاثیر ہے۔
۳ نوح وار۔ اگر روح نے عقل میں تاثیر بھی کردی ہے تب بھی عقل کو روح کی ہمسری مناسب نہیں ہے اس میں وہ اسباب و علامات کہاں ہیں جو روح میں ہیں۔ عقل عقل بسا اوقات روح کی تاثیر کو

زانکہ ایں نورے کہ اندر سافل ست ۔۔۔ نیست دائم روز و شب او آفل ست

اس لئے کہ یہ نور جو عالم سفل میں ہے ۔۔۔ مستقل نہیں ہے روزو شب میں غروب کرجانیوالا ہے

وانکہ اندر قرص دارد باش و جا ۔۔۔ غرقۂ آں نور باشد دائما

وہ جو ٹکیہ میں قیام اور جگہ رکھتا ہے ۔۔۔ وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے

نے سحابش رہ زند نے خود غروب ۔۔۔ وارہید او از فراقِ سینہ کوب

نہ ابر اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈوبنا ۔۔۔ وہ سینہ پیٹنے والی جدائی سے نجات پاگیا

[۵۱] اینچنیں کس اصلش از افلاک بود ۔۔۔ یا مبدل گشت گر از خاک بود

ایسے شخص کی اصل آسمانوں سے ہوتی ہے ۔۔۔ اگر وہ خاک سے تھا، تو تبدیل ہوگیا ہے

زانکہ خاکی را نباشد تاب آں ۔۔۔ کہ زند بر وے شعاعش جاوداں

کیونکہ خاکی میں اُس کی طاقت نہیں ہوتی ہو ۔۔۔ کہ اُس پر اُس کی شعاع ہمیشہ پڑے

گر زند بر خاک دائم تابِ خور ۔۔۔ آنچناں سوزد کہ ناید زو ثمر

اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے ۔۔۔ ایسی جل جائے کہ اُس سے پھل نہ پیدا ہو

[۵۲] دائم اندر آب کارِ ماہی ست ۔۔۔ مار را با او کجا ہمراہی ست

ہمیشہ پانی میں رہنا مچھلی کا کام ہے ۔۔۔ سانپ کی اُسکے ساتھ ہمراہی کہاں ہوسکتی ہے!

لیک در کہ مارہائے پُرفن اند ۔۔۔ اندریں یم ماہیاں را می کشند

لیکن پہاڑوں میں بہت سے پُرفن سانپ ہیں ۔۔۔ جو اس سمندر میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں

مکرِ شاں گر خلق را شیدا کند ۔۔۔ ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا کند

اُن کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے ۔۔۔ (لیکن) دریا سے اُنکی گھبراہٹ اُنکو رسوا کرتی ہو

[۵۳] واندریں یم ماہیان تو سن اند ۔۔۔ مار را از سحر ماہی میکنند

اس سمندر میں قوی مچھلیاں ہیں ۔۔۔ جو سانپ کو تدبیر سے مچھلی بنا دیتی ہیں

گر تو ماری شو قرینِ ماہیاں ۔۔۔ تا شوی چوں ماہیاں در یم رواں

اگر تو سانپ ہے مچھلیوں کا ساتھی بن جا ۔۔۔ تاکہ مچھلیوں کی طرح سمندر میں چلے

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال ۔۔۔ بحر شاں آموختہ سحرِ حلال

دریائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں ۔۔۔ (کہ) سمندر نے اُن کو حلال جادو سکھا دیا ہے

وحدت میں تیرنا سکھا دیں گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی اولیاء جادو کرتے ہیں جس سے ماہیت تبدیل ہوجاتی ہے لیکن ان کا جادو حلال جادو ہے۔

۵۱ اینچنیں کس اصلش۔ دنیا میں جو آثارِ وحدت ہیں وہ فانی ہیں۔ لیکن جس کا وصل ذات تک ہوجائیگا وہ اس نور میں مستغرق رہےگا کے سبب سے خدا کی جسمانی کا نقص نور سے مانع ہوگی دنیا ظاہر وحدت کا فنا ہونا اس کے لئے فراق کی سینہ کوبی کا سبب بنے گا نہ کچھ۔ ایسا شخص عرشی ہوگا جو عرشی ہوگا یا اگر وہ ناسوتی ہے تو اس کے مجاہدوں کے ذریعہ اپنے ناسوتی ہونے کو ختم کرتا ہے تاکہ۔ خاکی اور ناسوتی ذات کی شعاعوں کی تاب نہیں ہوتا اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ برداشت نہ کرے گی اور اس میں اگانے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔

۵۲ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ دائمی طور پر پانی کو برداشت کرسکتی ہے سانپ خشکی کی چیز ہے وہ ہمیشہ سمندر میں نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔ مکرشاں۔ کبھی ناسوتی لاہوتی بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بحرِ وحدت اُن کو رسوا کر دیتا ہے۔

۵۳ واندریں یم۔ یہاں ایسے لاہوتی انسان ہیں جو ناسوتیوں کو لاہوتی بنا دیتے ہیں۔ گرتو۔ اگر تو ناسوتی ہے تو لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر وہ تجھے دریائے

بس[1] محال از تابِ ایشاں حال شُد — نحس آنجا رفت و نیکو فال شُد

بہت سے محال اُن کی طاقت سے واقع بن گئے ہیں — منحوس اُدھر پہنچا ہے اور نیک بخت بن گیا ہے

زہر آنجا رفت و شکر شد یقین — سنگ آنجا رفت گوہر شُد ثمین

وہاں زہر گیا ہے اور یقیناً شکر بن گیا ہے — وہاں پتھر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

خاک زر شُد سنگ گوہر پائے سَر — می نہ بیند بجز بشر چشمِ بشر

خاک سونا، پتھر جوہر، پاؤں سر ہو گیا ہے — انسان کی آنکھ انکو سوائے بشر کے کچھ نہیں سمجھتی ہے

تاقیامت[2] گر بگویم زین کلام — صد قیامت بگذرد ویں ناتمام

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں — تو قیامتیں گذر جائیں گی اور یہ نا تمام رہے گی

آدابُ المُستَمِعِینَ وَالمُرِیدِینَ عِندَ فَیضِ الحِکمَۃِ مِن لِسَانِ الشَّیخ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مُریدوں کے آداب

بر ملولاں ایں مکرر کردن ست — نزدِ من عمرِ مکرر بُردن ست

تنگدلوں پر یہ مکرر کرنا ہے — میرے نزدیک دوبارہ زندگی حاصل کرنا ہے

شمع از برقِ مکرر بر شوَد — خاک از تابِ مکرر زر شوَد

شمع مکرر نور سے اونچی ہوتی ہے — مٹی مکرر گرمی سے، سونا بن جاتی ہے

گر ہزاراں طالب اند و یک ملول — از رسالت باز می ماند رسول

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رنجیدہ — پیغام پہنچانے سے رسول رُک جاتا ہے

ایں[3] رسولانِ ضمیر و راز گو — مستمع خواہند اسرافیل خو

یہ دل کے پیغام رساں، اسرار بیان کرنیوالے — (حضرت) اسرافیلؑ کی عادت والا سننے والا چاہتے ہیں

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں — چاکری خواہند از اہلِ جہاں

وہ شاہوں کی سی نخوت اور بڑائی رکھتے ہیں — دنیا داروں سے خدمتگاری چاہتے ہیں

تا ادبہاشاں بجا گہ ناوری — از رسالت شاں چگونہ بر خوری

جب تک تو اُن کے آداب بجا نہ لائے — اُن کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اُٹھائے گا؟

کے رسانند آں امانت را بتو — تا نباشی پیش شاں راکع دو تو

تجھے وہ امانت کب پہنچائیں گے؟ — جب تک کہ اُن کے سامنے رکوع میں دُہرا نہ ہو جائے

---

[1] بس محال۔ بہت سی ناممکن باتوں کو اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے ہیں۔ سنگ تحت اُن کی صحبت میں برے اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ می نہ بیند لیکن منکرین اُن کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

[2] تاقیامت۔ ان اہل اللہ کی صحبت کی تاثیر کا اگر میں قیامت تک بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ بر ملولاں۔ جو لوگ میری اس طرح کی باتوں سے ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مکرر بیکار مضمون ہے لیکن الٰہی مضامین کا اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شمع۔ روشنی کی تکرار شمع کو نئی زندگی بخشتی ہے۔ خاک۔ سورج کی شعاعوں کے مکرر ہونے سے زمین میں سونے کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ گر ہزاراں۔ بزرگوں کی محفل ایک مکدر سے مکدر ہو جاتی ہے اور مضامین غیبیہ کی آمد بند ہو جاتی ہے۔ رسول۔ یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا بزرگ۔

[3] ایں۔ یعنی اولیاء اللہ دلوں کو پیغام دیتے ہیں اور اسرار الٰہی سناتے ہیں۔ اسرافیل خو۔ حضرت اسرافیل ہر وقت صور پھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے لئے منتظر ہیں۔ نخوتے۔ ان اولیاء کا شاہانہ مزاج ہوتا ہے اور مریدوں کی اصلاح کیلئے اُن سے خدمتگذاری کے خواہاں رہتے ہیں۔ تا۔ مرید کے

[1] محض ذکر و فکر کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجا لانا بھی ضروری ہے۔ کہ شیخ کی پوری اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت کی امانت مرید کے سپرد کرتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

[1] ہر ادب شاں کے ہمی آید پسند — کامدند ایشاں زایوانِ بلند
اُن کو ہر ادب کب پسند آئے گا — کیونکہ وہ اونچی بارگاہ سے آئے ہیں

نے گدایانند کز ہر خدمتے — از تو دارند اے مزوّر منّتے
وہ محتاج نہیں ہیں کہ ہر خدمت سے — اے فریبی! وہ تیرے احسان مند ہوں

لیک با بے رغبتیہائے ضمیر — صدقۂ سلطاں بیفشاں وا مگیر
لیکن دل کی بے رغبتیوں کے باوجود — شاہی خیرات بکھیر دے، بند نہ کر

اسپ خود راں اے رسولِ آسماں — در ملولاں منگر و اندر جہاں
اے آسمانی قاصد! اپنا گھوڑا دوڑا دے — بے رغبت لوگوں اور دنیا کو نہ دیکھ

[2] فرخ آں تُرکے کہ استیزہ نہد — اسپش اندر خندقِ آتش جہد
مبارک ہے وہ شہسوار جو اختلاف کو (بالائے طاق) — اس کا گھوڑا آگ کی خندق کود جائے

گرم گرداند فرس را آنچناں — کہ کند آہنگِ اوجِ آسماں
رکھے وہ گھوڑے کو ایسا گرم کر دے — کہ وہ آسمان کی بلندی کا قصد کرے

چشم را از غیر و غیرت دوختہ — ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ
بیگانے، اور غیرت سے آنکھ بند کر لی ہو — خشک اور تر کو آگ کی طرح جلا دیا ہو

گر پشیمانی برو عیبے کند — آتش اوّل در پشیمانی زند
اگر پشیمانی اُس کی عیب گیری کرے — پہلے پشیمانی ہی میں آگ لگا دے

[3] بلکہ خود پشیمانی نروید از عدم — چوں بہ بیند گرمیٔ صاحب قدم
بلکہ خود پشیمانی ہی عدم سے وجود میں نہیں آتی ہے — جبکہ وہ صاحبِ قدم کی گرمی کو دیکھتی ہے

شناختنِ ہر حیوان بوئے عدوّے خویش را و حذر کردن

ہر جانور کا اپنے دشمن کی خوشبو کو پہچاننا اور بچاؤ کرنا، اور بربادی،

و بطالت و خسارتِ آں کسے کہ عدوّے کسے بود کہ

اور نقصان اُس شخص کا جو کسی ایسے کا دشمن ہو جس سے

از و حذر ممکن نیست و فرار ممکن نے و مقابلہ ممکن نے

بچاؤ ممکن نہیں ہے، اور فرار ممکن نہیں ہے اور مقابلہ ممکن نہیں ہے

شناختن جس طرح ہر جانور اپنے دشمن کی خوشبو سونگھ کر بھاگ جاتا ہے پشیمانی مرشدِ کامل کی خوشبو پا کر بھاگ جاتی ہے بطالت۔ وہ شخص نہایت ہی بدبخت ہے جو ایسے شخص سے دشمنی کرے جس سے کوئی مفر نہیں ہے۔

[1] ہر ادب۔ معمولی ادب کا کام نہ چلے گا شیخ کی شایانِ شان ادب ضروری ہے۔ منّتے۔ غیر مناسب ادب سے اس میں شکر گذاری کی کیفیت نہ پیدا ہوگی۔ لیک۔ گذشتہ اشعار میں سمجھایا گیا تھا کہ جب تک طلب صادق نہ ہو اسرار کی تعلیم نہیں دی جا سکتی اب اپنے آپ کو مولانا اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ سننے والوں کی بے رغبتی کے باوجود اُن پر اسرار کی بارش کی جائے۔ رسولِ آسماں یعنی اسرارِ الٰہی بیان کرنے والا اس سے خود مولانا کی اپنی ذات مراد ہے۔

[2] فرخ۔ جو مبلغ سامعین کی بے رغبتی کے ہوتے ہوئے اسپِ بیان کو دوڑا دے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔ چشم را۔ اغیار کے سامنے اسرار بیان کرنا مشکل ہوتا ہے نیز غیرت کا تقاضہ ہے کہ تنگ دل لوگوں کے سامنے اسرار نہ بیان کئے جائیں لیکن ایسا مبلغ قابلِ مبارکباد ہے جو ان موانع سے قطع نظر کرے۔ گر پشیمانی۔ بے توجہ لوگوں کے سامنے اسرار بیان کرنے سے اگر شرمندگی طاری ہو تو اس کو پھونک ڈالے۔

[3] خود پشیمانی یعنی کامل مرشد کو ایسے حالات میں بھی پشیمانی نہیں ہوتی ہے۔ صاحب قدم۔ مرشد کامل۔

Presented by www.ziaraat.com

اسپ داند بانگ و بوئے شیر را — گرچہ حیوان ست اِلّا نادرا
گھوڑا شیر کی آواز اور بُو کو جانتا ہے — اگرچہ جانور ہے، مگر بہت کم

بل عدوِ خویش را ہر جانور — خود بداند از نشان و از اثر
بلکہ ہر جانور، اپنے دشمن کو — علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے

روز خفاشک نیارد بر پرید — شب بروں آید چو دزدانِ جرید
چمگادڑ دن میں نہیں اُڑ سکتی ہے — رات کو نکلے، چوروں کی طرح نکلتی ہے

از ہمہ محروم تر خفاش بود — کہ عدوِ آفتابِ فاش بود
سب سے زیادہ محروم چمگادڑ ہے — کیونکہ وہ روشن سورج کی دشمن ہے

نے تواند در مصافش زخم خورد — نے بنفریں تاندش مقہور کرد
نہ تو میدان میں اُس کا مقابلہ کر سکتی ہے — نہ نفرت کی وجہ سے اُس کو مغلوب کر سکتی ہے

آنکہ آں خورشید از احسان و جود — بر نہ درّاند ز قہرش تار و پود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے — غصہ سے اُس کا تانا بانا نہیں پھاڑتا ہے

آفتابے کے بگرداند قفاش — از برائے غصہ و قہرِ خفاش
سورج اپنا رُخ کب موڑتا ہے؟ — چمگادڑ کے غصہ اور غضب کی وجہ سے

غایتِ لطف و کمالِ او بود — ورنہ خفاشش کجا مانع شود
یہ اُس کا انتہائی کرم اور کمال ہے — ورنہ چمگادڑ کہاں اُس کو روک سکتی ہے؟

دشمن ار گیری بحدِ خویش گیر — تا بود ممکن کہ گردانی اسیر
اگر تو دشمن بنائے، تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا — تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اُس کو قابو میں کر لے

قطرہ با قلزم چو استیزہ کند — ابلہ است او ریشِ خود برمی کند
قطرہ جب سمندر سے دشمنی کرے — وہ بیوقوف ہے، اپنی داڑھی نوچتا ہے

حیلت او از سبالش نگذرد — خنجرِ حلقِ قمر چوں بردرد
اُس کی تدبیر اُس کی مونچھوں سے آگے نہیں بڑھتی ہو — چاند کا گلا اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے

با عدوِ آفتاب ایں بد خطاب — اے عدوِ آفتابِ آفتاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی — اے سورج کے سورج کے دشمن!

اے عدوِ آفتابے کز فرش — می بلرزد آفتاب و اخترش
اے اُس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے — سورج اور اُس کے ستارے لرزتے ہیں

ملہ الّا نادرا۔ بہت کم ہے کہ گھوڑا شیر کی بُو کو نہ پہچانے بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو پہچان لیتا ہے۔ چونکہ تمہارا خفاش چمگادڑ سب سے زیادہ بدبخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی ہے لہٰذا اس سے اس کو کوئی ضرر نہیں اسی طرح سے کہ زیادہ بدبخت وہ ہے جو حقیقی آفتاب یعنی ولی سے دشمنی برتے۔ متقابل سے جنگ ہمیشہ غلط ہے۔
ملہ آنکہ۔ یہ سورج کا کرم ہے کہ وہ اس چمگادڑ کو نیست نہیں بنا دیتا ہے اسی طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ منکرین کو تباہ و برباد نہیں کرتے ہیں۔
ملہ قفا یعنی پشت۔ دشمن۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بُری ہے۔ دشمنی اگر کی ہی جائے تو ایسے شخص سے کی جائے جس کو انسان مغلوب کر سکے۔
ملہ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمندر سے دشمنی کرے جو حض اُس کی حماقت ہے۔ حیلت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر یعنی ولی کامل۔ آفتاب۔ چمگادڑ جو آسمانی سورج کی دشمن ہے اسکی بات تو ہم نے بتا دی ولی کا دشمن تو آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے آفتاب آفتاب۔ ولی۔ آفتاب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تو عدوِ اُو نہ خصمِ خودی | چہ غم آتش را کہ تو ہیزم شدی
تو اس کا دشمن نہیں ہے، اپنا دشمن ہے | آگ کو کیا فکر ہے جبکہ تو ایندھن ہو گیا ہے

اے عجب از سوزشت اُو کم شود | یا ز درد و غصہ اَت پُر غم شود
تعجب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے | یا تیرے درد اور غصہ سے وہ غمگین ہو

رحمتش نے رحمتِ آدم بود | کہ مزاجِ رحمِ آدم غم بود
اس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے | انسان کی رحمت کی ملاوٹ غم ہوتا ہے

رحمتِ مخلوق باشد غصہ ناک | رحمتِ حق از غم و غصہ است پاک
مخلوق کی رحمت غصہ سے ملی ہوئی ہے | اللہ کی رحمت غم و غصہ سے پاک ہے

رحمتِ بیچون چنیں دان اے پدر | نا ید اندر وہم از وے جز اثر
اے بیٹا! بے مثال کی رحمت کو یوں سمجھ | سوائے نشان کے وہ سمجھ میں نہیں آتی ہے

فرق میانِ دانستن چیزے بمثال و تقلید و میان دانستن ماہیت آن چیز
کسی چیز کو مثال اور تقلید سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہر ست آثار و میوۂ رحمتش | لیک کے داند جز او ماہیتش
اس کی رحمت کے پھل کے آثار ظاہر ہیں | لیکن اس کی حقیقت سوائے اس کے اور کون جانتا ہے

ہیچ ماہیات اوصافِ کمال | کس نداند جز بآثار و مثال
کمالی اوصاف کی ماہیتیں | کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا

طفل ماہیت نداند طمث را | جز کہ گوئی ہست چون حلوا ترا
بچہ جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے | سوائے اس کے کہ تو کہہ دے کہ وہ تیرے لئے حلوا جیسا ہے

طفل را نبود ز وطی زن خبر | جز کہ گوئی ہست آن خوش چون شکر
بچہ کو عورت سے جماع کرنے کی لذت کی خبر نہیں ہے | سوائے اس کے کہ تو کہہ دے وہ شکر جیسا خوش ذائقہ ہے

کے بود ماہیتِ ذوقِ جماع | مثلِ ماہیاتِ حلوائے مطاع
جماع کی لذت کی حقیقت کب ہو سکتی ہے | اے جناب! حلوے کی ماہیتوں جیسی

لیک نسبت کرد از روئے خوشی | با تو آں عاقل کہ تو کودک وشی
لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدی | اس عقلمند نے تیرے لئے چونکہ تو بچہ کی طرح ہے

جا سکتی ہے کہ اس سے کہا جائے کہ وہ ایسا مزیدار ہے جیسا کہ حلوا کے لڈو۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی حقیقت کچھ اور ہے۔

لے تو عدو۔ ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور یہ دشمنی خود اس کی اپنے ساتھ دشمنی ہے اے عجب۔ اللہ تعالیٰ سے انسان کی دشمنی اللہ میں کوئی نقصان نہیں پیدا کر سکتی۔ رحمتش جس طرح اللہ کا علم بے پایاں ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی خاص قسم ہے کہ مزاج۔ انسان کا رحم غم سے ملا جلا ہوتا ہے کسی مجبور کو دیکھ کر انسان پر غم طاری ہوتا ہے پھر اس کی رحمت [illegible]

سلے رحمت مخلوق۔ انسان کی رحمت رشفقت غصہ سے ملی جلی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ رحمت بے چون جس طرح ذات کی ذات کی حقیقت کا سمجھنا ناممکن ہے اسی طرح اس کی صفات بھی عقل سے بالاتر ہیں۔ ان صفتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

سلے فرق کسی چیز کو مثال کے ذریعہ سے جاننا اور بات ہے اور حقیقت ماہیت کو جاننا اور بات ہے۔ اوصاف کمال حضرت حق تعالیٰ کی صفات کمالیہ۔ طفل بچے عقلوں میں ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے طمث حیض، جماع جز کہ گوئی بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح سمجھائی

Presented by www.ziaraat.com

تابداند[1] کودک آں را از مثال
تاکہ بچہ اس کو مثال سے سمجھ لے
گر نداند ماہیت با عینِ حال
اگر اسکی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے

پس اگر گوئی بدانم دُور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
ور بگوئی کہ ندانم زُور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جھوٹ نہیں ہے

گر کسے[2] گوید کہ دانی نوحؑ را
اگر کوئی کہے، کہ تو نوحؑ کو جانتا ہے
واں رسولِ حق و نورِ روح را
اُس اللہ کے رسولؑ اور روح کے نور کو

گر بگوئی چوں ندانم کاں قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ وہ چاند
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں

کودکانِ خرد در کتابہا
چھوٹے بچے مکتبوں میں
واں اماماں جملہ در محرابہا
اور تمام امام محرابوں میں

نامِ اُو خوانند در قرآں صریح
اُن کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
قصہ اَش گویند از ماضی فصیح
اُن کا گذشتہ قصہ وضاحت کے بیان کرتے ہیں

راست گو دانیش تو از روئے وصف
سچ ہے کہ تو اُن کو اوصاف کے اعتبار سے جانتا ہے
گرچہ ماہیت نشد از نوحؑ کشف
اگرچہ حضرت نوحؑ کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے

ور بگوئی من چہ دانم نوحؑ را
اگر تو کہے میں (حضرت) نوحؑ کو کیا جانوں؟
آں گزیدہ حق و محضِ روح را
اُس اللہ کے برگزیدہ، اور خالص روح کو

من[3] کجا دانستنِ اُو از کجا
میں کہاں؟ اور اُن کا جاننا کہاں
ہمچو اُوئے داند اُو را اے فتیٰ
اے نوجوان! اُن کو اُن جیسا ہی جان سکتا ہے

مورِ لنگم من چہ دانم فیل را
میں لنگڑی چیونٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟
پشہ کے داند اسرافیلؑ را
مچھر (حضرت) اسرافیلؑ کو کیا جانے؟

ایں سخن ہم راست از روئے آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
کہ بماہیت ندانیش اے فلاں
اے فلاں! اُنکی حقیقت کے اعتبار سے تو انکو نہیں جانتا ہے

عجز از ادراکِ ماہیت عمو
اے چچا! ماہیتوں کے ادراک سے عجز
حالتِ عامہ بود دریاب تو
عوام کی حالت ہوتی ہے، تو حاصل کرلے

زانکہ ماہیات و سرِ سرِ آں
کیونکہ ماہیتیں اور اُن کے راز کا راز
پیشِ چشمِ کاملاں باشد عیاں
کاملوں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

[1] تابداند جب حقیقت کو سمجھنا نامشکل ہوتا ہے تو اُس چیز کو مثالوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس۔ یہ علم جو مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو اس چیز کا علم بھی کہا جاسکتا ہے۔ چونکہ مثال سے بہرحال کچھ علم حاصل ہوتا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم ہے۔

[2] گر کسے۔ اگر کسی کو حضرت نوحؑ کا علم اُنکی بعض صفات سے حاصل ہے اور کماحقہٗ اُنکی حقیقت معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ میں حضرت نوحؑ کو جانتا ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں اُنسے واقف نہیں ہوں۔ قمر یعنی حضرت نوحؑ۔ کتاب۔ کتب۔ مدرسہ۔ کشف کھلنا معلوم۔ گزیدہ۔ برگزیدہ۔

[3] من کجا یعنی میں اس قابل کہاں کہ اُنکی حقیقت سے واقف ہوسکوں۔ عجز اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے ناواقفیت عوام کے لئے ہوتی ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت معلوم کرسکے۔ زانکہ۔ کامل لوگ ماہیتوں اور اُن کے راز کے راز سے بھی واقف ہوتے ہیں ماہیات کے اعیانِ ثابتہ مراد ہیں اور سِر ماہیات سے مراد اسمائے الٰہی ہیں اور سرِ ماہیات کے سِر سے مراد حقیقتِ الٰہیہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

در وجود از سرِ حق و ذاتِ او | دُور تر از فہم و استبصار کو
اللہ اور اس کی ذات کے راز ۔ وجود میں | فہم و بصیرت سے زیادہ دور اور کوئی چیز نہیں ہے

چونکہ آں مخفی نماند از محرماں | ذات و وصفے چیست کاں ماند نہاں
جبکہ محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا | تو کس کی ذات اور صفت ہے جو پوشیدہ رہے گی؟

عقلِ بحثی گوید ایں دور است و گو | بے زتاویلے محالے کم شنو
بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے اور کہاں ہے؟ | کسی ناممکن کو بغیر تاویل کے نہ سُن

قطب گویدمر ترا اے سست حال | آنچہ فوقِ حالِ تست آید محال
قطب تجھے کہتا ہے کہ اے سست حال | جو تیری حالت سے بالا ہے تجھے محال نظر آتا ہے

واقعاتے کہ کنونت برکشود | نے کہ اول ہم محالت می نمود
وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں | کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے محال نظر آتے تھے؟

چوں رہانیدت زدہ زنداں کرم | تیہ را بر خود مکن حبسِ ستم
جب تجھے کرم نے دس قیدخانوں سے آزاد کر دیا ہے | ظلم کر کے قید کو اپنے لئے قیدخانہ نہ بنا

چوں خلاصی یافتی از صد بلا | فقر را بر خود مکن رنج و عنا
جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے | فقر کو اپنے اوپر رنج اور مشقت نہ بنا

سہل گیرش تا نگردد مشکلت | ورنہ قند شکر چو زہر قاتلت
اس کو آسان سمجھ تاکہ تیرے لئے مشکل نہ بنے | ورنہ شکر تیرے لئے قاتل زہر بنے گی

سوئے بحثِ خویش تا زاے بوالحسن | کایں سخن پایاں ندارد جانِ من
اے ابوالحسن! اپنی بحث کی جانب آ | اے جانِ من! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

نسبتِ اثبات با نفی از نخست | گر بیانش می کنی برگو درست
اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے | اگر تو بیان کرتا ہے تو ٹھیک بیان کر

جمع و تفریق میانِ نفی و اثباتِ یک چیز از روئے نسبت و اختلافِ جہت

ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے

جب حق کے کرم نے سینکڑوں مصیبتیں ٹال دیں تو افلاس اور فقر کی مصیبت کو بھی ٹال دیگا جب دسوں حواس سے آزادی مل گئی تو کشف و شہود بھی میسر آ جائے گا۔ بحثِ خویش یعنی نفی اور اثبات کی بحث۔ ابو الحسن۔ یعنی ماہیتوں کے ادراک کی بحث۔ ابو الحسن سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد ہے۔ جمع و تفریق۔ نفی اور اثبات ایک جگہ جمع بھی ہو جاتے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز ہے ایک حیثیت اور جہت سے وہ معلوم ہے دوسری حیثیت اور جہت سے وہ نامعلوم ہے۔

لے در وجود ۔ اللہ کی ذات اور اس کی صفات عقل اور سمجھ سے بالاتر ہیں۔ جو چیز بھی کامل اولیا ان سے واقف ہوتے ہیں۔ ذات و صفے۔ جبکہ اولیا ذات و صفات احدیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات ان سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ لے عقل بحثی۔ یعنی فلسفی کی عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات کے بارے میں جو اولیاء کو علم ہے وہ عقل سے محسوس ہوتا محال ہے لہٰذا ایسی تاویل کی جا سکتی ہے اس کو تاویل سمجھنا ضروری ہے۔ قطب ۔ ولی۔ واقعات مان لینے کو کہتا ہے کہ چونکہ یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں لہٰذا فلسفی کو محال نظر آتی ہیں تو اس نے فلسفی کی عقل کو محال تو یہ ہے کہ جب تک کوئی چیز وجود میں نہ آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب اس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا ہے زمین کو حرکت کو محال سمجھا جاتا تھا اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب یہیں کو متحرک مان لیا گیا ہے۔ لے چوں رہانیدت ۔ جب انسان مجاہدہ کرتا ہے تو وہ پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور کشف و شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تیہ ۔ وہ میدان تھا جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں رہے جس کا ذکر

نفیِ آں یک چیز و اثباتش رواست — چوں جہت شد مختلف نسبت دوتاست

ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے — جب جہت بدل گئی، نسبتیں دو ہو گئیں

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[1] از نسبت است — نفی و اثبات ست ہر دو مثبت است

"تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا" نسبت کے اعتبار سے ہے — نفی اور اثبات ہے، دونوں درست ہیں

آں تو افگندی چو بر دستِ تو بود — تو نیفگندی کہ قوتِ حق نمود

"تو نے پھینکا" چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا — "تو نے نہیں پھینکا" چونکہ طاقت اللہ نے دی تھی

زورِ آدم زادہ را حدے بود — مشتِ خاک اشکستِ لشکر کے شود

انسان کی طاقت کی ایک حد ہے — ایک مٹھی مٹی ایک لشکر کی شکست کا سبب کیسے ہو سکتی ہے

مشت مشتِ تست و افگندن زماست — زیں دو نسبت نفی و اثباتش رواست

مٹھی تو تیری مٹھی ہے، اور پھینکنا ہمارا ہے — ان دو نسبتوں کی وجہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے

یَعْرِفُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ اَضْدَادُھُمْ[2] — مِثْلَ مَا لَا یَشْتَبِہْ اَوْلَادُھُمْ

انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں — اس طرح جس طرح کہ ان کو اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے

ہمچوں فرزندانِ خود دانند شاں — منکراں با صد دلیل و صد نشاں

ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں — منکر لوگ، دلیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے

لیک از رشک و حسد پنہاں کنند — خویشتن را بر ندانم می زنند

لیکن رشک اور حسد سے چھپاتے ہیں — اپنے آپ کو "ہم نہیں جانتے" کا مصداق بناتے ہیں

پس چو یعرف گفت چوں جائے دگر — گفت لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ فَذَرْ

پس جبکہ "وہ پہچانتا ہے" فرمایا دوسری جگہ کیوں — "ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس چھوڑ دے" فرمایا

اِنَّھُمْ تَحْتَ قِبَائِیْ کَامِنُوْن — جز کہ یزداں شاں نداند ز آزموں

وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں — ان کو خدا کے سوا آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے

ہم بہ نسبت گیر ایں مفتوح را[3] — کہ بدانی و ندانی نوح را

اس کھلی ہوئی بات کو بھی تو نسبت کے ذریعے سمجھ لے — کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے

زیں نمط بسیار آمد در خبر — کاں بہ نسبت باشد اے جاں معتبر

اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے — اے جان! کہ وہ نسبت کے ذریعے معتبر ہوتی ہے

مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل

کامل درویش کی فنا، اور بقا کا معاملہ

---

[1] مَا رَمَیْتَ۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مشتِ مٹی دشمنوں کی طرف پھینکی جس سے وہ اندھے اور شکست یاب ہو گئے۔ چونکہ آنحضورؐ نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو پھینکنے کی نسبت آنحضورؐ کی طرف کی گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا جو آنحضورؐ کا ذاتی نہ تھا اس لئے پھینکنے کی آنحضورؐ سے نفی کر دی گئی۔

[2] یَعْرِفُوْن۔ انبیاء کے بارے میں فرمایا گیا ہے جو اولیاء پر بھی صادق ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں پھر فرمایا گیا کہ اولیاء میرے دامن میں چھپے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ چونکہ جاننا اور نہ جاننا دو حیثیتوں سے ہے لہٰذا دونوں باتیں درست ہیں۔

[3] ہم بہ نسبت۔ حضرت نوحؑ کو جاننا اور نہ جاننا بھی اسی اعتبار سے سمجھ لے۔ زیرِ مسئلہ حیثیت اور جہت بدل جانے سے دو متضاد حکم بہت سی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔ مسئلہ کسی کی فنا و بقا کا مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا [illegible] ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت قائل در جہاں درویش نیست ۔۔۔ ور[1] بود درویش آں درویش نیست

کہنے والے نے کہا، دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے ۔۔۔ اور اگر درویش ہوگا تو وہ درویش نہیں ہے

ہست از روئے بقائے ذاتِ او ۔۔۔ نیست گشتہ وصفِ او در وصفِ ہُو

اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ "ہے" ۔۔۔ اس کا وصف اللہ کے وصف میں "نیست" ہوگیا ہے

چوں زبانۂ شمع پیشِ آفتاب ۔۔۔ نیست باشد ہست باشد در حساب

جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل ۔۔۔ "نہیں ہے" ہوتا ہے (لیکن) حساب میں "ہے"

ہست باشد ذاتِ او تا تو اگر ۔۔۔ بر نہی پنبہ بسوزد زاں شرر

اس کی ذات موجود ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر تو ۔۔۔ روئی رکھدے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی

نیست باشد روشنی ندہد ترا ۔۔۔ کردہ باشد آفتاب او را فنا

معدوم ہوتا ہے، تجھے روشنی نہیں دیتا ہے ۔۔۔ سورج نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے

در دو[2] صد من شہد یک وقیہ خل ۔۔۔ چوں در افگندی و در وے گشت حل

دو سو من شہد میں ایک اوقیہ سرکہ ۔۔۔ جب تو نے ڈال دیا اور وہ اس میں حل ہوگیا

نیست باشد طعمِ خل چوں می چشی ۔۔۔ ہست یک وقیہ فزوں چوں می کشی

جب تو چکھے گا سرکہ کا مزہ معدوم ہوگا ۔۔۔ جب تو وزن کرے گا ایک اوقیہ بڑھا ہوا ہے

پیشِ[3] شیرے آہوئے بیہوش شد ۔۔۔ ہستیش در ہستِ او روپوش شد

ایک ہرن، شیر کے سامنے بے ہوش ہوگیا ۔۔۔ اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی

ایں قیاسِ ناقصاں بر کارِ رب ۔۔۔ جوششِ عشق ست نے ترکِ ادب

اللہ (تعالیٰ) کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس ۔۔۔ ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نہیں ہے، عشق کا جوش ہے

نبضِ عاشق بے ادب بر می جہد ۔۔۔ خویش را در کفۂ شہ می نہد

عاشق کی نبض بلا لحاظ، ادب کرتی ہے ۔۔۔ اپنے آپ کو شاہ کے پلڑے میں رکھتی ہے

بے ادب تر نیست زو کس در جہاں ۔۔۔ با ادب تر نیست زو کس در نہاں

دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے ۔۔۔ در پردہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے

درجہ میں برابری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں لامحالہ کوئی نسبت ہوتی ہے اور ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق عشق کی مستی میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا درجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہٰذا وہ گستاخی نہیں ہے۔

[1] ور بود۔ یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہے اور اس کو بقا باللہ حاصل ہے چوں زبانہ۔ دن میں سورج کے سامنے اگر شمع روشن کرو تو اس پر متضاد حکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑگئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی لو پر روئی رکھو تو وہ جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے۔

[2] در دو صد۔ اگر دو سو من شہد میں ایک سیر سرکہ ملادو تو کہہ سکتے ہو کہ سرکہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سرکہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کروگے تو وہ دو سو من ایک سیر ہوگا۔ اوقیہ۔ چالیس درہم کا وزن، ہمزہ کو حذف کرکے وقیہ بھی کہدیتے ہیں۔

[3] پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے بیہوش ہوگیا تو وہ فانی بھی ہے اور باقی بھی ہے۔ ایں قیاس۔ فنا و بقا میں یہ قیاس جو دی گئی ہیں وہ حضرت حق کی شایانِ شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترکِ ادب مقصود نہیں ہے نبضِ عاشق۔ عشقِ الٰہی کا دعویٰ ایک

هم بہ نسبت[1] دان وفاق اے منتخب
اے برگزیدہ! جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ
ایں دو ضد با ادب با بے ادب
باادب اور بے ادب ان دو ضدوں کا

بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
جب تو دیکھے گا، وہ بظاہر بے ادب ہوگا
کہ بود دعوی عشقش ہمسری
کیونکہ اُس کا عشق کا دعویٰ، برابری ہے

چوں بباطن بنگری دعوی کجاست
جب تو حقیقت کو دیکھے گا، دعویٰ کہاں ہے؟
او و دعوی پیش آں سلطاں فناست
وہ اور اُس کا دعویٰ شاہ کے سامنے معدوم ہیں

مات[2] زیدٌ زید اگر فاعل بود
"زید مرگیا" زید اگرچہ فاعل ہے
لیک فاعل نیست کو عاطل بود
لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ بیکار ہے

او ز روئے لفظِ نحوی فاعل ست
وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے
ورنہ او مفعول و موتش قاتل ست
ورنہ وہ مفعول ہے، اور موت اسکی قاتل ہے

فاعلے چہ کو چناں مقہور شد
وہ فاعل کیسا وہ ایسا مغلوب ہے
فاعلیہا جملہ از وے دور شد
تمام فاعلی اُس سے دور ہوگئی ہے

قصۂ[3] وکیلِ صدرِ جہاں کہ متہم شد و از بخارا گریختہ از بیمِ جاں، باز عشقش گریباں گرفت کہ کارِ جاں بہر جاناں سہل باشد عاشقاں را

صدرِ جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہوگیا تھا، اور جان کے ڈر سے بخارا سے بھاگ گیا تھا، پھر عشق نے اُس کا گریبان پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندۂ صدرِ جہاں
بخارا میں، صدرِ جہاں کا ایک غلام
متہم شد گشت از صدرش نہاں
متہم ہوگیا، اُس کے دربار سے غائب ہوگیا۔

مدتِ دہ سال سرگرداں بگشت
دس سال تک مارا مارا پھرا
گہ خراساں گہ کہستاں گاہ دشت
کبھی خراسان میں، کبھی کہستان میں، کبھی جنگل میں

از پسِ دہ سال او از اشتیاق
دس سال کے بعد وہ عشق کی وجہ سے
گشت بے طاقت ز ایامِ فراق
جُدائی کے زمانہ سے، بے بس ہوگیا

گفت تابِ فرقتم زیں پس نماند
اُس نے کہا اِس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے
صبر کے داند خلاعت را نشاند
صبر، فراق کے ڈر کو کہاں فرو کر سکتا ہے؟

---

[1] ہم بہ نسبت۔ اُس کا باادب ہونا اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے اختلاف سے صحیح ہے، اگر وہ باتیں اُس کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو بے ادب ہے، اگر ذاتِ باری کی طرف ہوں تو یہ باادب ہے۔ چونکہ باطن چونکہ اُس کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہوگیا ہے لہٰذا اُس کا اپنا نہ کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

[2] مات زیدٌ۔ نحوی ترکیب کے اعتبار سے مات فعل ہے اور زیدٌ اُس کا فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ورنہ زید میں موت کی حالت میں فاعلیت اور کرنے کی صلاحیت کہاں ہے وہ دراصل مفعول اور مقتول ہے موت اُس کی قاتل ہے۔ فاعلے۔ فنا کے بعد فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی نہیں ہے لہٰذا فعل کی اُس کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی۔

[3] قصہ۔ اِس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ وکیل اپنی جان سے قطع نظر کرکے بادشاہ کے سامنے پیش ہوا اسی طرح عاشق اپنی ذات و صفات سے قطع نظر کر دیتا ہے۔ صدرش۔ یعنی وہ غلام صدرِ جہاں کے دربار سے روپوش ہوگیا۔ کہستان ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ جو یا فراق سے ڈرتا۔

لہ از فراق ایں خاکہا شورہ شود — آب زرد و گندہ و تیرہ شود
فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہیں — پانی زرد اور گندہ اور گدلا ہو جاتا ہے

بادِ جاں افزا وخم گردد وبا — آتشے خاکسترے گردد ہبا
روح پرور ہوا، ناموافق وبا بن جاتی ہے — آگ، راکھ فضا کے ذرے بنجاتی ہے

باغ چوں جنت شود دار المرض — زرد و ریزاں برگِ او اندر حرض
جنت جیسا باغ بیماری کا گھر بن جاتا ہے — خزاں سے اس کے پتے زرد اور جھڑنے والے بنجاتے ہیں

عقلِ دراک از فراقِ دوستاں — ہمچو تیر اندازِ اشکستہ کماں
دوستوں کی جدائی سے حساس عقل — ٹوٹی ہوئی کمان والے تیر انداز کی طرح ہے

کہ دوزخ از فرقت چناں سوزاں شدہ است — بید از فرقت چناں لرزاں شدہ است
دوزخ، فراق سے اس قدر جلانیوالی بنگئی ہے — بید، فراق سے اس قدر لرزنے والی بنگئی ہے

گر بگویم از فراقِ چوں شرار — تا قیامت یک بود از صد ہزار
اگر میں چنگاریوں جیسے فراق کے متعلق کہوں — قیامت تک لاکھ میں سے ایک ہوگا

پس زِ شرحِ سوزِ او کم زن نفس — رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گوئی و بس
لہذا اس کی سوزش کی تشریح نہ کر — بس خدا، بچا، خدا بچا کہتا رہ

سہ ہر چہ از وے شاد گردی در جہاں — از فراقِ او بیندیش آں زماں
تو دنیا میں، جس چیز سے خوش ہو — اسی وقت اس کی جدائی کو سوچ لے

زانچہ گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وے جست و ہمچوں باد شد
جس چیز سے تو خوش ہوا ہے بہت خوش ہو چکے ہیں — بالآخر اس سے وہ چیز ملی گئی اور ہوا جیسی ہوگئی

از تو ہم بجہد تو دل بر وے منہ — پیش از اں کو بجہد از تو تو بجہ
وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا — اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا

ہمچو مریم گوئی پیش از فوتِ مُلک — نفس را کا عوذ بالرحمٰن منک
ملک کے فوت ہونے سے پہلے ہی (حضرت) مریم کیطرح کہدے — نفس سے، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

پیدا شدنِ روح القدس بصورتِ آدمی بر مریمؑ بوقتِ غسل و برہنگی و پناہ گرفتنِ او بحق تعالیٰ

حضرت جبرئیلؑ کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت مریمؑ کے سامنے رونما ہونا اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

لہ از فراق۔ زمین پانی کی جدائی سے بنجر بن جاتی ہے اور پانی صفائی کی جدائی سے گدلا اور گندہ بن جاتا ہے۔ باد۔ ہوا صفائی کی جدائی سے ناموافق اور وبا بنجاتی ہے۔ آتشے۔ آگ ایندھن کی جدائی سے راکھ بن جاتی ہے۔ باغ۔ موسم بہار کی جدائی باغ کو امراض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی وجہ سے اسکے پتے زرد ہو کر گرنے لگتے ہیں عقل۔ دوستوں کی جدائی عقل کو ایسا مبہوت کر دیتی ہے جس طرح تیر انداز کمان ٹوٹ جانے سے مبہوت بن جاتا ہے۔

کہ دوزخ۔ خدا کی رحمت کی جدائی میں جہنم پُر سوز بنی ہوئی ہے بید کا درخت طاقت کے فراق سے لرزتا ہے۔ گر بگویم۔ فراق کے اثرات کا بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس فراق کے اثرات کی تفصیل میں پڑنے کی بجائے الاماں الاماں کہنا چاہیے۔

سہ ہر چہ۔ دنیا کی خوشکن چیز فراق کا داغ دینے والی ہے۔ زانچہ۔ دنیا کی خوشکن چیزوں نے بہت سوں کو فراق میں مبتلا کیا ہے پیش ازاں۔ اس چیز کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا دل اس سے ہٹا لیگا تو فراق کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہمچو مریمؑ۔ جسطرح مریمؑ نے خدا کی پناہ حاصل کی تھی تو بھی دنیا کی خوشکن چیزوں سے خدا کی پناہ حاصل کرلے اور اسکے فوت ہونے سے قبل ہی خدا کیطرف رجوع کرلے

دید مریمؑ صورتے بس جانفزا ۔۔۔ جانفزائے دلربائے درخلا[۱]

حضرت مریمؑ نے ایک روح پرور صورت دیکھی ۔۔۔ خلوت میں جو جبری روح پرور اور دلربا تھی

پیشِ او بر رُست از روئے زمیں ۔۔۔ چوں مہ و خورشید آں روح الامیں

اُن کے سامنے زمین سے نکل آئے ۔۔۔ جبرئیلؑ ، چاند اور سورج جیسے

از زمیں بر رُست خوبے بے نقاب ۔۔۔ آنچناں کز شرق روید آفتاب

ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا ۔۔۔ جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے

لرزہ[۲] بر اعضائے مریم اوفتاد ۔۔۔ کو برہنہ بود و ترسید از فساد

(حضرت) مریمؑ کے اعضاء پر کپکپی طاری ہو گئی ۔۔۔ کیونکہ وہ ننگی تھیں اور خرابی سے ڈریں

صورتے کہ یوسف ار دیدے عیاں ۔۔۔ دست از حیرت بریدے چوں زناں

وہ ایسی صورت (تھی) کہ اگر (حضرت) یوسفؑ اُس کو دیکھ لیتے ۔۔۔ عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے

ہمچو گل پیشش بروئید او ز گل ۔۔۔ چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل

وہ زمین سے پھول کی طرح اُن کے سامنے اُگ آئے ۔۔۔ جس طرح خیال دل سے سر اُبھارتا ہے

گشت مریمؑ بیخود و در بیخودی ۔۔۔ گفت بجہم در پناہِ ایزدی

(حضرت) مریمؑ بے اختیار ہو گئیں اور بیخودی میں ۔۔۔ فرمایا میں خدا کی پناہ میں آتی ہوں

زانکہ[۳] عادت کردہ بود آں پاک جیب ۔۔۔ در ہزیمت رخت بردن سوئے غیب

کیونکہ اُن پاکدامن نے عادت ڈال رکھی تھی ۔۔۔ عاجزی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی

چوں جہاں را دید ملکے بیقرار ۔۔۔ حازمانہ ساخت زاں حضرت حصار

چونکہ انھوں نے دنیا کو بے ثبات ملک سمجھ لیا تھا ۔۔۔ پختہ کاری سے اُس دربار کو قلعہ بنا لیا تھا

تا بگاہِ مرگ حصنے باشدش ۔۔۔ کہ نیابد خصم راہِ مقصدش

تاکہ موت کے وقت وہ اُن کا قلعہ بنے ۔۔۔ تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے

از پناہِ حق حصارے بہ ندید ۔۔۔ یورتگہ نزدیک آں دژ برگزید

انھوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا ۔۔۔ اِس قلعہ کے نزدیک اُنھوں نے قیامگاہ منتخب کی

چوں بدید آں غمزہائے عقل سوز ۔۔۔ کہ ازو می شد جگرہا تیر دوز

جب انھوں نے وہ عقل سوز ادائیں دیکھیں ۔۔۔ جن سے جگر زخمی ہوتے تھے

شاہ و لشکر حلقہ در گوشش شدہ ۔۔۔ خسروانِ ہوش بیہوشش شدہ

شاہ اور لشکر اُس کے حلقہ بگوش بن گئے تھے ۔۔۔ عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

[۱] درخلا۔ حضرت مریمؑ نے لوگوں سے گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا تھا۔ روح الامین۔ حضرت جبرئیلؑ زمین سے نمودار ہوئے تھے بے نقاب۔ حضرت جبرئیلؑ بے حجاب اس طرح نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔

[۲] لرزہ۔ حضرت جبرئیلؑ کے نمودار ہونے سے حضرت مریمؑ گھبرا گئیں برہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی پیش نہ آجائے عورت۔ حضرت جبرئیلؑ ایسی حسین صورت میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت یوسفؑ اُن کو دیکھتے تو اُن کے حسن سے مبہوت ہو کر اسی طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس طرح اُن کے حسن سے مبہوت ہو کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ گفت۔ حضرت مریمؑ نے گھبرا کر فرمایا تھا اِنّی اَعُوذُ بِالرَّحمٰن۔ میں خدا کی پناہ پکڑتی ہوں۔

[۳] زانکہ حضرت مریمؑ کی یہ عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی پناہ چاہتی تھیں۔ بے قرار۔ ناپائیدار۔ حازمانہ۔ پختہ کاری۔ حصار۔ قلعہ۔ یورتگہ۔ قیام کی جگہ۔ دژ۔ قلعہ۔ غمزہ۔ یعنی حضرت جبرئیلؑ کے ناز و ادا۔ شاہ و لشکر۔ یہ اشعار حضرت جبرئیلؑ کی تعریف میں ہیں۔

صد ہزاراں شاہ مملوکش بہ رِق[1] — صد ہزاراں بدر را دادہ بدِق

لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اُسکے مملوک ہو گئے تھے — لاکھوں چودھویں کے چاندوں کو اُسنے گھٹاؤ میں مبتلا کر دیا تھا

زہرہ نے مر زُہرہ را تا دَم زند — عقلِ کلش چوں بہ بیند کم زند

زہرہ کے پتہ نہیں کہ دَم مارے — جب اسکو عقلِ کُل دیکھ لے (کار دبار) چھوڑ دے

من چہ گویم چوں مرا بردوختہ است — دُملہم را دمکہ اُو سوختہ است

میں کیا بتاؤں جبکہ اُس نے مجھے چھلنی کر دیا ہے — اُس کے شعلا ہر نے میرا گلا جلا دیا ہے

دُودِ آں نارم دلیلم من بروُ — دُور ازاں شہ باطلُ مَا عبَرُوا

میں اُس آگ کا دھواں ہوں میں اسکی نشانی ہوں — اُس شاہ سے دور ہے لوگوں نے جو تعبیر کی ہو وہ باطل ہے

خود[2] نباشد آفتابے را دلیل — جز کہ نورِ آفتابِ مستطیل

سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی — سورج کے لمبے نور کے سوا

سایہ کہ بُود تا دلیلِ اُو بُود — ایں بستش کہ ذلیلِ اُو بُود

سایہ کیا ہوتا ہے جو اُس کی دلیل بنے — اُس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اُس کا تابع ہو

ایں جلالت در دلالت صادق است — جملہ ادراکات پس اُو سابق است

یہ بڑائی (اپنی) دلالت میں سچی ہے — تمام ادراکات پیچھے ہیں، وہ آگے ہے

جملہ[3] ادراکات بر خرہائے لنگ — اُو سوارِ بادِ پرّاں چوں خدنگ

تمام ادراکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں — وہ تیر کی طرح اُڑنے والی ہوا پر سوار ہے

گر گریزد کس نیابد گردِ شہ — ور گریزند اُو بگیرد پیشِ رہ

اگر شاہ بھاگے کوئی اُس کی گرد نہیں پا سکتا — اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ (شاہ) آگے کا راستہ روک لے

جملہ ادراکات را آرام نے — وقتِ میدان است وقتِ جام نے

جملہ ادراکات کو سکون نہیں ہے — میدان کا وقت ہے، جام کا وقت نہیں ہے

آں یکے وہمے چو بازے می پرد — واں یکے چوں تیر منفر می درد

ایک خیال، باز کی طرح اُڑتا ہے — اور ایک، تیر کی طرح خود کو پھاڑتا ہے

واں دگر چوں کشتیِ با بادباں — واں دگر اندر تراجع ہر زماں

اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے — اور دوسرا ہر وقت تردد میں ہے

---

[1] رِق۔ غلامی۔ دِق گھلاؤ، کمزوری۔ زُہرہ۔ زار کے زبر سے پتہ۔ زار کے پیش سے ستارے کا نام ہے۔ عقلِ کل عقلِ اوّل۔ من چہ گویم۔ یہاں سے مولانا نے حضرت جبرئیلؑ کے حسن کے ذکر سے اللہ کے جمال کی طرف گریز کیا ہے۔ دمگہ۔ گلا۔ صنعت جو دنیا میں اور تمام مخلوق اُس کے آثار ہیں اور ہر اثر موثر کے وجود کی دلیل ہوتا ہے لہٰذا میں اُس کے وجود کی دلیل ہوں اس کے علاوہ ذاتِ باری کی جو تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں نہیں ہیں۔

[2] خود۔ سورج کا وجود کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" سایہ۔ مولانا نے اپنے آپ کو دُھواں قرار دے کر خود کو دلیل کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے سایہ کی کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کی دلیل بن سکے جملہ ادراکات۔ یعنی وہ تمام ادراکات سے وراء الورا ہے۔

[3] جملہ ادراکات۔ ہماری دلیل اور ادراک کی جو ذاتِ باری سے وہی نسبت ہے جو خرِ لنگ اور ہوا پر سوار کی نسبت۔ خرِ لنگ اُس کو کبھی نہیں پکڑ سکتا۔ گر گریزد۔ ذاتِ حق انسان سے قریب بھی ہے اور اُس کے ادراک سے بعید بھی ہے۔ جملہ ادراکات۔ انسان کے جس قدر ادراکات ہیں وہ کوئی بھی اسکی حقیقت تک پہنچکر مطمئن نہیں ہے پھر بھی جستجو جاری رہنی ضروری ہے۔ آں یکے۔ انسانوں کے ادراک مختلف ہیں کسی کا ادراک تیز ہے اور کسی کا ادراک موانع اور حجابات کو دور کرنے اور ہٹانے والا ہے۔ واں دگر۔ ایک کے وہم و خیال کی روانی کشتی کی سی ہے۔ تراجع۔ تردد۔

چوں شکارے[1] می نماید شاں ز دور — جملہ حملہ می فزایند آں طیور

جب اُن کو کوئی شکار دُور سے نظر آتا ہے — وہ سب پرند حملہ کرتے ہیں

چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند — ہمچو جُغداں سوئے ہر ویراں شوند

جب وہ غائب ہوجاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں — اُلّوؤں کی طرح ہر ویرانے میں چلے جاتے ہیں

منتظر چشمے بہم یک چشم باز — تا کہ پیدا گردد آں صیدِ نیاز

اس طور پر منتظر کہ ایک آنکھ کھلی ہوئی ایک بند — تاکہ وہ نیازمندی کا شکار نظر آجائے

چوں بماند دیر گویند از ملال — صید بُود آں خود عجب یا خود خیال

جب وہ دیر تک (مخفی) رہتا ہے تعک کر کہتے ہیں — تعجب ہے وہ شکار تھا، یا خود خیال (تھا)

مصلحت آنست تا یک ساعتے[2] — قوتے گیرند زور از راحتے

مصلحت یہ ہے، کہ تھوڑی دیر — آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کرلیں

گر نبودے شب ہمہ خلقاں ز آز — خویشتن را سوختندے ز اہتزاز

اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے — بھاگ دوڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے

از ہوس وز حرص سُود اندوختن — ہر کسے دادے بدن را سوختن

ہوس اور نفع کمانے کی حرص سے — ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا

شب پدید آید چو گنجِ رحمتے — تا رہند از حرصِ خود یک ساعتے

رحمت کے خزانے کی طرح رات ہوجاتی ہے — تاکہ تھوڑی دیر کیلئے حرص سے نجات پا جائیں

چونکہ[3] قبضے آیدت اے راہرو — آں صلاحِ تُست آئس دل مشو

اے سالک! جب تجھ پر قبض طاری ہو — وہ تیری بھلائی ہے، مایوس دل نہ بن

زانکہ در خرجی دراں بسط و کشاد — خرج را دخلے بباید ز اعتداد

کیونکہ تو اُس قبض و بسط میں صرف کرنے میں ہے — خرچ کیلئے ذخیرے میں سے آمد چاہیئے

گر ہمارہ فصلِ تابستاں بُدے — سوزشِ خورشید در بُستاں زدے

اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہوتا — سورج کی گرمی، باغ کو پھونک دیتی

منبتش را سوختے از بیخ و بُن — کہ دگر تازہ نگشتے آں کہن

اُس کی کیاریوں کو جڑ اور بنیاد سے ایسا جلادیتی — کہ وہ پُرانا کبھی (ترو) تازہ نہ بنتا

گر ترش رویست آں دے مُشفق ست — صیف خنداں ست و آما مُحرق ست

اگر وہ خزاں ترش رو ہے تو مہربان (بھی) ہے — گرمی کا موسم مسکراتا ہے لیکن جلانیوالا ہے

[1] شکارے۔ کوئی تجلّی۔ آں طیور یعنی حواس جُغداں۔ یعنی اس تجلّی کے اِدراک سے محروم ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔ منتظر۔ انسان شکار پر تیر وغیرہ چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کرلیتا ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے۔ صید۔ یعنی تجلّی۔ چوں۔ مایوسی میں سوچنے لگتا ہے کہ وہ کوئی تجلّی تھی یا محض غیر واقعی خیال تھا۔

[2] مصلحت۔ اِن حالات میں سالک اور مجاہد کیلئے مناسب ہے کہ وہ آرام کرے تاکہ اُس میں طاقت پیدا ہو جائے۔ گر نبودے۔ اللہ تعالٰی نے رات کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ انسان اُس میں آرام کرے اور تھکن دور کرے۔ اہتزاز۔ حرکت کرنا۔ از ہوس۔ اگر رات نہ ہوتی تو کمائی کے لالچ میں ہر وقت مصروفِ کار رہ کر بدن کو تباہ کرلیتا۔ شب۔ رات کا وجود انسانوں کیلئے اللہ کی رحمت ہے۔

[3] چونکہ قبض کی حالت میں وہ تمام قوائے باطنی مجتمع ہو جاتے ہیں جو بسط کی حالت میں خرچ ہو رہے تھے۔ آئس۔ مایوس۔ دخل۔ آمدنی۔ اعتداد۔ جمع کرنا۔ گر ہمارہ۔ موسمی تغیرات رحمتِ خداوندی ہیں۔ منبت۔ کھیت کیاری۔ دے۔ خزاں کا موسم اگرچہ ناگوار ہے لیکن اُس میں بھی خوبی ہے۔ صیف۔ موسمِ گرما میں اگرچہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن پھول بھی کھلتے ہیں۔

اینؔ دو وصف از پنجہ دستت ببیں — بعد قبضِ مُشت بسط آید یقیں
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنجے سے سمجھ لے — مٹھی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے

پنجہ را اگر قبض باشد دائما — یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا
اگر مٹھی ہمیشہ بند رہے — یا ہمہ وقت کھلی رہے، وہ مصیبت میں رہیگا

زیں دو وصفش کار و مکسب منتظم — چوں پرِ مرغ ایں دو حال او را مہم
اُس کے اِن دونوں وصفوں سے کاروبار باقاعدہ ہے — جس طرح پرند کے بازوؤں کیلئے یہ دونوں باتیں ضروری

گفتنِ روح القدس مریم را علیہما السلام کہ من رسولِ حقم آشفتہ و پنہاں از من مشو

حضرت جبرئیلؑ کا حضرت مریمؑ سے کہنا اُن دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہؔ مریم مضطرب شد یک زماں — ہمچناں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جب تھوڑی دیر کیلئے حضرت مریمؑ تڑپیں — جیسے کہ خشکی پر مچھلیاں

بانگ بر وے زد نمودارِ کرم — کہ امینِ حضرتم از من مرم
کرم (خداوندی) کے جلوے نے انہیں پکارا — کہ میں خدا کا امین ہوں، مجھ سے نہ بھاگیے

از سر افرازانِ عزت سر مکش — از چنیں خوش محرماں دم در مکش
(بارگاہ) عزت کے معززین سے سر نہ پھیریے — اتنے بہترین رازداروں سے سراسیمہ نہ ہو

ایں ہمی گفت و ذُبالہ نورِ پاک — از لبش می شد پیاپے بر سماک
وہ یہ کہہ رہے تھے، اور پاک نور کی شعاع — اُن کے ہونٹوں سے پے درپے سماک (ستارہ) پہنچ رہی تھی

از وجودم می گریزی در عدم — در عدم من شاہم و صاحب علم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟ — میں آخرت کا شاہ ہوں اور علمبردار ہوں

خود بنہؔ و بُنگاہِ من در نیستی ست — یک سوارہ نقشِ من پیشِ ستی ست
میرا سامان اور گھر (ملک) عدم میں ہے — تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جناب کے سامنے ہے

مریما بنگر کہ نقشِ مشکلم — ہم ہلالم ہم خیال اندر دلم
اے مریمؑ! دیکھو میں ایک مشکل نقش ہوں — میں چاند بھی ہوں (اور) میں دل کے اندر خیال بھی ہوں

چوں خیالے در دلت آمد نشست — ہر کجا کہ میگریزی با تو ہست
خیال جب تمہارے دل میں آیا، بیٹھ گیا — جہاں بھی جاؤ، وہ تمہارے ساتھ ہے

---

۵ اِن دو وصف یعنی تنگی کے بعد فراخی آئے گی اپنے ہاتھ کی مٹھی سے سمجھ لو ہاتھ کی مٹھی بند رکھو گے تو فراغ اور انکشادگی میسر آئے گی۔ پنجہ را۔ ہاتھ کی مٹھی کا نہ ہمیشہ کھلا رہنا اچھا ہے نہ بند رہنا۔ زیں دو وصف۔ مٹھی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھولنا جس طرح کہ پرند کی پرواز اُسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ بازو ہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند ہوں۔

۵ چونکہ حضرت مریمؑ حضرت جبرئیلؑ کے اچانک رونما ہو جانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ مچھلی خشکی پر تڑپتی ہے۔ امین حضرت جبرئیلؑ کو روح الامین کہا جاتا ہے حضرت دربار خداوندی۔ مرم نہ بھاگ۔ سرافراز۔ باعزت۔ ذبالہ چراغ کی بتی۔ سماک۔ ایک ستارہ کا نام ہے در عدم۔ عالم آخرت۔

۵۳ بنہ و بنگاہ۔ بنہ، سامان۔ بنگاہ، سامان رکھنے کی جگہ۔ ستی۔ معزز عورت۔ ہم ہلالم یعنی میرا شہودی وجود بھی ہے اور مثالی وجود بھی ہے وجود مثالی مثل خیال کے ہے خیال سے انسان بھاگ کر نہیں بچ سکتا۔

جز خیالے عارضی باطلے (۵۱) — **کو بود چوں صبحِ کاذب آفلے**

سوائے عارضی، باطل خیال کے — جو صبح کاذب کی طرح غائب ہوجانے والا ہے

من چو صبحِ صادقم از نورِ رب — **کہ نگردد گردِ روزم ہیچ شب**

میں اللہ (تعالیٰ) کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں — کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے

ہیں مکن لاحول عمران زادہ ام — **کہ ز لاحول ایں طرف افتادہ ام**

اے عمران کی بیٹی! مجھ پر "لاحول" نہ پڑھو — بس "لاحول" سے ہی اس طرف آیا ہوں

مر مرا اصل و غذا لاحول بود (۵۲) — **نورِ لاحولے کہ پیش از قول بود**

میری اصل اور غذا "لاحول" ہے — اُس "لاحول" کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے

تو ہمی گیری پناہ از من بحق — **من نگاریدہ پناہم در سبق**

آپ مجھ سے اللہ (تعالیٰ) کی پناہ چاہ رہی ہیں — میں ازل میں اُسی کی پناہ کی تحریر ہوں

آں پناہم من کہ مخلصہات بود — **تو اعوذ آری و من خود آں اعوذ**

میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے — آپ اعوذ پڑھتی ہیں میں خود وہی اعوذ ہوں

آفتے نبود بتر از ناشناخت (۵۳) — **تو برِ یاری ندانی عشق باخت**

نہ پہچاننے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے — تو معشوق کے پاس ہے اور عشقبازی نہیں جانتا

یار را اغیار پنداری ہمی — **شادیِ را نام بنہادی غمی**

تو معشوق کو غیر سمجھ رہا ہے — تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے

ایں چنیں لطفے کہ دارد یارِ ما — **تو گریزانی ازو اے بیوفا**

اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا یار رکھتا ہے — اے بے وفا! تو اُس سے بھاگتا ہے

ایں چنیں نخلے کہ لطفِ یارِ ماست — **چونکہ ما دزدیم نخلش دارِ ماست**

کھجور کا ایسا درخت جو ہمارے یار کی مہربانی ہے — جبکہ ہم چور ہیں، اُس کا کھجور کا درخت ہمارے لیے سولی ہے

ایں چنیں مشکیں کہ زلفِ میرِ ماست — **چونکہ بے عقلیم آں زنجیرِ ماست**

ایسی خوشبودار چیزیں جو کہ ہمارے آقا کی زلفیں ہیں — جبکہ ہم بے عقلی کریں، وہ ہماری بیڑیاں ہیں

ایں چنیں لطفے چو نیلے میرود — **چونکہ فرعونیم چوں خوں می شود**

ایسی مہربانی جو نیل (دریا) کی طرح جاری ہے — جبکہ ہم فرعون ہیں، خون جیسی ہوجاتی ہے

خوں ہمی گوید من آبم ہیں مریز — **یوسفم گرگ از توام اے پُرستیز**

خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں خبردار! مجھے نہ بہا — میں یوسف ہوں اے جھگڑالو! تیری وجہ سے بھیڑیا ہوں

---

۵۱ جز خیالے۔ عارضی باطل خیال سے جدائی ممکن ہے صبح کاذب۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب ہوجاتی ہے۔ صبح صادق۔ یہ صبح نمودار ہو کر غائب نہیں ہوتی جیسی کہ۔ لاحول کے معنی ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے تو جو چیز خود اللہ کی قوت سے نمودار ہوئی ہو اُس پر لاحول پڑھنا بیکار ہے۔

۵۲ لاحول یعنی خدائی طاقت۔ قول یعنی لاحول پڑھنے والے کا تلفظ۔ نگاریدہ۔ اللہ کی پناہ کی تحریر سے پناہ پکڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ آں پناہم۔ جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور بچاؤ کی جگہ ہوں اعوذ سے وہی چیز تم مانگ رہی ہو تو پھر مجھ پر اعوذ پڑھنا مناسب نہیں ہے ...

۵۳ آفتے۔ مولانا حضرت جبرئیلؑ کو نہ پہچاننے کا بیان کر رہے تھے اب یہاں سے خدا کو نہ پہچاننے کا مضمون شروع فرمادیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نہ پہچاننا سب سے بڑی مصیبت ہے اے مخاطب تیرا محبوب حقیقی تیرے پاس ہے اور تو اُس کو نہیں پہچانتا ہے نہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیروں کا سا معاملہ ہے۔ ایں چنیں۔ خدا کی اسقدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے اُس سے گریز بڑی بیوفائی ہے۔ ایں چنیں یعنی اللہ کی رحمت کے اسباب۔ ہماری نافرمانی کی وجہ سے رحمت کے اسباب بنگئے ہیں مشکلیں۔

تو نمی[1] بینی کہ یارِ بُردبار — چونکہ با اُو ضِد شُدی گردد چو مار

تو نہیں دیکھتا ہے کہ بُردبار دوست — جب تو اُس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بنجاتا ہے

لحمِ اُو و شحمِ اُو دیگر نشُد — بر قرارِ اوّلست آنساں کہ بُد

اُس کا گوشت، اور چربی نہیں بدلی — پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردنِ آں وکیل از عشق کہ رجوع کند بہ بخارا لاابالی وار

محبت کی وجہ سے اُس وکیل کا ارادہ کر لینا، کہ لاپروا ہو کر بخارا میں واپس آجائیگا

شمعِ مریمؑ را بہِل افروختہ — کہ بخارا میرود آں سوختہ

(حضرت) مریمؑ کی شمع جلتی چھوڑ — کیونکہ وہ دل جلا بخارا کو جا رہا ہے

سخت بے صبر و در آتشدانِ تیز — رُو سوئے صدرِ جہاں کُن می گریز

سخت بے صبری، اور تیز بھٹی میں — (کہتا تھا) صدرِ جہاں کا رُخ کر، بھاگ

ایں بخارا منبعِ دانش بُود — پس بخارائیست ہر کانش بُود

یہ بخارا عقل کا مخزن ہوتا ہے — جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے

پیشِ شیخے[2] در بخارا اندری — تا بخواری در بخارا ننگری

شیخ کے سامنے تو بخارا میں ہے — بخارا کو ذلّت سے ہرگز نہ دیکھنا

جز بخواری در بخارائے دلش — راہ ندہد جزر و مدِ مشکلش

اُس کے دل کے بخارا میں عاجزی کے سوا — اُسکی مشکلات کا مدّ و جزر راستہ نہیں دیتا ہے

اے خُنک آں را کہ ذلّت نفسہٗ — وائے آں کس را کہ یُردی رفسہٗ

خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے — اُس شخص پر حسرت ہے جس کی دولتیاں اُسکو ہلاک کرتی ہیں

فُرقتِ صدرِ جہاں در جانِ اُو — پارہ پارہ کردہ بُود ارکانِ اُو

صدرِ جہاں کی جدائی جو اُس کی جان میں تھی — اُس نے اُس کے اعضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا

گفت[3] برخیزم ہمانجا وارَوم — کافر ار گشتم دِگر رہ بگروم

اُس نے کہا میں اُٹھتا ہوں اُسی جگہ واپس جاتا ہوں — اگر میں کافر ہو گیا ہوں، تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں

وارَوم آنجا بیفتم پیشِ اُو — پیشِ آں صدرِ نکو اندیشِ اُو

اُسی جگہ واپس جاتا ہوں اُسکے سامنے گرتا ہوں — اُس (عاشق) کی بھلائی سوچنے والے صدر کے سامنے

گویم افگندم بہ پیشت جانِ خویش — زندہ کُن یا سر بُبُر ما را چو میش

میں کہوں گا میں نے اپنی جان تیرے سامنے لا ڈالی ہے — زندہ کر دے یا بھیڑ کی طرح ہمارا سر قلم کر دے

---

[1] تو نمی۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے دوستی دبر تو تو وہ دشمنی پر اُتر آتا ہے۔ لحم یعنی اُس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے۔ اِسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری نازیبا حرکات کی وجہ سے اُسکے مزاج میں تغیر آیا ہے۔ لاابالی۔ لاپروا۔ آں سوختہ یعنی وکیل۔ بخارا۔ یہ بُخار سے بنا ہے جو جمع علوم کے معنی میں ہے۔ منبع چشمہ۔ دانش۔ علم و عقل۔ بخارائی۔ لہٰذا بخارائی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

[2] پیشِ شیخے۔ شیخ کا دل بھی اِن معنیٰ کے اعتبار سے بخارا ہے لہٰذا اُس کی عزت کرو۔ جز بخواری شیخ کے دل میں اُسوقت جگہ پاؤ گے جبکہ خواری اور ذلّت اختیار کرو گے۔ رفسہٗ یعنی اُس کی گستاخیٔ رفث یعنی شہوت انگیز باتیں۔ ارکان۔ اعضاء۔

[3] گفت یعنی وکیل نے کہا ہمانجا یعنی بخارا۔ نکو اندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ میش۔ بھیڑ۔

Presented by www.ziaraat.com

کشتہ[۵۱] و مردہ بہ پیشت اے قمر — بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دگر

اے چاند! تیرے سامنے مقتول اور مردہ ہونا — دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

آزمودم من ہزاراں بار بیش — بے تو شیریں می نہ بینم عیشِ خویش

میں نے لاکھوں بار پہلے آزما لیا — میں تیرے بغیر اپنی زندگی میٹھی نہیں سمجھتا ہوں

غَنِّ لِیْ یَا مُنْیَتِیْ لَحْنَ النُّشُوْر — اُبْرُکِیْ یَا نَاقَتِیْ تَمَّ السُّرُوْر

اے میری تمنا! میرے دوبارہ زندہ ہونے کا گانا گا — اے میری اونٹنی بیٹھ جا، سرور مکمل ہو گیا ہے

اِبْلَعِیْ[۵۲] یَا اَرْضُ دَمْعِیْ قَدْ کَفٰی — اِشْرَبِیْ یَا نَفْسُ وُدًّا قَدْ صَفَا

اے زمین! میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں — اے نفس! وہ دوستی پی لے جو صاف ہو گئی ہے

عُدْتَ یَا عِیْدِیْ اِلَیْنَا مَرْحَبَا — نِعْمَ مَا رَوَّحْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا

اے میری عید! تو ہماری طرف لوٹ آئی ہے، مرحبا — اے بادِ صبا! بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکائی ہے

گفت اے یاراں رواں گشتم وداع — سوئے آں صدرے کہ میرست مطاع

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا الوداع — اُس صدر کی جانب جو سردار اور واجب الاطاعت ہے

دمبدم در سوز بریاں می شوم — ہرچہ بادا باد آنجا می روم

میں دمبدم سوزش میں بھن رہا ہوں — جو کچھ ہونا ہے ہو، میں وہاں جاتا ہوں

گرچہ دل چوں سنگِ خارا میکند[۵۳] — جانِ من عزمِ بخارا می کند

اگرچہ وہ (اپنا) دل سنگِ خارا کی طرح بنا رہا ہے — میری جان بخارا کا قصد کر رہی ہے

مسکنِ یارست و شہرِ شاہِ من — پیشِ عاشق ایں بود حب الوطن

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے — عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پرسیدنِ معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہترست

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کون شہر بہتر ہے

وانبوہ تر و پر نعمت تر و دلکشا تر و جواب دادنِ عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے پُر اور زیادہ دلکشا اور اُس کو عاشق کا جواب دینا

گفت معشوقے بعاشق کاے فتیٰ — تو بغربت دیدۂ بس شہرہا

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان! — تو نے مسافرت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں

پس کدامیں شہر زانہا خوشترست — گفت آں شہرے کہ در وے دلبرست

اُن میں سے کون شہر بہتر ہے؟ — اس نے کہا، وہ شہر جس میں معشوق ہے

۵۱ کشتہ۔ معشوق کے قدموں میں مر جانا دوسری جگہ کی شہنشاہی سے بہتر ہے۔ غنی۔ تو گا۔ مُنیتی۔ میری تمنا۔ النشور۔ دوبارہ زندہ ہونا۔ تم السرور۔ سرور مکمل ہو گیا ہے یعنی سفر کے ارادہ سے سرور مکمل ہو گیا لہٰذا میرے اونٹ تو بیٹھ جا تاکہ میں تیرے اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف کوچ کروں۔

۵۲ ابلعی۔ یعنی اے زمین فراق میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو ان کو نگل لے۔ ودّا۔ دوستی۔ گفت۔ وکیل نے کہا۔ وداع۔ رخصت۔ مطاع جس کی اطاعت کی جائے۔ آنجا۔ یعنی بخارا۔

۵۳ میکند یعنی صدرِ جہاں نے اگرچہ اپنا دل سنگِ خارا کی طرح بنا لیا ہے۔ حب الوطن۔ عاشق کے نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں کہ جہاں اس کا محبوب ہو اُس شہر سے محبت کرے نہ کہ صرف مسقط الرأس۔

Presented by www.ziaraat.com

هر کجا باشد شہِ ما را بساط[1] — هست صحرا گر بود سَمّ الخیاط
جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو — وہ جنگل ہے، خواہ سوئیں کا ناکہ ہو

هر کجا کہ یوسفے باشد چو ماہ — جنّت است آں ارچہ باشد قعرِ چاہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو — وہ جنت ہے، خواہ کنوئیں کی گہرائی ہو

با تو[2] دوزخ جنّت است اے جاں فزا — با تو زنداں گلشن ست اے دلربا
اے روح پرور! تیرے ہوتے ہوئے دوزخ جنت ہے — اے دلربا! تیرے ساتھ قید خانہ چمن ہے

شد جہنّم با تو رضوان و نعیم — بے تو شد ریحان و گل نارِ جحیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی — تیرے بغیر ریحان اور پھول دوزخ کی آگ بن گیا

هر کجا تو با منی من خوش دلم — ور بود در قعرِ گورے منزلم
جہاں تو میرے ساتھ ہے میں خوش دل ہوں — خواہ میری منزل قبر کے گڑھے میں ہو

خوشتر از هر دو جہاں آنجا بود — کہ ترا با من سر و سودا بود
دونوں جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے — جہاں تجھے میرا خیال ہو

بس دراز است ایں سخن از انتظار — عاشقِ صدرِ جہاں شد بیقرار
یہ بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے — صدر جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

منع کردنِ دوستاں اُو را از مراجعت بخارا و تہدید کردن و لا اُبالی گفتنِ اُو

دوستوں کا اس کو بخارا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور اس کا کہنا کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت اُو را ناصحے کاے بیخبر — عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اس سے ایک نصیحت کرنے والے نے کہا اے بے خبر! — اگر تو لیاقت رکھتا ہے، انجام سوچ لے

درنگر پس را بعقل و پیش را — ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے — اپنے آپ کو پروانے کی طرح نہ جلا

چوں[3] بخارا می روی دیوانۂ — لائقِ زنجیر و زنداں خانۂ
بخارا کو کیوں جاتا ہے، تو دیوانہ ہے — قید خانہ اور بیڑی کے لائق ہے

اُو ز تو آہن ہمی خاید ز خشم — اُو ہمی جوید ترا با بیست چشم
وہ تجھ سے غصہ میں لوہا چبا رہا ہے — وہ تجھے بیس آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

[1] بساط۔ بستر یعنی محبوب کے پڑاؤ کی جگہ۔ ہست صحرا۔ یعنی وہ جگہ خواہ کتنی ہی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سَمّ الخیاط۔ سوئی کا سوراخ۔ ہر کجا۔ اگر معشوق کنوئیں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

[2] با تو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف دہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ شد جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دوزخ بھی جنت ہے اور محبوب کے فراق کی حالت میں چمن بھی دوزخ ہے۔ کہ ترا۔ یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اُو را۔ یعنی وکیل کو۔ ہنر۔ لیاقت۔ درنگر۔ یعنی حالات کا جائزہ لے لے۔

[3] چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اسکو شرطیہ مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخارا کو جا رہا ہے تو تو دیوانہ ہے بیست چشم۔ یعنی تیز نگاہ یا بہت سے جاسوسوں کی آنکھ۔

Presented by www.ziaraat.com

میکند اُو تیز از بہرِ تو کارد[۵۱] | اُو سگِ قحط ست و تو انبانِ آرد
وہ تیرے لئے چھری تیز کر رہا ہے | وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آٹے کی بوری ہے

چوں رہیدی و خدایت راہ داد | سوئے زنداں میروی چونت فتاد
جبکہ تو بچ گیا، اور خدا نے تجھے موقع دیا | تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے

بر تو گرده گوں مُوکّل آمدے | عقل بایستے کز ایشاں کم زدے
اگر تیرے پاس دس قسم کے سپاہی پہنچتے | عقل کا تقاضہ ہے، کہ تو اُن سے ذلت

چوں مُوکّل نیست بر تو ہیچ کس | از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
جبکہ تجھ پر کوئی شخص متقرر نہیں ہے | تیرا آگا پیچھا کیوں بند ہو گیا؟

عشقِ پنہاں کردہ بود اُو را اسیر | آں مُوکّل را نمی دید آں نذیر
مخفی عشق نے اس کو قیدی بنا لیا تھا | وہ ڈرانے والا اُس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا

ہر مُوکّل را مُوکّل مختفی ست | ورنہ اُو در بندِ سگ طبعی زچیست
ہر سپاہی پر ایک غیبی ہوا سپاہی ہے | ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟

خشمِ شاہِ عشق[۵۲] بر جانش نشست | بر عوانی و سیہ روئیش بست
شاہِ عشق کا غصہ اُس کی جان پر نازل ہوا ہے | اس کو سپاہ گری اور رُوسیاہی سے وابستہ کر دیا ہے

می زند اُو را کہ ہیں اُو را بزن | زاں عوانانِ نہاں افغانِ من
وہ اُس کو مارتا ہے، کہ ہاں اُس کو مار | اُن مخفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے

ہر کہ بینی در زیانے می رود | گرچہ تنہا با عوانے میرود
جس کو تو دیکھے کسی تباہی میں جا رہا ہے | اگرچہ وہ اکیلا ہے، کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے

گر ازو واقف بُدے افغاں زدے | پیشِ آں سلطانِ سلطاناں شدے
اگر وہ اُس سے واقف ہوتا فریاد کرتا | شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا

ریختے بر سر بہ پیشِ شاہ خاک | تا اماں دیدے ز دیوِ سہمناک
شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا | یہاں تک کہ خوفناک شیطان سے امن پا جاتا

میر دیدی[۵۳] خویش را اے کم ز مُور | زاں ندیدی آں مُوکّل را تو کور
اے چیونٹی سے کم! تو نے اپنے آپکو سردار سمجھا ہے | اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے

غرہ گشتی زیں دروغیں پر و بال | پر و بالے کو کشد سوئے وبال
تو مصنوعی پروبال سے مغرور بن گیا ہے | وہ پروبال جو تجھے مصیبت کی طرف کھینچ رہے ہیں

۵۱ کارد۔ چھری۔ انبان۔ تھیلا۔ آرد۔ آٹا۔ دہ گوں۔ دس طرح ہے۔ مُوکّل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا تقاضہ تھا کہ تو اُن سپاہیوں سے گریز کرتا۔ چوں مُوکّل۔ یعنی تو بغیر سپاہی کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اُس کیلئے کو عشق نے قید کر رکھا تھا جس کو ڈرانے والا نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہر مُوکّل۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح اس دکھیں پر ایک غیبی مُوکّل مسلط تھا اسی طرح سے ہر سپاہی پر ایک غیبی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو اُس کو کتے کی طرح کمینہ بنا دیتا ہے۔

۵۲ شاہِ عشق۔ یعنی اللہ تعالے غیر مرئی سپاہی ہیں۔ زاں عواناں۔ اُن غیبی سپاہیوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہر کہ۔ انسان اپنی تباہی اسی مخفی سپاہی کی وجہ سے کرتا ہے۔ گر۔ انسان اس برباد کرنے والے سپاہی سے غافل ہے ورنہ وہ اللہ سے دعا کرتا اور اپنی نجات چاہتا۔

۵۳ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے اسی لئے مخفی سپاہی کو نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرہ۔ انسان زوال پذیر دولت اور رتبے سے دھوکے میں پڑتا ہے اور یہی دولت اور رتبہ اُس کو تباہ کرتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پر[1] رشک دارد رہِ بالا کند — چوں گِل آلودش گرانیہا کند
ہلکے پر رکھتا ہے، اوپر جاتا ہے — جب مٹی میں سن جاتے ہیں بھاری پن دکھاتے ہیں

جہد کن پر را گِل آلودہ مکن — لیک گوشت گر شد و پندم کہن
کوشش کر پروں کو مٹی میں نہ سان — لیکن تیرے کان بہرے ہو گئے ہیں اور میری نصیحت پرانی ہو گئی ہے

پند داد القصہ عاشق را بسے — عاذِل بیدرد ہمچوں ققنسے
القصہ عاشق کو بہت نصیحت کی — ققنس جیسے بیدرد ملامت گر نے

لاابالی گفتنِ عاشق ناصح و عاذِل را از سرِ عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت اے ناصح خمش کن چند چند — پندکم دہ زانکہ بس سخت ست بند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جا اس قدر — نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے

سخت تر شد بندِ من از پندِ تو — عشق را نشناخت دانشمندِ تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہو — اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے

آں طرف کہ عشق می افزود درد — بو حنیفہ[2] و شافعی درسے نکرد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے — ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھایا

تو مکن تہدید از کشتن کہ من — تشنہ زارم بخونِ خویشتن
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں — اپنے خون کا بہت پیاسا ہوں

عاشقاں را ہر زمانے مردنیست — مردنِ عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے — عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے

او[3] دو صد جاں دارد از جانِ ہدیٰ — واں دو صد را می کند ہر دم فدا
وہ نورِ ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے — اور ان دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے

ہر یکے جاں را ستاند دہ بہا — از نبی برخواں تو عشر امثالہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے — اس کے "دس گنا" قرآن میں پڑھ لے

گر بریزد خونِ من آں دوست رو — پائے کوباں جاں برافشانم برو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے — میں ناچتا ہوا اس پر جان نثار کر دوں

---

[1] پر رشک۔ اگر انسان دولت اور غرور سے نجات پا جائے تو وہ عالمِ بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے۔ گوشت۔ گوش تو۔ عاذِل۔ ملامت گر۔ ققنس۔ یہ ققنوس کی تخفیف ہے یونانی لفظ ہے، ایک پرند کا نام ہے اسی کو فارسی میں آتش زن کہتے ہیں اس پرند کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہیں جب یہ بولتا ہے تو ہر سوراخ سے ایک سُر پیدا ہوتا ہے حکمائے موسیقی کا فن اسی پرندے سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوتی ہے اور اس میں نر مادہ نہیں ہوتا ہر جب یہ پرندہ اپنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو لکڑیاں جمع کر کے اپنے چاروں طرف جما لیتا ہے اور دیپک راگ شروع کر دیتا ہے جس سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرند جل کر راکھ ہو جاتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راکھ سے انڈا بنا دیتی ہے اور اسی سے پھر یہ پرند پیدا ہو جاتا ہے۔ [2] بو حنیفہ۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کامل عاشق تھے اور درس کے بھی ماہر تھے لیکن دردِ عشق کا انھوں نے کبھی درس نہیں دیا تو معلوم ہوا کیفیت گفتنی نہیں ہے۔ تو مکن۔ عاشقوں کو موت سے نہیں ڈرایا جا سکتا وہ خود اپنی موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ عاشقاں۔ عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں ہو جو زندگی ختم ہونے پر آتی ہے بلکہ ان موت کی بہت سی قسمیں ہیں شرع موت سے

جو نفس کُشی سے حاصل ہوتی ہو سیر موت ہے جو بیو زندگی گذری سے حاصل ہوتی ہو ایک میاد موت ہے جو مخلوق کی اذیت سے حاصل ہوتی ہو اسلئے فرمایا گیا ہو موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ [3] او دو۔ عاشق سینکڑوں جانیں رکھتا ہو اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اسکو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں حاصل ہوتی ہیں عشر قرآن میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جس نے ایک نیکی کی اسکو اس جیسی دس مثال ہوتی ہیں۔ گر بریزد اگر

آزمودم[1] مرگِ مَن در زندگی ست
میں نے آزمایا، میری موت زندگی میں ہے
چوں رہم زیں زندگی پایندگی ست
جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہے

اُقتُلُونِی اُقتُلُونِی یا ثِقات
اے معتمد! مجھے قتل کر دو، مجھے قتل کر دو
اِنَّ فِی قَتلِی حَیاتاً فِی حَیات
بیشک میرے قتل میں زندگی در زندگی ہے

یا مُنِیرَ الخَدِّ یا رُوحَ البَقاء
اے روشن رُو! اے بقا کی جان!
اِجتَذِب رُوحِی وَجُد لِی بِاللِّقا
میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے

لِی حَبِیبٌ حُبُّہ یَشوِی الحَشا
میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت باطن کو جلاتی ہے
لَو یَشا یَمشِی عَلیٰ عَینِی مَشا
اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے، چلے

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست
فارسی میں کہہ، اگرچہ عربی بہتر ہے
عشق را خود صد زبانِ دیگر ست
خود عشق کی دوسری سینکڑوں زبانیں ہیں

بوئے[2] آں دلبر چو پَرّاں می شود
جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود
یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں

بس کُنَم دلبر دَر آمد در خطاب
میں ختم کرتا ہوں، دلبر نے بات شروع کر دی
گوش شو وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّواب
کان بن جا، اور اللہ درست بات زیادہ جانتا ہے

چونکہ عاشق توبہ کرد اکنوں بتَرس
چونکہ اب ڈر، عاشق نے توبہ کر لی
کو چو عیاراں کند بر دار درس
وہ مکاروں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھے گا

گرچہ[3] ایں عاشق بُخارا می رود
اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے
نے بہ درس و نے باُستا می رود
لیکن، سبق اور اُستاد کیلئے نہیں جا رہا ہے

عاشقاں را شد مُدرّس حُسنِ دوست
محبوب کا حُسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے
دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست
اُن کی کتاب اور درس اور سبق اُس کا چہرہ ہے

خامُش اند و نعرۂ تکرارِ شاں
وہ چپ ہیں اور اُن کی تکرار کی آواز
می رود تا عرش و تختِ یارِ شاں
عرش اور اُن کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے

درسِ شاں آشوب و چرخ و زلزلہ
اُن کا سبق شور، اور رقص، اور جوش ہے
نے زیادات ست و بابِ سلسلہ
نہ کہ زیادات، اور باب، اور سلسلہ

---

1. آزمودم۔ عاشق کی زندگی دراصل موت ہے اور موت ہی حقیقی زندگی ہے۔ ثِقات۔ ثِقۃ کی جمع ہے یعنی معتمد علیہ۔ خد۔ رخسارہ۔ حشا۔ باطن۔ پارسی۔ چونکہ اہلِ وطن فارسی داں ہیں لہٰذا فارسی میں اظہارِ خیال کر اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی زبان بڑھی ہوئی ہے۔ عشق۔ داستانِ عشق کے اظہار کے لئے سینکڑوں زبانیں ہیں لیکن اُن کو سمجھنے والے کم ہیں۔
2. بوئے۔ معشوق کی صفات کا بیان کسی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ بس کُنم۔ اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے عشق کی داستان سنو۔ چونکہ۔ عاشق اگر داستانِ عشق بیان کرنے سے کسی مجبوری سے توبہ بھی کرے تو اُس کا اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا ہے اور سولی پر داستانِ عشق بیان کرنی شروع کر دیتا ہے۔ عیاراں۔ دھوکے باز۔
3. گرچہ۔ اس عاشق کی بخارا کی طرف روانگی۔ درس، سبق اور اُستاد کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان کرنے جا رہا ہے۔ عاشقاں۔ عاشق کا اُستاد تو حُسنِ دوست ہے اور اُس کی کتاب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے۔ تکرار۔ سبق کا دُہرانا۔ آشوب۔ شور و غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ امام

محمدؒ کی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔ باب۔ کتاب کا نام ہے، فقہ کے ابواب۔ سلسلہ۔ کتاب کا نام ہے، لا انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف ہو کر موجود ہونا، سلسلۂ حدیث۔

Presented by www.ziaraat.com

سلسلۂ ایں قوم جعد[۱] مشکبار ـــ مسئلۂ دورست لیکن دوریار

اِس قوم کا سلسلہ مشک برسانے والے گھنگریالے بال ہیں ـــ دور کا مسئلہ ہے، لیکن محبوب کے دور کا

مسئلۂ کیس ار بپرسد کس ترا ـــ گو نگنجد گنج حق در کیسہا

اگر کوئی تجھ سے تھیلی کا مسئلہ پوچھے ـــ کہدے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تھیلیوں میں نہیں سماتا ہے

گر دمِ خلع و مبارا میرود ـــ بد مبیں ذکرِ بخارا می رود

اگر خلع اور مبارات کی بات چل رہی ہے ـــ بُرا نہ سمجھ وہ (بھی) بخارا کی بات چل رہی ہے

ذکرِ ہر[۲] چیزے دہد خاصیتے ـــ زانکہ دارد ہر صفت ماہیتے

ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے ـــ کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے

در بخارا در ہنرہا بالغی ـــ چوں بخواری رو نہی زو فارغی

تو بخارا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے ـــ جب خواری کیساتھ رُخ کریگا تو اُسکا فارغ التحصیل ہے

آں بخاری غصۂ دانش نداشت ـــ چشم بر خورشیدِ بینش می گماشت

اُس بخارا کو جانیوالے کو علم کا اُچھوتا نہ لگا تھا ـــ اُس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمائی تھی

ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ ـــ اُو ز دانشہا بجوید دستگاہ

جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پالیا ـــ وہ علوم میں مہارت کا طلبگار نہیں ہوتا ہے

با جمالِ[۳] جاں چو شد ہم کاسۂ ـــ باشدش ز اخبار و دانش تاسۂ

جو روح کے حسن کا ہم پیالہ بن گیا ـــ اُس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے

دید بر دانش بود غالب فرا ـــ زاں ہمی دنیا بچربد عامہ را

آنکھوں سے دیکھ لینا عقل پر غالب ہوتا ہے ـــ اِسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے

زانکہ دنیا را ہمی بینند عین ـــ واں جہانے را ہمی دانند دین

کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھتے ہیں ـــ اور اُس عالم کو اُدھار سمجھتے ہیں

قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں اُن پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے مشہور ہے "با آوازِ دولاب مستی کنند" یعنی رہٹ کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو بخارا میں بہت سے علوم و ہنر ہیں جو تم سیکھ سکتے ہو لیکن مکمل جب بنو گے کہ خواری جو لوازمِ عشق میں سے ہے اختیار کر لو۔ غصہ۔ گلے کا اٹکنا، غم یعنی اِس وکیل کو صرف علم الیقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین الیقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جسکو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکر اسمار و صفات کا متمنی نہیں رہتا۔

۳ باجمال جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بیکار ہو جاتے ہیں کیونکہ خبر کی بہ نسبت مشاہدے سے حاصل ہونے والا علم قوی ہوتا ہے اِسی وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ اُن کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ واں جہانے یعنی عالمِ آخرت۔ دین۔ اُدھار۔

۱ جعد گھنگریالے بال۔ دور، کسی چیز کا اپنے آپ پر موقوف ہونا، ایک چیز کا ایسی چیز پر موقوف ہونا جو خود اُس چیز پر موقوف ہو کیس۔ تھیلی یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ تھیلی کو امانت میں رکھتے وقت تھیلی کی رقم گن کر نہ دی تھی واپسی کے وقت کمی کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو امانت رکھنے والا ذمہ دار ہوگا یا نہیں، گو یعنی مسائل فقہیہ دریافت کرنے والے کو گول مول جواب دیدے کہ اللہ کے خزانے تھیلی میں نہیں سما سکتے ہیں اور اُس کو ٹال دے۔ خلع۔ عورت کا اپنے شوہر سے مال کے عوض میں جدائی کا مطالبہ کرنا۔ مبارا، مبارات یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی نا چاقی کی وجہ سے جدائی۔ بد مبیں یعنی اگر فقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اُس کو روحانی احوال پر محمول کر لے میاں بیوی کی جدائی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدائی کے معنی پہنا لے۔

۲ ذکر ہر چیزے یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اُس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے اور اُس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے اولیاء کے

Presented by www.ziaraat.com

باز رو سوئے حدیثِ آں جواں — کز غمِ صدرِ جہاں شُد ناتواں
اُس نوجوان کے قصّہ کی طرف واپس لوٹ — کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہو

رُوئے نہادنِ آں عاشق بسوئے بُخارا
اُس عاشق کا بخارا کی جانب رُخ کرنا

رُو نہاد آں عاشقِ خونابہ ریز — دل طپاں سُوئے بُخارا گرم و تیز
اُس خون بہانے والے عاشق نے رُخ کیا — جلتے ہوئے دل کے ساتھ، بخارا کی جانب تیز تیز

ریگِ ہامونؔ پیشِ او ہمچوں حریرؔ — آبِ جیحوںؔ پیشِ اُو چوں آبگیرؔ
جنگل کا ریت اُس کے لئے ریشمیں کپڑے کی طرح تھا — جیحوں کا پانی اُسکے سامنے تالاب کی طرح تھا

آں بیاباں پیشِ اُو چوں گُلستاںؔ — می فتاد از خندہ اُو چوں گل ستاں
وہ جنگل اُس کے سامنے چمن کی طرح تھا — وہ مسرّت سے پھول چُننے والے کی طرح گرتا تھا

در سمرقندست قند اما لبش — از بُخارا یافت واں شُد مذہبشؔ
قند اگرچہ سمرقند میں ہے لیکن اُسکے ہونٹوں نے — بخارا سے حاصل کی، وہی اُس کا مذہب ہو گیا

اے بُخاراؔ عقل افزا بُودہٗ — لیک از من عقل و دیں بر بُودہٗ
اے بخارا! تو عقل بڑھانے والا تھا — لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا

بَدر می جُویم ازانم چوں ہلالؔ — صدر می جُویم دریں صَفِّ نعالؔ
میں چودھویں رات کے چاند کو تلاش کرتا ہوں اسی وجہ سے میں ہلال جیسا ہو گیا ہوں — اِن جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

چوں سَوادِؔ آں بُخارا را بدید — در سوادِ غم بیاضے شُد پدید
جب اُس نے اِس بُخارا کے اطراف کو دیکھا — غم کی سیاہی میں سفیدی نمودار ہو گئی

ساعتے اُفتاد بیہوش و دراز — عقلِ اُو پرّید در بُستانِ راز
تھوڑی دیر وہ لمبا اور بے ہوش پڑا رہا — اُس کی عقل اسرار کے باغیچہ میں پرواز کر گئی

بر سر و رُویش گُلابے میزدند — از گلابِ عشقِ اُو غافل بُدند
لوگوں نے اُس کے مُنہ اور سر پر عرقِ گلاب چھڑکا — وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے

اُو گُلستانے نہانی دیدہ بود — غارتِؔ عشقش ز خود بربیدہ بُود
اُس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا — عشق کی غارتگری نے اُسکو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا

تو فسردہؔ درخورِ ایں دم نۂ — با شکر مقروں نۂ گرچہ نئی
تو ٹھٹھرا ہوا اِس بات کے لائق نہیں ہے — تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گنّا ہے

لہ ہامون۔ صحرا، جنگل۔ حریر۔ ریشمین کپڑا۔ جیحوں۔ دریا کا نام ہے۔ آبگیر۔ تالاب۔ گُل ستاں۔ پھول چُننے والا۔ مذہبش۔ یعنی اُس کو بخارا کے قند کی عادت ہو گئی تھی۔ اے بُخارا۔ وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا ہے۔ بدر۔ چودھویں کا چاند۔ ہلال۔ پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔ صفِ نعال۔ یعنی میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور صدرِ جہاں کا مقام بلند ہے تو وصال کی نیت مشکل ہے۔

ٹہ سواد۔ شہر کے اطراف۔ گلابے۔ بیہوش کو ہوش میں لانے کیلئے عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی بے ہوشی نہیں ہے بلکہ عشق کی بیہوشی ہے، یہ بیہوشی تو معشوق کی خوشبو سے رفع ہوتی ہے نہ کہ عرقِ گلاب سے۔ غارت۔ یعنی اُس کو عشق کے حملہ نے بیہوش بنایا تھا۔

سہ تو فسردہ۔ مولانا مخاطب کو خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بیہوشی کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں ہے تو بظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں اُنس کا مادّہ نہیں ہے۔

رختِ[1] عقلت با تو ہست و عاقلی — کز جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا غافلی
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو صاحبِ عقل ہے — کیونکہ تو اُن لشکروں سے جنکو تو نے نہیں دیکھا غافل ہے

ایں سخن پایاں ندارد تیز راں — تا رود سوئے بُخارا آں جواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل — تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

در آمدن آں عاشقِ لاابالی در بُخارا و تحذیر کردن دوستان او را از پیدا شدن

اُس بے نیاز عاشق کا بخارا میں آنا، اور دوستوں کا اُس کو نمودار ہونے سے ڈرانا

اندر آمد در بُخارا شادماں — شہرِ معشوقِ خود و دارالاماں
وہ خوش خوش، بخارا میں آگیا — اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں

ہمچو آں مستے کہ پرّد بر اثیر — مہ کنارش گیرد و گوید کہ گیر
اُس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے — چاند اُس سے بغلگیر ہو اور کہے کہ تو بھی بغلگیر ہو

ہر کہ دیدش در بُخارا گفت خیز — پیش از پیدا شدن منشیں گریز
جس نے بھی اُس کو بخارا میں دیکھا کہا اُٹھ جا — ظاہر ہونے سے پہلے مت بیٹھ، بھاگ جا

کز تو می جوید آں شہ خشمگیں — تا کشد از جانِ تو دہ سالہ کیں
کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تجھے تلاش کر رہا ہے — تاکہ تیری جان سے دس سالہ انتقام لے

اللہ[2] اللہ در میا در خونِ خویش — تکیہ کم کن بر دم و افسونِ خویش
خدا کے لئے، اپنے خون کے درپے نہ ہو — اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر

شحنۂ صدرِ جہاں بودی و راد — معتمد بودی مہندس اُوستاد
تو صدرِ جہاں کا کوتوال تھا اور عقلمند تھا — تو معتمد تھا، اُستاد انجنیر تھا

ہم مشیرش بودی و ہم محترم — گشتی از بہرِ گناہے متہم
تو اُس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا — ایک قصور میں تو متہم ہو گیا

غدر کردی وز جزا بگریختی — رستہ بودی باز چوں آویختی
تو نے غداری کی اور سزا سے بھاگ گیا — تو نکل گیا تھا، پھر کیوں آ پھنسا؟

از[3] بلا بگریختی با صد حیل — ابلہی آوردت اینجا یا اجل
تو سو تدبیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا — تجھے یہاں بے وقوفی یا موت لائی ہے

اے کہ عقلت بر عُطارد دق کند — عقل و عاقل را قضا احمق کند
اے وہ کہ تیری عقل عطارد پر نکتہ چینی کرتی ہے — عقل اور عقلمند کو قضا احمق بنا دیتی ہے

---

[1] رخت۔ تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے اور اسرارِ غیبی سے غافل ہے۔ قرآن پاک میں ہے ”وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا“ اور اُس نے وہ لشکر اُتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے“ یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے لیکن مولاناؒ نے اس سے لشکرِ عشق مُراد لیا ہے۔ تحذیر۔ ڈرانا۔۔۔ دارالامان۔ امن کی جگہ۔ اثیر آسمان۔ گیر۔ یعنی معشوق سے کہے کہ بغلگیر ہو جا۔ پیدا شدن۔ یعنی بظاہر ہونے سے پہلے۔ در بخارا میں آگیا ہے۔ دہ سالہ کیں۔ دس سالہ دشمنی۔

[2] اللہ اللہ۔ یعنی خدا کے لئے۔ تکیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا لیں گے نہ یہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے بچ سکے گا۔ شحنہ۔ کوتوال۔ مہندس انجنیر۔ بگریختی یعنی سزا سے بچ کر تو بھاگ گیا۔

[3] از بلا۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا تھا اب تجھے بیوقوفی یا موت کھینچ لائی ہے۔ عطارد۔ دبیرِ فلک۔

نحسؔ خرگوشی کہ باشد شیر جُو
تو وہ منحوس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے

زیرکی و عقل و چالاکیت کُو
تیری ذہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی ؟

ہست صد چندیں فسونہائے قضا
قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں

گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا
فرمایا ہے جب قضا آتی ہے فضا تنگ ہو جاتی ہے

صد رہ و مخلص بُود از چپ و راست
دائیں بائیں سینکڑوں راستے اور بچاؤ کی جگہیں ہوتی ہیں

از قضا بستہ شود گر اژدہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے خواہ اژدہا ہو

جواب گفتنِ عاشق عاذلاں و تہدید کنندگاں را

عاشق کا ملامتگروں اور ڈرانے والوں کو جواب دینا

گفت من مُستسقیم آبم کشد
اس نے کہا میں استسقاء کا بیمار ہوں پانی مجھے

گرچہ میدانم کہ ہم آبم کُشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے مار ڈالیگا

ہیچ مُستسقی نہ بگریزد ز آب
کوئی استسقاء کا بیمار پانی سے نہیں بھاگتا ہے

گر دو صد بارش کند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو دو سو بار مضمحل اور تباہ کرے

گر بیاماسد مرا دست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں

عشق آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہوگا

گویم آنگہ کہ بپرسند از بطون
جب اندرون کے بارے میں مجھ سے پوچھینگے تو

کاشکے بحرم رواں بودے درون
کاش میرے اندر سمندر جاری ہوتا

خیک اشکم گو بدر از موج آب
میرے پیٹ کی مشک کو کہدونگا پانی کی موج سے پھٹ جا

گر بمیرم ہست مرگم مستطاب
اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہوگی

من بہر جائے کہ بینم آب جُو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں

رشکم آید بودمے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا

دست چون دف و شکم ہمچون دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ ڈھول کی طرح ہے

طبل عشق آب می کوبم چو گل
میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا ڈھول پیٹ رہا ہوں

گر بریزد خونم آں رُوح الامیں
اگر وہ روح الامین میرا خون بہا دے

جرعہ جرعہ خوں خورم ہمچوں زمیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں

چوں زمین و چون جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

تا کہ عاشق گشتہ ام ایں کارہ ام
جب سے میں عاشق ہوا ہوں میرا یہی کام ہے

لہ نحس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کیے گا۔ اذا۔ یہ حدیث نہیں ہے کسی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا فضا تنگ ہو جاتی ہے۔ ...... از قضا۔ زد سے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلاں۔ عاذل کی جمع ہے، ملامتگر۔ مستسقی۔ استسقاء کا مریض جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کشد۔ پانی پینا اس کیلئے سخت مضر ہوتا ہے۔ کند۔ یعنی وہ پانی اس کو تباہ کرتا ہے اور مرض میں اضافہ کردیتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

لہ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کریگا کہ کاش پیٹ میں دریا جاری ہوتا۔ بطون۔ اندرون، پیٹ۔ خیک مشک۔ مستطاب۔ پاکیزہ۔

لہ دست۔ استسقاء کی بیماری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ دہل۔ ڈھول۔ گل۔ پھول کی تر و تازگی پانی سے ہے تو گویا وہ پانی کا عاشق ہے۔ روح الامین۔ اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صدر جہاں مراد ہے۔ جوں زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ خون پیتا ہے عاشق بھی خون جگر پیتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

شب ہمی جوشم در آتش ہمچو دیگ — روز تا شب خوں خورم مانند ریگ
میں رات کو آگ میں دیگ کی طرح جوش مارتا ہوں — دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں

من پشیمانم[۵۱] کہ مکر انگیختم — از مُرادِ وخشمِ اُو بگریختم
میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر برپا کیا — میں نے اُس کے غصہ اور مقصد سے گریز کیا

گو براں بر جانِ مستم خشمِ خویش — عیدِ قرباں اُوست عاشق گاؤ میش
کہدے، میری مست جان پر اپنا غصہ جاری کرے — وہ عید قرباں ہے، اور عاشق بھینس ہے

گاؤ اگر خُسپد و گر چیزے خورد — بہرِ عید و ذبحِ اُو می پرورد
گائے اگر سوتی ہے اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے — عید اور ذبح کے لئے وہ پرورش پاتی ہے

گاؤِ موسیٰؑ داں مرا جاں دادہ — جزو جزوم حشرِ ہر آزادہ
مجھے (حضرت) موسیٰؑ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی — میرا جزو جزو ہر ہر آزاد کا حشر ہے

گاؤِ موسیٰؑ بود قرباں گشتۂ — کمتریں جزوش حیاتِ کُشتۂ
(حضرت) موسیٰؑ کی گائے قربان شدہ تھی — اُس کا معمولی جزو مقتول کی زندگی تھی

بر جہید آں کُشتہ زاسیبش زجا — در خطابِ اِضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا
اُس کی چوٹ سے مُردہ جگہ سے اُٹھ گیا — اُس کو اُس کے بعض سے مارو کے حکم کے مطابق

یا کرامی[۵۲] اِذْبَحُوْا هٰذَا الْبَقَرْ — اِنْ اَرَدْتُّمْ حَشْرَ اَرْوَاحِ النَّظَرْ
اے میرے بزرگو! اس گائے کو ذبح کر دو — اگر تم نظری روحوں کی زندگی چاہتے ہو

از جمادی مُردم و نامی شدم — وز نما مُردم بحیواں سر زدم
میں جمادیت سے مرا اور نباتی بن گیا — اور نباتیت سے مرا، حیوان بن گیا

مُردم از حیوانی و آدم شدم — پس چہ ترسم کے ز مُردن کم شدم
میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا — تو میں کیا ڈروں، میں مرنے سے کب گھٹا؟

حملۂ[۵۳] دیگر بمیرم از بشر — تا بر آرم از ملائک بال و پر
دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤں گا — تاکہ فرشتوں میں (ہو کر) بال و پر نکالوں

وز ملک ہم بایدم جستن زجو — کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
فرشتے سے بھی مجھے نہر کر کودنا چاہیے — (کیونکہ) بجز اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے

بارِ دیگر از ملک قرباں شوم — آنچہ اندر وہم نا ید آں شوم
دوسری مرتبہ فرشتے سے میں قربان ہوں گا — وہ جو عقل میں نہیں آسکتا وہ ہو جاؤں گا

---

[۵۱] من پشیمانم میں اپنے محبوب صدرِ جہاں سے بھاگ جانے پر شرمندہ ہوں۔ اب مجھے کہہ دو کہ میرے اوپر اپنا غصہ اتارے۔ گاؤ میش بھینس۔ گاؤ۔ گائے کا خواب و خورسب عید قرباں میں قربان ہونے کیلئے ہوتا ہے۔ گاؤِ موسیٰ۔ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کر کے اسکا کچھ حصہ مقتول پر مارا تھا تو وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا لہٰذا میرے مرنے کو موت نہ سمجھو تو دوسروں کی زندگی ہے۔ مجھ اس طرح میں مقتول ہو کر ہر عاشق کی حیات کا سبب بنوں گا۔ اِضْرِبُوْهُ۔ قرآن میں ہے۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا یعنی ہم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ مقتول کو اس گائے کے بعض سے مارو۔

[۵۲] یا کرامی۔ اب وہ عاشق تعلیم دیتا ہے کہ تم جسم کو جو بمنزلہ گائے کے ہے مجاہدات کے ذریعہ فنا کر دو تو تمہاری نظری روحیں جو حواس کے ذریعہ غیر محسوس ہیں زندہ ہو جائیں گی۔ از جمادی۔ عاشق جسم کے تغیرات بتا کر اسکا فانی ہونا ثابت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ فانی کی فنا سے گھبرانا فضول بات ہے۔ انسانی جسم کے تغیرات یہ ہیں کہ اسکی ساخت اس طرح ہوتی ہے کہ نباتات اپنی غذا جمادات سے حاصل کرتی ہے تو وہ اجزاء اپنی جمادیت چھوڑ کر نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر حیوان اپنی غذا نباتات سے حاصل کرتا ہے تو وہ اجزاء نباتات اپنی نباتیت چھوڑ کر حیوانیت اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان اپنی غذا اجزاء حیوانی سے حاصل کرتا ہے وہ اجزاء حیوانی اپنی حیوانیت چھوڑ کر جسم انسانی بن جاتے ہیں۔

[۵۳] حملۂ دیگر۔ جب انسان مرتا ہو تو یہ مادی جسم انسانی فنا ہو جاتا ہے اور روح انسان ملائک کی صفت میں آ جاتا ہے۔ وز ملک۔ پھر مجھے طلب کرنی ختم کرنا ہے کیونکہ وہ بھی فانی ہے اور عدم اضافی اختیار کر کے بحر وحدت میں شامل ہو جاتا ہے۔

پس عدم گردم عدم چوں ارغنون[1]
پھر عدم بن جاؤں گا، عدم ارغنون (باجے) کی طرح
گویدم کہ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون
مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

مرگ داں آں کاتفاقِ اُمت ست
موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے
کاب حیوانی نہاں در ظلمت ست
کہ آبِ حیات، تاریکی میں پوشیدہ ہے

ہمچو نیلوفر بروزیں طرف جو
نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر اُگ جا
ہمچو مستسقی حریص و آب جو
استسقاء کے مریض کی طرح پانی کا حریص اور تلاش کرنیوالا

مرگِ او آبست و او جویائے آب
اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے
می خورد وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جاننے والا ہے

اے فسردہ عاشقِ ننگیں نمد
اے بھیگے ہوئے نمدے والے ٹھٹھرے ہوئے عاشق!
کو زبیمِ جاں زجاناں می رمد
کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے

سوئے تیغِ عشقش اے ننگِ زناں
اے زنان کیلئے باعثِ ذلت! اسکے عشق کی تلوار کی جانب
صد ہزاراں جاں نگر دستک زناں
لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ

جوئے[2] دیدی کوزہ اندر جو بریز
تو نے نہر دیکھ لی، پیالہ نہر میں بہا دے
آب را از جوئے کے باشد گریز
پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے؟

آبِ کوزہ چوں در آبِ جو شود
پیالے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے
محو گردد در وے و چوں او شود
اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے

وصفِ او فانی شود ذاتش بقا
اس کا وصف فانی اور اس کی ذات باقی بن جاتی ہے
زیں سپس نے کم شود نے بد لقا
اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے اور نہ بدصورت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشست
عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے

خویش را بر نخل[3] او آویختم
میں نے اپنے آپ کو اس کے کھجور کے درخت پر لٹکا دیا
عذر آں را کہ ازو بگریختم
اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا

ہمچو گوئے سجدہ کن بر روئے و سر
سر اور چہرے کے بل سجدے کرتا ہوا گیند کی طرح
جانب آں صدر شد با چشمِ تر
پُرنم آنکھوں کے ساتھ اس صدر (جہاں) کی طرف روانہ ہو گیا

بر رخِ چوں زعفراں اشک رواں
زعفرانی چہرے پر آنسو بہتا ہوا
رفت آں بیدل سوئے صدرِ جہاں
وہ بیدل، صدرِ جہاں کی جانب چلا

---

[1] ارغنون۔ ایک باجہ کا نام ہے جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ۔ موت بمنزلہ اس تاریکی کے ہے جس کو عبور کر کے آبِ حیات حاصل ہوتا ہے۔ نیلوفر گھاس دریا کے کنارے پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت حریص ہوتی ہے۔ مرگ او۔ استسقاء کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اے فسردہ۔ اے عاشق تو عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے محبوب سے بھاگتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں خوشی میں اس کی تیغ عشق کے سامنے تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی مشتاق ہیں۔

[2] جوئے۔ جب دریائے احدیت نظر آ جائے اپنے قطرۂ حیات کو اس میں ڈال دے تو اس کا اپنا تشخص ختم ہو جائیگا اور وہ باقی ببقاء حق ہو جائیگا پھر اس میں نہ کمی آئیگی نہ کوئی تغیر پیدا ہوگا۔

[3] بر نخل۔ چونکہ میں اس سے بھاگا تھا اب اس کے قدموں پر قربان ہو جاؤں گا۔ ہمچو۔ وہ گیند کی طرح لڑھکتا ہوا روتا ہوا صدر جہاں کی جانب روانہ ہوا۔ زعفراں۔ فراق میں اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم کفن ہم تیغ اندر دستِ او (۱) — چونکہ بود او عاشق و سرمستِ او
کفن بھی، اور تلوار بھی اُس کے ہاتھ میں — کیونکہ وہ اُس کا عاشق اور متوالا تھا

جملہ خلقاں منتظر سر در ہوا — کش بسوزد یا برآویزد ورا
تمام لوگ سروں کو اوپر کیے ہوئے منتظر تھے — کہ وہ اُس کو جلائے گا یا اُس کو پھانسی دیگا

ایں زماں ایں احمقِ یک لخت را — آں نماید کہ زماں بدبخت را
اب اس پورے احمق کے ساتھ — (صدر جہاں) وہ کرے گا جو زمانہ کسی بدبخت کے ساتھ کرتا ہے

ہمچو پروانہ شرر را نور دید — احمقانہ در فتاد از جاں برید
اُس نے پروانے کی طرح چنگاریوں کو نور سمجھا — بے وقوفوں کی طرح گر پڑا، جان سے ہاتھ دھو دیے

لیک (۲) شمعِ عشق چوں آں شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست
لیکن عشق کی شمع اُس شمع کی طرح نہیں ہے — روشن اندر روشن اندر روشن ہے

او بعکس شمعہائے آتشی ست — می نماید آتش و جملہ خوشی ست
وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے — آگ نظر آتی ہے اور سراپا خوشی ہے

صفت کردن آں مسجد کہ مہماں کُش بود و آں عاشقِ مرگ
اُس مسجد کی بات جو مہمان کو مار ڈالتی تھی اور اُس لاپرواہ موت

جوئے لاابالی کہ دراں مسجد مہماں شد
کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن اے نیک پے — مسجدے بُد بر کنارِ شہرِ رے (۳)
اے نیک خصلت! ایک قصہ سُن — رے شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی

ہیچکس در وے نخفتے شب ز بیم — کہ نہ فرزندش شُدے آں شب یتیم
کوئی شخص رات کو اُس میں نہ سوتا، کہ ڈر کی وجہ سے — اُس رات میں اُس کے بچے یتیم نہ ہو جاتے

ہر کہ در وے بیخبر چوں کور رفت — صبحدم چوں اختراں در گور رفت
جو بے خبر اندھے کی طرح اُس میں چلا گیا — صبح ہوتے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا

خویشتن را نیک ازیں آگاہ کُن — صبح آمد خواب را کوتاہ کُن
اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کرلے — صبح ہوگئی نیند کو مختصر کر

ہر کسے گفتے کہ پریانند تند — اندرو مہماں کُشاں با تیغِ کُند
ہر شخص کہتا کہ بدمزاج پریاں ہیں — اُس میں مہمان کو کُند تلوار سے مار ڈالنے والی

(۱) ہم کفن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کرلی تھی۔ سر در ہوا یعنی سر اُٹھائے ہوئے۔ کش۔ یعنی صدر جہاں اُس کو کس قسم کی سزا دے گا۔ ایں زماں۔ اب اُس کو ایسی سزا ملے گی جو زمانہ کسی بدبخت کو دیتا ہے۔ ہمچو۔ تماشائی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانہ کی طرح نار کو نور سمجھا۔

(۲) لیک۔ لیکن اُن کا یہ سمجھنا غلط تھا، وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی نار نور نظر آتی ہے۔ معمولی شمع پر قربان ہونے سے سوزش پیدا ہوتی ہے اس شمع پر قربان ہونا مجسم خوشی ہے۔ مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھاتے ہیں کہ عوام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کامیابیوں کا سبب ہوتی ہے۔

(۳) رَے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی طرف منسوب ہوکر امام فخر الدین رازی کہلاتے ہیں۔ یتیم۔ یعنی جو بھی سوتا اُس کے بچے یتیم ہو جاتے۔ اختراں۔ صبح ستاروں کی موت ہے۔ خویشتن۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ اس کہانی سے عبرت حاصل کرے۔ صبح قیامت نزدیک ہے خواب غفلت سے بیدار ہوجا۔ تند۔ یعنی بدمزاج پریاں تکلیف دیکر مار ڈالتی ہیں۔

آں دگر گفتے کہ سحرست[۵۱] و طلسم | کہ رصد باشد عدوِ جان و جسم
کوئی کہتا کہ جادو اور طلسم ہے | جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گھات میں رہتا ہے

آں دگر گفتے کہ بر نہ نقشِ فاش | بر درش کاے میہماں اینجا مباش
دوسرا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے | اسکے دروازے پر کہ اے مہمان! یہاں نہ ٹھہر

شب مخسپ اینجا اگر جاں بایدت | ورنہ مرگ اینجا کمیں بکشایدت
اگر تو جان بچانی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا | ورنہ اس جگہ موت تجھ پر گھات لگائے گی

واں یکے گفتے کہ شب قفلے نہید | غافلے کاید شمارہ کم دہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا لگا دو | کوئی انجان آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

آمدنِ مہمان دراں مسجد

ایک مہمان کا مسجد میں آنا

تا یکے مہماں در آمد وقتِ شب | کو شنیدہ بود آں صیتِ عجب
حتیٰ کہ ایک مہمان رات کو آ گیا | جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی

از برائے آزموں می آزمود | زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا | کیونکہ وہ بہت بہادر اور جان باز تھا

گفت کم گیرم سر و اشکنبۂ | رفتہ گیر از گنجِ جاں یک حبۂ
اس نے کہا میں سر اور معدہ کو کب سمجھتا ہوں | فرض کر لے خزانہ سے ایک حبہ ضائع ہو گیا

صورتِ[۵۲] تن گو برو من کیستم | نقش کم ناید چو من باقیستم
جسم کی صورت کو کہہ دے چل جائے اور میں کون ہوں | صورت کی کمی نہ ہوگی جب میں باقی ہوں

چوں نفخت بودم از لطفِ خدا | نفخِ حق باشم زنائے تن جدا
جب میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نفخت تھا | میں اللہ (تعالیٰ) کی پھونک ہونگا بدن کی بانسری سے

تا نیفتد بانگِ نفخش ایں طرف | تا رہد آں گوہر از تنگیں صدف
جبتک کہ اس (کے صور) کی آواز اس طرف نہ آئے | حتیٰ کہ وہ جوہر تنگ سیپ سے رہائی پائے

چوں[۵۳] تمنوا الموت گفت اے صادقیں | صادقم جاں را بر افشانم بریں
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کر لے سچو! | میں سچا ہوں اس فرمان پر جان نثار کر دونگا

ملامتِ اہلِ مسجد مہمانِ عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملامت کرنا اور ڈرانا

---

[۵۱] سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جادو ہے جو مار ڈالتا ہے۔ گفتے۔ یعنی مسجد کے متولی کو کہتا کہ اس مسجد پر رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا دے۔ واں یکے۔ کسی کی یہ رائے ہوتی کہ مسجد پر تالا ڈال دو۔ صیت۔ شہرت۔ گفت۔ اس مہمان نے دل میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں سے ایک حبہ ضائع ہو جائے انسان کا جسم مجموعہ میں بمنزلہ حبہ کے ہے۔

[۵۲] صورت۔ اگر جسم ہلاک بھی ہو جائیگا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو روح ہے جو باقی رہیگی۔ نفخت۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے وَنَفَخْتُ فِیہِ مِن رُّوحِی یعنی آدم میں میں نے اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا بھی ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہیگی۔ تا نیفتد۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر صرف نفخِ حق رہوں گا جب تک کہ اس کے صور کا نفخ اس عالم میں نہ آئے گا جب نفخِ صور ہوگا تب پھر وہ نفخِ حق میرے نائے تن سے وابستہ ہو جائیگا۔ تا رہد۔ میں نفخِ حق کو تن سے اسلئے جدا رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس گوہرِ نفخِ حق کیلئے یہ صدفِ جسم تنگ ہے۔

[۵۳] چوں۔ قرآن پاک میں یہود کو خطاب کر کے فرمایا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ تم موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو۔ یہود چونکہ دعوے میں جھوٹے تھے

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا مخسپ | تانکوبد جانستانت ہمچو کُبْ[1]
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سوتا | تاکہ جان نکالنے والا تجھے کُٹی کی طرح نہ کوٹ لے

کہ غریبی و نمیدانی تو حال | کاندریں جا ہر کہ خفت آمد زوال
اسلئے کہ تو مسافر ہے اور تو حالات نہیں جانتا | کہ اس جگہ جو سویا ہے (اس پر) زوال آیا ہے

اتفاقے نیست ایں ما بارہا | دیدہ ایم و جملہ اصحاب نُہیٰ
اتفاقاً نہیں ہے، یہ ہم نے بہت سی مرتبہ | دیکھا ہے، اور سب عقلمندوں نے

ہر کراں مسجد شبے مسکن شدش | نیم شب مرگ ہلاہل[2] آمدش
وہ مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے | اس کو آدھی رات میں قاتل موت آئی ہے

از یکے تا پانصد ایں را دیدہ ام | نے بہ تقلید از کسے بشنیدہ ام
ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے | نہ کہ تقلیداً ہم نے کسی سے سنا ہے

گفت اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ آں رسول | آں نصیحت در لغت ضد غلول[3]
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "دین خیرخواہی ہے" فرمایا | خیرخواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے

ایں نصیحت راستی در دوستی | در غلولی خائن و سگ پوستی
یہ خیرخواہی دوستی میں سچائی ہے | خود غرضی میں خیانت اور کُتا پن ہے

بے خیانت ایں نصیحت از وداد | می نمائیمت مگرد از عقل و داد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کی وجہ سے | ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے روگردانی نہ کر

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویاں را
عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامتگروں کو جواب دینا

گفت او اے ناصحاں من بے ندم[4] | از جہانِ زندگی سیر آمدم
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والو! میں بغیر کسی ندامت کے | زندگی کی دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں

مُنبلے ام زخم جو و زخم خواہ | عافیت کم جوئے از منبل براہ
میں بے حس زخم کو تلاش کرنیوالا اور زخم کا خواہشمند ہوں | بے حس آدمی سے راہ (زندگی) میں عافیت کی تلاش نہ کر

مُنبلے نے کو بُوَد خود برگ جو | مُنبلے ام لاابالی مرگ جو
(میں) وہ بے حس نہیں ہوں جو سامان تلاش کرے | میں تو بے حس ہوں لاپرواہ موت کا تلاش کرنیوالا ہوں

مُنبلم بے زخم ناساید تنم | عاشقم بر زخمہا بر می تنم
میں تو بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آرام نہیں پاتا ہے | میں عاشق ہوں زخموں کے گرد چکر کاٹتا ہوں

[1] کُبْ۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ کُٹی۔ کُٹی۔ شہیک جمع ہے ابقل۔
[2] ہلاہل۔ چین میں ایک پہاڑ ہے جس میں ایک گھاس اگتی ہے جو قاتل زہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل زہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا ہے۔ ایں را۔ یعنی اس مسجد میں سونے والے کا مرنا۔ التقیہ خلوص۔
[3] غلول۔ خیانت۔ وداد۔ دوستی۔ داد۔ انصاف
[4] ندم۔ ندامت۔ منبل۔ سست۔ بے حس۔ برگ۔ ساز و سامان۔ پول۔ نقدی۔ از بہر پُول۔ یعنی دنیا طلبی۔

مُنبلے نے کو بکف پول آورد | مُنبلے چُستے کزیں پل بگذرد
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو مٹھی میں روپیہ جمع کرے | وہ بے حس چالاک (ہوں) جو اس پل سے گزر جائے

آں نہ کو برہر دُکانے بر زند — بل جہد از کون و کانے بر زند[۱]
نہ وہ کہ جو ہر دُکان پر مارا مارا پھرے — بلکہ دنیا کو کود جائے اور کان پر پہنچ جائے

مرگ شیریں گشت و نقلم زیں سرا — چوں قفص ہشتن پریدن مُرغ را
اس لیے منتقل ہونا اور موت میرے لئے شیریں ہوتی ہے — جیسا کہ پرند کے لئے پنجرا چھوڑنا (اور) اُڑ جانا

آں قفص کو ہست عینِ باغ در — مُرغ می بیند گلستان و شجر
وہ پنجرا جو عین باغ میں ہے — پرند باغ، اور درخت دیکھ رہا ہے

جُوقِ مُرغاں از بروں گردِ قفص — خوش ہمی خوانند ز آزادی قصص[۲]
پرندوں کا جھنڈ باہر پنجرے کے چاروں طرف — آزادی کے قصے خوشی سے پڑھ رہے ہیں

مُرغ را اندر قفص زاں سبزہ زار — نے خورش ماندست وے نے صبر و قرار
پنجرے کے اندر پرند کے لئے سبزہ زار کی وجہ سے — نہ بھوک رہی، اور نہ صبر و قرار (رہا)

سر زہر سُوراخ بیروں میکند — تا بُود کایں بند از پا بر کند
وہ ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے — کہ شاید اُس بیڑی کو پاؤں سے نکال دے

چوں دل و جانش چنیں بیروں بُود — آں قفص را در کشائی چوں بُود
جب اُس کا دل اور جان اسطرح باہر (کی مشتاق) ہو — اُس پنجرے کا دروازہ کھلنا کیسا ہوگا؟

نے چناں[۳] مُرغ قفص در اندہاں — گرد بر گردش بحلقہ گربگاں
وہ پنجرے کے اُس پرند کی طرح نہیں ہے جو غموں میں — (اور) اُس کے اِرد گرد بلیاں حلقہ کئے ہوں

کے بُود اُو را دریں خوف و حزن — آرزوئے از قفص بیروں شدن
اُس کو اس ڈر اور رنج میں کب ہوگی؟ — پنجرے سے باہر نکلنے کی آرزو

اُو ہمی خواہد کزیں ناخوش حفص — صد قفص باشد بگرد ایں قفص
وہ چاہے گا کہ اس ناگوار زنبیل کی بجائے — اس پنجرے کے چاروں طرف سو پنجرے ہوں

بیانِ آنکہ عشقِ جالینوس بریں حیاتِ دنیا بُود کہ فنِ اُو

اُس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اِسی دنیاوی زندگی پر اس وجہ سے

ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نورزیدہ است کہ دراں بازار

تھا کہ اس کا فن اِسی جگہ کام آتا تھا اور اُس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا

بکار آید آنجا خود را العوام یکساں می بیند وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ

جو اُس بازار میں کام آئے وہاں وہ اپنے آپ کو عام کے برابر سمجھتا تھا اور حکم اُس دن خدا کے لئے ہے

[۱] کانے یعنی معرفتِ خداوندی کی کان نقلم یعنی اِس دنیا سے منتقل ہونا۔ چوں قفص یعنی جس طرح سے پرند کو پنجرہ چھوڑ کے اُڑ جانا شیریں ہوتا ہے باغ در یعنی در باغ۔

[۲] قصص قصے کی جمع ہے۔ نے خورش۔ پرند کو پنجرے میں نہ دانہ اچھا لگتا ہے اور نہ اُس کو صبر و قرار ہوتا ہے چوں آں جب پرند کا یہ حال ہو تو پنجرے کا دروازہ ٹوٹنے سے اُس کو کس قدر خوشی ہوگی۔

[۳] نے چناں۔ البتہ وہ پرند جو پنجرے کے چاروں طرف بلیاں دیکھے تو وہ ہمیشہ پنجرے ہی میں بند رہنا پسند کرے گا حفص۔ فا ساکن کے ساتھ زنبیل، اصلاً فر ورت شعری کی وجہ سے فا پر زبر دے دیا گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے چونکہ وہ محض علوم عقلیہ سے واقف تھا اور آخرت کا اُس کو کوئی علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جینے کا مشتاق تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

آنچناں کہ گفت جالینوسِ راد[۱] — از ہوائے ایں جہاں و از مُراد

جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا — اس دنیا کی محبت اور مُراد میں

راضیم کز من بماند نیم جاں — کہ ز کونِ استرے بینم جہاں

کہ میں راضی ہوں اگر آدھی جان (بھی) رہے — تاکہ خچر کی دُبر سے دُنیا کو دیکھوں

گربہ می بیند بگردِ خود قطار — مُرغش آیس گشتہ بودست از مطار

قطار میں اپنے چاروں طرف بلیاں دیکھتا ہے — اس کا پرندہ اُڑنے کی جگہ سے مایوس ہو گیا ہے

یا عدم دیدست غیر ایں جہاں — در عدم نادیدہ اُو حشر نہاں

یا اس نے اس جہان کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے — اس نے عدم میں چھپا ہوا حشر نہیں دیکھا ہے

چوں جنیں[۲] کش میکشد بیروں کرم — می گریزد او پس سوئے شکم

جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اس کو کرم (خداوندی) باہر کو کھینچتا ہے — وہ پیٹ کی جانب پیچھے کو بھاگتا ہے

لطف رُویش سوئے مصدر میکند — او مقر در پشتِ مادر می کند

مہربانی اس کا رُخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے — وہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے

کہ اگر بیروں نہم زیں شہر گام — اے عجب دیگر نہ بینم ایں مقام

کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا — ہائے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا

یا درے بودے دریں شہرِ رحم — کہ نظارہ کردمے اندر رحم

یا اس گندے شہر میں کھڑکی ہوتی — کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا

یا چو چشمِ سوزنے راہم بُدے — کہ ز بیرونِ رحم دیدہ شُدے

یا سوئی کے ناکے کی برابر میرے لئے راستہ ہوتا — کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی

اینچنیں ہم غافل ست از عالمے — ہمچو جالینوس او نامحرمے[۳]

وہ بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے — وہ جالینوس کی طرح ناواقف ہے

او نداند کو رطوباتے کہ ہست — آں مدد از عالمِ بیرونی است

وہ نہیں سمجھتا، کہ وہ رطوبتیں جو ہیں — وہ بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں

آنچناں کہ چار عنصر در جہاں — صد مدد دارد ز شہرِ لامکاں

جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر — لامکان کے شہر سے سینکڑوں مدد پاتے ہیں

آب و دانہ در قفس گر یافتہ است — آں ز باغ و عرصہ در تافتہ است

اگر پنجرے میں پانی اور دانہ موجود ہے — وہ باغ اور میدان سے رونما ہوا ہے

[۱] راد۔ عقلمند۔ ہوا۔ خواہش، محبت۔ کونِ استرے یعنی ذلیل مقام۔ آیس۔ مایوس۔ مطار۔ اُڑنے کی جگہ۔ اُڑان۔

[۲] جنین۔ ماں کے پیٹ کا بچہ۔ پس۔ واپس۔ مصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ مقر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ رحم۔ ناموافق مقام۔ چشمِ سوزن۔ سوئی کا ناکا۔

[۳] نامحرم۔ ناواقفِ راز۔ رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا جو رطوبتیں ہیں وہ ماں کی اُن غذاؤں سے حاصل ہوئی ہیں جو باہر سے اُسے حاصل ہوتی ہیں۔ لامکاں۔ عالمِ اسرار، عالمِ ملکوت۔

Presented by www.ziaraat.com

جانہائے انبیا بینند باغ ۱ — زیں قفص در وقتِ نقلان و فراغ
انبیاء کی جانیں باغ کو دیکھتی ہیں — اس پنجرے سے، منتقل اور فارغ ہونے کے وقت

پس ز جالینوس و عالم فارغند — ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغ اند
اس لئے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں — وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں

ور ز جالینوس ایں گفت افتریست — پس جوابم بہرِ جالینوس نیست
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے — تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے

ایں جوابِ آنکس آمد کایں بگفت — کہ نبودش دلے با نور جفت
(پھر) یہ اس کیلئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے — کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے

مرغِ جانش ۲ موش شد سوراخ جو — چوں شنید از گربگاں او عرجوا
اس کی جان کا پرندہ سوراخ ڈھونڈنے والا چوہا بن گیا — جب اس نے بلیوں سے "گھیر لو" سنا

زاں سبب جانش وطن دید و قرار — اندریں سوراخِ دنیا موش وار
اسی لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا — چوہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں

ہمدریں سوراخ بنائی گرفت — درخورِ سوراخ دانائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے تعمیر سازی کی — سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی

پیشہائے کہ مر اورا در مزید — اندریں سوراخ کار آید گزید
وہ پیشے جو اس کے لئے اضافے میں — اس سوراخ میں کام آئیں اس نے اختیار کئے

زانکہ دل برکند از بیروں شدن — بستہ شد راہِ رہیدن از بدن
کیونکہ اس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا — (اور) بدن سے نجات کا راستہ بند ہوگیا ہے

عنکبوت ۳ ار طبعِ عنقا داشتے — از لعابے خیمہ کے افراشتے
مکڑی، اگر عنقا کا مزاج رکھتی — لعاب سے خیمہ کب بلند کرتی؟

گربہ کردہ چنگِ خود اندر قفص — نامِ چنگش صرع و سرسام و مغص
بلی نے اپنا پنجہ پنجرے میں ڈال دیا — اس کے پنجہ کا نام مرگی، سرسام اور پیچش ہے

حصبہ و قولنج و مالیخولیا — سکتہ و سُدّہ و جذام و ماشرا
جیچک، اور قولنج، اور مالیخولیا — سکتہ اور سُدّہ، اور کوڑھ، اور منہ کا ورم ہے

آنتوں کا درد جو سُدّہ، بیٹھ جانے سے ہوتا ہے۔ مالیخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں مریض بالکل مُردے کی طرح ہوجاتا ہے۔ سُدّہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم جانا۔ جذام۔ کوڑھ۔ ماشرا۔ چہرے کا ورم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا ہوجاتا ہے۔

---

۱ جانہائے۔ انبیاء اور اولیاء دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے باغات کی سیر کرلیتے ہیں تو وہ جالینوس کی خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ البال ہیں۔ افتری ہے یعنی جو بات میں نے جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ جھوٹ ہے تو یہ کلام جالینوس کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے جو [illegible] عقیدے کا ہے اور [illegible] نور سے منور نہیں ہے۔

۲ مرغ جانش۔ جس کے دل میں نور نہیں ہے وہ ایسا چوہا ہے جس نے بلیوں کی آواز سن لی ہو اور بھٹ کی جستجو کرے۔ [illegible]۔ اسی لئے وہ اس دنیا کو پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی طرح ہے۔ ہمدریں۔ وہ اس دنیا میں دنیا کے ہنر سیکھنے پر اور دنیا کو سنوارنے پر اکتفا کرتا ہے۔ پیشہائے۔ وہ وہی پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا بنائیں۔ زانکہ۔ چونکہ اس کو عالم آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے۔

۳ عنکبوت۔ اس کی مثال مکڑی کی سی ہے جو اپنے لئے ایک گھر بناتی ہے۔ گربہ۔ موت اپنے پنجے بصورت امراض اس سے وابستہ کرتی ہے۔ صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ وہ مرض ہے جس میں دماغ پر ورم آجاتا ہے اور مریض بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ مغص۔ پیچش۔ حصبہ۔ کھسرا۔ قولنج۔

Presented by www.ziaraat.com

گربہ[۱] مرگ ست و مرض چنگالِ اُو ... میزند بر مرغ و پرّ و بالِ اُو
موت بلی ہے، اور مرض اُس کا پنجہ ہے ... جو وہ پرندہ اور اس کے بال و پر پر چلاتی ہے

گوشہ گوشہ می دَود سوئے دوا ... مرگ چوں قاضی و رنجوری گوا
وہ دوا کی جانب اِدھر اُدھر دوڑتا ہے ... موت قاضی کی طرح ہے اور مرض گواہ ہے

چوں پیادہ قاضی آمد ایں گوا ... کہ ہمی خواند ترا تا حُکم گاہ
یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے ... کہ وہ تجھے عدالت میں بلاتا ہے

مُہلتے خواہی تو از وے در گریز ... گر پذیرد شد وگرنہ گفت خیز
تو بچاؤ کے لئے اس سے مُہلت مانگتا ہے ... اگر اُسنے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ وہ کہیگا اٹھ جا

جُستنِ مُہلت دَوا و چارہا ... کہ زنی بر خرقۂ تن پارہا
مُہلت طلب کرنا، دوا اور تدبیریں ہیں ... تاکہ تو جسم کے چیتھڑوں کو پیوند لگا لے

عاقبت[۲] آید صباحے خشم وار ... چند باشد مُہلت آخر شرم دار
بالآخر وہ کسی صبح کو غضبناک ہوکر آتا ہے ... آخر مُہلت کتنی ہوگی، شرم کر

عُذر خود از شہ بخواہ اے پُر حسد ... پیش ازانکہ آنچناں روزے رسد
اے حاسد! بادشاہ سے عُذرخواہی کرلے ... اُس سے قبل کہ ایسا دن آجائے

وانکہ در ظلمت براند بارگی ... بر کند زاں نورِ دل یکبارگی
اور جو اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا ہے ... اُس نور سے یک لخت دل کو ہٹاتا ہے

میگریزد از گواہ و مقصدش ... کاں گوا سوئے قضا میخواندش
وہ گواہ اور اس کے مقصد سے بھاگتا ہے ... کیونکہ وہ گواہ اُس کو موت کی طرف بلاتا ہے

ناگہاں[۳] گیرند اُو را خوار و زار ... کش کشاں تا پیشِ قاضی شرمسار
اسکو ذلیل اور عاجز کر بنا کر اچانک پکڑ لینگے ... شرمندگی کی حالت میں اسکو قاضی کے سامنے کھینچ لیجائینگے

زیں گذر کُن جانبِ آں شخص ہاں ... کو بمسجد آمد آں شب میہماں
اِس کو چھوڑ اُس شخص کی جانب چل ... جو اُس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

ملامت کردنِ اہلِ مسجد مہمان را از شب خفتن دراں مسجد
مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملامت کرنا

قوم گفتندش مکُن جلدی برو ... تا نگردد جامۂ و جانت گرو
لوگوں نے اُس سے کہا بہادری نہ دکھا چلا جا ... تاکہ تیری جان اور کپڑے گروی نہ ہوجائیں

---

۱ گربہ۔ موت بلی ہے اور یہ اَمراض اسکے پنجے ہیں۔ مرگ۔ موت فیصلہ کرتی ہے۔ رنجوری۔ بیماری کی نوعیت پر فیصلہ ہوتا ہے۔ پیادہ۔ موت امراض کے ذریعہ اپنی طرف بلاتی ہے۔ حکم گاہ۔ عدالت، محکمہ۔ مُہلتے۔ تو دوا کرنے کے لئے مُہلت چاہتا ہے اگر مرض نے مُہلت دیدی تو دوا کے ذریعہ بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اُس نے مُہلت نہ دی تو وہ فوراً موت کے سپرد کردیتا ہے خیز یعنی اُٹھ اور موت کی جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ سے جو تیرے بدن کو نقصان پہنچا ہے تو دوا کے ذریعہ اسکو درست کرنا چاہتا ہے۔

۲ عاقبت۔ انجام کار مرض کا پیادہ آئیگا اور پھر وہ مُہلت نہ دیگا۔ عذر لہٰذا مناسب ہے کہ اس دربار میں حاضری کے لئے قبل از وقت تیاری کرلی جائے۔ ظلمت یعنی خواہشاتِ نفسانی کی ظلمت۔ بارگی۔ گھوڑا۔ بر کند۔ خواہشات کا انہماک نورِ خداوندی سے جُدا کردیتا ہے۔ گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرض کا مقصد موت ہے۔

۳ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ قاضی یعنی موت۔ زیں۔ اب دوبارہ اس مسجد کے مہمان کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔ بہادری۔ گرو۔ یعنی موت کے ہاتھوں گروی۔

آں[1] ز دُور آساں نماید بہ نگر
وہ دُور سے آسان نظر آتا ہے، اچھی طرح دیکھ لے

کہ بآخر سخت باشد رہگذر
کہ انجام کار، راستہ دشوار ہو گا

بس کساں کاوخت خود را از نخست
بہت سے انسان ہیں جنہوں نے شروع میں اپنے آپکو لٹکایا

وقتِ پیچاپیچ دستاویز جُست
پیچیدگی کے وقت سہارا ڈھونڈا

پیشتر از واقعہ آساں بُوَد
واقعے سے پہلے آسان ہوتا ہے

در دلِ مردم خیالِ نیک و بد
انسانوں کے دل میں اچھے بُرے کا خیال

چوں درآید اندرونِ کارزار
جب میدانِ جنگ میں آ جاتا ہے

آں زماں گردد براں کس کارزار
اُس وقت اُس شخص پر کام دشوار ہو جاتا ہے

چون[2] شیری ہیں منہ تو پائے پیش
جبکہ تو شیر نہیں ہے خبردار! آگے قدم نہ رکھو

کاں اجل گرگست و جانِ تست میش
کیونکہ موت بھیڑیا ہے اور تیری جان بھیڑ ہے

ور ز[3] ابدالی و میشت شیر شُد
اگر تو ابدال میں سے ہے اور تیری بھیڑ شیر ہو گئی ہے

ایمن آ کہ مرگِ تو سر زیر شُد
مطمئن ہو کر آ، کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہے

کیست ابدال آنکہ او مبدل شود
ابدال کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے

خمرش از تبدیلِ یزداں خل شود
اللہ (تعالیٰ) کے تبدیل کرنے سے اسکی شراب سرکہ ہو جائے

لیک مستِ شیر گیری و ز گماں
لیکن تو نیم مست ہے، اور گمان سے

شیر پنداری تو خود را ہیں مراں
اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے خبردار! آگے نہ بڑھ

گفت حق زاہلِ نفاقِ ناسدید
اللہ (تعالیٰ) نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے

بَأْسُهُمْ مَا بَيْنَهُمْ بَأْسٌ شَدِيدٌ
اُن کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے

درمیانِ ہمد گر مردانہ اَند
ایک دوسرے کے لئے بہادر ہیں

در غزا چوں عورتانِ خانہ اند
جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں

گفت[4] پیغمبر سپہدارِ غیوب
غیب کے سپہ سالار پیغمبرؐ نے فرمایا

لَا شُجَاعَةَ يَا فَتَىٰ قَبْلَ الْحُرُوبِ
اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے

وقتِ لافِ غزو مستاں کف زنند
جہاد کی شیخی بگھارتے وقت مستوں کی طرح سینہ ٹھونکتے ہیں

وقتِ جوش و جنگ چوں کف می تنند
جوش اور جنگ کے وقت جھاگ کی طرح گر پڑتے ہیں

وقتِ ذکرِ غزو شمشیرش دراز
جہاد کے ذکر کے وقت اُس کی تلوار دراز ہے

وقتِ کرّ و فرّ تیغش چوں پیاز
کرّ و فرّ کے وقت اُس کی تلوار پیاز کی طرح ہے

[1] آں۔ یعنی مسعود کا سونا۔ بس کساں۔ ناتجربہ کار مصیبت میں پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو دشوار ہوتی ہے چنانچہ مصیبت کے آنے سے پہلے اچھا بُرا سوچا جا سکتا ہے۔ چوں۔ ناتجربہ کار مصیبت میں پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ شیری۔ موت بھیڑیا ہے اگر تو شیر ہے تو اُس کا مقابلہ کر سکتا ہے اگر تو بھیڑ ہے تو وہ پھاڑ کھائیگا۔

[2] ور ز ابدال۔ اولیاء اللہ، موت سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔ ابدال۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کی بُری صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ خمر یعنی بُری صفات۔ خل۔ سرکہ یعنی اچھی صفات۔ مستِ شیر گیر۔ وہ مست جس کا نشہ ادھورا ہو۔ بأسهم۔ قرآن پاک میں منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ "آپس میں اُن میں بڑی دھاک ہے تو اُن کو اکٹھا سمجھتا ہے اور اُن کے دل متفرق ہیں"۔ غزا۔ جنگ، جہاد۔

[3] گفت۔ یہ حدیث کتابوں میں منقول نہیں ہے لا شجاعۃ۔ شجاعت کا پتہ میدان جنگ میں چلتا ہے۔ کف زنند یعنی سینہ ٹھونک کر بہادری جتاتے ہیں۔ کف۔ جھاگ دوسرے مصرعہ میں۔ کر۔ آگے بڑھ کر حملہ کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا۔ چوں پیاز یعنی نرم۔

وقتِ اندیشہ دلِ اُو غمزہ جُو ۔۔۔ پس[۵۱] بیک سوزن تہی شد خیکِ اُو
خیال کے وقت اس کا دل جنگجو ہے ۔۔۔ پھر ایک سوئی سے اُس کی مشک خالی ہوگئی

من عجب دارم ز جُویائے صَفا ۔۔۔ کُو رَمد در وقتِ صیقل از جفا
مجھے صفائی کے اُس، طالب پر تعجب ہے ۔۔۔ جو صیقل کے وقت تکلیف سے بھاگ جائے

عشق چوں دعویٰ جفا دیدن گواہ ۔۔۔ چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ
عشق دعویٰ ہے تکلیف برداشت کرنا گواہ ہے ۔۔۔ جب تیرے پاس گواہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے

چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج ۔۔۔ بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج
جب یہ قاضی گواہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو ۔۔۔ سانپ کو چوم لے، تاکہ تو خزانہ پائے

آں جفا با تو نباشد اے پسر ۔۔۔ بلکہ با وصفِ بدی اندر تو در
اے صاحبزادے! وہ سختی تجھ پر نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ اُس بُری صفت پر ہے جو تیرے اندر ہے

بر نمد[۵۲] چوبے کہ آں را مرد زد ۔۔۔ بر نمد آں را نزد بر گرد زد
اُس شخص نے نمدے پر جو لکڑی ماری ۔۔۔ وہ نمدے پر نہیں ماری، گرد پر ماری ہے

گر بزد مر اسپ را آں کینہ کش ۔۔۔ آں نزد بر اسپ زد بر سُکسُکش
اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو مارا ۔۔۔ اُسنے گھوڑے کو نہیں بلکہ سست رفتاری کو

تا ز سُکسُک وارہد خوش پے شود ۔۔۔ شیرہ را زنداں کُنی تا مے شود
تاکہ وہ سست رفتاری سے نجات پاجائے خوش رفتار ہوجائے ۔۔۔ تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بنجائے

آں یکے میزد یتیمے را بقہر ۔۔۔ قند بُود آں لیک بنمودہ چو زہر
ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو مارتا تھا ۔۔۔ وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا

دید مردے آنچناں شس زار زار ۔۔۔ آمد و بگرفت زودش در کنار
ایک شخص نے اُس کو ایسا زار زار (روتا) دیکھا ۔۔۔ کر وہ آیا اور فوراً اُس کو بغل میں لے لیا

گفت[۵۳] چنداں آں یتیمک را زدی ۔۔۔ چوں نترسیدی ز قہرِ ایزدی
اُس نے کہا تو نے اِس یتیم بچے کو اِتنا مارا ۔۔۔ تو خدا کے قہر سے کیوں نہ ڈرا؟

گفت اُو را کے زدم اے جانِ دوست ۔۔۔ من بر آں دیوے زدم کو اندر وست
اُسنے کہا اے پیارے! میں نے اُسکو کب مارا ہے؟ ۔۔۔ میں نے اُس شیطان کو مارا ہے جو اُسکے اندر ہے

مادرار گوید ترا مرگِ تو باد ۔۔۔ مرگ آں خُو خواہد و مرگِ فساد
اگر تجھے ماں کہے، خدا کرے تو مرے ۔۔۔ تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

---

[۵۱] پس۔ پھونک بھری ہوئی مشک میں ایک سوئی چبھو دی جائے تو ہوا خارج ہو جاتی ہے یعنی ادنیٰ تکلیف کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔ من عجب۔ جو شخص صفا و قلب چاہتا ہے اُس کیلئے مجاہدے ضروری ہیں۔ عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک دعویٰ ہے اور مجاہدہ اُس کا گواہ ہے۔ دعویٰ بغیر گواہ کے ناقابلِ اعتبار ہے۔ بوسہ۔ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اُس کو مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ آں جفا۔ مجاہدے کی جفا در اصل اُس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے لئے مجاہدہ کرایا جاتا ہے۔

[۵۲] بر نمد۔ محسوسات میں اُس کی مثال یہ ہے کہ کمبل جھاڑنے کے لئے اُس پر لکڑی ماری جاتی ہے تو وہ دراصل کمبل پر نہیں بلکہ گرد پر ماری جاتی ہے۔ گر بزد۔ سست گھوڑے پر ہنٹر مارا جاتا ہے تو دراصل اُس کی سستی پر مارا جاتا ہے۔ سُکسُک۔ سست رفتاری۔ شیرہ۔ انگور کے شیرہ کو مٹکے میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس سے شراب بنے۔ آں یکے۔ اُستاد بچہ کو مارتا ہے تو بظاہر ظلم ہے حقیقتاً اس میں اُسکی اصلاح اور خوبی ہے۔

[۵۳] گفت۔ اُس شخص نے اُستاد کو ڈانٹا تو اُستاد نے یہی کہا کہ مقصد اس بچہ کو مارنا نہیں ہے بلکہ اُس شیطان کو مارنا ہے جو اُس میں گھسا بیٹھا ہے۔ مادر۔

Presented by www.ziaraat.com

آں[۱] گروہے کز ادب بگریختند — آبِ مردی و آبِ مرداں ریختند
وہ لوگ جو ادب (حاصل کرنے) سے بھاگے — انھوں نے انسانیت اور انسانوں کی آبرو ریزی کی

عاذِلاں شاں از وغا وا راندند — تا چنیں حیز و مخنث ماندند
ملامت کرنیوالوں نے انھیں جنگ سے باز رکھا — یہاں تک کہ وہ ایسے نامرد اور مخنث رہ گئے

لاف و غرّہ ژاژ خا را کم شنو — با چنیہا در صفِ ہیجا مرو
بکواس کرنیوالے کی شیخی اور گھمنڈ کو نہ سُن — ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی صف میں نہ جا

زانکہ زادوکم خبالاً گفت حق — کز رفاقِ سُست برگرداں ورق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہے کہ وہ تم میں زیادہ خرابیاں ڈالنے ہیں — تاکہ تو سُست ساتھیوں سے ورق پلٹ دے

کہ گر ایشاں با شُما ہمرہ شوند — غازیاں بے مغز ہمچوں کہ شوند
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے — غازی تنکے کی طرح بیکار ہو جائیں گے

خویشتن[۲] را با شُما ہم صف کنند — پس گریزند و دلِ صف بشکنند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے — پھر بھاگیں گے، اور صف کا دل توڑ دینگے

پس سپاہے اندکے بے ایں نفر — بہ کہ با اہلِ نفاق آید حشر
تو تھوڑے سپاہی اس جماعت کے بغیر — بہتر ہیں بہ نسبت اسکے کہ منافقوں کیساتھ اجتماع ہو

ہست بادامِ کمِ خوش بیختہ — بہ ز بسیارے بتلخ آمیختہ
خوش (ذائقہ) تھوڑے بادام چھنے ہوئے — بہت سے کڑوے ملے ہوؤں سے بہتر ہیں

تلخ و شیریں گر بصورت یک شی اند — نقص ازاں اُفتاد کہ ہمدل نے اند
کڑوا اور میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں — خرابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ وہ باطن میں یکساں نہیں ہیں

گبر[۳] ترساں دل بُود کو از گماں — می زید در شک زحالِ آنجہاں
کافر خوفزدہ دل والا ہوتا ہے، کیونکہ وہ گمان — میں جی رہا ہے اُس جہان کے حال کے شک میں

میرود در رہ نداند منزلے — گام ترساں می نہد اعمیٰ دلے
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے — اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے

چوں نداند رہ مسافر چوں رود — با تردّدہا و دل پُر خوں رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ چلے؟ — مشکوک اور پُر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

ہیں۔ میرود۔ چونکہ یہ آخرت کے بارے میں اندھے ہیں لہٰذا آخرت کی راہ طے کرنے میں سُست ہیں، اندھا ڈرتے ڈرتے قدم بڑھاتا ہے۔ چوں نداند۔ جو شخص راستہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل طے نہیں کرسکتا معمولی سے اندیشے سے ٹھہر جاتا ہے۔

[۱] آں گروہے۔ جو لوگ مجاہدات کی سختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو تباہ کرتے ہیں۔ عاذلاں۔ ان منافقوں کو اُن کے دوستوں نے جہاد میں شریک ہونے سے روکا تو یہ لوگ نامرد بن کر رہ گئے آئندہ اشعار میں مولانا ان لوگوں کی مصاحبت اور ہمراہی سے روکتے ہیں۔ غرّہ۔ گھمنڈ۔ زادوکم خبالاً۔ قرآن پاک میں ان منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا "اگر وہ تم میں مل کر نکلتے تو زیادہ خرابیاں ڈالتے" رفاق۔ رفیق کی جمع ہے سفر کا ساتھی۔ گرداں ورق یعنی اُن کی بات ہی نہ کرو اُن سے قطع نظر کرو۔ غازیاں۔ یعنی اُن کی بزدلی مجاہدوں کو بھی ناکارہ بنا دیگی۔

[۲] خویشتن۔ منافق جب صفوں میں سے بھاگیں گے بہادروں کے دل ٹوٹیں گے۔ پس۔ تھوڑے بہادر، بزدلوں کے مجمع سے بہتر ہیں بہت۔ اگر چھنے ہوئے تھوڑے میٹھے بادام ہوں تو وہ زیادہ بادام سے جن میں تلخ بھی ہوں بہتر ہیں۔ نقص۔ کڑوے اور شیریں بادام اگرچہ صورت میں یکساں ہیں لیکن اُن کے باطن میں بہت فرق ہے یہی حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔

[۳] گبر۔ چونکہ کافروں کو اگلی زندگی کے بارے میں شکوک و شبہات ہیں اسلئے اُن کے دل ہمیشہ خوفزدہ رہتے

ہر کہ گوید ہائے ایں سُو راہ نیست — اُو کند از بیم آنجا وقف وایست
جو کوئی کہہ دے کہ ہائے اِس طرف راستہ نہیں ہے — وہ اُسی جگہ خوف سے توقف اور رُکاؤ کر دیتا ہے

ور بداند رہ دلِ باہوشِ اُو[1] — کے رَوَد ہر ہائے وہو در گوشِ اُو
اگر اُس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے — تو ہر ہائے و ہو اُس کے کان میں کہاں پہنچتی ہے؟

پس مشو ہمراہ ایں اُشتر دلاں — زانکہ وقتِ ضیق و بیم اند آفلاں
تو اِن اونٹ کے دل والوں کا ہمراہی نہ بن — کیونکہ وہ تنگی اور خوف کے وقت غائب ہو جانے والے ہیں

پس گریزند و ترا تنہا ہلند — گرچہ اندر لاف سحرِ بابل اند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دینگے — اگرچہ وہ شیخی مارنے میں بابل کا جادو ہیں

تو ز رعنایاں مجو ہیں کارزار — تو ز طاؤساں مجو صید و شکار
خبردار! تو نازنینوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ — تو موروں سے صید و شکار کا طالب نہ بن

طبع طاؤسیت وسواست کند — دم دہد از تا مقامت بر کند
تیری مور والی طبیعت تیرے اندر وسوسے ڈالتی ہے — وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے (بلند) مقام سے ہٹا دے

گفتنِ[2] شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کرنے کیلئے کہنا کہ آؤ میں مدد کروں گا

من یاریہا کنم و قبیلۂ خود را بیاری خوانم و گریختنِ اُو در ملاقاتِ صفّین
اور اپنے کنبہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی مڈبھیڑ کے وقت اُس کا بھاگ جانا

ہمچو شیطاں کز وساوس بر قریش — دم دمید و گفت گرد آرید جیش
شیطان کی طرح جس نے قریش پر وسوسوں کے ذریعہ — منتر پھونکا، اور کہا لشکر جمع کر لو

تا کہ در احمد ہزیمت افگنیم — بیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
تاکہ احمدؐ کی صفوں میں ہم شکست ڈالدیں — زمین سے اُس کی بیخ و بُنیاد اکھاڑ دیں

چونکہ شیطاں در سپہ شد صد کہم — خواند افسوں کانّی جارٌ لکم[3]
جب شیطان سپاہیوں میں ایک سو ایک ٹاں بن گیا — اُس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں

چوں سپہ گرد آمد از گفتِ اُو — کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
جب اُس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے — تو اُن سے چالاکی سے گفتگو کی

پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے آئیں تو وہ اُلٹے پاؤں چلتا بنا اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

[1] ورزبداند۔ راہ سے واقف کسی کے شبہ ڈالنے سے سُست نہیں پڑتا ہے۔ پس مشو۔ لہٰذا اُن منافقوں کو شریک سفر نہ کرنا چاہیے۔ اُشتر دلاں۔ اونٹ ڈرپوک ہوتا ہے آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔ سحر بابل۔ بابل کے جادو کی تاثیر سخت مانی جاتی ہے۔ رعنا۔ نازک اندام۔ طبع طاؤسیت۔ انسان کی طبیعت کی رنگینی انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے اور اُس کو بلند مقام سے نیچے گرا دیتی ہے۔

[2] گفتن۔ جنگِ بدر کے موقع پر شیطان نے سُراقہ نجدی کی صورت میں ظاہر ہو کر ابو جہل وغیرہ کو ورغلایا تھا۔ جیش۔ یعنی جنگِ بدر کے لئے لشکر جمع کر لو۔ دم دمید یعنی منتر۔ پڑھ۔ ایک کا اضافہ افسوں۔ منتر۔

[3] جارٌ لکم۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ۔ اور جب شیطان نے اُن کی حرکتوں کو اُن کو اچھا کر کے دکھایا اور کہا آج لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا یقیناً مددگار ہوں

کہ بیارم من قبیلۂ خویش را — تا کہ در ہیجا[۱] بود پشتِ شما

کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا — تاکہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو

من شما را عون و یاریہا کنم — تا سپاہِ دشمناں تاں بشکنم

میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا — تاکہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دوں

چوں قریش از گفتِ او حاضر شدند — ہر دو لشکر در ملاقات آمدند

قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہوگئے — (اور) دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی

دید شیطاں از ملائک اِسپہے — سوئے صفِ مومناں اندر رہے

شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا — مومنوں کی صف کی جانب (آیا ہوا) راستہ میں

آں جُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا صف زدہ — گشت جانِ او ز بیم آتشکدہ

اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا، صف بنائی — اس کی جان خوف سے بھٹی بن گئی

پائے خود واپس کشیدہ میگرفت — کہ ہمی بینم سپاہے بس شگفت

اپنے پاؤں واپس کھینچنے کو رکتا تھا — کہ میں عجیب فوج دیکھ رہا ہوں

کہ اَخَافُ اللہَ مَالِیْ مِنْهُ عَوْن — اِذْهَبُوْا اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْن

میں اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتا ہوں میری اس کی جانب کوئی مدد نہیں ہے — بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو

گفت حارث[۲] اے سراقہ شکل ہیں — دی چرا تو می نگفتی اینچنیں

حارث نے کہا اے سراقہ کی شکل والے! ہائیں! — کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟

گفت ایں دم من ہمی بینم حرب — گفت می بینی جعاشیشِ عرب

اس (شیطان) نے کہا اب میں سختی دیکھ رہا ہوں — اس (حارث) نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے

می نبینی غیرِ ایں لیک اے تو ننگ — آں زمانِ لاف بود ایں وقتِ جنگ

اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن اے شرم! — وہ شیخی کا وقت تھا، یہ جنگ کا وقت ہے

دی ہمی گفتے کہ پابنداں[۳] شدم — کہ بود تاں فتح و نصرت دمبدم

کل تو کہتا تھا کہ میں ذمہ دار ہوں — کہ تمہیں دم بدم فتح اور کثرت ہوگی

دی زعیم الجیش بودی اے لعیں — ویں زماں نامرد و ناچیز و مہیں

اے ملعون! کل تو لشکر کا سردار تھا — اب نامرد، اور ناچیز اور ذلیل ہے

تا بخوردیم آں دمِ تو و آمدیم — تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم

یہاں تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے — تو بھٹی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

---

[۱] ہیجا۔ جنگ، مقتل، مدد۔ جملہ قریش جنگ بدر میں جب دونوں صفیں بالمقابل ہوئی تھیں تو بہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے ملائکہ کی جماعت نازل ہوئی تھی جُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا۔ قرآن پاک میں ہے وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا "اور اتارے ایسے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا" یہ آیت کریمہ غزوۂ خندق کے سلسلہ میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوۂ بدر کے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔

[۲] گفت حارث۔ شیطان نے حارث بن ہشام کو سراقہ کی شکل میں آکر بہکایا تھا۔ حرب۔ را کے فتحہ سے سختی۔ جعاشیش۔ جعشوش کی جمع ہے گدا، فقیر۔ ننگ۔ فخر، شوخ۔

[۳] پابنداں شدم میں ذمہ دار ہوں۔ زعیم الجیش۔ لشکر کا سردار۔ تا بخوردیم۔ ہم تیرے مکر میں پھنس کر میدانِ بدر میں آ گئے۔ توں بھٹی، حمام۔ ہیزم۔ ایندھن۔

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ حارث با سراقہ گفت ایں — از عتابش خشمگیں شد آں لعیں[1]

جب حارث نے سراقہ سے یہ بات کہی — وہ ملعون اُس کے غصے سے غضبناک ہو گیا

دست خود خشمیں ز دست او کشید — چوں ز گفت اوش درد دل رسید

غصہ میں اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے چھڑا لیا — چونکہ اُس کی گفتگو سے اُس کو دل کا درد ہوا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت — خون آں بیچارگاں زیں مکر ریخت

شیطان نے اُسکے سینہ پر دو ہتڑ مارا اور بھاگ گیا — اس مکاری سے اُن بیچاروں کا خون بہا دیا

چونکہ ویراں کرد چندیں عالم او — پس بگفت انی بری منکم

جب اُس نے اتنی دنیا ویران کر دی — تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

کوفت اندر سینہ و انداختش — پس گریزاں شد چو ہیبت تاختش

اُس کی چھاتی پیٹی اور اُس کو گرا دیا — پھر بھاگ گیا جبکہ اُس پر ہیبت طاری کی

نفس و شیطاں ہر دو یک تن بودہ اند — در دو صورت خویش را بنمودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے — اُنھوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

چوں فرشتہ و عقل کایشاں یک بدند[2] — بہر حکمتہاش دو صورت شدند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے — اُس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہوگئے

دشمنے داری چنیں در سر خویش — مانع عقل ست و خصم جان و کیش

تو اپنے اندر ایسا دشمن رکھتا ہے — جو عقل کیلئے مانع اور جان اور مذہب کا دشمن ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسمار — پس بسوراخے گریزد در فرار

وہ گوہ کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے — پھر بھاگتا ہوا سوراخ میں گھس جاتا ہے

در دل او سوراخہا دارد کنوں — سر ز ہر سوراخ می آرد بروں

وہ اب اُس (انسان) کے دل میں بہت سے سوراخ بنا چکا ہے — (اور) ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے

نام پنہاں گشتن دیو از نفوس[3] — و اندراں سوراخ رفتن شد خنوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے — اور سوراخوں میں گھس جانے سے خنوس ہوگیا ہے

کہ خنوسش چوں خنوس قنفذ ست — چوں سر قنفذ ورا آمد شد ست

اُس کا گھس جانا سیہی کے گھسنے کی طرح ہے — سیہی کے سر کی طرح اُس کی آمد و رفت ہے

کہ خدا آں دیو را خناس خواند — کو سر آں خار پشتک را بماند

اللہ (تعالیٰ) نے اُس شیطان کو خناس کہا ہے — کیونکہ وہ سیہی کے سر کی مانند ہے

---

[1] لعین - یعنی شیطان جو بصورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ خشمگیں - چونکہ جب بدر میں اُن کو تباہ کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تمہارا کیا واسطہ ہے۔ نفس - مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کو دھوکا دینا شیطان ہی کو دھوکا دینا ہے۔

[2] چوں - فرشتہ اور عقل بھی در اصل ایک چیز ہے۔ نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے اُن کو دو صورتوں میں نمودار فرمایا ہے۔ دشمنے جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنایا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر تیرا نفس موجود ہے۔ یک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گوہ کی طرح حملہ کر کے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ در دل۔ انسان کے دل میں اُس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

[3] نام پنہاں - چونکہ شیطان کا کام دھوکا دے کر گھس جانا اور چھپ جانا ہے، اسی لئے قرآن میں اُس کو خناس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہیں۔ قنفذ سیہی جو بلی سے چھوٹا ایک جنگلی جانور ہے اُسکے بدن پر لمبے لمبے خار ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھسا لیتا ہے خار پشتک۔ اسی قنفذ کو کہا جاتا ہے۔

می نہاں گردد سرِ آں خارپشت | دمبدم از بیمِ صیادِ درشت[1]
اس سیہی کا سر چھپ جاتا ہے | فوراً سخت شکاری کے ڈر سے

تا چو فرصت یافت سر آرد برون | زین چنیں مکرے شود مارش زبون
جب اس نے موقع پایا سر باہر نکالا | ایسے مکر سے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے

گر نہ نفس از اندروں راہت زدے | رہزناں را بر تو دستے کے بُدے
اگر نفس اندر سے تیری راہزنی نہ کرتا | رہزنوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا!

زاں عوانِ مقتضی کہ شہوت است | دل اسیرِ حرص و آز و آفت است
اس تقاضہ کرنیوالے سپاہی کی وجہ سے جو کہ شہوت ہے | دل حرص، اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے

زاں عوانِ سرشدی دزد و تباہ | تا عواناں را بقہر تست راہ
اس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چور اور تباہ بنا | یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے اوپر غلبہ کا موقع ملا

در خبر[2] بشنو تو ایں پندِ نکو | بَیْنَ جَنْبَیْکُمْ لَکُمْ اَعْدَا عَدُو
حدیث میں تو اس نیک نصیحت کو سن لے | دل تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں کے بیچ

طمطراقِ ایں عدو مشنو گریز | کو چو ابلیس ست در رنج و ستیز
اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ سن بھاگ جا | کیونکہ وہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے

بر تو او از بہرِ دنیا و نبرد | آں عذابِ سرمدی را سہل کرد
تجھ پر اس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر | اس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے

چہ عجب[3] گر مرگ را آساں کند | او ز سحرِ خویش صد چنداں کند
کیا تعجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے | وہ اپنے جادو سے اس سے سو گنا کر دیتا ہے

سحر کاہے را بصنعت کہ کند | باز کوہے را چو کاہے می تند
جادو کاریگری سے تنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے | پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے

زشتہا را نغز گرداند بفن | نغزہا را زشت گرداند بظن
فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے | بدگمانی سے بھلائیوں کو برا بنا دیتا ہے

آدمی را خر نماید ساعتے | آدمی سازد خرے را ازکیتے
ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے | فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

انسان بھیدوں کو برائی اور برائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ آدمی شیطان کے مکر میں آ کر بد کو اعلیٰ میں ڈال کر نیک ظاہر کر دیتا ہے۔

[1] صیاد: شکاری۔ تاجر سیہی موقع پا کر حملہ کرتا ہے اور ایسا مکر کرتا ہے کہ سانپ بھی اس سے عاجز آ جاتا ہے۔ گر نہ: انسانی نفسانی خواہش کی وجہ سے ہی اسلام بڑے لوگ غالب آ جاتے ہیں۔ زاں عوان: انسان کے اندر جو سپاہی ہے جسکو شہوت کہا جاتا ہے وہ انسان کو برائیوں پر مجبور کرتا ہے وہ جو شک کرتا ہے تب یہ دل سپاہی ہوا کہ اس پر حملہ کرے کا موقع ملتا ہے

[2] در خبر: حدیث شریف ہے۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں ہے۔ طمطراق: نفس اور شیطان ایک ہی چیز ہیں انکی شان و شوکت پر تو نہ جا۔ دونوں بڑے جھگڑالو ہیں اور دنیا کے لالچ میں پھنسا کر انسان کو ایسا اندھا کر دیتے ہیں کہ وہ آخرت کے دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا ہے

[3] چہ عجب: اس نفس سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے اس کی ابدی موت کو آسان کرے وہ اپنے جادو سے اس طرح کے سینکڑوں کام کرتا ہو۔ سحر: جادو تنکے کو پہاڑ اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اسی طرح شیطان تھوڑی عبادت کو بہت زیادہ اور بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر کے دکھا دیتا ہے۔ زشتہا: شیطانی فریب میں

کارِ[1] سحر اینست کو دم میزند — ہر نفس قلبِ حقائق می کند
جادو کا یہ کام ہے کہ وہ پھونک مارتا ہے — ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

اینچنیں ساحر درونِ تست سر — اِنَّ فِی الْوَسْوَاسِ سِحْرًا مُسْتَمِر
ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے — بیشک وسوسوں میں مستقل جادو ہے

اندراں عالم کہ ہست ایں سحرہا — ساحراں ہستند جادوئے کُشا
جس دنیا میں یہ جادو ہیں — (وہاں) جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

اندراں صحرا کہ رست ایں زہرِ تر — نیز روئیدست تریاق اے پسر
جس جنگل میں یہ تازہ زہر اُگا ہے — اے صاحبزادے! (وہاں) تریاق بھی اُگا ہے

گویدت[2] تریاق از من جو سپر — کز زہرم من بتو نزدیک تر
تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے — کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت او سحرست و ویرانیِ تو — گفتِ من سحرست و دفعِ سحرِ او
اس کی گفتگو جادو ہے اور تیری تباہی ہے — میری باتیں جادو ہیں اور اس کے جادو کا توڑ ہیں

گفت پیغمبر کہ اِنَّ فِی الْبَیَان — سِحْرًا حق گفت آں خوش پہلواں
پیغمبرؐ نے فرمایا بے شک بیان میں — جادو ہے، اُس اچھے سردار نے صحیح فرمایا

لیک[3] سحرے دفعِ سحرِ ساحراں — مایۂ تریاک باشد در جہاں
لیکن وہ جادو جو جادوگروں کے جادو کا توڑ ہے — (اور) دنیا میں تریاق کا سرمایہ ہوتا ہے

آں بیانِ اولیاء و اصفیاست — کز ہمہ اغراضِ نفسانی جداست
وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے — جو تمام نفسانی غرضوں سے جُدا ہے

حاصل آں کز زہرِ نفسِ دوں گریز — نوش کن تریاقِ مرشد چست و تیز
خلاصہ یہ ہے کہ کمینے نفس کے زہر سے بھاگ — چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

ایں طلسمِ سحرِ نفس اندر شکن — سوئے گنجِ پیرِ کامل نقب زن
نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے — کامل شیخ کے خزانے کی طرف سوراخ کرے

بس درازست ایں سخن آغاز راں — جانبِ مہمان و مسجد باز راں
یہ بہت لمبی بات ہے، شروع کی طرف چل — مہمان، اور مسجد کی طرف پھر چل

زیں گذر کن باز تا مسجد بیا — قصۂ مہمان بگو و آں ماجرا
اِس کو چھوڑ، پھر مسجد کی طرف آ — مہمان کا قصہ، اور وہ سرگذشت بیان کر

[1] کارِ سحر۔ جس طرح جادو بظاہر تبدیلِ حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفس الامر میں بدل ڈالتا ہے۔ اینچنیں۔ نفسی آثار وسوسے ڈال کر انسان میں جادوگری کرتا ہے۔ اندراں۔ نفس کو اس جادوگری کا علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کرے۔ اندراں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرمایا ہے۔

[2] گویدت۔ وہ اولیاء اللہ جو تجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہتے ہیں کہ نفس کی باتیں جادو اور ویرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضورؐ نے گفتگو کو جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

[3] لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگروں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی دراصل تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اللہ بزرگانِ دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ گنجِ پیر یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کرلے۔

مُنکر کردن نازلاں پندرا براں مہمانِ مسجد مہمان کُش
مہمان کو ناز کرنے والی مسجد کے مہمان کو ملامت گروں کا منکر نصیحت کرنا

هین مکن جلدی برو اے بوالکرم ۔۔۔ مسجد و ما را مکن زین متہم
خبردار اے بھلے آدمی! بہادری نہ دکھا ۔۔۔ ہمیں اور مسجد کو متہم نہ بنا

گر بگوید دشمنے از دشمنی ۔۔۔ آتشے در ما زند فردا دَنی
اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہہ دے گا ۔۔۔ تو کمینہ کل کو ہمیں (آگ میں) پھونک دے گا

کہ بتا سانید او را ظالمے ۔۔۔ بر بہانۂ مسجد او بد سالمے
کہ اس کا کسی ظالم نے گلا گھونٹا ہے ۔۔۔ مسجد کے بہانے سے، وہ اچھا خاصا تھا

تا بہانۂ قتل بر مسجد نہد ۔۔۔ چونکہ بدنام ست مسجد او جہد
تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے ۔۔۔ چونکہ مسجد بدنام ہے، وہ چھوٹ جائے گا

تہمتے بر ما منہ اے سخت جاں ۔۔۔ کہ نہ ایم ایمن ز مکرِ دشمناں
اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ ۔۔۔ کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں

هین برو جلدی مکن سودا مپز ۔۔۔ کہ نتاں[۲] پیمود گردوں را بگز
خبردار! بہادری نہ کر خیالی (پلاؤ) نہ پکا ۔۔۔ کیونکہ آسمان کو گز سے نہیں ناپا جا سکتا

چوں تو بسیاراں بلافیدہ ز بخت ۔۔۔ ریش خود بر کند یک یک لخت لخت
تجھ جیسے بہت سوں نے نصیبے کی شیخی ماری ہے ۔۔۔ ہر ایک نے اپنی داڑھی کا ایک ایک بال نوچا ہے

هین برو کوتاہ کن ایں قیل[۳] و قال ۔۔۔ خویش و ما را در میفگن در وبال
خبردار! چلا جا اس بحث مباحثہ کو مختصر کر ۔۔۔ اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

جواب گفتنِ مہمان ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارِس
مہمان کا اُن کو جواب دینا اور مثال دینا کھیتی کے رکھوالے کی

کشت بانگِ دُف از کشت آں اُشترے را کہ کوس ۔۔۔
ڈھول کی آواز سے اس اونٹ کو کھیتی سے بھگانے کی جس کی پشت پر

محمودی بر پشت او زدندے
رکھ کر محمودی نقارے کو بجاتے تھے

گفت اے یاراں از آن دیوان نیم ۔۔۔ کہ ز لاحولے ضعیف آید نیم
اس نے کہا اے دوستو! میں اُن بھوتوں میں سے نہیں ہوں ۔۔۔ کہ ایک لاحول سے میرا دم کمزور پڑے

---

[۱] جلدی۔ بہادری۔ بگوید یعنی قاضی کے یہاں شکایت کردے گا۔ دَنی۔ کمینہ۔ بتاسانید تاسانیدن، گلا گھونٹنا۔ یہ شعر اور اگلا شعر چغلخور کا مقولہ ہے۔

[۲] کہ نتاں جس طرح آسمان کی گزوں سے پیمائش کرنا بیہودہ خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں سونے کا خیال بیہودہ ہے۔ چوں تو نصیحت کرنے والوں نے مہمان سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی خوش نصیبی کی شیخی ماری ہے اور پھر شرمندہ ہوئے ہیں۔

[۳] قیل و قال۔ بحث و مباحثہ۔ حارِس۔ نگہبان، رکھوالا۔ کوسِ محمودی۔ یعنی سلطان محمود غزنوی کا نقارہ۔ نیم۔ پائے ام۔

Presented by www.ziaraat.com

کودکے کو حارسِ کشتے بُدے[1] — طبلکے در دفعِ مرغاں می زدے

ایک بچہ جو کھیتی کا رکھوالا تھا — پرندوں کو اڑانے کے لیے ایک ڈھول بجاتا تھا

تا رمیدے مرغ ازاں طبلک ز کشت — کشت از مرغانِ بد بےخوف گشت

حتیٰ کہ پرندے اس ڈھول سے کھیتی سے اڑ جاتے — کھیتی شریر پرندوں سے بےخوف ہو جاتی

چونکہ سلطاں شاہ محمودِ کریم — برگذر زد آں طرف خیمہ عظیم

جب شاہ سلطان محمود کریم — گذرا، وہاں اس نے بڑا خیمہ لگا

با سپاہے ہمچو استارہ اثیر — انبہ و فیروز صفدر ملک گیر

ایسے لشکر کیساتھ جو آسمان کے ستاروں کیطرح تھا — گھنا اور کامیاب صفوں کو چاک کرنیوالا ملک کو فتح کرنے والا

اُشترے بُد کو بُدے حمّالِ کوس — بختی بُد پیشرو ہمچوں خروس

ایک اونٹ تھا جو نقارہ اٹھانے والا تھا — آگے چلنے والا بختی (نسل کا) تھا مرغ کی طرح

بانگِ کوس و طبل بر وے روز و شب — می زدند اندر رجوع و در طلب

رات دن نقارہ، اور ڈھول اس پر — بجاتے تھے، روانگی اور واپسی پر

اندراں مزرع در آمد آں شتر — کودک آں طبلک بزد در حفظِ بُر

وہ اونٹ اس کھیت میں آ گیا — گیہوں کی حفاظت کیلئے بچے نے وہ ڈھول بجائی

عاقلے[2] گفتش مزن طبلک کہ او — بختیِ طبل ست و با آنست خو

ایک عقلمند نے اس سے کہا ڈھول نہ بجا کیونکہ وہ — نقارے کا اونٹ ہے اور اس کو اسکی عادت ہے

پیشِ او چہ بُود تبوراک تو طفل — کہ کشد او طبلِ سلطاں بیست کفل

اس کے سامنے تجھ لڑکے کی ڈھول کیا ہے — کیونکہ وہ بادشاہ کا بیس گنا نقارہ اٹھاتا ہے

عاشقم من کشتۂ قربانِ لا — جانِ من نوبتگہِ طبلِ بلا

میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں — میری جان مصیبت کے نقارہ کی نقارخانہ

خود تبوراک ست[3] ایں تہدیدہا — پیشِ آنچہ دیدہ است ایں دیدہا

یہ ڈراوے ڈھول ہیں — اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

اے حریفاں من ازانہا نیستم — کز خیالاتے دریں رہ بیستم

اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں — کہ خیالات کیوجہ سے اس راستے سے باز رہوں

من چو اسمٰعیلیانم بےحذر — بل چو اسماعیلؑ آزادم ز سر

میں اسماعیلیوں کی طرح نڈر ہوں — بلکہ حضرت اسماعیلؑ کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

---

[1] کشت کھیتی۔ طبلک چھوٹا طبل ڈھول۔ اثیر اثیرا۔ فلک آسمان۔ صفدر صف شکن۔ بختی اس نسل کا اونٹ جو بختِ نصر نے عربی اونٹنی اور عجمی اونٹ سے بنائی تھی یہ سرخ رنگ کا عظیم الجثہ اونٹ ہوتا ہے۔ حمّال اٹھانے والا۔ مزرع کھیت۔ بُر گیہوں۔

[2] عاقلے۔ ایک عقلمند نے بچے کو سمجھایا کہ اس اونٹ کے بدکانے کے لئے ڈھول بجانا بیکار ہے یہ نقارے کا اونٹ ہے اور نقارہ سننا اس کی عادت ہے۔ تبوراک۔ کھٹکا جو باغ میں چڑیوں کو اڑانے کیلئے باندھا جاتا ہے ڈھول۔ کفل حصہ۔ عاشقم یہ عاشق کا مقولہ ہے۔ لا یعنی عدم۔ نوبتگہ نقارخانہ۔

[3] خود۔ یعنی تمہاری یہ دھمکیاں جو تمہارے سونے پر مجھے دے رہے ہو ان مصائب کے مقابلے میں جو میں جھیل چکا ہوں ایسی ہی ہیں جیسے نقارہ کے مقابلہ میں ڈھولکی۔ کز خیالاتے یعنی کے سونے میں جو خیالات تم پیش کر رہے ہو۔ اسماعیلیان یعنی وہ عاشقانِ خدا جو راہِ خدا میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح جان دینے سے دریغ نہ کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

فارغم از طمطراق[۱] و از ریا — قل تعالوا گفت جانم را بیا
میں شان و شوکت اور دکھاوے سے خالی ہوں — اس نے قل تعالوا، میری جان کیلئے کہا ہے کہ آجا

گفت پیغمبر کہ جاد فی السلف — بالعطیہ من تیقن بالخلف
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا اس نے — دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا

ہر کہ بیند مر عطا را صد عوض — زود در بازد عطا را زیں غرض
جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے — اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے

جملہ[۲] در بازار زاں گشتند بند — تا چو سود افتاد مال خود دہند
تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں — تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں

زر در انبانہا نشستہ منتظر — تا کہ سود آید ببذل آید مصر
(ہر شخص) روپیہ تھیلیوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے — خرچ کر دینے پر مصر ہے تاکہ نفع آئے

چوں ببیند کالہ در ربح بیش — سرد گردد عشقش از کالائے خویش
جب کسی سامان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے — اپنے سامان سے اس کا عشق ٹھنڈا ہو جاتا ہے

گرم زاں ماندست با آں کو ندید — کالہائے خویش را ربح و مزید
سرگرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا — اپنے سامان کا نفع اور بڑھاؤ

ہمچنیں[۳] علم و ہنر ہائے و حرف — چوں ندید افزوں ازانہا در شرف
یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے — جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کو نہ دیکھا

تا بہ از جاں نیست جاں باشد عزیز — چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
جبتک جان سے زیادہ پیاری چیز نہ ہو جان پیاری ہوتی ہے — جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے

لعبت مردہ بود جاں طفل را — تا نگشت او در بزرگی طفل زا
مردہ گڑیا بچے کی جان ہوتی ہے — جبتک وہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنیوالا نہ بنجائے

ایں تصور ویں تخیل لعبت ست — تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست
یہ تصور اور تخیل گڑیا ہے — جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے

چوں ز طفلی رست جاں شد در وصال — فارغ از حس ست و تصویر و خیال
جب جان بچپن سے نجات پا گئی وصال حاصل ہو گیا — حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

لہ طمطراق۔ شان شوکت۔ قل تعالوا۔ آپ کہہ دیجئے آجاؤ۔ یہ آیت قرآن میں کئی جگہ آئی ہے اور ہر جگہ آجاؤ کا خطاب مختلف لوگوں کے لئے ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب میری جان کے لئے ہے کہ تو آجا۔ انسان جو کچھ کسی غریب کو دیتا ہے بسا اوقات اس کے دینے میں اس کے پیش نظر صرف اس غریب کی حاجت کو رفع کرنا ہوتا ہے اور بسا اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلا آخرت میں عطا فرمائیگا یہ دوسری صورت پہلی صورت سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے جاد بالسلف من تیقن بالخلف یعنی قرض دینے میں اس شخص نے جود و کرم کیا جسنے آخرت کے اجر کو یقین کر کے قرض دیا ہو کہ جس شخص کو اجر اخروی پر یقین ہوتا ہے وہ بہت جلد عطا و بخشش کرتا ہے۔

کہ جملہ۔ دنیاوی کاروبار میں بھی نفع کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ مصر۔ تاجر تھیلی میں روپیہ بھرے ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا منتظر رہتا ہے۔ چوں ببیند کالہ۔ بیوپاری آدمی کو جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا سرمایہ خرچ کرنے میں اس کو کوئی تامل نہیں ہوتا۔ سرگرم اپنا مال جمع کرنے میں اس وقت تک سرگرم ہے جبتک کہ اس کو نفع کی امید نہیں ہے۔

سہ ہمچنیں علم و ہنر۔ جب انسان کو شرافت نظر آتی ہے تو انسان جان پر کھیل کر اس کو حاصل کرتا ہے۔ تیرہ سالہ بچہ ... کو لعبت کھلونا گڑیا تا گشت یعنی انسان جب ادنیٰ چیز سے بے خبر ہوتا ہے تو ادنیٰ چیز پر ہی اکتفا کر لیتا ہے ... بچہ پیدا کرنے والا اپنی تصور یہ تصورات کی دنیا جبتک ہی پیاری ہے جبتک وصال حاصل نہیں ہو وصال کے بعد سب کچھ بے حقیقت ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

نیستؔ[1] محرم تا بگویم بے نفاق — تن زدم وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوِفَاق
محرم نہیں ہے تاکہ بغیر تصنع کہہ دوں — میں خاموش ہو گیا اور خدا موافقت کرنے والوں کو زیادہ جانتا ہے

مال و تن برف اند ریزانِ فنا — حق خریدارش کہ اَللّٰهُ اشْتَرٰی
مال اور جسم برف ہیں جو فنا سے پگھل رہے ہیں — اللہ (تعالیٰ) اُن کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے

برفہا زاں از ثمن اولیستت — کہ توئی در شک یقینے نیستت
تیرے لئے برف، عوض سے زیادہ بہتر ہے — کیونکہ تو شک میں ہے، تجھے یقین نہیں ہے

ویںؔ[2] عجب ظنّے ست در تو اے مہیں — کہ نمی پرّد بہ بستانِ یقیں
اے ذلیل! تجھ میں یہ عجب ظن ہے — جو یقین کے باغ کی طرف پرواز نہیں کرتا ہے

ہر گماں تشنہ یقین ست اے پسر — می زند اندر تزایُد بال و پر
اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیاسا ہے — جو بڑھاؤ کی طرف بال و پر پھڑ پھڑاتا ہے

چوں رسد در علم پس پر پا شود — مر یقیں را علم اُو بویا شود
جب وہ علم (کے درجہ) میں پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے — اُس کا علم یقین کی طرف دوڑتا ہے

زانکہ ہست اندر طریقِ مُفْتَتَن — علم کمتر از یقین و فوقِ ظن
چونکہ آزمائے ہوئے طریقے میں — علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے

علم جویائے یقیں باشد بداں — واں یقیں جویائے دید ست و عیاں
سمجھ لے، علم یقین کا طالب ہوتا ہے — اور یقین دید اور مشاہدے کا طالب ہے

اندرؔ[3] اَلْهٰكُمْ بجو ایں را کنوں — از پس کَلَّا پس لَوْ تَعْلَمُوْن
(سورۃ) اَلْهٰكُمْ میں اِس کو تلاش کرلے — کَلَّا کے پیچھے، لَوْ تَعْلَمُوْنَ کے پیچھے

می کشد دانش بہ بینش اے علیم — گر یقیں بودے بدیدندے جحیم
اے علم والے! علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے — اگر انہیں یقین ہوتا تو وہ دوزخ کا مشاہدہ کر لیتے

دید زاید از یقیں بے امتہال — آنچناں کز ظن ہمی زاید خیال
مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے — جس طرح ظن سے، خیال پیدا ہوتا ہے

عیاں مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی درجہ ظنی کا ہے پھر علم کا مرتبہ ہے اور اُس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔ [3] اندر اَلْهٰكُمْ۔ سورۃ تکاثر میں فرمایا گیا ہے کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ۔ تم ضرور جان لوگے پھر تم ضرور جان لوگے اگر تم یقینی طور پر جان لوگے تو ضرور دوزخ کو دیکھ لوگے پھر تم عین الیقین سے اُس کو دیکھ لوگے۔ اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ شک اور ظن کے بعد علم کا درجہ آتا ہے اور علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم الیقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔ از پس کلا۔ یعنی كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پس لَوْ تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ

[1] نیست۔ یہ حقائق عوام الناس کی سمجھ میں آ سکتے ہیں جس کا نقصان ہے۔ وِفاق۔ یعنی وہ لوگ جو میرے اس بیان کے موافق ہوں۔ مال و تن سے پھر اُس عاشق سبحانی کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اَللّٰهُ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جانیں خرید لی ہیں۔ برفہا یعنی انسان کو اپنی جان اور مال اُس وقت تک پیارا ہے جب تک اس کو ان کی اس قیمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیگا۔

[2] ویں عجب۔ حقیقی چیز کے بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض انسان صرف امور اُخروی کے بارے میں گمان کے درجہ پر رہتے ہیں اور اُن کو یقین کا درجہ حاصل نہیں ہوتا ہے حالانکہ دنیاوی امور میں ہر گمان ترقی کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ چوں رسد۔ علماء کی تحقیق کے مطابق ابتداءً کسی چیز کا ظن حاصل ہوتا ہے پھر وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ مُفْتَتَن آزمودہ۔ علم کسی چیز کے وقوع اور لا وقوع میں سے کسی ایک جانب کو عقلاً ترجیح حاصل ہو جائے تو ظن کہا جاتا ہے علم سے مراد وہ جازم اعتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو۔ یقین اس علم ثابت کو کہیں گے جس کے ازالہ کی کوئی راہ باقی نہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

اندر الہٰکم بیانِ ایں ببیں — کر شود[۱] علم الیقیں عین الیقیں
(سورۂ) الہٰکم میں اس کا بیان دیکھ لے — کہ علم الیقین، عین الیقین ہو جاتا ہے

از گماں و از یقیں بالاترم — وز ملامت بر نمیگردد سرم
میں گمان، اور یقین سے بالاتر ہوں — ملامت سے میرا سر نہیں چکراتا ہے

چوں دہانم خورد از حلوائے او — چشم روشن گشتم و بینائے او
جبکہ میرا منہ اس کا حلوا کھا چکا ہے — میں روشن چشم اور اسکو دیکھنے والا بن گیا ہوں

پا نہم گستاخ چوں خانہ روم — پا نہ لرزانم نہ کورانہ روم
میں جب گھر کو جاتا ہوں تو بے پروائی سے قدم رکھتا ہوں — نہ پاؤں کو لرزاتا ہوں، نہ اندھا دھند چلتا ہوں

آنچہ گل را گفت حق خنداں ش کرد — با دلِ من گفت صد چنداں ش کرد
جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اسکو شگفتہ کر دیا — میرے دل سے کہا اور اس کو سو گنا کر دیا

آنچہ زد بر سرو[۲] و قدش راست کرد — وانچہ از وے نرگس و نسرین بخورد
وہ جو سرو پر نازل کی اور اس کا قد سیدھا کر دیا — اور وہ جو اس سے نرگس اور نسرین نے حاصل کی

آنچہ نے را کرد شیریں جان و دل — وانچہ خاکی یافت زو نقش چگل
وہ جس نے گنے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا — اور وہ جس سے خاکی نے چگل کا نقش حاصل کر لیا

آنچہ ابرو را چناں طرار ساخت — چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت
جس نے ابرو کو ایسا نوکیلا بنایا — چہرے کو سرخ اور گلنار بنایا

مر زباں را داد صد افسونگری — وانکہ کاں را داد زرِ جعفری
جس نے زبان کو سَو جادو سکھائے — جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا

چوں درِ زرّاد خانہ باز شد — غمزہائے چشم تیر انداز شد
جب اسلحہ خانہ کا دروازہ کھلا — آنکھ کے غمزے تیر انداز بنے

بر دلم[۳] زد تیر و سودائیش کرد — عاشقِ شکر و شکر خائیش کرد
اس نے میرے دل پر تیر مارا اسکو مجنون بنایا — شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا

عاشقِ آنم کہ ہر آن آنِ اوست — عقل و جاں جاندارِ یک مرجانِ اوست
میں اس کا عاشق ہوں کہ ہر ملکیت اسکی ملکیت ہے — عقل اور جان اسکے لب سے جاندار ہے

من نلافم ور بلافم ہمچو آب — نیست در آتش کشی ام اضطراب
میں شیخی نہیں مارتا ہوں اور اگر مارتا ہوں تو پانی کی طرح — آگ بجھانے میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے

---

۱ کر شود یعنی لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ۔ بالاترم یعنی مشاہدے کا درجہ حاصل ہے۔ وز ملامت۔ اب کسی شبہ و شک سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا۔ چوں دہانم۔ جبکہ مجھے مشاہدہ حاصل ہو گیا ہے۔ پا نہم۔ جبکہ انسان کو اپنے مکان کے بارے میں علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو کسی شک شبہ کی بنیاد پر اس میں داخل ہونے سے نہیں رُک سکتا۔ آنچہ۔ اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات ان چیزوں پر پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی ہیں۔

۲ بر سرو۔ اب مجھ میں سرو کی سیدھائی اور نرگس کا سا مشاہدہ اور نسرین جیسی خوشبو پیدا ہو گئی ہے۔ نے۔ میرا دل گنے کی طرح شیریں ہے۔ چگل۔ ترکستان کا مشہور شہر ہے جس کے باشندوں کا حسن اور تیر اندازی مشہور تھی۔ مرزبان۔ تیز زبان، گرو کٹ۔ زرِ جعفری۔ جعفر برمکی کے زمانے کا سونا خالص تھا۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔

۳ بر دلم۔ جبکہ اسقدر تجلیات مجھ پر ہیں تو اب میں اس کا عاشق ہوں۔ کہ ہر آن۔ تمام ملکیتیں اللہ کی ہیں اور ہر جان و عقل اس کے ہونٹ کا لعاب ہے۔ مرجان سے مراد یہاں لب معشوق ہے۔ ور بلافم۔ اگر میں شیخی بگھاروں تو وہ بھی واقعی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

در نخود بنگر کہ اندر دیگ چوں ۔ می جہد بالا چو شد ز آتش زبوں[1]
چنے کو دیکھ کہ وہ دیگ میں ... اور پر کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آ جاتا ہے

ہر زمانے می بر آید وقت جوش ۔ بر سر دیگ و بر آرد صد خروش
جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلتا ہے دیگ پر، اور سینکڑوں چیخیں مارتا ہے

کہ چرا آتش بمن در می زنی ۔ چوں خریدی چوں نگونم میکنی
کہ تو کیوں مجھ میں آگ لگاتی ہے، جب تو نے مجھے خریدا ہے کیوں مجھے اوندھا کرتی ہے؟

می زند کفلیز کد بانو کہ نے ۔ خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کنے
بی بی کفگیر چلاتی ہے، کہ نہیں خوب جوش کھا اور آگ جلانے والے سے نہ بھاگ

زاں نجوشانم کہ مکروہ منی ۔ بلکہ تا گیری تو ذوق و چاشنی
میں تجھے اسلئے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے ناپسند ہے بلکہ (اسلئے) کہ تجھ میں ذائقہ اور لذت پیدا ہو جائے

تا غذا گردی بیامیزی بجاں ۔ بہر خواری نیست ایں امتحاں
تاکہ تو غذا بنے، جان میں گھل مل جائے یہ آزمائش تیرے ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہے

آب[2] می خوردی بہ بستاں سبز و تر ۔ بہر ایں آتش بدست آں آبخور
تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا وہ پانی پینا اسی آگ کے لئے تھا

رحمتش سابق بدست از قہر زاں ۔ تا ز رحمت گردد اہل امتحاں
اس کی رحمت قہر سے اسی لئے پہلے ہے تاکہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل بن جائے

رحمتش بر قہر زاں سابق شدست ۔ تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
اس کی رحمت اس کے قہر سے اسی لئے پہلے ہے تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے

زانکہ بے لذت نروید لحم و پوست ۔ چوں نروید چہ گدازد عشق دوست
کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں جب وہ نہ پیدا ہوا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو پگھلائیگا!

زاں[3] تقاضہ گر بیاید قہر ہا ۔ تا کنی ایثار آں سرمایہ را
اگر اس (عشق کے) تقاضے سے مصیبتیں آئیں تاکہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے

باز لطف آید برائے عذر او ۔ کہ بکردی غسل و بر جستی ز جو
پھر اس کی عذر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کود گیا ہے

با نخود گوید چریدی در بہار ۔ رنج مہمان تو شد نیکوش دار
وہ چنے سے کہتی ہے تو نے (موسم) بہار میں (خوب) چرا ہے رنج، تیرا مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

[1] زبوں یعنی آگ کی گرمی سے عاجز ہو کر اچھلتا ہے۔ صد خروش۔ ہانڈی میں کھد بد کی آوازیں آتی ہیں۔ کہ چرا۔ گویا زبان حال سے مالک سے کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے۔ کفلیز۔ کفگیر۔ آتش کن۔ آگ جلانے والا۔ زاں۔ یعنی میں تیرے بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی ہوں۔ تا غذا۔ تجھے اس لئے جوش دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بنکر انسان کی جان بنجائے۔

[2] آب۔ یعنی تجھے اسی مقصد کے لئے اگایا گیا تھا۔ رحمتش۔ حدیث قدسی ہے۔ رحمتی سبقت غضبی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے تو رحمت غضب سے اسی لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ سے اس کی پرورش ہو کر وہ امتحان کے قابل بنجائے۔ تا کہ۔ رحمت ہی کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل ہوتی ہے ذانکہ۔ رحمت کے ذریعہ جو گوشت و پوست بنا ہے اگر وہ نہ ہو تو عشق کس چیز کو گھلائیگا۔

[3] زاں۔ اگر عشق کی بنیاد پر انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان مصائب میں ثابت قدم اور امتحان میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی اس سے عذر خواہی کرتی ہے اور اس کو قرب وصال کی بشارت دیتی ہے۔ با نخود۔ گھر کی مالکہ چنے سے

Presented by www.ziaraat.com

تا[۱] کہ مہماں باز گردد شکر ساز ــــ پیش شہ گوید ز ایثارِ تو باز
تاکہ مہمان شکریہ ادا کرتا ہوا لوٹے ــــ بادشاہ کے سامنے تیرے ایثار کو کھول کر بیان کرے

تا بجائے نعمتت منعم رسد ــــ جملۂ نعمتہا برد بر تو حسد
تاکہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا ــــ (اور) تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں

من خلیلم تو پسر پیشِ بچک ــــ سر بنہ اِنّی اَرانی اذبحک
میں خلیل (اللہ) ہوں تو فرزند ہے جھک جا میرے سامنے ــــ سر رکھ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں

سر بہ پیشِ قہر نہ دل برقرار ــــ تا بُبرم حلقت اسمٰعیل وار
اطمینانِ قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے سر رکھ دے ــــ تاکہ اسماعیلؑ کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں

سر بُبرم لیک ایں سر آں سریست ــــ کز بُریدہ گشتن و کشتن بریست
میں سر کاٹ رہا ہوں لیکن یہ سر وہ سر ہے ــــ جو کٹنے، اور مرنے سے بری ہے

لیک[۲] مقصودم ازاں تعلیمِ تست ــــ اے مسلماں بایدت تسلیم جست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے ــــ اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہئے

اے نخودمی بجوش اندر ابتلا ــــ تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا
اے چنے! آزمائش میں جوش کھا ــــ تاکہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی (باقی) نہ رہے

اندراں بستاں اگر خندیدۂ ــــ تو گلِ بستانِ جان و دیدۂ
اگر تو اس باغ میں مسکرایا ہے ــــ (اب) تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے

گر[۳] جدا از باغِ آب و گل شدی ــــ لقمہ گشتی و اندر احیا آمدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے ــــ تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آگیا ہے

شو غذا و قوتِ اندیشہا ــــ شیر بودی شیر شو در بیشہا
خیالات کی غذا اور روزی بن جا ــــ تو دودھ تھا (اب) کچھاروں کا شیر بن جا

از صفاتش رستۂ واللہ نخست ــــ در صفاتش باز رو چالاک و چست
خدا کی قسم تو پہلے اس کی صفات کے ذریعے اُگا ہے ــــ پھر تیزی اور چستی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا

ز ابر و خورشید و ز گردوں آمدی ــــ پس شدی اوصاف و گردوں شدی
ابر اور سورج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے ــــ پھر تو اوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا

جان ودل کے باغ کا گل ہو جائیگا ۔۔۔۔ [۳] گر جدا۔ اب چنا ترقی کرکے نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا کیونکہ وہ جزو حیوان بنگیا ہے۔ شو۔ اب غذا بر انسانی بنکر انسانی افکار کی غذا بنجا۔ شو غذا۔ چنا پک کر انسانی افکار کی غذا بنجاتا ہے۔ انسانی جزو ہو جانے کیوجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاتش۔ چنا انسانوں کی ہستی کو پیدا نا تھا غذا بنجانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔ ز ابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان چیزوں کا دخل ہے

[۱] تاکہ۔ رنج بھی اللہ کا بھیجا ہوا مہمان ہے اگر اس کیساتھ ایثار و قربانی کی جائیگی تو وہ شاہ کے دربار میں جاکر تعریف کریگا۔ تا بجائے۔ رنج پر شکر گذاری سے نعمتوں ہی سے نہیں منعم سے وصال ہوگا اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ من خلیلم۔ بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو تیری طرح ہر حال میں شکر گذاری کر حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت کی تھی آیتِ قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ کا مقولہ منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا اے اسماعیلؑ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا تھا کہ جو آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور وہ اپنے آپ کو ذبح کرالینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ سر بُبرم۔ میں تجھے فنا کر رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور در حقیقت بقا ہے۔
[۲] لیک۔ یہ سر اگرچہ نفس الامر میں کٹ نہیں رہا ہے۔ بایں ہمہ ظاہری طور پر سر کاٹنے سے رضا و تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے نخود۔ اس ابتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی ہستی اور وجود ختم ہو جائیگا پھر بقا باللہ حاصل ہوگا۔ اندراں۔ چنے کی پہلی حالت اگرچہ اس کے لئے خوشگن تھی لیکن ابتلا کے بعد کی حالت اس سے بدرجہا بہتر ہے غذا بنجانے کے بعد وہ انسانی

آمدی در صورتِ باران و تاب ‌‌ ‌ می روی اندر صفاتِ مستطاب[1]

تو بارش اور دھوپ کی صورت میں آیا ‌ ‌ (اب) تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے

جزوِ شمس و ابر و انجم بودئی ‌ ‌ نفس و فعل و قول و فکرتها شدی

تو سورج، ابر اور ستاروں کا جزو تھا ‌ ‌ روح اور فعل اور قول اور افکار بن گیا

هستیِ حیوان شد از مرگِ نبات ‌ ‌ راست آمد اُقْتُلُونِی یا ثِقات[2]

نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے ‌ ‌ سچ ثابت ہوا اے معتمد لوگو! "مجھے قتل کر دو"

چوں چنیں بردیست ما را بعد مات ‌ ‌ راست آمد اِنَّ فِی قَتْلِی حَیَات

جبکہ ہماری ہار کے بعد ایسی جیت ہے ‌ ‌ سچ ثابت ہوا "بیشک میرے قتل میں زندگی ہے"

فعل و قولِ صدق شد قوتِ ملک[3] ‌ ‌ تا بدیں معراج شد سوئے فلک

سچا قول و فعل فرشتے کی روزی بنا ‌ ‌ یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر گیا

آنچناں کاں طعمه شد قوتِ بشر ‌ ‌ از جمادی بر شد و شد جانور

اس طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا ‌ ‌ جمادیت سے بلند ہو گیا اور جاندار بن گیا

ایں سخن را ترجمۂ پهناورے ‌ ‌ گفته آید در مقامِ دیگرے

اس بات کا مفصل بیان ‌ ‌ دوسرے مقام پر کیا جائے گا

کاروان[4] دائم ز گردوں می رسد ‌ ‌ تا تجارت میکند وا می رود

قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے ‌ ‌ تاکہ تجارت کرے (اور) واپس جائے

پس برو شیرین و خوش با اختیار ‌ ‌ نے بتلخی و کراہت دزد وار

پس تو اپنے اختیار سے عمدگی اور خوشی سے جا ‌ ‌ نہ کہ چوروں کی طرح کڑواہٹ اور ناگواری سے

زاں[5] حدیثِ تلخ میگویم ترا ‌ ‌ تا ز تلخیها فرو شویم ترا

میں تجھے کڑوی بات اس لئے کہتی ہوں ‌ ‌ تاکہ تجھ سے کڑواہٹیں دھو دوں

ز آبِ سرد انگورِ افسرده زهد ‌ ‌ سردی و افسردگی بیروں نهد

ٹھنڈے پانی سے کمہلایا ہوا انگور جوش مارنے لگتا ہے ‌ ‌ (پھر) سردی اور ٹھٹھر کر باہر نکال ڈالتا ہے

تو ز تلخی چونکه دل پُر خوں شوی ‌ ‌ پس ز تلخیها همه بیروں شوی

تو جب کڑواہٹ سے پُرخون دل والا بنتا ہے ‌ ‌ پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائے گا

---

[1] صفاتِ مستطاب۔ عمدہ صفات یعنی انسانی صفات۔ ہستیِ حیوان۔ حیوان نباتات سے خوراک حاصل کرتا ہے لہٰذا نباتات کی موت اُن کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔

[2] اُقْتُلُونِی۔ یہ منصور حلاج کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ اے یارو مجھے قتل کر دو کہ میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ موت ترقی کا سبب ہے لہٰذا اُن کا قول صحیح ثابت ہوا۔ بُرد شطرنج کی وہ بازی جس میں مقابل کے سب مُہرے پٹ جائیں صرف شاہ باقی رہ جائے یہ نصف مات ہے۔ مات بازی میں شاہ شطرنج کا اس طرح گھر جانا کہ وہ پٹ جائے یہ پوری مات ہے۔ مات آمد جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت کے بعد اعلیٰ زندگی ہے تو ثابت ہو گیا کہ قتل ہی میں زندگی مضمر ہے۔

[3] فعل و قول۔ سچا فعل و قول فرشتے کی غذا بنکر بلندی حاصل کر لیتا ہے۔ آنچناں۔ اسی طرح نباتات انسان کا جزو بنکر بلندی حاصل کر لیتی ہے۔ ایں سخن یعنی یہ کہ نوع ادنیٰ فنا کے بعد اعلیٰ مقام حاصل کر لیتی ہے۔

[4] کاروان۔ انسانی روحوں کے قافلے عالمِ بالا سے دنیا میں کاروبار کے لئے آتے ہیں اور نفع نقصان کما کر واپس جاتے ہیں تو اصل مقام عالمِ بالا ہے۔ پس جب دنیا سے جانا ہی ہے تو خوشی سے خوش ہو کر جا۔

[5] زاں۔ بی بی نے بچے سے یہی کہا کہ میں تجھے تلخ باتیں اسلئے کہتی ہوں تاکہ تیری تلخی دور ہو جائے۔ ز آب۔ جب انگور کا درخت افسردہ ہو جاتا ہے تو ٹھنڈا پانی انگور کو دیا جاتا ہے اس سے اس میں جوش آ جاتا ہے اور اسکی افسردگی اور سردی ختم ہو جاتی ہے۔ تو ز تلخی۔ لہٰذا تیرے لئے تلخ باتیں تیری تلخیاں دور کریں گی۔

هرکه او اندر بلا صابر نشد . مقبلِ ایں درگہِ فاخر نشد
جو مصیبت میں صابر نہ بنا . اس قابلِ فخر درگاہ میں مقبول نہ بنا

فارغ آئی گر بتو ریزند خَل . آں زماں شیریں شوی ہمچوں عسل
اگر تجھ پر سرکہ ڈالیں (اور) تو بے فکر رہے . اس وقت تو شہد کی طرح میٹھا ہوگا

سگ شکاری نیست اُو را طوق نیست . خام و ناجوشیدہ جز بے ذوق نیست
جس کے گلے میں پٹہ نہیں ہے وہ شکاری کتا نہیں . کچا اور جوش نہ دیا ہوا سوائے بے ذائقہ کے ہو نہیں

تمثیلِ صابر شدنِ مومن چوں اُو بر سرّ بلا واقف شود
مومن کے صابر ہونے کی مثال جبکہ وہ مصیبت کے راز سے واقف ہو جائے

آں نخود گفت ار چنیں است اے ستی . خوش بجوشم یار کیم دہ راستی
اس چنے نے کہا اے بی بی! اگر ایسا ہے . مجھے خوب جوش دے میری مدد کر تو سچی کہتی ہے

تو دریں جوشش چو معمارِ منی . کفچلیزم زن کہ بس خوش میزنی
جب کہ تو اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنیوالی ہے . میرے کفگیر مار کیونکہ تو تو بہت اچھی مارتی ہے

ہمچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ . تانہ بینم خوابِ ہندستان و باغ
میں ہاتھی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ . تاکہ میں ہندوستان اور باغ کا خواب نہ دیکھوں

تاکہ خود را در دہم در جوشِ من . تا رہے یابم دریں آغوشِ من
تاکہ میں اپنے جوش کرنے میں خودی کو دیدوں . تاکہ میں اس آغوش میں راستہ پالوں

زانکہ انساں در غنا طاغی شود . ہمچو پیلِ خواب بیں باغی شود
کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش بنجاتا ہے . خواب دیکھنے والے ہاتھی کی طرح باغی بنجاتا ہے

پیل چوں در خواب بیند ہند را . پیلباں را نشنود آرد دغا
جب ہاتھی خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے . فیلبان کی نہیں سنتا ہے دغا بازی کرتا ہے

عذر گفتنِ کدبانو با نخود و حکمت در جوش داشتنِ کدبانو نخود را
بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

آں ستی گوید ورا کہ پیش ازیں . من چو تو بودم ز اجزائے زمیں
وہ بی بی اس سے کہتی ہے کہ اس سے پہلے . میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی

چوں بپوشیدم جہازِ آذری . پس پذیرا گشتم و اندر خوری
جب میں نے آتشی لباس پہنا . تب میں مقبول اور لائق بنی

ے ہر کہ ... مصائب پر صبر مقبولیت کا سبب ہے۔ فارغ ... انسان میں جب برداشت پیدا ہو جاتی ہے تو تلخ باتوں سے اس میں تلخی پیدا نہ ہو کر وہ شہد کی طرح شیریں بن جاتا ہے۔ ... ... کی حیثیت ... شکاری ... کے ذریعہ پختہ ہو کر خوش ذائقہ بنتا ہے۔

ے آں نخود ... جب چنے کو یہ احساس ہو گیا کہ مصائب تکمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ مصائب برداشت کرنے پر خندہ پیشانی سے راضی ہو گیا۔ تو دریں ... تکلیف رسانی میری تکمیل کا سبب ہے ... ہمچو ... ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں ... جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے پھر ... اس کو راہ راست پر لاتا ہے۔

ے تا کہ یعنی ان مصائب اور مجاہدوں کے ذریعہ سے میں آغوش رحمت میں راہ یاب ہو جاؤں۔ آں ستی۔ اس بی بی نے چنے سے کہا کہ میں بھی نباتی اجزاء سے ہی ہوں چنوں۔ میں نے تکالیف اور مصائب برداشت کئے تب ... ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

مدتےؑ جوشیدہ ام اندر زمن — مدتے دیگر درون دیگِ تن
ایک مدت تک میں نے زمانے میں جوش کھایا ہے — پھر ایک مدت تک جسم کی دیگ میں جوش کھایا

زیں دو جوشش قوتِ حسہا شدم — روح گشتم پس ترا استا شدم
ان دو جوشوں سے میں حسّوں کی طاقت بنی ہوں — میں روح بن گئی ہوں پھر میں تیری استادی بنی

در جمادی گفتے زاں می روی — تا شوی علم و صفاتِ معنوی
میں جماد ہونے کی حالت میں کہتی تھی کہ تو اس سے منتقل ہو رہی ہے — تاکہ تو معنی کا علم اور صفات بن جائے

چوں شدی تو روح پس بارِ دگر — جوشِ دیگر کن ز حیوانی گذر
جب تو روح ہو گئی، پھر دوبارہ — دوسرا جوش کھا کر حیوانیت سے گذر جا

ازؑ خدا می خواہ تا زیں نکتہا — در نہ لغزی و رسی در منتہا
خدا سے دعا کر، تاکہ ان نکتوں سے — لغزش نہ کھا جائے اور انجام تک پہنچے

زانکہ از قرآں بسے گمرہ شدند — زاں رسن قومے درونِ چہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوئے ہیں — اسی رسی کے ذریعہ ایک قوم کنویں میں چلی گئی ہے

مر رسن را نیست جرمے اے عنود — چوں ترا سودائے سربالا نبود
اے سرکش! رسی کا کوئی قصور نہیں ہے — جبکہ تجھے ہی سر ابھارنے کا خیال نہیں ہے

جانبؑ آں عاشق بخویش ساں — کو دراں مسجد چہ کرد از امتحاں
جو بے خوف ہو عاشق کی جانب چلا — کہ اس نے اس مسجد میں آزمائش میں کیا کیا!

باقی قصہ مہمانِ آں مسجد مہمان کش و ثباتِ صدق عزم او

(اُس مہمان کو مار ڈالنے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے ارادہ کی سچائی اور جمائی کا قصہ)

آںؑ غریبے شہر سربالا طلب — گفت می خسپم دریں مسجد بشب
اس شہر کے پردیسی، قائم بالا کے طالب نے — کہا میں رات کو اسی مسجد میں سوؤں گا

مسجدا! گر کربلائے من شوی — کعبۂ حاجت روائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کربلا بنے گی — تو میری حاجت کو پورا کرنے والا کعبہ بنے گی

ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار — تا رسن بازی کنم منصور وار
اے منتخب دوست! خبردار مجھے اجازت دے — تاکہ منصور (حلاج) کی طرح (دار) رسن کا کھیل کھیلوں

گر شدید اندر نصیحت جبرئیلؑ — می نخواہد غوث در آتش خلیلؑ
اگر تم نصیحت کرنے میں جبرئیلؑ ہو — (تو) آگ میں خلیل (اللہ) مدد نہیں چاہتا ہے

ے تو نے ایک مدت تک خارجی مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے کئے ہیں۔ پھر ان مصائب کے بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے ہیں اور میں صاحب روح بن کر تیری استاد بنی ہوں۔ در جمادی یعنی میں جب جمادیت سے ترقی کر رہی تھی تو کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ میں انسان کا علم و صفت معنوی بنوں۔ یعنی انسان بن جاؤں۔ اب جبکہ روحِ باطنی ہوں تو روحِ حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہئے۔

ے از خدا۔ ترقیوں کے ذکر سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ کے ساتھ اتحاد و اتفاق تک ترقی سمجھی جاتی ہے اس لئے فرمایا کہ خدا سے دعا کرو تاکہ صحیح مطلب سمجھ سکے اور گمراہ نہ ہو جائے اور اللہ کے ساتھ اتحاد کا عقیدہ گمراہی ہے۔ جس طرح قرآن سے بھی کچھ لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ جس طرح رسی سے کنویں میں گرتے ہیں۔ قرآن اور رسی کا قصور نہیں بلکہ کجی اور باطنی کا قصور ہے۔

ے آں۔ وہ مہمان اس شہر میں مسافر تھا اور عالم آخرت کا طالب تھا۔ کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مشہد ہے۔۔۔ حاجت روا۔ چونکہ اس کا اصل مقصد فنا فی الذات تھا منصور حضرت حلاج کو سولی دی گئی۔ گر شدید ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیلؑ نے

جبرئیلا رَو کہ من افروختہ
اے جبرئیلؑ ! جا کہ میں جلا ہوا

بہترم چوںؔ[1] عود و عنبر سوختہ
بہتر ہوں، جیسا کہ جلا ہوا عود اور عنبر

جبرئیلا گرچہ یاری میکنی
اے جبرئیلؑ: اگرچہ تو مدد کر رہا ہے

چوں برادر پاسداری میکنی
(اور) بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے

اے برادر من بر آذر چابکم
اے بھائی ! میں آگ پر تیز رَو ہوں

من نہ آں جانم کہ گردد بیش و کم
میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے

جانِ حیوانی فزاید از علف
حیوانی جان، جو چارے سے بڑھتی ہے

آتشے بُود او چو ہیزم شد تلف
آگ ہے، وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے

گر نگشتےؔ[2] ہیزم او مُثمر بُدے
اگر وہ ایندھن نہ بنتی، تو پھلتی

تا ابد معمور و ہم عامر بُدے
ابد تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی

بادِ سوزان ست ایں آتش بداں
سمجھ لے یہ آگ، مشتعل ہوا ہے

پرتوِ آتش بُود نے عینِ آں
آگ کا پرتو ہے، نہ کہ بعینہ آگ

عینِ آتش در اثیر آمد یقیں
اصل آگ یقیناً کرۂ آتش میں ہے

پرتو و سایہ ویست اندر زمیں
زمین میں اس کا پرتو اور سایہ ہے

لاجرم پرتو نپاید ز اضطراب
لامحالہ پرتو بے چینی کی وجہ سے ناپائدار ہے

سوئے معدن باز میگردد شتاب
جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے

قامتِؔ[3] تو برقرار آمد بساز
تیرا قد سکون کی وجہ سے برقرار ہے

سایہ اَت کوتہ دمے یک دم دراز
تیرا سایہ کبھی چھوٹا ہے کبھی دراز ہے

زانکہ در پرتو نیابد کس ثبات
اسلئے کہ سائے میں کوئی شخص ٹکاؤ نہیں پاتا ہے

عکسہا وا گشت سوئے اُمہات
عکس، اصلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں

ہیں دہاں بربند فتنہ لب کشاد
خبردار ! منہ بند کرلے فتنے نے لب کشائی کی ہے

خشک آر اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
تغافل برت، خدا راستی کو زیادہ جانتا ہے

فتنہ زاد و کرد عالم را خراب
فتنہ پیدا ہوگیا ہے اور اُسنے دنیا کو تباہ کر دیا ہے

شرق و غرب اُفتاد اندر اضطراب
مشرق اور مغرب بے چینی میں مبتلا ہو گئے ہیں

چوں مراتب گردِ دلہا تنگ شد
جب حقیقتیں دلوں کے چاروں طرف تنگ ہو گئی ہیں

ہر یکے با دیگرے در جنگ شد
ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

---

[1] چوں عود - اگر اور عنبر کے جلنے پر خوشبو مہکتی ہے - جبرئیلا جبرئیلؑ سے اس مہمان کو نصیحت کرنے والے مراد ہیں اور خلیل سے مراد خود وہ مہمان ہے - اے برادر - مہمان نصیحت کرنیوالے سے کہتا ہے کہ میری روح حیوانی روح نہیں ہے - جس میں گھٹاؤ اور بڑھاؤ ہوتا ہے - جانِ حیوانی - حیوانی روح غذا سے بڑھتی ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے -

[2] گر نگشتے - اگر انسانی جان آتش شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو وہ خوب پھلے پھولے خود بھی سنورے اور دوسروں کو بھی سنوار بنائے - باد - مولانا آتش غضب و شہوت کے فانی ہونے کو اس آتش کے فانی ہونے سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ کرۂ آتشی کا پرتو ہے، پرتو اور سایہ ناپائیدار ہوتا ہے - معدن - یعنی کرۂ آتشی -

[3] قامتِ تو - اس دنیا کی آگ کا آتشی کرہ کا پرتو اور ناپائیدار ہونا اسی طرح سمجھ لو جیسا کہ انسان کا قد اور اس کا سایہ - عکسہا - پرتو اور سایے اصل کی طرف لوٹ جاتے ہیں - ہیں - مولانا کی مثنوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف رُخ کرتے ہیں - فتنہ - اعتراضات کا فتنہ - چوں مراتب - مثنوی کے عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی نہیں ہے اسلئے جنگ و جدل

گفتگو[1] بسیار شد خامُش شدم ‌‌ — مسئلہ تسلیم کردم تن زدم

بیان بہت ہوگیا، میں چُپ ہوگیا — میں نے بات مان لی، میں خاموش ہوگیا

ور تو گوئی مُوجبِ فتنہ چہ بُود — باز گویم گوش کُن چوں غم فزُود

اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا؟ — چونکہ غم بڑھا ہوا ہے میں پھر بتاتا ہوں سُن

ذکرِ خیالِ بد اندیشیِ قاصر فہماں

کم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی کے خیال کا ذکر

پیش ازاں کایں قصہ تا مخلص رسد — دُود و گندے آمد از اہلِ حسد

اِس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتمے تک پہنچے — حاسدوں کی جانب سے دُھواں اور بدبو پیدا ہوگئی

من[2] نمی رنجم ازیں لیک ایں لگد — خاطرِ سادہ دلے را پے کند

میں اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دولتی — کسی سادہ دل کی طبیعت کا پیچھا کرے گی

خُوش بیاں کرد آں حکیمِ غزنوی — بہرِ محجُوباں مثالِ معنوی

اس غزنوی دانا نے بہت اچھی بات کہی ہے — منکروں کے لئے، ایک بامعنیٰ مثال

کز قرآں گر نہ بیند غیر قال — ایں عجب نبُود ز اصحابِ ضلال

کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں — تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے

کز شعاعِ آفتابِ پُر ز نُور — غیرِ گرمی می نیابد چشمِ کُور

کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے — اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی

خربطے[3] ناگاہ از خر خانۂ — سر برُوں آورد چوں طعانۂ

گدھوں کے طویلے سے ایک احمق نے اچانک — طعنہ باز کی طرح سر اُبھارا

کایں سخن پست است یعنی مثنوی — قصۂ پیغمبر است و پیروی

یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے — پیغمبر اور (انکی) پیروی کا قصہ ہے

نیست ذکر و بحثِ اسرارِ بلند — کہ دوانند اولیا زاں سُو سمند

بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے — کہ اولیاء اُس طرف گھوڑا دوڑاتے ہیں

از مقاماتِ تبتّل تا فنا — پایہ پایہ تا مُلاقاتِ خدا

خلوت سے فنا تک کے مقامات — درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک

شرح و حدِّ ہر مقام و منزلے — کہ بہ پَر زو بر پَرد صاحبدلے

ہر مقام اور ہر منزل کی شرح، اور حد (ہوتی) — تاکہ پروں کے ذریعہ صاحبِ دل اُس سے پرواز کرتا

[1] گفتگو یعنی اعتراضات اور جوابات۔ غم فزود چونکہ مجھے طبعاً بہت افسوس ہے اس لئے فتنہ کا سبب بیان کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی اختیار کرلیتا کایں قصہ یعنی مسجد کے مہمان کا قصہ۔

[2] من نمی رنجم۔ مجھے معترضین پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہٰذا میں جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر جواب نہ دونگا تو معترضین کی دولتیاں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کردیں گی۔ حکیم غزنوی۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ محجوباں۔ وہ لوگ جو نورِ معرفت سے محروم ہیں..... کز قرآں یعنی گمراہوں کی پہنچ محض قرآن کے لفظوں تک ہے۔ کز شعاع۔ ان کی مثال چمگادڑ کی سی ہے جو سورج کے نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا احساس کرتی ہے۔

[3] خربطہ۔ بڑی بطخ، احمق۔ طعانہ یعنی طعن کرنے والا۔ کہ دوانند۔ اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی کوئی چیز نہیں ہے۔ از مقامات۔ یعنی مثنوی میں ابواب اور فصول قائم کرکے تصوف کے مراتب کا ذکر ہونا چاہیے تھا اور سالک کیلئے ہر منزل اور مقام کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔ تبتّل۔ لوگوں سے انقطاع۔ خلوت۔

Presented by www.ziaraat.com

جملہ[1] سرتاسر فسانہ است و فسوں ۔۔۔ کودکانہ قصہ بیرون و درون
سب سراسر افسانہ اور گورکھ دھندا ہے ۔۔۔ اندر، اور باہر سے بچکانہ قصہ

چوں کتاب اللہ بیامد ہم بر آں ۔۔۔ ایں چنیں طعنہ زدند آں کافراں
جب اللہ کی کتاب آئی اُس پر بھی ۔۔۔ اُن کافروں نے اِس طرح کے طعنے دیئے

کہ اساطیرست و افسانہ نژند ۔۔۔ نیست تحقیقے و تعمیقے بلند
کہ پرانی کہانیاں اور افسانہ ہے ۔۔۔ کوئی تحقیق، اور بلند گہرائی نہیں ہے

کودکان خرد فہمش می کنند ۔۔۔ نیست جز امر[2] پسند و ناپسند
اُس کو چھوٹے بچے سمجھ لیتے ہیں ۔۔۔ (اس میں) پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے

ذکر آدمؑ گندم و ابلیس و مار ۔۔۔ ذکر ہودؑ و باد و ابراہیمؑ و نار
آدمؑ، گیہوں، شیطان اور سانپ کا ذکر ہے ۔۔۔ ہودؑ، اور ہوا اور ابراہیمؑ اور آگ کا ذکر ہے

ذکر نوحؑ و کشتی و طوفان تن ۔۔۔ ذکر کنعان و سر از خط تافتن
نوحؑ، کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے ۔۔۔ کنعان اور حکم سے مُنہ موڑنے کا ذکر ہے

ذکر اسمٰعیلؑ و ذبح و جبرئیلؑ ۔۔۔ ذکر قصد کعبہ و اصحاب فیل
اسماعیلؑ، ذبح اور جبرئیلؑ کا ذکر ہے ۔۔۔ کعبہ کے ارادے کا اور ہاتھی والوں کا ذکر ہے

ذکر یوسفؑ ذکر زلف پر خمش ۔۔۔ ذکر یعقوبؑ و زلیخا و غمش
یوسفؑ کا ذکر ہے، اُنکی بل کھائی ہوئی زلف کا ذکر ہے ۔۔۔ یعقوبؑ اور زلیخا اور اُس کے غم کا ذکر ہے

ذکر بلقیس و سلیمانؑ و سبا ۔۔۔ ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا
بلقیس، اور سلیمانؑ، اور سبا کا ذکر ہے ۔۔۔ داؤدؑ، اور زبور، اور اوریاؑ کا ذکر ہے

ذکر طالوت و شعیبؑ و صوم او ۔۔۔ ذکر یونسؑ ذکر لوطؑ و قوم او
طالوت اور شعیبؑ اور اُس کے روزے کا ذکر ہے ۔۔۔ یونسؑ کا ذکر ہے، لوطؑ اور اُنکی قوم کا ذکر ہے

ذکر حمل مریمؑ و نخل و مخاض ۔۔۔ ذکر زکریاؑ و یحییٰؑ و ریاض
مریمؑ کے حمل، کھجور، اور دردِ زِہ کا ذکر ہے ۔۔۔ زکریاؑ، اور یحییٰؑ اور باغوں کا ذکر ہے

ذکر صالحؑ، ناقہ و تقسیم آب ۔۔۔ ذکر ادریسؑ و مناجات و جواب
صالحؑ (اُنکی) اونٹنی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے ۔۔۔ ادریسؑ اور اُنکی سرگوشی اور جواب کا ذکر ہے

ذکر الیاسؑ و عزیرؑ و موت او ۔۔۔ ذکر قارون و زمیں رفتن فرو
الیاسؑ، اور عزیرؑ اور اُنکی موت کا ذکر ہے ۔۔۔ قارون اور زمین میں دھنسنے کا ذکر ہے

[1] جملہ۔ معترضین نے کہا کہ اِس مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار سے طفلانہ قصوں سے لبریز ہے۔ چوں کتاب اللہ۔ بعض معترضین نے قرآن پر بھی اِسی طرح کے اعتراضات کئے تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اِس میں کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔

[2] امر پسند۔ یعنی حلال وحرام۔ تافتن۔ یعنی اُن کی حکم عدولی کا بیان۔ ذکر۔ یعنی قرآن میں اُن چیزوں کا ذکر ہے جو آئندہ تیرہ شعروں میں مذکور ہیں۔

ذکرِ ایوبؑ و صبوری در بلا
ایوبؑ اور مصیبت میں (اُن کے) صبر کرنے کا ذکر ہے
ذکرِ اسرائیلیاں در تیہِ لا
بنجر تیہ میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے

ذکرِ موسیٰؑ و شجر طور و عصا
موسیٰؑ اور درخت، طور اور عصا کا ذکر ہے
خلعِ نعلین و خطابات و عطا
جوتے اُتارنے، اور خطابات اور بخشش کا ذکر ہے

ذکرِ عیسیٰؑ و عروجش بر سما
عیسیٰؑ، اور اُن کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
ذکرِ ذوالقرنین و خضرؑ و ارمیا
ذوالقرنین، اور خضر اور اُرمیا کا ذکر ہے

ذکرِ فضلِ احمدؐ و خلقِ عظیم
احمدؐ کی فضیلت اور آپکے بلند اخلاق کا ذکر ہے
کہ قمر از معجز آنش شد دو نیم
کہ چاند اُن کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا

ظاہرستؔ[1] و ہر کسے پے می برد
(یہ سب) ظاہر ہے، اور ہر شخص جانتا ہے
کو بیاں کہ گم شود در وے خرد
وہ بیان کہاں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں!

گفت اگر آساں نماید ایں بتو
فرمایا، اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
اینچنیں یک سورہ گو اے سخت گو
اے بھاری بات کرنے والے ایسی ایک سورت

جنیان و انسیان و اہلِ کار
جن، اور انسان، اور کام کے لوگ
گو یکے آیت ازیں آساں بیا
کہدے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَّبَطْنًا وَّلِبَطْنِهٖ
اِس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اُس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ
باطن ہے، سات باطنوں تک

حرفِ قرآں را بداں کہ ظاہرست
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ (اُس کا) ظاہر ہیں
زیرِ ظاہر باطنے بس قاہرست
(اور) ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے

زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر
اُس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے
خیرہؔ[3] گردد اندرو فکر و نظر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے

زیرِ آں باطن یکے بطنِ سوم
اُس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
کہ درو گردد خردہا جملہ گم
کہ اُس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں

بطنِ چارم از نبی خود کس ندید
قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا
جز خدائے بے نظیر و بے ندید
لاثانی اور لاشریک خدا کے سوا

---

[1] ظاہرست۔ یہ ساری باتیں سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ مضامین کہاں ہیں جن سے عقلیں دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ معترضوں کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ اگر قرآن تمہیں ایسا ہی آسان نظر آتا ہے تو تمام جن و انس، اور دیگر مددگار ملکر ایک آیت قرآن جیسی بنالاؤ۔

[2] اِنَّ لِلْقُرآن۔ قرآن کا ایک تو لفظی ترجمہ اور معنیٰ ہیں پھر اُن معنیٰ میں معنیٰ ہیں اسی طرح تہ در تہ سات معنیٰ تک یہ سلسلہ ہے اِن معانی کے کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے تفاوت کے اعتبار سے مجتہدین اور علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے کہ اسرار و حِکَم کے بیان میں وہی معنیٰ معتبر ہونگے جو الفاظِ قرآنی اور ظاہر کے خلاف نہوں۔

[3] خیرہ گردد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ایسے اسرار تک پہنچ جاتے تھے کہ دوسرے صحابہ اُن میں حیران ہو جاتے تھے بطنِ سوم۔ معانی کی اِس تہ میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں بطنِ چہارم۔ معانی کی چوتھی منزل تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

ہمچنیں تا ہفت بطن اے ذوالکرم — می شمر تو زیں حدیثِ[1] معتصم

اے بھلے! اِسی طرح سات باطن تک — تو اِس محفوظ حدیث سے گن لے

تو ز قرآں اے پسر ظاہر مبیں — دیو آدمؑ را نہ بیند جز کہ طیں

اے بیٹا! تو قرآن کے (صرف) ظاہر کو نہ دیکھ — شیطان نے آدمؑ کو سوائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا

ظاہرِ قرآں چو شخصِ آدمی ست — کز نقوشش ظاہر و جانش خفی ست

قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے — کہ اُسکے نقش ظاہر ہیں اور اُس کی روح پوشیدہ ہے

مرد را صد سال عم و خالِ او — یک سرِ موئے نہ بیند حالِ او

سو سال تک انسان کے چچا، اور ماموں — اُس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکتے ہیں

بیانِ[2] آنکہ رفتنِ انبیاء و اولیاء علیہم السلام بکوہہا و غارہا جہتِ پنہاں کردنِ خویش نیست و جہتِ خوف و تشویشِ خلق نہ بلکہ جہتِ ارشادِ خلق ست و راہ نمودن و تحریضِ انقطاع از دنیا بقدرِ ممکن

اِس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے آپ کو پوشیدہ کرنے کیلئے ہے اور نہ مخلوق کے پریشان کرنے، اور ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ دنیا سے بقدرِ امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

آنکہ گویند اولیا در کُہ بوند — تا ز چشمِ مردماں پنہاں شوند

لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیا پہاڑوں میں ہوتے ہیں — تاکہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں

پیشِ خلق ایشاں فرازِ صد کُہ[3] اند — گامِ خود بر چرخِ ہفتم می نہند

مخلوق کے سامنے (رہتے ہوئے بھی) وہ سو پہاڑوں کی (بلندی پر ہیں) — اپنا قدم ساتویں آسمان پر رکھتے ہیں

پس چرا پنہاں شود کُہ جُو بود — کو ز صد دریا و کہ آں سو بود

تو کیوں چھپے، پہاڑوں کو کیوں تلاش کرے — وہ جو سو دریاؤں اور پہاڑوں سے اُدھر ہو

حاجتش نبود بسوئے کہ گریخت — کز پیش کُرّہ فلک صد نعل ریخت

اسکو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت (نہیں ہے) — جسکے پیچھے (بھاگنے میں) آسمان پھرنے کے سیکڑوں نعل گرا دیئے ہیں

چرخ گردید و ندید او گردِ جاں — تعزیت جامہ بپوشید آں زماں

آسمان گھوما اور اُس نے روح کی گرد کو (بھی) نہ دیکھا — اُس وقت اُس نے ماتمی لباس پہن لیا

اور عوام میں سیکڑوں پہاڑوں اور دریاؤں کی دُوری ہے تو اُن کو چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ کز پیش۔ اُن کے بلند مقام تک تو آسمان کی تگ و دو بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ تخیل ہے کہ آسمان نے کالا، نیلا لباس اِسی غم میں پہنا ہے کہ وہ اولیا کے مراتب تک نہ پہنچ سکا۔

[1] حدیثِ معتصم یعنی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو غلطی سے محفوظ ہے۔ تو ز قرآں۔ قرآن محض الفاظ کو نہ سمجھو بلکہ قرآن اُن تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ تو بعض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہرِ قرآں۔ قرآن کے الفاظ اور اُن میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اُس کے باطنی اور روحانی اوصاف کی سی سمجھو۔ مرد را۔ ایک انسان خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اُس کے باطنی اوصاف سے غافل رہتے ہو۔

[2] بیان۔ مولانا نے یہ سمجھایا کہ باوجود قرب کے انسان کے باطنی احوال عوام سے مخفی رہتے ہیں تو اب اِس خیال کی تغلیط کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خلوت نشینی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے، اُن کے اوصاف تو بہرحال عوام پر چھپے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترکِ دُنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

[3] کُہ۔ کوہ، پہاڑ۔ فرازِ صد کہ۔ یعنی اولیاء عوام میں رہتے ہوئے بھی اُن سے سَو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں اُن کے اوصاف تک عوام کی پہنچ کہاں ہے۔ پس۔ جبکہ اُن میں

گر[1] بظاہر آں پری پنہاں بُوَد
آدمی پنہاں تَر از پریاں بُوَد
اگرچہ بظاہر، پری پوشیدہ ہوتی ہے
آدمی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے

نزدِ عاقل زاں پری کہ مُضمَرست
آدمی صد بار خود پنہاں تَرست
عقلمند کے نزدیک اُس پری سے جو پوشیدہ ہو
آدمی سو گنا زیادہ پوشیدہ ہے

آدمی نزدیکِ عاقل چوں خفی ست
چوں بُوَد آدم کہ در غیب اُو صفی ست
جبکہ عقلمند کے نزدیک آدمی پوشیدہ ہے
تو اُن آدم کا کیا حال ہوگا جو عالمِ غیب کے برگزیدہ ہیں؟

تشبیہ[2] صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے موسیٰ ؑ و صورتِ فسونِ عیسیٰ ؑ

اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ ؑ کے عصا اور حضرت عیسیٰ ؑ کے دم کرنے کی صورت سے

آدمی ہمچو عصائے موسیٰ ؑ ست
آدمی ہمچوں فسونِ عیسیٰ ؑ ست
آدمی (حضرت) موسیٰ ؑ کے عصا کی طرح ہے
آدمی (حضرت) عیسیٰ ؑ کے دَم کرنے کی طرح ہے

در کفِ حق بہرِ داد و بہرِ زین
قلبِ مومن ہست بین الاصبعین
عطا اور زینت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کے ہاتھ میں
مومن کا دل، دو انگلیوں کے درمیان ہے

ظاہرش چوبے ولیکن پیشِ اُو
کَون یک لقمہ چو بکشاید گلو
اُس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اُس کے سامنے
جب وہ منہ کھولے، عالَم ایک لقمہ ہے

تو مبیں ز افسونِ عیسیٰ حرف و صوت
آں ببیں کز وے گریزاں گشت موت[3]
(حضرت) عیسیٰ ؑ کے دَم کرنے میں تو حرف اور آواز کو نہ دیکھ
یہ دیکھ کہ اُس سے موت بھاگ گئی ہے

تو مبیں ز افسونش آں لہجات پست
آں نگر کہ مُردہ بر جست و نشست
اُن کے دَم کرنے میں تو دھیمے لہجے کو نہ دیکھ
یہ دیکھ کہ مُردہ کُودا اور بیٹھ گیا

تو مبیں مر آں عصا را سہل یافت
آں ببیں کہ بحرِ اخضر را شگافت
تو اُس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانیوالا نہ دیکھ
یہ دیکھ کہ اُس نے بحرِ اخضر کو چیر دیا

تو ز دوری دیدۂ چترِ سیاہ
یک قدم یا پیش نہ بنگر سپاہ
تو نے دُور سے سیاہ چھتر دیکھا ہے
ایک قدم آگے رکھ، لشکر کو دیکھ

تو ز دوری می نہ بینی جز کہ گرد
اندکے پیش آ ببیں در گرد مَرد
تو دُوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
تھوڑا سا آگے آ، گرد میں مرد کو دیکھ

---

[1] گر بظاہر پری تو ظاہر میں بھی انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اسکے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر تعجب خیز نہیں ہے جسقدر انسانوں کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔ آدمی جب عام آدمیوں کے اوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو حضرت آدم ؑ کے اوصاف تک کیسے پہنچا جاسکتا ہے

[2] تشبیہ۔ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو حضرت موسیٰ ؑ کا عصا اور حضرت عیسیٰ ؑ کا پھونک مارنا سمجھو جو بظاہر معمولی چیزیں تھیں لیکن اُنکے باطنی کمال و اوصاف حیرت انگیز تھے۔

در کفِ حق۔ حدیث شریف ہے اِنَّ قُلُوبَ بَنِیْ اٰدَمَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُہٗ کَیْفَ یَشَآءُ یقیناً تمام بنی آدم کے قلوب ایک قلب کی طرح اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اُنکو جس طرح چاہتا ہے پلٹتا ہے یعنی جس طرح عصائے موسیٰ ؑ اور دمِ عیسیٰ ؑ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص تصرفات ہیں ایسے ہی مومن کے دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے خصوصی تصرفات ہیں۔

[3] موت حضرت عیسیٰ ؑ کے پھونکنے سے مُردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ سہل یافت یعنی یہ نہ سمجھو کہ معمولی لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو جائیگی۔ شگافت حضرت موسیٰ ؑ کے عصا کی ضرب سے نیل دو ٹکڑوں میں بٹ گیا

Presented by www.ziaraat.com

دیدہا[۱] را گرد او روشن کند | کوہہا را مردیِ او بر کند
اُس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے | اُس کی بہادری پہاڑوں کو اُکھاڑ دیتی ہے

چون بر آمد موسیٰ از اقصائے دشت | کوہ طور از مقدمش رقاص گشت
جب (حضرت) موسیٰؑ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے | اُنکی تشریف آوری سے کوہِ طور رقص کرنے لگا

تفسیر قولہٖ تعالیٰ یا جبالُ اَوِّبی معہٗ والطّیر

اللہ تعالیٰ کے قول "اے پہاڑو اور پرندو اُس کے ساتھ جوابی بنو" کی تفسیر

روئے داؤدؑ از فرش تاباں شدہ | کوہہا اندر پیش نالاں شدہ
(حضرت) داؤدؑ کا چہرہ اُس (اللہ) کی شان سے روشن ہوا | پہاڑ اُن کے پیچھے روئے

کوہ با داؤدؑ گشتہ ہمرہے | ہر دو مطرب مستِ درِ عشقِ شہے
پہاڑ (حضرت) داؤدؑ کے ساتھی بنے | دونوں گانے والے شاہ کے عشق میں مست تھے

یا جبالُ اَوِّبی امر آمدہ | ہر دو[۲] ہم آواز و ہم پردہ شدہ
اے پہاڑو! جوابی بنو، کا حکم آیا | دونوں ہم آواز اور ہم ساز ہو گئے

گفت داؤدا تو ہجرت دیدۂ | بہرِ من از ہمدماں ببریدۂ
(اللہ نے) فرمایا اے داؤدؑ تو نے ہجر دیکھا ہے | میرے لئے تو ساتھیوں سے کٹا ہوا ہے

اے غریبِ فردِ بے مونس شدہ | آتشِ شوق از دلت شعلہ زدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے | تیرے دل سے شوق کی آگ بھڑکی ہے

مطرباں[۳] خواہی و قوال و ندیم | کوہہا را پیشت آرد آں قدیم
تو گویئے، اور قوال، اور ہم مجلس چاہتا ہے | وہ قدیم (اللہ) تیرے سامنے پہاڑوں کو لاتا ہے

تا کہ قوالی و سرنائی کنند | جملہ پیشت بادپیمائی کنند
تاکہ وہ (تیرے لئے) قوالی اور شہنائی بجائیں | سب تیرے سامنے نغمہ سرائی کریں

تا بدانی نالہ چوں کہ را رواست | بے لب و دنداں ولی را نالہاست
تاکہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے | تو ولی کے نالے، بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں

نغمۂ اجزائے آں صافی جسد | ہر شبے در گوشِ حسش میرسد
اُس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ | ہر رات کو اُس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے

ہمنشیناں نشنوند او بشنود | اے خنک جاں کو بغیبش بگرود
ہمنشین نہیں سنتے، وہ سنتا ہے | وہ جان قابلِ مبارکباد ہے جو اُسکی نادیدہ باتوں کی گرویدہ ہو

[۱] دیدہا۔ اُن کے باطنی اوصاف ایسے ہیں کہ اُن کی گرد بھی آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے اور اُنکی ہمت مردانہ پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے قدوم میمنت لزوم سے کوہِ طور رقص کرنے لگا تھا۔ یا جبال۔ حضرت داؤدؑ کے بارے میں پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ اُن کے ہم نغمہ بنیں۔

[۲] ہر دو۔ حضرت داؤدؑ اور پہاڑ اللہ کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے۔ پردہ۔ راگ۔ گفت۔ حضرت حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا تھا تو میرے فراق میں مبتلا ہے اور دوستوں سے جدا ہے۔

[۳] مطرباں۔ فراق کا غم دور کرنے کے لئے محفل اور قوالی کی ضرورت ہے لہٰذا میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سورنائی یعنی خوشی کی نے، شہنائی۔ بادپیمائی چونکہ مزامیر میں پھونک سے آواز پیدا ہوتی ہے لہٰذا اُن کے بجانے کو بادپیمائی کہا جاتا ہے۔ تا بدانی۔ پہاڑوں کو نالے میں مبتلا کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ بے لب و دنداں بھی نالہ ہوتا ہے جو اولیاء کرتے ہیں۔ نغمہ۔ اولیاء کے دل کے نالوں کو اُنکے کان سنتے ہیں تم نہیں سن سکتے لیکن اُن کی اس کیفیت پر یقین کرنا

Presented by www.ziaraat.com

بنگرد[1] در نفسِ خود صد گفتگو	همنشینِ او نبرده هیچ بو
وہ اپنے نفس میں سیکڑوں گفتگوئیں دیکھتا ہے	(اور) اس کے ہمنشین کو کچھ پتہ نہیں ہے

صد سوال و صد جواب اندر دلت	می رسد از لامکاں تا منزلت
تیرے دل میں سیکڑوں سوال اور سیکڑوں جواب	لامکان سے تیرے مقام تک پہنچتے ہیں

بشنوی تو نشنود زاں گوشہا	گر بنزدیک تو آرد گوش را
تو سنتا ہے، وہ اُن کانوں سے نہیں سنتا	اگرچہ وہ کانوں کو تیرے قریب لے آئے

گیرم اے کر خود تو آں را نشنوی	چوں مثالش دیدہ چوں نگروی
اے بہرے! میں مانتا ہوں تو اسکو نہیں سنتا ہو	جب تو نے اسکی ایک مثال دیکھ لی گرویدہ کیوں نہیں ہوتا

جوابِ طعنہ زنندہ بر مثنوی از قصورِ فہمِ خود

اپنی سمجھ کی کوتاہی کی وجہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سگِ طاعن تو عوعو[2] می کنی	طعنِ قرآں را بروں شومی کنی
اے طعنہ دینے والے کتے! تو بھوں بھوں کرتا ہے	قرآن پر طعنہ کے لئے راستہ بناتا ہے

ایں نہ آں شیر است کز وے جاں بری	یا ز پنجہ قہرِ او ایماں بری
یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے	یا اس کے غضب کے پنجے سے ایمان کو بچا سکے

تا قیامت می زند قرآں ندا	اے گروہِ جہل را گشتہ فدا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے	اے نادانی پر فدا، گروہ!

مر مرا افسانہ می پنداشتید	تخمِ طعن و کافری می کاشتید
تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا	طعنے اور کفر کا بیج بویا ہے

خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید	کہ شما فانی و افسانہ بدید
تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا	کہ تم خود فنا ہونے والے اور افسانہ بن گئے

من[3] کلامِ حقم و قائم بذات	قوتِ جانِ جان و یاقوتِ زکات
میں اللہ کا کلام اور (اللہ کی) ذات سے قائم ہوں	روح کی روح کی غذا اور پاک یاقوت ہوں

نورِ خورشیدم فتادہ بر شما	لیک از خورشید ناگشتہ جدا
میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے	لیکن سورج سے جدا نہیں ہوا ہے

نک منم ینبوعِ آں آبِ حیات	تا رہانم عاشقاں را زیں ممات
یہ میں، اس آبِ حیات کا چشمہ ہوں	تاکہ عاشقوں کو اس موت سے نجات دیدوں

---

[1] بنگرد - اولیاء کے دل میں مکالمات جاری رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والے اُن سے بے خبر رہتے ہیں۔ لامکاں۔ عالمِ غیب۔ زاں گوشہا یعنی مکالمہ حسی کانوں سے نہیں سُنا جا سکتا۔ گیرم۔ عوام بہرے ہیں جو اُن کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ مختلف کرامات دیکھ چکے ہیں تو اُن کو اُن کا معتقد ہو جانا چاہیے۔

[2] عوعو۔ کتے کے بھونکنے کی آواز۔ طعنِ قرآں یعنی مثنوی جو کہ بزبانِ پہلوی قرآن ہے اُس پر اعتراض دراصل قرآن پر اعتراض ہے لیکن براہِ راست قرآن پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اسلئے بچاؤ کی یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔ بر عکس نہند نامِ زنگی کافور - مثلِ شو مخلص، گریزگاہ۔ ایں۔ لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان بات نہیں ہے یہ صریح کفر ہے۔ تا قیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا اعلان ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر کہنے والے خود تباہ و برباد ہونگے اور اُن کا وجود خود افسانہ بنکر رہ جائے گا۔

[3] من۔ کلام اللہ کی ذاتی صفت ہے جو ذاتِ باری کے ساتھ قائم ہے۔ نورِ خورشید۔ ذاتِ خداوندی بمنزلہ سورج کے اور صفات بمنزلہ نور کے ہیں جو سورج کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ ینبوع۔ چشمہ یعنی قرآن آبِ حیات کا ایسا چشمہ ہے کہ جو اس سے سیراب ہو جائیگا

Presented by www.ziaraat.com

گر نجنبان[۵۱] گند آرتاں بنگیختے | جرعۂ بر گورتاں حق ریختے
اگر تمہاری حرص ایسی گندگی نہ اچھالتی | اللہ (تعالیٰ) تمہاری قبر پر ایک گھونٹ بہادیتا

نے بگیرم گفت و پندِ آں حکیم | دل نگردانم بہر طعنِ سقیم
نہیں میں اُس دانا کا قول اور نصیحت اختیار کرتا ہوں | ہر کمزور طعنے کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثل زدن در رمیدن کرّۂ اسپ از خوردنِ آب بسبب شخولیدن سائیساں

سائیسوں کے سیٹی بجانے سے گھوڑے کے بچھیرے کے پانی سے بھڑک جانے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست اُو اندر خطاب | کرّہ[۵۲] و مادر ہمی خوردند آب
جو گفتگو میں انھوں نے فرمایا | بچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے

می شخولیدند ہر دم آں نفر | بہر اسپاں کہ ہلا ہیں آب خور
وہ جماعت ہر وقت سیٹی بجا رہی تھی | گھوڑوں کے لئے کہ پانی کی طرف متوجہ رہو

آں شخولیدن بکرّہ می رسید | سر ہمی برداشت وز خور می رمید
وہ سیٹی بجانا بچھیرے کو پہنچتا تھا | (وہ) سر اٹھا لیتا تھا اور خورد نوش سے بھاگتا تھا

مادرش پرسید کاے کرّہ چرا | می رمی ہر ساعتے زیں استقا
اس کی ماں نے دریافت کیا اے بچھیرے کیوں | تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے؟

گفت کرّہ می شخولند ایں گروہ | ز اتفاقِ بانگِ شاں دارم شکوہ
بچھیرے نے کہا، یہ لوگ سیٹی بجاتے ہیں | مجھے اِن کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے

پس دلم می لرزد از جا می رود | ز اتفاقِ نعرہ خوفم می رسد
تو میرا دل لرزتا ہے، بے قابو ہوجاتا ہے | اُن کے نعروں کے ملنے سے مجھے ڈر لگتا ہے

گفت مادر تا جہاں بودست ایں | کارافزایاں[۵۳] بُدند اندر زمیں
ماں نے کہا، جب سے یہ دنیا (بنی) ہے | فضول کام کرنے والے زمین میں رہتے ہیں

ہیں تو کارِ خویش کن اے ارجمند | زود کایشاں ریشِ خود بر می کنند
اے اقبال مند! خبردار تو اپنا کام کر | عنقریب وہ خود اپنی داڑھی نوچیں گے

وقت تنگ و میرود آبِ فراخ | پیش ازاں کز ہجر گردی شاخ شاخ
وقت تنگ ہے اور پانی تیزی سے جا رہا ہے | اس سے پہلے کہ فراق میں تیرا جوڑ جوڑ (جدا) ہوجائے

---

۵۱ گر نجنباں۔ اگر منکرین قرآن پر اعتراض نہ کرتے تو اُنکی قبروں پر بھی رحمت کا نزول ہوتا۔ آگے۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ معترضین کے اعتراضات سے میں مثنوی لکھنا بند نہ کروں گا اور نہ اعتراضات کی طرف توجہ دونگا۔ مثل۔ بچھیرے کو اسکی ماں نے سمجھایا تھا کہ سیٹیوں سے نہ بدک پانی پینے میں مشغول رہ اسی طرح میں اعتراضات سے قطع نظر کرکے اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ آں یعنی حکیم سنائی غزنوی۔

۵۲ کرّہ۔ بچھیرا جس پر سواری نہ کی جاتی ہو۔ شخولیدن سیٹی بجانا۔ بہر اسپاں سائیس گھوڑوں کو پانی پلاتے وقت سیٹی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی پینے میں مشغول رہیں۔ آں یعنی سیٹی بجانے سے بچھیرا چونک کر پانی سے بھاگتا تھا۔ استقا۔ سیرابی حاصل کرنا۔

۵۳ کارافزا۔ کام کو پھیلاوے میں ڈالنے والے، بیکار کام کرنے والے۔ ریش کندن۔ اپنا نقصان کرنا، شرمندہ ہونا۔ آبِ فراخ۔ یعنی زندگی کی نہر۔ ہجر یعنی موت کی وجہ سے تیرا جوڑ جوڑ جُدا ہوجائے۔

Presented by www.ziaraat.com

شہرۂ کاریزے[1] ست پُر آبِ حیات — آب کش تا بر دہد از تو نبات
آبِ حیات سے بھری مشہور نہر ہے — پانی نکال، تاکہ تیرے پودے پھل دیں

آبِ خضر از جوئے نطقِ اولیا — می خوریم اے تشنۂ غافل بیا
اولیاء کی گفتگو کی نہر سے، خضر والا پانی — ہم پیتے ہیں، اے غافل پیاسے! آجا

گر نہ بینی آب کورانہ بفن — سوئے جو آور سبو در جوئے زن
اگر تو اندھے پن سے پانی کو نہیں دیکھتا تدبیر کیساتھ — ٹھلیا نہر کی جانب لا (اور) نہر میں ڈبو دے

چوں شنیدی کاندریں جو آب ہست — کور را تقلید باید کار بست
جب تو نے سن لیا، کہ اس نہر میں پانی ہے — اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیئے

جو فرو بر مشک آب اندیش را — تا گراں بینی تو مشک خویش را
پانی میں شک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈبو دے — تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

چوں گراں دیدی شوی تو مستدل — رست از تقلید خشک آنگاہ دل
جب تو بھاری دیکھے گا تو صاحبِ دلیل بن جائیگا — اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائیگا

گر نہ بیند[2] کور آبِ جو عیاں — لیک داند چوں سبو بیند گراں
اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے — لیکن سمجھ لیتا ہے، جب ٹھلیا کو بھاری دیکھتا ہے

کز جو اندر سبو آبے برفت — کایں سبک بود و گراں شد ز آب زفت
کیونکہ نہر سے، ٹھلیا میں پانی پہنچ گیا — اس لئے کہ یہ ہلکی تھی، بھاری پانی سے بھاری ہو گئی

زانکہ ہر بادے مرا در می ربود — باد می نربایدم ثقلم فزود
کیونکہ ہر ہوا مجھے پھسلا دیتی تھی — (اب) ہوا مجھے نہیں پھسلاتی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا

مر سفیہاں را رُباید ہر ہوا — زانکہ نبود شاں گرانی و قوی
بیوقوفوں کو ہر ہوا پھسلا دیتی ہے — کیونکہ اُن میں بھاری پن اور پختگی نہیں ہوتی ہے

کشتیِ[3] بے لنگر آمد مردِ شر — کز بادِ کژ نیابد او حذر
شریر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے — کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرِ عقل ست عاقل را اماں — لنگرے دریوزہ کن از عاقلاں
عقلمند کے لئے عقل کا لنگر (باعث) امن ہے — عقلمندوں سے لنگر مانگ لے

او مدد ہائے خرد چوں در ربود — از خزینۂ درِّ آں دریائے جود
جب وہ عقل کی مدد میں حاصل کر لیتا ہے — اس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

[1] کاریز۔ یعنی خالیز پانی کی نالی کو کہتے ہیں جو اس طرح بنائی جاتی تھی کہ زمین میں سے پانی اس کے ذریعے سطح زمین پر بہنے لگتا تھا اور باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا یہاں کاریز سے شیخ اور بزرگ مراد ہے۔ آبِ خضر۔ یعنی آبِ حیات۔ گر نہ بینی۔ اگر تجھے اس ولی کی کوئی کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے دیکھے ہی تعلق پیدا کرلے پھر تجھے اسکی بزرگی کا یقین آ جائیگا اگر اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو چاہیے کہ اس نہر میں ٹھلیا ڈبو کر دیکھے پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے ہونے کا یقین آ جائیگا۔ از تقلید پہلے تو اس کا عمل محض دیکھا دیکھی تھا اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو جائیگا۔

[2] گر نہ بیند۔ اندھے کو ٹھلیا بھر جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔ زانکہ۔ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو نہیں اڑا سکتی اور وہ بھاری بھرکم بن گیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں ہیں ان کی ٹھلیا ہلکی ہوتی ہے خواہش کی ہوا انکو اڑائے پھرتی ہے۔

[3] کشتی۔ شیخ کا تعلق کشتی کے لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو بادِ مخالف کیساتھ بہجانے سے روکتا ہے۔ از عاقلاں۔ چونکہ تجھ میں عقل کا لنگر نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے وہ لنگر حاصل کرے۔ از خزینہ یعنی شیخ کا قلب۔

Presented by www.ziaraat.com

زیں[1] چنیں امداد دل پُرفن شود — بجہد از دل چشم ہم روشن شود
اس طرح کی مدد سے دل صاحبِ تدبیر ہوجاتا ہو — دل سے (آگے) بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہوجاتی ہیں

زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست — تا چو دل شد دیدہ تو عاطل ست
کیونکہ نور دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے — جب دل ضائع ہو گیا، تیری آنکھ بیکار ہے

دل چو بُر انوارِ عقلی بر زند — زاں نصیبے ہم بدو دیدہ دہد
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے — وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے حصّہ دیتا ہے

پس بداں کاب مبارک ز آسماں — وحیِ دلہا باشد و صدقِ بیاں
پھر جان لے کہ آسمان سے بابرکت پانی — دلوں کی وحی اور بیان کی سچائی بنتا ہے

ما چو آں کرّہ، ہم آب جُو خوریم — سوئے آں وسواسِ طاعن ننگریم
ہم بھی اس بچھیرے کی طرح نہر کا پانی پئیں گے — اس طعنہ دینے والوں کے وسوسوں کی طرف نظر نہ کریں گے

پیرو[2] پیغمبرانی رہ سپر — طعنۂ خلقاں ہمہ بادی شمر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے، راستہ طے کر — لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ

آں خداونداں کہ رہ طے کردہ اند — گوش با بانگِ سگاں کے کردہ اند
جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے — انھوں نے کتّوں کے بھونکنے پر کب کان دھرا ہے؟

باز گو کاں پاکباز و شیر مرد — اندراں مسجد چہ بنمودش چہ کرد
پھر بتا اس پاکباز اور شیر مرد کو — اس مسجد میں کیا نظر آیا، اس نے کیا کیا؟

بقیۂ قصّہ مہمان و مسجدِ مہمان کُش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنیوالی مسجد کے قصّے کا بقیہ

خفتہ[3] در مسجد خود اُو را خواب کُو — مردِ غرقہ گشتہ چوں خسپد بجُو
وہ مسجد میں لیٹ گیا، اس کو نیند کہاں — ڈوبا ہوا انسان، نہر میں کیسے سوئے؟

خوابِ مرغ و ماہیاں باشد ہمے — عاشقاں را زیرِ غرقابِ غمے
پرندوں اور مچھلیوں کی نیند ہوتی ہے — عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں

نیم شب آواز با ہولے رسید — کایم آیم بر سرت اے مُستفید
آدھی رات کو خوفناک آواز آئی — اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے

پنج کرت ایں چنیں آوازِ سخت — می رسید و دل ہمی شد لخت لخت
اس طرح کی سخت آواز پانچ مرتبہ — آئی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا

[1] زیں چنیں۔ یہ مدد پہلے دل کو حاصل ہوتی ہے پھر اس سے آنکھیں منوّر ہوتی ہیں۔ زانکہ۔ نورِ حسّی اور نورِ باطنی کا اصالۃً تعلق دل سے ہوتا ہے اس سے آنکھ میں منتقل ہوتا ہے اس لئے جب حرکتِ قلب بند ہوجاتی ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہوجاتی ہے۔ پس بداں تجلیاتِ رب کا نزول دل پر ہوتا ہے۔ ما چو۔ جبکہ آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو ہمیں اس بچھیرے کی طرح پانی پینے میں لگا رہنا چاہیئے اور معترضین کی سیٹیوں سے نہ بدکنا چاہیئے۔

[2] پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔ بانگِ سگاں۔ یعنی مخالفوں کے اعتراضات۔

[3] خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔ عاشق کی نیند تو اسی طرح کی ہے جیسے اُڑتے پرندکی یا تیرتی مچھلی کی۔ مُستفید فائدہ اٹھانے والا۔

Presented by www.ziaraat.com

تفسیر آیۂ وَاَجْلِبْ عَلَیْہِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْھُمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطَانُ اِلَّا غُرُوْرًا

اِس آیت کی تفسیر اور اُن پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا اور اُن کے ساتھ ساجھا لگا مالوں میں اور اولاد میں اور اُن سے وعدہ کر اور نہیں وعدہ کرتا ہے اُن سے شیطان مگر دھوکے کا

تو چو عزمِ دیں کُنی با اجتہاد — دیو بانگت بر زند اندر نہاد
جب تو کوشش سے دین کا قصد کرتا ہے — جسم کے اندر سے شیطان تجھے آواز دیتا ہے

کہ مَرو زاں سو بیندیش اے غوی — کہ اسیرِ رنج و درویشی شوی
کہ اے گمراہ! اس طرف نہ جا، سوچ لے — کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائیگا

بینوا گردی ز یاراں وا بُری — خوار گردی و پشیمانی خوری
تو مفلس بن جائے گا، یاروں سے چھوٹ جائیگا — ذلیل ہو جائے گا، اور پریشانی اُٹھائے گا

تو زبیمِ بانگِ آں دیوِ لعیں — واگریزی در ضلالات از یقیں[۲]
تو اُس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے — یقین سے گمراہی میں لوٹ جاتا ہے

کہ ہلا فردا و پس فردا مراست — راہِ دیں پویم کہ مہلت پیش ماست
کہ ہاں کل، اور پرسوں میرے لئے ہے — دین کے راستہ پر دوڑ پڑونگا کیونکہ مہلت ہمارے سامنے ہے

مرگ را بینی کہ اُو از چپ و راست — می کشد ہمسایہ را تا بانگ خاست
تو موت کو دیکھتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے — پڑوسی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

باز عزمِ دیں کُنی از بیمِ جاں — مُردہ سازی خویشتن را یک زماں
جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مُردہ بنا لیتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حِکم — کہ من از خوفے نیارم پائے کم
پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار باندھتا ہے — کہ میں ڈر کی وجہ سے سست رفتار نہ رہوں گا

باز بانگے[۳] بر زند بر تو ز مکر — کہ بترس و باز گرد از تیغِ فقر
وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے — کہ افلاس کی تلوار سے ڈر، اور باز آ جا

باز بگریزی ز راہِ روشنی — آں سلاحِ علم و فن را بفگنی
پھر تو نور کے راستہ سے واپس بھاگ پڑتا ہے — علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

سالہا اُو را بانگے بندہ — در چنیں ظلمت نمد افگندہ
تو آواز کی وجہ سے سالوں سے اُس کا غلام بنا رہا ہے — ایسی ہی تاریکی میں تو مقیم ہے

[۱] تفسیر یعنی آواز نے اس مہمان کو صرف ڈرایا اور اس کا ڈرانا غیر واقعی تھا اسی طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے آئندہ اشعار میں اس کی تفصیل ہوگی۔ ترجمہ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔ بینوا۔ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمائی سے محروم ہو کر مفلس بن جائیگا، مفلس کا نہ کوئی دوست ہوتا ہے اور نہ کوئی مددگار وہ پشیمان اور ذلیل بن جاتا ہے۔

[۲] واگریزی۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا گمراہی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے۔ کہ ہلا۔ اور دل میں سوچنے لگتا ہے کہ نیکی کرنے کا بہت وقت ہے آئندہ نیکی کرونگا۔ مرگ۔ پڑوسی کی موت سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دوڑتا ہے اور علم و حکمت سے کام لیکر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منہ نہ موڑوں گا۔

[۳] باز شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے۔ باز بگریزی۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آ کر دین سے منہ موڑتا ہے سالہا۔ سالہا سال انسان اسی کشمکش میں گذار دیتا ہے اور معصیت کی تاریکی میں بسر کرتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

هیبتِ[1] بانگِ شیاطیں خلق را — بند کردست و گرفته حلق را
شیطانوں کی آواز کے ڈر نے مخلوق کو — باندھ دیا ہے، اور گلا دبا دیا ہے

تا چناں نومید شد جانشاں ز نور — کہ روانِ کافراں زاہلِ قبور
یہاں تک کہ نورِ الٰہی سے اُن کی جان اسطرح نا اُمید ہو گئی ہے — جس طرح کہ مُردہ کافروں کی جان

ایں شکوہِ بانگِ آں ملعون بود — ہیبتِ بانگِ خدائی چوں بود
یہ اُس ملعون کی آواز کا دبدبہ ہے — تو خدائی آواز کی ہیبت کیا ہو گی؟

ہیبتِ باز است بر کبکِ نجیب — مر مگس را نیست زاں ہیبت نصیب
باز کا خوف شریف چکور کو ہے — اس ہیبت میں مکھی کا حصہ نہیں ہے

زانکہ[2] نبود باز صیادِ مگس — عنکبوتاں می مگس گیرند و بس
کیونکہ باز، مکھی کا شکاری نہیں ہوتا — مکڑیاں صرف مکھی پکڑتی ہیں

عنکبوتِ دیو بر چوں تو ذُباب — کرّ و فر دارد نہ بر کبک و عقاب
شیطان کی مکڑی تجھ جیسی مکھی پر — دبدبہ رکھتی ہے، نہ کہ چکور اور شاہین پر

بانگِ دیواں گلّہ بانِ اشقیاست — بانگِ سلطاں پاسبانِ اولیاست
شیطانوں کی آواز بدبختوں کی گلّہ بان ہے — شاہ کی آواز اولیاء کی محافظ ہے

تا نیامیزد بہم بینا و کور — قطرہ از بحرِ خوش با بحرِ شور
تاکہ بینا اور نابینا آپس میں نہ مل جائیں — میٹھے سمندر کا قطرہ کھارے سمندر سے

رسیدنِ[3] بانگِ طلسم نیم شب مہمانِ مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدھی رات میں جادو کی آواز کا پہنچنا

بشنو اکنوں قصۂ آں بانگِ سخت — کہ نرفت از جا بداں آں نیک بخت
اب اُس سخت آواز کا قصہ سُن — اُس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا

گفت چوں ترسم چو ہست ایں طبلِ عید — تا دہل ترسد کہ زخم او را رسید
اُس نے کہا میں کیوں ڈروں جبکہ یہ عید کا نقارہ ہے — ڈھول ڈرے، کیونکہ چوٹ اُس پر پڑتی ہے

اے دہلہائے تہیِ بے قلوب — قسمتاں از عیدِ جاں شد زخمِ چوب
اے خالی ڈھولو، بے دِلو! — جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ ہے

---

[2] تانیامیزد - یا آمیز اسی لئے رکھا گیا ہے کہ اولیاء اللہ اور غیر اولیاء اللہ باہمی ممتاز رہیں — [3] رسیدن - خدائی اور شیطانی آواز کے اثرات کے بعد اب اُس آواز کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد میں سُنی اُس آواز نے اُسکو خوفزدہ نہ کیا طبلِ عید - موت کی علامات اہل اللہ کیلئے خوشی کا سبب ہیں - دہل - ڈھول یعنی اہلِ دنیا جو نورِ باطنی سے خالی ہیں - عیدِ جاں - یعنی موت - جو اہل اللہ کی خوشی کا باعث ہے وہ اہلِ دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

[1] ہیبت - شیطانی آواز نہ دین کی راہ پر چلنے دیتی ہے نہ غذاءِ روحانی کھانے دیتی ہے۔ تا چناں - اُن کی روحوں پر ایسی ہی مایوسی طاری ہے جیسی کہ کافروں کی روحوں پر مرنے کے بعد طاری ہو گی۔ ایں - شیطانی آواز کے جب یہ اثرات ہیں تو خدائی آواز کے اثرات اِس سے بہت بڑھے ہوئے ہونگے۔ ہیبت - خدائی آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی ہوئی ہے لیکن تم پر اُس کے اثرات اِس لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اُس کے اہل نہیں ہو جس طرح کہ باز کی آواز کی ہیبت لامحالہ مکڑی کی آواز کی ہیبت سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اُس سے مکھی متاثر نہیں ہے۔

[2] زانکہ - اگر تم خدائی آواز کے اہل ہوتے تو لامحالہ اُس سے متاثر ہوتے جس طرح کہ کبک اُس کی آواز سے متاثر ہوتی ہے مکھی چونکہ باز کا شکار نہیں ہے لہٰذا وہ متاثر نہیں ہوتی ہے۔ عنکبوت - تم خود بمنزلہ مکھی کے ہو اس لئے مکڑی (شیطان) کی آواز تم پر اثر انداز ہے۔ بانگِ شیطان - خدائی آواز کے اہل اولیاء اللہ ہیں لہٰذا اُن پر وہ اثر انداز ہے، مکڑی (شیطان) کی آواز کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن میں شیطان کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے - اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ "بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی دبدبہ نہیں ہے"

شُد قیامت عید و بیدیناں دُہل
قیامت عید ہے اور بے دین ڈھول ہیں

ما چو اہلِ عیدِ[1] خنداں ہمچو گل
ہم چونکہ عید والے ہیں پھول کی طرح مسکرا رہے ہیں

بشنو اکنوں ایں دُہل چوں بانگ زد
اب سُن! اِس ڈھول نے جب آواز دی

دیگِ دولت با چگونہ می پزد
دولت کے شوربے کی دیگ کس طرح پکتی ہے۔

چونکہ بشنود آں دُہل آں مردِ دید
جب اُس ڈھول کو اُس دیدہ والے نے سُنا

گفت چوں ترسد دلم از طبلِ عید
اُس نے کہا میرا دل عید کے نقارے سے کیوں ڈرے

گفت با خود ہیں ملرزاں دل کزیں
اُس نے اپنے آپ سے کہا خبردار دل کو نہ لرزا کیونکہ اس سے

مُرد جانِ بددلانِ بے یقیں
بے یقین، بددلوں کی جان مری ہے

وقت آں آمد کہ حیدر وار من
وہ وقت آگیا ہے کہ میں حیدرؓ کی طرح

مُلک گیرم یا بپردازم بدن
ملک فتح کروں، یا جسم کو خالی کردوں

بر جہید و بانگ بر زد کاے کیا
وہ کودا اور چیخا، اے پہلوان!

حاضرم اینک اگر مردی بیا
میں حاضر ہوں، اگر تو بہادر ہے آ جا

در زماں[2] بشکست ز آواز آں طلسم
وہ طلسم، آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

زر ہمی ریزید ہر سو قسم قسم
طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

ریخت چنداں زر کہ ترسید آں سپر
اِس قدر سونا بہا، کہ وہ لڑکا ڈرا

تا نگیرد زر زپُری راہِ در
کہ سونا کثرت کی وجہ سے دروازے کا راستہ بند نہ کردے

پُر شُد آں مسجد ز زر ہر جائگاہ
ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

مرد حیراں شد ز تقدیرِ الٰہ
(اللہ تعالیٰ) کی تقدیر سے مرد حیران ہوگیا

بعد ازاں برخاست آں شیرِ عنید
اُس کے بعد وہ بہادر شیر اُٹھا

تا سحرگہ زر بہ بیروں می کشید
(اور) صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

دفن میکرد و ہمی آمد بزر
دفن کرتا اور سونا نکالتا

با جوال[3] و توبرہ بارِ دگر
تھیلے، اور توبرے سے دوبارہ

گنجہا بنہاد آں جانباز ازاں
اُس سے اُس بہادر نے خزانے بھرے

کوری و ترسانی واپس خزاں
واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور خوف کے لیے

ایں زرِ ظاہر بخاطر آمدست
یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

در دلِ ہر کور دونِ زر پرست
ہر کمینے، زر پرست، اندھے کے دل میں

---

[1] اہلِ عید۔ عید کا نقارہ بجتا ہے تو عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں طلسم کے ڈھول نے جب خوفناک آواز دی تو اُس ولی کو کس قدر فائدہ پہنچا۔ دیگ دولت با۔ یعنی دیگِ دولت بخور با۔ پکوڑہ یعنی اہلِ عید کے لیے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ حیدر حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ حیدر وار یعنی بہادرانہ۔ کیا۔ پہلوان۔

[2] درزماں۔ اُس مہمان کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زر پاشی شروع ہوگئی۔ ریخت۔ اتنا سونا برسا کہ اُس کو دروازے کا راستہ بند ہوجانے کا خیال پیدا ہوگیا۔ عنید۔ اگر تاء سے ہے تو یعنی حاضر اور تھیلا ہے اور اگر نون سے عنید ہے تو سرکش اور بہادر کے معنی میں ہے۔

[3] جوال۔ بورا جس میں سامان بھر کر اونٹ پر لادا جاتا ہے۔ توبرہ۔ وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوری۔ یعنی بہرہ کوری ساتھ۔ اِس قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اُس سے اہلِ ظاہر اور دنیادار زر پرست دنیاوی سونا سمجھے گا۔ حالانکہ اِس سے مراد انوار و برکاتِ خداوندی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

کودکاں[1] اسفالہا را بشکنند — نام زر بنہند و در دامن کنند

بچے، ٹھیکروں کو توڑتے ہیں — سونا کہتے ہیں، اور دامن میں کر لیتے ہیں

اندراں بازی چو گوئی نامِ زر — آں کند در خاطرِ کودک گذر

اس کھیل کود میں جب تو سونے کا نام لے گا — بچے کے خیال میں وہی آئے گا

بل زرِ مضروبِ ضربِ ایزدی — کو نگردد کاسد آمد سرمدی

بلکہ خدائی ٹکسال کا ڈھلا ہوا سکہ — جو کھوٹا نہیں ہوتا ہے، دائمی ہے

آں زرے کیں زر ازاں زر تاب یافت — گوہر و تابندگی و آب یافت

وہ سونا کہ اس سونے نے اس سے رونق حاصل کی ہو — جوہر، اور چمک، اور رونق پائی ہے

آں زرے کہ دل ازو گردد غنی — غالب آید بر قمر در روشنی

وہ سونا کہ دل اس کی وجہ سے غنی ہے — روشنی میں، چاند پر غالب آجائے

شمع[2] بود آں مسجد و پروانہ او — خویشتن در باخت آں پروانہ خو

وہ مسجد شمع تھی، اور وہ پروانہ تھا — وہ پروانہ مزاج اپنی جان پر کھیل گیا

سوخت پرش را و لیکن ساختش — بس مبارک آمد آں انداختش

اس نے اس کے پر جلائے لیکن اسکو بنا دیا — اس کا جان پر کھیلنا بہت مبارک ہوا

ہمچو موسیٰؑ بود آں مسعود بخت — کاتشے دید او بسوئے آں درخت

وہ نیک بخت حضرت موسیٰؑ کی طرح تھا — کہ انھوں نے اس درخت کی جانب آگ دیکھی

چوں[3] عنایتہا برو موفور بود — نار می پنداشت آں خود نور بود

چونکہ ان پر (خداوندی) عنایتیں بھرپور تھیں — وہ آگ سمجھ رہے تھے (حالانکہ) وہ خود نور تھا

مردِ حق را چوں بہ بینی اے پسر — تو گماں داری برو نارِ بشر

اے بیٹا! جب تو مردِ خدا کو دیکھتا ہے — تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے

تو ز خود می آئی و آں در تو است — نار و خار و ظن و باطل ایں سو است

تو اپنے اوپر جاتا ہے، اور وہ تجھ میں ہے — آگ اور کانٹا اور گمان اور باطل اسی جانب ہے

او درختِ موسیٰ است و پُر ضیا — نور خواں نارش مخواں باز بیا

وہ (حضرت) موسیٰؑ کا درخت ہے اور پُر نور ہے — نور کہہ اس کو نار نہ کہہ، اب آجا

---

[1] کودکاں۔ جس طرح بچے ٹھیکروں کو سونا سمجھتے ہیں اسی طرح اہل دنیا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکرا ہے سونا سمجھتے ہیں۔ اندراں۔ بچوں کے سامنے جب سونے کا ذکر کروگے تو وہ ٹھیکرے مراد لیں گے اسی طرح دنیاداروں کے سامنے سونے کا ذکر کروگے تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں گے۔ بل زر۔ اس سونے سے مراد تجلیاتِ رب ہیں۔ مضروب۔ ٹھپہ لگا ہوا۔ ضرب۔ ٹکسال۔ دل۔ دل اس چاندی سونے سے اور حریص بنتا ہے جب اس پر رب کی تجلی پڑتی ہے تب اس کو غنا حاصل ہوتی ہے۔

[2] شمع بود۔ اس مہمان کے لئے مسجد بمنزلہ شمع کے ہوئی اور یہ اس کا پروانہ تھا۔ سوخت پرش۔ ابتداءً اس طلسم کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔ انداختش لیکن جب اس نے جاں نثاری سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا نزول ہوا۔ ہمچو موسیٰؑ۔ اس مہمان کے لئے یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی جیسی کہ حضرت موسیٰؑ کے لئے وہ آگ تھی جو درخت کے پاس انہیں نظر آئی تھی وہ آگ نہ تھی نور تھا۔

[3] چوں۔ حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کی بھرپور عنایتیں تھیں ان کو آگ کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بشکل نار نمودار فرمایا کہ رغبت سے ادھر متوجہ ہوں۔ مردِ حق۔ جب کوئی عام انسان کسی ولی کو دیکھتا ہے تو اسکو اس میں صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔ تو ز خود۔ اس ولی میں اوصاف بشری کا نظر آنا خود اسکی طبیعت کا عکس ہے چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے متصف ہے لہٰذا اسکو صرف وہی نظر آتے ہیں حالانکہ وہ ولی انکے پاک اوصاف ہوتا ہے۔ او درختِ موسیٰ۔ ولی کو حضرت موسیٰؑ والا درخت سمجھ جس پر بظاہر آگ تھی لیکن وہ دراصل نور تھا۔ باز بیا۔ اس ولی سے اتصال پیدا کر تب تجھ پر اسکی حقیقت کھلے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

نے فطامِ ایں جہاں نارے نمود ¹ — سالِکاں رفتند آں خود نور بُود
کیا اِس دنیا کا چھوڑنا نار نظر نہیں آتا؟ — سالک چل پڑے وہ نور تھا

پس بدانکہ شمعِ دیں بَرمی شوَد — ایں نہ ہمچوں دیگر آتشہا بُوَد
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے — یہ دوسری آگوں کی طرح نہیں ہوتی ہے

ایں نماید نور و سُوزد یار را — واں بصُورت نار و گل زوّار را
یہ (دنیاوی شمع) نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی — وہ بظاہر نار ہے اور زیارت کرنیوالوں کیلئے پھول ہے

ایں ² چو سازِندہ ولے سوزندہ ہے — واں گہِ وصلت دل افروزندہ
یہ (بظاہر) سازگار جیسی ہے لیکن جلانیوالی ہے — اور وہ مِل جانے پر دل کو روشن کرنیوالی ہے

شکلِ شعلہ نورِ پاکِ سازوار — حاضراں را نور و دُوراں را چو نار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے — پاس والوں کیلئے نور ہے اور دُور والوں کیلئے آگ

ایں سخن را نیست پایانے بدید — گو حدیثِ عاشق و صدرِ مجید
اِس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے — عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

مُلاقاتِ آں عاشق بصدرِ جہاں
اُس عاشق کا صدرِ جہاں سے ملنا

آں ³ بُخاری نیز خود بر شمع زد — گشتہ بُود از عشق آساں آں کبد
اُس بُخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے جوڑ دیا — وہ مشقت عشق کی وجہ سے آسان ہوگئی تھی

آہِ سوزانش سوئے گردوں شدہ — دردِل صدرِ جہاں مِہر آمدہ
اُس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی — صدرِ جہاں کے دل میں محبت آگئی تھی

گفت با خود در سحرگہ کاے احد — حالِ آں آوارۂ ما چوں بُوَد
اُس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا اے خدا! — اُس ہمارے آوارہ کا کیا حال ہوگا؟

اُو گناہے کرد و ما دیدیم لیک — رحمتِ ما را نمیدانست نیک
اُس نے تصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا، لیکن — وہ اچھی طرح، ہماری رحمت کو نہ جانا

خاطرِ مُجرم ز ما ترساں شوَد — لیک صد اُمید در ترسش بُوَد
خطاوار کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے — لیکن اُس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں

من بترسانم وقیح و یاوہ را — آنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا
میں بے شرم اور لغو آدمی کو ڈراتا ہوں — جو خود ڈرے میں اُس کو کیا ڈراؤں؟

---

¹ نے فطام - ایک چیز کا بظاہر نار اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی سمجھو کر سالک کو ترکِ دنیا نار معلوم ہوتی ہے لیکن جب وہ راہِ سلوک پر چل پڑتا ہے تو اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ دنیا درحقیقت نور ہے پس بدانکہ شمعِ دین یعنی عشق روشن ہوتا ہے لیکن وہ دوسری آگوں کیطرح نہیں ہے دوسری آگیں بظاہر نور ہیں لیکن قریب ہوں تو جلا ڈالتی ہیں اور عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن عاشقوں کے لئے پھول ہے۔

² ایں چو سازندہ - دنیا کی آگ بظاہر بھلی ہے لیکن جلانے والی ہے وہ آگ جب حاصل ہوجاتی ہے تو دل روشن ہو جاتا ہے فشکل شعلہ عشق کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت کے موافق پاک نور ہے۔ جو قریب آتا ہے اُس پر حقیقت کھلتی ہے۔

³ آں بخاری - جس طرح سے مسجد کے مہمان نے اپنے آپکو شمعِ عشق پر قربان کرنیکی ٹھان لی تھی اسیطرح صدرِ جہاں کے اُس عاشق نے بھی اپنے آپ کو شمعِ عشق کا پروانہ بنا دیا تھا۔ کبد محنت مشقت۔ آہ۔ صدرِ جہاں کے عشق میں جو وہ جلی ہوئی آہیں بھرتا تھا وہ صدرِ جہاں کے دل میں محبت کا سبب بنگئیں۔ گفت۔ صدرِ جہاں نے اپنے دل میں خدا سے کہا اُو گناہے۔ اُسنے اپنی خطا کیطرف دھیان کیا ہماری رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ڈر کر بھاگ گیا۔

بہر[1] دیگِ سرد آذر می رَوَد ۔۔۔ نے بداں کہ جوشش از سر میرود
ٹھنڈی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے ۔۔۔ نہ کہ اُس کے لئے جس کا اُبال اوپر سے نکلے

ایمناں رامن بترسانم بحلم ۔۔۔ خائفاں راترس بردارم زحلم
میں نڈر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں ۔۔۔ ڈرنے والوں کا بُردباری کے ذریعہ خوف دُور کرتا ہوں

پارہ دوزم پارہ در موضع نہم ۔۔۔ ہر کسے را شربت اندر خورد ہم
پیوند سیتا ہوں پیوند جگہ پر لگاتا ہوں ۔۔۔ ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں

ہست سرِ مرد چوں بیخِ درخت ۔۔۔ زاں بروید برگہاش از چوب سخت
انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے ۔۔۔ اُس سے اُسکے پتے اُگتے ہیں سخت لکڑی سے

در خورِ آں بیخ رستہ برگہا ۔۔۔ در درخت و در نفوس و در نُہا
اُس جڑ کے مناسب پتے اُگے ہیں ۔۔۔ درختوں میں اور نفسوں میں اور عقلوں میں

بر فلک[2] برہاست ز اشجارِ وفا ۔۔۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهٗ فِي السَّمَا
وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں ۔۔۔ اُن کی جڑ قائم ہے اور اُنکی شاخیں آسمان پر ہیں

چوں برُست از عشق بر بر آسماں ۔۔۔ چوں نروید در دلِ صدرِ جہاں
جبکہ آسمان پر عشق کا پھل اُگا ہے ۔۔۔ تو صدرِ جہاں کے دل میں کیوں نہ اُگے گا؟

موج می زد در دلش عفو گنہ ۔۔۔ زانکہ از دل تا دل آمد روزنہ
خطا کی معافی اُس کے دل میں موجیں مارتی تھی ۔۔۔ کیونکہ دل سے دل تک سوراخ ہے

کز دل تا دل یقیں روزن بود ۔۔۔ نے جدا و دور چوں دو تن بود
دل سے دل تک یقیناً راہ ہوتی ہے ۔۔۔ نہ کہ دو جسموں کی طرح جدا اور دور ہوتے ہیں

متصل نبود سفالِ دو چراغ ۔۔۔ نورِ شاں ممزوج باشد در مساغ
دو چراغوں کے دیے جڑے ہوئے نہیں ہوتے ۔۔۔ ان کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہے

ہیچ[3] عاشق خود نباشد وصل جو ۔۔۔ کہ نہ معشوقش بود جویائے او
کوئی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا ۔۔۔ جب تک کہ اُس کا معشوق اُس کا جویا نہ ہو

لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند ۔۔۔ عشقِ معشوقاں خوش و فربہ کند
لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لاغر بناتا ہے ۔۔۔ معشوقوں کا عشق خوش اور موٹا تازہ بناتا ہے

پس دنیا کے دل کی محبت کا ذریعہ ہے تو یہ ممکن ہے جبکہ عاشق کے دل کی محبت معشوق کے دل کی محبت ہو اور رشتہ سے عاشق کے دل میں محبت ہوتی ہے جیسے عاشق کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے [illegible] بہر حال عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے [illegible] کہ عشق عاشق کو کمزور بناتا ہے اور معشوق کو [illegible] میں عشق نہیں ہے۔

[1] بہر دیگ سرد ٹھنڈی ہانڈی کے نیچے آگ جلائی جاتی ہے جو ہانڈی خود جوش مار رہی ہو اسکے نیچے سے تو آگ کھینچ لی جاتی ہے۔ حلم۔ غصہ۔ حلم۔ بردباری۔ پارہ دوزم۔ جہاں جیسی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی عمل کرتا ہوں۔ سِرِ مرد۔ انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی پتے نکلتے ہیں۔ درختوں اور نفسوں اور عقلوں کی یہی صورت ہے جیسی جڑیں ہونگی ویسے ہی پتے نکلیں گے۔ نُہا۔ نُہیہ کی جمع ہے۔ عقل۔

[2] بر فلک۔ جن درختوں میں وفا کے درخت کی جڑ ہے اُن کے پھل آسمان پر ہیں اسلئے کہ وہ اُن درختوں میں سے ہیں جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی ہیں۔ چوں برُست۔ جبکہ عشق کا پھل آسمان پر پیدا ہوتا ہے تو صدرِ جہاں کے دل میں کیوں نہ پیدا ہوگا [illegible] دل سے دل تک راہ ہوتی ہے [illegible] دو جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں ہوتے ہیں [illegible] ملے ہوئے اور [illegible] ہے کہ دو چراغوں کے دیے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں لیکن ان کے نور میں باہمی اتصال ہے۔

[3] ہیچ عاشق۔ [illegible] کہ صدرِ جہاں کے دل کی محبت

Presented by www.ziaraat.com

چوں دریں دل برقِ مہرِ دوست جست | اندراں دل دوستی میداں کہ ہست
جب اُس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کوندی | سمجھ لے کہ اُس دل میں بھی محبت ہے

۱ در دلِ تو مہرِ حق چوں شد دوتو | ہست حق را بے گماں مہرے بتو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دوگنی | یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے

ہیچ بانگِ کف زدن آید بدر | از یکے دستِ تو بے دستِ دگر
ہتھیلی بجانے کی کوئی آواز باہر آتی ہے | تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر

تشنہ می نالد کہ اے آبِ گوار | آب ہم نالد کہ کو آں آبخوار
پیاسا روتا ہے کہ اے خوشگوار پانی | پانی بھی روتا ہے کہ پینے والا کہاں ہے!

۲ جذبِ آب ست ایں عطش در جانِ ما | ما ازآنِ او و او ہم زانِ ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے | ہم اُس کے ہیں، اور وہ بھی ہمارا ہے

حق بحکمت در قضا و در قدر | کردہ ما را عاشقانِ ہمدگر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے | ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے

جملہ اجزائے جہاں زاں حکمِ پیش | جفت جفت و عاشقانِ جفتِ خویش
اُس ازلی حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء | جوڑ جوڑ ہیں، اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں

ہست ہر جزوے بعالم جفت خواہ | راست ہمچوں کہربا و برگِ کاہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے | بالکل اسی طرح جیسے کہربا اور گھاس کا تنکا

۳ آسماں گوید زمیں را مرحبا | با توام چوں آہن و آہن ربا
آسمان، زمین کو کہتا ہے، خوش آمدید | میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مقناطیس

آسماں مرد و زمیں زن در خرد | ہر چہ او انداخت ایں می پرورد
عقلاً آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے | جو وہ ڈالتا ہے، یہ پالتی ہے

چوں نماند گرمیش بفرستد او | چوں نماند تری و نم بدہد او
جب اُس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے | جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے

برجِ خاکی خاکِ ارضی را مدد | برجِ آبی تریش اندر دہد
خاکی برج، زمین کی خاک کے لئے مدد ہے | آبی برج، اُس میں تری پیدا کرتا ہے

برجِ بادی ابر سوئے او برد | تا بخاراتِ وخم را برکشد
بادی برج، اُس کے جانب ابر لے جاتا ہے | یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے

۱ در دلِ تو۔ اب یہ بھی سمجھ لو کہ بندے کے دل میں عشقِ الٰہی کا ظہور اُس محبت کا اثر ہے جو اُس بندے کی خدا تعالیٰ میں ہے۔ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ تشنہ۔ پیاسا اگر پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پینے والے کا طالب ہے۔

۲ جذب۔ پیاسے کی پیاس پانی کے دل کے جذبہ کا اثر ہے۔ حق بحکمت۔ جس طرح خالق و مخلوق میں باہمی محبت و عشق کا رشتہ ہے اسی طرح کائنات میں آپس میں بھی جذبہ و عشق ہے۔ جملہ اجزاء۔ دنیا کی اشیاء جوڑا جوڑا ہیں اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے۔ کہربا۔ ایک پتھر ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ آسماں۔ اسی طرح آسمان اور زمین میں باہمی عشق و محبت ہے۔ آہن۔ مقناطیس اور لوہے میں باہمی کشش ہے۔

۳ آسماں۔ آسمان اور زمین میں زن و شوہر کا سا عشق و جذبہ ہے۔ آسمان بمنزلہ شوہر اور زمین بمنزلہ بیوی کے ہے آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا ہے زمین اُس کی جان کی طرح پرورش کرتی ہے آسمان ہی زمین کو گرمی، تری اور نمی پہنچاتا ہے۔ برج خاکی۔ آسمان کے مختلف حصے زمین کو مختلف قسم کے فائدے پہنچاتے ہیں۔ آسمان کا خاکی برج زمین کو خاک عنایت کرتا ہے آبی برج پانی عطا کرتا ہے ہوائی برج ابر کو بھیجتا ہے ناری برج سورج کے ذریعہ زمین کو گرماتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

برجِ آتش گرمیِ خورشید ازو
آتشی برج کہ سورج کی گرمی اُس سے ہے
ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت و رو
توے کی طرح آگ سے (اس کی) رُو اور پشت سرخ ہے

ہست[1] سرگرداں فلک اندر زمن
زمانے میں آسمان سرگرداں ہے
ہمچو مرداں گرد مکسب بہرِ زن
شوہروں کی طرح بیوی کے لئے کمائی کے گرد

وین زمین کدبانوی ہا می کند
اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے
بر ولادات و رضاعش می تند
جننے اور اُس کو دودھ پلانے میں لگی ہے

پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھ
چونکہ کارِ ہوشمنداں می کنند
کیونکہ وہ ہوشمندوں کے کام کرتے ہیں

گر نہ[2] از ہم ایں دو دلبر می مزند
اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مزا نہیں اڑاتے
پس چرا چوں جفت در ہم می خزند
تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں گھستے ہیں؟

بے زمیں کے گل بروید و ارغواں
زمین کے بغیر گل اور ارغوان کب اُگتا ہے؟
پس چہ زاید ز آب و تابِ آسماں
آسمان کی آب و تاب سے کیا اُگ سکتا ہے؟

بہرِ آں میل ست در مادہ ز نر
اسی لئے مادہ میں نر کی جانب جھکاؤ ہے
تا بود تکمیلِ کارِ ہمدگر
تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے

میل اندر مرد و زن حق زاں نہاد
مرد اور عورت میں اللہ تعالیٰ نے اسی لئے میلان
تا بقا یابد جہاں زیں اتحاد
تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کرے

میلِ[3] ہر جزوے بجزوے ہم نہد
ہر جز دوسرے جز کی طرف میلان رکھتا ہے
ز اتحادِ ہر دو تولیدے جہد
دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے

شب چنیں با روز اندر اعتناق
گلے لگانے میں رات، دن کیساتھ اسی طرح ہے
مختلف در صورت اما اتفاق
بظاہر مختلف ہیں لیکن (باہمی) اتفاق ہے

روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند
بظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں
لیک ہر دو یک حقیقت می تنند
لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں

ہر یکے خواہاں دگر را ہمچو خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
از پئے تکمیلِ فعل و کارِ خویش
اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے

زانکہ بے شب دخل نبود طبع را
کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے
پس چہ اندر خرج آرد روزہا
تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

---

[1] ہست سرگرداں جس طرح شوہر بیوی کے لئے کمائی میں سرگرداں رہتا ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے سرگرداں ہے۔ وین زمین۔ یہ زمین آسمان کے لئے وہی کام کرتی ہے جو بیوی شوہر کیلئے کرتی ہے بچہ جنتی ہے اُسکو دودھ پلاتی ہے۔ پس زمین۔ زمین اور آسمان چونکہ ذی حس چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں اُن کو بھی حساس سمجھ۔

[2] گر نہ۔ ایک دوسرے سے لطف اندوز نہیں ہے تو آپس میں کیوں گھسے رہتے ہیں۔ بے زمیں۔ جیسا کہ بیوی کے بغیر شوہر لاولد ہوتا ہے اسی طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان پیداوار سے محروم ہوتا۔ بہر آں۔ نر و مادہ میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور جھکاؤ اسی لئے ہے کہ ہر ایک کے کام کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اتحاد۔ بقاءِ عالم، عورت اور مرد کے اتحاد سے ہے۔

[3] میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا میں باہمی میلان توالد کا سبب ہے۔ شب۔ رات اور دن بظاہر دو مختلف چیزیں نظر آتی ہیں لیکن انہیں باہمی اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنے کاموں کی تکمیل میں دن کی محتاج اور دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا محتاج ہے۔ زانکہ انسان رات کو سوتا ہے تو اسکے قویٰ مجتمع ہوتے ہیں جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر رات کی

Presented by www.ziaraat.com

جذبِ ہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی محتبس شدہ بغیر جنس

ہر عنصر کا اپنی اُس جنس کو کھینچنا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بناؤ میں پھنسی ہوئی ہے

خاک گوید خاکِ تن را باز گرد — ترکِ جاں گو سوئے ما آ ہمچو گرد
جسم کی مٹی کو مٹی کہتی ہے، واپس آجا — جان کو چھوڑ دے، گرد کی طرح ہماری جانب آجا

جنسِ مائی پیشِ ما اولیٰ تری — بہ کہ زاں تن وا رہی زیں عبری
تو ہماری جنس ہے، تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے — بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اُڑ آ

گوید[2] آرے لیک من پابستہ ام — گرچہ ہمچوں تو زہجراں خستہ ام
وہ کہتی ہے، ہاں لیکن میں پابند ہوں — اگرچہ تیری طرح فراق سے غمگین ہوں

تریِ تن را بجویند آبہا — کاے تری باز آ ز غربت سوئے ما
پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں — کہ اے تری پردیس سے ہماری جانب لوٹ آ

گرمیِ تن را ہمی خواند اثیر — کز ناری راہِ اصلِ خویش گیر
کرۂ نار بھی جسم کی گرمی کو پکارتا ہے — کہ تو آگ سے ہے اپنی اصل کا راستہ اختیار کر

ہست ہفتاد و دو علت در بدن — از کششہائے عناصر بے رسن
بدن میں بہت سی بیماریاں ہیں — عنصروں کی بغیر رسی کی کھینچ تان کی وجہ سے

علت آید تا بدن را بگسلد — تا عناصر ہمدگر را واہلد
بیماری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے — تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے

چار مرغ[3] اند ایں عناصر بستہ پا — مرگ و رنجوری و علت پا کشا
یہ عناصر چار پاؤں بندھے پرندے ہیں — موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے

پائے شاں از ہمدگر چوں باز کرد — مرغِ ہر عنصر یقیں پرواز کرد
جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا — ہر عنصر کا پرندہ یقیناً اُڑ جائے گا

جذبۂ ایں اصلہا و فرعہا — ہر دمے رنجے نہد در جسمِ ما
ان اصلوں اور فرعوں کی کشش — ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے

تا کہ ایں ترکیبہا را بر درد — مرغِ ہر جزوے باصلِ خود پرد
تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے — ہر جزو کا پرندہ اصل کی جانب اُڑ جائے

حکمتِ حق مانع آید زیں عجل — جمع شاں دارد بصحت تا اجل
اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عجلت سے مانع رہتی ہے — موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

ا: جذبت۔ جوانی جسم چار عنصروں خاک، آب، باد، آتش سے مرکب مانا جاتا ہے۔ ان عنصروں میں سے ہر ایک کا کرہ ہے جو ان کا مخزن اور معدن ہے۔ انسان کے جسم کے چاروں عنصر ہر وقت اپنے اپنے کرہ کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا موت ہے۔
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا
(چکبست)

خاک گوید۔ کرۂ خاک انسان کے خاکی جزو کو اپنی طرف آجانے کی دعوت دیتا ہے۔

۲ گوید۔ انسانی بدن کا خاکی عنصر اُس خاک کرہ کو جواب دیتا ہے کہ اگرچہ مجھ پر مرکز سے جدا رہنا دوبھر ہو رہا ہے لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی جسم کا پابند ہوں۔ [illegible] کششہا یعنی ان چاروں عنصروں کی باہمی کشمکش [illegible] علت۔ بیماری عناصر کی جدائی کا سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۳ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی میں پابستہ پرندوں کی طرح ہیں موت اور بیماری ان کے پاؤں کھولتی ہے اور یہ عناصر اپنے مرکز کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اصلہا یعنی چاروں کرے۔ فرعہا بدن کے چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی پرواز کیلئے حکمت خداوندی موت کے وقت تک

گویدلے اجزا اجل مشہو دنیست — پر زدن پیش از اجل تاں سود نیست

وہ حکمت کہتی ہے، اے اجزا موت معلوم نہیں ہے — موت سے پہلے تمہارا بھڑبھڑانا مفید نہیں ہے

چونکہ ہر جزوے بجوید ارتفاق — چوں بود جانِ غریب اندر فراق

جبکہ ہر جزو رفاقت چاہتا ہے — تو مسافر جان کا فراق میں کیا حال ہوگا؟

منجذب شدنِ جاں نیز بعالمِ ارواح

جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھنچنا

گویدلے اجزائے پستِ فرشیم — غربتِ من تلخ تر من عرشیم

وہ کہتی ہے، کہ اے میرے زمینی پست اجزاء — میری مسافرت زیادہ کڑوی ہے میں عرشی ہوں

میلِ تن در سبزہ و آبِ رواں — زاں بود کہ اصل او آمد ازاں

جسم کا میلان سبزے اور بہتے پانی کی جانب — اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے

میلِ جاں اندر حیات و در حی ست — زانکہ جانِ لامکاں اصلِ وی ست

جان کا میلان زندگی اور حی (وقیوم) کی جانب ہے — کیونکہ اس کی اصل لامکانی جان ہے

میلِ جاں در حکمت و در علوم — میلِ تن در باغ و راغ ست کروم

جان کا میلان حکمت اور علوم کی جانب ہے — جسم کا میلان باغ چمن اور انگور کی بیلوں کی جانب ہے

میلِ جاں اندر ترقی و شرف — میلِ تن در کسبِ اسبابِ علف

جان کا میلان، ترقی اور شرافت کی طرف ہے — جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے

میل و عشقِ آں شرف ہم سوئے جاں — زیں یحب را و یحبون را بداں

شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے — اسکو "وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں" سے

گر بگویم شرحِ ایں بیحد شود — مثنوی ہشتاد من کاغذ شود

اگر میں اس کی شرح کردوں لامحدود ہو جائیگی — مثنوی اسّی سیر کاغذ ہو جائے گی

حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود — جانِ مطلوبش برو راغب بود

خلاصہ یہ ہے، کہ جو طالب ہوگا — مطلوب کی جان اس کی طرف راغب ہوگی

آدمی حیواں نباتی و جماد — ہر مرادے عاشقِ ہر بے مراد

آدمی، حیوان، نباتات اور جماد — ہر معشوق ہر نامراد (عاشق)، کا عاشق ہے

بے مراداں بر مرادے می تنند — واں مراداں جذبِ ایشاں میکنند

نامراد، عاشق، محبوب کا چکر کاٹتے ہیں — وہ محبوب، ان کو کھینچتے ہیں

لے گوید۔ اللہ نے قیامت کے وقت کا علم اپنے لیے مخصوص فرمادیا ہے۔ ارتفاق یعنی ہر عنصر اپنے کرہ کی رفاقت چاہتا ہے۔ چوں بود جبکہ عناصر اپنی اصل کیلئے بے چین ہیں تو روح جو کہ حساس بھی ہے اپنی اصل سے علیحدہ رہنے میں کس قدر بے چین ہوگی۔ گوید۔ روح جسم کے اجزاء عنصری سے کہتی ہے کہ میں عرشی ہوں اور تم فرشی سو مجھے اپنے مرکز سے جدا رہنا سخت ناگوار ہے میلِ تن۔ چونکہ جسم فرشی اجزاء سے بنا ہے لہٰذا اس کا میلان فرشی چیزوں کی طرف ہوتا ہے۔

لے میلِ جاں۔ روحِ انسانی کی اصل روحِ اعظم ہے لہٰذا روح کا میلان ابدی زندگی اور حی وقیوم کیطرف ہے روح کا میلان ترقی اور شرف کیطرف ہے اور جسم کا میلان صرف کھانے پینے کی طرف ہے۔ میل جس طرح روح شرف کی طرف مائل ہے اسی طرح شرف روح کی طرف مائل ہے۔ یحبہ۔ قرآن پاک میں مومنوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے یحبہم ویحبونہ یعنی خدا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت کرتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح روح روحِ اعظم کیطرف مائل ہے اسیطرح روحِ اعظم بھی روح کی طرف مائل ہے۔

لے گر بگویم یعنی اگر میں روح اور روحِ اعظم کے اتحاد کی بات کرونگا تو مثنوی بہت ضخیم ہو جائے گی۔

لیک[1] میلِ عاشقاں لاغر کند
لیکن عاشقوں کا عشق، اُنکو لاغر کرتا ہے
میلِ معشوقاں خوش و بافر کند
معشوقوں کا عشق اُن کو حسین اور باشوکت بناتا ہے

عشقِ معشوقاں دو رُخ افروختہ
معشوقوں کے عشق نے دونوں رخسارے روشن کردیئے ہیں
عشقِ عاشق جانِ اُو را سوختہ
عاشق کے عشق نے اُس کی جان جلا ڈالی ہے

کہربا عاشق بشکلِ بے نیاز
کہربا، لاپروائی کے ساتھ عاشق ہے
کاہ می کوشد دراں راہِ دراز
تنکا اُس (عشق) میں دراز راستہ طے کرتا ہے

ایں[2] رہا کن عشق آں تشنہ دہاں
اس کو چھوڑ، اُس پیاسے کا عشق
تافت اندر سینۂ صدرِ جہاں
صدرِ جہاں کے سینے میں چمک اُٹھا

دُودِ آں عشق و غمِ آتشکدہ
اُس عشق کا دُھواں، اور بھٹی کا غم
رفتہ در مخدوم اُو مشفق شدہ
مخدوم کو پہنچا، وہ مہربان ہوگیا

لیک از ناموس و بُوش و آبرو
لیکن عزت، اور فخر، اور آبرو کی وجہ سے
شرم می آید کہ وا جُوید ازو
اُس کو شرم آتی تھی کہ اُس کی جستجو کرے

رحمتش مشتاقِ آں مسکیں شدہ
اُس کی رحمت اُس مسکین کی مشتاق ہوگئی
سلطنت زیں لطف مانع آمدہ
سلطنت اُس مہربانی سے مانع بنی

عقل[3] حیراں کایں عجب اُو را کشید
عقل حیران ہے تعجب ہے کہ یہ اُسکو کھینچ رہا ہے
یا کشش زاں سُو بدیں جانب رسید
یا کشش اس جانب سے اُس جانب پہنچی ہے

ترک جلدی کن کزیں ناواقفی
بہادری چھوڑ کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے
لب بہ بند واللہ اعلم بالخفی
ہونٹ بند کرلے اور اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے

لب بہ بندم ہر دمے زینساں سخن
میں اِس طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند
توبہ آرم ہر زماں صد بار من
ہر وقت، سَو بار توبہ کرتا ہوں

کایں سخن را بعد ازیں مدفوں کنم
کہ اِس بات کو میں اِس کے بعد دفن کردونگا
واں کشندہ میکشد من چوں کنم
وہ کھینچنے والا کھینچتا ہے، میں کیا کروں؟

کیست آں کت میکشد اے مقتنی
اے ذخیرہ اندوز! وہ کون ہے جو تجھے کھینچتا ہے؟
آنکہ می نگذاردت کہ دم زنی
وہ وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مارے

ایسی تقریر ہے کہ عوام اسی سے اللہ تعالیٰ کی احتیاج اور محبوبیت کا نتیجہ نکال لیں گے لہٰذا اس کا بیان مناسب نہیں ہے۔ واں کشندہ حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے۔ کیست مجھے اِس ارادے سے روکنے والی وہی ذات ہے جو انسانوں کے سمجھ کو رد کرتی ہے۔

[1] لیک۔ دونوں عشقوں کا اثر جدا جدا ہے عاشق کا عشق اُس کو لاغر اور کمزور بناتا ہے معشوق کا عشق اُس میں حسن کا اضافہ کرتا ہے معشوق کا عشق اُس کے رخساروں کو گلنار بناتا ہے عاشق کا عشق اُس کو جلاتا ہے۔ کہربا۔ کہربا میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی کے ساتھ لہٰذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے تنکے میں بھی عشق ہے جو اُس کو کہربا کی طرف کھینچ کر لاتا ہے

[2] ایں۔ یعنی کائنات کے باہمی عشق کے ذکر کو چھوڑ کر صدرِ جہاں کے عاشق کا ذکر کرو اُس کے عشق کا اثر صدرِ جہاں پر پڑا۔ دود۔ اُس عاشق کی آہوں کا اثر صدرِ جہاں پر ہوا اور وہ اُس پر مہربان ہوگیا۔ لیک۔ لیکن صدرِ جہاں کے عشق کے لئے اُسکی عزت و آبرو معشوق کی تلاش میں مانع تھی۔ رحمتش۔ صدرِ جہاں کی رحمت تو اُس کی مشتاق تھی لیکن اُس کی سلطنت عشق کے لئے مانع بن رہی تھی۔

[3] عقل حیراں۔ کشش دونوں میں تھی لیکن کس کی کشش دوسرے کی کشش کا اثر تھی اس میں عقل حیران ہے۔ جلدی۔ بہادری، ناواقفی۔ یعنی ناواقف ہستی، تو ناواقف ہے۔ لب بہ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی محبوبیت کے اظہار کے لئے عاشقوں میں جذبۂ عشق پیدا کرتا ہے لیکن یہ

Presented by www.ziaraat.com

صد[۱] عزیمت میکنی بہرِ سفر | می کشاند مر ترا جائے دگر
تو سفر کیلئے سو پختہ ارادے کرتا ہے | وہ تجھے دوسری جگہ کھینچ لے جاتا ہے

زاں بگرداند بہر سُو آں لگام | تا خبر یابد ز فارس اسپ خام
وہ لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے | تاکہ ناتجربہ کار گھوڑا، سوار کو جان جائے

اسپ زیرک سار زاں نیکو پے ست | کو ہمی داند کہ فارس بر وے ست
سمجھدار گھوڑا اس لئے عمدہ رفتار ہے | کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سوار (موجود) ہے

اُو دلت را بر دو صد سودا بہ بست | بے مرادت کرد پس دل را شکست
اس نے تیرے دل کو دو سو خیالات سے وابستہ کر دیا | تجھے نامراد کیا، اور پھر دل کو توڑ دیا

چوں[۲] شکست اُو بالِ آں رائے نخست | چوں نشد ہستی بال اشکن درست
جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا | تو بازو توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟

چوں قضا ایش حبلِ تدبیرت شکست | چوں نشد بر تو قضائے اُو درست
جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی رسی توڑ دی | تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

فسخ عزائم و نسخہا جہت باخبر کردنِ آدمی را ازانکہ مالک و قاہر اُوست و گاہ گاہ عزمِ اُورا فسخ ناکردن و نافذ داشتن تا طبعِ اُورا بر عزم کردن وادارد تا باز عزمش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود

ارادوں کا فسخ کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کیلئے ہے کہ مالک اور قاہر موجود ہے، اور کبھی کبھی اس کے ارادے کو نہ توڑنا اور جاری رکھنا اسلئے ہے کہ اس کی طبیعت کو ارادہ کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ارادے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا[۳] و قصدہا در ماجرا | گاہ گاہے راست می آید ترا
معاملے میں ارادے، اور قصد | کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں

تا بطمعِ آں دلت نیت کند | بارِ دیگر نیتت را بشکند
تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے | دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے

ور بکلی بے مرادت داشتے | دل شدے نومید اَمل کے کاشتے
اگر وہ تجھے بالکلیہ نامراد رکھتا | دل ناامید ہو جاتا، امید کا بیج کب ہوتا؟

ور نکاریدے اَمل از عورِیش | کے شدے پیدا بروِ مقہوریش
اگر وہ اپنے اندھے پن سے امید کا بیج نہ بوتا | تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

---

[۱] صد عزیمت۔ انسان سینکڑوں پختہ ارادے کرتا ہے لیکن پھر اس ارادے کو پورا نہیں کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص ذات ہے۔ قرآن۔ اللہ تعالیٰ ان عزائم کو اس لئے فسخ کرتا ہے کہ لوگوں کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔ مشہور مقولہ ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّی بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ میں نے اپنے خدا کو ارادوں کے فسخ ہونے سے سمجھا ہے۔ اُو۔ اللہ تعالیٰ دل میں سو ارادے پیدا فرماتا ہے پھر انکو ناکام بھی بنا دیتا ہے۔

[۲] چوں شکست۔ جب پہلا ارادہ فسخ ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی ذات فسخ کرنے والی ہے۔ چوں قضا۔ جب انسان کی تدابیر ناکام ہوتی ہیں تو اس کو قضاء خداوندی اور خدا کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ عزائم۔ عزیمۃ کی جمع ہے پختہ ارادہ۔

[۳] عزمہا۔ یعنی کبھی ارادے کی تکمیل ہو جاتی ہے وہ اس لئے کہ انسان بالکل مایوس نہ ہو جائے اور ارادے اور نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے ور نکاریدے۔ اگر بالکل ارادہ کرنا چھوڑ دیگا تو ارادے کے فسخ ہونے سے جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

عاقلاں از بے مرادیہائے خویش — باخبر گشتند از مولائے خویش

سمجھدار لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے — اپنے مولا سے باخبر ہوئے ہیں

بے مرادی شد قلاوزِ بہشت — حُفَّتِ الْجَنَّۃ شنو اے خوش سرشت

نامرادی، بہشت کا رہنما بنی ہے — اے خوش مزاج! جنّت کو گھیرا گیا ہے سن لے

چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست — پس کسے باشد کہ کامِ او رواست

جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکستہ پا ہیں — تو کوئی تو ہوگا جس کا مقصود پورا ہوتا ہوگا

پس شدند اشکستہ پایش ایں صادقاں — لیک کو خود آں شکستِ عاشقاں

پس یہ سچے انسان اسکی وجہ سے شکستہ پا ہو ہیں — لیکن عاشقوں کی وہی شکستگی کہاں ہے؟

عاقلاں اشکستہ اش از اضطرار — عاشقاں اشکستہ با صد اختیار

اہلِ عقل مجبوری سے اسکے شکستہ پا ہیں — عاشق سو اختیاروں کے باوجود شکستہ پا ہیں

عاقلانش بندگانِ بندی اند — عاشقانش شکّری و قندی اند

عقلمند اس کے قیدی غلام ہیں — اس کے عاشق شکر اور قند کھانے والے ہیں

اِیْتِیَا کَرْهًا مہارِ عاقلاں — اِیْتِیَا طَوْعًا مہارِ بیدلاں

"تم دونوں جبراً آؤ" اہلِ عقل کی مہار ہے — عاشقوں کی مہار "تم دونوں خوشی سے آؤ" ہے

نظر کردنِ پیغمبر علیہ السّلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیدیوں کو دیکھنا، اور مسکرانا، اور فرمانا کہ مجھے اس قوم پر

عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ یُجَرُّوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ

تعجب آتا ہے جو جنّت کی جانب بیڑیوں اور طوقوں کے ذریعہ کھینچی جاتی ہے

دید پیغمبر یکے جوقِ اسیر — کہ ہمی بردند و ایشاں در نفیر

پیغمبرؐ نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی — کہ وہ انکو لے جا رہے ہیں اور وہ رو رہے ہیں

دیدشاں در بندِ آں آگاہ شیر — می نظر کردند در وے زیر زیر

اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا — وہ (قیدی) ترچھی نظروں سے ان (آنحضورؐ) کو دیکھ رہے تھے

تا ہمی خائید ہر یک از غضب — بر رسولِ صدق دنداںہا و لب

حتی کہ ہر ایک غصے سے چبا رہا تھا — سچے رسولؐ پر دانت اور ہونٹ

طاعت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور پھر اسلام لا کر اطاعت خداوندی میں لگے۔ جوق: جماعت۔ نفیر: آہ و بکا۔ آگاہ شیر: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیر زیر: یعنی وہ قیدی آنحضورؐ کو زیر دیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تا ہمی: وہ لوگ آنحضورؐ پر غضبناک تھے۔

لے عاقلاں۔ اہلِ عقل اپنے ارادے کی شکستگی کے ہو جانے سے ذات خداوندی کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ بے مرادی: مقصد سے محرومی بہشت کی رہبر بنتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے "حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ" جنّت کو ناپسندیدگیوں سے گھیر دیا گیا ہے۔ یعنی جنّت میں جانے کے وہ اسباب ہیں جو انسان کو ناگوار گذرتے ہیں۔ پس اپنی محرومی سے انسان اس ذات کو پہچانتا ہے جس کے ارادے سے مراد لامحالہ حاصل ہوتی ہے یعنی ذات خداوندی۔ پس اہلِ عقل کی نامرادی جبری اور اضطراری ہے۔ عاشقانِ حق کی کسرِ نفسی اور نامرادی اختیاری ہے۔

سے عاقلانش۔ اہلِ عقل مجبوری کے بندے ہیں عاشقانِ خدا اس محرومی میں وصلِ حق کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔

سے ایتیا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاۗءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ایک دھواں تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا تم دونوں فرمانبردار بن کر خوشی سے یا جبراً۔ یعنی اہلِ عقل کی اطاعت کرھًا کی صداق ہے اور عاشقوں کی اطاعت طوعًا کی۔

سے نظر کردن۔ اس فقرے سے بتانا مقصود ہے کہ بعض لوگ

Presented by www.ziaraat.com

زہرہ نے باآں غضب کے دم زنند — زانکہ در زنجیرِ قہرِ دہ من اند

باوجود اُس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم مارے — کیونکہ وہ قہر کی دس سیر (وزنی) زنجیر میں تھے

می کشاندشاں مؤکل[1] سوئے شہر — می بَرد از کافرستاں شاں بقہر

سپاہی اُن کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا — اُن کو کفرستان سے جبراً لے جا رہا تھا

نے فدائے می ستاند نے زرے — نے شفاعت میرسد از سرورے

نہ وہ فدیہ لیتا ہے نہ روپیہ — نہ کسی سردار کی سفارش آتی ہے

رحمتِ عالم ہمی گویند و اُو — عالمے را می بُرد حلق و گلو

اُس کو رحمتِ عالم کہتے ہیں، اور وہ — ایک جہان کا گلا اور حلق کاٹتا ہے

باہزار انکار می رفتند راہ — زیرِ لب طعنہ زناں بر کارِ شاہ

وہ ہزار انکار کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے — شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے

چارہا[2] کردیم و اینجا چارہ نیست — خود دلِ ایں مرد کم از خارہ نیست

ہم نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہے — خود اس شخص کا دل، پتھر سے کم نہیں ہے

ما ہزاراں مردِ کارِ الپ ارسلاں — با دو سہ عُریاں و سُست و نیم جاں

ہم ہزاروں بہادر شیر — دو تین ننگوں سُست، اور کمزوروں کے ساتھ ہیں

اینچنیں درماندہ ایم از کجروی ست — یا ز اختر ہاست یا خود جادوئی ست

ہم ایسے عاجز ہیں یہ (ہمارا) ٹیڑھا پن ہے — یہ ستاروں کی وجہ سے یا جادوگری ہے

بختِ ما را بر درید آں بختِ اُو — تختِ ما شد سرنگوں از تختِ اُو

ہمارے نصیبے کو اُس کے نصیبے نے چاک کر دیا — ہمارا تخت اُس کے تخت سے اوندھا ہو گیا

کارِ اُو[3] از جادوئی گر گشت زفت — جادوئی کردیم ما ہم چوں نرفت

اگر اُس کا معاملہ جادوگری کی وجہ سے بھاری پڑ گیا ہے — ہم نے بھی جادو کیا وہ ہمیں کیوں نہ چلا؟

تفسیرِ ایں آیہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ طاعناں میگفتند

اس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی، معترضین کہتے تھے

کہ از ما و محمدؐ آنکہ بر حق ست — فتح و نصرتش دِہ و ایں سخن بداں میگفتند کہ

کہ ہم میں اور محمدؐ میں جو حق پر ہے اس کی فتح اور مدد کر، اور وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے

گماں داشتند خود بر حق اند و طالبِ حق بے غرض اکنوں محمدؐ منصور شد

کہ اُن کو گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں اور طالبِ حق کو بے غرض طلبگار محمدؐ فاتح بن گیا

---

[1] مؤکل۔ سپاہی۔ کافرستان یعنی انکا وطن۔ نے فدائے۔ آنحضورؐ اُن قیدیوں کا نہ فدیہ قبول کر رہے تھے اور نہ روپیہ پیسہ اور نہ آنحضورؐ کے پاس کوئی سفارش پہنچ سک رہی تھی۔ رحمتِ عالم۔ وہ قیدی دل میں یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمتِ عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ باہزار انکار۔ وہ دل دل میں آنحضورؐ پر طعنہ زنی کر رہے تھے۔

[2] چارہا۔ ہم نے اپنی کامیابی کی بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ خارہ۔ ایک قسم کا پتھر ہے جو بہت سخت ہوتا ہے۔ مردِ کار۔ بہادر۔ الپ ارسلاں۔ الپ بہادر اور ارسلان درندہ شیر۔ با دو سہ یعنی چند بے سر و سامان کمزور لوگوں سے شکست کھا کر قیدی بنے ہوئے جا رہے ہیں۔ اینچنیں۔ اسکی وجہ ہماری غلط روی ہے یا ہم پر ستاروں کی نحوست ہے یا جادو ہوا ہے۔

[3] کارِ اُو۔ پھر دل میں کہتے تھے کہ اگر اُن کا جادو چلا ہے تو ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی اے کفار! اگر تم فتح مانگتے تھے (کہتے تھے۔ جو حق پر ہو اسکو

Presented by www.ziaraat.com

از بتان[1] و از خدا در خواستیم … کہ بکن ما را اگر ناراستیم

ہم نے بُتوں اور خدا سے درخواست کی … کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں (جڑسے) اکھاڑ دے

وانکہ حق و راست ست از ما و او … نصرتش دہ نصرتِ او را بجو

ہم میں اور انہیں سے جو حق اور سچائی پر ہے … اُس کی مدد کر، اُس کا مددگار بن

این دعا بسیار کردیم و صلات … پیشِ لات و پیشِ عزیٰ و منات

ہم نے یہ دعا و درود بہت کیے … لات کے آگے، عزیٰ اور منات کے آگے

کہ اگر حق ست او پیداش کن … گر نباشد حق زبونِ ماش کن

کہ اگر وہ برحق ہے اُس کو نمایاں کر دے … (اور) اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے

چونکہ وا دیدیم او منصور بود … ما ہمہ ظلمت بدیم او نور بود

جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا، کہ وہ فاتح رہا … (اور) ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا

این[2] جواب ماست کانچہ خواستید … گشت پیدا کہ شما ناراستید

یہ ہمارے لئے جواب ہے، کہ جو تم نے چاہا … واضح ہو گیا کہ تم غلط ہو

باز این اندیشہ را از فکرِ خویش … کور می کردند و دفع از ذکرِ خویش

وہ پھر اِس خیال کو اپنے فکر سے … بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے

کاین تفکر ما ہم از ادبار رست … کہ صواب او شود در دل درست

کہ ہمارا یہ خیال بھی بدبختی سے پیدا ہوا ہے … تاکہ اُن کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے

خود چہ شد گر غالب آمد چند بار … ہر کسے را غالب آرد روزگار

اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیا ہوا؟ … زمانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے

ما ہم از ایام بخت آور شدیم … بارہا بر روئے مظفر آمدیم

ہم بھی زمانے سے نصیبہ ور ہوئے ہیں … کئی بار اُس پر فتحمند ہوئے ہیں

باز[3] می گفتند اگر چہ او شکست … چون شکستِ ما نبود او زشت و پست

وہ پھر کہتے کہ اگرچہ اس نے شکست (کھائی ہے) … وہ ہماری شکست کی طرح بُری اور ذلیل نہ تھی

زانکہ بختِ نیکِ او را در شکست … داد صد شادیِ پنہان زیرِ دست

کیونکہ نیک نصیبے نے اُس کو شکست میں … سو پوشیدہ خوشیاں قبضے میں دیدیں

کو با شکستہ نمی مانست ہیچ … کہ نہ غم بودش دران نے پیچ پیچ

وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا … کیونکہ اُس کو اُس میں نہ کوئی غم ہوا نہ پریشانی

---

[1] از بتان۔ کفار کہتے تھے کہ ہم نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی تھیں کہ جو حق پر ہو اس کو فتح دے دے۔ پیشِ۔ لات اور منات اور عزیٰ بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ۔ اب جبکہ مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو یقیناً یہ لوگ حق پر ہیں۔

[2] این۔ مسلمانوں کی فتح سندی ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔ پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آچکے ہیں۔

[3] باز می گفتند۔ پھر اپنے اس خیال کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری شکست اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے ہم شکست سے پست ہوتے ہیں اور مسلمان شکست کھا کر اور ابھرتے ہیں۔ زانکہ۔ مسلمان شکست سے پست ہمت نہیں بنتے ہیں بلکہ اُن میں قوتِ ایمانی اور بڑھ جاتی ہے۔ کو۔ آنحضورؐ شکست سے کبھی شکستہ خاطر نہیں ہوئے۔

Presented by www.ziaraat.com

چون[1] نشانِ مؤمنان مغلوبی ست — لیک در اِشکستِ مؤمن خوبی ست
چونکہ مؤمنوں کی پہچان مغلوب ہونا ہے — لیکن مؤمن کی شکست میں بھلائی ہے

گر تو مشک و عنبرے را بشکنی — عالَمے از فیحِ ریحاں پُر کُنی
اگر تو مُشک، اور عنبر کو توڑے گا — ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھر دیگا

ور شکستی ناگہاں سرگینِ خر — خانہا پُر گند گردد سر بسر
اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا — سارے مکانات بدبو سے بھر جائیں گے

کے کُند خود مُشک با سرگیں قیاس — آب را با بول و اطلس با پلاس
مُشک کو لید پر کوئی قیاس کرے گا؟ — پانی کو پیشاب پر اور اطلس کو ٹاٹ پر کوئی قیاس کریگا؟

سِرِّ آنکہ بے مُراد باز گشتن رسول علیہ السّلام از حُدیبیہ حق تعالیٰ

اس کا راز کہ بغیر مقصد پورا کئے ہوئے آنحضورؐ کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ

لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا[2] بصورت غلق بود

نے فتح کا لقب دیا کہ "بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی" بظاہر بندش تھی اور

و بمعنی فتح چنانچہ شکستن مُشک بظاہر شکستن ست و بمعنی

حقیقتاً فتح جیسے کہ مُشک کی شکستگی بظاہر شکستگی ہے اور حقیقتاً اس کے

درست کردن ست مشکی اُو را و تکمیل فوائد اُوست

مُشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقتِ برگشتِ حُدیبیہ رسولؐ — در تفکر بُود و غمگین و مَلول
حدیبیہ سے واپسی پر رسولؐ — فکر میں تھے اور غمگین اور ملول (تھے)

ناگہاں[3] اندر حقِ شمعِ رُسُل — دولت اِنَّا فَتَحْنَا زد دُہُل
رسولوں کی شمع کے حق میں اچانک — دولت نے اِنَّا فَتَحْنَا کا ڈھول بجا

آمدش پیغام از دولت کہ رو — تو ز منعِ ایں ظفر غمگیں مشو
دولت کی جانب سے انکو پیغام آیا کہ چلے جایئے — آپ اس فتح کے رُکنے سے غمگین نہ ہوں

کاندریں خواری بنقدت فتحہاست — نک فلاں قلعہ فلاں بُقعہ تراست
اس ذلت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں — یہ فلاں قلعہ، فلاں علاقہ آپ کا ہے

---

[1] چون نشان۔ مسلمان کی بے سروسامانی اس کے ایمان کی علامت ہے اور مؤمن کی شکست اس کے اعمال و اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے۔ گر تو۔ مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضمر خوبی کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ مُشک و عنبر کی ڈلی کو اگر توڑ دیا جائے تو اس کی خوشبو زیادہ مہکنے لگتی ہے۔ فیح۔ مہک، لپٹ۔ سرگیں خر۔ کافروں کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدھے کی لید کو اگر کُرید دیا جائے تو اس کی بدبو اور پھیل جاتی ہے۔ کے کُند۔ مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی شکست کو ایک سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ کوئی لید اور مُشک کو، یا پانی اور پیشاب کو، یا اطلس اور ٹاٹ کو ایک سمجھے۔

[2] اِنَّا فَتَحْنَا۔ مسلمانوں کی شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی ناکامی کو فتح قرار دیا تھا۔ حدیبیہ۔ آنحضورؐ اور صحابہؓ کی جماعت مدینہ سے عُمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئی۔ مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مکہ کے کفار مکہ میں داخلہ سے مانع آئے تو حضورؐ صلح کر کے بغیر عمرہ کے واپس آ گئے تھے۔ یہ صلح بظاہر مسلمانوں کی شکست تھی لیکن حقیقتاً یہ فتح تھی جیسے کہ آئندہ کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا۔

[3] ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناکام واپسی کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔ آمدش۔ حضورؐ کو حکم ہوا کہ عمرہ کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی سے رنجیدہ نہ ہو۔ کاندریں۔ یہ ناکامی بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔ بُقعہ۔ یعنی زمین کا علاقہ۔

Presented by www.ziaraat.com

بنگر[1] آخر چونکہ وا گردید تفت — بر قریظہ، بر نضیر از وے چہ رفت
دیکھو جب وہ جلدی سے واپس آگئے — اُن کی جانب سے قریظہ اور نضیر پر کیا گزری

قلعہا ہم گرد آں دو بُقعہا — شد مُسلّم وز غنائم نفعہا
اِن دونوں کے علاقوں کے آس پاس کے قلعے بھی — فتح ہوگئے، اور غنیمتوں کے سبب نفعے ہوئے

ور نباشد[2] آں تو بنگر کایں فریق — بر غم و رنج اند مفتون و عشیق
اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ — رنج و غم کے شیدا، اور فریفتہ ہیں

زہر خواری را چو شکّر می خورند — خارِ غمہا را چو اُشتر می چرند
وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں — غموں کے کانٹے کو اونٹ کی طرح چرتے ہیں

بہر عینِ غم نہ از بہر فرج — ایں تنازل پیش ایشاں چوں درج
صرف غم کے لئے، نہ کہ خوشی کے لئے — یہ تنزل اُن کے لئے مراتب کی طرح ہے

آنچناں شاد اند اندر قعرِ چاہ — کہ ہمی ترسند از تخت و کلاہ
وہ کنویں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں — کہ تخت و تاج (کے حاصل ہونے) سے ڈرتے ہیں

در فقیری ہر یکے صد شہر یار — در خزانِ فاقہ صد ہمچوں بہار
ہر ایک فقیری میں سیکڑوں شاہوں کی طرح ہے — فاقے کی خزاں میں سیکڑوں بہاروں کی طرح ہے

ہر کجا دلبر بُوَد خود ہم نشیں — فوقِ گردوں ست نے زیرِ زمیں
جہاں کہیں محبوب خود ساتھی ہو — وہ آسمان پر ہے، نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لا تفضّلونی علیٰ یونسَ بنِ متّیٰ[3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تفسیر کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو

گفت پیغمبر کہ معراجِ مرا — نیست بر معراجِ یونسؑ اجتبا
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میری معراج — یونسؑ کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے

آن من بر چرخ و آنِ او نشیب — زانکہ قربِ حق بروں ست از حسیب
حالانکہ میرا مقام آسمان پر، اور اُن کا مقام پستی میں ہے — کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب اندازہ حساب سے باہر ہے

قرب نے بالا نہ پستی رفتن ست — قربِ حق از حبسِ ہستی رستن ست
قرب نہ اوپر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے — اللہ کا قرب، وجود کی قید سے چھوٹنا ہے

---

[3] تفسیر - اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیتِ حق ہے اونچائی نیچائی میں خود کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے معراج یونسؑ۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں سمندر کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آنحضرتؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی۔ قربِ حق۔ قربِ حق حاصل ہوتے ہوئے اونچائی نیچائی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اللہ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترکِ ہستی سے ہوتا ہے۔ کی گہرائی میں اگر معیتِ حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔

[1] بنگر۔ بنی قریظہ اور بنی النضیر یہود کے دو قبیلے تھے جو مدینے کے اطراف میں آباد تھے اُن کی معاہدہ شکنی کی وجہ سے آنحضورؐ اُن کو حدیبیہ کے واقعہ سے پہلے ہی جلاوطن کر چکے تھے بنی النضیر سنہ ۴ھ میں اور بنی قریظہ سنہ ۵ھ میں غزوہ خندق کے فوراً بعد جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ کا واقعہ سنہ ۶ھ کا ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہوگئے تھے اور خیبر سنہ ۷ھ میں فتح ہوا اب اگر مولانا کی مراد فتح خیبر ہے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے ورنہ مخالف ہے۔

[2] ور نباشد۔ اگر فتوحات اور غنیمتیں نہ بھی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں غم بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح خوشی، حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام اُس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بھی اسکے لئے ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ خوشی۔ بہر غم۔ یعنی غم اُن کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ قعرِ چاہ۔ ذلت اُنکو اسقدر پیاری ہوتی ہے کہ اُسکے زوال اور تختِ شاہی حاصل ہوجانے سے ڈرتے ہیں۔ در فقیری۔ یہ لوگ فقر میں شاہی اور خزاں میں بہار کے لطف اٹھاتے ہیں۔ ہر کجا جبکہ کنویں

Presented by www.ziaraat.com

نیست را چہ جائے بالا یست و زیر — نیست را نے زود و نے دور ست و دیر
فنائیت کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی — فنائیت کے لئے نہ جلدی ہے، نہ دوری اور دیر ہے

کارگاہِ گنجِ حق در نیستی ست — غرّۂ ہستی چہ دانی نیست چیست
اللہ کے خزانہ کا کارخانہ، فنائیت میں ہے — تو ہستی کے دھوکے میں ہے تو کیا سمجھے کہ فنائیت کیا ہے!

حاصل ایں اشکستِ ایشاں اے کیا — می نماند ہیچ با اشکستِ ما
خلاصہ یہ ہے، اے بزرگ! اُن کی شکست — ہماری شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے

آنچناں شاداند در ذُل و تلف — ہمچو ما در وقتِ اقبال و شرف
وہ ذلّت اور تباہی میں اس طرح خوش ہیں — جس طرح ہم اقبالمندی اور بڑائی میں

برگِ بے برگی ہمہ اقطاعِ اوست — فقر و خواری افتخارست و علوست
پوری بے سروسامانی کا سامان اُس کی جاگیر ہے — فقر اور ذلّت، فخر اور بڑائی ہے

آں یکے گفت ار چنانست آں فرید — چوں بخندید او چو ما را بستہ دید
ایک نے کہا، اگر وہ یکتا ایسا ہے — تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟

چونکہ او مبدل شدست و شادیش — نیست زیں زندان و زیں آزادیش
جبکہ اُس میں تبدیلی ہو چکی ہے، اور اُس کی خوشی — اِس قید اور اِس آزادی سے متعلق نہیں ہے

پس بقہرِ دشمناں چوں شاد شد — چوں ازیں فتح و ظفر پُر باد شد
تو وہ دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا؟ — اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟

شاد شد جانش کہ بر شیرانِ نر — یافت آساں نصرت و دست و ظفر
اُس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر — آسانی سے فتح اور قابو، اور ظفر پالی

پس بدانستیم کو آزاد نیست — جز بدنیا دلخوش و دلشاد نیست
تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے — دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دل اور مسرور نہیں ہے

ورنہ چوں خندد کہ اہلِ آں جہاں — بر بد و نیک اند مشفق مہرباں
ورنہ کیوں ہنستا جبکہ اُس جہان والے — اچھے اور بُرے پر مشفق اور مہربان ہیں

ایں ہمی گفتند در زیرِ زباں — آں اسیراں باہم اندر بحثِ آں
وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے — وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں

تا موکل نشنود در ما جہد — ایں سخن در گوشِ آں سلطاں نہد
تاکہ سپاہی نہ سُن لے، اور ہم پر کود پڑے — یہ بات اُس بادشاہ کے کان میں رکھدے

لہ نیست۔ جب مقام فنا حاصل ہو جائے تو زمان و مکان کی اونچ نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ کارگاہ فنائیت کے بعد اسرارِ خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص ہستی میں پھنسا ہے وہ فنائیت کو نہیں سمجھ سکتا۔ حاصل یہاں سے پھر اُن قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے اُنھوں نے کہا ہماری اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے۔ آنچناں۔ وہ شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔ برگ بے سُرسامانی اُن کا سامان ہے فقر اور ذلت میں فخر سمجھتے ہیں۔

لہ آں یکے۔ آنحضورؐ کی فنائیت پر اُس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان کو مقام فنائیت حاصل ہے اور وہ اللہ کے مقرب ہیں تو ہماری تباہی پر کیوں خوش ہو رہے ہیں۔ اگر اُن میں بالکل تبدیلی آگئی ہے اور اُنکی خوشی ہماری قید اور رہائی آزادی سے متعلق نہیں ہے تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں ہنسے اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔

لہ شاد شد۔ یقیناً اُنکی خوشی اسی بناپر ہے کہ بہر جیسے شیروں پر اُنھوں نے فتح پائی ہے۔ پس۔ اس بات سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے آزاد نہیں ہیں اور وہ یک دنیا دار ہیں۔ اہل آں جہان۔ اللہ والے تو سب انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ انسان بھلے ہوں یا

آگاہ شدنِ پیغمبر علیہ السّلام از طعنِ ایشاں بر شماتتِ اُو

خوشی پر اُن کی طعنہ زنی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واقف ہو جانا

گرچہ نشنید آں مُوکّل ایں سخن ‌‌‌ | ‌‌‌ رفت در گوشے کہ بُد آں مِن لدُن

اگرچہ اُس سپاہی نے یہ بات نہ سُنی ‌‌‌ | ‌‌‌ اُس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا

بُوئے پیراہانِ یوسفؑ را ندید ‌‌‌ | ‌‌‌ آنکہ حافظ بُود یعقوبش شُنید

حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو محسوس کی ‌‌‌ | ‌‌‌ اُس نے جو محافظ تھا، اُس کو یعقوبؑ نے محسوس کیا

آں شیاطیں بر عنانِ آسماں ‌‌‌ | ‌‌‌ نشنوند آں سرِّ لوحِ غیب داں

وہ شیاطین جو آسمان کی بلندی پر ‌‌‌ | ‌‌‌ غیب کے جاننے والے کی لوح کے راز کو نہیں سنتے ہیں

آں محمدؐ خفتہ و تکیہ زدہ ‌‌‌ | ‌‌‌ آمدہ سرّ گردِ اُو گرداں شُدہ

محمدؐ سوئے ہوئے، اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں ‌‌‌ | ‌‌‌ راز آیا (اور) اُس نے اُن کے گرد چکر لگائے

آں خورد حلوا کہ روزیش ست باز ‌‌‌ | ‌‌‌ آں نہ کانگشتانِ اُو باشد دراز

حلوا وہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو ‌‌‌ | ‌‌‌ نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں

نجمِ ثاقب گشتہ حارس دیوراں ‌‌‌ | ‌‌‌ کہ بہِل دُزدی ز احمدؐ سِر سِتاں

ٹوٹنے والا ستارہ نگہبان اور شیطان کو بھگانے والا ‌‌‌ | ‌‌‌ کہ چوری چھوڑ احمدؐ سے راز حاصل کر

اے دویدہ سُوئے دُکاں از پگاہ ‌‌‌ | ‌‌‌ ہیں بمسجد رَو بجو رزقِ از الٰہ

اے صبح سے دکان کی جانب دوڑنے والے! ‌‌‌ | ‌‌‌ خبردار! مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

فہم کردنِ رسول علیہ السّلام ضمیرِ آں اسیراں را

آنحضورؐ علیہ السّلام کا اُن قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

پس رسولؐ آں گفتِ شاں را فہم کرد ‌‌‌ | ‌‌‌ گفت آں خندہ نبُودم از نبرد

پس رسولؐ اُن کی وہ گفتگو سمجھ گئے ‌‌‌ | ‌‌‌ فرمایا وہ میرا ہنسنا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا

مُردہ اندیشاں و پوسیدہ فنا ‌‌‌ | ‌‌‌ مُردہ کُشتن نیست مَردی پیشِ ما

وہ مُردہ ہیں، اور فنا سے گلے ہوئے ہیں ‌‌‌ | ‌‌‌ مُردے کو مارنا ہمارے نزدیک بہادری نہیں ہے

خود کیند ایشاں کہ مہ گردد نگاں ‌‌‌ | ‌‌‌ چونکہ من پا بفشرم اندر مصاف

وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے ‌‌‌ | ‌‌‌ جب میں میدانِ جنگ میں قدم جمالوں

اَنگہے کازاد بُودید و مکیں ‌‌‌ | ‌‌‌ من شمارا بستہ می دیدم چنیں

جس وقت کہ تم آزاد اور مُقیم تھے ‌‌‌ | ‌‌‌ میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

لہ آگاہ۔ آنحضورؐ نے اُن کی بدخفیہ باتیں سُن لیں اس لئے کہ آپ کے کان اس جہاں کے کان نہ تھے بلکہ وہ خدائی کان تھے جن کیلئے آہستہ بات اور بلند آواز کی بات یکساں ہے۔ بوئے۔ جن لوگوں کو قُربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے وہ صفاتِ حق سے متصف ہو جاتے ہیں حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو اُس محافظ کو نہ پہنچی جو قمیص لئے جا رہا تھا باوجود دور ہونے کے حضرت یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ آں شیاطین لوحِ محفوظ کے اسرار شیاطین آسمانوں پر پہنچ کر بھی نہیں سُن پاتے ہیں آنحضورؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سُن لیتے تھے۔

ٹہ آں خورد یعنی حلاوت درازی سے نہیں ملتا ہے تقدیر سے ملتی ہے یہی حال اسرارِ خداوندی کا ہے۔ نجمِ ثاقب۔ جب شیاطین آسمانی راز معلوم کرنے کیلئے آسمان پر چڑھتے ہیں تو ستارے اُن پر ٹوٹتے ہیں اور وہ اُن کو بھگا دیتے ہیں۔ راز احمدؐ اسرارِ خداوندی حضورؐ سے حاصل کرو۔ اے دویدہ۔ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے دکان نہیں ہے لہٰذا اُس سے روزی مانگو۔

سہ فہم کرد یعنی آنحضورؐ کو علم ہو گیا کہ اُن کی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں مسکرایا۔ مُردہ۔ یعنی یہ کفار درحقیقت مُردہ ہیں اور مُردے کو مارنا کوئی بہادری نہیں ہے۔

اے۱ بنازیدہ بملک و خانداں — نزدِ عاقل اشترے بر نردباں

اے وہ جو سلطنت اور خاندان پر نازاں ہیں — (یہ) عقلمند کے نزدیک سیڑھی پر اونٹ ہے

نقشِ تن را تا فتاد از بام طشت — پیشِ چشمم کلِ آتِ آت گشت

جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے — ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے

بنگرم در غورہ می بینم عیاں — بنگرم در نیست شی بینم عیاں

میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں — میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں

بنگرم۲ سرِ عالمے بینم نہاں — آدمؑ و حواؑ نرستہ از جہاں

میں عالم غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہان دیکھ لیتا ہوں — جبکہ آدمؑ اور حواؑ دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

من شمارا وقتِ ذراتِ الست — دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست

میں نے تمہیں، الست کی چیونٹیوں کے وقت — پابند زنجیر، اور اندھا، اور ذلیل دیکھا ہے

از حدوثِ آسمانِ بے عمد — آنچہ دانستہ بدم افزوں نشد

بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں — جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا

من شمارا سرنگوں می دیدہ ام — پیش ازاں کز آب و گل بالیدہ ام

میں نے تمہیں اندھا دیکھا ہے — اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی ہے

نو ندیدم تا کنم شادی بداں — ایں ہمی دیدم دراں اقبالِ تاں

میں نے نئی بات نہیں دیکھی کہ اس پر خوشی مناؤں — یہ تو میں تمہارے مقدر میں دیکھ رہا تھا

بستہ۳ قہرِ خفی وانگہ چہ قہر — قند می خوردید و در وے درجِ زہر

مخفی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیسا؟ — تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا

ایں چنیں قندے پُر از زہر ار عدو — خوش بنوشد چیست حسد آید برو

اگر دشمن، زہر سے بھری ہوئی ایسی شکر — خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟

با نشاط آں زہر می کردید نوش — مرگِ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش

تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے — تمہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیئے

من نمی کردم غزا از بہرِ آں — تا ظفر یابم فرو گیرم جہاں

میں اس لئے جہاد نہیں کرتا ہوں — کہ فتحمند ہوں دنیا پر قبضہ کروں

کایں جہاں جیفہ است و مردار و رخیص — بر چنیں مردار چوں باشم حریص

یہ دنیا مردار ہے، اور سستا مردار — ایسے مردار پر میں کیسے لالچی بن سکتا ہوں؟

۱ بے۔ خاندان اور سلطنت پر ناز کرنا ایسی ہی ناپائیدار ہے جس طرح کہ اونٹ کا سیڑھی پر لٹکاؤ۔ نقشِ تن۔ جب کہ میں جسم کی قید سے آزاد ہوگیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو اسطرح دیکھ لیتا ہوں جیسے کہ وہ میرے سامنے ہے۔ بنگرم۔ انگور سے بننے والی شراب کو اس کے کچے خوشہ میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے معدوم ہونے کی حالت میں اسکے وجود کو دیکھ لیتا ہوں۔

۲ بنگرم۔ پہلے اشعار میں ہونے والی باتوں کے بارے میں علم کی وسعت کا بیان تھا اس شعر میں گذشتہ واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے یعنی ازلی واقعات پر بھی میرا علم محیط ہے۔ من شمارا۔ ازل میں جبکہ حضرت آدمؑ کی پشت سے انکی اولاد کو چیونٹیوں کی شکل میں نکالکر ان سے عہدِ الست لیا گیا تھا میں نے اسوقت تمہیں اندھا دیکھ لیا تھا۔ از حدوث۔ کائنات کے بارے میں جو علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا کائنات کے وجود کے بعد اسمیں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ من شما۔ میں نے اپنے عالم ناسوت میں آنے سے قبل ہی تمہیں اندھا دیکھا تھا۔ نو ندیدم۔ تمہاری شکست میرے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے جس پر میں خوش ہوں۔

۳ بستہ۔ میں نے ازل ہی میں تمہیں قہر الٰہی میں مبتلا دیکھا تھا اور قہر بھی ایسا جسکو تم مہر سمجھتے ہو۔ ایں چنیں۔ اگر کسی کا دشمن وہ شکر کھائے جسمیں زہر ہو تو اس پر حسد کا کوئی موقع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری روحانی موت نے تمہارے کان بہرے کر دیئے ہیں۔ من نمی کردم۔ میرا جہاد ملک گیری کیلئے نہیں ہے۔ کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثال سڑے ہوئے مردار کی سی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سگ نیم تا پُر چُم مُردہ کنم	عیسیئم آیم کہ تا زندش کنم
میں کتا نہیں ہوں کہ مُردار کی دُم کے بال نوچوں	میں عیسیٰ ہوں (اِس لئے) آیا ہوں تاکہ اُسکو زندہ کروں
زاں ہمی کردم صفوفِ جنگ چاک	تا رہانم مر شما را از ہلاک
میں نے جنگ کی صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے	تاکہ تمھیں ہلاکت سے رہائی دوں
زاں نمی بُرّم گلوہائے بشر	تا مرا باشد کرّ و فرّ و حشر
میں انسانوں کے گلے اِس لئے نہیں کاٹتا ہوں	کہ میرے شان و شوکت اور اجتماع ہو
زاں ہمی بُرّم گلوئے چند تا	زاں گلوہا عالمے یابد رہا
میں چند انسانوں کا گلا اِس لئے کاٹتا ہوں تاکہ	اِن گلوں سے دنیا نجات پا جائے
گر شما پروانہ وار از جہلِ خویش	پیشِ آتش می کُنید ایں حملہ کیش
اگر تم نے اپنی نادانی سے پروانوں کی طرح	آگ پر اِس حملے کو مذہب بنا لیا ہے
من ہمی رانم شما را ہمچو مست	از در افتادن در آتش با دو دست
میں مست کی طرح تمہیں ہٹاتا ہوں	دونوں ہاتھوں سے آگ میں گرنے سے
آنکہ خود را فتحہا پنداشتید	تخمِ منحوسیِ خود می کاشتید
جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا	تم نے اپنی نحوست کا بیج بویا ہے
یکدگر را جدّ جد می خواندید	سوئے اژدرہا فرس می راندید
تم ایک دوسرے کو بڑے ابھارتے بُلاتے تھے	اژدھوں کی جانب گھوڑا دوڑاتے تھے
قہر می کردید و اندر عینِ قہر	خود شما مقہورِ قہرِ شیرِ دہر
تم ظلم کرتے تھے، اور عین ظلم میں	تم خود زمانے کے شیر کے غلبہ سے مغلوب ہوگئے

بیانِ آنکہ طاغی در عینِ قاہری مقہور ست و در عینِ منصوری ماسور

اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ میں مغلوب ہے، اور عین فتحمندی میں قیدی ہے

دُزد قہرِ خواجہ کرد و زر کشید	اُو دراں مشغول خود والی رسید
چور نے خواجہ کو مغلوب کیا اور سونا کھینچ لیا	وہ اُس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آگیا
گر ز خواجہ آں زماں بگریختے	کے بر و والی حشر انگیختے
اگر وہ اُس وقت خواجہ کے پاس سے بھاگ جاتا	تو حاکم، اُس پر کب قیامت برپا کرتا؟

ظلم خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اُس سے مغلوب ہوگئے۔ اِس شعر سے یہ سمجھانا ہے کہ چور خواجہ کو مغلوب کر رہا تھا اور اُس میں خود اُس کی مغلوبیت تھی۔ ماسور: قیدی۔ والی: یعنی حاکم اُس سے ملنے آگیا۔ بگریختے: اگر وہ چور خواجہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا۔ تو حاکم کی سزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

لہ سگ نیم: کتا مُردار کھاتا ہے۔ پُرچم: دُم کے بال۔ عیسیٔم: میرا کام لوگوں کو حیاتِ ابدی عطا کرنا ہے۔ زاں ہمی: میرا جنگ کرنا بھی عالم سے فساد کو رفع کرنے کیلئے ہے۔ تا مرا: میں اپنی شان و شوکت کے لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے چند: مفسدین کو ختم کر کے عالم میں امن پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

لہ گر شما: حدیث شریف ہے۔ مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْهَا وَجَعَلَ یَحْجُزُهُنَّ وَیَغْلِبْنَهٗ فَیَتَقَحَّمْنَ فِیْهَا فَاَنَا آخُذُ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْهَا یعنی میری مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پس جب آگ نے اپنا ماحول روشن کر دیا تو پروانوں اور اُن جانوروں نے جو آگ میں گرتے ہیں اُسمیں گرنا شروع کر دیا اور آگ روشن کرنیوالے نے اُن کو روکنا شروع کر دیا اور وہ اُسپر غالب آتے ہیں پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ بس میں تمہاری کمر پکڑتا ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں اور تم اُس میں گھسے پڑتے ہو۔ آنکہ: جس کو تم اپنی فتح سمجھتے ہو یہی تمہاری نحوست ہے تم ایک دوسرے کو اژدھے کے منہ میں جانے کی دعوت دیتے ہو۔

سہ قہر می کردید: یعنی تمہارا

Presented by www.ziaraat.com

(۲۸)

قاہریٔ[1] دزد مقہوریش بود — زانکہ قہر او سر او را ربود
چور کا غلبہ اُس کی مغلوبیت تھی — اِس لئے کہ اُس کے غلبہ نے اُس کا سر اڑایا

غالبی بر خواجہ دامِ او شود — تا رسد والی و بستاند قَوَد
خواجہ پر غلبہ اُس کا جال بن جاتا ہے — حتی کہ حاکم آپہنچے اور قصاص لے لے

اے کہ تو بر خلق چیرہ گشتۂ — در نبرد و غالبی آغشتۂ
اے وہ کہ تو مخلوق پر غالب آگیا ہے! — جنگ اور غلبے میں ڈوبا ہوا ہے

آں بقاصد منہزم کردستشاں — تا ترا در حلقہ می آرد کشاں
اُس نے قصداً اُن کو پسپا کیا ہے — تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے

ہیں[2] عناں درکش پئے ایں منہزم — در مراں تا تو نگردی منخرم
اِس پسپا کا پیچھا کرنے سے باگ تھام — نہ چلا تاکہ تو نکٹا نہ بن جائے

چوں کشانندت بدیں شیوہ بدام — حملہ بینی بعد ازاں اندر زحام
جب تجھے اس طریقہ پر جال میں کھینچ لائیں گے — اس کے بعد مجمع میں (تو اپنے اوپر) حملہ دیکھے گا

عقل ازیں غالب شدن کے گشت شاد — چوں دریں غالب شدن دید او فساد
اِس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟ — جبکہ اس غالب آنے میں اس نے خرابی دیکھ لی ہے

تیز چشم آمد خردِ بینائے پیش — کہ خدایش سرمہ کرد از کحلِ خویش
پیش بین عقل تیز آنکھوں والی ہے — کیونکہ خدا نے اپنے سُرمے سے اُسکے سرمہ لگایا ہے

گفت پیغمبر کہ ہستند از فنوں — اہلِ جنت در خصومتہا زبوں
پیغمبرؐ نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں — جنتی جھگڑوں میں مغلوب

از کمالِ[3] حزم و سوء الظنِ خویش — نے ز نقص و بد دلی و ضعفِ کیش
پوری ہوشیاری اور اپنے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے — نہ (عقل) نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے

در فرہ دادن شنیدہ در کموں — حکمتِ لولا رجالٌ مؤمنون
غلبہ دینے (کے بارے) میں در پردہ سُنے ہوئے تھے — لولا رجالٌ مؤمنون کی حکمت

کمزوری اِن وجوہ سے نہیں ہے۔ در فرہ۔ حدیبیہ کے موقع پر مومنوں کی ظاہری مغلوبیت اور کفارِ مکہ کے غلبہ کی حکمت قرآن پاک میں بیان فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (اور اگر (مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کے حال سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پامال کر ڈالتے اور ناواقفیت میں تم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچ جاتا تو ابھی معاملہ کیسوئی کر دیا جاتا مگر خدا نے صلح حدیبیہ کے وقت اِس حکمت سے لڑائی نہ ہونے دی کہ خدا اس وجہ میں جسکو چاہے اپنی رحمت (اسلام) میں داخل کرے اگر مکہ کے رہنے والے مسلمان کہیں کو ٹل گئے ہوتے تو اہل مکہ میں جس نے کفر کیا ہم کو ہی دردناک عذاب کی سزا دیتے کو تیار۔

---

[1] قاہری۔ چور کا خواجہ پر غالب آنا ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔ تیر او۔ چور نے خواجہ کو قتل کیا تھا اس کے بدلے میں حاکم نے اُس کو قتل کرا دیا۔ قَوَد۔ قصاص، جان کے بدلے میں جان لینا۔ آپ کہ۔ اللہ تعالیٰ نے قصداً کفار کو غلبہ عطا فرما دیتا ہے تاکہ وہ غلبہ کے غرور میں مبتلا ہو کر جال میں آپھنسیں۔ چیرہ۔ غلبہ۔ قاصد یعنی قصداً۔ منہزم۔ پسپا۔

[2] ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور تباہی کا سبب بنتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر پسپا کا پیچھا نہ کرنا چاہیئے۔ منخرم۔ سرکٹوں، نک کٹا۔ چونکہ جب غلبہ کا دھوکہ دیکر تجھے میدان میں لے آئینگے تو پھر تجھ پر سخت حملہ ہوگا۔ عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں ہے۔ کحل۔ سُرمہ۔ فنون۔ ہنرمندیاں۔ زبون۔ حدیث شریف ہے۔ اَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ یعنی کیا تمہیں میں ان کا پتہ نہ بتادوں ہر وہ کمزور جس نے کمزوری اختیار کی ہو وہ خدا کے بھروسے قسم کھائے تو اللہ اسکی قسم ضرور پوری کر دیگا۔

[3] از کمال۔ اہل جنت کی کمزوری کمال ہوشیاری اور اپنے اعمال سے بدظنی کی بنا پر ہوتی ہے۔ نے۔ کمزوری کبھی عقل کی کمی سے آتی ہے کبھی بزدلی کی وجہ سے کبھی مذہب پر یقین نہ ہونے سے اہل جنت کی پڑا رہنے کی جگہ

دست کوتاہی ز کفارِ لعین — فرض شد بہرِ خلاصِ[1] مومنین

ملعون کفار سے ہاتھ روکنا — مومنوں کی خلاصی کے لئے فرض ہوا

قصۂ عہدِ حدیبیہ بخواں — کَفَّ اَیْدِیَکُمْ تمامت زاں بداں

حدیبیہ کی صلح کا قصہ پڑھو — "اس نے تمہارے ہاتھوں کو روکا" پورا اس سے سمجھ

نیز[2] اندر غالبی ہم خویش را — دید اُو مغلوبِ دامِ کبریا

غلبہ میں بھی اپنے آپ کو — اس نے اللہ کے جال میں مغلوب سمجھا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ آمد خطاب — گم شد اُو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

"تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا" خطاب آیا — تو وہ فنا ہو گیا، اور اللہ درستگی کو زیادہ جانتا ہے

زاں نمی خندم من از زنجیرتاں — کہ بگردم ناگہاں شبگیرتاں

میں تمہاری زنجیر سے اس لئے نہیں ہنستا ہوں — کہ میں نے تمہیں اچانک رات میں گرفتار کر لیا

زاں ہمی خندم کہ با زنجیر و غل — می کشمتاں سوئے سروستان و گل

میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ زنجیر اور طوق کے ساتھ — میں تمہیں لے جا رہا ہوں، سرو اور گل کے باغیچہ میں

اے عجب کز آتشِ بے زینہار — بستہ می آریمتاں تا سبزہ زار

کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پناہ آگ سے — تم کو سبزہ زار کی طرف باندھ کر لا رہا ہوں

از سوئے دوزخ بزنجیرِ گراں — می کشمتاں تا بہشتِ جاوداں

بھاری زنجیر کے ساتھ دوزخ سے — ابدی جنت کی طرف میں تمہیں کھینچ رہا ہوں

ہر[3] مقلد را دریں رہ نیک و بد — ہمچناں بستہ بحضرت می کشد

ہر مقلد کو اس راستہ میں اچھائی سے یا برائی سے — اسی طرح باندھ کر دربار میں کھینچتا ہے

جملہ در زنجیرِ بیم و ابتلا — می روند ایں رہ بغیرِ اولیا

سب، خوف اور آزمائش کی زنجیر میں — اولیاء کے علاوہ اس راستہ پر چلتے ہیں

می کشند ایں راہ را بیکار وار — جز کسانے واقف از اسرارِ کار

اس راستہ پر جبری طریقہ پر کھینچتے ہیں — سوائے اُن کے جو کام کے بھید کے واقف ہیں

جہد کن تا نورِ تو رخشاں شود — تا سلوک و خدمتت آساں شود

مجاہدہ کر تاکہ تیری روشنی چمک اٹھے — تاکہ تیرے لئے چلنا اور خدمت کرنا آسان ہو جائے۔

بخوشی یا جبراً راہِ راست پر لے آتی ہے۔ جملہ۔ عام انسان خوف اور ڈر سے راہِ ہدایت پر چلتے ہیں اولیاء اللہ اپنی خوشی اور بصیرت سے راہِ راست پر چلتے ہیں بیکار وار یعنی جبراً۔ واقف یعنی جن کو بصیرتِ قلبی اور نورِ باطن حاصل ہو گیا ہے جہد کن۔ انسان مجاہدہ کرے تو اسکو نورِ باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے راہِ ہدایت اسکے لئے آسان ہو جاتی ہے۔

---

[1] خلاص۔ یعنی ان مومنوں کے بچاؤ کے لئے جو مکہ میں مقیم تھے۔ کف۔ حدیبیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔ یعنی وہ خدا ہی تو ہے جس نے تمہیں کافروں پر فتح دی پیچھے اُن کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو اُن سے روک دیا اور اُس وقت جو کچھ تم کرتے تھے اللہ سب دیکھتا تھا۔

[2] نیز اندر۔ غلبہ کے وقت بھی آنحضورؐ اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے اور غلبہ محض تائیدِ خداوندی سے جانتے تھے۔ ما رمیت۔ جنگِ بدر میں جبکہ آنحضورؐ نے ایک مٹھی مٹی پھینکی اور اُس سے کفار مغلوب ہوئے تو اس کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ یعنی جبکہ تم نے مٹی پھینکی تو تم نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ زاں۔ میری ہنسی اس وجہ سے نہ تھی کہ تم پا بہ زنجیر تھے۔ خندم۔ میں تو اس لئے ہنستا تھا کہ میں تمہیں قید کر کے جنت کی طرف لے جا رہا تھا۔ اے عجب۔ اس پر تعجب کر رہا تھا کہ باوجود دشمنی کے تمہیں آگ سے بچا کر جنت کے سبزہ زار میں لے جا رہا ہوں۔

[3] ہر مقلد۔ جب توفیق شامل حال ہوتی ہے تو وہ انسان کو

کودکاں را می بری مکتب بزور ۔ زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
تو بچوں کو مکتب میں جبراً لے جاتا ہے ۔ اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں

چوں شود واقف بمکتب می دود ۔ جانش از رفتن شگفتہ می شود
جب وہ جان جاتا ہے مکتب میں دوڑا جاتا ہے ۔ اس کی روح جانے سے کھلتی ہے

می رود کودک بمکتب پیچ پیچ ۔ چوں ندید از مزدِ کارِ خویش ہیچ
بچہ مکتب میں پیچ و تاب سے جاتا ہے ۔ کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی معاوضہ نہیں دیکھا ہے

چوں کند در کیسہ دانگے دست مزد ۔ آنگہے بیخواب گردد شب چو دزد
جب ایک دانگ مزدوری تھیلی میں ڈال لیتا ہے ۔ تب چور کی طرح رات کو جاگتا ہے

جہد کن تا مزدِ طاعت در رسد ۔ بر مطیعاں آنگہت آید حسد
کوشش کر تاکہ بندگی کی مزدوری مل جائے ۔ تب تجھے فرمانبرداروں پر حسد ہوگا

اِئْتِیَا کَرْھًا مقلّد گشتہ را ۔ اِئْتِیَا طَوْعًا صفا بسرشتہ را
مقلدوں کے لئے "تم دونوں جبراً آؤ" ہے ۔ خلوص کی سرشت والوں کیلئے تم دونوں رضامندی سے آؤ ہے

ایں محبِ حق ز بہرِ علتے ۔ واں دگر را بے غرض خود خلتے
یہ خدا کا دوست، کسی غرض سے ہے ۔ اُس دوسرے کی خود بے غرض دوستی ہے

ایں محبِ دایہ لیک از بہرِ شیر ۔ واں دگر دل دادہ بہرِ ایں ستیر
یہ انّا کا عاشق ہے لیکن دودھ کی خاطر ۔ وہ دوسرا اُس پردہ نشین کا دلدادہ ہے

طفل را از حسنِ او آگاہ نے ۔ غیرِ شیر او را از و دلخواہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے ۔ اُس کے دودھ کے علاوہ اسکو کچھ مرغوب نہیں ہے

واں دگر خود عاشقِ دایہ بود ۔ بے غرض در عشق یک رایہ بود
دوسرا خود انّا کا عاشق ہوتا ہے ۔ بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے

پس محبِ حق بامید و بترس ۔ دفترِ تقلید می خواند بدرس
لالچ اور ڈر سے، اللہ کا دوست ۔ تقلید کی کتاب کو درس کے ساتھ پڑھ رہا ہے

واں محبِ حق ز بہرِ حق کجاست ۔ کز اغراض و ز علتہا جداست
وہ اللہ کے لئے، اللہ کا دوست کہاں ہے؟ ۔ جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے

گرچنیں و گرچناں چوں طالب است ۔ جذبِ حق او را سوئے حق جاذب است
خواہ ایسا ہے خواہ ویسا ہے جبکہ وہ طلبگار ہے ۔ اللہ (تعالیٰ) کی کشش اُسکو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱ کودکاں۔ مقلد بچوں کی طرح ہیں جن کو اپنے عمل کی مزدوری نظر نہیں آتی ہے۔ چوں شود۔ بچہ کو جب مکتب جانے پر انعام لے تو مکتب کے جانے کی خوشی میں اس کی رات کی نیند اڑ جاتی ہے۔ جہد کن۔ اگر عمل کا ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو پھر عبادت گزاروں کو دیکھ کر رشک کرنے لگتا ہے۔ ائتیا۔ مقلد کی اطاعت جبری ہے اہلِ صفا کی اطاعت دل وجان سے ہے۔

۲ ز بہرِ علتے۔ مقلد کی عبادت اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔ اہل اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ ایں محب۔ عام انسان کی مثال اس بچے کی سی ہے جو انّا سے دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔ واں دگر۔ بالغ مرد عورت کے عشق کی بنیاد پر گرویدہ ہوتا ہے یہ اہل اللہ کی مثال ہے۔

۳ پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق ہیں وہ تقلیدی سبق پڑھ رہے ہیں۔ واں۔ ایسے عاشق جو محض ذات کی وجہ سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے عشق میں کوئی غرض نہ ہو بہت نادر ہیں۔ گرچنیں۔ عاشق خواہ مقلد ہو یا شوریدہ دل والا، اللہ ہی کی کشش اس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گر محبِ حق بُود لِغَیرِہٖ — کے ینال دائماً من خیرِہٖ
خواہ عاشق (اللہ) کے لئے اللہ کا دوست ہے — تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

یا محبِ حق بُود لِعَینِہٖ — لاسِواہُ خائفاً من بَینِہٖ
یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے — وہ اس کے سوا سے نہیں اس کے فراق سے ڈرتا

ہر دو را ایں جستجوہا زاں سرست — ایں گرفتاری دل زاں دلبرست
دونوں کی جستجوئیں اسی کی جانب سے ہیں — یہ دل کی مجبوری اسی دلبر کی جانب سے ہے

جذبِ[2] معشوق عاشق را من حیث لا یعلمہ العاشق ولا یرجوہ
معشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے

ولا یخطر ببالہٖ ولا یظھر من ذٰلک الجذب اثر فی العاشق
اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب
سوائے خوف سے ملی ہوئی مایوسی کے مع طلب کی ہمیشگی کے

آمدیم ایں جا کہ در صدرِ جہاں — گر نبودے جذبِ آں عاشق نہاں
ہم یہاں آگئے کہ صدرِ جہاں میں — اگر اس عاشق کی پوشیدہ کشش ہوتی

ناشکیبا کے بُدے اُو از فراق — کے دواں باز آمدے سوئے وثاق
وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا؟ — وہ تیزی کی جانب کب بھاگا آتا؟

میلِ[3] معشوقاں نہانست و ستیر — میلِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
معشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہو — عاشق کا میلان دو سو نقاروں اور نفیریوں کے ساتھ ہے

یک حکایت ہست ایں جا ز اعتبار — لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے — لیکن بخاری انتظار میں عاجز آگیا ہے

ترکِ آں کردیم کو در جستجوست — تا کہ پیش از مرگ بیند روئے دوست
ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے — تاکہ مرنے سے پہلے محبوب کا چہرہ دیکھ لے

تا رہد از مرگ و یابد اُو نجات — زانکہ دیدِ دوست ہست آبِ حیات
تاکہ وہ موت سے چھٹکارا پائے اور نجات حاصل کرے — کیونکہ دوست کا دیدار آبِ حیات ہے

ہر کہ دیدِ اُو نباشد دفعِ مرگ — دوست نبود کہ نیوش نہ برگ
جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو — وہ دوست نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر پھل ہیں نہ پتے

[1] محبِ حق۔ خواہ وہ عشق میں متعدد ہے اور اپنی جنت کا امیدوار بنکر اس کا عاشق بنا ہے خواہ اس کی ذات کا عاشق ہے اور وہ صرف ہجر سے ڈرتا ہے اور صرف وصال کا طالب ہے دونوں کی طلب منجانب اللہ ہے اور دونوں کا عشق خدا کا پیدا کردہ ہے۔

[2] جذبِ معشوق۔ معشوق کی کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے۔ آمدیم جبکہ معشوق عاشق کی کشش کرتا ہے تو اب سمجھ بخاری کے لئے اگر صدرِ جہاں معشوق کی طرف سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخاری عاشق کیسے بخارا کی طرف کھنچتا۔

[3] میلِ معشوقاں۔ میلان دونوں طرف ہوتا ہے لیکن معشوق کا پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا کھلم کھلا ہوتا ہے۔ یک حکایت۔ اس موقع پر ہم ایک اور قصہ سنانا چاہتا تھا لیکن بخاری عاشق کو کب تک منتظر رکھوں اس کی خواہش ہے کہ موت سے پہلے معشوق کا چہرہ دیکھ لے۔ تارہد۔ معشوق کا دیدار آبِ حیات ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔ ہر کہ۔ جس معشوق کا دیدار موت کا دافع نہ ہو وہ دراصل معشوق ہی نہیں ہے۔

کارِ آں کارست[1] اے مشتاقِ مست — کاندراں کار ار رسد مرگت خوش است

اے مست مشتاق! کام تو دراصل وہ ہے — کہ اس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو

شد نشانِ صدقِ ایماں اے جواں — آنکہ آید خوش ترا مرگ اندراں

اے جوان! ایمان کی سچائی کی علامت ہے — کہ تجھے اس میں مرجانا اچھا لگے

گر نشد ایمانِ تو اے جاں چنیں — نیست کامل رَو بجو اکمالِ دیں

اے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے — تو وہ کامل نہیں ہے، جا ایمان کی تکمیل کر

ہر کہ اندر کارِ تو شد مرگِ دوست — بر دلِ تو بے کراہت دوست او

جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو — کسی ناگواری کے بغیر وہ تیرا دوست ہے

چوں کراہت رفت[2] آں خود مرگ نیست — صورتِ مرگ ست و نقلاں کردنیست

جب ناگواری ختم ہوگئی تو وہ موت ہی نہیں ہے — بظاہر موت ہے اور حقیقتاً منتقل ہونا ہے

چوں کراہت رفت مُردن نفع شد — پس دُرست آمد کہ مُردن دفع شد

جب ناگواری جاتی رہی موت مفید ہوگئی — تو ثابت ہوگیا، کہ موت دفع ہوگئی

دوست حق ست و کسے کش گفت او — کہ توئی آنِ من و من آنِ تو

دوست اللہ ہے اور وہ جسکو اس نے کہا — کہ تو میرا ہے، اور میں تیرا ہوں

گوش دار اکنوں کہ عاشق میرسد — بستۂ عشق او را بحبلٍ من مسد

اب سن، کہ عاشق پہنچتا ہے — عشق نے اسکو مونج کی رسّی سے باندھا ہے

رسیدنِ بخاری عاشق در بندگیِ صدرِ جہاں

عاشق بخاری کا صدرِ جہاں کی خدمت میں پہنچنا

چوں[3] بدید او چہرۂ صدرِ جہاں — گوئیا پرید از تن مرغِ جاں

جب اس نے صدرِ جہاں کا چہرہ دیکھا — گویا اس کے جسم سے مرغِ جاں پرواز کرگیا

ہمچو چوبِ خشک افتاد آں تنش — سرد شد از فرق سر تا ناخنش

اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا — سر کی مانگ سے اسکے ناخن تک ٹھنڈے پڑگئے

ہر چہ کردند از بخور و از گلاب — نے بجنبید و نے آمد در خطاب

انھوں نے جو کچھ بھی دھونی اور گلاب کیا — وہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا

کار ناید در بخارا ہر بخور — جز کہ بوئے آں شہِ با فرّ و نور

بخارا میں کوئی دھونی کارآمد نہ ہوگی — اس پُرشوکت اور منور شاہ کی خوشبو کے

علاوہ

---

[1] کارِ عشق کا صحیح کام تو یہی ہے کہ اس میں موت آجائے۔ تحقیقی صحیح ایمان کی علامت یہی ہے کہ اس پر جان قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر نشد۔ اگر ایمان میں یہ کیفیت نہیں ہے تو وہ ناقص ایمان ہے اس کی تکمیل کرنی چاہیے۔ ہر کہ۔ تم اپنا صحیح دوست اسی کو سمجھو جو تمہارے لئے جان دیدے۔

[2] چوں کراہت۔ جبکہ وصال کے شوق میں مرنا آسان ہوجائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض ایک نقل مکانی ہے۔ مردن دفع شد۔ موت تو ایک ناگوار چیز ہے جب ناگواری ختم ہوگئی تو موت، موت نہ رہی۔ دوست۔ صحیح معنوں میں تو دوست اللہ تعالیٰ ہے اور دنیا میں وہ دوست، دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ مونج کی رسّی۔

[3] چوں بدید جب اس بخاری عاشق نے صدرِ جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہوگیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پڑگیا۔ ہر چہ۔ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بیکار ہوئیں۔ کار ناید۔ عاشق تو صرف معشوق سے ہی ہوش میں آتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

شاہ چوں دید آں مزعفر روئے او — پس فرود آمد ز مرکب سوئے او
بادشاہ نے جب اُس کا زعفرانی چہرہ دیکھا — تو اس کی جانب سواری سے اُتر آیا

گفت عاشق دوست میجوید تبزد — چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت
بولا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمجوشی سے — جب معشوق آیا، وہ عاشق چلا گیا

عاشقِ حقی و حق آنست کو — چوں بیاید از تو نبود تار مُو
تو اللہ کا عاشق ہے، اور معشوق یہ ہے کہ وہ — جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے

صد چو تو فانی ست پیش آں نظر — عاشقی بر نفیِ خود خواجہ مگر
اس کی نگاہ کے سامنے تجھ جیسے سینکڑوں فانی ہیں — اے خواجہ! شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے

سایہ و عاشقی بر آفتاب — شمس آید سایہ لا گردد شتاب
تو سایہ ہے اور سورج پر عاشق ہے — سورج نکلتا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے

چونکہ سر بر زد ز مشرق قرصِ خور — نے ستارہ ماند و نے شب اثر
جبکہ سورج کی ٹکیا نے مشرق سے سر نکالا — نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا

از درِ دل چونکہ عشق آید دروں — عقل رختِ خویش اندازد بروں
دل کے دروازے سے جب عشق اندر آجاتا ہے — عقل اپنا بوریہ بستر باہر ڈال دیتی ہے

ہمچو شیرے خورد با آہو دوچار — گشت آہو بیخبر افتاد زار
جیسے کہ شیر ہرن کے آمنے سامنے ہوا — تو ہرن بیہوش ہو کر بحالتِ زار گرا

ہمچو زورِ پشہ پیشِ تندباد — فہم کن واللہ اعلم بالسداد
جیسے کہ مچھر کی طاقت تیز ہوا کے بالمقابل — سمجھ لے، اور اللہ درستی کو زیادہ جانتا ہے

داد خواستنِ پشہ از دستِ باد بحضرتِ سلیمان علیہ السلام

مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا کی فریاد کرنا

پشہ آمد از حدیقہ وز گیاہ — وز سلیمانؑ گشت پشہ داد خواہ
باغ اور گھاس سے مچھر آیا — اور مچھر نے (حضرت) سلیمانؑ سے انصاف چاہا

کاے سلیمانؑ معدلت می گستری — بر شیاطین و آدمی زاد و پری
کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں — شیطانوں اور انسانوں اور پریوں کا

مرغ و ماہی در پناہِ عدلِ تست — کیست آں گم گشتہ کش فضلت نجست
پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں — وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی فضیلت نے تلاش نہیں کیا

لہ شاہ۔ صدرِ جہاں نے جب اُس کی یہ حالت اور اُس کا زرد چہرہ دیکھا تو سواری سے اُتر کر اُس کے پاس گیا۔ گفت۔ صدرِ جہاں نے کہا عشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو ڈھونڈتا ہے اور اُس کے سامنے آنے پر فنا ہو جاتا ہے۔ عاشق حق۔ خدا کے عاشق کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے کہ عاشق کو فنا کا درجہ حاصل ہو۔ صد چو تو۔ اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھ وہاں ہزاروں فانی ہیں۔

کلہ سایہ۔ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہو اور وہ معشوق پر عاشق ہو تو سورج کے نمودار ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائیگا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نمودار ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ از در دل۔ عشق کا تقاضہ ہے جنون، جنون اور عقل میں بیر ہے۔ ہمچو شیرے۔ عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے ہمچو زور۔ عشق تیز آندھی ہے اور عقل مچھر ہے۔

سلہ داد۔ اس قصے سے مچھر کی ہوا کے مقابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔ حدیقہ۔ باغ۔ سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ کی جن وانس پر حکومت تھی اور ہوا بھی اُن کے حکم کے تابع تھی کیست۔ تفصیل [illegible] مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے فضل کی

طالب

دادِ[1] دِہ مارا کہ بس زاریم ما
ہمارا انصاف کیجئے، کیونکہ ہم عاجز ہیں
بے نصیب از باغ و گلزاریم ما
ہم باغ، اور چمن سے بے نصیب ہیں

مُشکلات ہر ضعیفے از تو حل
ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں
پشّہ باشد در ضعیفی خود مثل
مچھر خود کمزوری میں ضرب المثل ہے

شُہرہ ما در ضعف و اِشکستہ پری
ہماری شہرت کمزوری اور ٹوٹے ہوئے پروں میں ہے
شُہرہ تو در لطف و مسکین پروری
آپکی شہرت مہربانی اور غریب پروری میں ہے

اے تو در اَطباقِ قدرت منتہی
اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں
منتہی ما در کمی و گمرہی
ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں

داد دِہ ما را از غم کن جدا
ہمارا انصاف کیجئے غم کے جدا کر دیجئے
دستگیر اے دستِ[2] تو دستِ خدا
اے وہ کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہماری دستگیری کیجئے

پس سلیمانؑ گفت اے انصاف جُو
تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے انصاف کے طالب!
داد و انصاف از کہ میخواہی بگو
بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟

کیست آں ظالم کہ از بادِ بروت
وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غرور سے
ظلم کرد و خراشیدہ است روت
ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟

اے عجب در عہدِ ما ظالم کجاست
تعجب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے
کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست
جو ہماری قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟

چونکہ ما زادیم ظلم آں روز مرد
جب ہم پیدا ہوئے اسی دن ظلم مر گیا
پس بعہدِ ما کہ ظلمے پیش برد
تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟

چون[3] برآمد نور ظلمت نیست شد
جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی
ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
ظلم کی اصل، اور بازو، تاریکی ہے

نک شیاطین کسب و خدمت میکنند
یہ شیاطین کام، اور خدمت کرتے ہیں
دیگراں بستہ با صفاد و بند
دوسرے بیڑیوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں

اصلِ ظلمِ ظالماں از دیو بود
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی
دیو در بندست استم چوں نمود
شیطان بند ہے، ظلم کیسے ہوا؟

مُلک زاں دادست ما را کن فکاں
(خدا کی قدرت) کن فکان نے ہمیں ملک اسی لئے دیا ہے
تا ننالد خلق سوئے آسمان
تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

[1] داد دہ مچھر نے ہوا کے ظلم کی تفصیل کی کہ وہ ہمیں باغ و گلزار میں نہیں ٹھہرنے دیتی۔ اطباق طبق کی جمع ہر مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر اعلیٰ سے اعلیٰ اقتدار حاصل ہے اور ہماری کمزوری اور حقارت ضرب المثل ہے۔
[2] اے دست تو نبی کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ بادِ بروت۔ غرور، تکبر۔ کو نہ۔ حضرت سلیمانؑ نے سرکش شیطانوں کو قید کر دیا تھا۔
[3] چون۔ عدل نور ہے اور ظلم تاریکی ہے۔ نک۔ شیاطین اور جن حضرت سلیمانؑ کی خدمتگاری میں تھے۔ دیگراں۔ جو سرکش ہیں قیدی ہیں۔ اصفاد۔ صفد کی جمع ہے بیڑی۔ اصل ظلم کا سرچشمہ شیاطین ہیں اور وہ مقید ہیں۔ کن فکاں۔ یعنی امرِ خداوندی۔

Presented by www.ziaraat.com

تا ببالا بر نیاید دودہا[1] | تا نگردد مضطرب چرخ و سُہا
تاکہ دھویں اوپر نہ جائیں | تاکہ آسمان اور سُہا پریشان نہ ہوں

تا نہ لرزد عرش از نالہ یتیم | تا نگردد از ستم جانے سقیم
تاکہ یتیم کی فریاد سے، عرش نہ لرزے | تاکہ کوئی جان ظلم سے بیمار نہ پڑے

زاں نہادیم از ممالک مذہبے | تا نیاید بر فلکہا یاربے
اسی لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بنایا ہے | تاکہ یارب کی آواز آسمان پر نہ جائے

منگر اے مظلوم سوئے آسماں | کآسمانی شاہ داری در زماں
اے مظلوم! تو آسمان کی طرف نہ دیکھ | کیونکہ تو دنیا میں آسمانی بادشاہ رکھتا ہے

گفت[2] پشہ دادِ من از دستِ باد | کو دو دستِ ظلم برما برگشاد
مچھر نے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے | جس نے ظلم کے دونوں ہاتھ ہم پر کھول دیئے ہیں

ما ز ظلمِ او بہ تنگی اندریم | با لبِ بستہ از و خوں می خوریم
ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں | خاموشی کے ساتھ اس کی وجہ سے خون پی رہے ہیں

ظلمِ او بر ما صریح ست و عیاں | نیست مارا چارہ کردن جز بیاں
اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے | سوائے بتا دینے کے ہمارے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے

دادِ ما و انصافِ ما بستاں ازو | اے کریمِ عادلِ اکرام خو
اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے | اے شریف مزاج، کریم، منصف

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشۂ متظلم[3] را بإحضارِ خصم بدیوانِ حکم

مظلوم مچھر کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدعا علیہ کو کچہری میں حاضر کرے

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی | امرِ حق باید کہ از جاں بشنوی
پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اے اچھی بھنبھناہٹ والے | تجھے اللہ کا حکم (دل و) جان سے سننا چاہیے

حق بمن گفت ست ہاں اے دادور | مشنو از خصمے تو بے خصمے دگر
اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار! اے منصف | کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات سننا

تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور | حق نیاید پیشِ حاکم در ظہور
جب تک دونوں فریق کچہری میں نہ آ جائیں | حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

[1] دودہا۔ یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تا نگردد۔ مظلوم کی آہ سے ملاءِ اعلیٰ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظلوم کی آہ عرش کو لرزا دیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانونِ انصاف۔ یاربے۔ یعنی مظلوم کا فریاد میں یارب کہنا۔ آسمانی شاہ۔ شاہ برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

[2] گفت۔ مچھر نے کہا ہوا نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خونِ جگر پیتے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

[3] متظلم۔ ظلم سہنے والا، فریادی۔ دیوان۔ کچہری۔ دوی۔ بھنبھناہٹ۔ مشنو۔ یعنی مدعی کا بیان مدعا علیہ کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ تا نیاید۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خصمؔ تنہا گر برآرد صد نفیر — ہاں وہاں بے خصم قولِ اُو مگیر
ایک فریق اگر سو چیخ پکار کرے — خبردار خبردار! بغیر (دوسرے) فریق کے اس کی بات

من نیارم رُوز فرماں تافتن — خصمِ خود را رو بیاور سوئے من
میں (اللہ کے) حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا — جا، اپنے مدعی علیہ کو میرے پاس لا

گفت قولِ تست بُرہانِ درست — خصمِ من بادست و اُو در حکمِ تست
اُس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے — میرا مدعی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے

بانگ زد آں شہ کہ اے بادِ صبا — پشہ افغاں کرد از ظلمت بیا
اُن شاہ نے آواز دی اے بادِ صبا! — مچھر نے تیرے ظلم کی شکایت کی ہے، آجا

ہیں مقابل شو بخصمت رُو برو — پاسخش گو و بکن دفعِ عدو
خبردار اپنے مدعی کے روبرو مقابل ہو جا — اُس کا جواب دے اور دشمن کی مدافعت کر

باد چوں بشنید آمد تیز تیز — پشہ بگرفت آں زماں راہِ گریز
ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی — اُس وقت مچھر نے راہِ فرار اختیار کی

پسؔ سلیماںؑ گفت اے پشہ کجا — باش تا بر ہر دو رانم من قضا
(حضرت) سلیمانؑ نے فرمایا اے مچھر کہاں (جاتا ہے)؟ — ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں

گفت اے شہ مرگِ من از بودِ اوست — خود سیاہ ایں روزِ من از دودِ اوست
اُس نے کہا اے شاہ! اُس کے وجود سے میری موت ہے — میرا یہ دن اُس کے دھوئیں سے کالا ہے

اُو چو آمد من کجا یابم قرار — کو برآرد از نہادِ من دمار
جب وہ آگئی، میں کہاں ٹھہروں؟ — کیونکہ وہ مجھے مار ڈالتی ہے

ہمچنیں جُویائے درگاہِ خدا — چوں خدا آید شود جوینده لا
اسی طرح اللہ کے دربار کی جستجو کرنے والا — جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے

گرچہؔ آں وصلت بقا اندر بقاست — لیک ز اوّل آں بقا اندر فناست
اگرچہ تیرا وہ وصال بقاء در بقا ہے — لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے

سایہائے کہ بُود جُویائے نُور — نیست گردد چوں کند نورش ظہور
وہ سائے جو نور کے جویاں ہوں — فنا ہو جاتے ہیں جب اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے

عقل کے ماند چو باشد سردہ اُو — کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ
عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اُسکو وجود میں لانیوالا موجود ہو — اُس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

لہ خصم۔ مدعا علیہ کی غیر حاضری میں مدعی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی موجودگی ضروری ہے مدعا علیہ کو حاضر کر۔ گفت۔ مچھر نے حضرت سلیمانؑ کی بات تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا کہ مدعا علیہ آپ کے زیر فرمان ہے اُس کو حاضری کا حکم دیجئے۔ بانگ زد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو طلب کر لیا۔ راہِ گریز۔ جب ہوا تیزی سے چلی مچھر بھاگ نکلا۔

سلہ پس سلیماںؑ۔ حضرت سلیمانؑ نے مچھر سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جاسکے۔ بودِ اُو۔ اُس کا وجود۔ دودِ اُو یعنی اُس کا ظلم۔ نہاد۔ بنیاد، اصل۔ دمار۔ ہلاکت۔ ہمچنیں۔ جس طرح ہوا کا وجود مچھر کی فنا ہے اسی طرح وصلِ حق واصل کی فنا ہے۔

سلہ گرچہ۔ وصل سے اگرچہ بقا باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اُس سے پہلے مقامِ فنا طے کرنا پڑتا ہے۔ سایہائے۔ ممکن کا وجود ظلی اور سایہ ہے ذاتِ باری نور ہے نور کے ظہور کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔ سردہ۔ وجود میں لانے والا۔ کُلُّ شَیءٍ۔ ذاتِ باری کے علاوہ ہر شے فانی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

هالکٌ[1] آمد پیش وجہش ہست و نیست — ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اُس کی ذات کے سامنے فانی، فانی اور باقی ہو — عدم میں وجود، خود عجیب بات ہے

اندریں محضر خردہا شُد زدست — چوں قلم اینجا رسیدہ شُد شکست

اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں — جب قلم اِس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشقِ بیہوش خود را تا بہوش باز آید

معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گردم جانبِ صدرِ جہاں — در نوازش عاشقِ خود را نہاں

میں پھر صدرِ جہاں کی طرف پلٹتا ہوں — جو در پردہ عاشق کو نواز رہا ہے

بر گرفتش سر نہاد اندر کنار — بر رُخش می کرد اشکِ تر نثار

اُس کا سَر اٹھایا، گود میں رکھا — اُس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا

می کشید او بیہشی اش زیاں — اندک اندک از کرم صدرِ جہاں

اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا — صدرِ جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کرکے

بانگ زد[2] در گوش او شہ کاے گدا — زر نثار آوردمت دامن کشا

شاہ نے اس کے کان میں کہا، اے فقیر! — میں تیرے اوپر نچھاور کرنے کو سونا لایا ہوں دامن پھیلا

جانِ تو کاندر فراقم می طپید — چونکہ زنہارش رسیدم چوں رمید

تیری جان جو میری جدائی میں تڑپ رہی تھی — جب میں اس کی پناہ کیلئے آیا کیوں بھاگ گئی؟

اے بدیدہ در فراقم گرم و سرد — باخود آ از بیخودی و باز گرد

اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد دیکھے — بے ہوشی سے ہوش میں آجا اور لوٹ آ

مرغ[3] خانہ اشترے را بے خرد — رسمِ مہمانش بخانہ می برد

گھریلو مرغا بے عقلی سے ایک اونٹ — مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے

چوں بخانہ مرغ اشتر پا نہاد — خانہ ویراں گشت و سقف اندر فتاد

جب مرغ کے دڑبے پر اونٹ نے پاؤں رکھا — دڑبہ ٹوٹ گیا اور چھت اندر گر گئی

خانہ مرغ ست عقل و ہوشِ ما — ہوش صالحؑ طالبِ ناقہ خدا

ہماری عقل، اور ہوش مُرغ کا دڑبہ ہے — ہوش (حضرت) صالحؑ ہے جو اللہ کی اونٹنی کا طالب ہے

خانۂ مُرغ جو عقل و ہوش ہیں وہ ختم اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوشِ صالحؑ۔ ہوش کی مثال حضرت صالحؑ کی سی ہے جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق کی مثال ناقہ کی ہے جس نے قوم کا۔۔۔ کو اس بانی سب ختم کر دیا تھا۔

[1] ہالکٌ آمد۔ فانی ہی ہے موجود بھی ہے معدوم بھی، وہ اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے اور چونکہ اس کو بقا باللہ حاصل ہے بیشک موجود ہے اس ہالک میں ہستی اور نیستی کا اجتماع حیران کن ہے۔ اندریں محضر یعنی وجود و عدم کا اجتماع اور عظمتِ باری کا بیان۔ در نوازش۔ صدرِ جہاں در پردہ اس پر عنایت کر رہا تھا بر رخش۔ اس بیہوش کے رُخساروں پر صدرِ جہاں کے آنسو گر رہے تھے می کشید اس کو بے ہوشی سے ہوش میں لا رہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

[2] بانگ زد۔ صدرِ جہاں نے اس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلوب زر لایا ہوں دامن پھیلا۔ جانِ تو فراق میں تیری جان بے چین تھی اب جبکہ میں مدد کو آیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

[3] مرغ۔ مولانا اب اس قصہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشقِ خداوندی میں مبتلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ ایک مُرغ اونٹ کو اپنا مہمان بنا لایا جب اس اونٹ نے اس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر برباد ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ یہی حال انسان اور عشقِ الٰہی کا ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو

Presented by www.ziaraat.com

ناقہ چوں سر کرد[۵۱] در آب و گلش — نے گل آنجا ماند و نے جان و دلش

جب اس کے پانی اور مٹی میں اونٹنی نے سر ابھارا — نہ وہاں مٹی رہی، اور نہ اس کی جان اور دل

کرد فضلِ عشق انساں را فضول — زیں فزوں جوئی ظلوم ست و جہول

عشق کی بڑائی نے انسان کو بیہودہ بنا دیا — اس بڑھی ہوئی جستجو کی وجہ سے وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے

جاہل ست او اندریں مشکل شکار — می کشد خرگوش شیرے در کنار

وہ اس مشکل شکار کے معاملے میں جاہل ہے — خرگوش، شیر کو بغل میں دبا رہا ہے

کے کنار اندر کشیدے شیر را — گر بدانستے و دیدے شیر را

وہ شیر کو بغل میں کب لیتا، — اگر وہ شیر کو جان لیتا، اور دیکھ لیتا

ظالم ست او بر خود و بر جانِ خود — ظلم بیں کز عدلہا گو می برد

وہ اپنے اوپر اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالا ہے — ظلم کو دیکھ جو انصافوں سے بازی جیت رہا ہے

جہلِ او مر علمہا را اوستاد — ظلم او مر عدلہا را شد رشاد

اس کی نادانی، علموں کی استاد ہے — اس کا ظلم، انصافوں کے لیے ہدایت ہے

دست[۵۲] او بگرفت کایں رفتہ دمش — آنگہے آید کہ من دم بخشمش

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا کہ اس کا گیا ہوا سانس — اس وقت آئیگا جب میں اسے سانس بخشوں گا

چوں ز من زندہ شود آں مردہ تن — جانِ من باشد کہ رو آرد بمن

جب وہ مردہ جسم میرے ذریعے سے زندہ ہوگا — وہ [illegible] جان ہوگی جو میری طرف متوجہ ہو گی

من کنم او را ازیں جاں محتشم — جاں کہ من بخشم ببیند بخششم

میں اسے اس جان سے معزز بنادوں گا — جو جان میں دوں گا وہ میری بخشش دیکھے گی

جانِ نامحرم نہ بیند روئے دوست — جز ہماں جاں کاصل او از کوئے اوست

نامحرم جان، دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی — سوائے اس جان کے جسکی اصل اسکے کوچے کی ہو

در دمم[۵۳] قصاب وار ایں دوست را — تا ہلد آں مغز نغزش پوست را

میں قصاب کی طرح اس دوست میں پھونک بھرتا ہوں — تاکہ اس کا نفیس مغز، کھال کو چھوڑ دے

گفت اے جانِ رمیدہ از بلا — وصل را ما در کشادیم الصلا

اس نے کہا اے مصیبت سے بھاگنے والی جان — ہم نے وصل کا دروازہ کھول دیا ہے، موقع ہے

سکتی تھی ـــــ ۵۳ در دمم۔ قصائی ذبح شدہ جانور میں پھونک بھرتا ہے تاکہ گوشت پوست سے جدا ہو جائے، صدر جہاں نے کہا میں بھی اس میں پھونک بھروں گا تاکہ یہ آلائش بشریت سے پاک ہو جائے۔ گفت۔ صدر جہاں نے اپنے وصل کا اعلان کر دیا۔

---

۵۱ کرد۔ قرآن پاک میں ہے: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۔ ہم نے امانت آسمانوں اور زمین پر پیش کی انہوں نے اسکو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے ..... انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔ مولانا نے اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ جاہل۔ انسان کی نادانی تو یہ ہے کہ وہ اس مشکل کام میں پھنس گیا اور انسان اور عشق الٰہی میں مبتلا ہونے کی مثال یہ ہے کہ کوئی خرگوش شیر کو بغل میں تھامنے کی کوشش کرے۔ ظالم است۔ عشق الٰہی کرنے میں انسان ظالم ہے اور اپنے آپ کو فنا کرتا ہے لیکن یہ ایسا ظلم ہے جو انصافوں سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۲ دست او۔ صدر جہاں نے اس بیہوش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اس کا سانس تب لوٹے گا جب میں اس کو سانس عطا کروں گا۔ چوں۔ جب وہ میرے سانس سے زندہ ہوگا تو پھر اسکی روح میری طرف متوجہ ہوگی۔ بخششم۔ میری عطا کردہ جان میں میری اعلیٰ بخشش قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ جانِ نامحرم۔ اس کی پہلی جان نامحرم تھی وہ میرا چہرہ نہیں دیکھ

Presented by www.ziaraat.com

اے خودِ ما بیخودی و مستیت — اے زہستِ ما ہمارہ ہستیت

اے ہمارا وجود تیری بے خودی اور مستی ہے — اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی ہے

با تو بے لب ایں زماں من نو بنو — رازہائے کہنہ میگویم شنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونٹوں کے تازہ تازہ — پرانے راز کہتا ہوں، سن

زاں کہ آں لبہا ازیں دم می رمد — بر لبِ جوئے نہاں بر می دمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں — وہ (بات) مخفی نہر کے کنارے پر اگتی ہے

گوشِ بے گوشی دریں دم بر کشا — بہرِ رازِ یفعل اللہ ما یشا

بے گوشی کے کان اس بات میں کھول — اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

چوں صلائے وصل بشنیدن گرفت — اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سننی شروع کی — مُردے نے تھوڑا تھوڑا ہلنا شروع کر دیا

نے کم از خاک ست کز عشوۂ صبا — سبزہ پوشد سر بر آرد از فنا

دوستی سے گیا گذرا نہیں ہے کہ بادِ صبا کے ناز و انداز — سبزہ پہن لیتی ہے عدم سے سر اٹھاتی ہے

کم ز آبِ نطفہ نبود کز خطاب — یوسفاں زایند رخ چوں آفتاب

وہ نطفے سے کم نہیں تھا کہ وہ (اللہ کے) حکم سے — آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو جنتا ہے

کم ز بادے نے کہ شد از امرِ کن — در رحم طاؤس و مرغِ خوش سخن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی — رحم میں مور اور خوش الحان پرند

کم ز نارے نیست کز امرِ سلام — گلستاں شد بر خلیلِ خوش کلام

وہ آگ سے کم نہیں ہے کہ سلامتی کے حکم سے — خوش کلام خلیل (اللہ) پر گلستان بن گئی

کم ز چوبے نیست در دفعِ عدو — گشت اژدرہائے منکر ز امرِ ہو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی مدافعت کیلئے — اللہ کے حکم سے وہ ہولناک اژدہا بن گئی

کم ز سنگِ کوہ نبود کز ولاد — ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد

وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جس نے ولادت کے طریقہ پر — اس اونٹنی کو جنا جس نے اونٹنی کو جنا

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم — عالمے زاد و بزاید دمبدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے — عالم کو نہیں جنا، اور دمبدم جن رہی

بر جہید و بر طپید و شاد شاد — یکدو چرخے زد سجود اندر فتاد

وہ کودا اور اچھل پڑا، اور خوشی خوشی — اس نے ایک دو بار رقص کیا اور سجدے میں گر پڑا

ا؎ اے خودِ ما۔ تیری مستی اور بیہوشی ہماری وجہ سے ہے اور تیری مستی ہماری ہستی سے قائم ہے۔ با تو۔ اب میں تجھے اسرار کی تعلیم دیتا ہوں۔ زانکہ۔ لیکن یہ اسرار مادی ہونٹوں سے نہیں سنائے جاتے ہیں یہ باطنی اسرار ہیں۔

۲؎ گوش۔ اب وہ کان کھول جو ان کانوں کے علاوہ ہیں۔ یفعل یعنی مشیت خداوندی کے اسرار — جنبیدن یعنی یہ خوشخبری سنکر مُردے میں جان پڑنے لگی۔ نے کم۔ بہر حال یہ مدہوش عاشق مٹی سے تو گیا گذرا نہ تھا جبکہ بادِ صبا کے کرشموں سے اس میں جان پڑ جاتی ہے تو اس میں معشوق کے غمزوں سے جان کیوں نہ پڑتی — کم ز آب نطفہ۔ نطفہ منی، حکم خداوندی سے حسین ترین بچے پیدا کر دیتا ہے۔

۳؎ کم ز بادے۔ مشہور ہے کہ پرندوں میں مذکر کی ہوا مؤنث کے رحم میں پہنچتی ہے جس سے انڈا بنتا ہے۔ کم ز نارے۔ آگ نیس آواز سے حضرت ابراہیمؑ پر گلزار بنی۔ کم ز چوبے۔ ایک کرشمہ سے حضرت موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن گیا۔ کم ز سنگ۔ کرشمۂ خداوندی سے پتھر سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پیدا ہو گئی۔ زیں ہمہ۔ ان جزئیات کو چھوڑ سارے عالم کو دیکھ ایک کرشمہ سے عدم سے وجود میں آ گیا۔ بر جہید۔ غرضکہ صدر جہاں کے کرشمے

بشگفید از روئے او و شاد شد ۔۔۔ در وصال از بندِ ہجر آزاد شد

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کھل گیا اور خوش ہوگیا ۔۔۔ وصل میں فراق کی قید سے آزاد ہوگیا

باخویش آمدن عاشقِ بیہوش و روئے باز آوردن بہ ثنا و شکرِ معشوق

بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفت[1] اے عنقائے حق جاں را مطاف ۔۔۔ شکر کہ باز آمدی زاں کوہِ قاف

بولا اے خدائی عنقا! جو جان کی طواف گاہ ہے ۔۔۔ شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آگیا

اے سرافیلِ قیامت گاہِ عشق ۔۔۔ اے تو عشق عشق وائے دلخواہِ عشق

اے عشق کے میدان حشر کے اسرافیل! ۔۔۔ اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے

اولیں خلعت کہ خواہی دادنم ۔۔۔ گوش خواہم کہ نہی بر روزنم

سب سے پہلی خلعت جو آپ دے رہیں ۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان کردیں

گرچہ میدانی بصفوتِ حالِ من[2] ۔۔۔ بندہ پرور گوش کن اقوالِ من

اگرچہ دل کی صفائی کی وجہ سے آپ میرا ۔۔۔ بندہ پرور! میری باتیں بھی سن لیجیے

صد ہزاراں بار اے صدرِ فرید ۔۔۔ ز آرزوئے گوشِ تو ہوشم پرید

اے یکتا صدر! لاکھوں بار ۔۔۔ (آپکے) کان کی آرزو میں میرے ہوش اُڑے ہیں

آں سمیعی[3] تو و آں اصغائے تو ۔۔۔ واں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ آپ کا سننا اور آپ کا کان دھرنا ۔۔۔ وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکراہٹیں

آں نیوشیدن کم و بیشِ مرا ۔۔۔ عشوۂ جانِ بد اندیشِ مرا

وہ میرے کم و بیش کو سننا ۔۔۔ میری بداندیش جان کے مکر کو (سننا)

قلبہائے[4] من کہ آں معلوم تست ۔۔۔ پس پذیرفتی تو چوں نقدِ درست

میرے کھوٹے سکے جو آپ جانتے تھے ۔۔۔ کھرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کیے ہیں

بہرِ گستاخے و شوخِ غرّہ ۔۔۔ حلمہا در پیشِ حلمت ذرّہ

ایک گستاخ اور شوخ بہکے ہوئے کیلئے ۔۔۔ بہت سی بردباریاں آپ کی بردباری کے سامنے

اوّلا بشنو کہ چوں ماندم ز شست ۔۔۔ اوّل و آخر بپیشِ من بجست

اوّلاً سنیئے، کہ جب میں کنڈے سے نکل گیا ۔۔۔ تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

---

[1] گفت۔ اس مدہوش نے ہوش میں آکر صدر جہاں کو خطاب کیا اور کہا آپ کی ذات میرے لئے عنقا ہو گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ کوہ قاف سے واپس آگئی۔ مطاف۔ طواف کی جگہ۔ اے تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے اور آپ عشق کے محبوب ہیں۔ خلعت۔ شاہی عطیہ کا لباس۔ انعام۔ روزن یعنی منہ کا سوراخ۔ صفوت یعنی قلب کی صفائی۔ ز آرزوئے یعنی اس آرزو میں بیہوش ہوا ہوں کہ آپ کے کان کو اپنا درد و غم سنا سکوں۔

[2] آں سمیعی۔ کان کے شوق میں مدہوشی اس لئے طاری ہوئی تھی کہ آپ کے کان کی مہربانیاں یاد آتی تھیں اصغا۔ کان دھرنا، توجہ کرنا عشوہ۔ میری ناقص جان جو مکر کرتی تھی وہ میں آپ سے کہتا تھا اور آپ اس کو سن لیتے تھے۔

[3] قلبہائے۔ مصنوعی حال آپ کو سناتا تھا آپ اس کو صحیح احوال کی طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلمہا۔ میری بناوٹی حالت پر آپ ایسی بردباری برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں بردباریاں قربان ہیں۔ اوّلاً۔ مجازی صدر جہاں سے اپنے احوال بیان کرتا ہے۔ اوّل یعنی میں اپنے انجام و آغاز سے بےخبر ہوگیا۔

ثانیًا بشنو تو اے صدرِ وَدُود ۔۔۔ کہ بجُستم تُرا ثانی نبُود

دوسرے سُنیئے، اے محبوب صدر! ۔۔۔ کہ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کا کوئی ثانی نہ تھا

ثالثًا تا از تو بیروں رفتہ اَم ۔۔۔ گوئیا ثالث ثلاثہ گفتہ اَم [۱]

تیسرے، جب سے کہ میں آپ کے پاس سے باہر ہوا ۔۔۔ گویا کہ میں تین میں سے تیسرے کا قائل ہوگیا ہوں

رابعًا چوں سوخت مارا مزرعہ ۔۔۔ می ندانم خامسہ از رابعہ

چوتھے، جب میرا کھیت جل گیا ۔۔۔ میں پانچویں کو چوتھے سے ممتاز نہیں کرسکتا

خامسًا در ہجرت اے صدرِ جہاں ۔۔۔ از حواسِ خمسہ بودم در زیاں

پانچویں، اے صدرِ جہاں! تیرے فراق میں ۔۔۔ میں پانچوں حواس سے نقصان میں تھا

سادسًا از شش جہت بے روئے تو ۔۔۔ گوئیا بارید بر من غم دوتو

چھٹے، تیرے چہرے کے بغیر چھو جانبوں سے ۔۔۔ گویا مجھ پر دوہرا غم برسا

سابع از ثامن ندانم فنا آرام [۲] ۔۔۔ خوں ہمی گرید فلک از نالہ اَم

مجھے ساتویں آٹھویں میں تمیز نہ رہی میں گمشدہ ہوں ۔۔۔ میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو روتا ہے

ہر کجا یابی تو خوں بر خاکہا ۔۔۔ پے بری باشد یقیں از چشم ما

زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے ۔۔۔ کھوج لگا لیجیے سو یقینًا ہماری آنکھ کا ہوگا

گفت من رعد است ایں بانگ و حنین ۔۔۔ ز ابر خواہد تا ببارد بر زمیں

میری گفتگو، اور یہ آواز اور رونا، گرج ہے ۔۔۔ وہ ابر سے چاہتا ہے، کہ زمین پر برسے

من میانِ گفت و گریہ می تنم ۔۔۔ یا بگریم یا بگویم چوں کنم

میں بولنے اور رونے کے درمیان کشمکش میں ہوں ۔۔۔ روؤں یا بات کروں، کیا کروں؟

گر بگویم فوت می گردد بکا ۔۔۔ ور بگریم چوں کنم شکر و ثنا

اگر بولتا ہوں، رونا چھوٹتا ہے ۔۔۔ اگر روؤں شکریہ اور تعریف کیسے کروں؟

می فتد [۳] از دیدہ خونِ دل شہا ۔۔۔ بیں چہ افتادست از دیدہ مرا

اے شاہ! آنکھوں سے دل کا خون بہہ رہا ہے ۔۔۔ دیکھ! آنکھوں سے مجھ پر کیا افتاد پڑی ہے!

ایں بگفت و گریہ در شد آں نحیف ۔۔۔ کہ بر و بگریست ہم دون ہم شریف

یہ کہا، اور وہ لاغر رونے لگا ۔۔۔ کہ اس پر رذیل بھی اور شریف بھی رونے لگا

از دلش چنداں برآمد ہائے و ہو ۔۔۔ حلقہ کرد اہلِ بخارا گردِ او

اس کے دل سے ایسی ہائے و ہو نکلی ۔۔۔ کہ بخارا والوں نے اس کے گرد حلقہ کرلیا

۱ آزرد۔ دوست ثالث ثلاثہ۔ یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں مبتلا ہوگیا۔ مزرعہ یعنی اعمال کی کھیتی۔ خامسًا یعنی اپنے حواس کھو بیٹھا۔

۲ فنا آر۔ بھٹکا ہوا۔ گفت اس نے کہا کہ میری بات اور آہ و بکا ہنر رکھتی ہے جو میری آنکھوں کے ابر سے آنسو بہانا چاہتی ہے۔ من میاں۔ میں روتا ہوں تو زبانی شکوے سے محروم ہوجاتا ہوں، شکوہ کرتا ہوں تو پھر رو نہیں سکتا۔

۳ می فتد۔ دیکھئے اب میری آنکھوں سے خون کے آنسو گرنے شروع ہوگئے ہیں۔ نحیف۔ لاغر۔ دون۔ کمینہ۔

Presented by www.ziaraat.com

خیرہ[1] گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند — مرد و زن خرد و کلاں حیراں شدند
بہت بولتے ہوئے بہت روتے ہوئے بہت ہنستے ہوئے — مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے حیران ہو گئے

شہر ہم ہمرنگِ او شد اشک ریز — مرد و زن درہم شدہ چوں رستخیز
شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا — قیامت کی طرح مرد و عورت گڈمڈ ہو گئے

آسماں میگفت آں دم با زمیں — گر قیامت را ندیدستی بہ بیں
اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا — اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے

عقل حیراں کہ چہ عشقست و چہ حال — کہ فراقِ او عجب تر یا وصال
عقل حیران تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے — کہ اس میں ہجر زیادہ تعجب خیز ہے یا وصل

چرخ[2] برخواندہ قیامت نامہ را — تا مجرہ بر دریدہ جامہ را
آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے — کہکشاں نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں

با دو عالم عشق را بیگانگی — اندرو ہفتاد و دو دیوانگی
عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے — اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں

سخت پنہان ست و پیدا حیرتش — جانِ سلطانانِ جاں در حسرتش
وہ ایک سخت پوشیدہ چیز ہے اور اس کی حیرانی کھلی ہوئی ہے — جان کے شہنشاہوں کی جان اس کی حسرت میں ہے

غیرِ ہفتاد و دو ملت کیشِ او — تختِ شاہاں تختہ بندی پیشِ او
بہتر ملتوں کے علاوہ اس کا مذہب ہے — اس کے سامنے شاہوں کا تخت کاٹھ کا ہے

مطرب[3] عشق ایں زند وقتِ سماع — بندگی بند و خداوندی صداع
عشق کا گویا، سماع کے وقت یہ بجاتا ہے — غلامی قید، اور آقائی دردِ سر ہے

پس چہ باشد عشق دریائے عدم — در شکستہ عقل را آنجا قدم
تو عشق کیا ہے؟ فنا کا دریا ہے — وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں

بندگی و سلطنت معلوم شد — زیں دو پردہ عاشقی مکتوم شد
غلامی اور حکومت (اگر) محسوس ہوئی — ان دونوں پردوں میں عاشقی چھپ گئی

---

[3] مطربِ عشق عشق کی یہ صدا ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور آقائی اس کے لئے دردِ سر ہے۔ بس۔ ہم نے جو حال بیان کیا یہ تو عشق مجازی کی کیفیات ہیں اب اگر عشق خداوندی ہو تو اس کی صفات کو اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہٰذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی۔ کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تختِ سلطنت پسند کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پردہ اور حجاب ہیں عشق اُن کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

[1] خیرہ۔ اب اس کی یہ حالت تھی کبھی شکوے کرتا کبھی روتا کبھی ہنستا۔ ان مجنونانہ حرکات پر سب حیران تھے۔ شہر۔ اس کی یہ حالتِ زار دیکھ کر پورا شہر رونے لگا۔ رستخیز۔ قیامت کے میدان میں مرد و زن سب باہم مختلط ہو جائیں گے۔ آسماں۔ آسمان زمین سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو تو۔ اس کا نمونہ ہے دیکھ لے۔ کہ فراق۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس عاشق کا ہجر زیادہ دردناک ہے یا وصال زیادہ دردناک ہے۔

[2] چرخ۔ آسمان، قیامت کا بیان پڑھ کر اس حادثے پر اس کو منطبق کر رہا تھا۔ مجرہ۔ کہکشاں۔ با دو عالم۔ یہاں سے مولانا نے عشق کے صفات بیان کرنے شروع کئے ہیں یعنی عشق کے احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا ہیں۔ اندرو۔ دنیا کے ہر پاگل میں ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ سخت۔ عشق خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے آثار بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں انبیاء باوجود اپنی بلندیوں کے اس کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ غیر ہفتاد۔ عشق کا مسلک اور مذہب دنیا کے تمام مسلکوں اور مذہبوں سے جداگانہ ہے یہ شاہی تخت کو پاؤں کی بیڑی خیال کرتا ہے۔ تختہ بندی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا پاؤں کاٹھ میں پھنسایا جاتا تھا۔

کاشکے[1] مستی زبانے داشتے — تا ز مستاں پردہا برداشتے

کاش عشق زبان رکھتا — تاکہ عاشقوں کے پردے اٹھا دیتا

ہر چہ گوئی اے دمِ ہستی ازاں — پردۂ دیگر برو بستی بداں

اے (انسانی) وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے — سمجھ لے اس پر ایک دوسرا پردہ تو نے ڈال دیا

آفتِ ادراکِ آں قال ست و حال — خوں بخوں شستن محال ست و محال

اس عشق کے علم کیلئے قول اور حال تباہی ہے — خون کو خون سے دھونا محال در محال ہے

من[2] چو با سودائیانش محرمم — روز و شب اندر قفص در می دمم

میں چونکہ اس (عشق) کے سودائیوں کا محرم راز ہوں — دن رات پنجرے میں پھونک بھر رہا ہوں

سخت مست و بیخود و آشفتۂ — دوش اے جاں بر چہ پہلو خفتۂ

تو بہت مست اور مدہوش اور پریشان ہے — اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوئی تھی؟

ہاں و ہاں ہشدار بر ناری دمے — اولاً برجہ طلب کن محرمے

خبردار، خبردار! سانس نہ لے — پہلے اٹھ کسی محرم (راز) کو تلاش کر

عاشق و مستی و بکشادہ زباں — اللہ اللہ اشترے بر نردباں

تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولتا ہے — اللہ اللہ (گویا) سیڑھی پر اونٹ ہے

چوں[3] ز راز و ناز او گوید زباں — یا جمیل الستر خواند آسماں

جب زبان اس (عشق) کا راز اور انداز بیان کرتی ہے — آسمان پکارتا ہے اے عمدہ پردہ پوشی کرنیوالے!

ستر چہ در پشم و پنبہ آذر ست — تا ہمی پوشیش او پیدا تر ست

پردہ پوشی کیسی؟ اون اور روئی میں آگ ہے — کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے

چوں بکوشم تا سرش پنہاں کنم — سر بر آرد چوں علم کاینک منم

میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس عشق کے راز کو چھپاؤں — وہ عشق جھنڈے کی طرح سر ابھارتا ہے کہ میں یہ ہوں

رغم انفم گیردم ناگہ دو گوش — کاے مدمغ چونش می پوشی بپوش

وہ عشق، میری رسوائی کیلئے میرے دونوں کان پکڑتا ہے — اے بد دماغ! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے، چھپا

---

[1] کاشکے۔ کوئی دوسرا عشق کی حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے خود زبان ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا حال بیان کر سکتا۔ ہر چہ گوئی۔ انسان عشق کے جو اوصاف گنتا ہے اس سے اس کی معرفت کی بجائے اور جہالت پیدا ہوتی ہے۔ آفت۔ انسان کو قول و فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں مانع ہے لہٰذا اس کے ذریعہ اس کی حقیقت کو واضح کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔

[2] من چو۔ مولانا فرماتے ہیں چونکہ میں عاشقوں کا محرمِ راز ہوں لہٰذا عشق کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ کوشش ایسی رائیگاں ہے جس طرح پنجرے میں پھونک بھرنا رائیگاں ہوتا ہے۔ سخت۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو بیان کرنے کا دعویٰ تیرے پراگندہ خیال میں جو شب کی بے چینی کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہاں۔ اپنے آپ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کے بیان کو چھوڑ پہلے کوئی محرم تلاش کر پھر اس سے بات کرنا۔ عاشق۔ بعض نسخوں میں عاقل ہے۔ عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان چلاتا ہے یہ تو اس قدر حیرت انگیز بات ہے جیسے کہ اونٹ سیڑھی پر چڑھے۔

[3] چوں۔ جب میری زبان عشق کے ناز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو آسمان خدا کو پکار کر ان رازوں کے مخفی رہنے کی دعا کرتا ہے۔ جمیل الستر۔ بہترین پردہ پوش۔ ستر۔ عشق کے راز کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چنگاری کو روئی میں چھپائے۔ چوں بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر ابھارتا ہے اور مجھے ذلیل کرنے کیلئے میرے دونوں کان پکڑ کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھ تو کیسے چھپا سکتا ہے۔ رغم انف۔ ناک کا خاک آلودہ ہونا، ذلیل ہونا۔

Presented by www.ziaraat.com

گویمش رَو گرچہ بر جوشیدۂ ——— ہمچو جاں پیدائی و پوشیدۂ
میں اس سے کہتا ہوں جا، تو اگرچہ جوش میں ہے ——— تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے

گوید او محبوسِ خنب ست ایں تنم ——— چوں مے اندر بزم خنبک میزنم
وہ کہتا ہے کہ میرا جسم قطرہ میں مقید ہے ——— شراب کی طرح میں مجلس میں ٹھٹھیاں مارا کرتا ہوں

گویمش زاں پیش کہ گردی گرو ——— تا نیاید آفتِ مستی بِرَو
میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گروی ہو ——— تاکہ اُس پر مستی کی مصیبت نہ آ جائے

گوید از جامِ لطیف آشامِ من (پیمانہ) ——— یارِ روزم تا نمازِ شامِ من
وہ کہتا ہے کہ میں لطیف آشام جام کے ذریعہ ——— دن کا شام کی نماز تک (تیرا) ساتھی ہوں

چوں بیاید شام و دُزدد جامِ من ——— گویمش وادہ کہ نامد شامِ من
جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا جام چرائے گی ——— میں اُس سے کہوں گا واپس دیدے کیونکہ میری شام نہیں ہوئی ہے

زاں عرب بنہاد نامِ مے مُدام ——— زانکہ سیری نیست مے خور را مُدام
اس لئے عربوں نے شراب کا نام مُدام رکھا ہے ——— کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے

عشق جوشد بادۂ تحقیق را ——— او بُوَد ساقی نہاں صِدّیق را
عشق تحقیق کی شراب کو جوش دیتا ہے ——— وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے

چوں بجوئی تو بتوفیقِ حَسَن ——— بادہ آبِ جاں بُوَد ابریق تن
جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ تلاش کرے گا ——— تو شراب روح کیلئے آبِ حیات، اور جسم جام بنے گا

چوں بیفزاید مے توفیق را ——— قوّتِ مے بشکند ابریق را
جب وہ (عشق) توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے ——— شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے

آب گردد ساقی و ہم مست آب ——— خود بگو اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
پانی ساقی بنجاتا ہے اور پانی ہی مست بنجاتا ہے ——— خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے

ے چرا زاں عرب شراب کو عربی زبان میں مُدام کہا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ شرابی اُس سے سیر نہیں ہوتا ہے اور اس کی ہمیشگی کا خواہشمند رہتا ہے تو جب شرابِ ظاہری کی یہ صورت ہے تو شرابِ عشق سے کیسے سیری ہو سکتی ہے۔ مُدام ہمیشہ۔ عشق جوشد اب مولانا نے پھر عشق کے اوصاف بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے، اور وہ عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چوں بجوئی۔ اگر تو خدا کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری روح کے لئے آبِ حیات کا کام کریگا اور تیرا بدن اُس کیلئے جام بنجائیگا —— گ چوں بیفزاید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دیدیتا ہے تو پھر ابریقِ بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علائقِ جسمانی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آب گردد۔ اب یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و معشوق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست ایک ہو جائیں گے۔ خود بگو۔ اگر تیری سمجھ میں یہ اتحاد نہ آئے تو تردید نہ کر اور معاملہ اللہ کے سپرد کردے۔

ل گو یمش۔ میں اس عشق سے کہتا ہوں کہ آپ کو جوش آگیا ہے آپ اس وقت چلے جائیے اور خود آپ اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیجئے آپ تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور ظاہر بھی۔ گوید۔ وہ عشق کہتا ہے کہ میرا اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں ہے میری مثال اُس شراب کی سی ہے جو مٹکے میں مقید ہے اور اس کے آثار سر محفل ظاہر ہیں میں بھی روح میں مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے ہیں۔ قبت۔ تم گو یمش۔ میں اس عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں پھنسنے سے پہلے چلے جاؤ میری مستی کوئی ظلم ڈھائیگی اور مجھ پر مصیبت آ جائیگی اور وہ میری مصیبت تیری مصیبت ہے۔ گوید۔ تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو میرے لطیف جام سے سیراب ہو میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے ذریعہ میری رسوائی نہ ہوگی تم کم ظرف نہیں ہو کہ پی کر بہک جاؤ۔ روز یعنی زندگی۔ شام یعنی موت کا وقت۔
ک چوں بیاید۔ عشق نے شام تک ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو گویا وہ شام کے بعد جدا ہو جائیگا اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت جب جام عشق کو مجھ سے جدا کرنے لگے گا تو میں اس سے کہونگا کہ ابھی شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جام

پرتوِ ساقی ست کاندر شیرہ رفت — شیرہ برجوشید رقصاں گشت و تفت

ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پہنچا — شیرہ جوش مارنے لگا، تیز ناچنے لگا

اندریں معنی بپرس آں خیرہ را — کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را

اِس بیہودہ سے یہ بات دریافت کر — تو نے شیرے کو ایسا کبھی دیکھا تھا؟

بے تفکر پیش ہر دانندہ ہست — آنکہ با گردندہ گردانندہ ہست

بغیر سوچے، ہر جاننے والے کے پیش نظر ہے — کہ گھومنے والے کے لئے (کوئی) گھمانے والا ہے

حکایتِ آں عاشقِ درازہجرِ بسیار امتحاں

لمبے ہجر والے، بہت، امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

یک جوانے بر زنے مجنوں بُدست — روز و شب بیخواب و بیخور آمدست

ایک جوان، ایک عورت پر عاشق ہوا تھا — شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا

بیدل و شوریدہ ہم مجنون و مست — می ندادش روزگارِ وصل دست

بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست — وصل کا زمانہ اس کے ہاتھ نہ آتا تھا

بس شکنجہ کرد عشقش بر زمیں — خود چرا دارد ز اوّل عشق کیں

اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا — (نہ معلوم) عشق ابتدا ہی سے کیوں دشمنی رکھتا ہے؟

عشق از اوّل چرا خونی بود — تا گریزد آنکہ بیرونی بود

عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟ — تاکہ وہ بھاگ جائے جو اجنبی ہو

چوں فرستادے رسولے پیشِ زن — آں رسول از رشک گشتے راہزن

جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا — وہ قاصد رشک سے رقیب بن جاتا

ور بسوئے زن نبشتے کاتبش — نامہ را تصحیف خواندے نائبش

اگر اس کا منشی عورت کو لکھتا — اس (عورت) کا نائب خط کو غلط پڑھ کر سناتا

ور صبا را پیک کردے در وفا — از غبارے تیرہ گشتے آں صبا

اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بناتا — وہ صبا، غبار سے کالی پڑ جاتی

رقعہ گر بر پرِ مرغے دوختے — پرِ مرغ از تفِ رقعہ سوختے

اگر وہ خط پرندے کے پروں پر سیتا — خط کی گرمی سے پرندے کے پر جل جاتے

ے پرتو۔ انگور کے شیرے کے تمام خواص ساقی کا پرتو ہیں۔ اندریں۔ اگر کوئی انکار کرے تو اس سے دریافت کر کہ انگور کے شیرے میں یہ خواص کہاں سے آئے ہیں۔ بے تفکر۔ ہر انسان کھلے طور پر جانتا ہے کہ کوئی کام کام کرنے والے کے بغیر وجود میں نہیں آتا تو لامحالہ ایک ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں متصرف ہے وہ وہ حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ حکایت۔ اس قصہ سے بھی یہ بتاتا ہے کہ اسباب میں سببیت بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے ہے ورنہ اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک جوانے۔ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر نہ آتا تھا۔ بس شکنجہ۔ عشق نے اس کو طرح طرح کی سزائیں دیں۔

ے خود چرا۔ عشق عاشق کو اس لئے ستاتا ہے تاکہ ہر بوالہوس حسن پرستی کو شعار نہ بنا لے اور نااہل اس میدان کو چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں فرستادے۔ وہ عاشق کسی کو قاصد بناتا تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ ور۔ اگر وہ پیام محبت تحریر کرا کر بھیجتا تو اس معشوق کا منشی اس کو غلط پڑھ کر سناتا۔

ے ور صبا۔ اگر وہ صبا کے ذریعہ پیغام بھیجتا تو وہ صبا گرد آلود ہو جاتی اور صحیح پیغام نہ پہنچاتی۔ رقعہ۔ اگر کبوتر کے پروں سے باندھ کر خط بھیجتا تو سوزش سے کبوتر کے پر جل جاتے۔

Presented by www.ziaraat.com

راہہائے چارہ را غیرت ببست — لشکرِ اندیشہ را رایت شکست

تدبیر کے راستے، غیرت نے بند کر دیئے — سوچ کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا

بُود اوّل مونسِ غم، انتظار — آخرش بشکست کہ ہم انتظار

پہلے انتظار، غم کا غمگسار تھا — آخر میں وہ درہم برہم ہو گیا، کون؟ انتظار بھی

گاہ گفتے کایں بلائے بے دواست — گاہ گفتے نے حیاتِ جانِ ماست

کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے — کبھی کہتا نہیں، ہماری جان کی زندگی ہے

گاہ ہستی زو برآوردے سرے — گاہ او از نیستی خوردے برے

کبھی ہستی اس میں سر ابھارتی — کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا

گاہ فریادش بگردوں بر شدے — گر خیالِ دلبرش ہمدم بدے

کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی — کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا

چونکہ بر وے سرد گشتے ایں نہاد — جوش کردے گرم چشمۂ اتحاد

جب یہ مزاج، اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا — اتحاد کا گرم چشمہ جوش مارتا

چونکہ با بے برگیِ غربت بساخت — برگِ بے برگی بسوئے او بتاخت

جبکہ مسافرت کو بے سروسامانی سے اس نے ساز کیا — بے سروسامانی کا سامان اس کی طرف بڑھا

خوشہائے فکرتش بیکاہ شد — شبرواں را رہنما چوں ماہ شد

اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے — وہ راستے کے مسافروں کا چاند کی طرح رہنما ہو گیا

اے بسا طوطیِ گویائے خمش — اے بسا شیریں روانِ رو ترش

بہت سے طوطی کی طرح چہچہانے والے خاموش ہیں — بہت سے خوش دل، غمگین ہیں

رو بگورستاں دمے خامش نشیں — آں خموشانِ سخن گو را ببیں

تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا، خاموشی سے بیٹھ — ان بولنے والے، خاموشوں کو دیکھ

لیک اگر یکرنگ بینی خاکِ شاں — نیست یکساں حالتِ چالاکِ شاں

لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے — ان کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے

شحم و لحمِ زندگاں یکساں بود — آں یکے غمگیں دگر شاداں بود

زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے — (لیکن) ایک غمگین، دوسرا خوش ہوتا ہے

---

۵۰ راہہائے: غیرت نے تمام سبب اور تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغام رسانی کے جس قدر اسباب تھے وہ سب ناکارہ ہو گئے تھے۔ بُود: پہلے اس کیلئے معشوق کا انتظار غم کا مونس بنا ہوا تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ گفتے: کبھی وہ عشق کو بلائے بے درماں سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو مدارِ زندگی ہے۔

۵۱ گاہ ہستی: کبھی اس پر خودی کا غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتیں کبھی بالکل فنا کا درجہ اختیار کرتا اور اپنے وجود کو بھلا بیٹھتا۔ گاہ: کبھی تنہائی کی دشت میں گریہ وزاری کرتا کبھی محبوب کے خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ: کبھی اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب سے اتحاد کا چشمہ جوش مارنے لگتا۔ چونکہ: اب بے سروسامانی اس کے لئے موجبِ راحت بن گئی تھی۔ خوشہائے: جبکہ اس کا عشق خواہشات کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو وہ عاشقوں کا راہنما بن گیا۔

۵۲ اے بسا: مولانا اہل اللہ اور مدعیانِ ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں، بہت سے وہ لوگ کہ بظاہر طوطی کی طرح خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل خاموش ہے پھر وہ لوگ ہیں جن کی وضع خوش و رنگ ... ہے بظاہر ترش رو

ہیں۔ تو جو حقیقی ولی اور بناوٹی کا ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور حقیقتاً ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مُردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت جداگانہ ہے۔ شحم مُردوں میں کیا زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

تو چہ[1] دانی تا نوشی قالِ شاں — زانکہ پنہان ست بر تو حالِ شاں
تو کیا سمجھے جب تک اُن کی بات نہ سُن لے — کیونکہ تجھ پر اُن کی حالت مخفی ہے

بشنوی از قال ہائے و ہوے را — کے بہ بینی حالتِ صد توے را
تو زبان سے ہائے وہو کو سُن لیتا ہے — تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے

نقشِ ما یکساں بضد ہا متصف — خاک ہم یکساں رواں شاں مختلف
ہماری صورتیں یکساں ہیں، متضاد صفات سے متصف ہیں — مٹی بھی یکساں ہے، اُن کی روحیں مختلف ہیں

ہمچنیں یکساں بود آواز ہا — آں یکے پُر درد و آں پُر ناز ہا
اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں — ایک درد سے بھری ہے اور ایک ناز سے بھری ہے

بانگِ[2] اسپاں بشنوی اندر مصاف — بانگِ مرغاں بشنوی اندر مطاف
میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے — چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از حقد و دیگر زار تباط — آں یکے از رنج و دیگر از نشاط
ایک دشمنی سے ہے اور دوسری تعلق کی وجہ — ایک رنج سے ہوتی ہے، دوسری خوشی سے

ہر کہ دُور از حالتِ ایشاں بود — پیشش آں آواز ہا یکساں بود
جو اُن کے احوال سے دور ہو — اُس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں

آں درختے جنبد از زخمِ تبر — واں درختِ دیگر از بادِ سحر
ایک درخت کلہاڑے کی چوٹ سے ہلتا ہے — دوسرا درخت، صبح کی ہوا سے

بس غلط گشتم ز دیگِ مردہ ریگ — زانکہ سر پوشیدہ می جوشید دیگ
میں بہت سی مرتبہ بیکار دیگ سے غلطی میں پڑ گیا — کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوش[3] و نوشِ ہر کست گوید بیا — جوشِ صدق و جوشِ تزویر و ریا
تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آ جا — سچائی کا جوش اور ملمع سازی اور ریا کا جوش

گر نداری دیدہائے رُو شناس — رو دماغے دست آور بو شناس
اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے — جا کوئی خوشبو پہچاننے والا دماغ حاصل کر

آں دماغے کہ براں گلشن تند — چشمِ یعقوباں ہم او روشن کند
وہ دماغ، جو اُس چمن سے تعلق رکھے — یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

کا سہارا لے جو اُس گلشن کا دماغ رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نورِ دیدہ ہو۔ یعقوباں۔ عاشقاں۔

[1] تو چہ دانی۔ انسان اور انسان میں فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا ہے بشنوی۔ بولنے سے بھی پوری حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے اصل حالت کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ نقش۔ انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں۔ لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم یکساں ہیں روحیں مختلف ہیں۔ ہمچنیں۔ آوازیں بھی یکساں معلوم ہونگی لیکن ان آوازوں میں مختلف درد و ناز کی وجہ سے فرق ہے۔

[2] بانگ۔ گھوڑوں اور پرندوں کی آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے لیکن ان آوازوں کی باطنی کیفیات میں فرق ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص اصل حالت سے واقف نہ ہوگا وہ آوازوں کو یکساں سمجھیگا۔ آں درخت۔ درختوں کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے ہلنے کا سبب کلہاڑے کی چوٹ ہے اور دوسرے کے ہلنے کا سبب ہوا ہے۔ بس غلط۔ سر پوش سے ڈھکی ہوئی دیگ کے جوش مارنے سے دھوکا ہوتا ہے۔

[3] جوش۔ ہر انسان کا جوش و خروش تجھے دعوت دیتا ہے۔ گر نداری۔ اگر تجھ میں خود امتیاز کرنے کی طاقت نہیں ہے تو کسی صاحبِ بصیرت سے مشورہ کرے۔ آں دماغ۔ پہچاننے کے لئے اُس آدمی

Presented by www.ziaraat.com

ہیں بگو احوالِ آں خستہ جگر | کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبردار! اُس خستہ جگر کے احوال بتا | کیونکہ اے لڑکے! ہم بخاری سے دور جا پڑے

یافتنِ عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوئندہ یابندہ بُود کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَّ وَجَدَ، صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

عاشق کا معشوق کو پالینا، اور اس کا بیان کہ جستجو کرنے والا پالینے والا ہوتا ہے، جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اُس نے اس کو پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے، جو شخص ایک ذرہ کے وزن کی نیکی کرتا ہے۔ وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر شر کریگا وہ اسکو دیکھے گا

کاں جواں در جستجو بُد ہفت سال | از خیالِ وصل گشتہ چوں خیال
وہ جوان سات سال تلاش میں رہا | وصل کے خیال سے خیال کی طرح ہوگیا

سایۂ حق بر سرِ بندہ بُود | عاقبت جوئندہ یابندہ بُود
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے | انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہوتا ہے

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے | عاقبت زاں در بروں آید سرے
پیغمبرؐ نے فرمایا جب تو دروازہ کھٹکھٹائیگا | انجام کار اُس دروازے سے سر باہر نکلے گا

چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے | عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
اگر تو کسی کے کوچے کے سرے پر بیٹھے گا | انجام کار کسی کا چہرہ دیکھ لے گا

چوں ز چاہے می کنی ہر روز خاک | عاقبت اندر رسی در آبِ پاک
جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا | انجام کار پاک پانی میں پہنچ جائے گا

جملہ دانند ایں اگر تو نگروی | ہر چہ می کاریش روزے بدروی
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے | جو تو بوئے گا، ایک دن کاٹے گا

سنگ بر آہن زدی آتش بجست | ایں بباشد ورنہ باشد نادرست
تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکلی | یہ ہوگا، اگر نہ ہو تو نادر ہے

آنکہ روزی نیستش بخت و نجات | ننگرد عقلش مگر در نادرات
جس کا مقدر نصیبہ اور نجات نہیں ہے | اُس کی عقل نادر کے سوا نہیں دیکھتی ہے

لہ ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم بخاری کے قصہ سے دُور جا پڑے اب اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یافتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی مقصد پیدا فرما دیتا ہے اور عالم اسباب میں بھی مسبب پیدا کرنے والا حق تعالیٰ ہی ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی ہے۔ چوں خیال یعنی اس کا وجود ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت۔ انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جاتی ہے۔

لہ چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب تم اُس کے کوچے پر دھرنا دیدو گے تو ضرور اُس کا دیدار کرو گے۔ چاہے۔ جتنی کھودتے رہو گے تو کنویں سے ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ۔ تمام دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ کھیتی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے۔

لہ سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو سنت اللہ ہے کہ اس سے آگ پیدا ہو جائیگی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو بدبخت ہوتے ہیں وہ سنت الٰہی کو پیش نظر نہیں رکھتے نادر الوقوع باتوں کی طرف دھیان کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

کاں[1] فلاں کس کشت کرد و بر نداشت — واں صدف برد و صدف گوہر نداشت
کہ اُس فلاں نے کھیتی کی، اور پھل نہ پایا — وہ سیپ لے گیا، اور سیپ میں موتی نہ تھا

بلعم باعور و ابلیسِ لعین — سود نامدشاں عبادتہا و دیں
بلعم باعور، اور ملعون شیطان — اُن کو عبادتیں، اور دین مفید نہ پڑا

صد[2] ہزاراں انبیا و رہرواں — ناید اندر خاطرِ آں بدگماں
لاکھوں نبی، اور راہبر — اُس بدگمان کے دل میں نہ آئے

ایں دو را گیرد کہ تاریکی دہد — در دلش ادبار جز ایں کے نہد
اِن دو کو اُس نے پکڑا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں — بدنصیبی اس کے دل میں اِسکے علاوہ کیا رکھے؟

بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او — مرگ اُو گردد بگیرد در گلو
بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں — وہ اُن کی موت بنتی ہے اور نان اُن کا گلا پکڑتی ہے

پس تو اے ادبار رو ہم ناں مخور — تا نیفتی ہمچو اُو در شور و شر
تو اے منحوس صورت! تو بھی روٹی نہ کھا — تاکہ اُس کی طرح شور و شر میں مبتلا نہ ہو

صد ہزاراں خلق نانہا می خورند — زور می یابند و جاں می پرورند
لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں — طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں

تو[3] بداں نادر کجا افتادہ — گر نہ محرومی و ابلہ زادہ
تو اُس نادر میں کیوں گھس گیا! — اگر تو محروم ہے اور بے وقوف کا بچہ نہیں ہے

ایں جہاں پُر آفتاب و نورِ ماہ[4] — تو بہشتہ سر فرو بُردہ بچاہ
یہ دنیا دھوپ اور چاند کی روشنی سے بھری ہے — تو سر کو لٹکائے ہوئے کنوئیں میں گھسا ہے

کہ اگر حق ست پس کو روشنی — سر ز چہ بردار و بنگر اے دنی
کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہاں ہے؟ — اے کمینے! کنوئیں سے سر اٹھا، اور دیکھ

جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت — تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت
مشرق اور مغرب میں تمام جہان نے نور محسوس کیا — جب تک تو کنوئیں میں ہے وہ تجھ پر نہ چمکے گا

چہ رہا کن رو بایوان و کروم — کم ستیز اینجا بداں کاللج شوم
کنوئیں کو چھوڑ، محلات اور باغات میں جا — یہاں کج بحثی نہ کر، سمجھ لے جھگڑالوپن بدبختی ہے

ہیں مگو کاینک فلانے کشت کرد — در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد
خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی — فلاں سال میں اور ٹڈی اُس کی کھیتی کھا گئی

[1] کان فلان۔ نادر باتوں کی یہ مثالیں اُن کے پیشِ نظر ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے کھیتی کی وہ جل گئی اُس کو کچھ نہ ملا اُس نے دریا میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اُس میں موتی نہ نکلا۔ بلعم اور شیطان نے عبادتیں کیں اُن کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔

[2] صد ہزاراں۔ وہ بدبخت لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو نہیں دیکھتا کہ عبادات سے اُن کو کتنے بڑے رتبے ملے۔ اِن دو بلعم اور شیطان کو پکڑے ہوئے ہے یہ اُس کی بدبختی کی علامت ہے۔

بس کسا۔ نادر اور اتفاقات کی مثالیں لا کر عبادت سے گریز کرتا ہے، اگر نادر ہی دلیل ہے تو اتفاقاً یہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے سے انسان مرا ہے تو روٹی کھانا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

[3] تو بداں۔ نادر اور غیر عادی کو پیشِ نظر رکھنا بڑی بدبختی ہے۔ ایں جہاں۔ نادر چیزوں سے استدلال کرنے والے کی مثال یہ ہے کہ عالم میں دھوپ اور چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور ایک شخص کنوئیں میں منہ چھپائے اُن کا انکار کرتا رہے جملہ عالم۔ اُس کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور سے بھرا ہے تو خود اُس سے محروم ہے۔ اللج شوم۔ کج بحثی اور جھگڑالوپن بدبختی کی دلیل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پس چرا کارم کہ اینجا خوف ہست　　پس چرا افشانم ایں گندم زدست

تو میں کھیتی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے　　میں ہاتھ سے اس گیہوں کو کیوں بکھیروں؟

ہیں[1] مکن استیزہ رو زود کار کن　　با توکل کشت کن بشنو سخن

خبردار، جھگڑا نہ کر جا، جا کام کر　　توکل کے ساتھ کھیتی کر، بات سن لے

ہر کہ استیزہ کند بر سر فتد　　آنچناں کو برنخیزد تا ابد

جو کج بحثی کرتا ہے، سر کے بل گرتا ہے　　اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا

وانکہ او نگذاشت کشت و کار را　　پر کند کوریّ تو انبار را

اور جس نے کھیتی، اور کام کو نہ چھوڑا　　وہ تیرے اندھے پن پر انبار بھرے گا

زیں بیاں بگذر زمانے باز راں　　جانب احوال آں عاشق جواں

تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گذر جا پھر چل　　اس جوان عاشق کے احوال کی جانب

چوں درے میکوفت او از سلوتے　　عاقبت دریافت روزے خلوتے

جب وہ لاپروائی سے دروازہ کھٹکھٹاتا رہا　　انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت پالی

جست از بیم عسس اوشب بباغ　　یار خود را یافت با شمع و چراغ

وہ رات کو کوتوال کے ڈر سے باغ میں گھس گیا　　اس نے اپنے یار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پایا

گفت[2] سازندہ سبب را آں نفس　　اے خدا تو رحمتے کن بر عسس

اس وقت اس نے سبب الاسباب سے کہا　　اے خدا! کوتوال پر رحمت نازل فرما

ناشناسا تو سببہا کردہ　　از در دوزخ بہشتم بردہ

نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا　　تو دوزخ کے دروازے سے مجھے بہشت میں لے گیا

بہر آں کردی سبب ایں کار را　　تا ندارم خوار من یک خار را

تو نے اس لئے (اس کو) اس کام کا سبب بنایا　　تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں

در[3] شکست پائے بخشد حق پرے　　ہم ز قعر چاہ بگشاید درے

اللہ تعالیٰ پاؤں ٹوٹنے کے بدلے میں پر عنایت　　کنویں کے اندر بھی وہ دروازہ کھول دیتا ہے

ہر چہ آں بر تو کراہیت بود　　چوں حقیقت بنگری رحمت بود

وہ چیز جو تجھے ناگوار ہوتی ہے　　جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہی ہو

---

[1] ہیں۔ انسان کو کج بحثی چھوڑ کر عمل میں لگ جانا چاہیئے اور اللہ کے بھروسے پر عمل کرنا چاہیئے یقیناً وہ اس کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کہ۔ کج بحثی کرنے والا اس طرح اوندھے منہ گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھلتا ہے۔ زیں بیاں یعنی انسان کو اس کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔ سلوتے۔ بے فکری، بے فکری، خلوتے۔ یعنی محبوب کے ساتھ تنہائی۔ عسس۔ کوتوال یعنی وہ عاشق کوتوال کے ڈر سے باغ میں چھپنے کے لئے گھس گیا وہاں اس کی محبوبہ مع شمع کے موجود تھی۔

[2] گفت۔ چونکہ کوتوال وصال کا سبب بنا اس لئے اس نے کوتوال کو دعائیں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناسا۔ غیر معروف نامعلوم دوزخ۔ یعنی فراق بہشت۔ یعنی وصال۔ بہر آں۔ کوتوال کو سبب وصال بنا کر تو نے یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو انسان ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید ہو سکتی ہے۔

[3] در شکست۔ جب اللہ کا کرم ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا پر حاصل ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ایک ضد کو دوسری ضد کے حصول کا سبب بنا دیتا ہے کنویں کی گہرائی نجات کا سبب بن جاتی ہے۔ ہر چہ۔ قرآن پاک میں ہے عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔

تُو مَبیں[1] کہ بر درختی یا بچاہ	تو مرا بیں کہ مَنَم مِفتاحِ راہ
یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے	تو مجھے دیکھ میں راستے کی کنجی ہوں
گر تو خواہی باقیِ ایں گفتگو	اے اَخی دَر دفتر چارم بجُو
اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے	اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کرے

قد تم الدفتر الثالث من الکتاب المثنوی المعنوی للمولوی المعنوی

[1] تُو مَبیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تمام مشکلات کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو خواہی۔ اب اس عاشق کا بقیہ قصہ دفتر چہارم میں مذکور ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com